حضرت امام مالکؒ کا مرتب کردہ احادیثِ نبویﷺ کا سب سے قدیم و بیش بہا مجموعہ

مؤطا امام مالک علیہ الرحمۃ

تالیف

الشیخ الجلیل مالك بن انس

المتوفی (۱۷۹ھ)

مترجم

حضرت علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ تعالیٰ

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-7224228-7355743

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امام مالکؒ کا مرتّب کردہ احادیثِ نبویؐ کا سب سے قدیم

و بیش بہا مجموعہ

مؤطا امام مالک علیہ الرحمۃ

جسے امام مالکؒ المتوفی ۱۷۹ھ نے سالہا سال ہر کسوٹی
پر پرکھ کر اپنی دس ہزار احادیث سے منتخب کیا تھا

اصل عربی مع مقابل اردو ترجمہ و ضروری فوائد کشف المغطا

از

حضرت علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ـــــــ مؤطا امام مالک علیہ الرحمۃ

مصنّف: ـــــــ حضرت علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر: ـــــــ مکتبہ رحمانیہ

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے' انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت' طباعت' تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست مطالب ''مؤطا امام مالکؒ مترجم''

مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ
سبب تالیف کتاب	15	سر اور کانوں کے مسح کا بیان	36	تیمم کی ترکیب	51
ذکر امام مالکؒ مؤلف ''مؤطا''	16	موزوں پر مسح کرنے کا بیان	37	حیض والی عورت سے جماع	
سندِ کتاب	17	موزوں پر مسح کی ترکیب	39	درست نہیں باقی سب کام درست	
کتاب وقوتِ الصلوٰۃ	18	نکسیر پھوٹنے کا بیان	39	ہیں	52
نماز کے اوقات کا بیان	18	جس شخص کا خون یا نکسیر بند نہ ہو وہ		طہر (حیض سے پاکی) کا بیان	53
جمعہ کے وقت کا بیان	21	کیا کرے	40	حیض کے مختلف مسائل	53
جس نے نماز کی ایک رکعت پالی		مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	40	مستحاضہ (حیض کی بیماری والی	
اس کا بیان	22	ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا	41	عورت) کا بیان	54
وقتوں کا بیان	23	ستر کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا		بچے کے پیشاب کا بیان	55
نماز سے سو جانے کا بیان	24	ہے	42	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا	
زوال کے وقت نماز کی ممانعت کا		بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا		بیان	56
بیان	26	ہے	43	مسواک کا بیان	57
مسجد میں لہسن کھا کر جانے اور نماز		غسل جنابت کی ترکیب	44	اذان کا بیان	57
میں منہ ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان	26	دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے		اذان میں انگوٹھے چومنا بدعت	
وضو کی ترکیب	27	چاہے انزال ہو یا نہ ہو	45	ہے	57
جو کوئی سو کر نماز کے لئے اٹھے اس		جنبی جب سونے یا کھانے کا ارادہ		سفر میں بے وضو اذان کہنے کا بیان	63
کے وضو کا بیان	28	کرے تو پہلے وضو کرے	46	اذان کا سحر کے وقت ہونا	64
وضو کے پانی کا بیان	29	جنبی جب بھول کر بغیر غسل نماز		تکبیر تحریمہ کا بیان	64
جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا ان کا		پڑھ لے تو نماز کا اعادہ کرے	47	مغرب اور عشاء کی قراءت کا بیان	67
بیان	30	عورت پر بھی احتلام کی حالت میں		نماز میں قرآن پڑھنے کا طریقہ	68
آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ		مرد کی طرح غسل واجب ہے	49	صبح کی قراءت کا بیان	69
کرنے کا بیان	31	غسل جنابت کے مختلف مسائل	49	سورۂ فاتحہ کی فضیلت	70
وضو کے مختلف مسائل	32	تیمم کا بیان	50	سری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ	

پڑھنے کا بیان 71
جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے 72
امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان 73
قعدہ کا بیان 74
التحیات کا بیان 76
امام سے پہلے سر اُٹھانے پر وعید 78
دو رکعتوں کے بعد بھول کر سلام پھیرنے کا بیان 79
نماز میں اگر شک ہو جائے تو اپنی یاد کے مطابق اس کو مکمل کرے 80
جو شخص پہلا یا دوسرا تشہد نہ کرے اور کھڑا ہو جائے وہ کیا کرے؟ 81
جو لباس نماز سے غافل کرے اس کو نہ پہنے 82

کتاب السھو

نماز میں بھول جانے کا علاج 83

کتاب الجمعة

جمعہ کے روز غسل کا بیان 84
امام جب خطبہ پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں 86
جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی اس نے جمعہ پالیا 87
اگر جمعہ کے دن نکسیر پھوٹے تو کیا کرے؟ 88
جمعہ کے دن سعی کا بیان 88
امام کا سفر کے ایام میں کسی گاؤں میں اترنا 89
جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے 89
جمعہ کے دن لباس بدلنے کا بیان 92
جمعہ کی نماز کی قراءت کا بیان 93
تراویح کا بیان 94
تہجد کا بیان 97
وتر کا بیان 99,101
صبح صادق کے بعد وتر پڑھنا 104
صبح کی سنتوں کا بیان 105
نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان 406
عشاء اور صبح کی جماعت کی فضیلت 107
گھر میں نماز پڑھ کر مسجد میں آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو جماعت سے مل جائے 109
جماعت سے نماز پڑھنا 111
امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا 111
کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت 112
نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان 113
نماز وسطیٰ کا بیان 114
ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان 115
عورت کی نماز فقط کرتے اور سر بندھن میں ہو جاتی ہے 116
نمازوں کے جمع کرنے کا بیان 117
سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان 119
قصر کی مسافت کا بیان 121
مسافر جب نیت اقامت نہ کرے اور یونہی ٹھہر جائے تو قصر کرنے کا بیان 122
مسافر جب اقامت کی نیت کرے تو نماز پوری پڑھے 122
مسافر امام بنے تو کیا کرے اور مقتدی بنے تو کیا کرے 123
سفر میں نفل پڑھنے کا بیان 123
چاشت (اشراق) کی نماز کا بیان 125
نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید 127
نمازی کے سامنے سے گزرنے کی اجازت 128
سفر میں سترہ کا بیان 129
نماز میں کنکروں کا ہٹانا 129
صفیں برابر کرنے کا بیان 130
نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا 130
صبح کی نماز میں قنوت کا بیان 131
جب پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو تو نماز نہیں ہوتی 132
نماز کے لیے جانے اور اس کا انتظار کرنے کا ثواب 132
تحیۃ المسجد (مسجد کی پیشکش) کا بیان 134
جس پر سجدہ کرے اس پر پیشانی رکھے 134
نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا اور تالی بجانا 135
جو شخص امام کو رکوع میں پائے وہ کیا کرے؟ 136
درود شریف کا بیان 137
نماز کے متعلق متفرق احادیث 138

عنوان	صفحہ
پروردگار ہمارے اوپر عرشِ مقدس پر ہے	145
عیدین کے غسل کا بیان	148
عیدین کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا	148
عید الفطر میں نماز کے لیے جانے سے قبل کچھ کھالینا	149
عیدین کی تکبیرات اور قراءت کا بیان	150
نماز عیدین کے اوّل یا آخر میں نفل پڑھنا	150
نماز عیدین کے اوّل اور بعد گھر میں نفل پڑھنے کی اجازت	151
امام کا عیدین کے دن جانے کا وقت	151
نماز خوف کا بیان	152
نماز کسوف کا بیان	153
کسوف (سورج گرہن) کے دن خطبہ کا بیان	156
استسقاء (مینہ کی دعا) کا بیان	158
جس کا اعتقاد ہو کہ ستاروں کے اثر سے بارش ہوتی ہے وہ کافر ہے	159
پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہ کرے	160
گھروں میں پاخانہ پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت	160
قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت	161
قبلہ کا بیان	161
مسجد نبوی کا بیان	162
عورتوں کا مسجد میں جانا	163
قرآن کو ہاتھ لگانے کے لیے وضو ضروری ہے	164
قرآن بغیر وضو پڑھنے کی اجازت	165
کلام اللہ کا ورد مقرر کرنا	165
قرآن پاک کا بیان	166
سجدہ تلاوت کا بیان	170
سورۂ اخلاص اور سورۂ ملک کی فضیلت	172
ذکر الٰہی کی فضیلت	173
دعا کا بیان	174
دعا کی ترکیب	178
فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت	180
کتاب الجنائز	
مردہ کو نہلانے کا بیان	181
مردہ کو کفن پہنانے کا بیان	182
جنازہ کے آگے چلنے کا بیان	183
جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے	184
جنازہ کی تکبیرات کا بیان	184
جنازہ کی دعا کا بیان	185
فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا	186
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	186
نماز جنازہ کے احکام	187
دفن کرنے کا بیان	187
جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونے اور	
قبروں پر بیٹھنے کا بیان	189
میت پر رونے کی ممانعت	189
مصیبت کے وقت صبر کرنے کا ثواب	191
مصیبت پر صبر کرنے کی مختلف حدیثیں	192
کفن چور کے لیے وعید	193
احکام جنازہ کے بیان میں مختلف احادیث	193
کتاب الصِّیام	
روزوں کا بیان	198
رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان	198
روزہ کی نیت کا بیان	199
روزہ جلد افطار کرنے کا بیان	199
جنبی کے روزہ کا بیان	200
روزہ دار کو بوسہ لینے کی اجازت	202
جوان روزہ دار کو بوسہ لینے کی ممانعت	203
سفر میں روزہ رکھنے کا بیان	204
جو شخص رمضان میں سفر سے آئے یا سفر کو جائے اس کا بیان	205
جو شخص روزہ قصداً توڑ ڈالے	205
روزہ دار کے پچھنے (سینگی) لگانے کا بیان	207
عاشورہ کے روزہ کا بیان	207
عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز روزہ رکھنے کی ممانعت	208
تہہ کے (مسلسل) روزوں کی	

ممانعت 208
کفارہ قتل اور کفارہ ظہار کے روزوں کا بیان 209
مریض کے روزوں کا بیان 209
روزہ نذر کا بیان 210
ماہ رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارہ 210
نفلی روزوں کی قضا کا بیان 212
جو رمضان میں روزہ نہ رکھ سکے اس کے فدیہ کا بیان 213
روزوں کی قضا کے مختلف مسائل 214
شک کے دن روزہ کی ممانعت 215
روزوں کے مختلف مسائل 215
شب قدر کا بیان 217

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان 219
جن اُمور کے بغیر اعتکاف درست نہیں اس کا بیان 220
معتکف کا نماز عید کے لیے جانا 221
اعتکاف کی قضا کا بیان 221
اعتکاف میں نکاح کا بیان 222

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا بیان 223
جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے 223
سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان 224
کانوں کی زکوٰۃ کا بیان 226
دفینہ کی زکوٰۃ کا بیان 226
ان چیزوں کا بیان جن میں زکوٰۃ نہیں ہے 226
یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان 227
ترکہ کی زکوٰۃ کا بیان 227
دین (قرضہ) کی زکوٰۃ کا بیان 228
تجارت کے مال کی زکوٰۃ کا بیان 229
کنز (خزانے) کا بیان 230
چوپایوں کی زکوٰۃ کا بیان 230
گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان 231
مشترک مال کی زکوٰۃ کا بیان 233
بکریوں کی تعداد میں بچوں کو بھی شمار کیا جائے 234
جب دو سال کی زکوٰۃ واجب ہو جائے تو وہ کیسے ادا کی جائے 235
زکوٰۃ میں لوگوں پر تنگی کرنی منع ہے۔ 235
زکوٰۃ کے مصارف کا بیان 236
زکوٰۃ نہ دینے والوں پر سختی کرنے کا بیان 236
پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ کا بیان 237
غلہ اور زیتون کی زکوٰۃ کا بیان 238
جن پھلوں میں زکوٰۃ نہیں ان کا بیان 239
ساگ اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے 240
غلاموں اور گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے 240
یہود نصاریٰ اور مجوس کے جزیہ کا بیان 241
ذمیوں سے محصول لینے کا بیان 243
زکوٰۃ دے کر پھر اس کو خریدنا جائز نہیں ہے 243
جس پر صدقہ فطر واجب ہے ان کا بیان 244
صدقہ فطر کی مقدار کا بیان 244
صدقہ فطر بھیجنے کا وقت 245
جن پر صدقہ فطر واجب نہیں ان کا بیان 245

کتاب الحج

احرام کے لیے غسل کا بیان 246
محرم کے غسل کا بیان 246
محرم کس کپڑے کو نہ پہنے 248
محرم رنگین کپڑے نہ پہنے 249
محرم کو پٹی باندھنا کیسا ہے؟ 249
محرم کو منہ ڈھانپنا کیسا ہے؟ 250
حج میں خوشبو لگانا 251
احرام باندھنے کی جگہوں کا بیان 252
تلبیہ (لبیک کہنا) کا بیان 253
لبیک بلند آواز سے کہنے کا بیان 255
حج مفرد کا بیان 256
قران کا بیان 256
تلبیہ موقوف کرنے کا بیان 257
مکہ والوں کے احرام کا بیان 259
ہدی کے جانور کے گلے میں قلادہ ڈالنے کا بیان 260
جس عورت کو حج میں حیض آ جائے

اس کا بیان	261	صبح اور عصر کے بعد دوگانہ طواف ادا		ہے	296
حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا		کرنا	280	عرفات سے لوٹتے وقت چلنے کا	
بیان	261	طواف سے وداع کا بیان	281	بیان	296
عمرہ میں لبیک کب موقوف کرے	262	طواف کے مختلف مسائل کا بیان	281	حج میں نحر کا بیان	297
تمتع کا بیان	262	صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا بیان	283	نحر کرنے کا بیان	298
جو متمتع نہ ہو اس کا بیان	264	سعی کے متعلق مختلف احادیث کا		سر منڈانے کا بیان	298
عمرہ کی متفرق حدیثوں کا بیان	264	بیان	283	سر کے بال کتروانے کا بیان	299
محرم کے نکاح کا بیان	266	عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان	285	تلبید کا بیان	300
محرم کو پچھنی (سینگی) لگانے کا بیان	267	منیٰ کے دنوں میں روزے رکھنے کی		بیت میں نماز پڑھنے کا بیان	300
محرم کو کس شکار کا کھانا جائز ہے	267	ممانعت	285	۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں نمازوں کا بیان	301
محرم کو کس شکار کا کھانا ناجائز ہے	270	جو ہدی درست ہے اس کا بیان	286	مزدلفہ میں نماز کا بیان	302
حرم کے شکار کا بیان	271	ہدی ہانکنے کا بیان	287	منیٰ کی نماز کا بیان	303
شکار کی جزاء کا بیان	271	راستہ میں جب ہدی تھک جائے یا		مکہ اور منیٰ میں مقیم کی نماز کا بیان	304
محرم کو کون سے جانور مارنے		مرجائے تو کیا کرے	288	ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان	304
درست ہیں	271	جس محرم نے بیوی سے جماع کیا		معرس اور محصب کی نماز کا بیان	305
محرم کو کیا کیا کام کرنے درست		اس پر ہدی لازم ہے	289	منیٰ کے دنوں میں مکہ میں رات	
ہیں	272	جس کو حج نہیں ملا اس کی ہدی کا		گزارنے کا بیان	305
دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا		بیان	290	کنکریاں مارنے (رمی جمار) کا بیان	306
بیان	273	جس نے طوافِ زیارت سے قبل		رمی جمار میں رُخصت کا بیان	307
احصار کا بیان	274	اپنی بیوی سے صحبت کی وہ قربانی		طوافِ زیارت کا بیان	308
جو شخص خوفِ دشمن کے سوا کسی		کرے	291	حائضہ کے مکہ میں جانے کا بیان	309
دوسرے سبب سے حج سے رُک		"مَاتَیَسَّرَ" کون سی قربانی ہے؟	292	حائضہ کے طوافِ زیارت کا بیان	310
جائے اس کا بیان	275	ہدی کے مختلف مسائل	293	محرم اگر پرندہ یا چرندہ مارے تو اس	
تعمیر کعبہ کا حال	276	عرفات اور مزدلفہ میں قیام کا بیان	294	کی کیا جزاء ہے	311
طواف میں رمل کا بیان	277	عرفات اور مزدلفہ میں بغیر وضو قیام		محرم اگر ٹڈی مارے تو اس کی کیا جزا ہے	313
طواف میں استلام کرنے کا بیان	278	کا بیان	295	جس نے نحر سے پہلے حلق کیا اس	
حجر اسود کے چومنے کا بیان	279	وقوفِ عرفات کی انتہا کا بیان	295	کے فدیہ کا بیان	313
دوگانہ طواف کا بیان	279	عورتوں اور بچوں کو پہلے بھیج دینا جائز		جو شخص کوئی رکن بھول جائے تو کیا کرے	314

فدیہ کے مختلف مسائل	314	بری ہے؟	336	جو جانور لکڑی یا پتھر سے مارا جائے	
حج کے مختلف مسائل	315	جہاد کی فضیلت	336	وہ نہ کھانا چاہیے	352
عورت اپنے محرم کی ہمراہی کے بغیر		گھوڑ دوڑ کا بیان	339	سدھائے ہوئے جانوروں کے	
حج نہ کرے	319	ذمیوں میں سے جو مسلمان ہو		شکار کا بیان	353
متمتع کے روزے کا بیان	320	جائے اس کی زمین کا حال	340	دریا کے شکار کا بیان	354
کتاب الجهاد		دو یا تین کو ایک ہی قبر میں دفن		ہر دانت والا درندہ حرام ہے	355
جہاد کی ترغیب	321	کرنے کا بیان	341	کن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے	355
دشمن کے ملک میں قرآن لے		**كتاب النذور والايمان**		مردار کی کھالوں کا بیان	355
جانے کی ممانعت	323	نذور (منتوں) کا بیان	342	بے قرار (لاچار) کو مردار کھانا جائز	
بچوں اور عورتوں کو لڑائی میں قتل		جس نے بیت اللہ تک پیدل سفر		ہے	355
کرنے کی ممانعت	323	کرنے کی نذر مانی ہے وہ کیا کرے؟	343	**كتاب العقيقة**	
اقرار پورا کرنے کا بیان	324	بیت اللہ تک پیدل سفر کرنے کا حال		عقیقہ کا بیان	356
جہاد کے لیے مدد کرنے کا بیان	325	وہ نذریں درست نہیں جن میں اللہ		عقیقہ کی ترکیب	356
غنیمت کے مختلف مسائل	326	کی نافرمانی ہوتی ہے	344	**كتاب الضحايا**	
کس مال میں خمس واجب نہیں ہے	326	لغو قسم کھانے کا بیان	345	کن جانوروں کی قربانی منع ہے	358
قبل تقسیم غنیمت سے کس چیز کا کھانا		جن قسموں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا	345	جب تک امام نماز عید سے فارغ نہ	
درست ہے	326	جن قسموں میں کفارہ واجب ہے	346	ہو قربانی نہ کرے	358
غنیمت میں سے تقسیم سے قبل اگر		قسم کے کفارہ کا بیان	346	کن جانوروں کی قربانی مستحب ہے	359
کسی کی چیز اس کے مالک کو دے		قسم سے متعلق مختلف احادیث کا بیان	347	قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کا بیان	359
دی جائے تو جائز ہے	327	**كتاب الذبائح**		ایک قربانی میں کئی آدمی شریک ہو	
انعام (ہتھیاروں) کو نفل میں		ذبیحوں کا بیان	349	سکتے ہیں	360
دینے کا بیان	328	ذبیحہ پر بسم اللہ کہنے کا بیان	349	جو بچہ ابھی پیٹ میں ہو اس کی	
انعام خمس میں سے دینا چاہیے	329	ضروری ذکاۃ کا بیان	349	طرف سے قربانی نہ کرے	361
گھوڑے کے حصے کا بیان	330	جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے اس کا		**كتاب النكاح**	
مال غنیمت کی چوری پر وعید	330	بیان	350	نکاح کا بیان	362
شہادت کا بیان	333	پیٹ کے بچے کے ذبح کا بیان	351	نکاح کے پیغام کا بیان	362
شہید کے غسل کا بیان	335	**كتاب الصيد**		عورت خواہ کنواری ہو یا رانڈ اس	
کون سی بات اللہ کے راستے میں		شکار کا بیان	352	سے اجازت لینی ضروری ہے	362

مہر اور حباء کا بیان	363
خلوتِ صحیحہ کا بیان	365
کنواری کے پاس کتنے عرصہ رہے اور رانڈ کے پاس کتنے عرصہ؟	365
جو شرطیں نکاح میں جائز نہیں	366
حلالہ کے نکاح کا بیان	366
کن عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا منع ہے	367
ساس سے نکاح جائز نہیں	367
جس عورت سے زنا کرے اس کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے	369
جو نکاح درست نہیں اس کا بیان	369
آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح مکروہ ہے	370
تین طلاق کے بعد لونڈی کو خریدنے سے لونڈی حلال نہیں ہوتی	371
ماں بیٹی سے ملک یمین کی وجہ سے جماع درست نہیں ہے	371
جس لونڈی سے باپ نے جماع کیا اس سے بیٹا جماع نہ کرے	372
یہود و نصاریٰ کی لونڈیوں سے نکاح درست نہیں	373
احصان کا بیان	373
متعہ کا بیان	374
غلام کے نکاح کا بیان	374
اگر مشرک کی زوجہ اس سے پہلے مسلمان ہو جائے تو کیا کرے؟	375
ولیمہ کا بیان	377
نکاح کے مختلف مسائل	378

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان	380
طلاق بتہ یعنی تین طلاق کے بیان میں	380
خلیہ اور بریہ کا بیان	381
جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے اس کا بیان	382
جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے اس کا بیان	383
جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی	383
ایلاء کا بیان	384
غلام کے ایلاء کا بیان	386
آزاد کے ظہار کا بیان	386
غلام کے ظہار کا بیان	387
آزادی کے وقت اختیار کا بیان	387
خلع کا بیان	389
خلع کی طلاق کا بیان	390
لعان کا بیان	390
ملاعنہ کے بچے کی میراث کا بیان	392
کنواری کی طلاق کا بیان	393
بیمار کی طلاق کا بیان	394
طلاق میں کپڑے دینے کا بیان	395
غلام کی طلاق کا بیان	395
لونڈی حاملہ مطلقہ کے نفقہ کا بیان	396
مفقود کی عورت کی عدت کا بیان	397
قراء، طلاق کی عدت اور حائضہ کی طلاق کا بیان	397
جس گھر میں طلاق واقع ہو اسی میں عدت گزارے	399
مطلقہ کے نفقہ کا بیان	401
لونڈی کی عدت کا بیان	401
عدت کے مختلف مسائل	402
حکم (پنچوں) کا بیان	403
اگر غیر منکوحہ کی طلاق کی قسم کھائے تو کیا کرے	403
نامرد کو ایک برس تک مہلت دینے کا بیان	404
طلاق کے مختلف مسائل	404
حاملہ عورت کا خاوند مر جائے تو اس کی کیا عدت ہے	407
جس عورت کا خاوند مر جائے وہ عدت وہیں کاٹے	408
ام الولد کی عدت کا بیان جب اس کا خاوند مر جائے	409
لونڈی کی عدت جب اس کا خاوند یا مولیٰ مر جائے	410
عزل کا بیان	410
سوگ کا بیان	412

کتاب الرّضاع

رضاع (دودھ پلانے) کا بیان	415
کبیر (بڑے پن) کی رضاع کا بیان	417
رضاع کے مختلف مسائل	420

کتاب العتاقة والولاء

عتق (آزاد کرنے) اور ولاء کا بیان	421

عنوان	صفحہ
آزادی میں شرط کرنے کا بیان	422
جس کے پاس سوائے چند غلاموں کے اور مال نہ ہو وہ ان کو آزاد نہ کرے	422
جب غلام آزاد ہو جائے تو اس کا مال کون لے	422
اُم الولد (لونڈی) کے آزاد کرنے کا بیان	423
کس لونڈی کا عتاقِ واجب میں آزاد کرنا واجب ہے	424
جن بردوں کا آزاد کرنا درست نہیں واجب اعتاق میں	425
مردے کی طرف سے آزاد کرنا	425
بردے آزاد کرنے کی فضیلت	426
ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا	426
جب غلام آزاد ہو جائے تو ولاء اپنی طرف کھینچ لیتا ہے	428
ولاء کی میراث کا بیان	429
سائبہ کی میراث کا بیان	430
کتاب المکاتب	
مکاتب کے احکام کا بیان	431
کتابت میں ضمانت کا بیان	433
مکاتب سے قطاعہ کرنے کا بیان	434
مکاتب کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا حکم ہے؟	435
مکاتب کی کتابت کو بیچنے کا بیان	436
مکاتب کی مزدوری کا بیان	437
اگر مکاتب اقساط سے پہلے بدل کتابت ادا کر دے تو آزاد ہو جائیگا	438
مکاتب کی میراث کا بیان	439
مکاتب میں شرطوں کا بیان	439
مکاتب کی ولاء کا بیان	440
کس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں ہے	441
مکاتب اور ام ولد کی آزادی کا بیان	441
مکاتب کے باب میں وصیت	441
کتاب المدبر	
مدبر کا بیان	444
مدبر کی اولاد کا بیان	444
مدبر کے احکام	445
مدبر کرنے کی وصیت کا بیان	445
مدبر لونڈی سے صحبت کرنے کا بیان	446
مدبر کی بیع کا بیان	446
مدبر کسی کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے	447
ام الولد کسی کو زخمی کر دے تو کیا کرنا چاہیے	448
کتاب البُیُوع	
خرید و فروخت کا بیان	449
بیع عربان کا بیان	449
غلام جب فروخت ہو تو اس کا مال کون لے؟	450
غلام لونڈی کی بیع میں بائع سے کب تک مؤاخذہ ہو سکتا ہے	450
غلام لونڈی میں عیب نکلنے کا بیان	451
لونڈی کو شرط لگا کر بیچنے کا بیان	452
خاوند والی لونڈی سے وطی کرنا منع ہے	453
جب درخت فروخت کیا جائے تو اس کا پھل اس میں شامل نہ ہو گا	453
جب تک پھل پک نہ جائیں بیچنا جائز نہیں ہے	454
عریہ کی بیع کا بیان	454
پھلوں اور کھیتوں میں آفت کا بیان	455
کچھ پھل کا بیع سے مستثنیٰ کرنے کا بیان	455
جو بیع پھلوں اور میووں کی مکروہ ہے اس کا بیان	456
مزابنہ اور محاقلہ کا بیان	457
پھلوں کی بیع کے مختلف مسائل	458
میووں کی بیع کا بیان	459
سونے چاندی کی بیع کا بیان	460
بیع صرف کا بیان	463
مراطلہ کا بیان	464
بیع عینہ کا بیان	465
اناج کو میعاد پر بیچنے کا بیان	467
اناج میں بیع سلف (اُدھار) کرنے کا بیان	467
اناج، اناج کے بدلہ فروخت کیا جائے تو اس میں کمی بیشی جائز نہیں	468
اناج کی فروخت کے مختلف مسائل	470
احتکار (ذخیرہ اندوزی کرنے) کا بیان	472
جانور کو جانور کے بدلہ فروخت کرنے کا بیان	472
جس جانور کی فروخت جائز نہیں اس کا بیان	473

جانور کو گوشت کے بدلہ فروخت کرنے کا بیان	474
گوشت کو گوشت کے بدلہ بیچنے کا بیان	475
کتے کی بیع کا بیان	475
بیع سلف (ادھار) کا بیان	475
اسباب میں سلف (اُدھار) کرنے کا بیان	476
تانبے اور لوہے کی بیع کا بیان	477
ایک بیع میں دو بیعیں درست نہیں	477
دھوکہ کی بیع کا بیان	478
ملامسہ اور منابذہ کا بیان	479
مرابحہ کا بیان	480
برنامہ پر بیع کرنے کا بیان	481
بیع خیار کا بیان	481
قرض میں سود کا بیان	482
قرض کے مختلف مسائل کا بیان	483
شرکت کا بیان	484
قرضدار کے مفلس ہونے کا بیان	485
کن چیزوں سے سلف (ادھار) درست ہے	486
کن چیزوں میں سلف (اُدھار) درست نہیں ہے	487
جو مول تول یا بیع ممنوع ہے اس کا بیان	488
بیع کے مختلف مسائل کا بیان	489
کتاب القراض	
مضاربت کا بیان	491
مضاربت کس طرح درست ہے	492
مضاربت کس طریقہ کی درست نہیں	492
مضاربت کی شرائط	493
جو شرط مضاربت میں درست نہیں اس کا بیان	493
اسباب میں مضاربت کا بیان	494
مضاربت کے مال میں کرایہ کا بیان	494
مضاربت میں قصور کرنے کا بیان	494
مضارب مال مضاربت سے کتنا خرچ کرسکتا ہے	495
مضارب کو کون سا مال خرچ کرنا درست نہیں	495
مضارب قرض پر مال بیچے تو کیا حکم ہے؟	495
مضاربت میں بضاعت کا بیان	496
مضاربت میں قرض کا بیان	496
مضاربت میں حساب کا بیان	496
مضاربت کے مختلف مسائل	497
کتاب المُساقات	
مساقات (پانی دینے) کا بیان	498
مساقات میں غلاموں کی خدمت کرنا شرط ہے	501
کتاب کراء الارض	
زمین کو کرایہ پر دینے کا بیان	502
کتاب الشُّفعہ	
شفعہ کا بیان	503
کس چیز میں شفعہ ثابت ہوتا ہے	503
کن چیزوں میں شفعہ نہیں ہے	505
كتاب الاقضية	
فیصلوں اور حکموں کی کتاب	506
سچے فیصلے و حکم کرنے کا بیان	506
گواہیوں کا بیان	507
محدود کی گواہی مقبول ہے جبکہ توبہ کرے	508
ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کرنے کا بیان	508
ایک شخص مر جائے اور اس پر لوگوں کا قرض ہو اور لوگوں کا اس پر ایک گواہ ہو تو کس طرح فیصلہ کرنا چاہیے	510
دعویٰ کے فیصلہ کا بیان	510
لڑکوں کی گواہی کا بیان	511
رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان	511
منبر پر قسم کھانے کا بیان	512
کتاب الرهن	
رہن کا بیان	513
رہن کا روکنا درست نہیں ہے	513
پھلوں اور میووں میں رہن کا بیان	513
جانور کو رہن رکھنے کا بیان	513
دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان	514
رہن کے مختلف مسائل کا بیان	514
جانور کے کرایہ پر لینے کا بیان	515
جس عورت سے جبراً کوئی زنا کرے تو کیا حکم ہے؟	515

کوئی شخص کسی کا جانور تلف کرے تو کیا حکم ہے؟ 516
مرتد کے لیے کیا حکم ہے؟ 516
جو شخص اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے تو کیا کرے؟ 517
منبوذ کا کیا حکم ہے؟ 518
لڑکے کا نسب باپ سے ملانے کا بیان 519
جو لڑکا کسی شخص سے ملایا جائے اس کے وارث ہونے کا بیان 521
لونڈیوں کی اولاد کا بیان 521
بنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان 522
پانی لینے کا بیان 522
مروت کا بیان 523
قسمت (تقسیم) کا بیان 524
ضواری اور حریسہ کا بیان 525
جو شخص کسی جانور کو نقصان پہنچائے اس کا حکم 526
کاریگروں کو جو مال دیا جاتا ہے اس کا حکم 526
حوالہ اور کفالت کا بیان 526
جو شخص کپڑا خریدے اور اس میں عیب نکلے 527
جو ہبہ درست نہیں اس کا بیان 527
جو عطیہ درست نہیں اس کا بیان 528
ہبہ کا حکم 529
صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان 529
عمریٰ (تا عمر ہبہ) کا بیان 529
لقطہ (راہ میں پڑی ہوئی چیز) کا بیان 530
غلام لقطہ کو پا کر خرچ کر ڈالے تو کیا حکم ہے 531
جو جانور مالک سے گم ہو گئے ہوں ان کا بیان 531
زندہ مردے کی طرف سے صدقہ دے تو مردے کو ثواب پہنچتا ہے 532
وصیت کا حکم 533
ضعیف، کمسن، مجنون اور احمق کی وصیت کا بیان 533
ثلث سے زیادہ وصیت نہ ہونے کا بیان 534
حاملہ اور بیمار وغیرہ کو اپنے مال میں کتنا اختیار ہے 535
وارث کے واسطے وصیت نہیں ہے 536
مخنث کا بیان 536
اسباب میں عیب نکلنے کا بیان 537
قضا کی مختلف احادیث کا بیان 538
غلام کسی کا نقصان کریں یا کسی کو زخمی کریں تو کیا حکم ہے 539
اپنی اولاد کے لیے ہبہ درست ہے 539

کتاب الفرائض

ترکہ کی تقسیم کا بیان 540
اولاد کی میراث کا بیان 540
خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان 541
ماں باپ کی میراث کا بیان 542
اخیافی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان 542
سگے بہن بھائیوں کی میراث کا بیان 543
سوتیلے بھائی بہنوں کی میراث کا بیان 544
دادا کی میراث کا بیان 544
نانی اور دادی کی میراث کا بیان 546
کلالہ کی میراث کا بیان 547
پھوپھی کی میراث کا بیان 548
عصبات کی میراث کا بیان 549
جس کو میراث نہیں ملتی 550
جب دین وملت مختلف ہو تو میراث نہیں ملتی 550
جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو ان (شہدائے جنگ) کی میراث کا بیان 551
ملاعنہ کے بچے کی میراث کا بیان 552

کتاب العقول

دیتوں کا بیان 553
دیت کے وصول کرنے کا بیان 553
قتل عمد کی دیت اور مجنون کی دیت کا بیان 554
قتل خطا کی دیت کا بیان 554
خطا سے اگر زخمی کرے تو اس کی کیا دیت ہے 555
عورت کی دیت کا بیان 556
پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان 556
جس میں پوری دیت لازم ہے 557
جب آنکھ کی روشنی جاتی رہے تو دیت کیا ہے 558
زخموں کی دیت کا بیان 558
انگلیوں کی دیت کا بیان 559

دانتوں کی دیت کا بیان 560
دانتوں کی دیت کا دوسرا حال 560
غلام کے زخموں کی دیت کا بیان 561
کافر ذمی کی دیت کا بیان 562
جن جنایات کی دیت خاص قاتل کے مال سے ادا کرنی پڑتی ہے ان کا بیان 562
دیت میں میراث کا بیان 563
دیت کے مختلف مسائل کا بیان 564
دھوکہ یا جادو سے مارنے کا بیان 566
قتل عمد کا بیان 566
قصاص کا بیان 566
قتل عمد میں عفو کرنے کا بیان 567
زخموں میں قصاص کا بیان 568
سائبہ کی دیت وجنایت کا بیان 568

کتاب القسامت

قسامت کا بیان 569
قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینے کا بیان 569
خون کے وارثوں میں سے کن کن سے قسم لینا چاہیے 571
قتل خطا میں قسامت کا بیان 572
قسامت میں میراث کا بیان 572
غلام میں قسامت کا بیان 572

کتاب الحدود

حدود کا بیان 573
رجم (سنگسار) کا بیان 573
جو شخص زنا کا اقرار کرے اس کا بیان 578
زنا کی حد میں مختلف حدیثیں 578
جس عورت کو کوئی چھین کر جبراً اس سے زنا کرے اس کا بیان 579
حد قذف کا بیان 579
جس میں حد نہیں ہوتی 581

کتاب السرقه

چوری کا بیان 582
کس چوری میں ہاتھ کاٹا جائے 582
جو غلام بھاگ جائے اور پھر چوری کرے 583
جو چور حاکم کے پاس پہنچ جائے پھر اس کی سفارش نہیں کرنی چاہیے 584
ہاتھ کاٹنے کے مختلف مسائل کا بیان 585
جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا 587

کتاب الاشربة

پینے کی چیزوں کا بیان 589
خمر کی حد کا بیان 589
کن دو چیزوں کا ملا کر نبیذ بنانا مکروہ ہے 590
کن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ تھا 590
خمر کی حرمت کا بیان 591
شراب کی حرمت کے مختلف مسائل 591

کتاب الجامع

مختلف مسائل کا بیان 593
مدینہ اور اس کے رہنے والوں کے لیے دعا 593
مدینہ میں رہنے اور اس سے نکلنے کا بیان 593
مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان 596
مدینہ کی وباء کا بیان 597
مدینہ سے یہودیوں کے نکالنے کا بیان 598
مدینہ کی فضیلت کا بیان 598
طاعون کا بیان 600
تقدیر میں گفتگو کرنے کی ممانعت 602
قدر کے بیان میں مختلف حدیثیں 604
خوش خلقی کا بیان 605
شرم وحیاء کا بیان 607
غضب وغصے کا بیان 607
ملاقات ترک کرنے کا بیان 607
کپڑے زینت کے واسطے پہننے کا بیان 609
رنگین کپڑے اور سونا پہننے کا بیان 610
اون اور ریشم کے کپڑے پہننے کا بیان 610
جو کپڑا عورتوں کو پہننا مکروہ ہے 610
کپڑا بیکار لٹکانے کا بیان 611
عورت کو کپڑا لٹکانا جائز ہے 612
جوتی پہننے کا بیان 612
کپڑے پہننے کا بیان 613
رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان 614
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا بیان 615
مومنوں کے طریقہ کا بیان 615
بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت کا بیان 616
مسکین کا بیان 616

کافر کی آنتوں کا بیان	616	خواب کا بیان	637	غلام لونڈی کی تربیت اور وضع قطع کا	
چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا		چوسر یا شطرنج کا بیان	638	بیان	654
پینا حرام ہے اور پانی میں پھونکنے		سلام کا بیان	639	بیعت کا بیان	654
کی ممانعت	617	یہودی اور نصرانی کے سلام کا بیان	639	بری بات چیت کا بیان	655
کھڑے ہو کر پینا جائز ہے	617	سلام سے متعلق مختلف احادیث کا		ہر بات سمجھ بوجھ کر کرنا	656
دائیں طرف سے پانی پینے پلانے		بیان	640	بے ہودہ گوئی کی مذمت	656
کا بیان	618	گھر میں جاتے وقت اجازت لینے		غیبت کا بیان	657
کھانے پینے سے متعلق مختلف احادیث	618	کا بیان	641	زبان کے گناہ کا بیان	657
گوشت کھانے کا بیان	621	چھینک کا جواب دینے کا بیان	642	دو آدمی ایک کو چھوڑ کر الگ کانا	
انگوٹھی پہننے کا بیان	621	تصویروں اور مورتیوں کا بیان	643	پھوسی کریں	658
جانوروں کے گلے میں پٹے اور		گوہ یا سوسمار کا بیان	644	سچ اور جھوٹ کا بیان	658
گھنٹی لٹکانے کا بیان	626	کتوں کا بیان	645	مال برباد (یعنی اسراف) کرنے	
جس کی نظر لگ جائے اس کو وضو		بکریوں کا بیان	645	اور دوغلے پن کا بیان	659
کرانے کا بیان	626	چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا		چند آدمیوں سے گناہ کی وجہ سے	
نظر کے منتر کا بیان	627	چاہیے	646	ساری خلقت کا تباہ ہونا	660
بیمار کے ثواب کا بیان	628	اور نماز سے پہلے کھانا کھا لینا چاہیے	646	اللہ سے ڈرنے کا بیان	660
بیماری میں تعویذ منتر کرنے کا بیان	628	جن کی نحوست سے بچنا چاہیے	647	بادل گرجنے کے وقت کیا کہنا چاہیے	661
بیمار کے علاج کا بیان	629	کون سے نام برے ہیں	647	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ	
بخار میں پانی سے غسل کرنا	630	پچھنے (سینگی) لگانے اور اس کی		کا بیان	661
بیمار پرسی اور فال بد کا بیان	630	اجرت کا بیان	648	جہنم کا بیان	662
بالوں کا بیان	631	مشرق کا بیان	648	صدقہ کی فضیلت	662
بالوں میں کنگھی کرنے کا بیان	632	سانپوں کے مارنے کا بیان اور ان		سوال سے بچنے کا بیان	664
بالوں کے رنگنے کا بیان	633	کا حال	649	جو صدقہ مکروہ ہے اس کا بیان	666
سوتے وقت شیطان سے پناہ		سفر کی دعا کا بیان	651	علم حاصل کرنے کا بیان	667
مانگنے کا بیان	634	تنہا سفر کرنے کی ممانعت	651	مظلوم کی بددعا سے بچنے کا بیان	667
خدا کے واسطے دوستی رکھنے والوں کا		سفر کے احکام کا بیان	652	نبی ﷺ کے اسماء مبارکہ کا بیان	668
بیان	635	غلام لونڈی سے نرمی کا بیان	653	☆☆☆☆	

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں برادرانِ دین اور متبعانِ شریعت متین عرض کرتا ہے کہ ۱۲۹۴ ہجری میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب وسنت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اہل وعیال کے شہر حیدر آباد دکن سے بارادۂ ہجرت حرمین شریفین نکلا جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب اخی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دار الاقبال بھوپال سے آیا۔ خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ جناب نواب فیض مآب قامع بدعت محیی سنت نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر دام اقبالہٗ ہمارے تمہارے قصد ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی۔ اور شکر اپنے منعم حقیقی کا ادا کیا اور وعدہ الٰہی: ﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً﴾ کی کمال تصدیق حاصل ہوئی۔ الحمد للہ کہ مع الخیر مع تمام اہل وعیال کے مکہ معظمہ میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔ چونکہ بھائی صاحب موصوف نے سنن ترمذی کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اس لحاظ سے فقیر نے مؤطا شریف کا ترجمہ شروع کیا۔ کیونکہ یہ دونوں کتابیں علم حدیث میں مختصر اور آسان ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ سال حال یعنی ۱۲۹۵ھ میں ان دونوں کتابوں کا ترجمہ اختتام کو پہنچ جائے گا۔ جناب نواب صاحب ممدوح کو خدا سلامت رکھے اور اُن کو مقاصد میں کامیاب کرے۔ اُن کی ذاتِ والا صفات اس زمانہ آخر میں نہایت غنیمت ہے۔ احیاءِ سنت اور اماتت بدعت میں نہایت سعی فرماتے ہیں۔ صدہا تصانیف جلیلہ اُن کی ہر ہر فن میں خصوصاً حدیث اور تفسیر میں بلادِ یمن اور حجاز اور مصر اور نجد اور مغرب اور بلادِ ہند وغیرہ میں معروف ومتداول ہیں اور روز بروز رسائل جدیدہ اور کتب مفیدہ تالیف ہو کر مطبوع ہوتے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے نواب صاحب ممدوح کو دونوں جہان کی دولت عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں تو ظاہر ہے اور آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ بڑے بڑے درجات جن کا بیان احاطہ تقریر اور تحریر سے خارج ہے حاصل ہوں گی۔ نواب صاحب ممدوح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ترجمہ صحاح ستہ اس طرح سے ہو کہ اسانید وذکر رواۃ بالکل حذف کر دیئے جائیں۔ کیونکہ عوام کو اس سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہے اور خواص کو ممکن ہے کہ اگر ضرورت کسی سند کے دیکھنے کی واقع ہو تو اصل کتاب میں ملاحظہ کر لیں اور لفظِ حدیث پورا ذکر کر کے ترجمہ عام فہم اس کا کیا جائے بعد اس کے کچھ فوائد جن سے حدیث کے مطلب کا حل ہو جائے بڑھا دیئے جائیں لیکن حتی المقدور اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ عبارت طویل نہ ہو ورنہ کتاب ایک دفتر عظیم ہو جائے گی اور مذاہب مجتہدین اور اختلاف علماء وغیرہ بھی چھوڑ دیئے جائیں۔ الا ماشاء اللہ صرف مضمون حدیث بیان کر دیا جائے۔ الحمد للہ کہ فقیر نے حسب الارشاد ترجمہ اس کتاب کا شروع کیا۔ پہلے عبارت حدیث کی بحذف اسناد لکھتا ہوں پھر اس کا ترجمہ اہل لسان کے موافق عام فہم بیان کرتا ہوں۔ پھر اگر کچھ ضرورت حل مطلب کی واقع ہوتی

ہے تو ''ف'' لکھ کر حلِ مطلب اس حدیث کا کر دیتا ہوں۔ اگر کسی مقام پر خود صاحب کتاب نے حلِ مطلب کیا ہے یا کچھ مضمون مفید بڑھایا ہے تو وہاں صرف اس کا ترجمہ لکھ دیتا ہوں۔ اب میں خود شکر اپنے پروردگار جل جلالہٗ اور عز شانہٗ کا بیان کرتا ہوں جس نے مجھ ایسے روسیاہ گنہگار کو توفیق ہجرت بخشی اور بعد ہجرت کے ایسا کام تفویض فرمایا کہ سعادتِ دارین اس سے حاصل ہوئی اور اپنے ایسے مکرم اور معزز بندہ کو یعنی نواب صاحب ممدوح کو میرے حال پر مہربان فرمایا۔ حقیقت میں یہ انعامات اللہ سبحانہٗ کے مجھ پر ایسے ہوئے ہیں کہ اگر سالہا سال تک اس کا شکر ادا کروں تو ایک شمہ ادا نہ ہوگا۔ الحمد للہ رب العالمین اب کچھ تھوڑا سا حال اس کتاب کے مؤلف کا تیمناً اور تبرکاً اور اپنی سند لکھ کر اس مقصود میں شروع کرتا ہوں۔

ذِکر امام مالک مؤلف ''مؤطا''

اس کتاب کے جمع کرنے اور بنانے والے امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی ہیں اور ابو عامر اصبحی دادا اُن کے صحابی جلیل القدر ہیں۔ سوا جنگِ بدر کے اور سب غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے ۹۳ھ میں امام مالک کی ولادت ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ ۹۰ھ میں نو سو شیوخ سے استفادۂ حدیث فرمایا اور فتویٰ نہ دیا۔ یہاں تک کہ ستر اماموں نے گواہی دی اس امر کی کہ وہ لائق ہیں افتاء کے اور اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی۔ اور سترہ برس کے سن میں درسِ حدیث شروع کیا اور جب حدیث پڑھانے بیٹھتے غسل کرتے اور خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور بڑے خشوع اور خضوع اور وقار سے بیٹھتے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ رحم کرے اللہ جل جلالہٗ مالک پر خوب جانچتے تھے راویوں کو اور نہیں روایت کرتے تھے مگر ثقہ سے اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ امام مالکؒ پر کسی کو مقدم نہیں کرتا ہوں میں صحتِ حدیث میں اور مالک امام ہیں حدیث اور سنت میں اور کافی ہے امام مالکؒ کی فضیلت کے واسطے یہ امر کہ امام شافعیؒ اُن کے شاگرد ہیں اور امام احمدؒ اُن کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ اور امام محمدؒ جو شاگرد ہیں امام اعظمؒ کے وہ بھی شاگرد ہیں امام مالکؒ کے، امام شافعیؒ نے کہا جب ذکر آئے عالموں کا تو مالک مثل ستارہ کے ہیں اور کسی کا احسان میرے اوپر علم خدا میں مالکؒ سے زیادہ نہیں ہے۔ اور کہا سفیان بن عیینہ نے مراد اس حدیث سے کہ قریب ہی لوگ سفر کریں گے واسطے طلب علم کے پھر نہ پائیں گے زیادہ جاننے والا کسی کو مدینہ کے عالم سے امام مالکؒ ہیں اور اوزاعی جب امام مالکؒ کا ذکر کرتے تو کہتے وہ عالم ہیں علماء کے اور عالم ہیں اہل مدینہ کے اور مفتی ہیں حرمین شریفین کے اور ابن عیینہ کو جب امام مالکؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو کہا نہ چھوڑا انہوں نے اپنا مثل زمین پر اور کہا کہ مالکؒ حجت ہیں اپنے زمانے کی، اور مالکؒ چراغ ہیں اس امت کے۔ جب امام مالکؒ نے اس کتاب کو مرتب کیا اس وقت لوگوں کے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ بسوا کتاب اللہ کے اور مؤطا اس کا نام اس لیے ہوا کہ امام مالکؒ نے اس کتاب کو ستر فقیہوں پر پیش کیا سب نے اس پر موافقت کی امام شافعیؒ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے بعد کتاب اللہ کے کوئی کتاب امام مالکؒ کے مؤطا سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔ اور ابن عربی نے کہا کہ مؤطا اصل اوّل ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی اور ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو امام مالکؒ سے روایت کیا۔ اب یہ جو نسخہ رائج ہے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت سے ہے۔ جس سال امام مالکؒ کی وفات ہوئی اسی سال یحییٰ بن یحییٰ نے مؤطا کو امام

مالکؒ سے حاصل کیا۔ سب احادیث اور آثار مؤطا کے ایک ہزار ستائیں ہیں اُن میں سے چھ سو حدیثیں مسند اور دو سو بائیس مرسل اور چھ سو تیرہ موقوف اور دو سو پچاسی تابعین کے اقوال ہیں وفات امام مالکؒ کی اتوار کے روز دسویں ربیع الاوّل ۱۷۹ھ ایک سو اناسی میں ہوئی۔ عمر شریف اُن کی ستاسی برس کی تھی اور بعضوں کے نزدیک نوے برس کی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ وَغَفَرَلَنَا وَلَهٗ بِفَضْلِهٖ وَبِكَرَمِهٖ اٰمِيْن!

سندِ کتاب

اگر چہ اس کتاب کی سند مجھے طرقِ متعددہ سے حاصل ہوئی ہے۔ لیکن یہاں پر بوجہ ضیق مقام کے ایک سند پر جو بہت اعلیٰ ہے اقتصار کرتا ہوں۔ اجازت دی مجھے مؤطا امام مالکؒ کی بروایتِ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی میرے شیخ عالم علامہ موحد متبع سنت شیخ احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم شرقی حنبلی نے اُن کو اجازت دی شیخ المشائخ رئیس الموحدین قاطع الملحدین شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نے اُن کو اجازت دی۔ شیخ عبدالرحمٰن حیرتی نے اُن کو اجازت دی شیخ مرتضیٰ حسینی نے اُن کو اجازت دی۔ شیخ عمر بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری نے ان دونوں کو اجازت دی۔ عبداللہ سالم بصری اور وہ روایت کرتے ہیں ابوعبداللہ محمد بن علاء الدین بابلی سے اور وہ شیخ سالم سہنور سے اور وہ نجم غیطی سے اور وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری سے اور وہ امام حافظ مشہور شیخ الاسلام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے اس سند میں مجھ سے شیخ ابن حجر عسقلانی تک دس واسطے ہیں۔

پھر شیخ ابن حجر عسقلانی نے روایت کیا اس کو شیخ عمر بن الحسن مراغی سے انہوں نے احمد بن ابراہیم الفاروثی سے انہوں نے ابراہیم ابن یحییٰ المکناسی سے انہوں نے محمد بن محمد بن سعید زرقون سے انہوں نے احمد بن محمد بن عبداللہ بن غلبون سے انہوں نے عثمان بن احمد بن قیحاطی سے انہوں نے ابی عیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے چچا عبیداللہ بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن یحییٰ ابن کثیر بن دسلاس مصمودی سے انہوں نے امام انام فخر الاسلام ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی سے جو مؤلف ہیں اس کتاب کے اور امام ہیں دار الہجرۃ کے یعنی مدینہ طیبہ کے۔ ابن حجر سے امام مالکؒ تک نو واسطے ہیں اور مترجم کتاب سے امام مالکؒ تک کل بیس واسطے ہیں اور اللہ جل جلالہٗ اور جل شانہٗ راضی ہو ان سب مشائخ اور بزرگواروں سے اور ہمارا بھی حشر اُن کے ساتھ کرے اور ان کی طفیل[1] سے ہم کو بخشے آمین یا رب العالمین! فقط

[1] کسی کا بعد وصال کے کسی قسم کا وسیلہ لینا درست نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ ـ كِتَابُ وُقُوتِ الصَّلٰوةِ

١ . بَابُ وُقُوتِ الصَّلٰوةِ

(١) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْمَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَاهٰذَا يَامُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ يَا عُرْوَةُ اَوْ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ هُوَ الَّذِىْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذَالِكَ كَانَ بَشِيْرُ ابْنُ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ.

(٢) عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِىْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِىْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

نماز کے وقتوں کا بیان

2 روایت ہے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ وقت نے ایک روز دیر کی عصر کی نماز میں تو گئے اُن کے پاس عروہ بن زبیر اور خبر دی ان کو کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک روز دیر کی تھی عصر کی نماز میں جب وہ حاکم تھے کوفہ کے پس گئے ان کے پاس ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری اور کہا کہ کیا ہے یہ دیر نماز میں اے مغیرہ! کیا تم کو نہیں معلوم کہ جبرئیل اترے آسمان سے اور نماز پڑھی انہوں نے (ظہر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی اُن کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (عصر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی اُن کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (مغرب کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (عشاء کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (فجر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر کہا جبرئیلؑ نے پیغمبر خدا ﷺ سے ایسا ہی تم کو حکم ہوا ہے۔

تب کہا عمر بن عبدالعزیزؒ نے عروہ سے کہ سمجھو تم جو روایت کرتے ہو کیا جبرائیلؑ نے قائم کیے نماز کے وقت حضرت رسول اللہ کے لیے عروہ نے کہا کہ ابومسعود بن عقبہ بن عمرو انصاری کے بیٹے بشیر ایسا ہی روایت کرتے تھے اپنے باپ سے اور مجھ سے روایت کیا حضرت عائشہؓ نے کہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے عصر کی اور دھوپ حجرے کے اندر ہوتی تھی دیواروں پر چڑھنے سے پہلے۔

ف: پہلے عروہ بن الزبیر نے حدیث جبریل علیہ السلام کی بیان کی جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو وقت نماز کا بتایا تھا

اُس سے تاخیر نہ کی اس میں عمر بن عبدالعزیزؒ کو احتیاطاً کچھ شبہ ہوا۔ عروہ نے دوسری حدیث صاف صاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازِ عصر جلد پڑھنا نکلتا ہے کیونکہ حجرے میں دھوپ اسی وقت تک رہے گی کہ آفتاب بلند رہے۔ ورنہ جب آفتاب بہت جھکے گا تو دھوپ دیواروں پر چڑھ جائے گی۔

(۳) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ اَنْ اَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ قَالَ هَا اَنَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ. (اخرجه النسائی)

روایت ہے عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز صبح کا وقت تو چپ ہو رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسرا روز ہوا نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیرے منہ صبح صادق نکلتے ہی۔ پھر تیسرے روز نماز پڑی فجر کی روشنی میں فرمایا: کہ کہاں ہے وہ شخص جس نے نماز فجر کا وقت دریافت کیا تھا اور وہ شخص بول اٹھا میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کا وقت ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

ف: یعنی میں نے ایک بار اوّل وقت نماز پڑھی اور دوسری بار آخر وقت تا کہ تجھ کو ابتداء اور انتہا وقت نماز کی معلوم ہو جائے۔ شروع سے اخیر تک نماز کا وقت ہے۔

(٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّى الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے فجر کی نماز پھر عورتیں نماز سے فارغ ہو کر پلٹتی تھیں چادریں لپیٹی ہوئیں اور پہچانی نہ جاتی تھیں اندھیرے سے۔

ف: اس حدیث سے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیؒ واحمدؒ واسحاقؒ کا۔

(٥) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پالی ایک رکعت نماز صبح کی آفتاب نکلنے سے پہلے تو پاچکا وہ صبح کو اور جس شخص نے پالی ایک رکعت نماز عصر کی آفتاب ڈوبنے سے پہلے تو پاچکا وہ نماز عصر کو۔

ف: یعنی صبح کی نماز اور عصر کی نماز دونوں ادا سمجھی جائیں گی نہ قضا۔

(٦) عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِكُمْ عِنْدِى الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْئُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ وَالْعَصْرَ

نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی (غلام آزاد) سے روایت ہے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے عالموں کو لکھا کہ تمہاری سب خدمتوں میں نماز بہت ضروری اور اہم ہے میرے نزدیک جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کیے اور وقت پر پڑھی تو اس نے اپنا دین محفوظ رکھا۔ جس نے نماز کو تلف کیا تو اور خدمتیں زیادہ تلف کرے گا۔ پھر لکھا نماز پڑھو ظہر کی جب آفتاب ڈھل جائے اور سایہ آدمی کے ایک ہاتھ برابر ہو

وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَايَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْثَلٰثَةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَآءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ وَ الصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ.

یہاں تک کہ سایہ آدمی کا اس کے برابر ہو جائے اور نماز پڑھو عصر کی جب تک کہ آفتاب بلند اور سفید رہے ایسا کہ بعد نماز عصر کے اونٹ کی سواری پر چھ میل یا نو میل قبل غروب کے آدمی پہنچ سکے اور نماز پڑھو مغرب کی جب سورج ڈوب جائے اور عشاء کی نماز پڑھو جب شفق غائب ہو جائے تہائی رات تک جو شخص سو جائے عشاء کی نماز سے پہلے تو خدا کرے نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی اور نماز پڑھو صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوئے ہوں۔

....

ف : یعنی اندھیرے میں نماز فجر پڑھو کہ تارے غائب نہ ہونے پائیں اور شفق سرخی کو کہتے ہیں جو بعد آفتاب ڈوبنے کے محسوس ہوتی ہے اور نماز مغرب کی سورج ڈوبتے ہی پڑھنا چاہیے دیر نہ کرنی چاہیے۔ امام احمدؒ نے ابی عبداللہ صنابحی سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ اُمت میری بہتری سے رہے گی۔ جب تک مغرب کی تاخیر نہ کرے گی۔ یہود کی مشابہت کے واسطے اور فجر کی تاخیر نہ کرے گی نصاریٰ کی مشابہت کے واسطے۔ (زرقانی)

(۷) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِىْ عَامِرِ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنْ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَاَخِّرِ الْعِشَآءَ مَالَمْ تَنَمْ وَصَلِّ الصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ وَاقْرَءْ فِيْهَا بِسُوْرَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ نماز پڑھ ظہر کی جب سورج ڈھل جائے اور نماز پڑھ عصر کی اور آفتاب سفید صاف ہو زرد نہ ہونے پائے اور نماز پڑھ مغرب کی جب سورج ڈوبے اور دیر کر عشاء کی نماز میں جہاں تک تو جاگ سکے اور نماز پڑھ صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوں اور پڑھ فجر کی نماز میں دو سورتیں لمبی مفصل سے۔

ف : مفصل کلام اللہ کی ساتویں منزل سورۂ حجرات سے اخیر تک ہے۔ (زرقانی)

(۸) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنْ صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ اَنْ صَلِّ الْعِشَآءَ مَابَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ اَخَّرْتَ فَاِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ نماز پڑھ عصر کی اور آفتاب سفید ہو اتنا دن ہو کہ اونٹ کا سوار بعد نماز عصر کے نو میل جا سکے اور پڑھ عشاء کی نماز تہائی رات تک آخر درجہ آدھی رات تک اور غافل مت ہو۔

ف : نماز سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص محافظت کرے گا پانچوں نمازوں پر نہ لکھا جائے گا غافلوں میں اس حدیث کو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور صحیح کہا۔ (زرقانی)

(۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ

عبداللہ بن رافع جو آنحضرت ﷺ کی بی بی ام سلمہؓ کے مولیٰ ہیں انہوں نے پوچھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کا وقت کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَآءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِي الْغَلَسَ.

نے میں بتاؤں تجھ کو نماز پڑھ ظہر کی جب سایہ تیرا تیرے برابر ہو جائے اور عصر کی جب سایہ تیرا تجھ سے دونا ہو اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشاء کی تہائی رات کی اور صبح کی اندھیرے منہ۔

(۱۰) عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نماز عصر کی پڑھتے تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں پھر ہم میں سے کوئی جاتا بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں تو پاتا ان کو عصر کی نماز میں۔

ف : بنی عمرو بن عوف کا محلّہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ (زرقانی) یا قریب تین میل کے مسجد نبوی سے (مصفیٰ) اور وہ لوگ کھیتی باڑی والے تھے۔ اپنے ضروری کاموں سے فراغت پا کر نماز عصر کی پڑھا کرتے تو آنحضرت ﷺ کی نماز بہت جلدی ہوتی۔

(۱۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰى قُبَاءٍ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ. (اخرجه البخاری و مسلم)

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم نماز عصر کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا کو جاتا تھا پھر وہاں کے لوگوں کو ملتا تھا اور آفتاب بلند رہتا تھا۔

ف : قبا مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ (زرقانی ومحلی)

(۱۲) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ قَالَ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ بِعَشِيٍّ.

قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھتے دیکھا۔

ف : عشی سے مراد یہی ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر پڑھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفیٰ میں لکھا ہے کہ عشی اہل مدینہ کے عرف میں ایک مثل کے قریب کو کہتے ہیں۔

۲۔ بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے وقت کا بیان

(۱۳) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اَرٰى طِنْفَسَةً لِعَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ اِلٰى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ فَاِذَا غَشِيَ الطِّنْفَسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيْلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ.

مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہا انہوں نے میں دیکھتا تھا ایک بوریا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ڈالا جاتا تھا جمعہ کے دن مسجد نبوی کے پچھم کی طرف کی دیوار کے تلے تو جب سارے بوریا پر دیوار کا سایہ آجاتا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نکلتے اور نماز پڑھتے جمعہ کی مالک نے کہا کہ ہم بعد نماز کے آکر چاشت کے عوض سو رہا کرتے۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز جمعہ بہت جلد پڑھا کرتے اس وجہ سے لوگ جمعہ کے روز دوپہر کے اوّل نہ سوتے بلکہ غسل وغیرہ میں مشغول رہتے بعد نماز کے اس کا معاوضہ کرتے۔ (زرقانی)

(۱۴) عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَلِیْطٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّی الْجُمُعَۃَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَصَلَّی الْعَصْرَ بِمَلَلٍ.

عبداللہ بن اسید بن عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ عثمانؓ نے نماز پڑھی جمعہ کی مدینہ میں اور عصر کی ملل میں۔

ف: کہا امام مالکؒ نے سبب اس کا یہ تھا کہ جمعہ کی نماز بہت جلدی پڑھی۔ بجر د زوال کے اور جلدی چلے ملل ایک مقام ہے مدینہ سے سترہ میل کے فاصلے پر یا اٹھارہ میل کے یا بائیس میل کے۔ (زرقانی)

۳۔ بَابُ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ
بیان اس شخص کا جس نے ایک رکعت پائی

(۱۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ. (اخرجہ البخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی۔

ف: اس حدیث کے مطلب میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت نماز کا پایا تو اس کی نماز ادا ہو گئی قضا نہ ہو گی۔ جیسے نماز فجر اور عصر میں یہ مضمون اُوپر تصریح سے گزرا دوسرے یہ کہ جس نے جماعت کی ایک رکعت پائی تو گویا اس نے جماعت پالی یعنی اس کو ثواب جماعت کا ملے گا۔ تیسرے یہ کہ جس نے رکوع پالیا تو گویا اس نے وہ رکعت پالی اگر رکوع نہ ملا تو وہ رکعت رہ گئی۔ اب اگر سجدہ ملے بھی تو وہ حساب میں نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت پایا معذورین میں سے تو اس کو وہ نماز لازم ہو گی۔ پانچویں یہ کہ نماز سے جمعہ مراد ہے جس نے جمعہ کی ایک رکعت بھی پالی تو اس نے جمعہ پایا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور جو ایک رکعت بھی نہ ملے تو چار رکعتیں پڑھے۔ واللہ اعلم

(۱۶) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا فَاتَتْکَ الرَّکْعَۃُ فَقَدْ فَاتَتْکَ السَّجْدَۃُ.

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں جب قضا ہو جائے رکوع تیرا تو قضا ہو گیا سجدہ تیرا۔

ف: یعنی اگر امام کے ساتھ رکوع نہ ملا تو وہ رکعت گئی۔ اب اگر سجدہ اس کا ملے بھی تو بھی حساب میں نہیں۔

(۱۷) عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ وَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ کَانَا یَقُوْلَانِ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَۃَ.

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے کہ وہ دونوں فرماتے تھے جس نے رکوع پایا تو اس نے سجدہ پالیا۔

ف: یعنی رکعت پالی۔

(۱۸) عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَۃَ وَمَنْ فَاتَہٗ قِرَاءَۃُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَہٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ.

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جس شخص نے رکوع پالیا تو اُس نے سجدہ پایا یعنی وہ رکعت پائی اور جس کو سورہ فاتحہ پڑھنا نہ ملا تو اس کی بہت خیر جاتی رہی۔

ف: یعنی سورۂ فاتحہ پڑھنے کا ثواب گیا اور آمین کہنے کا (بظاہر یہ اثر مخالف ہے اس کے جس کو بخاریؒ نے رسالہ قراءت خلف الامام میں روایت کیا ہے: اِنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ قَالَ اِذَا اَدْرَکْتَ الْقَوْمَ رُکُوْعًا لَمْ یُعْتَدَّ بِتِلْکَ الرَّکْعَۃِ. یعنی (جب پائے تو قوم کو رکوع میں تو مت حساب میں لا اس رکعت کو) اور یہی قول ہے ایک جماعت کا بلکہ بخاریؒ نے قراءتِ خلف الامام میں کہا ہے جو وجوبِ قراءتِ خلف الامام کا قائل ہے اس کا یہی مذہب ہے اور اختیار کیا اس کو ابن خزیمہ اور ضبعی وغیرہ محدثین شافعیہ نے اور متاخرین میں سے شیخ تقی الدین سبکی نے اس کی تقویت کی ہے۔ ھکذا فی فتح الباری و اختارہ الشوکانی فی النیل وغیرہ.

۴۔ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ دُلُوْکِ الشَّمْسِ وَغَسَقِ اللَّیْلِ

ف : اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا:﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ﴾ اس باب میں تفسیر ہے دلوک الشمس کی اور غسق اللیل کی۔

(۱۹) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ دُلُوْکُ الشَّمْسِ مَیْلُهَا.

روایت ہے نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے دلوک الشمس سے آفتاب کا ڈھلنا مراد ہے۔

(۲۰) عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُخْبِرٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ کَانَ یَقُوْلُ دُلُوْکُ الشَّمْسِ اِذَا فَآءَ الْفَیْئُ وَغَسَقُ اللَّیْلِ اِجْتِمَاعُ اللَّیْلِ وَظُلْمَتُهٗ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دلوک الشمس جب ہوتا ہے کہ سایہ پلٹے پچھّم سے پورب کو اور غسق اللیل رات کا گزرنا اور اندھیرا اس کا۔

۵۔ بَابُ جَامِعِ الْوُقُوْتِ — وقتوں کا بیان

ف : اس باب میں مختلف حدیثیں مذکور ہیں جن سے وقتوں کا حال اور حکم دریافت ہوتا ہے۔

(۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِیْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ کَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کی قضا ہو جائے عصر کی نماز تو گویا لٹ گیا گھر بار اُس کا۔

(اخرجه البخاری ومسلم)

ف : عصر کی نماز کی بہت تاکید آئی ہے اکثر مفسرین کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے عصر ہی کی نماز مراد ہے اور قضا ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آفتاب زرد ہو جائے۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ تفسیر بتصریح موجود ہے اور نافع نے یہ تفسیر کی ہے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ لٹ جانے سے یہ غرض ہے کہ اُس کے اعمالِ صالحہ حبط ہو جائیں گے یا اس کو اتنا غم وصدمہ لاحق ہونا چاہیے جتنا اس شخص کو لاحق ہوتا ہے جس کا گھر بار لٹ جائے۔ ہٰکذا فی الزرقانی والمصفیٰ واللہ اعلم

(۲۲) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَلَقِیَ رَجُلًا لَمْ یَشْهَدِ الْعَصْرَ قَالَ مَاحَبَسَکَ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَذَکَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ طَفَّفْتَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو عصر کی نماز میں نہ تھا پوچھا آپ نے کس وجہ سے تم رُک گئے جماعت میں آنے سے؟ اس نے کچھ عذر بیان کیا تب فرمایا: آپ نے طَفَّفْتَ کہا امام مالک نے طَفَّفْتَ تطفیف سے ہے۔ عرب لوگ کہا کرتے ہیں: لِکُلِّ شَیْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِیْفٌ.

ف : وفا کے معنی پورا دینا اور تطفیف کے معنی کم کرنا اور گھٹانا تو تطفیف کے یہ معنی ہوئے کہ کم کیا تو نے ثواب اپنا یا ناقص کیا اپنے اعمال کو۔ (زرقانی ومصفیٰ)

(۲۳) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُصَلِّیَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوةَ وَمَا فَاتَهٗ وَقْتُهَا وَلَمَّا فَاتَهٗ مِنْ وَقْتِهَا اَعْظَمُ وَاَفْضَلُ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ نمازی کبھی نماز پڑھتا ہے اور وقت جاتا نہیں رہتا لیکن جس قدر وقت گزر گیا وہ اچھا اور بہتر تھا اس کے گھر بار سے۔

ف : ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ قول یحییٰ کا حکم میں حدیث مرفوع کے ہے اس واسطے کہ اپنی رائے سے ایسا مضمون کہہ نہیں سکتے۔ چنانچہ دار قطنی نے سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف روایت کیا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے وقت پر لیکن جو اوّل وقت گزر گیا وہ بہتر تھا اس کے گھر بار سے اور خود ابن عبدالبر نے مرفوعاً ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ آدمی پالیتا ہے نماز کو لیکن جس قدر وقت گزر گیا وہ بہتر تھا۔ اس کے گھر بار سے۔ اور اخراج کیا اس حدیث کا سعید بن منصور نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً اور طلق بن حبیب سے مرسلاً (زرقانی) کہا امام مالکؒ نے اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور نماز کا وقت آ جائے پھر وہ شخص بھول بھٹک کر نماز میں دیر کرے یہاں تک کہ اپنے گھر بار میں آ جائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز کو پورا پڑھے مثل مقیم کے قصر نہ کرے اور جو وقت گزر گیا ہو تو قصر سے پڑھے کیونکہ اب تو وہ نماز کو قضا پڑھے گا اور قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی جیسے واجب ہوئی تھی۔ کہا امام مالکؒ نے ہم نے اپنے شہر والوں کو اور اپنے شہر کے عالموں کو اسی حکم پر پایا کہا امام مالکؒ نے شفق سرخی کو کہتے ہیں جو پچھم کی جانب ہوتی ہے تو جب سرخی جاتی رہی نماز عشاء کا وقت آ جائے گا اور مغرب کا وقت گزر جائے گا۔

(۲۴) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اُغْمِىَ عَلَيْهِ فَذَهَبَ عَقْلُهٗ فَلَمْ يَقْضِ الصَّلٰوةَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بے ہوش ہو گئے ان کی عقل جاتی رہی پھر انہوں نے نماز کی قضا نہ پڑھی۔

ف : کہا امام مالکؒ نے ہماری دانست میں وقت نماز کا جاتا رہا ہوگا۔ کیونکہ جو شخص ہوش میں آ جائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز پڑھ لے۔

٦۔ بَابُ النَّوْمِ عَنِ الصَّلٰوةِ

نماز سے سو جانے کا بیان

(۲۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ اَسْرٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ وَكَلَأَ بِلَالٌ مَّاقَدْ قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اسْتَنَدَ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِّنَ الرَّكْبِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ بِنَفْسِى الَّذِىْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْتَادُوْا فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ وَاقْتَادُوْا شَيْئًا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ قَضَى الصَّلٰوةَ مَنْ نَسِىَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ.

(هٰذَا مُرْسَلٌ وَوَصَلَهٗ مُسْلِمٌ فِىْ كِتَابِ الْمَسَاجِدِ)

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹے جنگ خیبر سے رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو آپؐ اتر پڑے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا صبح کی نماز کا تم خیال رکھو۔ اور آپ سو رہے اور جب تک خدا کو منظور تھا بلالؓ جاگتے رہے۔ پھر بلالؓ نے تکیہ لگایا اپنے اونٹ پر اور منہ اپنا صبح کی طرف کیے رہے اور لگ گئی آنکھ بلالؓ کی تو نہ جاگے رسول اللہ ﷺ اور نہ بلالؓ اور نہ کوئی شتر سوار یہاں تک کہ پڑنے لگی ان پر تیزی دھوپ کی۔ تب چونک اٹھے رسول اللہ ﷺ اور فرمایا کیا ہے یہ اے بلالؓ! کہا بلالؓ نے زور کیا مجھ پر اس چیز نے جس نے آپؐ پر زور کیا (یعنی نیند نے) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوچ کرو تو لادے لوگوں نے کجاوے اپنے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو تکبیر کہنے کا تو تکبیر کہی بلالؓ نے نماز کی پھر نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے فجر کی بعد اس کے فرمایا جب نماز پڑھ چکے جو شخص بھول جائے نماز کو تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جب یاد آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قائم کر نماز کو جس وقت یاد کرے مجھ کو۔

ف : ہر چند آنحضرت ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا مگر یہ پروردگار کا فضل ہے کہ ایک وقت دل کو بھی غافل کر دیا تا کہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے۔ بعد نماز کے آپ ؐ نے کلیہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھول جائے نماز کو جب یاد آئے پڑھ لے خواہ نیند کے سبب سے بھول جائے یا جاگتے میں بھول جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نیند کا مسئلہ تو خود آپ کے فعل سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا اور جاگ کر بھول جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس لیے زبانی اس کو بتا دیا تھا اور ایک حدیث میں سونے اور بھول جانے دونوں کا ذکر آیا ہے جیسا کہ آگے آتی ہے۔

(٣٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا اَنْ يُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَرَقَدُوْا حَتّٰى اسْتَيْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ وَقَدْ فَزِعُوْا فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّرْكَبُوْا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْ ذَالِكَ الْوَادِيْ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا وَادٍبِهٖ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوْا حَتّٰى خَرَجُوْا مِنْ ذَالِكَ الْوَادِيْ ثُمَّ اَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّنْزِلُوْا وَاَنْ يَّتَوَضَّأُوْا وَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِيَ بِالصَّلٰوةِ اَوْيُقِيْمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ وَقَدْ رَاٰى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا وَلَوْشَآءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرَ هٰذَا فَاِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْنَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ اِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ اَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَضْجَعَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهٗ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتّٰى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا فَاَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ الَّذِيْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَابَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو اترے راہ میں مکہ کے رسول اللہ ﷺ اور مقرر کیا بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام پر کہ جگا دیں ان کو واسطے نماز کے تو سو گئے بلالؓ اور سو گئے لوگ پھر جاگے اور سورج نکل آیا تھا اور گھبرائے لوگ (بہ سبب قضا ہو جانے نماز کے) تو حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے کا تا کہ نکل جائیں اس وادی سے اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے پس سوار ہوئے اور نکل گئے اس وادی سے تب حکم کیا ان کو رسول اللہ ﷺ نے اترنے کا اور وضو کرنے کا۔ اور حکم کیا بلالؓ کو اذان کا یا تکبیر کا پھر نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کے ساتھ پھر متوجہ ہوئے آپ لوگوں کی طرف اور دیکھا ان کی گھبراہٹ کو تو فرمایا آپ ؐ نے اے لوگو! بے شک روک رکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو اور اگر چاہتا تو وہ پھیر دیتا ہماری جانوں کو سوا اس وقت کے اور کسی وقت تو جب سو جائے کوئی تم میں سے نماز سے یا بھول جائے اس کو پھر گھبرا کے اٹھے نماز کے لیے تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جیسے پڑھتا اس کو وقت پر پھر متوجہ ہوئے آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرمایا آپ ؐ نے شیطان آیا بلالؓ کے پاس اور وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو لٹا دیا ان کو پھر لگا تھپکنے ان کو جیسے تھپکتے ہیں بچے کو یہاں تک کہ سو رہے وہ پھر بلایا رسول ؐ اللہ نے بلال کو پس بیان کیا بلالؓ نے اسی طرح جیسے فرمایا تھا آپ ؐ نے حال ان کا ابو بکرؓ سے تو کہا ابو بکرؓ نے میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ آپ ؐ اللہ کے رسول ؐ ہیں۔

ف : اگر چہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہلے سے بھی یقین تھا اس بات کا کہ آپ ؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ؐ ہیں مگر یہ معجزہ دیکھ کر اور بھی زیادہ یقین میں قوت ہوئی اس واسطے پھر گواہی دی رسالت کی۔

٧۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بِالْهَاجِرَةِ

ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کی ممانعت کا بیان

(٢٧) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ وَقَالَ اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ فِيْ كُلِّ عَامٍ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَ نَفَسٍ فِي الصَّيْفِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے تو جب تیز ہو گرمی تاخیر کرو نماز میں ٹھنڈک تک اور فرمایا آپؐ نے شکوہ کیا آگ نے اپنے پروردگار سے اور کہا اے پروردگار میں اپنے کو آپ کھانے لگی تو اذن دیا اس کو پروردگار نے دو سانس کا ہر سال (اندر کو) سانس لینے کا جاڑے میں اور (باہر کو) سانس نکالنے کا گرمی میں۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو ظہر کی نماز دیر کر کے پڑھنا چاہیے اور یہی مذہب ہے ابن المبارک واحمد و اسحاق کا۔

(٢٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ اَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ اِلٰى رَبِّهَا فَاَذِنَ لَهَا فِيْ كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک اس لیے کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے اور فرمایا آپؐ نے کہ آگ نے گلہ کیا پروردگار سے تو اذن دیا پروردگار نے اس کو دو سانسوں کا ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔

(٢٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک کیونکہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے۔

ف : بعض لوگوں نے فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ کے یہ معنی کیے ہیں کہ اوّل وقت پڑھو نماز کو مگر یہ معنی سیاق حدیث کے خلاف ہے اور بخاری مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو مؤذن نے ارادہ کیا اذان کا فرمایا آپؐ نے ٹھنڈا کر یہاں تک کہ دیکھا ہم نے سایہ ٹیلوں کا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ کے صحیح معنی وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے۔ یعنی تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک۔ (زرقانی)

٨۔بَابُ النَّهْيِ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ بِرِيْحِ الثُّوْمِ وَتَغْطِيَةِ الْفَمِ فِي الصَّلٰوةِ

مسجد میں لہسن کھا کر جانے کی ممانعت کا بیان اور نماز میں منہ ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

(٣٠) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرُبْ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِيْنَا بِرِيْحِ الثُّوْمِ. (هذا مرسل وقد وصله مسلم عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ)

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے کھایا اس درخت میں سے (یعنی لہسن میں سے) تو نزدیک نہ ہو ہماری مسجدوں کے تاکہ ہم کو تکلیف دے اس کی بو سے۔

ف : کچے لہسن یا کچے پیاز کھا کر مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ جب تک منہ میں بو رہے۔

(۳۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ اَنَّهٗ كَانَ يَرَى سَالِمَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ اِذَا رَاَى الْاِنْسَانَ يُغَطِّىْ فَاهُ وَهُوَ فِى الصَّلٰوةِ جَبَذَ الثَّوْبَ جَبْذًا شَدِيْدًا حَتّٰى يَنْزِعَهٗ عَنْ فِيْهِ.

عبدالرحمٰن بن مجبر سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی کو دیکھتے تھے کہ منہ اپنا ڈھانپے ہے نماز میں کھینچ لیتے تھے کپڑا زور سے۔ یہاں تک کہ کھل جاتا اس کا منہ۔

۲۔ كِتَابُ الطَّهَارَةِ

۱۔بَابُ الْعَمَلِ فِى الْوُضُوْءِ

وضو کی ترکیب کا بیان

(۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِىِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِىْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدِهٖ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عمرو بن یحییٰ المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن زید سے جو دادا ہیں عمرو بن یحییٰ کے اور اصحاب میں سے ہیں رسول اللہ ﷺ کے کیا تم مجھ کو دکھا سکتے ہو کس طرح وضو کرتے تھے رسول اللہ ﷺ' کہا انہوں نے ہاں تو منگایا انہوں نے پانی وضو کا پھر ڈالا اس کو اپنے ہاتھ پر اور دھویا دونوں ہاتھوں کو دو دو بار۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک دو دو بار پھر مسح کیا سر کا دونوں ہاتھوں سے آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے یعنی دونوں ہاتھوں سے مسح شروع کیا۔ پیشانی سے گدی تک پھر لائے گدی سے پیشانی تک پھر دونوں پیر دھوئے۔

ف : عبداللہ بن زید عمرو بن یحییٰ کے نہ دادا تھے نہ نانا یہ وہم مؤطا کی روایت سے واقع ہوا ہے صحیح یہ ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ سے اور وہ شخص عمارہ بن ابی حسن تھا جو دادا ہے عمرو بن یحییٰ کا۔ (زرقانی)

(۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِىْ اَنْفِهٖ مَآءً ثُمَّ لِيَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب وضو کرے تم میں سے کوئی تو پانی ڈال کر چھینکے اور ڈھیلے لے واسطے استنجاء کے تو طاق لے۔

(۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ. (اخرجه البخاری ومسلم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص وضو کرے تو ناک چھنکے اور جو ڈھیلے لے تو طاق لے۔

۴ : کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہتے تھے اگر کوئی شخص ایک ہی چلو لے کر کلی بھی کرے اور ناک میں پانی بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(۵) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ يَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ

امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو پہنچا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ گئے ام المؤمنینؓ کے پاس جس دن مرے سعد بن ابی

اَبِیْ وَقَّاصٍ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ یَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ اِسْبَغِ الْوُضُوْءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ. (اخرجه مسلم موصولاً)

وقاص تو منگایا عبدالرحمٰن نے پانی وضو کا پس کہا عائشہؓ نے پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کو آگ سے۔

ف : یعنی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کی ایڑیاں وضو میں سوکھی رہ جاتی ہیں یا خود ایڑیوں کی خرابی ہے۔ جہنم کی آگ ان کو جلا دے گی اسی طرح تمام اعضائے وضو کا حکم ہے کوئی عضو سوکھا نہ رہ جائے احتیاط رکھے۔

(٦) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّیْمِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِؓ یَتَوَضَّأُ بِالْمَآءِ لِمَا تَحْتَ اِزَارِهٖ.

عبدالرحمٰن بن عثمان سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ پانی سے دھوئے اپنے ستر کو۔

ف : پائخانے کے بعد ڈھیلوں سے پاک کر کے پھر پانی لینا ادب ہے اور موجب فضیلت ہے۔ ابن خزیمہ اور بزاز نے عویم بن ساعدہ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے مسجد قبا میں تو کہا وہاں کے لوگوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے طہارت کے باب میں تو کیسی ہے طہارت تمہاری۔ کہا انہوں نے یارسول اللہ ﷺ! ہم نہیں جانتے مگر ہمارے ہمسایہ میں چند یہودی رہتے تھے۔ وہ پائخانہ کر کے پانی سے استنجا کرتے تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا اور بزاز کی عبارت یہ ہے کہ ہم بعد ڈھیلوں کے پانی سے پاک کرتے ہیں تو فرمایا آپ نے ہاں یہی مراد ہے خداوند کریم کی لازم پکڑ و تم اس کو اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ استنجا پانی سے کرتے تھے۔

٧: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس نے وضو کیا تو بھول کر قبل کلی کرنے کے منہ دھولیا یا پہلے ہاتھ دھو لیے اور منہ نہ دھویا کہا امام مالکؒ نے جس شخص نے منہ دھولیا کلی کرنے سے پیشتر تو وہ کلی کرلے اور دوبارہ منہ نہ دھوئے۔ لیکن جس نے ہاتھ دھو لیے منہ دھونے سے پیشتر تو اس کو چاہیے کہ منہ دھو کر ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے تاکہ دھونا ہاتھ کا بعد دھونے منہ کے ہو جائے جب تک وضو کرنے والا اپنی جگہ میں ہے یا قریب اس کے۔

ف : تو اگر وضو کرنے والا وضو کر کے اٹھ گیا اور اعضاء اس کے سوکھ گئے تو صرف منہ کو دھولے۔ (زرقانی)

٨: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جو وضو میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا اور نماز پڑھ لی۔ کہا مالکؒ نے ہوگئی نماز اس کی دوبارہ پھر نماز پڑھنا لازم نہیں لیکن آئندہ کی نماز کے واسطے کلی کرلے یا ناک میں پانی ڈال لے۔

٢۔بَابُ وُضُوْءِ النَّائِمِ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ

جو کوئی سو کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان

(٩) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَّوْمِهٖ فَلْیَغْسِلْ یَدَهٗ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَهَا فِیْ وَضُوْءِهٖ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سو کر اٹھے کوئی تم میں سے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پانی میں ہاتھ ڈالے اس لیے کہ معلوم نہیں کہاں رہی ہتھیلی اس کی۔

ف : یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ بعض لوگوں کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے اور بعضوں کے نزدیک وجوباً جب رات کو سو کر اُٹھے اور استحباباً جب دن کو سو کر اٹھے۔ (زرقانی)

(١٠) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ اِذَا نَامَ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ کہا عمر بن خطابؓ نے جو شخص تم میں

اَحَدُكُمْ مُضْطَجِعًا فَلْيَتَوَضَّأْ.

سے سو جائے لیٹ کر تو وضو کرے۔

(۱۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ تَفْسِيرَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِنَّ ذٰلِكَ اِذَا قُمْتُمْ مِّنَ الْمَضَاجِعِ يَعْنِى النَّوْمَ.

زید بن اسلم نے کہا کہ یہ جو فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جب اٹھو تم نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرو سروں پر اور دھوؤ پاؤں اپنے ٹخنوں تک اس سے یہ غرض ہے کہ جب اٹھو نماز کے لیے سو کر۔

ف : ورنہ جب کوئی نماز کو اٹھے تو اس کو وضو کرنا لازم ہوگا۔ کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک نکسیر پھوٹنے یا خون نکلنے یا پیپ بہنے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ وضو نہ کرے مگر اس گندگی سے جو دُبر یا ذکر سے نکلے یا سو جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَنَامُ جَالِسًا ثُمَّ يُصَلِّىْ وَلَا يَتَوَضَّأُ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

۳۔بَابُ الطَّهُوْرِ لِلْوُضُوْءِ

وضو کے پانی کا بیان

(۱۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَّآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الطَّهُوْرُ مَآءُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهٗ. (رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول کریم ﷺ کے پاس تو کہا اس نے یارسول اللہ! ہم سوار ہوتے ہیں سمندر میں اور اپنے ساتھ پانی تھوڑا رکھتے ہیں اگر اسی سے وضو کریں تو پیاسے رہیں کیا سمندر کے پانی سے ہم وضو کریں۔ فرمایا آپؐ نے پاک ہے پانی اس کا حلال ہے مردہ اس کا۔

ف : اگرچہ سائل نے صرف سمندر کے پانی کا حال پوچھا تھا۔ مگر آپؐ نے سمندر کے کھانے کا بھی حال بیان کر دیا کیونکہ جیسے وہاں پانی کی کمی ہوتی ہے کبھی کھانے کی بھی کمی ہوتی ہے۔ حلال ہے مردہ اس کا یعنی جتنے جانور سمندر میں رہتے ہیں جن کی زندگی بغیر پانی کے نہیں ہوسکتی وہ سب حلال ہیں۔ اگرچہ مچھلی کی صورت پر نہ ہوں بلکہ کتے یا سور کی صورت پر ہوں۔ (زرقانی) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس حدیث میں مردہ سے صرف مچھلی مراد ہے نہ اور جانور سمندر کے مگر اس تخصیص پر کوئی دلیل صریح چاہیے اور یہ حدیث مطلق ہے۔ زرقانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اصول اسلام سے تمام آئمہ نے اس کو قبول کیا ہے اور فقہاء نے اس کے ساتھ تمسک کیا ہے ہر زمانے میں اور روایت کیا اس حدیث کو بڑے بڑے اماموں نے مثل مالک اور شافعی اور احمد اور اصحاب سنن اربعہ اور دارقطنی اور بیہقی اور حاکم وغیرہم نے طرق متعددہ سے اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن مندہ نے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا کہ پوچھا میں نے بخاری سے تو انہوں نے بھی صحیح کہا۔ (انتہی زرقانی)

(۱۳) عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَاقَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهٗ وَضُوْءً فَجَآءَتْ هِرَّةٌ لِتَشْرَبَ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا اَبُوْقَتَادَةَ الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَاابْنَةَ اَخِىْ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ

کبشہ بنت کعب سے روایت ہے کہ ابوقتادہ انصاریؓ گئے ان کے پاس تو رکھا کبشہ نے ایک برتن میں پانی ان کے وضو کے لیے پس آئی بلی اس میں سے پینے کو تو جھکا دیا برتن کو ابوقتادہؓ نے یہاں تک کہ پی لیا بلی نے پانی کہا کبشہ نے دیکھ لیا ابوقتادہؓ نے کہ میں ان کی طرف

فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ. (اخرجه الاربعة)

تعجب سے دیکھتی ہوں تو پوچھا ابوقتادہؓ نے کیا تعجب کرتی ہو اے بھتیجی میری میں نے کہا ہاں تو کہا ابوقتادہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بلی ناپاک نہیں ہے وہ رات دن پھرنے والوں میں سے ہے تم پر۔

ف: کہا یحییٰ نے کہا امام مالکؒ نے کچھ حرج نہیں بلی کے جھوٹے میں مگر جب اُس کے منہ پر پلیدی معلوم ہو۔

(۱۴) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِؓ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نکلے چند سواروں میں ان میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے راہ میں ایک حوض ملا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حوض والے سے پوچھا کہ تیرے حوض پر درندے جانور پانی پینے کو آتے ہیں تو کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اے حوض والے مت بتا ہم کو کس لیے کہ درندے کبھی ہم سے آگے آتے ہیں اور کبھی ہم درندوں سے آگے آتے ہیں۔

ف: یعنی یہ جنگل کا حوض ہے یہاں رات دن یہی کارخانہ جاری ہے کہ آدمی آن کر پانی پیتے ہیں پھر درندے پھر آدمی پھر درندے اس لیے بہ ضرورت یہ پاک ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے لیے ہے جو وہ پی گئے اور ہمارے لیے جو باقی ہے پینے کے لیے اور طہارت کرنے کے لیے۔ روایت کیا اس کو عبدالرزاق نے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانی پاک ہے۔ اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ روایت کیا اس کو طیالسی اور شافعی اور احمد وغیرہم نے۔ (زرقانی)

(۱۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ لَيَتَوَضَّؤُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَمِيْعًا. (اخرجه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ مرد اور عورتیں وضو کرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اکٹھا۔

ف: ایک برتن سے جیسا کہ روایت کیا ابن ماجہ نے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے کہ ڈالتے تھے ہم ہاتھ اپنے برتن میں کہا زرقانی نے ظاہر حدیث یہ ہے کہ مرد وعورت مل کر ایک ہی وقت میں وضو کرتے تھے قبل اترنے آیت حجاب کے یہ حدیث خاص ہوگی ازواج اور محارم کے ساتھ اور صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ انہوں نے دیکھا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب کو اور عورتوں کو سب مل کر ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کے وضو سے جو پانی بچ رہے اس سے وضو درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

۴۔ بَابُ مَالَا يَجِبُ فِيْهِ الْوُضُوْءُ

جن امورات سے وضو لازم نہیں آتا اُن کا بیان

(۱۶) عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اُطِيْلُ ذَيْلِيْ وَاَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُطَهِّرُهٗ مَابَعْدَهٗ.

(اخرجه ابوداؤد والترمذی وابن ماجه)

ابراہیم بن عبدالرحمٰن کی ام ولد نے پوچھا ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ میرا دامن نیچا اور لمبا رہتا ہے اور ناپاک جگہ میں چلنے کا اتفاق ہوتا ہے تو کہا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک کرتا ہے اس کو جو بعد اس کے ہے۔

ف : یعنی اگر کسی کے دامن میں راہ کی نجاست لگ جائے اور پھر وہ دامن پاک زمین سے بھی لگے اور خشک ہو جائے تو مل دینے سے یا جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گا بہ نسبت ضرورت اور رفع حرج کے۔ (مصفّٰی)

(۱۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ رَاٰى رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقْلِسُ مِرَارًا مَّآءً وَّهُوَ فِى الْمَسْجِدِ فَلَا يَنْصَرِفُ وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتّٰى يُصَلِّىْ.

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کو دیکھا کئی مرتبہ انہوں نے قے کی پانی کی اور وہ مسجد میں تھے پھر وضو نہ کیا اور نماز پڑھ لی۔

کہا یحییٰ نے پوچھے گئے مالکؒ اس شخص سے جس نے اوکا کھانے کو کیا اس پر وضو ہے کہا اس پر وضو نہیں ہے بلکہ کلی کر ڈالے اور منہ دھو لے۔

(۱۸) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّحَمَلَهُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خوشبو لگائی سعید بن زید کے بچے کو جو میت تھا اور اٹھایا اس کو پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

ف : اس اثر سے معلوم ہوا کہ مردہ کے اُٹھانے یا خوشبو لگانے سے وضو نہیں جاتا اور بعض نسخوں میں مؤطا کے بجائے حنط کی حنک ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کھجور کو چبا کر بچے کے منہ میں دی۔ اور امام محمدؒ نے حنط روایت کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا روایت کیا بخاریؒ نے (محلی) کہا زرقانی نے کہ غرض امام مالکؒ کے اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ وہ جو حدیث مروی ہے مرفوعاً جو شخص میت کو غسل دے وضو کرے اور جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے اس پر عمل نہیں کیا علماء نے اور شاید وہ امر استحباباً ہو یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو جنازہ اٹھائے اس کو باوضو رہنا چاہیے تاکہ نماز جنازہ فوت نہ ہو جائے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور راوی اس کے سب ثقہ ہیں مگر عمرو بن عمیر مجہول ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے لیکن اس کے ناسخ کو بیان نہیں کیا اور حاکم نے حکایت کی کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالکؒ سے کہ قے میں وضو ہے یا نہیں کہا وضو نہیں ہے مگر کلی کرے اور منہ دھو ڈالے۔

۵۔بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

جو کھانا آگ سے پکا ہوا اس کو کھا کر وضو نہ کرنے کے بیان میں

(۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ کھایا رسول اللہ ﷺ نے دست کا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

(۲۰) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِىَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا السَّوِيْقِ فَاَمَرَبِهٖ فَثُرِّىَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (اخرجه........)

سوید بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ نکلے رسول اللہ ﷺ کے جس سال جنگ خیبر ہوئی یہاں تک کہ جب پہنچے صہباء میں (جو ایک موضع ہے) پیچھے کی جانب خیبر سے مدینہ کی طرف اُترے رسول اللہ ﷺ پھر عصر کی نماز پڑھی اور مانگا آپؐ نے توشہ تو نہ آیا مگر ستو پس حکم کیا آپ نے اس کے کھولنے کا سو کھولا گیا پھر کھایا رسول اللہ ﷺ نے اور ہم لوگوں نے پھر کھڑے ہوئے آپؐ نماز مغرب کے لیے کلی کر کے اور ہم نے بھی کلیاں کر لیں پھر نماز پڑھی آپؐ نے اور وضو نہ کیا۔

(٢١) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ: اَنَّهُ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ربیعہ بن عبداللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور وضونہیں کیا۔

(٢٢) عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روٹی اور گوشت کھا کر کلی کی اور ہاتھ دھوکر منہ پونچھا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

(٢٣) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا لَايَتَوَضَّانِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علیؓ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہ وہ دونوں وضو نہ کرتے تھے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

(٢٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُصِيْبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ اَيَتَوَضَّأُ قَالَ رَأَيْتُ اَبِيْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَا يَتَوَضَّأُ.

یحیٰی بن سعید نے پوچھا عبداللہ بن عامر سے کہ ایک شخص وضو کرے نماز کے لیے پھر کھائے وہ کھانا جو پکا ہو آگ سے کیا وضو کرے دوبارہ کہا عبداللہ نے کہ دیکھا میں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ بن کعب بن مالک کو (جو صحابی مشہور ہیں) کہ وہ آگ کا پکا ہوا کھانا کھاتے پھر وضونہیں کرتے تھے۔

......

(٢٥) عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ رَاَيْتُ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ اَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ابونعیم وہب بن کیسان نے سنا جابر بن عبداللہ سے کہ انہوں نے دیکھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

(٢٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دُعِيَ لِطَعَامٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَلَحْمٌ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى ثُمَّ اُتِيَ بِفَضْلِ ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت ہوئی کھانے کی تو سامنے کیا گیا ان کے روٹی اور گوشت پس کھایا آپؐ نے اس میں سے اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر اس کھانے کا بچا ہوا آیا اس کو کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

(٢٧) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَدْ مَرَّمِنَ الْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْطَلْحَةَ وَاُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ فَاَكَلُوْا مِنْهُ فَقَامَ اَنَسٌ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ وَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ مَا هٰذَا يَااَنَسُ اَعِرَاقِيَّةٌ فَقَالَ اَنَسٌ لَيْتَنِيْ لَمْ اَفْعَلْ وَقَامَ اَبُوْطَلْحَةَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

عبدالرحمٰن بن زید انصاری سے روایت ہے کہ انس بن مالکؓ جب آئے عراق سے تو گئے ان کی ملاقات کو ابوطلحہ اور اُبی بن کعب تو سامنے کیا انسؓ نے ان دونوں کے کھانا جو پکا ہوا تھا آگ سے پھر کھایا سب نے تو اٹھے انس اور وضو کیا۔ پس کہا ابوطلحہ اور ابی بن کعب نے کہ کھانا کھا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق سے سیکھا ہے پس کہا انسؓ نے کاش میں وضو نہ کرتا اور کھڑے ہوئے ابوطلحہ اور ابی بن کعب تو نماز پڑھی دونوں نے اور وضو نہ کیا۔

٦۔بَابُ جَامِعِ الْوُضُوْءِ

اس باب میں مختلف مسائل طہارت کے مذکور ہیں

(٢٨) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پوچھے گئے استنجا

الْاِسْتِطَابَةِ فَقَالَ اَوَلَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ ثَلٰثَةَ اَحْجَارٍ. سے تو فرمایا آپؐ نے کیا نہیں پاتا کوئی تم میں سے تین پتھروں کو۔

ف : یعنی تین پتھر پاک کرنے کے لیے کافی ہیں اور دو سے بھی آنحضرت ﷺ نے استنجا کیا ہے۔

(۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَی الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ قَدْ رَأَيْتُ اِخْوَانَنَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَسْنَا بِاِخْوَانِكَ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَاْتِیْ بَعْدَكَ مِنْ اُمَّتِكَ قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِیْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ قَالُوْا بَلٰی يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ فَلَا يُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِیْ كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الضَّآلُّ فَاُنَادِيْهِمْ اَلَا هَلُمَّ اَلَا هَلُمَّ اَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا.

(اخرجه مسلم في كتاب الطهارة باب استحباب الغرة والتحجيل في الوضوء)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گئے مقبرہ کو سو کہا سلام ہے تمہارے پراے قوم مومنوں کی اور ہم اگر خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں تمنا کی میں نے کہ میں دیکھ لوں اپنے بھائیوں کو تو کہا صحابہؓ نے یارسول اللہ! کیا نہیں ہیں ہم بھائی آپؐ کے فرمایا بلکہ تم بھائیوں سے بڑھ کر اصحابؓ ہو میرے اور بھائی میرے وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے دنیا میں اور میں قیامت کے روز ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تب کہا صحابہؓ نے یا رسول اللہ! آپ کیونکر پہچانیں گے ان لوگوں کو قیامت کے روز جو دنیا میں بعد آپؐ کے پیدا ہوں گے امت میں آپ کی فرمایا آپؐ نے تم مجھ کو بتلاؤ کہ کسی شخص کے سفید منہ اور سفید پاؤں کے گھوڑے خالص مشکی گھوڑوں میں مل جائیں کیا وہ اپنے گھوڑے نہ پہچانے گا؟ کہا صحابہؓ نے پہچانے گا پس فرمایا آپؐ نے کہ قیامت کے روز وہ بھائی میرے آئیں گے چمکتے ہوں گے منہ اور پاؤں ان کے وضو سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تو ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص نکالا جائے میرے حوض سے جیسے نکالا جاتا ہے وہ اونٹ جو اپنے مالک سے چھٹ گیا ہو تو پکاروں گا میں ان کو اِدھر آؤ' اِدھر آؤ' اِدھر آؤ۔ کہا جائے گا مجھ سے کہ ان لوگوں نے بدل دیا سنت تیری کو بعد تیرے تب میں کہنے لگوں گا دُور ہو دُور ہو دُور ہو۔

ف : معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنے کا وبال ایسا سخت ہے کہ آپ خود باوصف کثرتِ رحمت اور شفقت کے فرمائیں گے دور ہو دور ہو۔ ابن عبدالعزیز نے کہا جو شخص دین میں ایسی بات نکالے گا جس سے اللہ راضی نہیں تو وہ حوض کوثر میں سے نکالا جائے گا اس حدیث کے یہاں ذکر کرنے سے یہ غرض ہے کہ اعضاء وضو کو مقدار فرض سے زیادہ دھونا مستحب ہے۔ (زرقانی مصفی)

(۳۰) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَلَسَ عَلَی الْمَقَاعِدِ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ فَاٰذَنَهٗ بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اَنَّهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

روایت ہے حمران سے جو (غلام آزاد) ہیں عثمانؓ بن عفان کے کہ عثمانؓ بن عفان بیٹھے تھے چبوترہ پر اتنے میں مؤذن آیا اور نماز عصر کی خبر دی حضرت عثمانؓ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا کہ خدا کی قسم میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر وہ حدیث اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ اِمْرِئٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا.

تھے کہ کوئی آدمی نہیں ہے کہ وضو کرے اچھی طرح پھر نماز پڑھے مگر جتنے گناہ اس کے اس کی اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے معاف کر دیئے جائیں گے یہاں تک کہ دوسری نماز پڑھے۔

کہا یحییٰ نے کہا امام مالکؒ نے کہ مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شاید یہ آیت ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ (اخرجه البخاری فی کتاب الوضوء و مسلم فی الطهارة)

ف: یعنی قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اور کتنی ساعتیں رات سے تحقیق نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے نیکیاں دُور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے جو برائیوں کے چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیے۔ جتنا میل اتنا صابن۔ (موضح القرآن)

(۳۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ فَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلٰوتُهٗ نَافِلَةً لَهٗ.

(اخرجه النسائی و ابن ماجه فی الطهارة)

روایت ہے عبداللہ صنابحی سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت وضو شروع کرتا ہے بندۂ مومن پھر کلی کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے منہ سے پھر جس وقت ناک صاف کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کی ناک سے پھر جس وقت منہ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں اس کے منہ سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں پلکوں کے اُگنے کی جگہ یعنی پپوٹوں سے پھر جس وقت مسح کرتا ہے سر کا نکل جاتے ہیں گناہ اس کے سر سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں کانوں سے۔ پھر جس وقت پاؤں دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں پاؤں سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں پاؤں کے ناخنوں سے پھر چلنا اس کا مسجد کی طرف اور نماز الگ ہے یعنی اس کا ثواب جداگانہ ہے۔

ف: گناہوں سے صغائر مراد ہیں نہ کبائر تو جس شخص کے سب گناہ صغائر ہیں اس کے بالکل معاف ہو جاتے ہیں اور جس کے صغائر اور کبائر دونوں ہیں تو صغائر عفو ہو جاتے ہیں اور جس کے کل گناہ کبائر ہیں تو ان میں تخفیف ہو جاتی ہے بقدر صغائر اور جس کے صغائر ہیں نہ کبائر اس کی نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا علماء نے اس حدیث کی شرح میں مگر ظاہر حدیث مطلق ہے شامل ہے صغائر اور کبائر کو۔ (زرقانی)

(۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِالْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ

روایت ہے ابو ہریرہؓ سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت وضو شروع کرتا ہے بندۂ مسلمان یا مومن پھر دھوتا ہے منہ اپنا نکل جاتا ہے اس کے منہ سے جو گناہ کہ دیکھا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے ساتھ

مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ.

(اخرجه مسلم فی الطهارة)

پانی کے یا ساتھ اخیر قطرہ کے پانی سے پھر جب ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتا ہے اس کے ہاتھوں سے جو گناہ کہ پکڑا تھا اس کو اس کے ہاتھوں نے ساتھ پانی کے یا ساتھ اخیر قطرے پانی کے پھر جب دھوتا ہے وہ پاؤں اپنے نکل جاتا ہے جو گناہ کہ چلے تھے اس کے لیے پاؤں اس کے ساتھ پانی یا ساتھ آخر قطرے پانی کے یہاں تک کہ نکل آتا ہے پاک صاف گناہوں سے۔

ف : اس حدیث میں راوی کو دو مقامات پر شک ہے ایک یہ کہ شروع حدیث میں حضرتؐ نے بندۂ مسلمان فرمایا یا بندہ مومن' دوسرے کہ ساتھ پانی کے فرمایا یا ساتھ اخیر قطرۂ پانی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ شک نہیں راوی کو بلکہ آنحضرت ﷺ نے اس طور فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان اور مومن کے ایک معنی ہیں اور شروع ہوتا ہے نکلنا گناہ کا پانی بہنے کے شروع سے اور تمام ہوتا ہے نکلنا اُس کا اخیر قطرۂ پانی کے ساتھ۔ (زرقانی)

(۳۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوْءً فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُوْتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فِيْ اِنَاءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهُ ثُمَّ اَمَرَ النَّاسَ يَتَوَضَّاُوْنَ مِنْهُ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّاُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ.

(اخرجه البخاری فی الوضوء ومسلم فی الفضائل)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب قریب آ گیا تھا عصر کا وقت پس ڈھونڈا لوگوں نے پانی وضو کے لیے مگر نہ پایا اور ایک برتن میں پانی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا آپؐ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا وضو کرنے کا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا پانی کا فوارہ نکلتا تھا آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھر وضو کر لیا لوگوں نے یہاں تک کہ جو سب کے اخیر میں تھا اس نے بھی وضو کر لیا۔

ف : وہ برتن ایک پیالہ تھا جو آدھا یا تہائی پانی سے بھرا تھا اور وضو کرنے والے قریب تین سو آدمیوں کے تھے یہ معجزہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے پتھر سے پانی نکل آتا تھا اور یہ انگلیوں سے نکلتا تھا۔ سبحان اللہ ہزار جان سے قربان اپنے پروردگار کا ہونا چاہیے جس نے اپنے بندوں کے سمجھانے کے لیے ہر طرح کے معجزات پیغمبروں کو عطا فرمائے۔ (زرقانی) مع زیادۃ

(۳۴) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ يُكْتَبُ لَهُ بِاِحْدٰى خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ وَيُمْحٰى عَنْهُ بِالْاُخْرٰى سَيِّئَةٌ فَاِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ الْاِقَامَةَ فَلَمْ يَسْعَ فَاِنَّ اَعْظَمَكُمْ اَجْرًا اَبْعَدُكُمْ دَارًا قَالُوْا لِمَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ

نعیم بن عبداللہ نے سنا ابوہریرہؓ سے کہتے تھے جس نے وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز کی نیت سے تو وہ گویا نماز میں ہے جب تک نماز کا قصد رکھتا ہے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک برائی مٹائی جاتی ہے تو جب کوئی تم میں سے تکبیر نماز کی سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اسی کو ہے جس کا مکان زیادہ دور ہے کہا انہوں نے کیوں اے ابوہریرہؓ! کہا اس وجہ سے کہ اس کے قدم زیادہ

قَالَ مِنْ اَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا.

ہوں گے۔

(۳۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنِ الْوَضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ بِالْمَآءِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنَّمَا ذٰلِكَ وُضُوْءُ النِّسَاءِ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوال کیے گئے بعد پاخانے کے پانی لینے سے تو کہا کہ یہ طہارت عورتوں کی ہے۔

ف : یعنی ہر مرد کو استنجا کرنا ڈھیلوں سے کفایت کرتا ہے اور پانی سے آب دست لینا عورتوں کا کام ہے اور قاضی ابوالولید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ عادت عورتوں کی یہ ہے کہ پانی سے آب دست کرتی ہیں اور مردوں کی یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کرتے ہیں دوسرے یہ کہ مردوں کو آب دست پانی سے کرنا معیوب ہے لیکن امام مالکؒ اور اکثر اہل علم کا مذہب نہیں ہے نووی نے کہا جس پر اجماع کیا اہل فتویٰ اور جمہور علماء نے وہ یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کر کے پانی سے آب دست کرنا افضل ہے اور جو ایک پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے لیکن پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔ (محلی)

(۳۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ.

(اخرجه البخاری فی الوضوء ومسلم فی الطهارة)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب پی جائے کتا تمہارے کسی برتن میں تو دھوئے اُس کو سات بار۔

(۳۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْمَلُوْا وَخَيْرُ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ.

مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سیدھی راہ پر رہو اور نہ شمار کر سکو گے تم اس کے ثواب کا یا نہ طاقت رکھو گے تم استقامت کی اور سب کاموں میں تمہارے بہتر نماز ہے اور نہ محافظت کرے گا وضو پر مگر مومن۔

ف : ابن ماجہ اور بیہقی نے اس حدیث کو مسنداً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ جانو تم افضل تمہارے کاموں میں نماز ہے اور روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے ثوبان سے۔ (زرقانی)

۷۔ بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمَسْحِ بِالرَّأْسِ وَالْاُذُنَيْنِ

سر اور کانوں کے مسح کا بیان

(۳۸) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَاْخُذُ الْمَآءَ بِاِصْبُعَيْهِ لِاُذُنَيْهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کانوں کے مسح کے واسطے دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

ف : بیہقی اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا عبداللہ بن زید سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے تھے اور لیتے تھے واسطے دونوں کانوں اپنے کے نیا پانی کے جو لیا تھا سر کے لیے اور حدیث مشہور کہ دونوں کان سر میں سے ہیں اگر صحیح ہو تو اس بات پر دلالت کرے گی کہ سر کا مسح کافی ہے کانوں کے مسح سے اور یہ خلاف ہے اجماع کے۔ (مصفی)

(۳۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يَمْسَحَ الشَّعْرَ بِالْمَآءِ.

مالک کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ پوچھے گئے عمامہ پر مسح کرنے سے تو کہا کہ نہ کرے یہاں تک کہ مسح کرے بال کا پانی سے۔

(٤٠) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يَنْزِعُ الْعَمَامَةَ وَيَمْسَحُ رَأْسَهُ بِالْمَآءِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمامہ سر سے اتار کر سر پر مسح کرتے تھے۔

(٤١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ رَاٰى صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ امْرَاَةَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ تَنْزِعُ خِمَارَهَا وَتَمْسَحُ عَلٰى رَأْسِهَا بِالْمَآءِ وَنَافِعٌ يَوْمَئِذٍ صَغِيْرٌ.

نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا صفیہ کو جو بیوی تھیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اتارتی تھیں اس کپڑے کو جس سے سر ڈھانپتے ہیں اور مسح کرتی تھیں اپنے سر پر پانی سے اور نافع اس وقت میں نابالغ تھے۔

ف: ورنہ صفیہ کا سر کیسے دیکھتے ابن عبدالبر نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے عمامہ پر مسح کرنا ثابت ہے۔ عمرو بن اُمیہ اور بلال اور مغیرہ اور انس کی روایت سے اور بخاری نے عمرو کی حدیث کو روایت کیا ہے اور جائز رکھا عمامہ پر احمد اور اوزاعی اور داؤد وغیرہم نے (زرقانی) اور صحابہؓ میں سے بہت لوگ اس طرف گئے ہیں انہی میں سے ہیں ابوبکر و عمر و انس رضی اللہ عنہم اور اسحق و وکیع بن الجراح کا بھی یہی مذہب ہے اور قاضی شوکانی نے اس کو اختیار کیا ہے۔ مصفّی میں ہے کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسح کیا پیشانی پر سفر میں اور تمام کیا اس کو عمامہ پر تو جب عمامہ کھولنا دشوار ہو مسح کا تمام کر لینا عمامہ پر مستحب ہے کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ مسح سے اوپر عمامہ کے یا سر بندھن کے تو کہا مرد کو عمامہ پر اور عورت کو سر بندھن پر مسح درست نہیں ہے بلکہ مسح کرنا سر پر لازم ہے۔

ف: یہی قول ہے شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا۔ کہا یحییٰ نے اور پوچھے گئے مالکؒ اس شخص سے جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا۔ یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے تو جواب دیا مسح کرے اپنے سر پر اور جو نماز پڑھ لی ہو اس کا اعادہ کرے۔

٨۔ بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

(٤٢) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَذَهَبْتُ مَعَهُ بِمَآءٍ فَجَآءَ فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ الْمَآءَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ كُمَّيْ جُبَّتِهٖ فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيْقِ كُمَّيِ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ فَقَدْ صَلّٰى لَهُمْ رَكْعَةً فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ فَفَزِعَ النَّاسُ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهُ قَالَ اَحْسَنْتُمْ.

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گئے حاجت ضروری کو جنگ تبوک میں تو میں پانی ساتھ لے کر گیا اور جب آپ فارغ ہو کر آئے میں نے پانی ڈالا تو دھویا آپؐ نے منہ اپنا پھر نکالنے لگے ہاتھ اپنے جبہ کی آستینوں سے مگر وہ اس قدر تنگ تھیں کہ ہاتھ نہ نکل سکے آخر نکالا آپؐ نے ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے اور ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر اور موزوں پر پھر آئے آپ تو عبدالرحمٰن بن عوف امامت کر رہے تھے اور ایک رکعت ہو چکی تھی پس پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت جو باقی تھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے اور لوگ گھبرائے جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اچھا کیا تم نے۔

ف: یعنی گھبراؤ مت اچھا کیا تم نے نماز کو کھڑے ہو گئے۔ بعد اس کے حضرتؐ نے فرمایا کہ کسی نبی کی وفات نہیں ہوئی مگر اس نے اپنی امت میں سے ایک مرد صالح کے پیچھے نماز پڑھی اور اس سے رد ہو گیا قول ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ نماز حضرت ﷺ کی کسی کے پیچھے درست نہیں ہے۔

(٤٣) عَنْ نَافِعٍ وَّعَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوْفَةَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ وَهُوَ اَمِيْرُهَا فَرَاٰهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَاَنْكَرَ ذَالِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ سَلْ اَبَاكَ اِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ فَقَدِمَ عَبْدُاللّٰهِ فَنَسِىَ اَنْ يَّسْأَلَ عُمَرَ عَنْ ذَالِكَ حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ فَقَالَ اَسَاَلْتَ اَبَاكَ فَقَالَ لَا فَسَاَلَهٗ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ اِذَا اَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِى الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَاِنْ جَآءَ اَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ قَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَ اِنْ جَآءَ اَحَدُكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ.

نافع اور عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے کوفے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر اور وہ حاکم تھے کوفہ کے تو دیکھا ان کو عبداللہؓ نے کہ مسح کرتے ہیں موزوں پر پس انکار کیا اس فعل کا عبداللہؓ نے کہا سعدؓ نے تم اپنے باپ سے پوچھنا جب جانا تو جب آئے عبداللہؓ بھول گئے پوچھنا اپنے باپ سے یہاں تک کہ سعد آئے اور انہوں نے کہا ذکر کیا تم نے اپنے باپ سے پوچھا تھا عبداللہ نے کہا نہیں پھر پوچھا عبداللہ نے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ڈالے تو پاؤں اپنے موزوں کے اندر اور پاؤں پاک ہوں تو مسح کر موزوں پر کہا عبداللہؓ نے اگرچہ ہم پائخانہ سے ہو کر آئیں کہا ہاں اگرچہ کوئی تم میں سے پائخانہ سے ہو کر آئے۔

ف : پھر اس مسح کی کچھ مدت مقرر نہیں امام مالکؒ کے نزدیک جب تک جی چاہے ان پر مسح کیا کرے اور احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہے کہ مدت مسح کی مقیم کے لیے ایک رات دن ہے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات۔

(٤٤) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِى السُّوْقِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ رَأْسَهٗ ثُمَّ دُعِىَ لِجَنَازَةٍ لِّيُصَلِّىَ عَلَيْهَا حِيْنَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پیشاب کیا بازار میں پھر وضو کیا اور دھویا منہ اور ہاتھوں کو اپنے اور مسح کیا سر پر پھر بلائے گئے جنازہ کی نماز کے لیے جب جا چکے مسجد میں تو مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی جنازہ پر۔

ف : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے موزوں کے مسح میں دیر کی بھولے سے یا بازار میں بوجہ کسی بیماری کے بیٹھ نہ سکے تو مسجد میں آ کر مسح کیا اور مسجد بازار سے قریب ہے۔ (زرقانی)

(٤٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ رُقَيْشِ نِ الْاَشْعَرِىِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَتٰى قُبَآءَ فَبَالَ ثُمَّ اُتِىَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ جَآءَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى.

سعید بن عبدالرحمٰن نے دیکھا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو آئے وہ قبا کو تو پیشاب کیا پھر لایا گیا پانی وضو کا تو وضو کیا دھویا منہ کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزوں پر، پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھی۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے اس شخص کا جس نے وضو کیا نماز کے لیے پھر پہنا دونوں موزوں کو پھر پیشاب کیا پھر اتار لیے موزے پھر پہن لیے کیا وضو پھر کرے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے اور موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے موزوں کو پہنا تھا اور پاؤں اس کے پاک تھے وضو کی پاکی سے لیکن جس نے موزوں کو اس حال میں پہنا کہ وہ پاؤں اس کے وضو کی پاکی سے پاک نہ تھے تو وہ مسح نہ کرے موزوں پر۔

ف : مطلب یہ کہ موزے پہنتے وقت باوضو ہو۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے اس شخص سے جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے

تھا لیکن وہ مسح موزوں کا کرنا بھول گیا یہاں تک کہ وضو اس کا سوکھ گیا اور نماز اس نے پڑھ لی تو جواب دیا کہ وہ شخص موزوں پر مسح کرے اور نماز کا اعادہ کرے مگر وضو کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ کہا یحییٰ نے اور سوال ہوا امام مالکؒ سے اس شخص کا جس نے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے پھر وضو شروع کیا تو جواب دیا کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے۔

ف : اس سبب سے کہ موزے پہنتے وقت باوضو نہ تھا بلکہ صرف پاؤں دھو لیے تھے اور پاؤں دھو لینے سے پورا وضو نہیں ہوتا۔

۹۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ — موزوں کے مسح کی ترکیب کا بیان

(٤٦) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ رَاى اَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَكَانَ لَا يَزِيْدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى اَنْ يَمْسَحَ ظُهُوْرَهُمَا وَلَا يَمْسَحُ بُطُوْنَهُمَا.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو دیکھا جب مسح کرتے موزوں پر تو مسح کرتے موزوں کی پشت پر نہ اندر کی جانب۔

ف : یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر دین کا مدار عقل پر ہوتا تو اندر کی جانب کا مسح اولیٰ ہوتا اس کی پشت پر مسح کرنے سے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے تھے موزوں کی پشت پر۔ (محلی)

کہا مالکؒ نے پوچھا میں نے ابن شہاب زہری سے کس طرح مسح ہوتا ہے موزوں پر تو ابن شہاب نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پھر دونوں کو کھینچ لیا۔ مالکؒ کہتے ہیں کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہے۔

ف : یعنی تمام موزوں پر مسح کرنا چاہیے اور حنفیہ کے نزدیک ترکیب مسح کی یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو داہنے موزے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے پر آگے سے رکھ کر پنڈلی تک کھینچ لے اور انگلیوں کو کھلا رکھے۔ (زرقانی ومحلی)

۱۰۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّعَافِ — نکسیر پھوٹنے کا بیان

(٤٧) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نکسیر پھوٹتی ان کی نماز میں پھر آتے اور وضو کر کے لوٹ جاتے پھر بنا کرتے اور بات نہ کرتے۔

ف : یعنی جتنی نماز باقی رہی تھی اس قدر پڑھ لیتے اعادہ نہ کرتے اور جو بات کر لی بغیر عذر کے تو نماز باطل ہو جائے گی اب سرے سے پڑھنا چاہیے۔ (زرقانی)

(٤٨) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ فَيَغْسِلُ الدَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَبْنِىْ عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نکسیر پھوٹتی تو باہر جا کر خون دھوتے پھر لوٹ کر بنا کر لیتے جس قدر پر کہ پڑھ چکے تھے۔

ف : اس واسطے کہ وضو ٹوٹا نہیں اور کوئی کام منافی نماز کے نہ کیا اور نکسیر پھوٹنے سے وضو نہیں جاتا۔ (زرقانی)

(٤٩) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّهُ رَاى سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَاَتٰى حُجْرَةَ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى.

یزید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب کے نکسیر پھوٹی نماز میں تو آئے حجرہ میں ام سلمہ کے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر لایا گیا پانی وضو کا تو وضو کیا پھر لوٹ گئے اور بنا کر لی نماز اپنی سابق پر۔

ف: وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ خون دھوڈالتے بہ دلیل اس روایت کے جو آگے آتی ہے۔

۱۱۔بَابُ الْعَمَلِ فِی الرُّعَافِ
نکسیر پھوٹنے کے بیان میں

(۵۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَرْعُفُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ حَتّٰی تَخْتَضِبَ اَصَابِعُهٗ مِنَ الدَّمِ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنْ اَنْفِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ ان کی نکسیر پھوٹتی اور خون نکلتا یہاں تک کہ انگلیاں ان کی رنگین ہو جاتیں اس خون سے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

(۵۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ اَنَّهٗ رَاٰی سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ یَخْرُجُ مِنْ اَنْفِهِ الدَّمُ حَتّٰی تَخْتَضِبَ اَصَابِعُهٗ ثُمَّ یَفْتِلُهٗ ثُمَّ یُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کو خون نکلتا تھا ان کی ناک سے یہاں تک کہ رنگین ہو جاتی تھیں انگلیاں ان کی پھر مل ڈالتے تھے اس کو پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

۱۲۔بَابُ الْعَمَلِ فِیْمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ اَوْ رُعَافٍ
جس شخص کا خون زخم یا نکسیر پھوٹنے سے برابر بہتا رہے اس کا بیان

(۵۲) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ مِنَ اللَّیْلَةِ الَّتِیْ طُعِنَ فِیْهَا فَاَیْقَظَ عُمَرَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ تَرَکَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰی عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجُرْحُهٗ یَثْعَبُ دَمًا.

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ وہ گئے حضرت عمرؓ کے پاس اس رات کو جس میں وہ زخمی ہوئے تھے تو جگائے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز صبح کے واسطے پس فرمایا کہ ہاں اور اچھا نہیں حصہ اس شخص کا اسلام میں جو ترک کرے نماز کو تو نماز پڑھی حضرت عمرؓ نے اور زخم سے ان کے خون بہتا تھا۔

ف: سیوطی نے کہا کہ اس اثر سے تمسک کیا ہے ان لوگوں نے جو کافر کہتے ہیں اس شخص کو جو نماز ترک کرے سستی سے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت کا صحابہؓ سے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا۔(زرقانی)

(۵۳) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍؒ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِیْمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ یَنْقَطِعْ عَنْهُ قَالَ مَالِکٌ قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ ثُمَّ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَرٰی اَنْ یُّوْمِیَ بِرَاْسِهٖ اِیْمَآءً.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ جس شخص کا خون نکسیر پھوٹنے سے جاری رہے اور خون بند نہ ہو تو اس کے حق میں تم کیا کہتے ہو کہا یحییٰ بن سعید نے کہ پھر کہا سعید بن المسیب نے کہ میرے نزدیک نماز اشارہ سے پڑھ لے۔

ف: یعنی رکوع اور سجدہ نہ کرے اس خوف سے کہ کپڑے اس کے بھر جائیں یا مقام سجدہ گندہ ہو جائے۔ امام محمد نے مؤطا میں کہا کہ جب کسی شخص کی نکسیر کا خون بہت بہتا ہو تو اگر رکوع سجدہ کرنے سے بہے تو اشارہ سے پڑھ لے اور جو ہر حال میں بہتا ہو تو سجدہ کرے اور رکوع کرے۔(محلی) کہا مالکؒ نے کہ قول سعید بن المسیب کا بہت پسند ہے مجھ کو منجملہ ان اقوال کے جو سنے میں نے اس باب میں۔

۱۳۔بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذِیِّ
مذی سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان

ف: مذی وہ رطوبت ہے جو مساس کے وقت قبل از جماع کے ظاہر ہوتی ہے اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور منی وہ پانی ہے کود کر نکلنے والا جس کے نکلنے سے شہوت کم ہو جاتی ہے اور ودی وہ پانی ہے جو بعد پیشاب کے نکلتا ہے۔

(٥٤) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَمَرَهُ اَنْ يَّسْاَلَ لَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ اِذَا دَنَا مِنْ اَهْلِهٖ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذِيُّ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ عَلِيٌّ فَاِنَّ عِنْدِيْ اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَسْتَحْيِ اَنْ اَسْاَلَهُ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ اِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهٗ بِالْمَآءِ وَالْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ.

مقداد بن الاسود کو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھیں آنحضرت ﷺ سے جب کوئی مرد نزدیکی کرے اپنی عورت سے اور نکل آئے مذی تو کیا لازم ہوتا ہے اس شخص پر کہا علیؓ نے کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں اس سبب سے مجھے پوچھنے میں شرم آتی ہے تو پوچھا مقداد نے۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو دھوڑالو ذکر کو پانی سے اور وضو کرے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لیے۔

(٥٥) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّيْ لَاَجِدُهٗ يَنْحَدِرُ مِنِّيْ مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهٗ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ يَعْنِي الْمَذِيَّ.

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے مجھ سے جیسے بلور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم میں کسی کو تو دھو ڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لیے۔

(٥٦) عَنْ جُنْدُبٍ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ الْمَخْزُوْمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَذِيِّ فَقَالَ اِذَا وَجَدْتَّهٗ فَاغْسِلْ فَرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ.

جندب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذی کا حکم تو کہا انہوں نے جب دیکھے تو مذی کو دھوڈال ذکر کو اپنے اور وضو کر جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لیے۔

١٤۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْوَدْيِ

ودی کے نکلنے سے وضو معاف ہونے کا بیان

(٥٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ وَرَجُلٌ يَّسْاَلُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَجِدُ الْبَلَلَ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَاَنْصَرِفُ فَقَالَ سَعِيْدٌ لَوْسَالَ عَلٰى فَخِذِيْ مَا انْصَرَفْتُ حَتّٰى اَقْضِيَ صَلٰوتِيْ.

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب سے پوچھا ایک شخص نے اور میں سنتا تھا کہ مجھے تری معلوم ہوتی ہے نماز میں کیا توڑ دوں میں نماز کو تو کہا سعید نے کہ اگر بہہ آئے میری ران تک تو نہ توڑوں میں نماز کو یہاں تک کہ تمام کروں نماز کو۔

ف: مصفّی میں لکھا ہے کہ اکثر علماء وضو معاف ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ پیشاب کا اگر ایک قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جائے گا اور ودی بھی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا ہے اس طرح پر کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر مصلی کو وسوسہ ہو کہ ذکر سے کچھ تری نکلی ہے تو اس طرف التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن المسیب کا یہ قول بطور مبالغہ کے ہے شک کے رفع کرنے کے لیے۔ انتھیٰ اور زرقانی نے کہا کہ سعید بن المسیب کا مذہب یہی ہے کہ نماز میں تری نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ ٹپکے اور بہے اور مالکؒ نے اس کو حمل کیا ہے مذی بہنے کے عارضے پر یہی کہا باجی نے اور ابوعمرو نے کہا کہ مذی اگر اس کثرت سے بہتی ہو کہ بدن اور کپڑا مصلّی کا بھر جائے تو وہ مانع نماز نہیں ہے اگرچہ قبل نماز کے اس کو دھولینا چاہیے اور امام مالکؒ کا مذہب یہی ہے کہ منی یا مذی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے۔ انتھی بہ اختصار امام محمدؒ نے اپنے مؤطا میں لکھا ہے کہ ہمارا بھی مذہب یہی

ہے کہ اگر کسی آدمی کو وسواس ہو اور شیطان اس کے دل میں شک ڈالا کرے یعنی وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ابوحنیفہ کا ہے۔ (انتہی)

(٥٨) عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ اَجِدُهُ فَقَالَ اِنْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ وَالْهِ عَنْهُ.

صلت بن زبید سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا سلیمان بن یسار سے کہ تری پاتا ہوں میں کہا پانی چھڑک لے اپنے تہبند یا ازار پر اور غافل ہو جا اس سے یعنی اس کا خیال مت کر اور بھلا دے اس کو۔

١٥۔ بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ

شرمگاہ کے چھونے سے وضو لازم ہونے کا بیان

(٥٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَتَذَاكَرْنَا مَايَكُوْنُ مِنْهُ الْوُضُوْءُ فَقَالَ مَرْوَانُ وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوْءُ فَقَالَ عُرْوَةُ مَاعَلِمْتُ ذَالِكَ فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَخْبَرَتْنِىْ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.

عبداللہ بن ابی بکرؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا عروہ بن الزبیرؓ سے کہ میں گیا مروان بن الحکم کے پاس اور ذکر کیا ہم نے ان چیزوں کا جن سے وضو لازم آتا ہے تو کہا مروان نے کہ ذکر کے چھونے سے بھی وضو لازم آتا ہے عروہ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ مروان نے کہا مجھے خبر دی بسرہ بنت صفوان نے اس نے سنا آنحضرت ﷺ سے فرماتے تھے جب چھوئے تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو تو وضو کرے۔

ف: چھونے سے یہ غرض ہے کہ ہتھیلی سے بغیر کسی حائل کے ذکر کو چھولے یہ امر وضو ٹوٹ جانے کا باعث ہے کیونکہ ترمذی کی روایت میں ہے نماز نہ پڑھے جب تک کہ وضو نہ کرے۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث کو شافعیؒ اور احمدؒ اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور احمد اور یحیٰی بن معین اور ترمذی اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی اور حازمی نے تصریح کر دی ہے اس بات کی کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری کی شرط اور اس کی تائید میں سترہ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور سیوطی نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔ انتہی باختصار مصفی میں ہے کہ شاید یہ وضو احتیاطی ہو اسی وجہ سے بعض صحابہؓ نے اس کو لازم کیا۔ اور بعضوں نے لازم نہ کیا کیونکہ وضو شرعی کی ضرورت اور کثرت وقوع ظاہر ہے پس یہ بات بعید ہے کہ اجلائے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے امور میں اختلاف کریں ہاں جو امر احتیاطاً اور تورعاً ہو اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف شائع تھا بلکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم رخصت کی طرف مائل ہوتے تھے۔ انتہی

(٦٠) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ فَقَالَ سَعْدٌ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ قُمْ فَتَوَضَّأْ قُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لیے رہتا تھا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے ایک روز میں نے کھجایا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید تو نے اپنے ذکر کو چھوا۔ میں نے کہا ہاں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اٹھ وضو کر سو میں کھڑا ہوا اور وضو کیا پھر آیا۔

(٦١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب چھوئے تم میں سے کوئی ذکر اپنا تو واجب ہوا اس پر وضو۔

ف: اس اثر کو بزار نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

(٦٢) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ مَّسَّ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

عروہ بن زبیر کہتے تھے جو شخص چھوئے ذکر کو اپنے تو واجب ہوا اس پر وضو۔

ف : اس اثر کو بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔(زرقانی)

(٦٣) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ اَبِيْ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَبَتِ اَمَا يُجْزِئُكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوْءِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ اَحْيَانًا اَمَسُّ ذَكَرِيْ فَاَتَوَضَّأُ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو غسل کر کے پھر وضو کرتے ہیں تو پوچھا میں نے اے باپ میرے کیا غسل کافی نہیں ہے وضو سے کہا ہاں کافی ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد غسل کے چھو لیتا ہوں ذکر اپنا تو وضو کرتا ہوں۔

(٦٤) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ فِيْ سَفَرٍ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى قَالَ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّ هٰذِهِ لَصَلٰوةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيْهَا قَالَ اِنِّيْ بَعْدَ اَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ مَسَسْتُ فَرْجِيْ ثُمَّ نَسِيْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ فَتَوَضَّأْتُ وَعُدْتُ لِصَلٰوتِيْ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں سفر میں ساتھ تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تو دیکھا میں نے جب آفتاب نکلا تو وضو کیا انہوں نے اور نماز پڑھی میں نے کہا کہ آج آپ نے ایسی نماز پڑھی جس کو آپ نہ پڑھتے تھے کہا عبداللہ بن عمرؓ نے کہ آج میں نے وضو کر کے اپنے ذکر کو چھو لیا تھا پھر وضو کرنا میں بھول گیا اور نماز صبح کی میں نے پڑھ لی اس لیے میں نے اب وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑھ لیا۔

ف : زرقانی نے کہا کہ حدیث وضو لازم آنے کی ذکر چھونے سے متواتر ہے بسرہ سے ان لوگوں نے روایت کیا جن کا ذکر ہوا اور ابن ماجہ نے اس کو جابر اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور حاکم نے سعد اور ابی ہریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے اور احمدؒ نے زید بن خالد جہنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بزار نے ابن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے اور بیہقی نے ابن عباس اور اروی بنت انیس رضی اللہ عنہم سے اور ابن مندہ نے اُبی اور انس اور قبیصہ اور معاویہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا لیکن ان سب حدیثوں میں زیادہ صحیح بسرہ کی روایت ہے جیسا کہ کہا بخاریؒ نے۔ انتہیٰ

١٦۔ بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ

بوسہ لینے سے اپنی عورت کے وضو ٹوٹ جانے کا بیان

(٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمُلَامَسَةِ مَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ اَوْجَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بوسہ لینا مرد کا اپنی عورت کو اور چھونا اس کا ہاتھ سے ملامست میں داخل[1] ہے تو جو شخص بوسہ لے اپنی عورت کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ[2] سے تو اس پر وضو ہے۔

(٦٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوْءُ.

مالک کو پہنچا عبداللہ بن مسعودؓ سے کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم آتا ہے۔

---

[1] یعنی اللہ جل جلالہٗ کے اس قول میں: ﴿اَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾

[2] بغیر کسی حائل کے بہ شہوت نزدیک مالک کے۔

(٦٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَهُ الْوُضُوْءَ.

ابن شہاب زہری کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضولازم آتا ہے۔

١٧-بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت کی ترکیب کا بیان

(٦٨) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا غْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ بِيَدِهٖ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غسل کرتے جنابت سے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو کرتے جیسے وضو ہوتا ہے نماز کے لیے پھر انگلیاں اپنی پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا انگلیوں سے خلال کرتے پھر اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر کر ڈالتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے۔

(٦٩) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ اِنَآءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ غسل کرتے تھے اس برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا تھا جنابت سے۔

ف: مدینہ کی صاع کے حساب سے سولہ رطل پانی ہوا ہندوستان کے وزن کے موافق آٹھ سیر[1] پانی ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفیٰ میں لکھا ہے کہ یہ اندازہ بطور تعیین کے نہیں ہے اس سے کم وبیش نہ ہو اس واسطے کہ آدمی باعتبار قلت اور کثرت جثہ کے متفاوت ہیں تو کبھی آنحضرت ﷺ تین صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور کبھی کم سے یہاں تک کہ صحیحین میں مروی ہے کہ آپ غسل کرتے تھے ایک صاع پانی سے پانچ مد تک اور وضو مد سے کرتے تھے۔ صاع اہل مدینہ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور ایک صاع کے چار مد ہوتے ہیں تو مد اہل مدینہ کے حساب سے ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

(٧٠) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا غْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَنَضَحَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب غسل جنابت شروع کرتے تو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈال کر دھوتے پھر اپنی شرمگاہ دھوتے پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے پھر منہ دھوتے اور آنکھوں کے اندر پانی مارتے پھر داہنا ہاتھ دھوتے پھر بایاں ہاتھ دھوتے پھر سر دھوتے پھر سارے بدن پر پانی ڈال کر غسل کرتے۔

ف: آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا اکثر علماء کے نزدیک ضرور نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ مصفی

(٧١) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ لِتَحْفِنْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ وَلْتَضْغَثْ رَأْسَهَا بِيَدَيْهَا.

امام مالک کو پہنچا کہ عائشہ ام المؤمنین سے پوچھا گیا کس طرح غسل کرے عورت جنابت سے کہا کہ ڈالے اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اور ملے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے۔

---

[1] اسی روپے کے سیر سے یعنی اسی تولہ والا سیر ۱۲ منہ

ف : تا کہ پانی اندر بالوں کے سر کی کھال تک پہنچ جائے اور چوٹی کھولنا ضرور نہیں ہے (زرقانی) اور پاؤں کا دھونا بعض روائتوں میں وضو کے ساتھ آیا ہے اور بعض روایتوں میں غسل کے بعد اور ہر ایک کی ایک وجہ ہے (مصفی) وجہ یہی ہے کہ اگر جائے غسل کی پاک صاف ہو اور پانی وہاں نہ ٹھہرتا ہو تو وضو کے ساتھ ہاتھ پاؤں کو بھی دھولے ورنہ بعد غسل کے دھوئے۔

١٨۔ بَابُ وَاجِبِ الْغُسْلِ اِذَالْتَقَى الْخِتَانَانِ

دخول سے غسل واجب ہونے کا بیان اگرچہ انزال نہ ہو

(٧٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا قول یہی تھا کہ جب مس کرے ختنہ ختنہ سے یعنی سر ذکر عورت کی قبل میں غائب ہو جائے تو واجب ہوا غسل۔

(٧٣) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ مَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ فَقَالَتْ هَلْ تَدْرِيْ مَا مَثَلُكَ يَااَبَا سَلَمَةَ مِثْلُ الْفَرُّوْجِ يَسْمَعُ الدِّيَكَةَ تَصْرُخُ فَيَصْرُخُ مَعَهَا اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہؓ سے کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے تو کہا حضرت عائشہؓ نے کہ تو جانتا ہے اپنی صفت کو اے ابوسلمہ صفت تیری مثل چوزۂ مرغ کے ہے جب مرغ کو بانگ کرتے سنتا ہے تو آپ بھی بانگ کرنے لگتا ہے جب تجاوز کرے ختنہ ختنے سے تو واجب ہوا غسل۔

ف : ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ کیا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پر اس لیے کہ وہ مسئلہ میں مقلد تھے اس شخص کے جس کو اس کا علم نہ تھا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قسم کے مسائل کو خوب جانتی تھیں بہ سبب قرب نبی ﷺ کے بہ نسبت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور ابوسلمہ فقط دخول سے غسل نہیں کرتے تھے بہ دلیل حدیث ابوسعید کے جو ابتدائے اسلام میں حضرت نے ارشاد فرمائی تھی۔ الماء من الماء. یعنی غسل واجب ہوتا ہے کہ پانی نکلے پس نفرت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نابالغ تھے ان کو اس مسئلے کے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اور لوگوں کو انہوں نے اس مسئلے میں بحث کرتے پایا اس لیے خود بھی تحقیق کرنے لگے۔ (زرقانی)

(٧٤) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ اَتٰى عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ اِخْتِلَافُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَمْرٍ اِنِّيْ لَاُعْظِمُ اَنْ اَسْتَقْبِلَكِ بِهٖ فَقَالَتْ مَا هُوَ مَا كُنْتَ سَآئِلًا عَنْهُ اُمَّكَ فَسَلْنِيْ عَنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُصِيْبُ اَهْلَهٗ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَايُنْزِلُ فَقَالَتْ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَقَالَ اَبُوْمُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ لَااَسْاَلُ عَنْ هٰذَا اَحَدًا بَعْدَكِ اَبَدًا.

سعید بن میبّب سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ آئے حضرت عائشہؓ کے پاس اور کہا ان سے کہ بہت سخت گزرا مجھ کو اختلاف صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کا ایک مسئلے میں شرماتا ہوں کہ ذکر کروں اس کو تمہارے سامنے تو فرمایا عائشہؓ نے کہ کیا ہے وہ مسئلہ جو تو اپنی ماں سے پوچھ لے مجھ سے کہا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کوئی جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے اس نے کہا (حضرت عائشہؓ نے) کہ جب تجاوز کر جائے ختنہ ختنے سے واجب ہوا غسل کہا ابوموسیٰ نے کہ اب نہ پوچھوں گا اس مسئلے کو کسی سے بعد تمہارے۔

(۷۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ مَحْمُوْدَ بْنَ لَبِيْدِ نِ الْاَنْصَارِيَّ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتِ الْاَنْصَارِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيْبُ اَهْلَهٗ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَ زَيْدٌ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَحْمُوْدٌ اِنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ لَا يَرَى الْغُسْلَ فَقَالَ زَيْدٌ اِنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ.

محمود بن لبید انصاری نے پوچھا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو کہا زید رضی اللہ عنہ نے غسل کرے کہا محمود نے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس صورت میں غسل کو واجب نہیں جانتے تھے کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قبل اپنی موت کے پھر گئے اس قول سے۔

(۷۶) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب تجاوز کرے ختنہ ختنہ سے واجب ہوا غسل۔

ف : ابن عربی نے کہا کہ اس پر اجماع کیا صحابہ ومن بعد ہم اور ائمہ اربعہ نے مگر داؤد نے خلاف کیا اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے اور خطابی نے کہا کہ غسل کی عدم وجوب پر بھی ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی گئی ہے اور تابعین میں سے اعمش اس کے قائل ہیں اور ابوسلمہ سے بہ اسناد صحیح ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے ہشام بن عروہ اور عطا سے بھی ایسا ہی روایت کیا تو خلاف اس مسئلے میں موجود تھا صحابہؓ اور تابعین اور من بعد ہم میں مگر صواب وہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں یعنی غسل کے واجب ہونے پر۔

۱۹۔بَابُ وُضُوْءِ الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ اَوْ يَطْعَمَ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ

جنبی جب سور ہنے یا کھانے کا ارادہ کرے غسل سے پہلے تو وضو کر کے سونے یا کھانے کا بیان

(۷۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ يُصِيْبُ الْجَنَابَةَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ سے کہ اسے رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے تو فرمایا آنحضرت ﷺ نے وضو کرلے اور دھولے ذکر اپنے کو پھر سورہ۔

ف : حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تھا کہ ان کو رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اور غسل اس وقت ممکن نہیں ہوتا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا چنانچہ نسائی کی روایت میں یہ قصہ بتصریح موجود ہے اور یہ حکم وضو کا استحباباً ہے نزدیک ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے اور بعض علمائے ظاہر کے نزدیک وجوباً ہے۔

(۷۸) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا اَصَابَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ فَلَا يَنَمْ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں جب کوئی تم میں سے جماع کرے اپنی عورت سے پھر سونا چاہے قبل غسل کے تو نہ سوئے یہاں تک کہ وضو کر لے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لیے۔

(۷۹) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ اَوْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ طَعِمَ اَوْنَامَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ جب سور ہنے یا کھانے کا ارادہ رکھتے حالتِ جنابت میں منہ دھوتے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور سر پر مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سور ہتے۔

ف : پاؤں نہ دھوئے اس لیے کہ یہ وضو واجب نہیں استحباباً ہے یا کسی عذر کے سبب امام محمد نے مؤطا میں لکھا ہے کہ ہم کو خبر دی ابوحنیفہؒ نے انہوں نے روایت کیا ابی اسحاق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جماع کرتے تھے پھر سو رہتے تھے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے تھے کہا محمد نے یہ حدیث سہل ہے لوگوں پر اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کا۔ انتہی' محدثین نے اس حدیث میں کلام کیا ہے کہ ابواسحٰق نے غلطی کی اس میں اور صحیحین میں ابوسلمہؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے عائشہؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے مثل وضو نماز کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں نہ دھونا محمول ہے عذر پر اور بیہقی نے بہ اسناد حسن روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو یا تیمّم کر لیتے یعنی جب پانی نہ ملتا تو تیمّم کر لیتے۔ (زرقانی باختصار)

٢٠۔ بَابُ اِعَادَةِ الْجُنُبِ الصَّلٰوةَ وَغُسْلَهٗ اِذَا صَلّٰى وَلَمْ يَذْكُرْ وَغَسْلَهٗ ثَوْبَهٗ

جب نماز کو لوٹا دے غسل کر کے جب اس نے نماز پڑھ لی ہو بھول کر بغیر غسل کے اور اپنے کپڑے دھوئے اگر اس میں نجاست لگی ہو

(٨٠) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ فِىْ صَلٰوةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ اَنِ امْكُثُوْا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ وَعَلٰى جِلْدِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ.

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تکبیر کہی کسی نماز میں نمازوں میں سے پھر اشارہ کیا مقتدیوں کو اپنے ہاتھ سے اس بات کا کہ اپنی جائے پر جمے رہو اور آپ گئے گھر میں بعد اس کے لوٹ کر آئے اور آپ کے بدن پر پانی کا نشان تھا۔

ف : ابوداؤد اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہ نماز صبح کی تھی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ غسل کر کے آئے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر تکبیر کہی۔

(٨١) عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلَى الْجُرُفِ فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ وَصَلّٰى وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَانِىْ اِلَّا قَدِ احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ قَالَ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَارَاٰى فِىْ ثَوْبِهٖ وَنَضَحَ مَالَمْ يَرَ وَاَذَّنَ اَوْ اَقَامَ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحٰى مُتَمَكِّنًا.

زبید بن الصلت سے روایت ہے کہ نکلا میں ساتھ عمر بن الخطابؓ کے جرف تک تو دیکھا عمرؓ نے اپنے کپڑے کو اور پایا نشان احتلام کا اور نماز پڑھ چکے تھے بغیر غسل کے تب کہا قسم اللہ کی نہیں دیکھتا ہوں میں اپنے کو مگر مجھے احتلام ہوا اور خبر نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی اور غسل نہیں کیا کہا زبید نے پس غسل کیا حضرت عمرؓ نے اور دھویا جو نشان دکھائی دیا کپڑے میں اور جو نہ دکھائی دیا اس پر پانی چھڑک دیا اور اذان کہی یا اقامت کہی پھر نماز پڑھی جب آفتاب بلند ہو گیا اطمینان سے۔

ف : جرف ایک موضع ہے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر۔

(٨٢) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلٰى اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ فَرَاٰى فِىْ ثَوْبِهٖ اِحْتِلَامًا فَقَالَ لَقَدِ ابْتُلِيْتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيْتُ اَمْرَ النَّاسِ فَاغْتَسَلَ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صبح کو گئے اپنی زمین کو جو جرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا پھر کہا میں مبتلا ہو گیا احتلام میں جب سے خلیفہ ہوا

وَغَسَلَ مَارَاٰى فِیْ ثَوْبِهٖ مِنَ الْاِحْتِلَامِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

پھر غسل کیا اور دھویا جو نشان پایا اپنے کپڑے میں احتلام کا پھر نماز پڑھی جب آفتاب نکل آیا۔

ف : یہ جو کہا کہ جب سے خلیفہ ہوا مبتلا ہو گیا احتلام میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے کاموں کے سبب فرصت نہیں ہوتی کہ صحبت کریں عورتوں سے۔

(۸۳) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ ثُمَّ غَدَا اِلٰى اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ فَوَجَدَ فِیْ ثَوْبِهٖ احْتِلَامًا فَقَالَ اِنَّا لَمَّا اَصَبْنَا الْوَدَکَ لَانَتِ الْعُرُوْقُ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ الْاِحْتِلَامَ مِنْ ثَوْبِهٖ وَعَادَ لِصَلٰوتِهٖ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی لوگوں کو پھر گئے اپنی زمین کی طرف جو جرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا تو کہا کہ جب سے ہم کھانے لگے چربی نرم ہو گئیں رگیں پھر غسل کیا اور دھویا احتلام کے نشان کو اپنے کپڑے سے اور لوٹایا نماز کو۔

ف : اور جن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ان کو اعادہ نماز کا حکم نہ دیا کیونکہ جو شخص جنب یا محدث کے پیچھے نماز پڑھ لے اور اس کو خبر نہ ہو کہ امام محدث یا جنب ہے نہ امام کو یاد ہو کہ میں محدث یا جنب ہوں تو مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی اور امام پر جب اس کو یاد آئے اعادہ لازم نہ ہوگا۔ یہ مذہب امام مالک کا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک اگر امام کو معلوم بھی ہو کہ میں محدث ہوں یا جنب اور مقتدیوں کو خبر نہ ہو تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک نہ مقتدیوں کی صحیح ہے نہ امام کی دونوں صورتوں میں اور جب معلوم ہو تو اعادہ ضرور ہے۔

(۸٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّهٗ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِیْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَرِيْبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ فَاحْتَلَمَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَقَدْ كَادَ اَنْ يُّصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَآءً فَرَكِبَ حَتّٰى جَآءَ الْمَآءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَارَاٰى مِنْ ذَالِکَ الْاِحْتِلَامِ حَتّٰى اَسْفَرَ فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَکَ يُغْسَلُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاعَجَبًا لَکَ يَا ابْنَ الْعَاصِ لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا اَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً بَلْ اَغْسِلُ مَا رَاَيْتُ وَ اَنْضِحُ مَالَمْ اَرَ.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ کیا ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کئی شتر سواروں میں ان میں عمرو بن العاصؓ بھی تھے اور عمر بن الخطابؓ رات کو اترے قریب پانی کے تو احتلام ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور صبح قریب تھی اور قافلہ میں پانی نہ تھا تو سوار ہوئے حضرت عمرؓ یہاں تک کہ آئے پانی کے پاس اور دھونے لگے کپڑے اپنے یہاں تک کہ روشنی ہو گئی اور عمرو بن العاصؓ نے کہا حضرت عمرؓ سے صبح ہو گئی ہمارے پاس کپڑے ہیں آپ اپنا کپڑا چھوڑ دیجیے دھو ڈالا جائے گا اور ہمارے کپڑوں میں سے ایک کپڑا پہن لیجیے تو کہا عمر بن الخطابؓ نے کہ تعجب ہے اے عمروؓ بن العاص کیا تمہارے پاس کپڑے ہیں تو تم سمجھتے ہو کہ سب آدمیوں کے پاس کپڑے ہوں گے قسم خدا کی اگر میں ایسا کروں تو یہ امر سنت ہو جائے بلکہ دھو ڈالتا ہوں میں جہاں نجاست معلوم ہوتی ہے اور پانی چھڑک دیتا ہوں جہاں نہیں معلوم ہوتی۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کہ ایک شخص نے کپڑے میں نشان احتلام کا پایا اور اس کو خبر نہیں کہ کب احتلام ہوا اور نہ خواب میں جو دیکھا یاد ہے تو وہ غسل کرے اخیر خواب سے اگر اس نے بعد اس خواب کے نماز پڑھی ہے تو اس کا اعادہ کرے اس لیے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے اور کچھ نہیں دیکھتا اور کبھی دیکھتا ہے مگر احتلام نہیں ہوتا تو جب تری دیکھے غسل اس کو لازم ہوگا وجہ اس کی یہ ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جو نماز پڑھی تھی اخیر نیند کے بعد اسی کا اعادہ کیا اور اس سے پہلے کی نمازوں کا اعادہ نہ کیا۔

٢١۔بَابُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ اِذَارَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَ الرَّجُلُ

عورت کو اگر احتلام ہو مثل مرد کے تو اس پر غسل واجب ہے

(٨٥) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْأَةُ تَرٰى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَتَغْتَسِلُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اُفٍّ لَّكَ وَهَلْ تَرٰى ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ.

عروہ بن زبیرؒ سے روایت ہے کہ اُم سلیمؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے عورت اگر دیکھے خواب میں جیسا کہ مرد دیکھتا ہے کیا غسل کرے تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نوج نگوڑی کیا عورت بھی دیکھتی ہے خواب میں (یعنی اس کو بھی احتلام ہوتا ہے) تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خاک آلودہ ہو داہنا ہاتھ تیرا اور کہاں سے ہوتی ہے مشابہت۔

ف : یعنی کبھی بچہ مشابہ ہوتا ہے صورت میں باپ کے اور کبھی ماں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت میں بھی منی موجود ہے پھر جب منی عورت میں موجود ہے تو اس کو احتلام ہونا کچھ بعید نہیں ہے۔ (مصفی) یہ جو حضرتؐ نے فرمایا کہ خاک آلودہ ہو داہنا ہاتھ تیرا یہ واسطے تعجب کے یا تنبیہ کے کہا کچھ بددعا نہیں ہے۔

(٨٦) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِمْرَأَةُ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَأَتِ الْمَآءَ.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس تو کہا یا رسول اللہ ﷺ! نہیں شرماتا اللہ سچ سے کیا عورت پر بھی غسل ہے جب اس کو احتلام ہو؟ فرمایا آپ ﷺ نے ہاں جب کہ دیکھے پانی کو۔

٢٢۔بَابُ جَامِعِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

اس باب میں مختلف مسائل غسل جنابت کے مذکور ہیں

(٨٧) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَابَأْسَ بِاَنْ يَّغْتَسِلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ مَالَمْ تَكُنْ حَائِضًا اَوْجُنُبًا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کچھ مضائقہ نہیں کہ مرد غسل کرے اس پانی سے جو عورت کی طہارت سے بچا ہو جبکہ وہ عورت حیض اور جنابت سے نہ ہو۔

ف : ورنہ مکروہ ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم عدم کراہت کی طرف گئے ہیں اور یہی مذہب تمام فقہاء کا ہے سوائے احمد بن حنبلؒ کے۔ (زرقانی)

(٨٨) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يُصَلِّيْ فِيْهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پسینہ آتا کپڑے میں اور وہ جب ہوتے تھے پھر اُسی کپڑے سے نماز پڑھتے تھے۔

(۸۹) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْسِلُ جَوَارِيَهِ رِجْلَيْهِ وَيُعْطِيْنَهُ الْخُمْرَةَ وَهُنَّ حُيَّضٌ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی لونڈیاں ان کے پاؤں دھوتی تھیں اور ان کو جانماز اٹھا کر دیتی تھیں حالت حیض میں۔

کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس کے پاس بیبیاں اور لونڈیاں ہیں کہ سب سے وطی کرے غسل سے پیشتر تو جواب دیا کہ اگر جماع کرے اپنی لونڈی سے قبل غسل کے تو کچھ حرج نہیں ہے اور آزاد بیبیوں سے ایک کے بارے میں دوسرے سے جماع کرنا مکروہ ہے ہاں یہ بات کہ ایک لونڈی سے جماع کرے پھر غسل سے پیشتر دوسری لونڈی سے جماع کرے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

کہا یحییٰ نے اور پوچھے گئے امام مالکؒ ایک جنب سے اس نے رکھا پانی غسل کو پھر بھول کر اس نے انگلی ڈال دی پانی کی سردی یا گرمی دیکھنے کو تو جواب دیا مالکؒ نے کہ اگر اس کی انگلی میں نجاست نہ لگی ہو تو پانی نجس نہ ہوگا۔

۲۳۔بَابٌ فِي التَّيَمُّمِ

تیمّم کا بیان

(۹۰) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَ لَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں تو جب پہنچے ہم بیدا یا ذات الجیش کو گلوبند میرا ٹوٹ کر گر پڑا تو ٹھہر گئے رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے اور لوگ بھی ٹھہر گئے ساتھ آپ کے اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ ساتھ لوگوں کے پانی تھا تب لوگ آئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ دیکھا تم نے کیا عائشہؓ نے ٹھہرا دیا رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو اور نہ یہاں پانی ہے نہ ہمارے ساتھ پانی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے میرے پاس اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے تو کہا ابوبکرؓ نے روک دیا تو نے رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو اور نہ پانی ملتا ہے نہ ان کے پاس پانی ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ ہوئے میرے اوپر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مارنے لگے تو میں ہل جاتی مگر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے نہ ہل سکتی تھی پس سوتے رہے آنحضرت ﷺ یہاں تک کہ صبح ہوئی اور پانی نہ تھا تو اتاری اللہ جل جلالہٗ نے آیت تیمّم کی تب کہا اسی دن اسید بن الحضیرؓ نے کہ اے ابوبکرؓ کے گھر والو یہ کچھ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی تم سے ہمیشہ ایسی ہی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہیں کہا عائشہؓ نے جب ہم چلنے لگے تو وہ گلوبند اس اونٹ کے نیچے سے نکلا جس پر ہم سوار تھے۔

ف: بیداء اور ذات الجیش دونوں مقام کے نام ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ کی اس اترنے اور گلوبند کھو دینے میں بھی حکمت تھی تا کہ مسلمانوں کو

تیمّم کا مسئلہ معلوم ہو جائے اور حاجت کے وقت پر کام آئے۔ کہا یحیٰی نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس نے تیمّم کیا ایک نماز کے لیے پھر دوسری نماز کا وقت آیا پھر تیمّم کرے یا وہی تیمّم کافی ہے تو جواب دیا کہ تیمّم کرے۔ کہا یحیٰی نے اور پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس نے تیمّم کیا' کیا وہ امامت کرے ان لوگوں کی جنھوں نے وضو کیا ہے تو کہا امام مالکؒ نے کہ کوئی امامت کرے تو اچھا ہے اور جو وہی امامت کرے تو بھی کچھ قباحت نہیں۔ کہا یحیٰی نے کہا مالکؒ نے کہ ایک شخص نے تیمّم کیا جب پانی نہ پایا تو وہ کھڑا ہوا نماز کو اور تکبیر تحریمہ کہہ لی۔ اب ایک آدمی اُدھر سے نکلا جس کے پاس پانی ہے تو وہ نماز کو نہ توڑے بلکہ تیمّم سے تمام کرلے بعد نماز کے اگر پانی ملے تو آئندہ کے لیے وضو کرلے۔ کہا یحیٰی نے کہا مالکؒ نے جو شخص کھڑا ہوا نماز کو اور اسے پانی نہ ملا سو اس نے تیمّم کر لیا تو اطاعت کی اس نے اللہ جل جلالہٗ کی۔ اب جس شخص نے پانی پایا وہ کچھ طہارت میں یا نماز کی فضیلت میں اس سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ دونوں نے اللہ جل جلالہٗ کے فرمود کے موافق عمل کیا اور اللہ کا فرمودہ یہی ہے کہ جو شخص پانی پائے قبل نماز شروع کرنے کے وہ وضو کرلے اور جو نہ پائے وہ تیمّم کرلے۔ کہا یحیٰی نے کہا مالکؒ نے کہ جو شخص جنب ہو وہ تیمّم کرلے اور جس قدر معمول اس کا قرآن پڑھنے کا ہے پڑھے اور نفل نماز ادا کرے جب تک پانی نہ پائے اسی مقام میں جہاں کہ اس کو نماز تیمّم سے پڑھنا درست ہے۔

۲۴۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي التَّيَمُّمِ — تیمّم کی ترکیب کا بیان

(۹۱) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ اَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتّٰى اِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُاللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيْدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى.

نافع کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جرف سے آئے تو جب پہنچے مربد کو اترے عبداللہؓ اور متوجہ ہوئے پاک زمین کی طرف تو مسح کیا اپنے منہ کا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔

ف: اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم کے صحیح ہونے کے لیے سفر شرط نہیں ہے بلکہ حضر میں بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کرلے یا پانی دُور ہو۔ شہر میں اگرچہ ایک میل سے کم ہو اور یہی مذہب ہے امام مالک کا کیونکہ جرف اور مربد مدینہ سے بہت قریب ہیں جرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مربد تو ایک ہی میل پر ہے اسی طرح جو شخص مقیم ہو اور تندرست ہو لیکن نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو اس کو بھی تیمّم درست ہے۔ (مصفی مع زیادۃ واختصار)

(۹۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَيَمَّمُ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیمّم کرتے تھے دونوں کہنیوں تک۔

کہا یحیٰی نے پوچھے گئے امام مالکؒ تیمّم کی ترکیب سے اور کہاں تک کرنا چاہیے تو کہا کہ ایک دفعہ ہاتھ مار کر منہ پر مسح کرے۔ اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر ہاتھوں کا مسح کرے کہنیوں تک۔

ف: صحیحین میں عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی تھا تجھ کو یہ پھر مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہتھیلیوں کو اپنی خاک پر اور پھونک ماری اُن میں اور مسح کیا منہ پر اور دونوں ہاتھوں کا ہتھیلیوں تک اسی حدیث کی طرف امام احمد اور اصحابِ حدیث گئے اور یہی قول قدیم ہے شافعیؒ کا اور دو دفعہ ہاتھ مارنے کے بارے میں جتنی حدیثیں آئی ہیں اکثر ان میں سے ضعیف ہیں۔

۲۵۔ بَابُ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ — جنب کو تیمّم کرنے کا بیان

(۹۳) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن

بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْمَآءَ فَقَالَ سَعِيْدٌ اِذَا اَدْرَكَ الْمَآءَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يَسْتَقْبِلُ.

المسیبؒ سے کہ جب نے تیمّم کیا پھر پایا پانی کو تو کہا سعید نے کہ جب پائے پانی تو اس پر غسل واجب ہوگا آئندہ کے واسطے۔

ف : یعنی جو نماز تیمّم سے پڑھ چکا اس کا اعادہ ضروری نہیں اگر چہ وقت باقی ہو۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جس شخص کو احتلام ہو سفر میں اور نہ ہو اس کے پاس پانی مگر موافق وضو کے تو اگر اس کو پیاس کا خوف نہ ہو تو اس پانی سے اپنی شرمگاہ اور نجاست لگ گئی ہو دھوڈالے پھر تیمّم کرے خاک پاک پر جیسا کہ حکم کیا ہے اس کو اللہ جل جلالہٗ نے کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالک سے کہ ایک جنب کو تیمّم کی ضرورت ہوئی تو نہ پائی اس نے مٹی مگر کھاری مٹی نمک کی کیا تیمّم کرے اس سے اور کیا مکروہ ہے نماز اس میں تو جواب دیا مالکؒ نے کہ کھاری یا نمکین مٹی سے تیمّم کرنے میں اور اس پر نماز پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ پس قصد کرو زمین پاک کا تو جو چیز زمین کہلائے اس سے تیمّم کیا جائے اگر چہ نمکین ہو یا اور کچھ۔

٢٦۔بَابُ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ اِمْرَأَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ

حائضہ عورت سے مرد کو جو کام کرنا درست ہے اس کا بیان

(٩٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنْ اِمْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِتَشُدَّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا ثُمَّ شَانَكَ بِاَعْلَاهَا.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ کیا درست ہے مجھ کو اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو تو فرمایا آپ نے باندھ اس پر تہ بند اس کے پھر تجھے اختیار ہے تہ بند کے اُوپر۔

ف : اس سے معلوم ہوا کہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت حائضہ سے لذت نہ اٹھانا چاہیے یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

(٩٥) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ مُضْطَجِعَةً مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَاِنَّهَا وَثَبَتْ وَثْبَةً شَدِيْدَةً فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَشُدِّيْ عَلٰى نَفْسِكِ ثُمَّ عُوْدِيْ اِلٰى مَضْجَعِكِ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی تھیں ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ایک کپڑے میں اتنے میں کود کر الگ ہوگئیں تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شائد حیض آیا تجھ کو کہا ہاں تو فرمایا آپ ﷺ نے باندھ لے تہ بند اپنے پھر آن کر وہیں لیٹ جا۔

(٩٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْاَلُهَا هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَتْ لِتَشُدَّ اِزَارَهَا اِلٰى اَسْفَلِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا اِنْ شَآءَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر نے بھیجا کسی آدمی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھوایا کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے حالت حیض میں تو کہا حضرت عائشہؓ نے چاہیے کہ باندھ لے تہبند نیچے کے جسم پر پھر اگر چاہے مباشرت کرے اس سے۔

(٩٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ هَلْ يُصِيْبُهَا زَوْجُهَا اِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ فَقَالَا لَا حَتّٰى يَغْتَسِلَ.

امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے حائضہ عورت سے جب پاک ہو جائے تو جماع کرے خاوند اس کا قبل غسل کے کہا ان دونوں نے نہیں جب تک غسل نہ کرے۔

ف : برابر ہے کہ حیض اس کا اکثر مدت میں ختم ہوا ہو یا اقل مدت میں یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور زفرؒ اور جمہور فقہاء کا اور نقل کیا اسحاق بن راہویہ نے اجماع تابعین کا اس پر اور ابوحنیفہؒ نے کہا کہ اگر دس دن کی مدت میں حیض ختم ہوا تو قبل غسل کے اس سے وطی جائز ہے اور جو دس دن سے کم میں ختم ہوا تو جب تک غسل نہ کرے یا اس پر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریمہ کے نہ گزر جائے وطی درست نہیں ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ صرف تحکم ہے کوئی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوئی۔ (زرقانی)

٢٧۔ بَابُ طُهْرِ الْحَائِضِ — حائضہ کب پاک ہوتی ہے حیض سے اس کا بیان

(٩٨) عَنْ اُمِّ عَلْقَمَةَ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَآءُ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْاَلْنَهَا عَنِ الصَّلٰوةِ فَتَقُوْلُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَآءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

مُرجانہ سے جو ماں ہیں علقمہ کی اور مولاۃ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عورتیں ڈبیوں میں روئی رکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھانے کو بھیجتی تھیں اور اس روئی میں زردی ہوتی تھی۔ حیض کے خون کی پوچھتی تھیں کہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں تو کہتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مت جلدی کرو تم نماز میں یہاں تک کہ دیکھو سفید قصہ مراد یہ تھی کہ پاک ہو جاؤ حیض سے۔

ف : قصہ وہ پانی ہے سفید جو وقت بند ہونے حیض کے رحم سے نکلتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ قصہ سے مراد وہ کپڑا ہے جو عورتیں فرج میں رکھتی ہیں جب بالکل سفید نکلے تو معلوم ہو گیا کہ اب خون بند ہو گیا۔ مصفی میں ہے کہ قصہ ایک چیز ہے مثل سفید دھاگے کی جو نکلتا ہے بعد خون بند ہونے کے اور اسی پر اکثر اہل علم ہیں مالکؒ نے کہا کہ پوچھا میں نے عورتوں سے قصہ کو تو وہ پہچانتی تھیں اس کو۔

(٩٩) عَنِ ابْنَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ اَنَّهُ بَلَغَهَا اَنَّ النِّسَآءَ كُنَّ يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَكَانَتْ تَعِيْبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِنَّ وَتَقُوْلُ مَا كَانَ النِّسَآءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا.

ام کلثوم سے جو بیٹی ہیں زید بن ثابتؓ کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی اس بات کی کہ عورتیں منگاتی ہیں چراغ بیچا بیچ رات کو اور دیکھتی ہیں کہ حیض سے پاک ہوئیں۔ ام کلثوم عیب جانتی تھیں اس بات کو اور کہتی تھیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

ف : یعنی یہ بے فائدہ تکلیف اٹھانا ہے نہ اس وقت نماز کا وقت ہے نہ کچھ پھر کیا ضرورت ہے کہ اتنا خوض کرے۔ حافظ نے کہا کہ اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ اس وقت عشاء کا وقت ہوتا ہے بعضوں نے کہا عیب اس وجہ سے ہے کہ رات کو زردی سفیدی سے ملتبس ہو گی تو وہ نماز پڑھ لیں گی قبل طہر کے (زرقانی) شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا کہ عیب اس وجہ سے ہے کہ بیچا بیچ رات میں دیکھنا کیا ضرور ہے جب رات اتنی باقی رہے کہ غسل اور نماز کو مکتفی ہو اس وقت دیکھ لیں۔ کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ حائضہ سے جب پاک ہو جائے لیکن پانی نہ پائے تو تیمم کرلے کہا ہاں تیمم کرلے کیونکہ مثال اس کی جنب کی سی ہے۔ جب جنب کو پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کرلے۔

٢٨۔ بَابُ جَامِعِ الْحَيْضَةِ — اس باب میں مختلف مسائل حیض کے مذکور ہیں

(١٠٠) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فِي الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ اَنَّهَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ.

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ انہوں نے عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو چھوڑ دے نماز کو۔

ف : کیونکہ حاملہ کو کبھی کبھی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن المسیب اور ابن شہاب اور امام مالک کا اور ابوحنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا مذہب یہ ہے کہ وہ حیض نہیں ہے۔

(۱۰۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَالَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ قَالَ تَكُفُّ عَنِ الصَّلٰوةِ.

امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو کہا ابن شہاب نے باز رہے نماز سے۔

ف : کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ ہمارا مذہب یہی ہے۔

(۱۰۲) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا حَائِضٌ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں کنگھی کرتی تھی رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں اور حائضہ ہوتی تھی۔

(۱۰۳) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرِ ن الصِّدِّيْقِ اَنَّهَا قَالَتْ سَالَتْ اِمْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اَرَأَيْتَ اِحْدٰنَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لْتَنْضَحْهُ بِالْمَآءِ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ.

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ اگر ہمارے کپڑے کو خون حیض کا لگ جائے تو کیا کریں فرمایا آپؐ نے جب بھر جائے کسی ایک کے کپڑے میں تم سے خون حیض کا تو مل ڈالے اس کو پھر دھو ڈالے پانی سے پھر نماز پڑھے اُس کپڑے سے۔

۲۹۔ بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ — مستحاضہ کا بیان

(مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون بعد ایام حیض کے بھی آیا کرے)

(۱۰۴) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَيْشٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِی الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّیْ.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا چھوڑ دوں نماز کو فرمایا آپؐ نے یہ خون کسی رگ کا ہے اور حیض نہیں ہے تو جب حیض آئے ف۱ تو چھوڑ دے نماز کو پھر جب مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لے۔ ف۲

ف ۱: یعنی وہ دن آئیں جن دنوں میں قبل اس بیماری کے حیض آیا تھا۔

ف ۲: یعنی غسل کے جیسا بخاری کی روایت میں مصرح ہے اب ہر نماز کے لیے وضو کرنا اس کو مستحب ہے کیونکہ اس خون نکلنے سے وضو اس کا نہ ٹوٹے گا نزدیک امام مالکؒ کے اور بعض ائمہ کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔

(۱۰۵) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَآءَ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلَمَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِتَنْظُرْ اِلٰى عَدَدِ اللَّيَالِیْ وَالْاَيَّامِ الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَهَا الَّذِیْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةِ قَدْرَ ذٰلِكَ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک عورت کا خون بہا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے وقت میں تو فتویٰ پوچھا اسی کے واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا آپؐ نے کہ شمار کرلے ان دنوں اور راتوں کا جن میں حیض آتا تھا قبل اس بیماری کے تو چھوڑ دے نماز کو اس قدر مدت میں ہر مہینے سے پس جب گزر جائے

مِن الشَّهرِ فَاِذا خلَّفتْ ذٰلک فلْتغتسِلْ ثُمّ لتستثفِرْ بثوْب ثُمَّ لتصلِّ.

وہ مدت تو غسل کرے اور ایک کپڑا باندھ لے فرج پر پھر نماز پڑھے۔

(۱۰۶) عَنْ زَيْنَب بنْتِ ابِیْ سَلمة انّها رأتْ زيْنب بنْت جَحْشٍ الّتِیْ كانتْ تحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰن بْن عوْفٍ وَ كَانَتْ تُسْتَحاضُ فكانتْ تغتسِلُ وَتُصلِّیْ.

زینب بنت ابی سلمہ نے دیکھا زینب بنت جحش کو جو نکاح میں تھیں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ان کو استحاضہ تھا اور وہ غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔

ف : یہ غلطی ہے مؤطا کے راویوں کی زینب بنت جحش سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کبھی نکاح نہیں کیا بلکہ ان سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور عبدالرحمن کے نکاح میں ام حبیبہ بنت جحش تھیں جو بہن تھیں زینب بنت جحش کی اور دوسری حدیثوں میں مذکور ہے کہ استحاضہ حمنہ بنت جحش کو ہو گیا تھا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ بات عجیب ہے کہ جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ سوا حمنہ کے کسی کو استحاضہ نہ تھا۔ (واللہ اعلم زرقانی)

(۱۰۷) عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّ الْقَعْقَاع بْنَ حَكِیْمٍ وَزَیْدَ بْنَ اَسْلَم اَرْسَلَاهُ اِلٰی سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ یَسْاَلُهٗ كَیْف تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فقَالَ تغتسِلُ مِنْ طُهْرٍ اِلٰی طُهْرٍ وَتتوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ فاِنْ غلَبَها الدَّمُ اِسْتَثْفَرَتْ.

قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سمی کو بھیجا سعید بن المسیب کے پاس کہ پوچھیں ان سے کیونکر غسل کرے مستحاضہ کہا سعید نے غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے تو اگر خون بہت آئے ایک کپڑا باندھ لے اپنی فرج پر۔

ف : ایک طہر سے دوسرے طہر تک اس سے غرض یہ ہے کہ جب مدت مقرر حیض کی گزر جائے تو غسل کرے اب جب پھر حیض کے دن آ کر گزر جائیں گے تو پھر غسل کرے گی۔

(۱۰۸) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْتَحَاضَةِ اِلَّا اَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِكُلِّ صَلٰوةٍ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے مستحاضہ پر ایک ہی غسل ہے پھر وضو کیا کرے ہر نماز کے لیے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھنے لگے تو خاوند کو جماع بھی درست ہے اسی طرح نفساء کو جب مدت مقرر کی انتہا تک خون آ لے اور بعد اس کے بھی خون دیکھے تو خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے اور یہ خون بھی بمنزلہ استحاضہ کے ہے۔

ف : نفساء وہ عورت ہے جو جننے کے بعد خون دیکھتی ہے کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم مستحاضہ کا عروہ کی حدیث کے موافق ہے جس کو روایت کیا عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ابتدائے باب میں گزری اور جتنی روایتیں میں نے اس باب میں سنیں ان سے مجھ کو وہ روایت زیادہ پسند ہے۔

۳۰۔ بَابُ مَاجَآءَ فِیْ بَوْلِ الصَّبِیِّ

بچے کے پیشاب کا بیان

(۱۰۹) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِهٖ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَآءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِیَّاهُ.

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لائے سو اس نے پیشاب کر دیا آپؐ کے کپڑے پر پس منگایا آپؐ نے پانی تو ڈال دیا اس پر۔

(۱۱۰) عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ حُجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَآءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

ام قیس سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے نہ کھانا کھایا تھا لے آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس تو بٹھالیا آپؐ نے اس بچے کو گود میں اپنی تو پیشاب کر دیا اس نے آپؐ کے کپڑے پر۔ پس منگایا آپؐ نے پانی اور ڈال دیا اس پر اور نہ دھویا کپڑے کو۔

ف : یعنی نچوڑ کر نہ دھویا فقط پانی اس پر بہا دیا۔ زرقانی نے کہا کہ یہاں پر تین مذہب ہیں ایک یہ کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے نہ لڑکی کے' دوسرے یہ کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور تیسرے یہ کہ پیشاب کو دھونا چاہیے۔ یہ اختلاف جب تک ہے کہ لڑکا لڑکی کھانا نہ کھاتے ہوں۔ صرف دودھ پیتے ہوں ورنہ بالاتفاق دھونا چاہیے۔

۳۱۔ بَابُ مَاجَآءَ فِى الْبَوْلِ قَآئِمًا وَّغَيْرِهٖ

کھڑے کھڑے پیشاب کرنے وغیرہ کا بیان

(۱۱۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ اَعْرَابِىٌّ الْمَسْجِدَ فَكَشَفَ عَنْ فَرْجِهٖ لِيَبُوْلَ فَصَاحَ النَّاسُ بِهٖ حَتّٰى عَلَا الصَّوْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُتْرُكُوْهُ فَتَرَكُوْهُ فَبَالَ ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَّآءٍ فَصُبَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَكَانِ.

یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور ستر اپنا کھولا پیشاب کے لیے تو غل مچایا لوگوں نے اور بڑا پکارا ہوا تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دو اس کو پس چھوڑ دیا لوگوں نے جب وہ پیشاب کر چکا تو حکم کیا آپؐ نے ایک ڈول پانی کا ڈال دیا گیا اس جگہ پر۔

ف : مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے اس کو بلا کر سمجھایا کہ مسجدیں پیشاب پاخانے کے لیے نہیں بنائی گئیں بلکہ اللہ جل جلالہٗ کے ذکر اور نماز اور قرآن شریف پڑھنے کے لیے۔ اس حدیث سے کمال خلق اور ترحم آنحضرت ﷺ کا معلوم ہوا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں اگر اسی وقت گنوار کو نکال دیتے یا مارتے تو وہ بددل ہو جاتا اور بات نہ سمجھتا یا پیشاب کرتا چلا جاتا تمام مسجد آلودہ ہو جاتی اگر بند کرتا تو بیمار ہو جاتا۔ واللہ اعلم

(۱۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَبُوْلُ قَآئِمًا.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے۔

ف : بعض احادیث میں آنحضرت ﷺ سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے مگر حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس واسطے کیا کہ آپؐ کے گھٹنوں میں درد تھا لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور بعض علماء نے کہا کہ حدیث کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی منسوخ ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشاب کھڑے ہو کر نہیں کیا جب سے قرآن اترا روایت کیا اس کو ابوعوانہ اور حاکم نے۔ زرقانی نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث منسوخ نہیں کیونکہ عمر اور عبداللہ بن عمر اور علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے اور ممانعت میں اس کی کوئی حدیث آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہوتی انتہی۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالکؒ سے کہ بعد پیشاب یا پاخانہ کے پانی سے استنجا کرنے میں کوئی حدیث آئی ہے تو جواب دیا کہ مجھے پہنچا ہے بعض سلف سے کہ وہ استنجا کرتے تھے پانی سے بعد پاخانہ کے اور میں اچھا جانتا ہوں استنجا پانی سے بعد پیشاب کے۔

ف : اگرچہ صرف ڈھیلا لینا بھی کفایت کرتا ہے۔ (زرقانی)

٣٢۔بَابُ مَاجَآءَ فِي السِّوَاكِ

مسواک کرنے کا بیان

(۱۱۳) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهُ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ.

عبید بن السباق سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی جمعہ کو فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عید کا دن کہا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو آج کے دن خوشبو لگانا نقصان نہیں ہے اور لازم کرلو تم مسواک کو۔

(۱۱٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مشکل نہ گزرتا میری امت پر تو واجب کردیتا میں مسواک ان پر۔

(۱۱۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْلَا اَنْ يَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَاَمَرَتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر شاق نہ ہوتا آنحضرت ﷺ کی امت پر تو آپؐ حکم کرتے ان کو مسواک کرنے کا ہر وضو کے ساتھ۔

ف : ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو معین بن عیسیٰ ایوب بن صالح اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہم نے امام مالکؒ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس لفظ سے: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ. اور اسی طرح روایت کیا اس کو شافعیؒ نے مسند میں اور بیہقی نے اور طبرانی نے معجم اوسط میں بہ اسناد حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور روایت کیا حاکم اور بیہقی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ مَعَ الْوُضُوْءِ. کہا حاکم نے صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَلَيْسَ لَهٗ عِلَّةٌ. اور بخاریؒ کی روایت میں مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ ہے اور اسی طرح مسلم کی روایت میں اور اختلاف کیا علماء نے مسواک کے حکم میں تو اکثر اہل علم عدم وجوب کی طرف گئے ہیں۔ اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری سے وجوب منقول ہے یہاں تک کہ اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اگر قصداً مسواک ترک کرے گا تو نماز اس کی باطل ہوجائے گی۔ (زرقانی)

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

١۔بَابُ مَاجَآءَ فِي النِّدَآءِ لِلصَّلٰوةِ

اذان کے بیان میں

(١) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَرَادَ اَنْ يَّتَّخِذَ خَشَبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمِعَ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ فَاُرِيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدِ نِ الْاَنْصَارِيُّ ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ خَشَبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ فَقَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوٌ مِّمَّا يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ اَلَا تُؤَذِّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قصد کیا دو لکڑیاں بنانے کا اس لیے کہ جب ان کو ماریں تو آواز پہنچے لوگوں کو اور جمع ہوں لوگ نماز کے لیے پس دکھائے گئے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ دو لکڑیاں اور کہا کہ یہ لکڑیاں تو ایسی ہیں جیسی رسول اللہ ﷺ چاہتے ہیں پھر کہا گیا ان سے خواب میں کہ تم اذان کیوں نہیں دیتے نماز کے لیے تو جب جاگے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بیان کیا ان سے خواب

ﷺ بِالْاَذَانِ. (اخرجه ابو دائود و الترمذی و ابن ماجه)

پس حکم دیا آپؐ نے اذان کا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَایَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنو تم اذان کو تو کہو جیسا کہ کہتا جاتا ہے مؤذن۔

ف: یعنی جو کلمے مؤذن کہے سننے والا بھی وہی کہے۔ مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور بخاریؒ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب اذان کا دینا واجب ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور یہی قول ہے حنفیہ اور ظاہریہ اور ابن وہب کا اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ شمس الائمہ نے کہا کہ جواب دینا صرف زبان سے نہیں کافی ہے بلکہ اذان ہوتے ہی مسجد کو چلنا چاہیے۔ تو جس نے زبان سے جواب دے دیا اور پاؤں سے نہ چلا اس نے جواب ہی نہ دیا۔ (زرقانی و محلی) اور جب تکبیر ہو تو اس کا بھی جواب اسی طور سے دے اور قد قامت الصَّلٰوةُ کے وقت اَقَامَهَا اللّٰهُ اَبَدًا کہے جیسا حدیث میں وارد ہے۔ (مسوی)

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَافِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْهِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْحَبْوًا. (اخرجه البخاری و مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ اذان دینے میں اور صف اوّل میں ثواب ہے پھر نہ پا سکتے ان کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ نماز کے اوّل وقت پڑھنے میں ثواب ہے البتہ جلدی کرتے اس کی طرف اور اگر معلوم ہوتا جو کچھ ثواب ہے عشا اور صبح کی نماز با جماعت پڑھنے کا البتہ آتے جماعت میں گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔

ف: سب نمازوں کو اوّل وقت اور جماعت سے پڑھنا ضروری ہے عشاء اور فجر کو آپؐ نے خاص کیا کیونکہ یہ نیند کا وقت ہوتا ہے۔ اکثر آدمی سے غفلت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنا آدھی رات کی عبادت سے بہتر ہے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب ہم کسی آدمی کو عشاء اور فجر کی نماز میں نہ پاتے تھے تو اس کی طرف گمانِ بد کرتے تھے یعنی اس امر کا کہ وہ شخص پورا مسلمان نہیں ہے منافق ہے۔ (زرقانی)

(٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةَ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا فَاِنَّ اَحَدَکُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوةِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ تم بلکہ آؤ اطمینان اور سہولت سے تو جتنی نماز تم کو ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو کیونکہ جب کوئی تم میں سے قصد کرتا ہے نماز کا تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

ف: یعنی نماز کو جانا گویا نماز پڑھنا ہے تو جیسے نماز پڑھنے میں اطمینان اور سہولت چاہیے ویسا ہی نماز کی طرف چلنے میں چاہیے اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس بات پر کہ جو کوئی امام کو رکوع میں پائے تو وہ رکعت حساب نہ کی جائے گی اور یہی قول ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور

ایک جماعت کا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے اور تقی سبکی نے اس کی تقویت کی ہے اور یہی مذہب ہے شوکانی کا اور اس کی تحقیق نیل الاوتار میں کَمَا یَنْبَغِیْ کی ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ لَهٗ اِنِّیْ اَرَاکَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا کُنْتَ فِیْ غَنَمِکَ اَوْبَادِیَتِکَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری سے ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ تو بکریوں کو اور جنگل کو دوست رکھتا ہے تو جب جنگل میں ہو اپنی بکریوں میں اذان دے نماز کی بلند آواز سے کیونکہ نہیں پہنچتی آواز مؤذن کی نہ جن کو نہ آدمی کو اور نہ کسی شئے کو مگر وہ گواہ ہوتا ہے اس کا قیامت کے روز کہا ابوسعید نے سنا میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے۔

(۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَایَسْمَعَ النِّدَآءَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ نَفْسِهٖ یَقُوْلُ لَهٗ اذْکُرْ کَذَا وَاذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ یَّدْرِیْ کَمْ صَلّٰی.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہوتی ہے نماز کے لیے شیطان پیٹھ موڑ کر پادتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ نہ سنے اذان کو پھر جب اذان ہوچکتی ہے چلا آتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے پیٹھ موڑ کر پھر جب تکبیر ہوچکتی ہے چلا آتا ہے یہاں تک کہ وسوسہ ڈالتا ہے نمازی کے دل میں اور کہتا ہے اس سے خیال کر فلاں چیز کا خیال کر جس کا خیال نمازی کو اوّل بھی نہ تھا یہاں تک کہ رہ جاتا ہے نمازی اور خبر نہیں ہوتی اس کو کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

(۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ سَاعَتَانِ تُفْتَحُ لَهُمَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَیْهِ دَعْوَتُهٗ حَضْرَةُ النِّدَآءِ لِلصَّلٰوةِ وَالصَّفُّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے دو وقت کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور کم ہوتا ہے ایسا دعا کرنے والا کہ نہ قبول ہو دعا اس کی ایک جس وقت اذان ہو نماز کی دوسری جس وقت صف باندھی جائے جہاد کے لیے۔

ف : طبرانی اور حاکم اور دیلمی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تین ساعتیں ایسی ہیں کہ نہیں دعا کرتا ان میں کوئی مسلمان مگر قبول کرتا ہے خداوند تعالیٰ دعا اس کی جب تک نہ دعا کرے ناتا توڑنے کی یا گناہ کی ایک جس وقت مؤذن اذان دیتا ہے نماز کی یہاں تک کہ فارغ ہو۔ دوسرے جس وقت مسلمانوں اور کافروں کی صفیں جہاد میں مل جاتی ہیں یہاں تک کہ فیصلہ کرے ان کا اور جس وقت پانی اُترتا ہے آسمان سے یہاں تک کہ تھم جائے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کیا جائز ہے جمعہ کی اذان قبل وقت کے بولے نہیں جب تک کہ آفتاب ڈھل نہ جائے۔

ف : یہی مذہب جمہور کا ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک نماز جمعہ کی اذان قبل زوال کے درست ہے (زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے دو مسئلوں سے پہلا یہ کہ اذان اور اقامت دوبار کہی جائے۔

ف : یعنی کلمات اذان اور اقامت کے مثلاً اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلٰی

الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ یہ سب دو دو بار کہے جائیں یا ایک ایک بار۔ ص: دوسرا مسئلہ کہ یہ لوگ کب کھڑے ہوں نماز کے لیے جب تکبیر کہی جائے تو امام مالکؒ نے کہا کہ اذان اور اقامت میں مجھے کوئی حدیث نہیں پہنچی مگر میں نے اپنے شہر کے لوگوں کو جس طرح پایا وہی جانتا ہوں۔

ف : یعنی اذان کے کلمات دو دو بار کہے جائیں۔ اس لیے کہ بخاریؒ نے روایت کیا کہ بلال کو حکم ہوا دو دو بار کہنے کا اذان میں اور ایک ایک بار کہنے کا اقامت میں اور ابوداؤد طیالسی اور ابوداؤد سجستانی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دو دو بار کہی جائے مگر اخیر کا لا الہ الا اللہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ سب کے نزدیک ایک بار کہنا چاہیے۔ (زرقانی) ص: اور اقامت ایک بار کہی جائے۔

ف : اس طرح پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بعضوں کے نزدیک قد قامت الصلوٰۃ کو دو مرتبہ کہیں کیونکہ بخاریؒ کی روایت میں قد قامت الصلوٰۃ کا استثناء مذکور ہے۔ زرقانی نے کہا کہ یہ استثناء حدیث میں داخل نہیں ہے بلکہ ایوب کا قول ہے۔ ص: اور اسی طریقے پر ہمارے شہر کے لوگ ہیں اور لیکن اٹھنا لوگوں کا وقت تکبیر کے تو میں نے اس کی کوئی حد نہیں سنی جو مقرر کی جائے مگر میں اس کو لوگوں کی طاقت اور قوت کے لحاظ سے رکھتا ہوں۔

ف : یعنی جو شخص طاقت دار ہے وہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہو اور جو شخص کمزور ہو وہ جب تکبیر ختم ہوا اٹھے اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں ہو تو مقتدی لوگ نہ اٹھیں جب تک تکبیر سے فراغت نہ ہو اور جو مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام نہ آلے تب تک نہ اٹھیں۔ ابن المنذر نے انسؓ سے روایت کیا کہ وہ اٹھتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور سعید بن منصور نے اس کو عبداللہ کے اصحاب سے روایت کیا اور سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب موذن اللہ اکبر کہے تو مقتدیوں پر کھڑا ہو جانا واجب ہوتا ہے۔ اور جب حی علی الصلوٰۃ کہیں صفیں برابر کی جائیں اور جب لا الہ الا اللہ کہے امام تکبیر کہے اور ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ جب حی علی الصلوٰۃ ہو تو اٹھیں اور جب قد قامت الصلوٰۃ ہو تو امام تکبیر کہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح میرے نزدیک یہی ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھیں۔ کیونکہ عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کیا کہ تھے صحابہؓ جب مؤذن اللہ اکبر کہتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اور جب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے صفیں برابر ہو جاتیں اور بخاریؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تکبیر ہوئی پس برابر کیں لوگوں نے صفیں پھر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تکبیر ہوئی پھر کھڑے ہوئے ہم اور برابر کیا صفوں کو قبل اس بات کے کہ نکلیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ م: امام مالکؒ باوجود اس بات کے کہ محدثین کے نزدیک بڑے واقف اور کامل ہیں علم حدیث میں اور امام ہیں اہل مدینہ کے مگر ان کو اس مضمون میں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر مجتہد کو تمام حدیثیں پہنچنا ضرور نہیں ہے۔ اور نہ بات عقل میں آتی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کو بھی ساری حدیثیں پہنچی ہوں۔ علی الخصوص امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کو ان دونوں کا زمانہ بہت اوّل تھا اور اس وقت تک حدیث کی کتابیں جمع نہیں ہوئی تھیں جا بجا صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکوں ملکوں پھیل کر انتقال کر چکے تھے ایک ایک حدیث سننے کے واسطے لوگ صدہا کوس سے سفر کرتے تھے برخلاف اس زمانہ کے کہ تمام کتابیں حدیث کی مدون ہو گئیں اب حدیث کا ملنا آسان ہو گیا۔ اسی وجہ سے امام اعظمؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور حدیث نہ

پائی اب اگر قیاس ان کا مطابق حدیث صحیح کے نکلے تو قبول کیا جائے ورنہ حدیث صحیح کا اتباع ضروری ہے پابندی ان کے قیاس کی لازم نہیں ہے اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر چند مقیم لوگ ارادہ کریں کہ جماعت سے ادا کریں فرض نماز کو تو صرف تکبیر کہہ لینا کافی ہے یا اذان بھی دینا ضروری ہے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ تکبیر کہہ لینا کافی ہے۔ اور اذان واجب ہے ان مسجدوں میں جہاں جماعت سے نماز ہوا کرتی ہے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ بعد اذان کے مؤذن سلام کرے امیر کو اور بلائے اس کو نماز کے لیے اور کون وہ شخص ہے جس پر اوّل سلام کیا مؤذن نے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ اوّل زمانہ میں مؤذن سلام کرتا ہو امیر کو۔

ف : یعنی زمانہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین میں یہ دستور نہ تھا بلکہ مؤذن اذان کہہ دیتا تھا پھر اگر امام کسی کام میں ہوتا تو مؤذن اس کو آ کر خبر کر دیتا کہ لوگ جمع ہیں اب جو یہ تکلفات نکلے ہیں کہ مؤذن امیر اور حاکم کے دروازے پر آ کر کہتا ہے **السلام علیکم ایھا الامیر ورحمة الله و برکاته، الصلوٰۃ یرحمک الله** یہ سب تکبر اور غرور کی باتیں ہیں۔ اور نماز عاجزی اور غرور توڑنے کے لیے تھی۔ کیونکہ مؤذن جب اذان کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے حی علی الصلوٰۃ کہہ کر نماز کو بلاتا ہے پھر امیر اور فقیر سب غلام ہیں پروردگار جل شانہٗ کے فوراً بندگی کرنے کو جانا چاہیے ابو محذورہ نے بعد اذان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خفا ہوئے کیونکہ یہ کام نیا نکالا گیا دین میں اس کی اصل زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھی۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اوّل اس کام کا رواج معاویہؓ نے پھیلایا اور مؤذن کو حکم دیا کہ بعد اذان کے ان کو اس طرح پر آ کر خبر دیا کرے **السلام علی امیر المومنین الصلوٰۃ یرحمک الله** اور بعضوں نے کہا کہ سب۔ سے پہلے اس فعل کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رواج دیا لیکن پہلا قول صحیح ہے، ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب عمرؓ مکہ میں آئے تو ابو محذورہؓ اذان کہہ کر ان کے بلانے کو آئے اور کہا **الصلوٰۃ یا امیر المومنین حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح** تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خرابی ہو تیری کیا تو دیوانہ ہے کیا اذان کا بلانا کافی نہ تھا اور ہم نہ آتے پھر کا ہے کو بلانے کو آیا۔ الحاصل تحقیق اس باب میں یہی ہے کہ یہ فعل نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں بلکہ ان کے بعد امراء اور حکام نے اس کو رواج دیا۔ پس اولیٰ یہی ہے کہ ترک کیا جائے اور اختیار کیا جائے طریقہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کا کیونکہ اس میں بہتری ہے دنیا اور دین کی اور واقدی نے جو نقل کیا ہے کہ بلالؓ بعد اذان کے آنحضرت ﷺ کے دروازے پر آ کر کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ پھر ابو بکرؓ کے زمانے میں کہتے تھے۔ السلام علیک یا خلیفة رسول اللہ الصلوٰۃ یا خلیفة رسول اللہ قابل اعتماد کے نہیں ہے کیونکہ واقدی متروک ہے محدثین کے نزدیک علی الخصوص جب کہ نقل اس کی مخالف ہو روایاتِ معتبرہ کے (زرقانی باختصار) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک مؤذن نے انتظار کیا لوگوں کا لیکن کوئی نہ آیا آخر اس نے اکیلے تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لی جب وہ نماز پڑھ چکا تو لوگ آئے اب مؤذن پھر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے یا نہ پڑھے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ مؤذن پھر نہ پڑھے اور جو لوگ آئے ہیں وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں۔

ف : یہ جب ہے کہ وہی مؤذن امام بھی ہو مسجد کا تو اگر امام نہ ہو تو لوگوں کو درست ہے کہ جماعت سے پڑھ لیں اور مؤذن بھی اگر چاہے پھر ان کے ساتھ پڑھ لے یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہو وہاں دو جماعتیں ایک نماز کی نہ کی جائیں۔ اور یہی قول ہے سفیان ثوریؒ کا اور امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ دو یا تین بار جماعت کا ہونا مسجد میں

کوئی قباحت نہیں رکھتا اور نہ اللہ نے اس سے منع کیا نہ اس کے رسولؐ نے اور دلیل جواز کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جماعت سے نماز پڑھ چکے تھے پھر ایک شخص آیا اور اس نے اکیلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تب نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے تصدق کرتا ہے اس پر تو نماز پڑھے ساتھ اس کے سو ایک شخص کھڑا ہوا اور وہ نماز پڑھ چکا تھا ساتھ نبی ﷺ کے پھر نماز پڑھی اس نے ساتھ اس شخص کے (زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک مؤذن نے اذان دی پھر نفل پڑھنے لگا اب لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ جماعت کھڑی کریں دوسرے شخص کی تکبیر سے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے خواہ مؤذن تکبیر کہے یا اور کوئی شخص کہے دونوں برابر ہیں۔

ف : اور یہی قول ابوحنیفہؒ ہے اور لیث اور ثوری اور شافعیؒ اور اکثر اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اذان دے وہی تکبیر کہے اور دلائل ہر ایک کے موجود ہیں۔ کتب احادیث میں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کہ صبح کی اذان تو قدیم سے قبل وقت کے ہوتی چلی آئی ہے لیکن اور نمازوں کی اذان بعد وقت کے چاہیے۔

ف : جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ فجر کی اذان صبح صادق سے اوّل درست ہے دلیل حدیث ابن عمرؓ کے جو آگے آتی ہے اور ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی قبل وقت کے نہ دی جائے۔

(۸) کہا امام مالکؒ نے: اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَآءَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَهُ نَائِمًا فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَمَرَهُ عُمَرُ اَنْ يَّجْعَلَهَا فِيْ نِدَآءِ الصُّبْحِ. ترجمہ: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مؤذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کو تو سوتا ہوا پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پس کہا اس نے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی نماز بہتر ہے سونے سے اے امیر مؤمنوں کے تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو کہ کہا کر و اس کلمے کو صبح کی اذان میں۔

ف : اس اثر کو دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسنداً روایت کیا ہے کہ عمرؓ نے مؤذن سے کہا جب پہنچے تو حی علی الفلاح پر فجر کی اذان میں تو کہہ بعد اس کے الصلوٰۃ خیر من النوم دو بار یہ جو حضرت عمرؓ نے مؤذن سے کہا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کر اس سے غرض یہ ہے کہ اذان کے باہر اس کلمے کے کہنے کا موقع نہیں ہے اور مکروہ رکھا حضرت عمرؓ نے بعد اذان کے پھر اعلام کرنے کو جیسے کہ امراء اور حکام نے نکالا ہے چنانچہ ابھی اس کا ذکر گزرا اور یہ کلمہ نکالا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں بھی نماز فجر میں یہ کلمہ کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ابن ماجہ نے روایت کیا بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے رسول اللہ ﷺ کو خبر کرنے کے لیے واسطے نماز صبح کے تو لوگوں نے کہا کہ آپؐ سوتے ہیں تو بلالؓ نے کہا کہ الصلوٰۃ خیر من النوم بعد اس کے یہ کلمہ مقرر کیا گیا اذان فجر میں اور ایسا ہی حکم باقی رہا اور ابومحذورہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا تو میں نے اذان دی فجر کی رسول اللہ ﷺ کے سامنے حنین کے روز تو جب پہنچا میں حی علی الفلاح پر فرمایا آپؐ نے ملا دے اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم۔

(۹) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِىْ عَامِرِ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّهُ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِّمَّا اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ اِلَّا النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ. مالک بن ابی عامر اصبحی جو دادا ہیں امام مالکؒ کے کہتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کسی چیز کو کہ باقی ہو اس طور پر جس پر پایا میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مگر اذان کو۔

ف : یعنی سوائے اذان کے اور تمام عبادات میں لوگوں نے تغیر اور تبدل کر لیا ہے اور وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے جس پر نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ تھے۔ سبحان اللہ جب تابعین کے زمانے میں اس قدر دین میں انقلاب ہو اتھا کہ سوائے اذان کے سب عبادتیں لوگوں نے بدل ڈالی تھیں

تو اس زمانہ پرآشوب اور فتنوں کا کیا کہنا۔ اب بھی جو شخص طالب حق ہے اور خدا اور رسول خدا ﷺ کی اطاعت کا شائق اور شریعت کا عاشق ہے اس کو کچھ مشکل نہیں ہے زمانے کے فسادات اور علماء کے اختلافات سے قطع نظر کر کے کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو اپنا دستور العمل بنا دے تب اچھے طور سے ایمان اور یقین کی حلاوت پائے۔ ذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ. افسوس ہے کہ اس زمانہ اخیر میں اذان بھی رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہ رہی۔ بعض لوگوں نے اذان کے کلمات میں بھی کمی بیشی کی کسی نے اوّل و آخر میں اذان کی نئی نئی دعائیں تراش لیں کسی نے ترجیم کسی نے تذکیر نکالی کسی نے انگلیوں کا چومنا انگوٹھے آنکھوں سے لگانا ضروری جان کر اذان کے جواب کو جو سنت تھا چھوڑ دیا کسی نے راگ کی طرح اذان میں گانا شروع کیا۔ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ. زرقانی نے کہا کہ اس اثر سے حجت پکڑی ہے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں اہل مدینہ کا قول و فعل کچھ شرعاً حجت نہیں ہے بلکہ حجت وہی ہے جو بہ اسانید صحیحہ پیغمبر خدا ﷺ اور ان کے خلفائے راشدین سے منقول ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بہت سے اکابر علماء نے تصریح کر دی اس بات کی کہ مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے لوگوں کا قول و فعل کچھ سند نہیں ہے کیونکہ دونوں مقاموں میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے بلکہ سند کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے کتاب اللہ اور حدیث نبویؐ پر عمل کرنے کی توفیق دے اور گمراہی سے بچائے۔

(۱۰) عَنۡ نَافِعٍ اَنَّ عَبۡدَاللّٰہِ بۡنَ عُمَرَ سَمِعَ الۡاِقَامَۃَ وَھُوَ بِالۡبَقِیۡعِ فَاَسۡرَعَ الۡمَشۡیَ اِلَی الۡمَسۡجِدِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تکبیر سنی اور وہ بقیع میں تھے تو جلدی جلدی چلے مسجد کو۔

ف: زرقانی نے کہا کہ مراد جلدی چلنے سے یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے نہ یہ کہ دوڑے کیونکہ حدیث مرفوع اوپر گزری کہ مت آؤ نماز کو دوڑتے ہوئے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ واجب ہے نماز کو چلے تو آہستہ چلے اطمینان سے خواہ نماز کے ملنے کی امید ہو یا نہ ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ کا حکم یہی ہے اور وہی حجت ہے جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے منقول ہے اور محمد بن زید نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جب وہ نماز کو جاتے تو اتنا آہستہ جاتے کہ اگر چیونٹی ان کے ساتھ چلے تو پیچھے نہ رہ جائے۔ واللہ اعلم

۲۔ بَابُ النِّدَآءِ فِی السَّفَرِ وَعَلٰی غَیۡرِ وُضُوۡءٍ

سفر میں اور بے وضو اذان کہنے کا بیان

(۱۱) عَنۡ نَافِعٍ اَنَّ عَبۡدَاللّٰہِ بۡنَ عُمَرَ اَذَّنَ بِالصَّلٰوۃِ فِیۡ لَیۡلَۃٍ ذَاتِ بَرۡدٍ وَّ رِیۡحٍ فَقَالَ اَلَا صَلُّوۡا فِی الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَاۡمُرُ الۡمُؤَذِّنَ اِذَا کَانَتۡ لَیۡلَۃٌ بَارِدَۃٌ ذَاتَ مَطَرٍ یَقُوۡلُ اَلَا صَلُّوۡا فِی الرِّحَالِ.

(اخرجہ البخاری و مسلم)

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان دی رات کو جس میں سردی اور ہوا بہت تھی پھر کہا کہ نماز پڑھ لو اپنے اپنے ڈیروں میں پھر کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تھے مؤذن کو جب رات ٹھنڈی ہوتی تھی پانی برستا تھا یہ کہ پکارے نماز پڑھ لو اپنے ڈیروں میں۔

ف: صحیح ابوعوانہ میں ہے کہ رات ٹھنڈی ہوتی تھی یا پانی برستا تھا یا ہوا چلتی تھی معلوم ہوا کہ ان تینوں امروں میں سے اگر ایک امر بھی ہوا تو جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے۔

(۱۲) عَنۡ نَافِعٍ اَنَّ عَبۡدَاللّٰہِ بۡنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَزِیۡدُ عَلَی الۡاِقَامَۃِ فِی السَّفَرِ اِلَّا فِی الصُّبۡحِ فَاِنَّہٗ کَانَ یُنَادِیۡ فِیۡھَا

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں صرف تکبیر کہتے تھے مگر نماز فجر میں اذان بھی کہتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی

وَيُقِيمُ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَذَانُ لِلْإِمَامِ الَّذِي يَجْتَمِعُ النَّاسُ إِلَيْهِ.

کہا کرتے تھے کہ اذان اس امام کے لیے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہوں۔

ف : یہی مذہب ہے مالک کا اور ائمہ ثلاثہ اس کے خلاف ہیں۔

(۱۳) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ لَهُ إِذَا كُنْتَ فِي سَفَرٍ فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَذِّنَ وَ تُقِيمَ فَعَلْتَ وَإِنْ شِئْتَ فَأَقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ.

ہشام بن عروہ سے ان کے باپ نے کہا کہ جب تو سفر میں ہو تو تجھے اختیار ہے چاہے اذان یا اقامت دونوں کہہ یا فقط اقامت کہہ اور اذان نہ دے۔

کہا یحییٰ نے میں نے سنا مالکؒ سے وہ کہتے تھے سوار ہو کر اذان دینے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

(۱۴) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى بِأَرْضٍ فَلَاةٍ صَلَّى عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ فَإِنْ أَذَّنَ وَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ صَلَّى وَرَآءَهُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ.

سعید بن مسیّبؒ نے کہا جو شخص نماز پڑھتا ہے چٹیل میدان میں تو داہنی طرف اس کے ایک فرشتہ اور بائیں طرف اس کے ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اگر اس نے اذان دے کر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی تو اس کے پیچھے بہت فرشتے نماز پڑھتے ہیں مثل پہاڑوں کے۔

ف : اس مضمون کو نسائی نے سلیمان فارسی سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے بعض شافعیہ نے اس اثر سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اکیلے نماز جنگل میں پڑھی پھر قسم کھائی اس بات کی کہ میں نے جماعت سے نماز پڑھی تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوگا اس لیے کہ فرشتوں کی جماعت سے اس نے نماز پڑھی۔

۳۔ بَابُ قَدْرِ السُّحُورِ مِنَ النِّدَآءِ

اذان کا سحری کے وقت ہونا

(۱۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. (بخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ رات رہے سے اذان دے دیتے ہیں تو کھایا پیا کرو جب تک اذان دے عبداللہ بیٹا اُم مکتوم کا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمٰى لَا يُنَادِي حَتّٰى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے رات کو تو کھایا پیا کرو جب تک اذان نہ دے بیٹا ام مکتوم کا کہا ابن شہاب نے یا سالم نے یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ تھا بیٹا ام مکتوم کا اندھا اذان نہ دیتا تھا جب تک لوگ اس سے نہ کہتے تھے صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

ف : اس حدیث سے اندھے کی اذان کا درست ہونا اور دو اذانوں کا درست ہونا معلوم ہوا لیکن ایک کے بعد ایک ہو ساتھ ہی دو اذانوں کا ہونا بعضوں نے مکروہ رکھا ہے۔

۴۔ بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

نماز کے شروع کرنے کا بیان

(۱۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شروع

اِذَا فْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکَبَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذَالِکَ اَیْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَایَفْعَلُ ذَالِکَ فِی السُّجُوْدِ.

کرتے تھے نماز کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے نہ سجدے کو جاتے وقت۔

ف : ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن الحسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرہم نے اپنے اپنے مؤطا میں امام مالکؒ سے روایت کیا وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذٰلِکَ اَیْضًا. یعنی جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں اِذَا رَکَعَ کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ روایت اور لوگوں کی ٹھیک ہے اور ابن شہاب سے اور لوگ بھی سوا مالک کے اسی طرح روایت کرتے ہیں اختلاف کیا علماء نے ہاتھ میں وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے تو جمہور علماء مثل شافعیؒ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور طبری اور جماعت اہل حدیث کے نزدیک دونوں وقت ہاتھ اٹھانا چاہیے اور یہی صحیح روایت ہے۔ مالکؒ سے اور ابو حنیفہؒ نے اس کے خلاف کہا ہے امام بخاریؒ نے کتاب رفع الیدین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ جب کسی کو دیکھتے ہاتھ نہیں اٹھاتا وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے مارتے ہیں اس کو کنکروں سے اور بخاری نے روایت کیا عبداللہ بن عمر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب آنحضرت اٹھتے دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو حمید ساعدی سے ایسا ہی روایت کیا اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے تو اب چار مقام پر ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں ثابت ہوا۔ ایک شروع نماز کے وقت دوسرے جب رکوع کو جھکے تیسرے جب رکوع سے کھڑا ہو چوتھے جب پہلا تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔ امام بخاریؒ نے کتاب رفع الیدین میں کہا کہ رفع الیدین کی حدیث کو سترہ صحابیوں نے روایت کیا اور حاکم اور ابن مندہ نے عشرہ مبشرہ کو رفع کے رواۃ میں ذکر کیا اور بعض محدثین نے تلاش کیا رفع کی روایتوں کو تو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے پایا۔ اور سوا ابن مسعودؓ اور اصحاب ابن مسعودؓ کے کسی سے بہ سند صحیح ترک اس کا ثابت نہیں۔ واللہ اعلم (زرقانی)

(۱۷) عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُکَبِّرُ فِی الصَّلٰوۃِ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْکَ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ.

امام زین العابدین سے جن کا اسم مبارک علی ہے اور وہ بیٹے ہیں حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالبؓ کے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور جب اٹھتے اور ہمیشہ رہی اسی طور سے نماز ان کی یہاں تک کہ مل گئے اللہ جل جلالہٗ سے۔

ف : سوا ایک جگہ کے جب سر اٹھاتے رکوع سے تو فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد جیسا اوپر گزرا۔ (زرقانی)

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے ہاتھوں کو نماز میں۔

ف : شعبہ کی روایت میں ہے اٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو جب تکبیر کہتے تھے شروع نماز میں اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے۔ (زرقانی)

(۱۸) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّیْ لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَانْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَشْبَهُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (بخاری و مسلم)

ابوسلمہؒ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام ہوتے تھے ان کے تو تکبیر کہتے تھے جب جھکتے اور جب اٹھتے اور پھر جب فارغ ہوئے تو کہا قسم خدا کی میں زیادہ مشابہ ہوں تم سب میں رسول اللہ ﷺ کی نماز میں۔

(۱۹) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ فِی الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور اٹھتے۔

(۲۰) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا دُوْنَ ذَالِكَ. (اخرجه البخاری) 5

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب شروع کرتے نماز کو اٹھاتے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے اٹھاتے دونوں ہاتھ ذرا کم اس سے۔

ف: یعنی مونڈھوں سے ذرا کچھ نیچے رہتے اس حدیث کو ایوب نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور دون ذالک کا لفظ سوائے مالکؒ کے اور کسی نے روایت نہیں کیا بلکہ ابن جریج نے نافع سے پوچھا کہ کیا پہلی بار میں ابن عمر رضی اللہ عنہما زیادہ بلند کرتے تھے ہاتھ بہ نسبت بعد کے کہا نہیں۔ (زرقانی)

(۲۱) عَنْ اَبِیْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيْرَ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ فَكَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُكَبِّرَ كُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا.

وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری سکھاتے تھے ان کو تکبیر نماز میں تو حکم کرتے تھے کہ تکبیر کہیں ہم جب جھکیں ہم اور اٹھیں ہم۔

(۲۲) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَدْرَكَ الرَّجُلُ الرَّكْعَةَ فَكَبَّرَ تَكْبِيْرَةً وَّاحِدَةً اَجْزَأَتْ عَنْهُ تِلْكَ التَّكْبِيْرَةُ.

ابن شہاب کہتے تھے جب پالیا کسی شخص نے رکوع اور تکبیر کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہو جائے گی تکبیر تحریمہ سے۔

ف: اگرچہ نیت نہ کرے تکبیر تحریمہ کی یہ مذہب ابن شہاب کا ہے اور یحییٰ نے کہا کہ مالک نے کہا ہمارے نزدیک جب کافی ہوگی کہ اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی نیت کرلے۔ (زرقانی) کہا یحییٰ نے پوچھے گئے مالکؒ اس شخص سے جو امام کے ساتھ شریک ہوا نماز میں اور بھول گیا تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کو یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی پھر یاد کیا کہ اس نے تکبیر تحریمہ نہیں کہی تھی نہ رکوع کے وقت تکبیر کہی تھی بلکہ دوسری رکعت میں تکبیر کہی تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ پھر سرے سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا بھول گیا لیکن رکوع کے وقت تکبیر تحریمہ کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہو جائے گی تکبیر تحریمہ سے جب کہ نیت کی ہو اس نے اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کہ جو شخص نماز پڑھے اکیلا اور بھول جائے تکبیر تحریمہ تو پھر سرے سے نماز پڑھے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ امام اگر بھول جائے تکبیر تحریمہ اور فارغ ہو جائے نماز سے تو پھر پڑھے اور جن لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ بھی نماز لوٹائیں گے اگرچہ ان لوگوں نے تکبیر تحریمہ کہی ہو۔

ف: تکبیر تحریمہ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک رکن ہے نماز ہے۔ لیکن رکوع کی تکبیر اس سے کافی ہو جاتی ہے اس شخص کے لیے جو امام کے ساتھ آ کر شریک ہو بعض علماء کے نزدیک اور بعض کے نزدیک جب کافی ہوتی ہے کہ نیت کرے تکبیر تحریمہ کی۔ (زرقانی)

٥۔بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

مغرب اورعشاء کی نماز میں قراءت کا بیان

(٣٣) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ بِالطُّوْرِ فِي الْمَغْرِبِ.

جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے پڑھا سورۂ طور کو مغرب کی نماز میں۔

(٣٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَاءُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ لَهٗ يَابُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِيْ بِقَرَأَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اِنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.

ام فضل نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سورۂ والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا تو کہا اے بیٹے میرے یاددلا دیا تو نے یہ سورۃ پڑھ کر۔ اخیر جو سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی سورۃ کو پڑھا تھا آپؐ نے مغرب میں۔

(٣٥) عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ الصَّنَابِحِيِّ اَنَّهُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَصَلَّيْتُ وَرَآءَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ مِّنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنَّ ثِيَابِيْ لَتَكَادُ اَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهٗ فَسَمِعْتُهٗ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَبِهٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

ابوعبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ میں آیا مدینہ میں جب ابوبکرؓ خلیفہ تھے تو پڑھی میں نے پیچھے ان کے مغرب کی نماز تو پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورۃ مفصل کی چھوٹی سورتوں میں سے پڑھی پھر جب تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوئے تو میں نزدیک ہوگیا ان کے یہاں تک کہ میرے کپڑے قریب تھے کہ چھو جائیں ان کے کپڑوں سے تو سنا میں نے پڑی انہوں نے سورہ فاتحہ اوراس آیت کو: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

ف: مفصل کی سورتیں کس سورۃ سے شروع ہیں اس میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں سورۂ والصافات سے بعض کہتے ہیں سورۂ جاثیہ سے بعض کہتے ہیں سورۂ حجرات سے بعض کہتے ہیں سورۂ قاف سے بعض کہتے ہیں سورۂ صف سے بعض کہتے ہیں سورۂ تبارک سے بعض کہتے ہیں سورۂ اعلیٰ سے بعض کہتے ہیں سورۂ والضحیٰ سے اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ سورۂ حجرات سے شروع ہے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ پچھلی رکعتوں میں بھی سورۂ فاتحہ کے قرأت قرآن درست ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اخیر کی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پر قناعت کرنا چاہیے کیونکہ روایت کیا بخاری و مسلم نے ابوقتادہؓ سے کہ آنحضرت ﷺ نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ پڑھی اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھی اور بعضوں نے کہا اس آیت کو حضرت ابوبکرؓ نے بطور قنوت کے پڑھا اور ایک جماعت علماء نے جائز رکھا قنوت کو ہر نماز میں۔ (زرقانی ومحلی)

(٣٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ يَقْرَأُ فِي الْاَرْبَعِ جَمِيْعًا فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَكَانَ اَحْيَانًا يَقْرَأُ بِالسُّوْرَتَيْنِ وَالثَّلٰثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ وَيَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذَالِكَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةٍ سُوْرَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی دو دو تین سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے فرض کی نماز میں اور مغرب کی نماز میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(۲۷) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّهٗ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءِ فَقَرَأَ فِيْهَا وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ.

براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ ﷺ کے عشاء کی تو پڑھی آپؐ نے اس میں والتین والزیتون۔

ف : پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں اِنَّـآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور صحیحین میں ہے کہ آپؐ نے عشاء کی نماز میں اِذَالسَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور معاذ کو آپؐ نے فرمایا نماز عشاء کے لیے کیوں نہیں پڑھتا تو سورۂ بروج اور انشقاق کی مانند۔(زرقانی) مع زیادۃ

۶۔بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقِرَآءَةِ

کلام اللہ پڑھنے کا طریقہ

(۲۸) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے ریشمی کپڑا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور قرآن کو رکوع میں پڑھنے سے۔

ف : ابومصعب اور قعنبی اور معن کی روایت میں وَالْمُعَصْفَرِ زیادہ ہے یعنی منع کیا کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے یہ ممانعت مردوں کے لیے ہے نہ عورتوں کے لیے۔(زرقانی)

(۲۹) عَنْ فَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنِ الْبَيَاضِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَقَدْ عَلَتْ اَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَآءَةِ فَقَالَ الْمُصَلِّيْ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيْهِ بِهٖ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ.

فروہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آئے لوگوں کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے آوازیں ان کی بلند تھیں کلام اللہ پڑھنے سے تو فرمایا آپؐ نے نمازی کانا پھوسی کرتا ہے اپنے پروردگار سے تو چاہیے کہ سمجھ کر کانا پھوسی کرے اور نہ پکارے ایک تم میں کا دوسرے پر قرآن میں۔

ف : کانا پھوسی سے مراد یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر بحضور قلب اور خشوع اور خضوع کے اس سے عرض معروض کرتا ہے اور سمجھ کر کانا پھوسی کرنے سے یہ غرض ہے کہ اچھے طور سے کلام اللہ پڑھے۔ اعراب اور مخارج صحیح ادا کرے۔(زرقانی)

(۳۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ وَرَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانَ لَا يَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا افْتَتَحُوا الصَّلٰوةَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے جب نماز شروع کرتے تو کوئی ان میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھتا۔

ف : یعنی پکار کر نہ پڑھتا یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور یہی راجح ہے بہ اعتبار قوت دلیل کے مگر آہستہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتھ سورۂ فاتحہ اور ہر سورۃ کے پڑھنا ضرور ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور آہستہ سے پڑھنے اور پکار کے پڑھنے سب بابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور دونوں امر ثابت ہیں اور صحیح ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

(۳۱) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرِنِ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا نَسْمَعُ قِرَآءَةَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِؓ عِنْدَ دَارِ اَبِيْ جَهْمٍ بِالْبَلَاطِ.

مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ ہم سنتے تھے قرأۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اور وہ ہوتے تھے نزدیک دار ابی جہم کے اور ہم ہوتے تھے بلاط میں۔

ف : بلاط ایک مقام ہے مدینہ میں درمیان بازار اور مسجد کے' ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوتی تھی اس لیے بلاط کے لوگ قرأۃ سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز میں خوب پکار کر کلام اللہ پڑھنا درست ہے اور کراہت اس شخص کے لیے ہے جو تنہا پڑھے اور اشہب نے امام مالکؒ سے روایت کیا کہ نفل نماز پڑھنے والا اگر اپنے گھر میں پکار کر کلام پڑھے تو کچھ حرج نہیں بلکہ یہ باعث ہے نشاط اور قوت کا۔ (زرقانی)

(۳۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا فَاتَهٗ شَيْءٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَآءَةِ اَنَّهٗ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَرَاَ لِنَفْسِهٖ فِيْمَا يَقْضِيْ وَجَهَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فوت ہو جاتی کچھ نماز ان کی ساتھ امام کے جس میں پکار کر قراءت کی تھی تو جب سلام پھیرتا امام اٹھتے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور پڑھتے جو رہ گئی تھی نماز پکار کر۔

(۳۳) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ اِلٰى جَانِبِ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَيَغْمِزُنِيْ فَاَفْتَحُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ نُصَلِّيْ.

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا نافع کے ایک جانب تو اشارہ کر دیتے تھے مجھ کو پس بتا دیتا تھا میں ان کو جہاں وہ بھول جاتے تھے اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

ف : اس اثر سے معلوم ہوا کہ سوا اپنے امام کے اور کو بھی بتا دینا درست ہے اور اہل کوفہ نے اپنے امام کو بھی بتانا مکروہ رکھا ہے۔ اور مالک اور شافعی کے نزدیک درست ہے کیونکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا اس سے وہ ایک آیت میں متردد ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا ابی بن کعب نہ تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر وہ ہوتے تو بتا دیتے۔ (زرقانی)

۷۔ بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الصُّبْحِ

صبح کی نماز میں قراءت کا بیان

(۳۴) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَاَ فِيْهَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی صبح کی تو پڑھی اس میں سورہ بقرہ دو رکعتوں میں۔

ف : پھر جب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا آفتاب قریب تھا کہ نکل آئے۔ فرمایا ابوبکرؓ نے کہ اگر نکلتا تو ہم کو غافل نہ پاتا اس اثر سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز میں قرأت طویل کرنا اولیٰ ہے اور وہ جو حدیث آئی ہے۔ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ. روشن کرو فجر کو کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے اس سے یہی غرض ہے کہ نماز میں اتنی قراءت کرو کہ فجر روشن ہو جائے جیسا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کہ نماز تاریکی میں شروع کی اور لمبی سورۃ پڑھ کر فجر کو روشن کیا۔ (زرقانی)

(۳۵) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا وَرَآءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَاَ فِيْهِمَا بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ وَ سُوْرَةِ الْحَجِّ قِرَآءَةً بَطِيْئَةً قُلْتُ وَاللّٰهِ اِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُوْمُ حِيْنَ يَطْلَعُ الْفَجْرُ فَقَالَ اَجَلْ.

عروہ بن زبیر نے سنا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہتے تھے نماز پڑھی ہم نے پیچھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صبح کی تو پڑھی انہوں نے سورۂ یوسف اور سورۂ حج ٹھہر ٹھہر کر عروہ نے کہا قسم خدا کی پس اس وقت کھڑے ہوتے ہوں گے نماز کو جب نکلتی ہے صبح صادق کہا عبداللہ نے ہاں۔

ف : یعنی بہت سویرے صبح صادق نکلتے ہی کھڑے ہوں گے تب تو اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور پھر جلدی جلدی نہیں ٹھہر ٹھہر کر

پڑھتے تھے۔

(۳۶) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ الْفُرَاضَةَ بْنَ عُمَيْرِ الْحَنَفِيَّ قَالَ اَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ اِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ فراضۃ بن عمیر حنفی نے کہا کہ میں نے سورۂ یوسف یاد کر لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پڑھنے سے آپ صبح کی نماز میں اس کو بہت پڑھا کرتے تھے۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اپنے مقتدیوں کا حال پہچان کر اور ان کی قوت اور حرص کو دیکھ کر اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور مالک نے مستحب رکھا ہے طول قراءت کو صبح کی نماز میں خصوصاً جاڑے کے دنوں میں لیکن آج کل کے زمانے میں سو تخفیف لازم ہے جماعت میں البتہ اگر اکیلے پڑھے تو جتنی چاہے لمبی سورت پڑھے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو دھمکایا تھا لمبی سورت کے پڑھنے پر اور کہا تھا کیا تو فساد پیدا کرتا ہے کیوں نہیں پڑھتا: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا.

(۳۷) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ فِي السَّفَرِ بِالْعَشْرِ السُّوَرِ الْاُوَلِ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں مفصل کے پہلی دس سورتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

ف: بخاریؒ میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورۂ طور پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک ایک رکعت یا دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور مسلم میں ہے کہ صبح میں آپ نے سورۂ قاف پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ والصافات پڑھی اور حاکم نے روایت کیا کہ سورۂ واقعہ پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں دو پڑھیں۔ اور یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال اور مواقع کے ہے۔ واللہ اعلم (زرقانی)

۸۔ بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اُمِّ الْقُرْاٰنِ

سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

(۳۸) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَادٰى اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ لَحِقَهٗ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَلٰى يَدِهٖ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَعْلَمَ سُوْرَةً مَا اُنْزِلَ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا قَالَ اُبَيٌّ فَجَعَلْتُ اُبْطِئُ فِي الْمَشْيِ رَجَآءَ ذٰلِكَ ثُمَّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ وَعَدْتَّنِيْ قَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ اِذَا فُتِتَحْتَ الصَّلٰوةَ قَالَ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى اَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هِيَ هٰذِهِ السُّوْرَةُ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا ابی بن کعب کو اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو جب نماز سے فارغ ہوئے مل گئے آپ سے پس رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا اُبی کے ہاتھ پر اور وہ نکلنا چاہتے تھے مسجد کے دروازے سے سو فرمایا آپ نے میں چاہتا ہوں کہ نہ نکلے تو مسجد کے دروازے سے یہاں تک کہ سیکھ لے ایک سورت ایسی کہ نہیں اتری توریت اور انجیل اور قرآن میں مثل اس کے کہا ابی نے پس ٹھہر ٹھہر کر چلنے لگا میں اسی امید میں پھر کہا میں نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سورت جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا سکھلایئے مجھ کو فرمایا آپ نے کیونکر پڑھتا ہے تو جب شروع کرتا ہے نماز کو کہا ابی نے تو میں پڑھنے لگا الحمدللہ رب العالمین یہاں تک کہ ختم کیا میں نے سورت کو پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ یہی

وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِیْ اُعْطِيْتُ. سورت ہے اور یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا۔

ف : سبع مثانی سورۂ فاتحہ کا نام ہے اس لیے کہ اس میں سات آیتیں ہیں پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور مثانی اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ سورت دوبار اتری ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں یا اس لیے کہ ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے تو نماز میں مکرر ہوتی ہے یا اس لیے کہ اس میں ثنا اور تعریف ہے پروردگار کی یا اس لیے کہ مستثنیٰ ہوئی یہ سورت خاص خاص اس امت کے لیے یا اس لیے کہ اس کے ساتھ ایک سورت ملائی جاتی ہے اور قرآنِ عظیم بھی اس کا نام ہے کیونکہ یہ سورت اجمالاً تمام قرآن کے مضامین کو شامل ہے اوصاف الٰہی اور ثنائے پروردگار اور اعتراف عبودیت بندے کی جانب سے اور توحید اور دعا سب اس میں موجود ہے۔ یہ فرمودہ آنحضرت ﷺ کا تفسیر ہے اس آیت کی وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ.

(۳۹) عَنْ اَبِیْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ.

ابی نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے کہتے تھے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

ف : اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نماز میں فرض ہے خواہ اکیلے نماز پڑھے یا امام کے پیچھے نماز جہری ہو یا سری ہر حال میں پڑھنا اس کا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ اور سری میں پڑھ لے اور ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے خواہ نماز جہری ہو یا سری' صابونی نے اپنے عقائد میں منجملہ شعار اہلحدیث لکھا ہے وَيُوْجِبُوْنَ قِرَأَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ. اور واجب کرتے ہیں پڑھنا فاتحہ کا امام کے پیچھے مگر یہ قول جابر بن عبداللہ کا موید ہے ابوحنیفہ کے مذہب کو۔

۹۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ

سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے سری نماز میں پڑھنے کا بیان

(۴۰) عَنْ اَبِی السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ هِیَ خِدَاجٌ هِیَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ اِنِّیْ اَحْيَانًا اَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِیْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ يَا فَارِسِیُّ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ نِصْفُهَا لِیْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَاَلَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَءُوْا يَقُوْلُ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَقُوْلُ اللّٰهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جس شخص نے پڑھی نماز اور نہ پڑھی اُس میں سورۂ فاتحہ تو نماز اس کی ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے ہرگز تمام نہیں ہے۔ ابوالسائب نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو دبا دیا ابوہریرہؓ نے میرا بازو اور کہا پڑھ لے اپنے دل میں اے فارس کے رہنے والے کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٹ گئی نماز میرے اور میرے بندے کے بیچ میں آدھوں آدھ آدھی میری اور آدھی اُس کی اور جو بندہ میرا مانگے اس کو دوں گا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پڑھو بندہ کہتا ہے سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا' پروردگار کہتا ہے میری تعریف کی میرے

حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یَقُوْلُ اللّٰهُ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ یَقُوْلُ الْعَبْدُ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ فَهٰذِهِ الْاٰیَةُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ.
(اخرجه مسلم)

بندے نے بندہ کہتا ہے بڑی رحمت کرنے والا مہربان، پروردگار کہتا ہے خوبی بیان کی میرے بندے نے، بندہ کہتا ہے مالک بدلے کے دن کا، پروردگار کہتا ہے بڑائی کی میری میرے بندے نے بندہ کہتا ہے خاص تجھ کو پوجتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے (یعنی پروردگار کی عظمت ہے اور بندے کی طرف سے اقرار ہے بندگی کا) بندہ کہتا ہے دکھا ہم کو سیدھی راہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنا کرم کیا نہ دشمنوں کی اور گمراہوں کی تو یہ آیتیں بندہ کے لیے ہیں اور میرا بندہ جو مانگے سو دوں۔

ف: اس حدیث سے نماز کی نہایت عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی کیونکہ نماز ایسی عبادت ٹھہری جس میں پروردگار سے باتیں ہوتی ہیں۔ پس بندے کو اس سے زیادہ اور کیا شرف اور فخر ہوگا کہ اس کا مالک بلکہ سارے جہان کا مالک اس سے باتیں کرے اور اس کی مراد برلانے کا وعدہ فرمائے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی جز نہیں ہے اس سورت میں انعمت علیهم پر چھٹی آیت ختم ہوگی اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ساتویں آیت ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ناتمام ہے اور ظاہر حدیث مطلق ہے اور شامل ہے منفرد اور مقتدی دونوں کو اس لیے ابو ہریرہؓ نے ابو السائب کے سوال کا یہ جواب دیا کہ جب تو امام کے پیچھے ہو چپکے چپکے دل میں پڑھ لیا کر اب اختلاف ہے اس میں کہ امام کے ساتھ پڑھتا جائے یا امام جو بیچ میں سکتے کرتا ہے اس میں پڑھتا جائے یا امام جب ولا الضالین پر سکتہ کرے اس وقت پڑھ لے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ مقتدی جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اور سری میں پڑھے بلکہ یہ حدیث عام ہے دونوں صورتوں میں پڑھنا چاہیے۔ پس امام نے جو سری نماز میں پڑھنے کے لیے اس حدیث کو خاص کیا اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ناقص اور تمام کہنے سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ نماز ہو جاتی ہے لیکن ناقص رہتی ہے کیونکہ ناقص کا تمام کرنا ضرور ہے اور ناقص اسی شئے کو کہیں گے جس کا کوئی جز فوت ہو جائے۔

(۴۱) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ کَانَ یَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَا یَجْهَرُ فِیْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَآءَةِ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے امام کے پیچھے سری نماز میں۔

(۴۲) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ وَعَنْ رَبِیْعَةَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ کَانَ یَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَا یَجْهَرُ فِیْهِ بِالْقِرَاءَةِ.

یحییٰ بن سعید اور ربیعہ دونوں یزید بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سری نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

کہا یحییٰ نے کہ مالک نے کہا مجھے یہ اثر بہت پسند ہے ان روایتوں میں جو میں نے اس باب میں سنیں۔

۱۰۔ بَابُ تَرْکِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ — سورۂ فاتحہ جہری نماز میں امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا بیان

(۴۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ یَقْرَاُ اَحَدٌ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی پوچھتا کہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے امام کے پیچھے تو جواب دیتے کہ جب کوئی تم

الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَأَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ.

میں سے نماز پڑھے امام کے پیچھے تو کافی ہے اس کو قراءت امام کی اور جو اکیلے پڑھے تو پڑھ لے کہا نافع نے اور تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے۔

ف : یہ اثر بظاہر مؤید ہے ابوحنیفہؒ کے مذہب کو یعنی جب امام کے پیچھے ہو سری نماز میں یا جہری نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے لیکن امام مالک نے اس کو نماز جہری سے خاص کیا ہے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے امام مالکؒ سے کہتے تھے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اور سری میں پڑھے۔

(٤٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَآءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِیَ مِنْكُمْ اَحَدٌ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَآءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ. (اخرجه النسائی)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے ایک نماز جہری سے پھر فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کلام اللہ پڑھا تھا۔ ایک شخص بول اٹھا کہ ہاں میں نے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا آپؐ نے جب ہی میں کہتا تھا اپنے دل میں کیا ہوا ہے مجھ کو چھینا جاتا ہے مجھ سے کلام اللہ کہا ابن شہاب یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تب لوگوں نے موقوف کیا قراءت کو حضرتؐ کے پیچھے نماز جہری میں جب سے یہ حدیث سنی آپؐ سے۔

ف : اس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ ایسی آواز سے نہ پڑھے جس کے باعث یہ امام کے پڑھنے میں خلل ہو اور ممانعت پڑھنے کی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ممانعت منظور ہوتی تو صاف فرما دیتے کہ امام کے پیچھے پڑھا ہی مت کرو نہ آہستہ نہ زور سے اور ابن شہاب یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام کہ لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا حضرتؐ کے پیچھے نماز جہری میں یہ ایک حکایت ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پکار کر پڑھنا چھوڑ دیا سورۂ فاتحہ سے زیادہ جو کچھ کلام اللہ پڑھتے تھے اس کا پڑھنا چھوڑ دیا یا حضرتؐ کے ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا بلکہ جب آپ سکتہ کرتے تو پڑھ لیتے۔ وَاللهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ مِنَّا وَمِنَ الْكُلِّ.

١١۔ بَابُ مَاجَآءَ فِی التَّامِيْنِ خَلْفَ الْإِمَامِ — امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان

آمین کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو امن سے رکھ اے پروردگار یا قبول کر ہماری دعا کو

(٤٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْإِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَامِيْنُهُ تَامِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب امام کہے آمین تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین مل جائے گی ملائکہ کی آمین سے بخش دیئے جائیں گے اگلے گناہ اس کے کہا ابن شہاب نے اور رسول اللہ ﷺ آمین کہتے تھے۔

ف : یہ حدیث مرسل ہے دارقطنی نے غرائب اور علل میں اس کو موصولاً ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن المسیبؒ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا کہ حفص منفرد ہوا ساتھ اس روایت کے اور وہ ضعیف ہے اور ابن السراج نے روایت کیا ابن شہاب

سے کہ رسول اللہ ﷺ جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے آمین پکار کر کہتے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فارغ ہوتے سورۂ فاتحہ سے بلند آواز سے آمین کہتے اور حمیدی نے روایت کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ جب کہتے ولا الضالین بلند آواز سے فرماتے آمین یہاں تک کہ صف اول کے لوگ سنتے جو نزدیک ہوتے آپ سے اور جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جہر آمین کا ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا تو رد کرتا ہے اس کو وہ جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے وائل بن حجر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی ﷺ کے تو پکار کر آمین کہی آپ نے اور وائل بن حجر اخیر میں اسلام لائے ہیں علاوہ اس کے یہ جو حدیث امام مالکؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین پکار کر کہنا چاہیے ورنہ امام کا آمین کہنا مقتدیوں کو معلوم کیونکر ہوگا۔ (زرقانی ومحلی)

(٤٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب امام غیر المغضوب علیھم و لاالضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا آمین کہنا برابر ہو جائے گا ملائکہ کے کہنے کے بخش دیئے جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔

(٤٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں پس اگر برابر ہو جائے ایک آمین دوسری آمین سے تو بخش دیئے جاتے ہیں اگلے گناہ اس کے۔

(٤٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (اخرجه البخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا کہنا ملائکہ کے کہنے کے برابر ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ف: بعض روایات میں رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ہے بعض میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بعض میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ہے۔ بعض میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ.

١٢۔ بَابُ الْعَمَلِ فِی الْجُلُوْسِ فِی الصَّلٰوةِ

نماز میں بیٹھنے کا بیان

(٤٩) عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاٰنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصْبَاءِ فِی الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِیْ وَقَالَ اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ

علی بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا ہوا تو جب فارغ ہوا میں نماز سے منع کیا مجھ کو اور کہا کہ کیا کر جیسے کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کہا کیسے کرتے تھے کہا جب بیٹھتے تھے آپ ﷺ نماز میں تو داہنی ہتھیلی کو داہنی ران پر رکھتے اور سب

الْيُمْنٰى وَ قَبَضَ اَصَابِعَهٗ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِىْ تَلِى الْاِبْهَامَ وَ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ. (اخرجه مسلم في كتاب المساجد و مواضع الصلوة)

انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی کو ران پر رکھتے اور کہا کہ اس طرح کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس وقت سے تشہد کے لیے بیٹھے اُسی وقت سے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا آپؐ نے یہ دفع کرنے والا ہے شیطان کو نہ بھولے گا کوئی تم میں سے جب تک اشارہ کرے گا اپنی انگلی سے اور بعض روایات میں حرکت دینا بھی انگلی کا منقول ہے لیکن ائمہ اربعہ سے جو اٹھانا انگلی کا وقت اشھدان لا الہ الا اللّٰہ کے ان کی کتابوں میں مذکور ہے اس کی اصل کسی حدیث میں نہیں پائی باوجودیکہ میں نے تلاش کیا اس کی دلیل کو کتب حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ میں مگر نہ پایا کوئی شاہد اس کے لیے اور حدیث سے جو اشارہ ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ابتدائے قعدہ سے انگشتِ شہادت سے اشارہ کرتا رہے۔

(۵۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ صَلّٰى اِلٰى جَنْبِهٖ رَجُلٌ فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِىْ اَرْبَعٍ تَرَبَّعَ وَثَنٰى لِجُلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُاللّٰهِ عَابَ ذَالِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ فَاِنَّكَ تَفْعَلُ ذَالِكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ اِنِّىْ اَشْتَكِىْ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی ایک شخص نے تو جب وہ بیٹھا بعد چار رکعت کے چار زانو بیٹھا اور لپیٹ لیے دونوں پاؤں اپنے تو جب فارغ ہوئے عبداللہ بن عمرؓ نماز سے عیب کہا اس بات کو تو اس شخص نے جواب دیا آپ ایسا کرتے ہیں کہا میں تو بیمار ہوں۔

ف : اختلاف کیا علماء نے کس طرح نماز میں بیٹھے شافعیؒ نے کہا کہ پہلے قعدہ میں سیدھا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پر بیٹھے اور دوسرے قعدہ میں تورک کرے یعنی بائیں پاؤں کو ران کے نیچے سے نکال کر لٹا دے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں ران سرین سمیت زمین سے لگی رہے اور امام مالکؒ نے کہا کہ دونوں قعدوں میں تورک کرے اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ دونوں قعدوں میں سیدھا پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے اور سب صورتیں جائز ہیں اور خدا کا دین واسع ہے لیکن یہ اختلاف اس میں ہے کہ مستحب کون سی شکل ہے۔ (مصفی)

(۵۱) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ اَنَّهٗ رَاَى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْجِعُ فِى السَّجْدَتَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُرِقَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذُكِرَ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلٰوةِ وَاِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجَلِ اَنِّىْ اَشْتَكِىْ.

مغیرہ بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ بیٹھے تھے درمیان دونوں سجدوں کے دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے تو جب فارغ ہوئے نماز سے ذکر ہوا اس کا پس کہا عبداللہ نے کہ اس طرح بیٹھنا نماز میں درست نہیں ہے لیکن میں بیماری کی وجہ سے اس طرح بیٹھتا ہوں۔

(۵۲) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَرَى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِى الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ قَالَ فَفَعَلْتُهٗ وَ اَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَ قَالَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو چار زانو بیٹھتے ہوئے نماز میں تو وہ بھی چار زانو بیٹھے اور کمسن تھے وہ ان دنوں میں پس منع کیا ان کو عبداللہ نے اور کہا کہ سنت نماز میں یہ ہے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں

رِجْلَکَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِى رِجْلَکَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ لَهٗ فَاِنَّکَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِّيْ.

(اخرجه البخاری)

(۵۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَرَاهُمُ الْجُلُوْسَ فِى التَّشَهُّدِ فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَثَنٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلٰى وَرِكِهِ الْاَيْسَرِ وَلَمْ يَجْلِسْ عَلٰى قَدَمِهٖ ثُمَّ قَالَ اَرَانِىْ هٰذَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَ حَدَّثَنِىْ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِکَ.

۱۳۔بَابُ التَّشَهُّدِ فِى الصَّلٰوةِ

(۵۴) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِنِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلٰوتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

(۵۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَقُوْلُ هٰذَا فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَيَدْعُوْا اِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ بِمَا بَدَالَهٗ فَاِذَا جَلَسَ فِىْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ وَتَشَهَّدَ كَذَالِکَ اَيْضًا اِلَّا اَنَّهٗ يُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ ثُمَّ يَدْعُوْ بِمَا بَدَالَهٗ فَاِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ وَ اَرَادَ اَنْ يُّسَلِّمَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْاِمَامِ فَاِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ اَحَدٌ عَنْ يَسَارِهٖ رَدَّ عَلَيْهِ.

پاؤں کولٹا دے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے ان سے کہا تم چار زانو بیٹھتے ہو جواب دیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھا نہیں سکتے۔

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد نے سکھایا لوگوں کو بیٹھنا تشہد میں تو کھڑا کیا داہنے پاؤں کو اور جھکایا بائیں پاؤں کو اور بیٹھے بائیں سرین پر اور نہ بیٹھے بائیں پاؤں پر کہا قاسم نے کہ بتایا مجھ کو اس طرح بیٹھنا عبیداللہ نے اور کہا کہ میرے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح کرتے تھے۔

تشہد کا بیان

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے سنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اور وہ منبر پر تھے سکھاتے تھے لوگوں کو تشہد کہتے تھے کہو: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلٰوتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشہد پڑھتے تھے اس طرح بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے تھے یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد مانگتے تھے بعد تشہد کے جو کچھ جی چاہتا تھا پھر جب اخیر قعدہ کرتے اور اسی طرح پڑھتے مگر پہلے تشہد پڑھتے پھر دعا مانگتے جو چاہتے اور بعد تشہد کے جب سلام پھیرنے لگتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ داہنی طرف کہتے پھر امام کے سلام کا جواب دیتے۔ پھر اگر کوئی بائیں طرف والا ان کو سلام کرتا تو اس کو بھی جواب دیتے۔

ف : اس اثر سے کتنی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ پہلے قعدہ میں بھی بعد تشہد کے دعا مانگنا درست ہے دوسرے یہ کہ کوئی دعا خاص نہیں جو دل چاہے پروردگار سے مانگے تیسرے یہ کہ تین سلام کرے ایک سلام داہنی طرف والوں کو دوسرے امام کو تیسرے بائیں طرف والوں کو اور جو بائیں طرف کوئی نہ ہو تو دو ہی سلام کرے۔ واللہ اعلم

(٥٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتیں تشہد میں اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

ف : امام مالکؒ نے تشہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو اُوپر گزرا اختیار کیا ہے اور شافعیؒ نے تشہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو مسلم نے اور اصحاب سنن نے روایت کیا اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اختیار کیا ہے اور اہلحدیث اور امام احمدؒ اور امام اعظمؒ اور اکثر علماء نے تشہد ابن مسعودؓ کا اختیار کیا ہے جس کو روایت کیا ائمہ ستہ نے اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. حافظ نے کہا کہ اہل حدیث نے اتفاق کیا اس امر پر کہ کوئی تشہد عبداللہ بن مسعودؓ کے تشہد سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور راویوں نے اختلاف نہیں کیا اس کے الفاظ میں اور اتفاق کیا اس پر ائمہ ستہ نے لفظاً و معنیً۔

ف : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وارد ہے اور بخاریؒ نے روایت کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم کہنے لگے السلام علی النبی اور روایت کیا ابوعوانہ اور سراج اور جوزقی اور ابونعیم اصبہانی اور بیہقی نے طرق متعددہ سے اور سب میں یہ ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم السلام علی النبی کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابونعیم سے زرقانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعودؓ سے بلاشک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا ہے۔ ابن عبدالرزاق نے روایت کیا اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ فَلَمَّا مَاتَ قَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ یعنی کہا عطا نے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپؐ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ جب کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ ابوعبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سے نہیں سنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعودؓ سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابو معمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کا بہت ائمہ حدیث نے طرق متعددہ اور اسانید صحیحہ سے پھر جب ثابت ہو گیا یہ امر عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ وہ بعد آپؐ کی وفات کے السلام علی النبی کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر ان آثار سے یہ امر صاف ہو گیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کو نہیں سنتے ہیں پھر ندا کرنا ناجائز ہو گا تو جب سلام پڑھنا ندا کے ساتھ مختلف فیہ ہوا پھر مطلق ندا کا کیا حال ہو گا وہ کیونکر درست ہو گی۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہو سکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت اللہ جل جلالہٗ کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مراد برلاتا ہے سوائے اللہ جل جلالہٗ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے۔

(٥٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَالَ ابْنَ شِهَابٍ وَّنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِرَكْعَةٍ اَيَتَشَهَّدُ مَعَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْاَرْبَعِ وَاِنْ كَانَ ذَالِكَ لَهُ وِتْرًا فَقَالَا نَعَمْ لِيَتَشَهَّدْ مَعَهُ قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے ابن شہاب زہری اور نافع مولیٰ ابن عمرؓ سے پوچھا کہ ایک شخص امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا جب ایک رکعت ہو چکی تھی اب وہ امام کے ساتھ تشہد پڑھے قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیر میں یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی تو ایک رکعت ہوئی قعدۂ اولیٰ میں اور تین رکعتیں ہوئیں قعدۂ اخیرہ میں تو جواب دیا دونوں نے کہ ہاں تشہد پڑھے امام کے ساتھ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

١٤۔ بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ رَّفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

جو شخص سر اٹھالے امام کے پیشتر رکوع یا سجدہ میں اس کا بیان

(٥٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے امام کے پیشتر تو اس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

ف: یعنی خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے خدا کا حکم یہ ہے کہ امام کے ساتھ سر اٹھاؤ اور جھکاؤ اور امام کی متابعت کرو اور وہ اس کا لحاظ نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو دراوردی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ائمہ ستہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنا سر اٹھاتا ہے امام کے پیشتر وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ سر اس کا مثل گدھے کے سر کے ہو جائے یا اس کی صورت گدھے کی ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت امام کی واجب ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص بھول کر امام سے اوّل سر اٹھالے رکوع میں یا سجدہ میں تو سنت یہ ہے کہ پھر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور امام کے سر اٹھانے کا انتظار نہ کرے اور جس شخص نے قصداً ایسا کیا تو اس نے خطا کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے امام ہوا ہے کہ اس کی پیروی اور تابعداری کی جائے تو نہ اختلاف کرو اس پر یعنی آگے پیچھے اس سے ارکان ادا نہ کرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے قبل امام

کے تو ماتھا اس کا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

ف : ظاہریہ اور امام احمد کے نزدیک اگر قصداً کوئی امام کی مخالفت کرے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (زرقانی)

۱۵۔بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ سَاهِيًا

جس شخص نے دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دیا اس کا بیان

(۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر تو کہا ذوالیدین نے کیا نماز گھٹ گئی یا آپؐ بھول گئے اے رسولؐ اللہ کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور لوگوں سے کیا سچ کہتا ہے ذوالیدین۔ کہا لوگوں نے ہاں سچ کہتا ہے پس کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور پڑھیں دو رکعتیں پچھلی پھر سلام پھیر کر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں۔ کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا۔

ف : ذوالیدین ایک صحابی ہیں نام ان کا خرباق بن عمرو سلمی ہے ان کے ہاتھ لمبے لمبے تھے یا وہ دونوں ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے یا وہ بہت سخی تھے اس لیے ان کو ذوالیدین کہتے تھے۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام کرنا بھولے سے نماز میں نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص کی شہادت قابل اعتماد کے نہیں ہے جب تک دوسرا اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ سجدہ سہو بعد سلام کے کرنا چاہیے چوتھے یہ کہ انبیاء سے بھی سہو اور خطا ہوتی ہے۔

(۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِیْ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ اُقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ ذَالِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَمَّ مَابَقِیَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ وَهُوَ جَالِسٌ. (اخرجه مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تو سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر پس کھڑا ہوا ذوالیدین اور کہا کیا نماز کم ہوگئی یا بھول گئے آپؐ اے رسولؐ اللہ کے فرمایا آپؐ نے کوئی بات نہیں ہوئی۔ ذوالیدین نے کہا کچھ تو ہوا ہے اے رسولؐ اللہ کے پس متوجہ ہوئے آپ لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں پس اٹھے رسول اللہ ﷺ اور تمام کیا جس قدر نماز باقی تھی پھر دو سجدے کیے بعد سلام کے اور آپؐ بیٹھے تھے۔

(۶۱) عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ اِحْدٰى صَلٰوتَیِ النَّهَارِ الظُّهْرِ اَوِالْعَصْرِ فَسَلَّمَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُوالشِّمَالَيْنِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابٍ اَقُصِرَتِ

ابی بکر بن سلیمان سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں ظہر یا عصر کی پھر سلام پھیر دیا تو کہا ذوالشمالین رضی اللہ عنہ اور وہ ایک شخص تھا بنی زہرہ بن کلاب سے کہ نماز کم ہوگئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ بھول گئے۔

الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَمَا نَسِيْتُ فَقَالَ لَهٗ ذُو الشِّمَالَيْنِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَابَقِىَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَلَّمَ.

آپؐ نے فرمایا نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا ذوالشمالین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کچھ تو ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس متوجہ ہوئے آپؐ لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے کہا ہاں تو تمام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی نماز کو پھر سلام پھیرا۔

ف : ذوالشمالین کا نام عمیر بن عبد تھا اور وہ شہید ہوئے دن بدر کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پانچ برس بعد جنگ بدر کے اسلام لائے۔ اس نظر سے محدثین نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن شہاب کا حقیقت میں یہ ذوالیدین تھے جن کو انہوں نے بھولے سے ذوالشمالین کہا جیسا اور روایات میں ہے اور اس روایت میں بھی بعد کو ذوالیدین کا لفظ موجود ہے اس میں سجدہ سہو کا بھی ذکر نہیں کیا۔

(٦٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِؒ وَعَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذَالِكَ.

سعید بن مسیبؒ اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے نماز میں بھولنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ نقصان ہو جائے تو سجدہ سہو قبل سلام سے کرے دوسرے یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ زیادہ کر دے تو سجدہ سہو بعد سلام کے کرے۔

ف : اور شافعیؒ کے نزدیک ہمیشہ سجدۂ سہو قبل سلام کے کرے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہمیشہ بعد سلام کے کرے ابن عبدالبر نے کہا کہ مالک کا قول قوی ہے کیونکہ اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں اور امام احمدؒ نے کہا کہ جن جن سہووں میں حدیث آگئی ہے وہاں جیسا حضرتؐ نے کیا ہے اس طرح کہیں قبل سلام کے کہیں بعد سلام کے اور ماسوا ان کے قبل سلام کے کرے۔ نووی نے کہا کہ یہ اختلاف افضل میں ہے لیکن جائز سب کے نزدیک ہو جائے گا خواہ بعد سلام کے کرے گا یا قبل سلام کے اور داؤد ظاہری نے کہا کہ سجدہ سہو نہ کرے مگر اُن پانچ مقاموں میں جہاں آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا ہے۔

١٦۔ بَابُ اِتْمَامِ الْمُصَلِّىْ مَا ذَكَرَ اِذَا شَكَّ فِىْ صَلٰوتِهٖ

جب مصلی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر نماز تمام کرنے کا بیان

(٦٣) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى اَثَلَاثًا اَمْ اَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَّلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ فَاِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِىْ صَلّٰى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيْمٌ لِّلشَّيْطَانِ.

(وصله مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شک ہو تم میں سے کسی کو نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور دو سجدے کر لے قبل سلام کے پھر اگر یہ رکعت جو اس نے پڑھی ہے درحقیقت پانچویں ہوگی تو ان سجدوں سے مل کر ایک دوگانہ ہو جائے گا اگر چوتھی ہوگی تو ان سجدوں سے ذلت ہوگی شیطان کو۔

ف : کیونکہ شیطان نے یہ سمجھ کر اس کو بھلایا تھا کہ نماز اس کی درست نہ ہو اب نماز کی نماز ہوگئی اور دو سجدوں کا یا دو رکعتوں کا ثواب اور ہوا

پس ذلت ہوئی شیطان مردود کو۔

(٦٤) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَوَخَّ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُصَلِّهٖ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ جب شک کرے کوئی تم میں کا اپنی نماز میں تو سوچے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو اور دو سجدے سہو کے بیٹھ کر کر لے۔

(٦٥) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَكَعْبَ الْاَحْبَارِ عَنِ الَّذِيْ يَشُكُّ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى اَثَلٰثًا اَمْ اَرْبَعًا فَكِلَاهُمَا قَالَا لِيُصَلِّ رَكْعَةً اُخْرٰى ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور کعب احبار سے اس شخص سے جو شک کرے اپنی نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار پس جواب دیا دونوں نے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے سہو کے کر لے بیٹھے بیٹھے۔

(٦٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لِيَتَوَخَّ اَحَدُكُمُ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُصَلِّهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال ہوا نماز میں بھول جانے کا تو کہا سوچ لے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو۔

١٧۔ بَابُ مَنْ قَامَ بَعْدَ الْاِتْمَامِ اَوْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

جو شخص نماز پڑھ کر یا دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے اس کا بیان

(٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن بحینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور نہ بیٹھے تب لوگ بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے پس جب تمام کیا نماز کو اور انتظار کیا ہم نے سلام کا تکبیر کہی آپ نے اور دو سجدے کیے بیٹھے بیٹھے قبل سلام کے پھر سلام پھیرا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ فِيْهِمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی پھر کھڑے ہو گئے دو رکعتیں پڑھ کر اور نہ بیٹھے تو جب پورا کر چکے نماز کو دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا بعد اس کے۔

ف : یعنی بعد سجدوں کے پھر تشہد نہ پڑھا (زرقانی) کہا یحییٰ نے کہا امام مالکؒ نے جو شخص چار رکعتیں پڑھ کر پھر بھولے سے کھڑا ہو جائے اور قراءت کرے اور رکوع کرے پھر جب سر اٹھائے رکوع سے یاد کرے کہ وہ چاروں رکعتیں پڑھ کر نماز کو قائم کر چکا تھا تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے اور اگر ایک سجدہ کر چکا ہے تو دوسرا نہ کرے پھر تشہد پڑھ کر دو سجدے کرے سہو کے بعد سلام کے۔

ف : اصل اس باب میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں تو لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہوگئی فرمایا کیوں لوگوں نے کہا آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو دوسجدے کیے آپ نے بعد سلام کے پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نئی بات ہوتی تو تم کو بتا دیتا لیکن میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو تو جب بھول جاؤں میں یاد دلا دو مجھ کو اور جب کوئی شک کرے تم میں سے اپنی نماز میں تو چاہیے کہ سوچ بچار کر کے نماز کو تمام کرے پھر دوسجدے کر لے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

١٨۔بَابُ النَّظْرِ فِی الصَّلٰوةِ اِلٰی مَا یَشْغَلُکَ عَنْهَا

نماز میں اُس چیز کی طرف دیکھنے کا بیان جو غافل کر دے نماز سے

(٦٨) عَنْ مُرجَانَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ اَهْدٰی اَبُوْجَهْمِ بْنُ حُذَیْفَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمِیْصَةً شَامِیَّةً لَّهَا عَلَمٌ فَشَهِدَ فِیْهَا الصَّلٰوةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رُدِّیْ هٰذِهِ الْخَمِیْصَةَ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ فَاِنِّیْ نَظَرْتُ اِلٰی عَلَمِهَا فِی الصَّلٰوةِ فَکَادَ یَفْتِنُنِیْ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

مرجانہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابوجہم بن حذیفہ نے تحفہ بھیجی ایک چادر شام کی رسول اللہ ﷺ کے واسطے جس میں نقش (یعنی بیل بوٹے بنے ہوئے) تھے تو نماز کو آئے آپؐ اس کو اوڑھ کر پھر جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا کہ پھیر دے یہ چادر ابوجہم کو کیونکہ میں نے دیکھا اس کے بیل بوٹوں کو نماز میں پس قریب تھا کہ غافل ہو جاؤں میں۔

(٦٩) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَمِیْصَةً شَامِیَّةً لَّهَا عَلَمٌ ثُمَّ اَعْطَاهَا اَبَاجَهْمٍ وَاَخَذَ مِنْ اَبِیْ جَهْمٍ اَنْبِجَانِیَّةً لَّهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلِمَ قَالَ اِنِّیْ نَظَرْتُ اِلٰی عَلَمِهَا فِی الصَّلٰوةِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر شام کی بنی ہوئی نقشی بھیجی پھر وہ چادر ابوجہم کو دے دی اور ایک چادر موٹی سادی لے لی تو ابوجہم نے کہا کیوں ایسا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا میں نے نماز میں اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا۔

ف : خمیصہ کہتے ہیں باریک چادر کو جو اون کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور انبجانیہ موٹی چادر کو دونوں قسم ہیں کمبل کے آپؐ نے ابوجہم کی نقشی چادر پھیر کر ساری اون سے لے لی کیونکہ نقشی کے اوڑھنے سے نماز میں خیال اس کے نقش و نگار کی طرف جاتا تھا اور نماز میں خلل ہوتا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لباس اس قسم کی بھڑک رکھتا ہو کہ نماز میں اس کے پہننے سے خلل واقع ہو تو اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح آرائش اور زیب و زینت مکان کی یا مسجد کی اس درجہ کرنا کہ نماز میں اس کی طرف خیال جائے مکروہ ہے۔

(٧٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ اَبَاطَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطِهٖ فَطَارَ دُبْسِیٌّ فَطَفِقَ یَتَرَدَّدُ یَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَاَعْجَبَهٗ ذٰلِکَ فَجَعَلَ یُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی صَلٰوتِهٖ فَاِذَا هُوَ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِیْ فِیْ مَالِیْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اپنے باغ میں تو ایک چڑیا اڑی اور ڈھونڈھنے لگی راہ نکلنے کی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور پیڑ آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو جگہ نکلنے کی نہ ملتی تھی۔ پس پسند آیا ان کو یہ امر اور خوش ہوئے اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر تو ایک گھڑی تک اُس طرف دیکھتے رہے پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تب کہا مجھے آزمایا

فَذَكَرَ لَهُ الَّذِىْ اَصَابَهُ فِىْ حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ.

اللہ جل جلالہٗ نے اِس مال سے تو آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بیان کیا جو کچھ باغ میں قصہ ہوا تھا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ باغ صدقہ ہے واسطے اللہ کے اور صرف کریں اس کو جہاں آپ چاہیں۔

(٧١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّىْ فِىْ حَائِطٍ لَّهٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِّنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فِىْ زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ فَهِىَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَاَعْجَبَهٗ مَارَاٰى مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِىْ كَمْ صَلّٰى فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِىْ فِىْ مَالِىْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَآءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ فَذَكَرَ لَهٗ ذَالِكَ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِىْ سُبُلِ الْخَيْرِ فَبَاعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بِخَمْسِيْنَ اَلْفًا فَسُمِّىَ ذَالِكَ الْمَالُ الْخَمْسِيْنَ.

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نماز پڑھ رہا تھا اپنے باغ میں اور وہ باغ قف میں تھا جو نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ کی وادیوں سے ہے ایسے موسم میں کہ کھجور پک کر لٹک رہی تھی گویا پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو اس نے نماز میں اس طرف دیکھا اور نہایت پسند کیا پھلوں کو پھر جب خیال کیا نماز کا تو بھول گیا کتنی رکعتیں پڑھیں تو کہا کہ مجھے اس مال میں آزمائش ہوئی اللہ جل جلالہٗ کی پس آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے (رسول اللہ ﷺ کے) اور بیان کیا ان سے یہ قصہ پھر کہا کہ وہ صدقہ ہے تو صرف کرو اس کو نیک راہوں میں پس بیچا اس کو حضرت عثمانؓ نے پچاس ہزار کو اور اس مال کا نام ہو گیا پچاس ہزارہ۔

ف : سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تقویٰ اور پرہیز گاری اس درجے کو پہنچی تھی کہ ایسا مال عزیز نہ رکھا اور ایک دم بھر جو اس کے باعث سے خدا کی عبادت میں غفلت ہو گئی تو اس مال کو نکال ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تمام گھوڑوں کی کھونچیں کاٹ ڈالیں اور ان کو قتل کیا جب ان کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کا وقت فوت ہو گیا تھا۔

٤ ـ كِتَابُ السَّهْوِ

١ـ بَابُ الْعَمَلِ فِى السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے کا علاج

(١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّىْ جَآءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِىْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم میں سے جب کوئی کھڑا ہوتا ہے نماز کو تو آتا ہے شیطان اس کے پاس پھر بھلا دیتا ہے اس کو یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ دو سجدے کرے بیٹھے بیٹھے۔

(٢) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّىْ لَاَنْسٰى اَوْ اُنَسّٰى لِاَسُنَّ.

امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ اپنی امت کے لیے ایک راہ پیدا کروں۔

ف : یعنی اور لوگوں کا بھولنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شیطان اُن پر غالب ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔ اور پیغمبر خدا ﷺ پر شیطان کا زور نہ چلتا تھا بلکہ اللہ جل جلالہٗ کی آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپؐ نماز میں نہ بھولتے تو لوگوں کو یہ مسئلے کیونکر معلوم ہوتے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو میں نے کسی کتاب میں محدثین کی نہیں پایا مسنداً نہ مقطوعاً اور یہ حدیث بھی منجملہ ان چار حدیثوں کے ہے جو سوا موطا کے اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔

(۴) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا سَالَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَهِمُ فِيْ صَلٰوتِيْ فَيَكْثُرُ ذَالِكَ عَلَيَّ فَقَالَ الْقَاسِمُ امْضِ فِيْ صَلٰوتِكَ فَاِنَّهُ لَنْ يَّذْهَبَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلٰوتِيْ.

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور بہت وہم ہوتا ہے تو قاسم نے کہا کہ تو نماز اپنی پڑھے جا اور وہم کی طرف مت خیال کر اس لیے کہ وہم تجھے کبھی نہ چھوڑے گا جب تک تو نماز سے فارغ ہو اور دل میں یہ خیال رہے کہ میں نے پوری نماز پڑھی۔

ف : یعنی جس شخص کو یہ وہم ہو جائے تو اس کا علاج یہی ہے کہ ایک دفعہ نماز پڑھ لے اور وہم کے کہنے پر توجہ نہ کرے وہ تو یہی کہے گا کہ نماز پوری نہیں ہوتی پھر پڑھنا چاہیے۔

۵۔ كِتَابُ الْجُمُعَةِ

۱۔ بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن غسل کا بیان

(۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْاُوْلٰى فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بُدْنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دُجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن مانند غسل جنابت کے پھر جائے مسجد کو پہلی ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک اونٹ اور جو جائے دوسری ساعت تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک بیل یا گائے اور جو جائے تیسری ساعت میں تو گویا اُس نے صدقہ دیا ایک مینڈھا سینگ والا اور چوتھی ساعت میں جائے تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک مرغ اور جو پانچویں ساعت میں جائے تو صدقہ دیا اس نے ایک انڈا۔ پھر جس وقت امام نکلتا ہے خطبہ کو فرشتے آتے ہیں خطبہ سننے کو۔

ف : بعض محدثین نے یہ معنی کیے ہیں کہ غسل کرے دن جمعہ کے جنابت کا یعنی اپنی بیوی سے جماع کر کے جنابت کا غسل کر کے جائے اس کے ضمن میں جمعہ کا غسل بھی ادا ہو جائے گا اور بعضوں نے یہ معنی کیے ہیں غسل کرے مثل غسل جنابت کے یعنی جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے اس طرح غسل کرے اور یہی معنی صحیح ہیں۔ لیکن بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے

کیا عاجز ہے تم میں سے کوئی اس بات سے کہ صحبت کرے اپنی بی بی سے ہر جمعہ کو تو اس کو دو اجر ملیں گے ایک اپنے غسل کا دوسرے بی بی کے غسل کا اور یہ جو کہا کہ جو پہلی ساعت میں جائے اس نے گویا ایک اونٹ صدقہ دیا اور دوسری ساعت میں جائے اس نے بیل صدقہ دیا تو ساعت سے یہاں مراد لحظہ ہے یعنی جو بعد زوال کے پہلے لحظہ میں مسجد کو چلا اس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے لحظہ میں چلا پھر جو تیسرے لحظہ میں چلا اسی طرح اخیر تک اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ ساعت سے مراد معروف ہے اس صورت میں ان ساعات کا حساب طلوع آفتاب سے ہوگا تو جو شخص بعد طلوع آفتاب کے پہلے گھنٹے میں جائے گا اس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے گھنٹے میں جائے گا اسی طرح اخیر تک۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے ہر بالغ پر مثل غسل جنابت کے۔

ف: واجب ہے مراد سنتِ مؤکدہ ہے اور ظاہر یہ کے نزدیک واجب ہے واجبِ شرعی مراد ہے اور یہی روایت ہے احمد سے ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے مگر اسناد اس کی قوی نہیں ہے۔ (زرقانی)

(۳) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَخْطُبُ فَقَالَ عُمَرُ اَیَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهٖ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوْقِ فَسَمِعْتُ النِّدَآءَ فَمَا زِدْتُّ عَلٰى اَنْ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ عُمَرُ الْوُضُوْءَ اَیْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَاْمُرُ بِالْغُسْلِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص آئے اصحاب میں سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ کے دن اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے تو بولے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا وقت ہے یہ آنے کا جواب دیا اس شخص نے کہ میں پھرا بازار سے تو سنا میں نے اذان کو پس وضو کیا اور چلا آیا تو کہا حضرت عمرؓ نے یہ دوسرا قصور ہے تم نے صرف وضو کیا حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تھے غسل کا۔

ف: یہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ ابن وہب اور ابن القاسم کی روایت میں ہے مالک سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے بیچ میں دین کی بات کرنا امام کو درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل فرض نہیں ہے اگر فرض ہوتا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غسل کے لیے لوٹ جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو غسل کرنے کا حکم دیتے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اسی مضمون کی حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن وہ وہم ہے کیونکہ یہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے نہ رسول اللہ ﷺ کا۔ (زرقانی)

(۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل جمعہ کا واجب ہے ہر شخص بالغ پر۔

(۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ. (اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص آئے جمعہ کو تو غسل کر کے آئے یا جو شخص نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جس شخص نے غسل کر لیا جمعہ کے روز صبح کے وقت اور نیت کی اس نے غسل جمعہ کی تو یہ غسل کافی نہ ہوگا یہاں تک

کہ غسل کرے نماز کو جاتے وقت کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جب کوئی تم میں سے نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن جلدی یا دیر سے اور نیت کرے غسل جمعہ کی پھر ٹوٹ جائے وضو اس کا تو وضو کرے اور غسل کافی ہو جائے گا۔

٢-بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

جمعہ کے دن خطبہ ہو تو چپ رہنا چاہیے

(٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَغَوْتَ.(اخرجه البخاري ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہے اگر تو اپنے پاس والے سے کہے چپ رہ تو تو نے بھی ایک لغو حرکت کی۔

ف: کیونکہ جمعہ کو خطبہ کے وقت چپ رہنا چاہیے اور تو چپ نہ رہا بلکہ تو نے کلام کیا۔ امام احمد اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے بات کی جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو وہ مثل گدھے کے ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اس سے کہے چپ رہ اس کا جمعہ نہ ہوگا۔ یعنی کامل نہ ہوگا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ خطبہ کے وقت چپ رہنا واجب ہے اکثر علماء کے نزدیک۔

(٧) عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِيْ مَالِكِ نِ الْقُرَظِيِّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَخْرُجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاِذَا خَرَجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَالَ ثَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ وَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ اَنْصَتْنَا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا اَحَدٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَخُرُوْجُ الْاِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ.

ثعلبہ بن ابی مالک قرظی سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے جمعہ کے دن یہاں تک کہ نکلیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پھر جب نکلتے عمرؓ اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے اذان دینے والے تو ثعلبہ کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے جب مؤذن چپ ہو رہتے اور عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تو کوئی بات نہ کرتا کہا ابن شہاب نے جب امام نکلے خطبے کے لیے تو نماز موقوف کرنا چاہیے اور جب خطبہ شروع کرے تو بات موقوف کرنا چاہیے۔

(٨) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرِ نِ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ قَلَّ مَا يَدَعُ ذَالِكَ اِذَا خَطَبَ اِذَا قَامَ الْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا فَاِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ فَاِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بِالْمَنَاكِبِ فَاِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتّٰى يَاْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَيُخْبِرُوْنَهُ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُ.

مالک بن ابی عامر سے روایت ہے کہ عثمان بن عفانؓ جب خطبہ کو کھڑے ہوتے تو اکثر کہا کرتے بہت کم چھوڑ دیتے اے لوگو! جب امام کھڑا ہو خطبہ کے لیے تو سنو خطبہ کو اور چپ رہو کیونکہ جو شخص چپ رہے گا اور خطبہ اس کو نہ سنائی دے گا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس شخص کو ملے گا جو چپ رہے اور خطبہ اس کو سنائی دے اور جب تکبیر ہو نماز کی تو برابر کرو صفوں کو اور برابر کرو مونڈھوں کو کیونکہ صفیں برابر کرنا نماز کا تتمہ ہے پھر تکبیر تحریمہ نہ کہتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ خبر دیتے آ کر ان کو وہ لوگ جن کو مقرر کیا تھا صفیں برابر کرنے پر اس بات کی صفیں برابر ہو گئیں اس وقت تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔

ف : صفیں برابر کرنے کی آنحضرت ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر کوئی صف کے باہر نماز پڑھے گا اور صف میں جگہ باقی ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ ہوگی افسوس ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ جاتی رہی صفوں کا اہتمام جیسا چاہیے ویسا نہیں کرتے کوئی آگے کھڑا ہوتا ہے کوئی پیچھے صف ٹیڑھی ہو جاتی ہے کوئی شخص صفِ اوّل میں جگہ ہونے پر پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے۔ حرمین شریفین میں قبل تکبیر کے حدیث تسویہ صفوف کی پڑھ دیتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ علمائے حرمین کو اس کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اللہ جل جلالہٗ ان کو توفیق خیر بخشے اور سنت پر عمل کرنے کی ہدایت بخشے۔

(۹) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَاٰى رَجُلَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَصَبَهُمَا اَنِ اصْمُتَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا دو مردوں کو خطبہ کے وقت باتیں کر رہے ہیں تو کنکر پھینکے ان پر اس لیے کہ چپ رہیں۔

ف : اس اثر سے معلوم ہوا کہ اشارہ سے منع کرنا درست ہے زبان سے نہ کہے اور امام مالکؒ کے نزدیک اشارہ بھی نہ کرے کیونکہ اشارہ بھی مثل کہنے کے حرکت لغو ہے۔ (زرقانی)

(۱۰) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَشَمَّتَهٗ اِنْسَانٌ اِلٰى جَنْبِهٖ فَسَاَلَ عَنْ ذَالِكَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَنَهَاهُ عَنْ ذَالِكَ قَالَ لَا تَعُدْ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ ایک شخص چھینکا دن جمعہ کے اور امام خطبہ پڑھتا تھا تو جواب دیا اس کو ایک آدمی نے (یعنی یرحمک اللہ کہا) پھر پوچھا سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے تو منع کیا انہوں نے اس سے اور کہا کہ پھر ایسا نہ کرنا۔

ف : یعنی حالت خطبہ میں جب نماز پڑھنا ممنوع ہے تو چھینک کا جواب یا سلام کا جواب دینا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا یہی قول ہے اکثر علمائے مدینہ اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کا اور ایک روایت شافعیؒ سے یہ ہے کہ چھینک کا جواب اور سلام کا جواب دے کیونکہ یہ فرض ہے اور دلیل پکڑی شافعیؒ نے اُم میں حسن بصریؒ کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ جب چھینکے کوئی آدمی اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو جواب دے اس کو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جواب دیتے تھے سلام کا دن جمعہ کے خطبہ کے وقت اور جواب دیتے تھے چھینکنے والے کا۔ (زرقانی)

(۱۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْكَلَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذَا نَزَلَ الْاِمَامُ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ اَنْ يُكَبِّرَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَابَاْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا ابن شہاب زہری سے کہ جب امام منبر سے اترے خطبہ پڑھ کر تو قبل تکبیر کے بات کہنا کیسا ہے کہا ابن شہاب نے کچھ قباحت نہیں ہے۔

ف : یہی مذہب ہے ابو یوسف اور محمد علمائے مدینہ کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ (محلی)

۳۔ بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی پائی اس کا بیان

(۱۲) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَدْرَكَ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا رَكْعَةً اُخْرٰى قَالَ

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پائے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے یہی

مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّهِيَ السُّنَّةُ. سنت ہے۔

ف : یعنی جس نے ایک رکعت جمعہ کی امام کے ساتھ پائی تو اس کا جمعہ صحیح ہو گیا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور مجاہد اور عطا اور ایک جماعت تابعین کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے خطبہ نہ پایا اس کو جمعہ نہ ملا تو اس کو چار رکعتیں ظہر کی پڑھنی چاہئیں ابن شہاب نے جو کہا کہ یہی سنت ہے اس سے یہ غرض ہے کہ یہ قول حدیث کے مطابق ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ.

جو اوپر گزری اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اصحابِ ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کے سلام پھیرنے کے اوّل شریک ہو گیا تو اس نے جمعہ پالیا۔ (زرقانی)

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے ہم نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی قول پر پایا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے اگر جمعہ کے دن آدمیوں کا ہجوم ہو اور کسی شخص کو رکوع کرنا ممکن ہو لیکن سجدہ نہ کر سکتا ہو جب تک امام سجدے سے نہ اٹھے یا اپنی نماز سے فارغ نہ ہو تو اگر اس شخص نے سجدہ کر لیا جب لوگ اٹھے سجدے سے فبہا ورنہ اگر سجدہ نہ کر سکا یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو گئے نماز سے تو اس کو چاہیے کہ نئے سرے سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ رَعُفَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
جس شخص کے ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اس کا بیان

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو اور وہ باہر چلا جائے پھر جب امام فارغ ہو جائے نماز سے تو لوٹ کر آئے وہ چار رکعتیں ظہر کی پڑھے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی امام کے ساتھ جمعہ کی پھر اس کی ناک سے خون بہنے لگا تو وہ باہر چلا گیا اب جب امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تو لوٹ کر آیا تو وہ ایک رکعت پڑھ لے اگر اس نے بات نہ کی ہو۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے یا اور کوئی امر ایسا لاحق ہو کہ نکلنے کی ضرورت واقع ہو تو امام سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

ف : اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور آیت:

﴿ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ﴾

کو حمل کرتے ہیں جہاد پر اور بعضوں کے نزدیک امام سے اجازت لے کر جائے۔ اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں ایسا ہی رواج تھا۔ آپؐ اشارہ سے اجازت دے دیتے تھے۔ (بیہقی)

۵۔بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
جمعہ کے دن سعی کا بیان

(۱۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تو ابن شہاب نے جواب دیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس آیت کو

شِهَابٍ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَأُهَا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ.

یوں پڑھتے تھے: اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ.

ف : تو معلوم ہوا کہ فَاسْعَوْا کے معنی فَامْضُوْا ہیں سبب استفسار کا یہ ہوا کہ سعی کے معنی لغت میں دوڑنے کے آئے ہیں تو ظاہر آیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب اذان ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ بلکہ اطمینان سے آؤ اور جس قدر نماز چلی جائے اس کو پڑھ لو جو باقی رہے اس کی قضا کر لو ابن شہاب نے یہ جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بجائے فَاسْعَوْا کے فَامْضُوْا پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سعی کے معنی یہاں دوڑنے کے نہیں ہیں بلکہ جانے کے اور گزرنے کے معنی ہیں۔ اذان سے مراد آیت میں وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جمعہ کے روز یہی اذان تھی اور پہلی اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے شروع ہوئی۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے سعی سے مراد اللہ کی کتاب میں عمل اور فعل ہے۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ﴾ یعنی جب پیٹھ موڑ کر جاتا ہے تو کام کرتا ہے زمین میں فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے ﴿وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى﴾ یعنی جو تیرے پاس آیا عمل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا پروردگار سے اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے ﴿ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى﴾ پھر پیٹھ موڑا کام کرتا ہوا فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے ﴿اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى﴾ تمہارے کام اقسام کے ہیں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے تو اس سعی سے بھی مراد عمل اور فعل ہے نہ پاؤں سے چلنا اور نہ دوڑنا اور نہ پویا چلنا۔

٦۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِمَامِ يَنْزِلُ بِقَرْيَةٍ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ

سفر میں امام کا جمعہ کے دن کسی گاؤں میں اُترنے کا بیان

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے اگر امام ایسے گاؤں میں اترا جہاں جمعہ واجب ہے اور امام مسافر ہے اس نے خطبہ پڑھا اور جمعہ ادا کیا تو گاؤں والے بھی اس کے ساتھ جمعہ پڑھ لیں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے اگر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھا جہاں پر جمعہ واجب نہیں ہے تو نہ امام کا جمعہ درست ہوگا نہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ جمعہ پڑھا ان کا نہ گاؤں والوں کا بلکہ جو لوگ مقیم ہیں وہ اپنی چار رکعتیں پوری کریں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

ف : اجمالاً کیونکہ یہ روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔ (زرقانی)

٧۔ بَابُ مَاجَآءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن اُس ساعت کا بیان جس میں دُعا قبول ہوتی ہے

(١٤) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَاَشَارَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا جمعہ کا پھر کہا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اس کو بندہ مسلمان اور وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مانگتا ہے اللہ سے کچھ مگر

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا.

(اخرجه البخاری و مسلم)

دیتا ہے اللہ اس چیز کو اس کو اور اشارہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

ف: یعنی زمانہ اس کا بہت قلیل ہے۔

(۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ اِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْاَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهٗ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهٗ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهٗ اَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَ فِيْهِ اُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَ فِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَمَامِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا وَهِیَ مُصِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنُّ وَالْاِنْسُ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّايُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ يُصَلِّیْ فَيَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذَالِكَ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَقِيْتُ بُصْرَةَ بْنَ اَبِیْ بُصْرَةَ الْغِفَارِیَّ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلْتَ فَقُلْتُ مِنَ الطُّوْرِ فَقَالَ لَوْ اَدْرَكْتُكَ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ اِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُعْمَلُ الْمَطِیُّ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِلٰى مَسْجِدِیْ هٰذَا وَاِلٰى مَسْجِدِ اِيْلِيَآءَ اَوْبَيْتِ الْمُقَدَّسِ يَشُكُّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهٗ بِمَجْلِسِیْ مَعَ كَعْبِ الْاَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهٗ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ قَالَ كَعْبٌ ذَالِكَ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَءَ كَعْبُ نِ التَّوْرَاةَ فَقَالَ بَلْ هِیَ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گیا کوہ طور کو تو ملا میں کعب الاحبار سے اور بیٹھا میں ان کے پاس پس بیان کیں کعب الاحبار نے مجھ سے باتیں تورات کی اور میں نے بیان کیں باتیں ان سے رسول اللہ ﷺ کی تو جو باتیں میں نے ان سے کہیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بہتر سب دنوں میں جن میں سورج نکلا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن پیدا ہوئے آدم علیہ السلام اور اسی دن اتارے گئے جنت سے اور اسی دن معاف ہوا گناہ ان کا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو کان نہ لگائے جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت کے خوف [ف۱] سے مگر جنات اور آدمی غافل رہتے ہیں اور جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اس کو مسلمان بندہ نماز میں اور وہ مانگے اللہ سے کچھ مگر دے اللہ جل جلالہٗ اس کو۔ [ف۲] کعب الاحبار نے کہا یہ تو ہر سال میں ایک دن ہوتا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ ہر جمعہ کو تو کعب نے تورات کو پڑھا پھر کہا سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے' کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر ملا میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے تو کہا انہوں نے کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا کہ کوہ طور سے کہا انہوں نے اگر قبل طور جانے کے تم مجھ سے ملتے تو تم نہ جاتے۔ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے نہ تیار کیے جائیں اونٹ مگر تین مسجدوں کے لیے ایک مسجد الحرام دوسری میری مسجد یہ (یعنی مدینہ طیبہ کی) تیسری مسجد ایلیا یا مسجد بیت المقدس شک ہے راوی کو۔ [ف۳] کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر ملا میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اور بیان کیا میں نے ان سے جو گفتگو کی تھی میں نے کعب الاحبار سے جمعہ کے باب میں اور میں نے یہ کہا کہ کعب الاحبار نے کہا یہ دن ہر سال میں ایک بار ہوتا ہے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جھوٹ بولا کعب نے پھر میں

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ اَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهٗ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ آخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ يُصَلِّيْ وَتِلْكَ سَاعَةٌ لَّا يُصَلّٰى فِيْهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَّنْتَظِرُ فِيْهِ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذَالِكَ.

(اخرجه ابوداؤد والترمذی والنسائی)

نے کہا کہ کعب نے توارت کو پڑھ کر یہ کہا کہ بے شک یہ ساعت ہر جمعہ کو ہوتی ہے تب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سچ کہا کعب نے پھر کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے میں جانتا ہوں اس ساعت کو وہ کون سی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو اور بخل نہ کرو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آخر ساعت ہے جمعہ کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیونکر آخر ساعت ہوگی حالانکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں پاتا اس کو مسلمان بندہ نماز میں مگر جو مانگتا ہے اللہ سے دیتا ہے اس کو اور یہ ساعت تو ایسی ہے کہ اس میں نماز نہیں ہوسکتی ہے۔ [ف۳] تو جواب دیا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص بیٹھے نماز کے انتظار میں تو وہ نماز ہی میں ہے یہاں تک کہ نماز پڑھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہی مطلب ہے۔

ف ۱: یعنی ہر جاندار کو جب صبح ہوتی ہے جمعہ کی تو اندیشہ رہتا ہے قیامت قائم ہونے کا یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے۔ تو پھر اندیشہ جاتا رہتا ہے کیونکہ قیامت جمعہ کی علی الصباح قائم ہوگی۔ جب تک حرام کام کے لیے دعا نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

ف ۲: یعنی مسجد ایلیا کہایا مسجد بیت المقدس اگرچہ مراد دونوں لفظوں سے ایک ہی ہے۔ زرقانی نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے سوا ان تینوں مسجدوں کے کیونکہ باقی مسجدیں سب برابر ہیں فضیلت میں اور یہ مراد نہیں کہ سوا ان تینوں مسجدوں کے اور کہیں سفر نہ کیا جائے اور نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے سفر کرنے میں سوا ان تین مسجدوں کے جیسے سفر کرنا قبور صالحین کی زیارت کے لیے یا اور مواضع متبرکہ کے واسطے تو ابومحمد جوینی اور عیاض مالکی نے یہی اختیار کیا ہے کہ وہ حرام ہے اور صحیح ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے امام الحرمین اور محققین نے اور حدیث کا یہ مطلب کہا ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے اور مؤید ہے اس توجیہ کی وہ جو روایت کیا امام احمد نے مسند میں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں لائق ہے مصلی کو سفر کرے کسی مسجد کے لیے واسطے نماز کے سوا مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر حدیث جو صحاح میں مروی ہے مطلق ہے اور قول بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کا مؤید ہے اس مذہب کو جو کہتے ہیں کہ مطلق سفر کرنا سوا ان تین مسجدوں کے اور کہیں کے لیے حرام ہے اس واسطے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کوہ طور کو گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پیشتر ملتے تو نہ جاتے حالانکہ کوہ طور کوئی مسجد نہیں ہے اور نہ وہاں نماز کے واسطے سفر کیا جاتا ہے اور مسند امام احمد کی حدیث کو محدثین نے ضعیف کہا ہے اور یہی مختار شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کا ہے۔

ف ۳: اس لیے کہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھنے سے بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب۔

ف ۴: اکثر محدثین اسی طرف گئے ہیں کہ وہ ساعت یہی ہے جو بیان کی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اور ایک حدیث صحیح میں ابوموسیٰ سے

روایت ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد نے اور جب خود شارع نے بیان کر دیا اس ساعت کو تو اب کیا شبہ رہا پس نہ التفات کرنا چاہیے اور اقوال کی طرف زرقانی نے بیالیس قول بیان کیے ہیں علماء کے اس ساعت کے باب میں پھر یہ کہا کہ سب میں راجح وہی قول ہے جس پر ابوموسیٰ کی حدیث دلالت ہے۔

٨۔بَابُ الْهَيْئَةِ وَتَخَطِّي الرِّقَابِ وَاسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کپڑے بدلنے اور لوگوں کو پھاند کر جانے اور امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کا بیان

(١٦) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ. (وصله ابو داؤد عن عبدالله بن سلام و ابن ماجه ايضًا)

یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نقصان ہے کسی کا تم میں سے اگر بنا رکھے کپڑے جمعہ کی نماز کے واسطے سوا روزمرہ کے کپڑوں کے۔

ف : زرقانی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت ہے گنجائش والے کو کہ اچھے کپڑے بنائے جمعہ اور عیدین کے لیے اور تجمل کرے ان سے اور رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے اور اچھا کپڑا پہنتے تھے جمعہ اور عیدین میں اور حکم کرتے تھے مسواک اور خوشبو اور تیل لگانے کا۔ ابن عبدالبر نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے عائشہؓ سے۔

(١٧) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَرُوحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا ادَّهَنَ وَ تَطَيَّبَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَرَامًا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ جاتے جمعہ کو یہاں تک کہ تیل لگاتے اور خوشبو مگر جب احرام باندھے ہوتے۔

(١٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بِظُهْرِ الْحَرَّةِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ حَتّٰى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ جَاءَ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی تم میں سے نماز پڑھے ظہر حرہ میں بہتر ہے اس سے کہ بیٹھا رہے اپنے گھر میں پھر جب امام خطبہ پڑھنے کو کھڑا ہو آئے پھاندتا ہوا گردنوں کو لوگوں کی دن جمعہ کے۔

ف : حرہ ایک زمین ہے مدینہ کے باہر وہاں کے پتھر سیاہ ہیں گویا آگ سے جلے ہوئے ہیں اور اجماع کیا علماء نے اس فعل کی کراہت پر مگر دو صورتوں میں ایک یہ کہ امام ہو تو اس کو پھاند کر آگے جانا ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ آگے کی صف میں جگہ خالی ہو اور بغیر پھاندے ہوئے وہاں تک نہ جا سکے اور باقی ضرورتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔ (مصفی) کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے سنت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جب امام خطبہ شروع کرے تو لوگ امام کی طرف منہ کریں خواہ قبلہ کے نزدیک ہوں یا کسی اور جانب میں۔

ف : تو جو لوگ امام کے سامنے ہیں وہ تو امام کی طرف منہ کریں گے اور قبلہ کی طرف بھی اور جو لوگ داہنے بائیں ہیں وہ امام کی طرف منہ کریں قبلہ کی طرف سے منہ موڑ لیں۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا اور کوئی حدیث مسند اس باب میں نہیں ملی مگر یہ کہ شعبی نے کہا سنت ہے امام کی طرف منہ کرنا دن جمعہ کے اور عدی بن ثابت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تھے تو اصحاب آپ کی طرف منہ کرتے تھے اور بیہقی نے ابن عمرؓ سے اس فعل کو نقل کیا ہے اور نعیم بن حماد نے بہ اسناد صحیح انس سے روایت کیا کہ جب امام خطبہ شروع کرتا جمعہ کے روز تو وہ منہ کرتے امام کی طرف یہاں تک کہ فارغ ہو خطبہ سے کہا ترمذی نے کہ اس باب میں رسول اللہ ﷺ سے صریحاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ (زرقانی)

۹۔بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَالْإِحْتِبَاءِ وَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

جمعہ کی نماز میں قراءت کا بیان اور احتباء کا بیان اور جمعہ کو جو ترک کرے بغیر عذر کے اس کا حال

(۱۹) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَّاذَا كَانَ يَقْرَءُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى اَثَرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ. (اخرجه مسلم فی كتاب الجمعه)

ضحاک بن قیس نے پوچھا نعمان بن بشیر سے کہ کون سی سورت پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز بعد سورۂ جمعہ کے کہا کہ پڑھتے تھے: هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ.

ف : یعنی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰكَ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ کو ترک نہ کرنا چاہیے اور دوسری رکعت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

(۲۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَحْتَبِىْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احتباء کرتے تھے دن جمعہ کے امام خطبہ پڑھتا تھا۔

ف : احتباء کے معنی یہ ہیں کہ دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور پاؤں کو کمر سے باندھ لے ہاتھ سے یا کپڑے سے ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا اس سے باعث ممانعت کا یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا نیند لاتا ہے اگر نیند آنے کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (مصفیٰ)

(۲۱) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ مَالِكٌ لَّا اَدْرِیْ اَعَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَمْ لَا اَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا عِلَّةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ. (اخرجه ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجه)

صفوان بن سلیم سے روایت ہے لیکن مالک کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا یا نہیں کہا جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر عذر اور بیماری کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر۔

ف : یعنی اپنا فیض اس کے دل سے روک لے گا اور جہل اور غفلت اور نفاق سے اس کا دل بھر کر بند کر دے گا۔ اس حدیث کو شافعیؒ نے اُم میں احمد اور اصحابِ سنن اور حاکم نے روایت کیا ابوالجعد الضمری سے مرفوعاً کہ جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر ضرورت کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر ابوعمرو نے کہا کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مہینے تک روز پوچھا کیا کرتا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص میں کہ روزہ رکھتا ہے دن کو اور عبادت کرتا ہے رات کو لیکن حاضر نہیں ہوتا جمعہ اور جماعت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی کہتے تھے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ (زرقانی)

(۲۲) عَنْ مُحَمَّدِنِ الْبَاقِرِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا.

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطبے پڑھے جمعہ کو اور بیٹھے درمیان میں اُن کے۔

(وصله البخاری عن ابن عمرو اخرجه مسلم فی كتاب الجمعه)

كِتَابُ الصَّلٰوةِ فِیْ رَمَضَانَ

١۔بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّلٰوةِ فِیْ رَمَضَانَ

(١) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنْ خَشِيْتُ اَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ. (اخرجه مسلم فی کتاب الصلوٰة المسافرین)

رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی مسجد میں ایک رات تو نماز پڑھی پیچھے آپؐ کے لوگوں نے پھر دوسری رات میں اسی طرح پڑھی تو لوگ بہت آئے پھر جمع ہوئے لوگ تیسری یا چوتھی رات میں لیکن نہ نکلے آپؐ جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ میں نے دیکھا جو تم نے کیا لیکن نہ روکا مجھ کو کسی چیز نے نکلنے سے مگر اسی خوف نے کہ فرض نہ ہو جائے تم پر اور یہ قصہ رمضان میں تھا۔

ف : مراد نماز تراویح ہے۔ابن حبان نے بہ اسناد صحیح روایت کیا جابر سے کہ آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ نے کہا زرقانی نے یہ اصح ہے اور جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے بیس رکعتیں پڑھیں اور وتر ضعیف ہے۔ مترجم کہتا ہے اس کی اسناد میں ابوشیبہ قاضی واسط متروک الحدیث ہے پھر کیسے یہ روایت اعتماد کے لائق ہوگی علی الخصوص جب کہ روایت صحیحہ جابر سے اس کے معارض ہیں۔

(٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رغبت دلاتے تھے لوگوں کو تراویح پڑھنے کی راتوں میں اور نہ حکم کرتے تھے بطور واجب کے تو فرماتے تھے آپ جس نے تراویح پڑھی رمضان میں اس کو حق سمجھ کر خاص خدا کے لیے بخشے جائیں گے اگلے گناہ اس کے کہا ابن شہاب نے پس وفات ہوئی رسول اللہ ﷺ کی اور ایسا ہی حال رہا۔ پھر ایسا ہی حال رہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور شروع شروع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔

ف : یعنی کچھ لوگ تراویح پڑھتے تھے کچھ نہ پڑھتے تھے۔کوئی اپنے گھر میں پڑھتا تھا کوئی مسجد میں اور مسجد میں ایک امام کے پیچھے نہ پڑھتے تھے۔متفرق جماعتیں ہوتی تھیں۔

٢۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ

(٣) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ نِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں نکلا عمر بن الخطاب

مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَ النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَارَانِيْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يَعْنِيْ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ.

(اخرجه البخاری فی كتاب صلوة التراويح)

رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد کو تو دیکھا کہ لوگ جدا جدا متفرق رہے ہیں کسی شخص کے ساتھ آٹھ دس آدمی پڑھ رہے ہیں تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم خدا کی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان سب کو ایک قاری کے پیچھے کردوں تو اچھا ہو پھر ان سب کو ابی بن کعب کے پیچھے کر دیا۔ کہا عبدالرحمٰن نے پھر جب دوسری رات کو میں ان کے ساتھ آیا تو دیکھا کہ سب لوگ ابی بن کعب کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تب کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اچھی ہے یہ بدعت اور جس وقت تم سوتے ہو (یعنی اخیر رات) وہ بہتر ہے اس وقت سے جب نماز پڑھتے ہو یعنی اوّل رات اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اوّل رات میں۔

ف : بدعت لغت میں ہر نئی چیز اور نئے کام کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں اس امر کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکالا جائے۔ اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو۔ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جاتی تھی اور جماعت سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین راتوں تک پڑھا جیسا کہ اُوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوا پھر یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہ اچھی ہے یہ بدعت مراد اس سے بدعت شرعی نہیں ہوسکتی اس لیے کہ بدعت شرعی وہی امر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکالا جائے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کا اہتمام ایسا نہ تھا نہ ایک امام مقرر تھا اس لیے یہ ایک نیا امر ہوا پس لغۃً اس کو بدعت کہا نہ شرعاً کیونکہ بدعتِ شرعی کی تعریف تراویح پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھی کس طرح صادق آئے گی اور بدعت شرعی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اچھا کیونکر کہیں گے بلکہ ہر بدعت شرعی گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے۔

(٤) عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمَانِ الدَّارِيَّ اَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِيْ بُزُوْغِ الْفَجْرِ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا۔ کہا سائب بن یزید نے کہ امام پڑھتا تھا سو سو آیتیں ایک رکعت میں یہاں تک کہ ہم سہارا لگاتے تھے لکڑی پر اور نہیں فارغ ہوتے تھے ہم مگر قریب فجر کے۔

ف : یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعتیں وتر کی اور ایسا ہی ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور روایت کیا سعید بن منصور نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ابی بن کعب کو تو وہ پڑھاتے تھے نماز تراویح مردوں کو اور تمیم داری امامت کرتے تھے عورتوں کی۔

(٥) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ

حضرت زید بن رومان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ

فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

لوگ پڑھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تیئس رکعتیں۔

ف : یعنی بیس رکعتیں تراویح کی اور تین رکعتیں وتر کی بیہقی نے اس روایت اور پہلی روایت میں جمع کیا ہے اس طور سے کہ پہلے وہ لوگ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر بیس رکعتیں پڑھنے لگے اور تین رکعتیں وتر کی اسلیے کہ پہلی رکعتیں بہت لمبی لمبی پڑھتے تھے پھر لوگ ضعیف ہو گئے تو زیادہ کر دیا رکعتوں کو تا کہ بالکل فضیلت ہاتھ سے جانے نہ پائے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا مرفوعاً ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی ﷺ نے جماعت سے رمضان میں بیس رکعتیں پڑھیں لیکن ضعیف کیا اس حدیث کو ابن عبدالبر نے اور بیہقی نے اس وجہ سے کہ اس کی اسناد میں ابوشیبہ ہے۔ بہرحال آنحضرت ﷺ سے بیس رکعتیں تراویح کی پڑھنا بہ سند صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ صرف آٹھ رکعتیں پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے منقول ہیں تو آٹھ رکعتیں سنت نبوی اور سنت خلفاء دونوں ہیں اور بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: تَمَسَّكُوْا بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ. لیکن سنت خلفاء کی سنتِ مؤکدہ نہیں ہو سکتی بلکہ غایت درجہ ہے یہ کہ مستحب ہو گی اس صورت میں آٹھ رکعتیں سنت ہوں گی اور بیس رکعتیں مستحب اور یہی مذہب ہے علمائے محققین کا شکر اللہ سعیہم۔

(٦) عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهٗ سَمِعَ الْاَعْرَجَ يَقُوْلُ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكُفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِيْ رَكْعَاتٍ فَاِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ اَنَّهٗ قَدْ خَفَّفَ.

حضرت داؤد بن الحصین نے سنا حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہتے تھے میں نے پایا لوگوں کو لعنت کرتے تھے کافروں پر رمضان میں اور امام پڑھتا تھا سورۂ بقرآٹھ رکعتوں میں جب بارہ رکعتوں میں پڑھتا تھا تو لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ تخفیف کی۔

ف : لعنت کرتے تھے کافروں پر یعنی وتر میں وہ قنوت پڑھتے تھے جس میں لعنت ہے کافروں پر اور وہ قنوت یہ ہے۔

قنوتِ عذاب

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ.

جب مسلمانوں پر کوئی آفت نازل ہو تو اس دعا کو ہر نماز میں اخیر رکعت کے رکوع سے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور مقتدی آمین کہتے جائیں۔

(٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے تھا سنا میں نے اپنے

يَقُوْلُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ.

باپ سے کہتے تھے جب فراغت پاتے تھے تراویح سے رمضان میں تو جلدی مانگتے تھے نوکروں سے کھانے کو فجر ہونے کے ڈر سے۔

(۸) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ ذَكْوَانَ اَبَاعَمْرٍو وَكَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَاَعْتَقَتْهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا كَانَ يَقُوْمُ يَقْرَأُ لَهَا فِيْ رَمَضَانَ.

عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ ذکوان جو غلام تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کر دیا تھا اپنے بعد کھڑے ہوتے تھے اور پڑھاتے تھے نماز ان کی رمضان میں۔

ف : بخاری اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ کلام اللہ سے دیکھ کر وہ پڑھتے تھے اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی امامت درست ہے اور نوافل میں جیسے تراویح وغیرہ کلام اللہ دیکھ کر پڑھنا امام کو درست ہے یہی قول ہے شافعیؒ اور احمد کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

كِتَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

۱۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

تہجد کا بیان

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَامِنِ امْرِءٍ تَكُوْنُ لَهٗ صَلٰوةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهٗ عَلَيْهَا نَوْمٌ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ صَلٰوتِهٖ وَكَانَ نَوْمُهٗ عَلَيْهِ صَدَقَةً.

(اخرجه ابوداؤد والنسائی)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو نماز کرے ہمیشہ رات کو پھر غالب آجائے اس پر نیند۔ف مگر یہ کہ اللہ جل جلالہٗ لکھے گا اس کے لیے ثواب نماز کا اور سونا اس کا صدقہ ہوگا۔ف

ف ۱ : یعنی نیند کی وجہ سے اٹھ نہ سکے یا اٹھے لیکن نماز نہ پڑھ سکے۔(باجی)

ف ۲ : یعنی نماز جو روز پڑھا کرتا ہے لیکن اس رات نہ پڑھ سکا نیند کے باعث تو اس نماز کے صدقہ سے اللہ جل جلالہٗ سونے کا حساب نہ لے گا اور نماز کا ثواب لکھ دے گا۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سوتی تھی سامنے رسول اللہ ﷺ کے اور پاؤں میرے آپؐ کے سامنے تھے پس جب آپؐ سجدہ کرتے تھے آپؐ دبا دیتے تھے مجھ کو سو سمیٹ لیتی تھی میں پاؤں اپنے پھر جب آپؐ کھڑے ہو جاتے تو پھیلا دیتی تھی میں پاؤں اپنے کہا حضرت عائشہؓ نے اور گھروں میں ان دنوں چراغ نہ تھے۔

(۳) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُونگھنے لگے کوئی تم میں سے نماز میں تو سو رہے یہاں تک کہ نیند بھر جائے کیونکہ اگر نماز پڑھے گا

لَا يَدْرِىْ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

اُونگھتے ہوئے تو شائد وہ استغفار کرنا چاہے اور اپنے تئیں برا بولنے لگے۔

ف : یعنی دعا کے عوض بددعا کرے کیونکہ نیند میں آدمی کو ہوش نہیں ہوتا تو نیکی برباد گناہ لازم ہو۔

(٤) عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ حَكِيْمٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ امْرَاَةً مِّنَ اللَّيْلِ تُصَلِّىْ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذِهِ الْحَوْلَآءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَالِكَ حَتّٰى عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِىْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا اِكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَالَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ.

(اخرجه البخاری موصولاً عن عائشة و مسلم)

اسمٰعیل بن ابی حکیم کو پہنچا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے سنا ذکر ایک عورت کا جو نماز پڑھا کرتی تھی رات بھر تو پوچھا کہ کون ہے یہ عورت کہا لوگوں نے یہ حولاء ہے بیٹی تویت کی نہیں سوتی ہے رات کو تو برا معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کو یہ امر یہاں تک کہ 7 معلوم ہوئی ناراضگی آپؐ کے چہرے سے پھر فرمایا آپ ﷺ نے خداوند کریم نہیں بیزار ہوتا تمہاری بیزاری تک اتنا عمل کر جس کی طاقت رکھو۔

ف : یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب کی کمی نہیں ہے۔ جس قدر تم عمل کرتے جاؤ گے وہ ثواب دیتا جائے گا لیکن تم کو چاہیے کہ طاقت کے موافق جہاں تک جی لگے عبادت کرو اور جی نہ لگے اور دل بیزار ہو تو ایسی عبادت کس کام آئے گی۔ غرض یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ ثواب دینے سے تھک نہ جائے گا بلکہ بندہ عمل کرتے کرتے تھک جائے گا اور دل اس کا اچاٹ ہو جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت مبالغہ کرنا عبادت میں اور نفس کو مطلق چین نہ دینا جیسا بعضے جاہل درویش کیا کرتے ہیں کچھ اچھی بات نہیں ہے عمدہ وہی ہے جو طریقہ آنحضرت ﷺ کا تھا آپؐ رات کو سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے' روزہ بھی رکھتے افطار بھی کرتے عورتوں سے صحبت بھی کرتے' کھاتے پیتے' اچھے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے۔

(٥) عَنْ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ لِلصَّلٰوةِ يَقُوْلُ لَهُمُ الصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَتْلُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى.

اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے جتنا اللہ کو منظور ہوتا پھر جب اخیر رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے نماز کے لیے اور کہتے ان سے نماز نماز پھر پڑھتے اس آیت کو اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور صبر کر اس کے لیے، ہم نہیں مانگتے تجھ سے روٹی بلکہ ہم کھلاتے ہیں تجھ کو اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے ہے۔

(٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے مکروہ ہے سونا عشاء کی نماز سے پہلے اور باتیں کرنا بعد نماز عشاء کے۔

ف : اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

(٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

يَقُولُ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

فرماتے تھے نفل نماز رات اور دن کی دو دو رکعتیں ہیں سلام پھیرے ہر دو رکعتوں کے بعد۔

ف : زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے رد ہو گیا اہل کوفہ پر جو کہتے ہیں دس یا آٹھ یا چھ یا چار رکعتیں نفل ایک سلام سے درست ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا آنحضرت ﷺ سے کہ آپ پڑھتے تھے قبل ظہر کے دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور قبل عصر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں (زرقانی) کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٢۔بَابُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْوِتْرِ

وتر کا بیان

(٨) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ.

(اخرجه مسلم)

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے ایک رکعت ان میں سے وتر کی ہوتی تو جب فارغ ہوتے آپ ﷺ لیٹ جاتے داہنی کروٹ پر۔

ف : اکثر اصحاب نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ لیٹ جاتے آپؐ بعد سنتوں فجر کے داہنی کروٹ پر یہاں تک کہ آتا مؤذن واسطے تکبیر کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی ایک رکعت بھی پڑھنا درست ہے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں بہت دلیلوں سے رد کیا ہے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں وتر تین رکعت سے کم پڑھنا درست نہیں ہے اور بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ اور افعال اجلائے صحابہ رضی اللہ عنہم سے وتر کی ایک رکعت اور تین رکعت اور پانچ رکعت اور سات رکعت پڑھنا ایک سلام سے اور دو سلام سے ثابت ہے اور یہی حق ہے۔

(٩) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیونکر تھی نماز رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے آپؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو مت پوچھ ان کی خوبی اور طول کا حال پھر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو مت پوچھ ان کی خوبی اور طول کا حال پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یارسول اللہ ﷺ آپؐ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے کے آگے تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

ف : یہ معجزہ تھا آنحضرت ﷺ کا کہ آپؐ ظاہر میں سو جاتے لیکن دل ہوشیار رہتا اسی واسطے سو کر اٹھتے اور وضو نہ کرتے پھر نماز پڑھتے۔ یہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاروں رکعتوں کا حال بیان کیا اس سے یہ مراد ہے کہ چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے بلکہ ان کے حسن اور طول اور ترتیب کا حال بیان فرمایا کیونکہ روایت کیا عروہ نے عائشہؓ سے کہ آپؐ سلام پھیرتے تھے ہر دو رکعتوں کے بعد اور فرمایا آپؐ نے

صَلٰوۃُ اللَّیۡلِ وَالنَّھَارِ مَثۡنٰی مَثۡنٰی اور محال ہے کہ قول آپ کا مخالف ہو فعل کے۔ (زرقانی)

(۱۰) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّيْ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. (اخرجه مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے رات کو تیرہ رکعتیں پھر جب اذان سنتے صبح کی تو پڑھ لیتے دو رکعتیں ہلکی پھلکی۔

ف: یہ پہلی روایت کے خلاف ہے مگر شائد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عشاء کی سنتوں کو بھی اس میں ملالیا کیونکہ آپ ان کو گھر میں پڑھا کرتے تھے یا تہجد کے شروع میں پڑھتے۔ (زرقانی)

(۱۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْقَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْبَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَاصَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَ الْمُؤَذِّنُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. (اخرجه البخاری)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رہے اپنی خالہ میمونہ کے پاس جو بی بی تھیں رسول اللہ ﷺ کی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پس لیٹا میں بستر کے عرض کی طرف اور آپؐ اور آپ کی بی بی لیٹے بستر کے طول میں پس سو گئے رسول اللہ ﷺ یہاں تک کہ جب آدھی رات ہوئی یا کچھ پہلے یا کچھ بعد اس کے جاگے رسول اللہ ﷺ تو بیٹھے آپؐ اور ملنے لگے آنکھیں اپنے ہاتھ سے پھر پڑھیں دس آیتیں اخیر کی سورۂ آل عمران سے یعنی اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ سے اخیر سورۃ تک پھر گئے آپؐ ایک مشک کے پاس جو لٹک رہی تھی اور وضو کیا اس سے اچھی طرح پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جیسا آپؐ نے کیا ویسا ہی میں نے بھی کیا تو جب میں آپؐ کے پاس گیا آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر ملنے لگے پھر پڑھیں آپؐ نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے جب مؤذن آیا تو دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر باہر نکلے اور نماز پڑھی صبح کی۔

ف: آپؐ نے نماز کے اندر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے کان ملے پیار سے تاکہ وہ اندھیری رات میں گھبرائیں نہیں۔ تو سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔ بارہ تہجد کی ایک وتر کی۔

(۱۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عُتْبَتَهٗ اَوْفُسْطَاطَهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا نماز رسول اللہ ﷺ کی رات کو کہا زید نے کہ تکیہ لگایا میں نے آپؐ کے مکان کی چوکھٹ پر یا گھر پر جو بالوں سے ڈھپا

طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ وَ تِلْكَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً.

(اخرجه مسلم)

ہوا تھا پھر کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ سو پڑھیں دو رکعتیں بہت لمبی بہت لمبی بہت لمبی پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر ایک رکعت وتر کی پڑھی۔ سب تیرہ رکعتیں پڑھیں۔

۳۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْوِتْرِ

وتر کا بیان

(۱۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کا تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب ڈر ہو صبح ہونے کا پڑھ لے ایک رکعت جو طاق کر دے اس کی نماز کو۔

ف: وہی ایک رکعت وتر ہے محمد بن نصر مروزی نے روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے مت پڑھو وتر کی تین رکعتیں تا کہ مشابہت ہو مغرب کی نماز کی صحیح کہا اس کو حاکم نے اور روایت کیا محمد بن نصر مروزی اور ابن حبان نے اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مانند اس کے اور طریقہ سے اور اسناد اس کا شیخین کی شرط پر ہے اور روایت کیا مروزی نے اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مکروہ ہے تین رکعتیں وتر پڑھنا اور سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ تا کہ مشابہت نہ ہو نفل فرض کے اور کہا محمد بن نصر نے کہ ہم نے کوئی حدیث صحیح رسول اللہ ﷺ سے ایسی نہیں پائی جس سے وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوں۔ ہاں تین رکعتیں وتر پڑھنا ثابت ہے اس سے باطل ہو گیا قول اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں اجماع کیا صحابہؓ نے کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا چاہیے اور طول کیا محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں اور بہت اچھی طرح رد کیا وتر کے واجب ہونے کو اور ثابت کیا اس امر کو کہ وتر سنت ہے اور کہا کہ ابو حنیفہؒ نے جو اس کے وجوب کو اختیار کیا ہے اس حدیث سے کہ زیادہ کی اللہ نے تمہارے لیے ایک نماز اور وہ وتر ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے باوجود اس کے اس سے وجوب نہیں نکلتا پھر ابن المبارک سے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہؒ علم حدیث میں یتیم تھے یعنی حدیثیں ان کو بہت کم پہنچی تھیں۔ واللہ اعلم

(۱۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيُّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكَنّٰى اَبَا مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ قَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ اِلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاعْتَرَضْتُ لَهٗ وَهُوَ رَائِحٌ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ قَالَ عُبَادَةُ

عبداللہ بن محیریز سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ سے جس کو مخدجی کہتے تھے سنا ایک شخص سے شام میں جن کی کنیت ابو محمد ہے (انصاری صحابی ہیں) کہتے تھے وتر واجب ہے مخدجی نے کہا کہ میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ابو محمد کے قول کو نقل کیا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جھوٹ کہا ابو محمد نے سنا میں نے

كَذَبَ اَبُوْمُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلٰوةٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَآءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهُ وَ اِنْ شَآءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

(اخرجه ابو داؤد و النسائی و ابن ماجه)

رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے پانچ نمازیں ہیں جو فرض کیں اللہ نے اپنے بندوں پر جو شخص ان کو پڑھے گا اور ہلکا جان کر ان کو نہ چھوڑے گا تو اللہ جل جلالہٗ نے اس کے لیے عہد کر رکھا ہے کہ جنت میں اس کو لے جائے گا اور جو شخص ان کو چھوڑ دے گا اللہ کے پاس اس کا کچھ عہد نہیں ہے چاہے اس کو عذاب کرے چاہے جنت میں پہنچائے۔

ف : اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے اور نماز کے ترک کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس شخص نے نماز ترک کی قصداً وہ کافر ہو گیا امام احمد کا یہی مذہب ہے۔

(١٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اَسِيْرُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيْدٌ فَلَمَّا خَشِيْتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَاَوْتَرْتُ ثُمَّ اَدْرَكْتُهُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيْتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَاَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَلَيْسَ لَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

سعید بن یسار سے روایت ہے کہ میں رات کو سفر میں ساتھ تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے راہ میں مکہ کی کہا سعید نے جب مجھے ڈر ہوا صبح کا تو میں نے اونٹ پر سے اتر کر وتر پڑھا پھر ان کو آگے بڑھ کر پالیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں تھا میں نے کہا مجھے صبح ہونے کا اندیشہ ہوا اس لیے میں نے اتر کر وتر پڑھا تو عبداللہ نے کہا کیا تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہیں کرتا میں نے کہا واہ کیوں نہیں کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پس رسول اللہ ﷺ تو وتر پڑھتے تھے اونٹ پر۔

ف : اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے جب تو اونٹ پر رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا۔

(١٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِىَ فِرَاشَهُ اَوْتَرَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُوْتِرُ اٰخِرَ اللَّيْلِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَمَّا اَنَا فَاِذَا جِئْتُ فِرَاشِىْ اَوْتَرْتُ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سونے کو آتے اپنے بستر پر وتر پڑھ لیتے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آخر رات میں وتر پڑھتے تھے بعد تہجد کے اور سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ میں تو جب اپنے بچھونے پر سونے کو آتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

ف : اس خوف سے کہ مبادا آنکھ نہ کھلے اور وتر فوت ہو جائے تو جس شخص کو اپنے جاگنے کا اعتبار نہ ہو وہ سونے کے اوّل وتر پڑھ لے اور جس کو اعتبار ہو وہ بعد تہجد کے اخیر رات میں پڑھے۔

(١٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ اَوَاجِبٌ هُوَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُاللّٰهِ يَقُوْلُ وَقَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا وتر واجب ہے تو کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وتر ادا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے۔

کہا راوی نے بار بار پوچھتا تھا وہ شخص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہی کہتے تھے وتر ادا کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے۔

ف : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وتر کو واجب نہ کہا کیونکہ واجب نہ تھا اور سنت اس لیے نہ کہا کہ وہ شخص سستی نہ کرے وتر کے پڑھنے میں۔

(۱۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُوْلُ مَنْ خَشِيَ اَنْ يَّنَامَ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلْيُوْتِرْ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ وَمَنْ رَّجَا اَنْ يَّسْتَيْقِظَ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهٗ.

امام مالک کو پہنچا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جس شخص کو خوف ہو کہ اس کی آنکھ نہ کھلے گی صبح تک تو وہ وتر پڑھ لے سونے سے پیشتر اور جو امید رکھے جاگنے کی آخر شب میں تو وہ دیر کرے وتر میں۔

(۱۹) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَالسَّمَآءُ مُغَيِّمَةٌ فَخَشِيَ عَبْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ فَاَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ فَرَاٰى اَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ تھا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستہ میں اور آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا تو ڈرے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح ہو جانے سے پس پڑھی ایک رکعت وتر کی پھر کھل گیا ابر تو دیکھا کہ ابھی رات باقی ہے پس دوگانہ کیا اس رکعت کو ایک رکعت اور پڑھ کر پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر جب خوف ہوا صبح کا تو ایک رکعت وتر پڑھی۔

ف : زرقانی نے کہا مثل اس کی مروی ہے حضرت علی اور عثمان اور ابن مسعود اور اسامہ اور عروہ اور مکحول اور عمرو بن میمون رضی اللہ عنہم سے اور اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ وتر پڑھ کر پھر اس کو توڑنا درست نہیں اور حجت ان کی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہیں دو وتر ایک رات میں روایت کیا اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بہ اسناد حسن طلق بن علی سے مترجم کہتا ہے کہ فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اس حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جو پہلی ایک رکعت وتر کی پڑھی تھی اس کو ایک رکعت پڑھ کر دوگانہ کر لیا اب نہ ہوا مگر ایک وتر جو اخیر میں انہوں نے پڑھا۔

(۲۰) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَاْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سلام پھیرتے تھے دو رکعت وتر کی پڑھ کر اور کچھ کام ہوتا تو اس کو کہہ دیتے پھر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

ف : سعید بن منصور نے روایت کیا بہ اسناد صحیح بکر بن عبداللہ مزنی سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں وتر کی پڑھ کر اپنے غلام سے بات کی پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھی اور طحاوی نے روایت کیا سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ وہ وتر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے تھے۔ پھر ایک رکعت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ (زرقانی)

(۲۱) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَ يُوْتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص وتر پڑھتے تھے بعد عشاء کے ایک رکعت۔

کہا مالکؒ نے ہمارا عمل اس پر نہیں ہے بلکہ کم سے کم وتر کی تین رکعتیں ہیں۔

ف : دو سلام سے لیکن روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے ابوایوب انصاری سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وتر ضرور ہے جو چاہے وتر کی پانچ رکعتیں پڑھے اور جو چاہے تین رکعتیں پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے پھر جب احادیثِ صحیحہ ناطق ہیں اس پر کہ ایک رکعت وتر کی پڑھنا درست ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نادرست ہے مگر جو غافل ہو ان احادیث سے۔

کہا مالکؒ نے جو شخص وتر پڑھ لے اوّل شب میں پھر سو کر اٹھے اور نماز نفل پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں مجھے پڑھنا پسند ہے۔

ف : بعد ان رکعتوں کے وتر دوبارہ نہ پڑھے البتہ اگر ایک رکعت ان نوافل کے پہلے پڑھ کر وتر کا دوگانہ پورا کر دے تو بعد ان نوافل کے وتر پھر پڑھ لے جیسا عبداللہ سے ثابت ہوا۔

۴۔بَابُ الْوِتْرِ بَعْدَ الْفَجْرِ

وتر پڑھنا بعد فجر ہو جانے کے

(۲۲) عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ لِخَادِمِهٖ اُنْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ فَذَهَبَ الْخَادِمُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَاَوْتَرَ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سو رہے پھر جاگے تو کہا آپ نے خادم سے دیکھ لوگ کیا کر رہے ہیں اور ان دنوں میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بصارت جاتی رہی تھی سو گیا خادم پھر آیا اور کہا کہ لوگ پڑھ چکے صبح کی نماز تو کھڑے ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور وتر پڑھا پھر نماز پڑھی صبح کی۔

ف : اس اثر سے ثابت ہوا کہ وتر بعد طلوع فجر کے پڑھ سکتے ہیں جب تک نماز نہ پڑھی ہو صبح کی۔(زرقانی)

(۲۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَالْقَاسِمِ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَدْ اَوْتَرُوْا بَعْدَ الْفَجْرِ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے وتر پڑھا بعد فجر ہو جانے کے۔

(۲٤) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اُبَالِىْ لَوْ اُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ وَاَنَا اُوْتِرُ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کچھ ڈر نہیں ہے اگر میں وتر پڑھتا ہوں اور تکبیر جائے صبح کی نماز کی۔

(۲۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَؤُمُّ قَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا اِلَى الصُّبْحِ فَاَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَاَسْكَتَهٗ عُبَادَةُ حَتّٰى اَوْتَرَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ.

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ عبادہ بن الصامتؓ امامت کرتے تھے ایک قوم کی تو نکلے ایک روز صبح کی نماز کے لیے اور مؤذن نے تکبیر کہی پس خاموش کیا عبادہؓ نے مؤذن کو یہاں تک کہ وتر پڑھا پھر نماز پڑھائی صبح کی۔

(۲٦) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُوْلُ اِنِّىْ لَاُوْتِرُ وَاَنَا اَسْمَعُ الْاِقَامَةَ لِلصُّبْحِ اَوْبَعْدَ الْفَجْرِ يَشُكُّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَىَّ ذٰلِكَ قَالَ.

عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں اور سنا کرتا ہوں تکبیر صبح کی یا وتر پڑھتا ہوں بعد فجر کے شک ہے عبدالرحمٰن کو کس طرح کہا انہوں نے۔

(۲۷) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ اِنِّیْ لَاُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ.

عبدالرحمٰن بن القاسم نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں بعد فجر ہو جانے کے۔

کہا مالک نے بعد فجر ہو جانے کے وہ شخص وتر پڑھے جو سو گیا ہو اور وتر نہ پڑھا ہو لیکن کسی شخص کو قصداً یہ بات درست نہیں کہ وتر بعد فجر ہو جانے کے پڑھے۔

ف: ورنہ وتر مکروہ ہوگا صحیح ابن خزیمہ میں ابوسعید سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص صبح کرے اور وتر نہ پڑھے تو اس کا وتر نہ ہوگا اور یہ محمول ہے اس شخص پر جو قصداً ترک کرے وتر کو یہاں تک کہ صبح ہو جائے یعنی نہ ہوگا کیونکہ جو وقت اختیاری تھا اس کو فوت کر کے وقت ضروری میں ڈال دیا اس لیے کہ ابوداؤد نے ابی سعید سے مرفوعاً روایت کیا جو شخص بھول جائے وتر کو یا سو جائے۔ اس سے تو پڑھ لے اس کو جب یاد آئے وہ یعنی جب تک صبح کی نماز نہ پڑھی ہو اور ایک طائفہ نے کہا ان میں سے طاؤس ہیں کہ قضا کر لے وتر کی بعد طلوع آفتاب کے اور عطا اور اوزاعی نے کہا کہ قضا کر لے اگرچہ آفتاب نکل آئے غروب تک اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ قضا کرے دوسری رات تک اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں قضا کرے اور اکثر علماء نے ان میں سے مالکؒ ہیں یہ کہا ہے کہ وتر کی قضا نہ کرے بعد میں صبح کی نماز کے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں کہا کہ ہم نے نبی ﷺ سے کوئی حدیث نہیں پائی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپؐ نے وتر کی قضا پڑھی یا حکم کیا اوروں کو قضا پڑھنے کا۔ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے قضا کی تھی وتر کی جب صبح کی نماز قضا ہوئی تھی آپ کی وادی میں تو اس نے غلطی کی۔ (زرقانی)

۵۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ
صبح کی سنتوں کا بیان

(۲۸) عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْاَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب اذان ہو چکتی صبح کی تو پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں ہلکی جماعت کھڑی ہونے سے پیشتر۔

(بخاری و مسلم)

(۲۹) عَنْ عَائِشَةَ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیُخَفِّفُ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ اَقَرَءَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اَمْ لَا.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جلدی پڑھتے فجر کی سنتوں کو یہاں تک کہ میں کہتی تھی سورۂ فاتحہ بھی پڑھی آپؐ نے یا نہیں۔

ف: اس حدیث کی بنا پر امام مالکؒ اور ایک طائفہ نے کہا کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر قناعت کرے یعنی بعد فاتحہ کے سورت نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کے نزدیک سورۃ پڑھے اور یہی صواب ہے کیونکہ روایت کیا مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے فجر کی سنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص اور ترمذی نے اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا اور بزاز نے انس سے مثل اس کے نقل کیا اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے دو رکعتوں کو قبل فجر کے اور فرماتے تھے کیا اچھی ہیں دو سورتیں جو پڑھی جاتی ہیں ان رکعتوں میں کافرون اور قل ھو اللہ احد۔

(۳۰) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ قَالَ سَمِعَ قَوْمٌ

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ لوگوں نے تکبیر سنی تو کھڑے

نِ الْإِقَامَةَ فَقَامُوْا يُصَلُّوْنَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَصَلٰوتَانِ مَعًا اَصَلٰوتَانِ مَعًا وَ ذٰلِكَ فِىْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فِىْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

ہو کر پڑھنے لگے سنتوں کو تب نکلے رسول اللہ ﷺ اور فرمایا کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ اور فرمایا آپؐ نے یہ صبح کی نماز میں ان دو رکعتوں میں جو پڑھی جاتی قبل نماز صبح کے۔

ف : اس حدیث سے تو صراحتاً یہ امر معلوم ہو گیا کہ فجر کی سنتوں کو نہ پڑھنا چاہیے جب فرض کی تکبیر ہو اگر چہ جماعت کے ملنے کی امید ہو اسی طرح اور سنتوں کو بھی ترک کرنا چاہیے تکبیر ہوتے وقت کیونکہ روایت کیا مسلم اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تکبیر ہو نماز کی تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوا فرض کے۔ ابن عدی کی روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا فجر کی دو سنتوں کو فرمایا نہ فجر کی دو رکعتیں یعنی وہ بھی نہ پڑھی جائیں۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عدی کی سند حسن ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک فجر کی دو سنتیں پڑھ لینا چاہیے اگر جماعت کے ملنے کی امید ہو مگر اس کی کوئی دلیل جو قابل اعتماد کے ہو پائی نہیں گئی وہ جو بعض روایات میں اِلَّا رَكْعَتَىِ الْفَجْرِ کا استثناء منقول ہے موضوع اور باطل ہے۔

(۳۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فوت ہو گئیں سنتیں فجر کی تو پڑھ لیں انہوں نے بعد آفتاب نکلنے کے۔

(۶۲) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ مِثْلَ الَّذِىْ صَنَعَ بْنُ عُمَرَ.

قاسم بن محمد سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

ف : ترمذی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے نہ پڑھی ہوں سنتیں فجر کی تو وہ پڑھ لے بعد آفتاب نکلنے کے۔ ابن عبدالبر نے کہا ان احادیث سے سنت مؤکدہ ہونا فجر کی دو رکعتوں کا ثابت ہوتا ہے اور شافعیؒ اور عطا اور عمرو بن دینار نے جائز رکھی ہے قضا پڑھنی سنتوں کی فجر کے بعد سلام پھیرنے امام کے فرض نماز سے اور مالک اور اکثر علماء نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھنے سے بعد فجر کے یہاں تک کہ نکلے آفتاب زرقانی نے کہا کہ شافعی کی دلیل حدیث ہے عمرو بن قیس کی روایت ہے کہ دیکھا نبی ﷺ نے ایک شخص پڑھ رہا ہے بعد صبح کی دو رکعتیں سو فرمایا آپؐ نے نماز صبح کی دو ہی رکعتیں ہیں وہ شخص بولا کہ میں نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ اس لیے اب پڑھ لیں پس چپ ہو رہے رسول اللہ ﷺ۔

كِتَابُ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

۱۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الْفَذِّ

اکیلی نماز پر نماز جماعت کی فضیلت کا بیان

ف : علامہ ابن القیمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس امر میں کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے یا سنت ہے تو عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور ابو عمرو اور اوزاعی اور ابو ثور اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے پھر بیان کیں بارہ دلیلیں احادیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے او پر وجوب جماعت کے بہر حال جماعت ایک امر عظیم ہے اگر بے عذر ترک کرے گا تو بعضوں کے نزدیک نماز ہی نہ ہو گی مگر یہ ضروری نہیں کہ جماعت مسجد ہی میں ہو بلکہ گھر میں بھی اگر جماعت سے پڑھ لے تو کافی ہے اور ایک روایت میں امام احمد سے گھر میں بھی جماعت بدون عذر کے درست نہیں۔

(۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. (اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز جماعت کی فضیلت رکھتی ہے اکیلی نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءً. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز جماعت کی افضل ہے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس حصہ۔

ف : یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں کیونکہ جب جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہوگی تو پچیس درجہ ضرور افضل ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ درجہ حصہ سے کچھ کم ہے تو پچیس حصہ کے ستائیس درجے ہوں گے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَظْمًا سَمِيْنًا اَوْمِرْ مَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے قصد کیا کہ حکم کروں لکڑیاں توڑ کر جلانے کا پھر حکم کروں میں نماز کا اور اذان ہو پھر حکم کروں ایک شخص کو امامت کا اور وہ امامت کرے پھر جاؤں میں پیچھے سے ان لوگوں کے پاس جو نہیں آئے جماعت میں اور جلا دوں ان کے گھروں کو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کسی کو ان میں سے معلوم ہو جائے کہ ایک ہڈی عمدہ گوشت کی یا دو کھر بکری کے اچھے ملیں گے تو ضرور آئے عشا کی نماز میں۔

ف : اس حدیث سے جماعت کی بہت تاکید ثابت ہوئی کیونکہ جماعت میں حاضر نہ ہونے ہی سند آپ نے یہ تجویز کی کہ مکان ان کے جلا دیئے جائیں اور ان کے گھر ویران کر دیئے جائیں امام ہمام ابن القیم علیہ الرحمۃ نے اس کی بڑی تفصیل کتاب الصلوۃ میں بیان کی ہے جس کو شوق ہو دیکھے۔

(٤) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوتُكُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ. (اخرجه البخاری مرفوعاً و مسلم)

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن ثابت نے کہا افضل نماز وہ ہے جو گھروں میں پڑھی جائے مگر فرضی۔ (بخاری و مسلم)

ف : کہ اس کا مسجد میں جماعت سے پڑھنا ضرور ہے بخاری مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اس لفظ سے: خَيْرُ صَلٰوتِكُمْ صَلٰوتُكُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا صَلٰوةَ الْفَرِيْضَةِ.

۲۔ بَابُ مَا جَآءَ فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ

عشاء اور صبح کی جماعت کی فضیلت

(۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ شُهُوْدُ الْعِشَآءِ وَالصُّبْحِ

سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان میں یہ فرق ہے کہ وہ صبح اور عشاء کی

لَا يَسْتَطِيْعُوْا نَهُمَا اَوْنَحْوَهٰذَا.

جماعت میں نہیں آ سکتے یا مثل اس کے کچھ کہا۔

(٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِیْ بِطَرِيْقٍ اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَی الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَلَهٗ وَقَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدَمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص جا رہا تھا راہ میں اس نے ایک کانٹا پایا تو اس کو ہٹا دیا پس راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس سے تو بخش دیا اس کو اور فرمایا آپؐ نے شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں جو طاعون (ایک پھوڑا ہوتا ہے بغل میں) سے مر جائے یا دستوں سے یا ڈوب جائے یا مکان سے گر کر مر جائے یا اللہ جل جلالہٗ کی راہ میں شہید ہو جائے۔

ف : علماء نے کہا کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ امام مالک اس حدیث کو اس باب میں کیوں لائے۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ جب کانٹے دور کرنے کا یہ ثواب ہو کہ گناہ بخش دیئے جائیں اور جنت میں جائے تو عشاء اور فجر کی جماعت میں حاضر ہونے کا جو نہایت شاق ہے کس قدر ثواب ہوگا مگر یہ توجیہہ دوسری حدیث جس میں شہیدوں کا ذکر ہے چل نہیں سکتی اور حق یہ ہے کہ مقصود اصلی حدیث اخیر یعنی لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَ تَوْهُمَا وَلَوْحَبْوًا ہے مگر امام نے بیان کیا ان احادیث کو جیسا سنا تھا وَقَالَ اَيْضًا لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَ تَوْهُمَا وَلَوْحَبْوًا. اور بھی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر جانیں لوگ جو کچھ ثواب ہے اذان میں اور صفِ اوّل میں پھر نہ پائیں اس کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالیں اس پر اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے نماز کے اوّل وقت پڑھنے میں البتہ جلدی کریں طرف اس کی اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے عشاء اور صبح کی جماعت میں حاضر ہونے کا البتہ آئیں گھسٹتے ہوئے گھٹنوں اور کہنیوں پر۔

ف : یہ اخیر کی حدیث مؤطا کے مشہور نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ زرقانی نے کہا کہ شائد عبیداللہ بن یحییٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ حدیث اُوپر گزر چکی ہے پس اس کا ذکر کرنا بے حاصل ہے اس لیے چھوڑ دیا۔ لیکن ابن وضاح کی روایت میں یحییٰ بن یحییٰ سے یہ حدیث موجود ہے اور اس باب سے اصل مقصود اس حدیث کا ذکر ہے۔

(٧) عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَةَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلَی السُّوْقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فَمَرَّ عَلَی الشِّفَاءِ اُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ اَرَ سُلَيْمَانَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَاتَ يُصَلِّیْ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِی الْجَمَاعَةِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَيْلَةً.

ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نہ پایا سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ گئے بازار کو اور گھر سلیمان کا بازار اور مسجد کے بیچ میں سو ملی ان کو شفاء ماں سلیمان کی تو پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شفاء سے کہ میں نے نہیں دیکھا سلیمان کو صبح کی نماز میں تو کہا شفاء نے کہ وہ رات کو نماز پڑھتے رہے اس لیے ان کی آنکھیں لگ گئیں تب فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے البتہ مجھے صبح کی نماز میں حاضر ہونا رات کی عبادت سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلٰی صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَرَاٰی اَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِیْلًا فَاضْطَجَعَ فِیْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ النَّاسَ اَنْ یَّكْثُرُوْا فَاَتَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ فَجَلَسَ اِلَیْهِ فَسَاَلَهٗ مَنْ هُوَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَیْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَاَنَّمَا قَامَ لَیْلَةً. (اخرجه مسلم)

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے مسجد میں نماز عشا کے لیے تو دیکھا کہ لوگ کم ہیں تو لیٹ رہے مسجد کے اخیر میں انتظار کرتے تھے لوگوں کے جمع ہونے کا پس آئے ابن ابی عمرہ اور بیٹھے عثمان کے پاس پس پوچھا عثمانؓ نے کہ کون ہو تم بیان کیا ان سے ابن ابی عمرہ نے نام اپنا پھر پوچھا عثمانؓ نے کہ کتنا قرآن تم کو یاد ہے تو بیان کیا انہوں نے پھر فرمایا حضرت عثمانؓ نے ان سے جو شخص حاضر ہو عشاء کی جماعت میں تو گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو حاضر ہو صبح کی جماعت میں تو گویا اس نے ساری رات عبادت کی۔

ف : مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمانؓ نے بیان کیا کہ یہ قول رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

۳۔بَابُ اِعَادَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ

امام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنے کا بیان

(۹) عَنْ مِحْجَنٍ عَنْ اَبِیْهِ مِحْجَنِ نِ الدَّیْلِیِّ اَنَّهٗ كَانَ فِیْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ جَالِسٌ فِیْ مَجْلِسِهٖ لَمْ یُصَلِّ مَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَقَالَ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّیْ قَدْ صَلَّیْتُ فِیْ اَهْلِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَ اِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّیْتَ. (اخرجه النسائی)

محجن بن ابی محجن سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اتنے میں اذان ہوئی نماز کی تو اٹھے رسول اللہ ﷺ اور نماز پڑھ کر آئے تو دیکھا کہ محجن وہیں بیٹھے ہیں تب فرمایا ان سے رسول اللہ ﷺ نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی سب لوگوں کے ساتھ کیا تم مسلمان نہیں ہو کہا محجن نے کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ بلکہ میں پڑھ چکا تھا نماز اپنے گھر میں تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تو آئے مسجد میں تو نماز پڑھ لوگوں کے ساتھ اگرچہ تو پڑھ چکا ہو۔

ف : اس حدیث کو بخاری نے ادب مفرد میں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا عبداللہ بن سرجس سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز پڑھ لے کوئی تم میں سے اپنے گھر میں پھر جائے مسجد کو اور لوگ نماز پڑھیں تو پڑھے ساتھ ان کے وہ (نفل) ہو جائے گی۔

(۱۰) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ ثُمَّ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ اَیَّتَهُمَا اَجْعَلُ صَلٰوتِیْ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ اَوْ ذٰلِكَ اِلَیْكَ اِنَّمَا

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر پاتا ہوں جماعت کو ساتھ امام کے کیا پھر پڑھوں ساتھ امام کے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہاں کہا اس شخص نے پس وہ نمازوں میں کون سی نماز کو فرض سمجھوں اور کس کو نفل تو جواب دیا عبداللہ بن عمرؓ نے کہ تجھ کو اس سے کیا مطلب یہ تو اللہ جل جلالہٗ

ذَالِکَ اِلَی اللّٰہِ یَجْعَلُ اَیَّتَھُمَا شَآءَ.

کا اختیار ہے جس کو چاہے فرض کردے جس کو چاہے نفل کردے۔

ف : اُوپر کی حدیث سے جس کو طبرانی نے روایت کیا یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ پہلی فرض ہوگی اور دوسری نفل اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور بعضوں کے نزدیک دوسری نماز فرض ہوگی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

(۱۱) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ فَاَجِدُ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَالَ سَعِیْدٌ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ فَاَیَّتَھُمَا اَجْعَلُ صَلٰوتِیْ فَقَالَ لَهٗ سَعِیْدٌ اَوَ اَنْتَ تَجْعَلُھَا اِنَّمَا ذٰلِکَ اِلَی اللّٰہِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن مسیّبؒ سے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں سو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتا ہوا کیا پھر پڑھوں اس کے ساتھ نماز کہا سعید نے ہاں تو کہا اس شخص نے پھر کس نماز کو فرض سمجھوں کہا سعید نے تو فرض اور نفل کر سکتا ہے یہ کام اللہ جل جلالہٗ کا ہے۔

(۱۲) عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِیْ اَسَدٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ فَاَجِدُ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَالَ اَبُوْاَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ نَعَمْ صَلِّ مَعَهٗ فَاِنَّ مَنْ صَنَعَ ذٰلِکَ فَاِنَّ لَهٗ سَھْمُ جَمْعٍ اَوْ مِثْلَ سَھْمِ جَمْعٍ.

ایک شخص سے جو بنی اسد کے قبیلہ سے تھا روایت ہے کہ اس نے پوچھا ابوایوب انصاریؓ سے تو کہا کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں تو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتے ہوئے کیا نماز پڑھ لوں دوبارہ ساتھ امام کے کہا ابوایوب نے ہاں جو ایسا کرے گا اس کو ثواب جماعت کا ملے گا یا مثل ثواب جماعت کے یا اس کو لشکر اسلام کے ثواب کا ایک حصہ ملے گا یعنی غازی کا ثواب پائے گا یا اس کو مزدلفہ میں رہنے کا ثواب ملے گا یا اس کو دوہرا ثواب ملے گا ایک اکیلے نماز پڑھنے کا دوسری جماعت سے نماز پڑھنے کا۔

......

ف : اس حدیث کو ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

(۱۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَکَھُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا یُعِدْلَھُمَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص نماز پڑھ لے مغرب یا صبح کی پھر پائے ان دونوں جماعتوں کو تو دوبارہ نہ پڑھے۔

کہا مالک نے جو شخص نماز پڑھ لے اکیلے پھر پائے نماز کو ساتھ امام کے تو دوبارہ پڑھ لینے میں کچھ حرج نہیں مگر مغرب کی نماز کیونکہ وہ دوبارہ پڑھنے میں طاق نہ رہے گی بلکہ تین دوگانہ ہو جائیں گے۔

ف : امام محمد نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ مغرب دوبارہ پڑھنے سے نفل ہوگی اور نفل کی طاق رکعتیں مشروع نہیں ہیں مگر اس کا علاج یہ ہوسکتا ہے کہ امام کی فراغت کے بعد ایک رکعت اور کھڑے ہو کر پڑھ لے بعض علماء کے نزدیک فجر اور عصر کی نماز کو بھی دوبارہ نہ پڑھے اس لیے کہ فجر کی اور عصر کی نماز پڑھنے کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے بلکہ خاص صبح کی نماز میں ایک حدیث تصریح سے موجود ہے۔ جس کو روایت کیا ابوداؤد نے یزید بن الاسود سے کہ میں آیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں تو نماز پڑھی میں نے آپؐ کے ساتھ صبح کی تو جب نماز پڑھ چکے آپؐ نے دیکھا دو شخصوں کو انہوں نے نماز نہیں پڑھی آپؐ کے ساتھ تو پوچھا آپؐ نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی ساتھ ہمارے انہوں نے جواب دیا ہم پڑھ چکے تھے اپنے ڈیروں میں فرمایا آپؐ نے ایسا نہ کرو جب تم پڑھ چکو نماز اپنے ڈیروں میں پھر آؤ مسجد میں تو نماز پڑھو امام کے ساتھ وہ نفل ہو جائے گی۔ (زرقانی)

۴۔بَابُ الْعَمَلِ فِیْ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ
جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھائے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بیمار اور ضعیف اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے۔

ف: تخفیف سے یہ غرض ہے کہ موافق سنت کے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اس طرح پڑھائے اور ارکان کو بخوبی ادا کرے۔علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تحقیق خوب بیان کی ہے جس کا جی چاہے ان کی کتاب الصلوٰۃ کو ملاحظہ کرے۔

(۱۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ قُمْتُ وَرَآءَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ صَلٰوةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ غَيْرِیْ فَخَالَفَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِيَدِهٖ فَجَعَلَنِیْ حِذَآءَهٗ عَنْ يَّمِيْنِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ میں کھڑا ہوا نماز کو ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہ تھا سوا میرے تو پیچھے سے پکڑ کے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی داہنی طرف برابر کھڑا کیا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک ہی مقتدی ہو امام کے ساتھ تو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو۔

(۱۶) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ بِالْعَقِيْقِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَنَهَاهُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص امامت کرتا تھا لوگوں کی عقیق میں (ایک موضع ہے مدینہ میں) تو منع کروا بھیجا امامت سے اس کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے۔

کہا مالک نے منع کروا بھیجا اس کو امامت سے اس لیے کہ اس کا باپ معلوم نہ ہوتا تھا۔

ف: یعنی وہ ولد الزناء تھا اور ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے امام محمد نے کتاب الآثار میں ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ اعرابی اور ولد الزناء اور غلام اگر قراءت جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

۵۔بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَهُوَ جَالِسٌ
امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

(۱۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَ صَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے ایک گھوڑے پر پس گر پڑے اُس پر سے تو چھل گیا داہنا جانب آپؐ کا پس نماز پڑھی آپؐ نے بیٹھ کر اور نماز پڑھی ہم نے آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر پھر جب فارغ ہوئے آپؐ نماز سے تو فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

ف: امام احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اگر امام کو عذر ہو اور وہ بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں شافعیؒ نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بدلیل اس حدیث کے کہ آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی (محلی) بظاہر یہ حدیث مخالف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے جو بعد اس کے ہے اور صورت تطبیق کی یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختصار ہے گویا کہ انسؓ نے وہی حال بیان کیا ہے۔ جو بعد میں امر بالجلوس کے قرار پایا۔ (زرقانی)

(۱۸) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَآءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بیماری سے بیٹھ کر اور لوگوں نے کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کیا تب اشارہ کیا آنحضرت ﷺ نے ان سے کہ بیٹھ جاؤ پھر جب فارغ ہوئے نماز سے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(۱۹) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فِيْ مَرَضِهٖ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ اَبَابَكْرٍ وَّهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَاسْتَاخَرَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ. (اخرجه البخاری و مسلم)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے مرض موت میں سو آئے مسجد میں اور پایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھا رہے تھے کھڑے ہو کر تو پیچھے ہٹنا چاہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس اشارہ کیا آنحضرت ﷺ نے کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور بیٹھ گئے آپؐ برابر پہلو میں ابوبکرؓ کے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی نماز کی پیروی کرتے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔

ف: یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ بطور مکبر کے ہو گئے بوجہ ضعف کے آنحضرت ﷺ کی آواز سب مقتدیوں کو نہ پہنچتی تھی اس واسطے ابوبکر زور سے تکبیر کہتے تھے فی الحقیقت امام آنحضرتؐ تھے۔ اس حدیث کو اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ ناسخ ہے پہلی حدیث کی امام احمد اور اسحاق نسخ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر پڑھنا چاہیے اگرچہ وہ قیام پر قادر ہوں امام احمد نے کہا کہ ایسا ہی کیا چار صحابیوں نے بعد نبی ﷺ کے اور وہ جابر اور ابوہریرہؓ اور اسید بن حضیر اور قیس بن فہد ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصلّی کو اشارہ کر دینا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام بدل جائے تو نماز میں خلل نہیں ہوتا۔

٦۔ بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ عَلٰى صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان بیٹھ کر پڑھنے سے

(۲۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِّثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ قَائِمٌ. (اخرجه مسلم و النسائی و ابن ماجه)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے بہ نسبت کھڑے ہو کر پڑھنے کے۔

ف : یعنی نفل نماز کو اگر بیٹھ کر ادا کرے گا اور کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو آدھا ثواب ہوگا لیکن فرض بیٹھ کر پڑھنا اسی صورت میں درست ہے جب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو۔

(٢١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ نَالَنَا وَبَاءٌ مِّنْ وَعْكِهَا شَدِيْدٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ سُبْحَتِهِمْ قُعُوْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آئے ہم مدینہ میں تو بخار وبائی بہت سخت ہو گیا ہم کو پس آئے رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس اور وہ نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے سو فرمایا آپؐ نے جو بیٹھ کر پڑھے گا اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا۔

٧۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

(٢٢) عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ اَطْوَلَ مِنْهَا.

(اخرجه مسلم)

حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے کبھی مگر وفات سے ایک سال پہلے آپ ﷺ نفل بیٹھ کر پڑھتے اور سورت کو اس قدر خوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ بڑی سے بڑی ہو جاتی۔

(٢٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى اَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِّنْ ثَلٰثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً ثُمَّ رَكَعَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے مگر جب سن آپ کا زیادہ ہو گیا تو بیٹھ کر پڑھنے لگے جب بھی تیس یا چالیس آیتیں رکوع سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے۔

ف : یعنی پہلے بیٹھ کر پڑھنا شروع کرتے جب رکوع قریب ہوتا تو کچھ آیتیں کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بیٹھنے سے کھڑے ہو جانا درست ہے اسی طرح کھڑے سے بیٹھ جانا بھی درست ہے۔

(٢٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَآءَتِهٖ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ ثَلٰثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تو پڑھا کرتے کلام اللہ کو بیٹھے بیٹھے۔ جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو کر ان کو پڑھتے۔ پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں اسی طرح کرتے۔

(٢٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ

امام مالک کو پہنچا عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیبؒ سے کہ وہ نفل نماز

ابْنَ الْمُسَيَّبِؒ كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ. پڑھتے بیٹھ کر دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے اور سرین زمین سے لگا کر۔

ف: نفل نماز میں بیٹھنے کی کوئی صورت خاص مقرر نہیں جس طرح بیٹھے خواہ نماز فرض کے قعدہ کی طرح یا چارزانو یا سرین پر۔ دارقطنی نے روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے چارزانو بیٹھ کر قاضی عبدالوہاب نے کہا کہ یہی صورت افضل ہے۔

٨۔بَابُ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى — نماز وسطیٰ کا بیان

(٣٦) عَنْ اَبِىْ يُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَتْنِىْ عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا ثُمَّ قَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّىْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَىَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. (اخرجه مسلم)

ابو یونس سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام کے لکھنے کا اور کہا کہ جب تم اس آیت پر پہنچو۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى الآية تو مجھ سے خبر کر دینا پس جب پہنچا میں اس آیت کو تو خبر دے دی میں نے ان کو کہا انہوں نے یوں لکھو۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور وسطیٰ نماز پر اور عصر کی نماز پر کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے سنا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز نہیں ہے لیکن یہ روایت یوں بھی آئی ہے وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ بغیر واو عطف کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطف تفسیری ہے۔ نووی نے کہا کہ احادیث صحیحہ اس امر پر ناطق ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور بعضوں کے نزدیک ظہر کی نماز اور بعضوں کے نزدیک مغرب کی اور بعضوں کے نزدیک عشاء کی اور بعضوں کے نزدیک جمعہ کی اور بعضوں کے نزدیک وتر کی اور بعضوں کے نزدیک عیدین کی لیکن ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے حنابلہ اور حنفیہ کا پھر یہ قول کہ صبح کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ کا بعضوں نے کہا ہے صلوٰۃ وسطیٰ ہر شخص کی نسبت مختلف ہے۔ جو شخص جس نماز میں سستی کرتا ہے اور وہ اس پر شاق ہوتی ہے اس کے حق میں وہی وسطیٰ ہے اور مصلحت صلوٰۃ وسطیٰ کی پوشیدہ رکھنے میں وہی ہے جو سابقہ جمعہ اور شب قدر کے مخفی رکھنے میں ہے تا کہ لوگ نماز کی محافظت کو لازم جانیں۔

(٣٧) عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ مُصْحَفًا لِّحَفْصَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّىْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَىَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. (هذه الحديث رواه مالك موقوفا)

عمرو بن رافع سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لکھتا تھا حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تو کہا انہوں نے جب تم اس آیت کو پہنچو حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى تو مجھے اطلاع کرنا پس جب پہنچا میں اس آیت پر خبر کی میں نے ان کو تو لکھوایا انہوں نے اس طرح حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةُ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور عصر کی نماز پر اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے چپ اور خاموش۔

(٢٨) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ يَرْبُوْعِ نِ الْمَخْزُوْمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الظُّهْرِ .(رواه ابو داؤد عنه مرفوعاً)

عبدالرحمٰن بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے تھے صلوٰۃ الوسطیٰ ظہر کی نماز ہے۔

(٢٩) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُوْلَانِ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ.

امام مالک کو پہنچا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ دونوں صاحب فرماتے تھے کہ صلوٰۃ وسطیٰ صبح کی نماز ہے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے اور قول حضرت علی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا سب روایتوں میں مجھے زیادہ پسند ہے۔

٩ـبَابُ الرُّخْصَةِ فِى الصَّلٰوةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان

(٣٠) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں لپیٹے تھے آپؐ اس کو اور دونوں کنارے اس کے دونوں کندھوں پر تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں۔

ف : دونوں کنارے اس کے دونوں کندھوں پر تھے اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک کنارہ آپ نے داہنے ہاتھ کے نیچے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال لیا اور دوسرا کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے کر داہنے کندھے پر ڈال لیا اس کو زبان عربی میں توشیح اور اضطباع بھی کہتے ہیں۔

(٣١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ.(اخرجه البخاری و مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ نماز درست ہے ایک کپڑے میں فرمایا آپؐ نے کیا تم میں سے ہر کسی کو دو کپڑے ملتے ہیں۔

ف : یعنی ہر شخص کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے اور نماز پڑھنا فرض ہے پھر خواہ مخواہ ایک کپڑے سے پڑھے گا اس سے معلوم ہو گیا کہ ایک کپڑے سے پڑھنا درست ہے۔

(٣٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِؒ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اَبُوْهُرَيْرَةَ هَلْ يُصَلِّى الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ تَفْعَلُ اَنْتَ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ اِنِّيْ لَاُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَاِنَّ ثِيَابِيْ لَعَلَى الْمِشْجَبِ.

سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے تو کہا درست ہے پس کہا گیا ان سے کیا تم بھی ایسا کرتے ہو جواب دیا ہاں میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں باوجود اس بات کے کہ میرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود کپڑے موجود ہونے کے ایک کپڑے سے نماز درست ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں سے پڑھے خصوصاً مسجدوں میں جانا اچھے کپڑے پہن کر اولیٰ ہے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. یعنی لے لو

زینت اپنی ہر مسجد میں جاتے وقت۔

(۳۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ يُصَلِّىْ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.

امام مالک کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ انصاری نماز پڑھتے تھے ایک کپڑے میں۔

ف : روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور زیادہ کیا کہ جابرؓ نے کہا دیکھا میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ جابرؓ نے نماز پڑھی ایک تہہ بند میں اور کپڑے ان کے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ پس بولا ایک شخص کیا تم نماز پڑھتے ہو ایک تہہ بند میں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ امر اس لیے کیا تھا کہ تجھ سا بے وقوف مجھے دیکھے اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگوں میں سے کس کے پاس دو کپڑے تھے۔ (زرقانی)

(۳۴) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ كَانَ يُصَلِّىْ فِى الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نماز پڑھتے تھے صرف کرتہ پہن کر۔

(۳۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ فَاِنْ كَانَ الثَّوْبُ قَصِيْرًا فَلْيَتَّزِرْ بِهٖ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نہ پائے دو کپڑے تو نماز پڑھے ایک کپڑا لپیٹ کر اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اس کی تہ بند کر لے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جو شخص نماز پڑھے ایک قمیص میں تو اس کو چاہیے کہ اپنے مونڈھوں پر کوئی کپڑا ڈال لے۔

ف : کیونکہ بخاریؒ نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ نماز پڑھے کوئی تم میں سے ایک کپڑا پہن کر مونڈھے کھول کر قمیص سے مراد اس مقام میں شائد وہ قمیص ہے جس میں باہیں نہیں ہوتیں مثل صدریہ کے بنایا جاتا ہے اس لیے مونڈھے چھپانے کا حکم کیا یا وہ قمیص جس کے چاک مونڈھے پر ہوں اور چھپ نہ سکتے ہوں۔

۱۰۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِىْ صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ فِى الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ

عورت کی نماز فقط کرتے اور سر بندھن میں ہو جانے کا بیان

ف : اس باب میں مجاہد کے قول کا رد مقصود ہے انہوں نے کہا کہ عورت کی نماز چار کپڑوں سے کم میں نہیں ہو سکتی۔ ایک کرتہ دوسرے خمار جس کو سر بندھن کہتے ہیں تیسرے ازار چوتھے دوپٹہ۔ ابن منذر نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک عورت کو کرتا اور سر بندھن ہونا ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس کا تمام بدن اور سر نماز میں چھپا رہے پس اگر ایک ہی کپڑا اس قدر بڑا ہو کر سر سمیت سارا بدن ڈھپ جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔ (زرقانی)

(۳۶) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ ﷺ كَانَتْ تُصَلِّىْ فِى الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور سر بندھن میں۔

ف : مگر وہ کرتہ اتنا لمبا ہوتا تھا جس سے سارا بدن ڈھپ جاتا تھا یہاں تک کہ پاؤں بھی ڈھپے رہتے تھے جیسا کہ آگے کی حدیث میں آتا ہے۔

(۳۷) عَنْ اُمِّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ ﷺ مَاذَا تُصَلِّىْ فِيْهِ الْمَرْاَةُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَتْ فِىْ

ام حرام سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ عورت کس قدر کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے تو

الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ اِذَا غَيَّبَتْ ظُهُوْرُ قَدَمَيْهَا.
(اخرجه ابو داؤد مرفوعاً)

جواب دیا کہ خمار اور کرتہ میں مگر وہ کرتہ ایسا لمبا ہو کہ اس سے پاؤں ڈھپ جائیں۔

(۳۸) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ وَكَانَ فِىْ حِجْرِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ كَانَتْ تُصَلِّىْ فِى الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ.

عبیداللہ خولانی جو لے پالک تھے حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ان سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور خمار یعنی سر بندھن میں اور ازار نہیں پہنے ہوتی تھیں۔

(۳۹) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ فَقَالَتْ اِنَّ الْمِنْطَقَ يَشُقُّ عَلَيَّ اَفَاُصَلِّىْ فِىْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ فَقَالَ نَعَمْ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا.

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک عورت نے پوچھا کہ ازار باندھنا دشوار ہوتا ہے مجھ کو کیا نماز پڑھ لوں کرتہ اور سر بندھن میں۔ جواب دیا عروہ نے کہ ہاں جب کرتہ خوب بڑا ہو۔

ف: یعنی اس قدر نیچا کہ پاؤں کی پشت چھپی رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا سارا بدن ستر ہے سوا منہ اور دونوں کف کے اور یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر پاؤں کی پشت بھی کھلی رہے تو نماز ہو جائے گی۔ (مصفی)

كِتَابُ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فِى السَّفَرِ

١۔ بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِى الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ

دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان سفر اور حضر میں

(١) عَنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِىْ سَفَرِهٖ اِلٰى تَبُوْكَ.

اعرج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمع کرتے تھے ظہر اور عصر کو سفر تبوک میں۔

ف: تبوک ایک مقام کا نام ہے جہاں پر لڑائی کو رسول اللہ ﷺ گئے تھے۔ زرقانی نے کہا کہ جمع دو طرح کا ہو گا ایک جمع تقدیم اور دوسرے جمع تاخیر جمع تقدیم یہ ہے کہ ظہر کے وقت میں عصر پڑھ لے اور جمع تاخیر یہ کہ عصر کے وقت میں ظہر پڑھے اسی طرح مغرب اور عشاء میں جمع تقدیم یہ ہے کہ مغرب کے وقت میں عشاء بھی پڑھ لے اور جمع تاخیر یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب پڑھ لے ابوداؤد نے کہا اکثر حدیثیں جمع تاخیر پر دلالت کرتی ہیں اور جمع تقدیم میں کوئی حدیث قائم نہیں پائی گئی مگر ترمذی اور احمد اور ابن حبان کی روایت میں معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ سفر تبوک میں جب کوچ کرتے قبل زوال آفتاب کے تو جمع تاخیر کرتے اور جب کوچ کرتے بعد زوال آفتاب کے تو جمع تقدیم کرتے اور احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے مرفوعاً لیکن اس کی اسناد میں ضعف ہے اور بیہقی نے بہ اسناد صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا جمع تقدیم کو علماء کے اس مقام میں بہت مذاہب ہیں حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جمع بالکل درست نہیں ہے مگر عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کا حج میں اور شافعی کے نزدیک مسافر کو جمع درست ہے۔ اسی طرح جب پانی برستا ہو اور احمد اور اسحاق کے نزدیک سفر اور مطر اور مرض میں جمع درست ہے اور محققین اہل حدیث کے نزدیک حضر میں بھی حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لیے جمع کرنا درست ہے۔ بشرطیکہ عادت اس کی نہ کر لے اور یہی مختار

ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا۔

(۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ تَبُوْكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ قَالَ فَاَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَاْتُوْنَ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَيْنَ تَبُوْكَ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَاْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِىَ النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَ هَا فَلَا يَمَسَّنَّ مِنْ مَّاءِ هَا شَيْئًا حَتّٰى اٰتِىَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِصُّ بِشَىْءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَّآءِ هَا شَيْئًا فَقَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَا ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَيْدِيْهِمْ مِّنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِىْ شَىْءٍ ثُمَّ غَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَعَادَهٗ اِلَيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَآءٍ كَثِيْرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔ (اخرجه مسلم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے غزوہ تبوک کے سال تو رسول اللہ ﷺ جمع کرتے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو پس ایک دن تاخیر کی ظہر کی پھر نکل کر ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھا پھر داخل ہوئے ایک مقام میں پھر وہاں سے نکل کر مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھا پھر فرمایا کہ کل اگر خدا چاہے تو تم پہنچ جاؤ گے تبوک کے چشمہ پر سو تم ہرگز نہ پہنچو گے یہاں تک کہ دن چڑھ جائے گا اگر تم میں سے کوئی اس چشمہ پر پہنچے تو اس میں کا پانی نہ چھوئے جب تک میں نہ آلوں پھر پہنچے ہم اس چشمہ پر اور ہم سے آگے دو شخص وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ میں کچھ تھوڑا سا پانی چمک رہا تھا پس پوچھا ان دونوں شخصوں سے رسول اللہ ﷺ نے کیا چھوا تم نے اس کا پانی بولے ہاں سو خفا ہوئے رسول اللہ ﷺ ان دونوں پر سخت کہا ان کو اور جو منظور تھا اللہ کو وہ کہا ان سے پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی چشمہ سے نکال کر ایک برتن میں اکٹھا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ اور ہاتھ دونوں اس میں دھو کر وہ پانی پھر اس چشمہ میں ڈال دیا پس چشمہ خوب بھر کر بہنے لگا سو پیا لوگوں نے پانی اور پلایا جانوروں کو بعد اس کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قریب ہے اے معاذ اگر زندگی تیری زیادہ ہو تو دیکھے گا تو یہ پانی بھر دے گا باغوں کو۔

ف : یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کی سچ ہوئی معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ اس کا پانی باغوں میں بھرا جاتا تھا۔ ابن وضاح نے کہا کہ میں نے خود جا کر اس مقام کو دیکھا چشمہ کے گرد تمام باغ سرسبز ہونے لگے۔ اور شائد قیامت تک ایسا ہی رہے۔

(۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَجَّلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ۔ (اخرجه البخارى ومسلم)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا سفر میں منظور ہوتا تو جمع کر لیتے مغرب اور عشاء کو۔

(۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَرٰى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پڑھیں ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) بغیر خوف اور

ذٰلِکَ کَانَ فِیُ مَطَرٍ.

بغیر سفر کے امام مالکؒ نے کہا کہ میرے نزدیک شاید یہ واقعہ بارش کے وقت ہوگا۔ (اخرجه مسلم)

ف: یہ خیال امام مالک کا صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح مسلم اور اصحابِ سنن کی روایت میں مِنُ غَیُرِ خَوُفٍ وَّلَامَطَرٍ موجود ہے۔ یہی حدیث دلیل ہے محققین اہل حدیث کی اس باب میں کہ جمع کرنا ظہر اور مغرب اور عشاء کا حضر میں حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لیے درست ہے اگر چہ ائمہ اربعہ اس کے خلاف ہیں پھر جب حدیث صحیح موجود ہو تو خلاف ائمہ اربعہ بلکہ سارے جہان کے ائمہ اور علماء کا ضرر نہیں کرتا رسول اللہ ﷺ سے خطا نہیں ہوسکتی اور سارے جہان کے مولوی اور علماء خطا کر سکتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف میں جو استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں میں سو اس نے ایک کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

جواب: اس کا یہ ہے یہ استدلال بالکل نادرست ہے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے بہ اجماع محدثین پھر کیونکر معارض ہوگی حدیث صحیح کے۔

(۵) عَنُ نَافِعٍ اَنَّ عَبُدَاللّٰهِ بُنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا جَمَعَ الْاُمَرَآءُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِی الْمَطَرِ جَمَعَ مَعَهُمُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع کر لیتے حاکموں کے ساتھ مغرب اور عشاء میں بارش کے وقت۔

(۶) عَنِ ابُنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ سَالِمَ بُنَ عَبُدِاللّٰهِ هَلُ یُجُمَعُ بَیُنَ الظُّهُرِ وَالْعَصُرِ فِی السَّفَرِ فَقَالَ نَعَمُ لَا بَاْسَ بِذَالِکَ اَلَمُ تَرَ اِلٰی صَلٰوةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ.

ابن شہاب نے پوچھا سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا سفر میں ظہر اور عصر جمع کی جائیں بولے کچھ حرج نہیں ہے کیا تم نے عرفات میں نہیں دیکھا ظہر اور عصر کو جمع کرتے ہیں۔

(۷) عَنُ عَلِیِّ بُنِ الْحُسَیُنِ اَنَّهُ کَانَ یَقُولُ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنُ یَّسِیُرَ یَوُمَهُ جَمَعَ بَیْنَ الظُّهُرِ وَالْعَصُرِ وَاِذَا اَرَادَ اَنُ یَّسِیُرَ لَیُلَهُ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغُرِبِ وَالْعِشَآءِ.

امام زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کو چلنا چاہتے ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو چلنا چاہتے مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔

ف: بعض حنفیہ نے اس جمع کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ مراد جمع سے جمع صوری ہے۔ نہ حقیقی یعنی ظہر کی تاخیر کرنا اس قدر کہ جب نماز ظہر کی پڑھ لیں تو عصر کا وقت ہو جائے پھر عصر پڑھ لیں تو صورۃً یعنی ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازوں کا جمع ہوا مگر نفس الامر اور حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک نماز اپنے وقت میں ہے لیکن یہ توجیہہ مردود ہے اس لیے کہ جمع مشروع ہوا ہے واسطے آسانی اور رفع حرج کے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب سوال ہوا اس کا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمع سے یہ قصد کیا کہ میری امت کو حرج نہ ہو اور جمع صوری میں تو بڑی دقت اور نہایت حرج ہے۔ کیونکہ اوّل و آخر وقت کا کسی کو آسانی سے معلوم نہیں ہوسکتا بلکہ سوائے اخص الخواص کے بہت خواص اور تمام عوام اس کی دریافت سے عاجز ہیں۔

۲۔ بَابُ قَصُرِ الصَّلٰوةِ — سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

(۸) عَنُ اُمَیَّةَ بُنِ عَبُدِاللّٰهِ بُنِ خَالِدِ بُنِ اُسَیُدٍ اَنَّهُ

امیہ بن عبداللہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ہم پاتے

سَأَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَجِدُ صَلٰوةَ الْخَوْفِ وَصَلٰوةَ الْحَضَرِ فِى الْقُرْاٰنِ وَلَا نَجِدُ صَلٰوةَ السَّفَرِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَابْنَ اَخِىْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَاِنَّا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ.

(اخرجه النسائی و ابن ماجه)

ہیں خوف کی نماز اور حضر کی نماز کو قرآن میں اور نہیں پاتے ہیں ہم سفر کی نماز کو قرآن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اے بھتیجے! میرے اللہ جل جلالہ نے بھیجا ہماری طرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اس وقت میں کہ ہم کچھ نہ جانتے تھے پس کرتے ہیں ہم جس طرح ہم نے دیکھا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے۔

ف : یعنی کلام اللہ میں قصر کا ذکر موجود ہے لیکن اسی شرط سے جب خوف ہو کفار کا اور بغیر خوف کے سفر میں قصر کرنے کا کلام اللہ میں ذکر نہیں ہے یہ حدیث ثابت ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے یہ صدقہ ہے اللہ کا قبول کرو اس کو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے بیچ میں دو دو رکعتیں پڑھیں اور ہم امن سے تھے کسی طرح کا خوف نہ تھا۔

(۹) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِى الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَ زِيْدَ فِىْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ نمازیں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں حضر اور سفر میں بعد اس کے سفر کی نماز اپنے حال پر رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

ف : بخاریؒ کی روایت میں ہے کہ نمازیں پہلے دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر جب ہجرت کی نبی ﷺ نے تو چار ہو گئیں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضر اور سفر میں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں لیکن جب آئے رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اور اطمینان ہو گیا تو حضر کی نماز میں دو دو رکعتیں اور بڑھا دی گئیں اور فجر کی نماز اپنے حال پر رہی تا کہ اس میں قرأت طول کی جائے اور مغرب کی نماز اپنے حال پر رہی کیونکہ وہ وتر ہے دن کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعتیں پوری پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ اصل سفر کی نماز دو ہی رکعتیں مشروع ہوئی ہیں اور بعض ائمہ کے نزدیک سفر میں قصر کرنا رخصت ہے اور تمام کرنا افضل ہے۔(زرقانی)

(۱۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَا اَشَدَّ مَا رَأَيْتَ اَبَاكَ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ فِى السَّفَرِ فَقَالَ سَالِمٌ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَ نَحْنُ بِذَاتِ الْجَيْشِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْعَقِيْقِ.

یحییٰ بن سعید نے کہا سالم بن عبداللہ سے کہ تم نے اپنے باپ کو کہاں تک دیر کرتے دیکھا مغرب کی نماز میں سفر میں سالم نے کہا آفتاب ڈوب گیا تھا اور ہم اس وقت ذات الجیش میں تھے پھر نماز پڑھی مغرب کی عقیق میں۔

ف : حالانکہ ذات الجیش سے عقیق بارہ میل ہے اور ابن وضاح نے کہا سات میل ہے اور ابن وہب نے کہا چھ میل ہے بہر حال مغرب کو دیر کر کے عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ پڑھا۔ اس سے جمع کرنا سفر میں ثابت ہوا۔

٣۔ بَابُ مَايَجِبُ فِيهِ قَصْرُ الصَّلٰوةِ — قصر کی مسافت کا بیان

علماء نے اختلاف کیا ہے اس میں بعض کہتے ہیں دو دن کی راہ میں قصر کرنا چاہیے بعض کہتے ہیں ایک دن کی راہ میں بعض کہتے ہیں تین دن کی راہ میں مگر محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جس کو عرفِ عام میں سفر کہیں اس میں قصر کرنا چاہیے اور جس کو سفر نہ کہیں اس میں قصر نہ کیا جائے اس لیے کہ نبی ﷺ سے کوئی مدت خاص تصریح اس باب میں منقول نہیں ہے اور وہ جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے اہل مکہ نہ قصر کرو تم نماز کا چار برد سے کم میں تو یہ حدیث ضعیف ہے قابل اعتماد کے نہیں ہے روایت کیا اس کو دارقطنی اور ابن ابی شیبہ نے اور اللہ جل جلالہٗ کا کلام وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ مطلق ہے شامل ہے ہر قسم کے سفر کو۔ واللہ اعلم

(١١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ سے نکلتے مکہ کو حج یا عمرہ کے لیے تو قصر کرتے نماز کا ذوالحلیفہ سے۔

ف: ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے چھ میل پر وہی میقات ہے اہل مدینہ کا۔

(١٢) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ رَكِبَ اِلٰى رِيْمٍ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِىْ مَسِيْرِهٖ ذَالِكَ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ سے سوار ہوئے ریم کو جانے کے لیے تو قصر کیا نماز کو راہ میں۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ ریم مدینہ سے چار برد کے فاصلے پر ہے۔

ف: برد برید کی جمع ہے ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل کا تو چار برید کے اڑتالیس میل ہوئے اور اڑتالیس میل چوبیس کوس ہوتے ہیں جو ہندوستان کی دو منزلیں ہوئیں اس سے دو منزل کی مسافت میں قصر کرنا ثابت ہوتا ہے۔

(١٣) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَكِبَ اِلٰى ذَاتِ النُّصُبِ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِىْ مَسِيْرِهٖ ذٰلِكَ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے مدینہ سے ذات النصب کو تو قصر کیا نماز کو راہ میں۔

کہا مالکؒ نے ذات النصب مدینہ سے چار برد ہوگا۔

(١٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ اِلٰى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کرتے تھے مدینہ سے خیبر کا تو قصر کرتے تھے نماز کو۔

ف: مدینہ سے خیبر ٩٦ میل ہے۔ عبدالرزاق نے نافع سے روایت کیا کہ ادنیٰ مسافت قصر کی اس قدر تھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک۔ (زرقانی)

(١٥) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِىْ مَسِيْرِهِ الْيَوْمَ التَّامَّ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قصر کرتے تھے نماز کا پورے ایک دن کی مسافت میں۔

(١٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْبَرِيْدَ فَلَا يَقْصُرُ.

نافع سفر کرتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک برید کا تو نہیں قصر کرتے تھے نماز کا۔

(١٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قصر کرتے تھے نماز کا

يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَ فِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجَدَّةَ.

اس قدر مسافت میں جتنے مکہ اور طائف کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور عسفان کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور جدہ کے بیچ میں ہے۔

کہا مالکؒ نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے قصر کے باب میں اور یہ سب مسافتیں چار چار برد کی ہوں گی۔ کہا مالکؒ نے نہ قصر کرے مسافر نماز کا جب تک نکل نہ جائے آبادی سے شہر کے اور نہ ترک کرے قصر کو جب تک آبادی میں شہر کی داخل نہ ہو یا اس کے قریب نہ ہو جائے۔

ف : زرقانی نے کہا کہ یہ امر اجماعی ہے لیکن جب سفر کو نکلنے لگے تو قصر کہاں سے شروع کرے اس میں اختلاف ہے بعض سلف نے یہ کہا ہے کہ جب ارادہ سفر کا کر لے تو اپنے گھر سے قصر کر سکتا ہے ابن منذر نے اس کو رد کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جتنی روایتیں ہیں سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعد مدینہ کے باہر ہو جانے کے آپ نے قصر کیا۔

۴۔بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ اِذَا لَمْ يُجْمِعْ مُكْثًا

مسافر جب نیت اقامت کی نہ کرے اور یونہی ٹھہر جائے تو قصر کرنے کا بیان

(۱۸) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ مَالَمْ اُجْمِعْ مُكْثًا وَّ اِنْ حَبَسَنِيْ ذَالِكَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ لَيْلَةً.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نماز قصر کیا کرتا ہوں جب تک نیت نہیں کرتا اقامت کی اگرچہ بارہ راتوں تک پڑا رہوں۔

ف : ترمذی نے کہا اجماع کیا اہل علم نے کہ اگر مسافر نیت اقامت کی نہ کرے مگر کسی باعث سے ٹھہر جائے تو وہ قصر کیا کرے اگرچہ کئی سال اسی طرح گزر جائیں۔

(۱۹) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَّقْصُرُ الصَّلٰوةَ اِلَّا اَنْ يُّصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ فَيُصَلِّيْهَا بِصَلٰوتِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں دس رات تک ٹھہرے رہے اور نماز کا قصر کرتے رہے مگر جب امام کے ساتھ پڑھتے تو پوری پڑھ لیتے۔

۵۔بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ اِذَا اَجْمَعَ مُكْثًا

مسافر جب نیت اقامت کی کرے تو اس کا بیان

(۲۰) عَنْ عَطَاءِ نِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَنْ اَجْمَعَ اِقَامَةَ اَرْبَعَ لَيَالٍ وَّهُوَ مُسَافِرٌ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے جو شخص نیت کرے چار رات کے رہنے کی تو وہ پورا پڑھے نماز کو۔

کہا مالکؒ نے مجھے یہ پسند ہے۔

ف : اور شافعیؒ اور ابوثورؒ اور داؤد اور ایک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے دلیل اُن کی حدیث ہے علاء بن حضرمی کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے مہاجر بعد ادا کرنے ارکانِ حج کے مکہ میں تین دن۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چار دن ٹھہرے گا تو مکہ کا مقیم ہو جائے گا اور مہاجرین مدینہ کو اس زمانہ میں مکہ کی اقامت درست نہ تھی۔ ثوری اور ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پندرہ روز کی اقامت کی نیت نہ کرے قصر کرتا رہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے طحاوی نے کہا کہ مخالفت ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور صحابیوں کی جانب سے ثابت نہیں ہے تو ضرور ہے عمل کرنا ان کے قول پر۔ امام محمدؒ نے مؤطا میں کہا کہ ہم اس روایت سعید بن المسیبؒ سے جو

مالکؒ نے نقل کی ہے اخذ نہیں کرتے بلکہ ہمارے نزدیک جب تک مسافر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے قصر کیے جائے اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن المسیبؒ کا۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرتے تو نماز پوری پڑھتے (محلی وزرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے قیدی کی نماز کا تو جواب دیا کہ قیدی مثل مقیم کے نماز پڑھے مگر جب مسافر ہو تو قصر کرے۔

٦۔بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ اِذَا كَانَ اِمَامًا اَوْ وَرَآءَ اِمَامٍ

مسافر کا امام ہونا یا امام کے پیچھے نماز پڑھنا

(۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ آئے تو جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر کہتے اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

ف : ترمذی نے اس حدیث کو مرفوعاً عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں حاضر ہوا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں تو آپؐ نے اقامت کی مکہ میں اٹھارہ راتوں تک نہیں پڑھتے تھے آپ مگر دو رکعتیں پھر فرما دیتے تھے اے شہر والو! تم پڑھ لو چار رکعتیں کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ زرقانی نے کہا کہ اسناد اس کی ضعیف ہے۔

(۲۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّيْ وَرَآءَ الْاِمَامِ بِمِنًى اَرْبَعًا فَاِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے تھے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

(۲۳) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يَعُوْدُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَاَتْمَمْنَا.

صفوان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیادت کرنے آئے عبداللہ بن صفوان کے پاس تو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جب انہوں نے سلام پھیرا ہم اٹھے اور پورا کیا نماز کو۔

٧۔بَابُ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي السَّفَرِ بِالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ

سفر میں رات اور دن کو نفل پڑھنے کا بیان اور جانور پر نماز پڑھنے کا بیان

(۲٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ مَعَ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ فِي السَّفَرِ شَيْئًا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا اِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْاَرْضِ وَعَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں فرض کے ساتھ نفل نہیں پڑھتے تھے نہ آگے فرض کے نہ بعد فرض کے مگر رات کو زمین پر اُتر کے اور کبھی اونٹ ہی پر نفل پڑھتے تھے اگرچہ منہ اونٹ کا قبلہ کی طرف نہ ہوتا۔

ف : صحیح مسلم میں حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوا مکہ کی راہ میں تو ظہر کی دو رکعتیں فرض کی پڑھ کر چلے آئے اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے آئے پھر دیکھا لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے پوچھا کیا پڑھتے ہیں لوگوں نے کہا سنت پڑھتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ساتھ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ان میں سے کوئی دو رکعتوں فرض سے زیادہ

نہ پڑھتا تھا پھر اس آیت کو پڑھا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ زرقانی نے کہا کہ بعض احادیث میں کبھی کبھی نفل پڑھنا سفر میں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے ابوداؤد و ترمذی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے اٹھارہ سفر کیے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اور کبھی ترک نہیں کی آپ نے دو رکعتیں سنت کی قبل ظہر کے اور تمام سلف سے جواز سنتوں کے پڑھنے کا سفر میں ثابت ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ سفر میں یہ ہے کہ سوا فجر کی سنتوں اور ایک رکعت وتر کے کوئی سنت نہیں پڑھتے بلکہ صرف فرض پڑھ لیتے ہیں اور ظہر، عصر اور مغرب، عشا کو جمع کرتے ہیں کبھی جمع تقدیم کبھی جمع تاخیر۔

(٢٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ قَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَابَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانُوْا يَتَنَفَّلُوْنَ فِي السَّفَرِ.

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن الزبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہما نفل پڑھا کرتے تھے سفر میں۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے سفر میں نفل پڑھنے کا تو جواب دیا کہ کچھ قباحت نہیں ہے اور بعض اہل علم سے مجھے پہنچا ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے سفر میں۔

(٢٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى ابْنَهُ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے عبید اللہ کو سفر میں نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے پھر کچھ انکار نہ کرتے تھے اُن پر۔

ف : اس اثر سے جواز ثابت ہوا اور اس میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض ہماری اولویت سے ہے۔

(٢٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ وَّهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى خَيْبَرَ. (اخرجه مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے گدھے پر اور رُخ آپ کا خیبر کی جانب تھا۔

ف : رکوع اور سجود اشارہ سے کرتے تھے۔ (زرقانی)

(٢٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ وَّ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اونٹ پر سفر میں جس طرف اونٹ کا منہ ہوتا تھا اُسی طرف اپنا منہ کرتے تھے عبداللہ بن دینار نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔

ف : یعنی نفل نماز پڑھتے تھے اس لیے کہ فرض بغیر عذر کے سواری پر درست نہیں ہیں اوپر کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سفر میں فرض پر زیادہ نہ کرتے تھے اس سے یہ غرض ہے کہ نوافل کو زمین پر نہیں پڑھتے تھے بلکہ اونٹ پر یا سواری پر پڑھ لیتے تھے پس اب وہ روایت اس روایت کی مخالف نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

(٢٩) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ سَفَرٍ وَّهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَّهُوَ مُتَوَجِّهٌ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے تھے سفر میں گدھے پر اور منہ اُن کا قبلہ کی طرف نہ تھا

اِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَۃِ یَرْکَعُ یَسْجُدُ اِیْمَاءً مِّنْ غَیْرِ اَنْ یَضَعَ وَجْھَہٗ عَلٰی شَیْءٍ. (اخرجه البخاری و مسلم)

رکوع اور سجدہ اشارہ سے کر لیتے تھے بغیر اس امر کے کہ منہ اپنا کسی چیز پر رکھیں۔

ف : بخاری ومسلم نے زیادہ کیا کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں نہ کرتا۔

٨۔بَابُ صَلٰوۃِ الضُّحٰی

چاشت کی نماز کا بیان جس کو اشراق کی نماز بھی کہتے ہیں وقت اس کا آفتاب کے بلند ہونے سے دوپہر تک ہے

(٣٠) عَنْ اُمِّ ھَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَلّٰی عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا ثَوْبٍ وَّاحِدٍ.(اخرجه البخاری)

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سال مکہ فتح ہوا آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں ایک کپڑا اوڑھ کر۔

(٣١) عَنْ اُمِّ ھَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَھَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّہٗ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَۃُ ابْنَتُہٗ تَسْتُرُہٗ بِثَوْبٍ فَقَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَقَالَ مَنْ ھٰذِہٖ فَقُلْتُ اُمُّ ھَانِئٍ بِنْتُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ ھَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِہٖ قَامَ فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّیْ عَلِیٌّ اَنَّہٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُہٗ فُلَانَ بْنَ ھُبَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ یَا اُمَّ ھَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ ھَانِئٍ وَذٰلِکَ ضُحًی. (اخرجه البخاری و مسلم)

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس سال فتح ہوا مکہ تو پایا میں نے آپؐ کو غسل کرتے ہوئے اور فاطمہؓ بیٹی آپ کی چھپائے ہوئے تھیں آپ کو ایک کپڑے سے کہا ام ہانیؓ نے سلام کیا میں نے آپ کو تب فرمایا آپؐ نے خوشی ہو ام ہانی کو پھر جب فارغ ہوئے آپؐ غسل سے کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑا پہن کر جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے بھائی علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مار ڈالوں گا اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی ہے وہ شخص فلانا بیٹا ہبیرہ کا ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم نے پناہ دی اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی کہا ام ہانی نے اس وقت چاشت کا وقت تھا۔

ف : اس حدیث سے آٹھ رکعتیں ضحیٰ کی معلوم ہوئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امان دینا عورت کا صحیح ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا۔

(٣٢) عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّھَا قَالَتْ مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ سُبْحَۃَ الضُّحٰی قَطُّ وَ اِنِّیْ لَاُسَبِّحُھَا وَ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیَدَعُ الْعَمَلَ بِالشَّیْءِ وَھُوَ یُحِبُّ اَنْ یَّعْمَلَ بِہٖ خَشْیَۃَ اَنْ یَّعْمَلَ بِہِ النَّاسُ فَیُفْرَضَ عَلَیْھِمْ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز چاشت کی پڑھتے ہوئے کبھی مگر میں پڑھتی ہوں اس کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ ایک بات کو دوست رکھتے تھے مگر اس کو نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ لوگ بھی اس کو کرنے لگیں اور وہ فرض ہو جائے۔

ف : اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ضحیٰ پڑھنا ثابت ہے۔اس صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا

ضرر نہیں کرنا چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو بھی اس نماز کا علم نہ تھا اور نہ وہ اس کو پڑھتے تھے لیکن مسلم نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ضحیٰ کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور زیادہ کرتے تھے جس قدر اللہ چاہتا مگر یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے۔ پس جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آنکھوں سے اسے نہ دیکھا ہو مگر جس شخص نے دیکھا تھا اس سے سن کر پڑھنے کا حال ان کو معلوم ہوا جب تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس کو پڑھا کرتی ہوں۔ اگر بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ پڑھا ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کب پڑھتیں۔

(۳۳) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّى الضُّحٰى ثَمَانِىَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نَشِرَلِىْ اَبَوَاىَ مَا تَرَكْتُهُنَّ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر کہتیں اگر میری ماں اور باپ جی اٹھیں تو بھی میں ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

۹۔ بَابُ جَامِعِ سُبْحَةِ الضُّحٰى.

نماز چاشت کی متفرق حدیثیں

(۳۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّىَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَآءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآءِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی ملیکہ نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کھایا آپ نے کھانا پھر فرمایا کہ کھڑے ہو تا کہ میں نماز پڑھوں تمہارے واسطے کہا انسؓ نے پس کھڑا ہوا میں ایک بوریا لے کر جو سیاہ ہو گیا تھا بوجہ پرانا ہونے کے تو بھگویا میں نے اس کو پانی سے اور کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اور صف باندھی میں نے اور یتیم نے پیچھے آپؐ کے اور بڑھیا نے پیچھے ہمارے تو پڑھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پھر چلے گئے آپؐ۔

(اخرجه البخاری و مسلم)

ف: یہ دعوت طلوع آفتاب کے بعد تھی اس وجہ سے یہ نماز ضحیٰ کی سمجھی گئی۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے عورت کی دعوت قبول کر لینا' پرانے فرش پر جس کی نجاست اور طہارت کا حال معلوم نہ ہو نماز پڑھ لینا' نفل نمازوں کو باجماعت پڑھنا اور ایک لڑکے کا پیچھے امام کے صف باندھ کر کھڑے ہونا' عورت کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهٗ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَآءَهٗ فَقَرَّبَنِىْ حَتّٰى جَعَلَنِىْ حِذَآءَهٗ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَمَّا جَآءَ يَرْفَأُ تَاَخَّرْتُ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهٗ.

عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ میں گیا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گرمی کے وقت تو پایا میں نے ان کو نفل پڑھتے ہوئے پس کھڑا ہونے لگا میں پیچھے ان کے سو قریب کر لیا انہوں نے مجھ کو اور کھڑا کیا آپ نے برابر داہنی طرف بعد اس کے جب آیا یرفا تو پیچھے ہٹ گیا میں اور صف باندھی ہم دونوں نے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے۔

ف: یرفا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم کا نام تھا۔ اس حدیث سے بھی نوافل میں امامت اور جماعت کا جائز ہونا معلوم ہوا۔

١٠۔ بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْ اَنْ يَّمُرَّ اَحَدٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

نمازی کے سامنے سے چلے جانے کا بیان

(٣٦) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَّمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَاْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے جانے نہ دے اگر کوئی جانا چاہے تو اس کو اشارہ سے منع کرے اگر نہ مانے تو پھر زور سے منع کرے اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔

ف : یعنی شیطان کا سا کام کرتا ہے کیونکہ باوصف منع کرنے کے برے کام سے باز نہیں آتا۔ بعضوں نے کہا فليقاتله سے مراد یہ ہے کہ بعد نماز کے اس سے لڑے اور جھگڑا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنا درست ہے۔

(٣٧) عَنْ اَبِيْ جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً.

(اخرجه البخاري و مسلم)

حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزر جانے والا سامنے سے نمازی کے کہ کتنا عذاب ہے اس پر البتہ چالیس (دن یا مہینے یا برس) کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اس کو گزر جانے سے شک ہے اس روایت میں ابوالنصر کو۔

ف : ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ سو برس تک کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اس کو اس ایک قدم سے۔ اس حدیث سے نمازی کے سامنے سے چلے جانے کی بڑی وعید ثابت ہوئی مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگ اس فعل کو آسان سمجھتے ہیں علی الخصوص حرمین شریفین میں تو بلانکیر نمازی کے سامنے سے آتے ہیں۔ وہاں کے علماء کو بھی اس طرف توجہ نہیں ہے کہ عوام کو منع کرتے رہیں۔

(٣٨) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ كَعْبَ الْاَحْبَارَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يُّخْسَفَ بِهٖ خَيْرًا لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ کعب الاحبار نے کہا جو شخص گزرتا ہے نمازی کے سامنے سے اگر اس کو معلوم ہو عذاب اس فعل کا البتہ اگر دھنس جائے زمین میں تو اچھا معلوم ہو اس کو سامنے گزر جانے سے۔

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ اَيْدِي النِّسَآءِ وَهُنَّ يُصَلِّيْنَ.

امام مالک کو پہنچا کہ تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ناپسند سمجھتے یہ کہ وہ گزرے عورتوں کے آگے سے اور وہ نماز پڑھ رہی ہوں۔

(٣٩) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ اَحَدٍ وَّلَا يَدَعُ اَحَدًا يَّمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں گزرتے تھے نماز میں کسی کے سامنے سے اور نہ اپنے سامنے سے کسی کو گزرنے دیتے تھے۔

١١۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

نمازی کے سامنے سے گزر جانے کی اجازت

(۴۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ وَّ اَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لِلنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَ دَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور سن میرا قریب بلوغ کے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے منٰی میں تو گزر گیا میں تھوڑی صف کے سامنے سے پھر اترا میں اور چھوڑ دیا گدھی کو وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا بعد نماز کے کسی نے کچھ برا نہ مانا۔

ف : اس وجہ سے کہ امام کے سامنے سترہ ہوگا اور امام کا سترہ مقتدیوں کو کفایت کرتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گدھے کا سامنے سے گزرنا نماز کو نہیں توڑتا اور ایسا ہی عورت اور سیاہ کتے کا سامنے سے گزر جانا نماز کو فاسد نہیں کرتا لیکن امام احمد کے نزدیک اگر سیاہ کتا نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۴۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصُّفُوْفِ وَالصَّلٰوةُ قَائِمَةٌ.

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کے سامنے سے گزر جاتے تھے نماز میں۔

کہا مالکؒ نے میں اس فعل کو جائز جانتا ہوں اس صورت میں کہ نماز کھڑی ہو جائے اور امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور آدمی کو اندر جانے کی جگہ نہ ملے بغیر صفوں کے سامنے سے جاتے ہوئے۔

ف : لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اندر جانے کی کوئی ضرورت واقع ہو مثلاً پہلی صف میں کچھ جگہ خالی ہو یا اور کوئی باعث ہو ورنہ جائز نہیں الا اس صورت میں کہ امام کے سامنے سترہ ہو۔

(۴۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِّمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ.

امام مالک کو پہنچا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے مگر نماز اس کی نہیں ٹوٹتی۔

ف : اس حدیث کو سعید بن منصور نے حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

(۴۳) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِّمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے مگر اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

ف : دارقطنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد ضعیف ہے ابوداؤد نے ابوسعید سے اور دارقطنی نے انسؓ اور ابی امامہؓ سے مثل اس کی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں جابرؓ سے ایسا ہی اخراج کیا ہے مگر اسناد ان سب روایتوں کی ضعیف ہے یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کا اور ایک قوم کے نزدیک عورت یا گدھے یا سیاہ کتے کے سامنے سے نکل

جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ابوذر کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا ہو تو اپنے سامنے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر رکھ لے ورنہ توڑ دے گی نماز اس کی عورت اور گدھا اور سیاہ کتا۔ الحدیث روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی مسلم نے مرفوعاً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے گزر جانے سے اور اگر سامنے کوئی چیز مثل پالان کی لکڑی کے ہو تو ان سب فسادات سے نماز بچ جاتی ہے۔ محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حدیثیں نماز ٹوٹ جانے کی عورت اور گدھے اور کتے کے گزر جانے سے صحیح ہیں۔ اور حدیث نہ ٹوٹنے نماز کی کسی چیز سے ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ معارض ہو ان احادیث صحیحہ کے پس اخذ کرنا احادیث صحیحہ سے بہتر ہے علی الخصوص جب کہ اس میں احتیاط بھی ہو۔ واللہ اعلم قاضی شوکانی نے نیل الاوتار میں اس مقام پر بہت بسط کیا ہے خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ سیاہ کتے اور عورت حائض کے گزر جانے سے بے شک نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت غیر حائض اور کتے سے جو سیاہ نہیں ہے نماز ٹوٹنے میں کلام ہے۔

١٢۔بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلّٰي فِي السَّفَرِ — سفر میں سترہ کا بیان

(٤٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْتَتِرُ بِرَاحِلَتِهٖ اِذَا صَلّٰى.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹ کو سترہ بنا لیتے جب نماز پڑھتے سفر میں۔

ف: صحیحین میں یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

(٤٥) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الصَّحْرَآءِ اِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نماز پڑھتے تھے صحرا میں بغیر سترہ کے۔

ف: اس وجہ سے کہ وہاں کسی کے آنے یا گزرنے کا احتمال نہ ہوتا ایسے مقام پر سترہ لگانا بھی کچھ ضرور نہیں ہے سترہ وہاں چاہیے جہاں کسی کے گزرنے کا احتمال ہو۔

١٣۔بَابُ مَسْحِ الْحَصْبَاءِ فِي الصَّلٰوةِ — نماز میں کنکروں کا ہٹانا

(٤٦) عَنْ اَبِيْ جَعْفَرِ نِ الْقَارِيِّ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ اِذَا اَهْوٰى لِيَسْجُدَ مَسَحَ الْحَصْبَآءَ لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهٖ مَسْحًا خَفِيْفًا.

ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب جھکتے تھے سجدہ کرنے کے لیے اور اپنے سجدہ کے مقام سے ہلکے سے کنکریوں کو ہٹا دیتے تھے۔

(٤٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُوْلُ مَسْحُ الْحَصْبَآءِ مَسْحَةٌ وَّاحِدَةٌ وَتَرْكُهَا خَيْرٌ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ. (اخرجه ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کنکریوں کا ایک بار ہٹانا درست ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

ف: احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے کھڑا ہو جائے تو رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے پس نہ ہٹائے کنکریوں کو اور عبدالرزاق نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز کو پوچھا یہاں تک کہ کنکریاں ہٹانے کو بھی پوچھا تو آپؐ نے ایک بار کی اجازت دی پھر کہا چھوڑ دے اور امام احمد نے جابرؓ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنکریاں ہٹانے کو پوچھا تو آپؐ نے ایک بار کی اجازت دی اور کہا کہ اگر تو باز رہے اس

سے تو بہتر ہے سوا ونٹوں کالی آنکھ والوں سے اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم سے کنکریاں ہٹانا ثابت ہے وہ اسی موقع پر ہے کہ سجدہ نہ ہوسکتا ہو تو ہٹانا اولیٰ ہے۔

۱۴۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ

صفیں برابر کرنے کا بیان

(٤٨) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَاْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَاِذَا جَآءُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ كَبَّرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے تھے جب وہ لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں برابر ہوگئیں اس وقت تکبیر کہتے۔

ف : ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور حاکم نے بہ اسناد صحیح روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو اور کندھے سے کندھا ملاؤ اور بیچ میں جگہ جو خالی ہو اس کو بند کرو اور بیچ میں خالی جگہ شیطان کے واسطے نہ چھوڑو اور بخاری نے انسؓ سے روایت کیا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو کیونکہ برابر کرنا نماز کے قائم کرنے سے ہے اور ایک روایت میں مسلم اور ابوداؤد کے ہے کہ نماز کے تتمہ سے ہے اور ایک روایت میں بخاریؒ کے ہے کہ صفیں اپنی برابر کرو ورنہ اللہ جل جلالہٗ تمہارے بیچ میں پھوٹ ڈال دے گا اسی طرح بے شمار حدیثیں صفیں برابر کرنے کی تاکید میں آئی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو جیسا چاہیے ویسا اس کا خیال نہ رہا۔ اللہ ان کو ہدایت کرے۔

(٤٩) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرِ نِ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَامَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنَا اُكَلِّمُهٗ فِيْ اَنْ يَّفْرِضَ لِيْ فَلَمْ اَزَلْ اُكَلِّمُهٗ وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَآءَ بِنَعْلَيْهِ حَتّٰى جَآءَهٗ رِجَالٌ قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الصُّفُوْفَ قَدِ اسْتَوَتْ فَقَالَ لِيْ اِسْتَوِ فِي الصَّفِّ ثُمَّ كَبَّرَ.

مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ تھا میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنے میں تکبیر ہوئی نماز کی اور میں ان سے باتیں کرتا رہا اس لیے کہ میرا کچھ وظیفہ مقرر کریں اور وہ برابر کر رہے تھے کنکریوں کو اپنے جوتوں سے یہاں تک کہ آن پہنچے وہ لوگ جن کو صفیں برابر کرنے کے لیے مقرر کیا تھا اور انہوں نے خبر دی ان کو اس بات کی صفیں برابر ہوگئیں تو کہا مجھ سے کہ شریک ہو جا صف میں پھر تکبیر کہی۔

ف : اس اثر سے باتیں کرنے کا جواز تکبیر کے وقت ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو بعد تکبیر کے تھوڑا وقفہ کرنا چاہیے جب تک صفوں کے برابر کرنے کی خبر نہ آ جائے۔

۱۵۔بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں داہنا ہاتھ بائیں پر رکھنا

(٥٠) عَنْ عَبْدِالْكَرِيْمِ اَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ وَالْاِسْتِيْنَاءُ

عبدالکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبوت کی باتوں میں سے یہ بات ہے کہ جب تجھے حیا نہ ہو تو جو جی چاہے کر اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور روزہ جلدی افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا۔ (یعنی صبح کے قریب

بِالسُّحُوْرِ. (اخرجه البخاری) کھانا)۔

ف : زرقانی نے کہا کہ یہ امر اتفاقی ہے مگر اس کے مقام میں اختلاف ہے کوئی موضع معروف نہیں ہے عبدالوہاب نے کہا شافعی کا مذہب یہ ہے کہ سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناف کے نیچے رکھے اور امام مالکؒ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہاتھ باندھے اور ایک روایت میں چھوڑ دے۔ لیکن روایت ثانی کی کوئی دلیل احادیث اور افعال صحابہ رضی اللہ عنہم سے پائی نہیں جاتی اور ابن منذر نے امام مالکؒ سے اس کو نقل نہیں کیا مگر اکثر اصحاب مالک کے ارسال کی طرف گئے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں بہ اسناد صحیح مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سینے پر باندھے اور ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے کہ سنت ہے ایک کف کا دوسرے کف پر رکھنا ناف کے نیچے۔ اور ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے مرفوعاً تحت السرۃ کو نقل کیا ہے اور سب واسع ہے اہل تحقیق کے نزدیک مگر ہاتھ چھوڑنا بالکل مرجوح ہے اصحاب مالکیہ کو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے اور احادیثِ صحیحہ پر جو ہاتھ باندھنے میں طریق متعددہ سے وارد ہیں عمل کرنا چاہیے علی الخصوص اس صورت میں کہ امام مالک نے مؤطا میں بھی ہاتھ باندھنے کو ثابت کیا ہے۔

(٥١) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ وَّلَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهٗ يَنْمِىْ ذٰلِكَ. (اخرجه البخاری)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حکم کیے جاتے تھے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا کہا ابوحازم نے کہ میں سمجھتا ہوں سہل اس حدیث کو مرفوع کرتے تھے۔

ف : زرقانی نے کہا ابن خزیمہ نے وائل سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سینے پر باندھے اور بزار نے روایت کیا کہ نزدیک سینے کے باندھے اور زیادات مسند میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے ہاتھ نیچے ناف کے باندھے مگر اسناد اس کی ضعیف ہے۔

١٦۔ بَابُ الْقُنُوْتِ فِى الصُّبْحِ
صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

(٥٢) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِىْ شَىْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قنوت نہیں پڑھتے تھے کسی نماز میں۔

ف : احادیث صحیحہ سے قنوت پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبح کی نماز میں بعد رکوع کے ثابت ہے اور ترک بھی ثابت ہے سچ یہ ہے کہ اکثر آپ نے ترک کیا کبھی کبھی پڑھا ہے بددعا کے لیے کفار پر امام ہمام ابن القیمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ احادیث متفق ہو گئیں اس پر کہ آپؐ نے قنوت پڑھا بعد رکوع کے اور وہ بھی کسی عارضہ سے پھر چھوڑ دیا اس کو امام احمد نے کہا کہ احادیثِ صحیحہ اکثر اسی طرف ہیں کہ آپ نے وتر میں بھی قنوت بعد رکوع کے پڑھا ہے تو عمل اس پر اولیٰ ہے اور قبل رکوع کے بھی جائز ہے وتر میں جو قنوت صحیح طور سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ اخیر تک اور یہ قنوت اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الیٰ آخرہ بہ سند ضعیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے صحاح میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

ابن القیمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ عبدوس بن مالک عطاء نے سوال کیا امام احمد بن حنبلؒ سے کہ میں ایک شخص مسافر ہوں بصرہ کا رہنے والا اور ہمارے ہاں لوگوں نے چند امور میں اختلاف کیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے پوچھیں کہا انہوں نے کہ میں نے کہا کہ بصرہ میں بعض لوگ نماز میں قنوت پڑھا کرتے ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے۔ امام احمدؒ نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے۔ اگلے زمانے میں لوگ نماز پڑھا کرتے ان لوگوں کے پیچھے جو قنوت پڑھا کرتے تھے اور جو نہیں پڑھتے تھے البتہ اگر قنوت میں کوئی حرف یا دعا اپنی طرف سے زیادہ کریں جیسے اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ يَا عَذَابكَ بِالْجِدِّ يَا نَحْفِدُ تو اپنی نماز کو توڑ کر الگ ہو جائے انتہی مترجم کہتا ہے کہ اس قول سے امام احمد کے ثابت ہوتا ہے کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ الخ اس قنوت کی کوئی اصل صحیح حدیث سے نہیں پائی جاتی مگر جزری نے حصن حصین میں ابن السنی کی اذکار اور ابن ابی شیبہ کی مصنف اور بیہقی کی سنن کبیر سے اس قنوت کو کسی قدر مرفوعاً اور کسی قدر موقوفاً ابن مسعود اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے اور ابتدائے کتاب میں جزری نے لکھا ہے اَرْجُوْا اَنْ يَّكُوْنَ جَمِيْعُ مَا فِيْهِ صَحِيْحًا اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسناد بھی اس کی صحیح ہو آئندہ العلم عنداللہ۔ ہمارے مشائخ دعائے قنوت میں اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ الخ جو سند صحیح سے مروی ہے پڑھا کرتے ہیں۔

١٧۔ بَابُ عَنِ الصَّلٰوةِ وَالْاِنْسَانُ يُرِيْدُ حَاجَتَهٗ

پائخانہ یا پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھنا

(٥٣) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْاَرْقَمِ كَانَ يَؤُمُّ اَصْحَابَهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ يَوْمًا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَاْ بِهٖ قَبْلَ الصَّلٰوةِ.

(اخرجه ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ارقم امامت کرتے تھے اپنے لوگوں کی تو ایک دن نماز تیار ہوئی چلے گئے حاجت کو پھر آئے اور بولے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے جب قصد کرے کوئی تم میں سے پائخانہ کا تو پہلے پاخانہ کر لے پھر نماز پڑھے۔

(٥٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی تم میں نماز نہ پڑھے جب وہ روکے ہو پیشاب یا پائخانہ کو۔

١٨۔ بَابُ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَالْمَشْيِ اِلَيْهَا

نماز کے انتظار کرنے کا اور نماز کو جانے کا ثواب

(٥٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرشتے دعا کرتے ہیں اس شخص کے لیے جو بیٹھا رہے اس جگہ میں جہاں وہ نماز پڑھ چکا ہے جب تک اس کو حدث نہ ہو کہتے ہیں اے اللہ بخش دے اس کو رحم کر اس پر۔

ف: یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے۔

کہا مالک نے حدث سے مراد وہ امر ہے جس سے وضو ٹوٹ جائے۔

(٥٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَّنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز ہی میں رہتا ہے وہ شخص جس کو نماز گھر جانے سے روکے رہے۔

ف : یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے اور اپنے گھر کو نہ جائے محض نماز کے واسطے تو اس کے لیے ثواب نماز کا لکھا جائے گا اگر چہ وہ خالی بیٹھا رہے۔

(٥٧) عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اَوْرَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيْدُ غَيْرَهٗ لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا اَوْلِيُعَلِّمَهٗ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهٖ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَجَعَ غَانِمًا.

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے جو شخص صبح کو یا سہ پہر کو جائے مسجد میں نیک امر سیکھنے کو یا سکھانے کو پھر لوٹ آئے اپنے گھر میں تو گویا جہاد سے غنیمت لے کر لوٹا۔

ف : طبرانی نے اس حدیث کو مرفوعاً سہل بن سعد اور ابی امامہ سے روایت کیا ہے لیکن ابی امامہ کی روایت میں ہے کہ اس کو ایک پورے حج کا ثواب ملے گا۔

(٥٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ فَاِنْ قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ لَمْ يَزَلْ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص تم میں سے نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا رہے تو ملائکہ دعا کرتے ہیں اس کے لیے یا اللہ بخش دے اس کو رحم کر اس پر اگر کھڑا ہو گیا اس جگہ سے لیکن بیٹھا رہا مسجد میں نماز کے انتظار میں تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز پڑھے۔

(٥٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ بتاؤں میں تم کو وہ چیزیں جو دور کرتی ہیں گناہوں کو اور بڑھاتی ہیں درجوں کو پورا کرنا وضو کا تکلیف کے وقت ف۱ اور قدم بہت ہونا مسجد تک ف۲ اور انتظار کرنا نماز کا بعد ایک نماز کے یہی رباط ہے یہی رباط۔ ف۳

ف ۱ : یعنی وضو کے اعضاء کو سنت کے موافق دھونا اس میں کمی نہ کرنا تکلیف کے وقت مثلاً سردی یا ہوا کے وقت یا بیماری کے وقت۔

ف ۲ : یعنی مکان دور ہو مسجد سے وہاں سے مسجد کو آنا اور جانا۔ بنی سلمہ نے جب ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے پاس آ رہیں کیونکہ ان کے مکان دور تھے تو فرمایا آپؐ نے دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارَكُمْ اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔

ف ۳ : یعنی اللہ جل جلالہٗ نے جو فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾

تو رابطوا سے یہ امر مراد ہیں رباط سے نماز پر مواظبت کرنا مقصود ہے اور اصل میں رباط کہتے ہیں دشمن کے فکر میں رہنے کو مورچہ میں

دشمن کے انتظار کرنے کو۔

(٦٠) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ يُقَالُ لَا يَخْرُجُ اَحَدٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَآءِ اِلَّا اَحَدٌ يُّرِيْدُ الرَّجُوْعَ اِلَيْهِ اِلَّا مُنَافِقٌ.

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہتے ہیں مسجد سے بعد اذان کے جو نکل جائے اور پھر آنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ منافق ہے۔

ف : مقصود یہ ہے کہ یہ کام اس کا منافقوں کا سا ہے اگر نماز جماعت سے پڑھ چکا ہے تو تکبیر شروع ہونے کے اوّل نکل سکتا ہے اگر تکبیر ہو جائے تو پھر پڑھ لے۔

١٩۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ لِمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ

جو شخص مسجد میں جائے تو بغیر دو رکعتیں نفل پڑھے ہوئے نہ بیٹھے

(٦١) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

ف : اس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں اگر مسجد حرام میں جائے تو وہاں طواف شروع کرے اور دوگانہ طواف کا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گا۔

(٦٢) عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ قَالَ لَهُ اَلَمْ اَرَ صَاحِبَكَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَجْلِسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْكَعَ قَالَ اَبُوالنَّضْرِ يَعْنِيْ بِذَالِكَ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ وَ يُعِيْبُ ذَالِكَ عَلَيْهِ اَنْ يَّجْلِسَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ اَنْ يَّرْكَعَ.

ابوالنضر سے روایت ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے میں نہیں دیکھتا تمہارے صاحب یعنی عمر بن عبیداللہ کو تحیۃ المسجد پڑھتے ہوئے جب آتے ہیں مسجد کو تو بیٹھ جاتے ہیں بغیر دو رکعتیں پڑھے ہوئے ابوالنضر نے کہا کہ ابوسلمہ عیب کرتے تھے اس امر کا عمر بن عبیداللہ پر۔

کہا مالکؒ نے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

ف : باتفاق ائمہ اربعہ کے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے مگر ابن حزم نے عدم وجوب لکھا ہے۔ زرقانی نے کہا اس میں کچھ اشکال نہیں ہے اگرچہ ابن حزم ظاہری ہیں مگر بعض مسائل میں خلاف کرنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ جیسے بہت مقلدین ائمہ اربعہ میں ہیں کہ بعض مسائل میں خلاف اپنے ائمہ کا کرتے ہیں۔

٢٠۔بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلٰى مَا يُوْضَعُ عَلَيْهِ الْوَجْهُ فِي السُّجُوْدِ

جس چیز پر سجدہ کرے اس پر دونوں ہاتھ رکھے

ف : یعنی اگر سجدہ زمین پر کرے تو ہاتھ بھی زمین پر رکھے یہ نہ کرے کہ ہاتھ سستی کے مارے کپڑے میں سے باہر نہ نکالے۔

(٦٣) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِيْ يَضَعُ عَلَيْهِ وَجْهَهُ قَالَ نَافِعٌ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سجدہ کرتے تھے تو جس چیز پر سجدہ کرتے تھے اسی پر ہاتھ رکھتے تھے نافع نے کہا کہ

وَّلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْبَرْدِ وَ اَنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَّهُ حَتّٰى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَآءِ .

سخت جاڑے کے دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اپنے ہاتھ نکالتے تھے جبہ سے اور رکھتے تھے ان کو پتھریلی زمین پر۔

(٦٤) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ وَّضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْاَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِيْ يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ اِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَاِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی زمین پر رکھے۔ پھر منہ اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے اس لیے کہ ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے منہ سجدہ کرتا ہے۔

٢١۔بَابُ الْاِلْتِفَاتِ وَالتَّصْفِيْقِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ

نماز میں کسی طرف دیکھنا یا دستک دینا وقت حاجت کے

(٦٥) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّيْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمُ فَقَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَّا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيْقِ الْتَفَتَ اَبُوْبَكْرٍ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَّدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَّا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمْ مِّنَ التَّصْفِيْقِ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گئے بنی عمرو بن عوف کے پاس ان میں صلح کرنے کو ف۱ اور وقت آ گیا نماز کا تو مؤذن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بولا اگر تم نماز پڑھاؤ تو میں تکبیر کہوں بولے اچھا پس شروع کی نماز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور آ گئے رسول اللہ ﷺ اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے سو آپ صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے ف۲ پس دستک دی لوگوں نے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے بہت زور سے دستکیں دینا شروع کیں تب دیکھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اور ارادہ کیا پیچھے ہٹنے کا پس اشارہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی جگہ پر رہو تو دونوں ہاتھ اٹھا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خدا کا شکر کیا اس بات پر کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امام رہنے کا حکم دیا ف۳ پھر پیچھے ہٹ آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آگے بڑھ گئے رسول اللہ ﷺ اور نماز پڑھا کر فارغ ہوئے ف۴ پھر فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم کیوں اپنی جگہ پر کھڑے نہ رہے جب میں نے تم سے اشارہ کیا تھا ابوبکرؓ نے کہا بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کو پہنچتا ہے کہ نماز پڑھائے رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے۔ ف۵ تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے تم نے اس قدر دستکیں کیوں بجائیں جس شخص کو نماز میں کچھ حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ

فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهُ اِذَا سَبَّحَ اُلْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ.(اخرجه البخاری و مسلم)

کہے لوگ اس طرف دیکھ لیں گے اور دستک دینا عورتوں کے لیے ہے۔ ف۶

ف ۱: کیونکہ دو آدمی اُن میں سے آپس میں لڑتے تھے پتھروں سے۔

ف ۲: اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کو چیر کر صفِ اوّل میں جانا درست ہے جب وہاں جگہ خالی ہو یا وہ شخص امام ہو۔

ف ۳: اس سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھ اٹھانا دعا یا ثنا کے لیے نماز میں درست ہے۔

ف ۴: اس سے ثابت ہوا کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچھے درست ہے اور اگر امام غائب ہو تو دوسرے کو امامت کرنا درست ہے پھر اگر اصلی امام آ جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے اقتداء کرے یا خود امام ہو جائے اور جو شخص پہلے کھڑا ہو گیا تھا وہ پیچھے آ جائے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ امر اور امام کے لیے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ خصائص میں سے تھا آنحضرت ﷺ کے دعویٰ کیا اجماع کا اس فعل کے عدم جواز پر زرقانی نے کہا کہ دعویٰ اجماع غلط ہے بلکہ شافعیہ کے نزدیک صحیح مشہور یہ ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور نماز فاسد نہ ہو گی۔

ف ۵: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کو تواضع اور انکسار کی راہ سے بیان نہیں کیا۔ ابوقحافہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باپ کی کنیت ہے اور نام ان کا عثمان بن عامر ہے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی رسول اللہ ﷺ کے حکم کی کیونکہ آپ ؐ نے حکم کیا تھا کہ اپنی جگہ پر رہو اور الامر فوق الادب کا لحاظ نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرینہ حال سے پہچان لیا کہ یہ امر اختیاری تھا نہ وجوبی اور رسول اللہ ﷺ کا قصد نماز پڑھانے کا تھا ورنہ صفیں چیر کر آپ ؐ نہ آتے۔ (زرقانی)

ف ۶: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر ضرورت کے نماز میں داہنے بائیں دیکھنا مکروہ ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ بہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے التفات یعنی دائیں بائیں دیکھنا نماز میں شیطان کی اُچک ہے۔ اُچک لیتا ہے نماز میں سے اور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے بندہ کی طرف نماز میں جب تک وہ قبلہ کی طرف دیکھتا رہے پھر جب وہ قبلہ کی طرف سے منہ پھیرتا ہے تو اللہ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نماز میں التفات تین قسم کا ہے ایک یہ کہ بغیر گردن موڑے ہوئے صرف گوشۂ چشم سے اِدھر اُدھر دیکھے یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے۔ دوسرے یہ کہ گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھے یہ مکروہ ہے۔ تیسرے یہ کہ سینہ موڑ کر دیکھے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

(٦٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِىْ صَلٰوتِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں التفات نہیں کرتے تھے۔

(٦٧) عَنْ اَبِىْ جَعْفَرِ نِ الْقَارِىِّ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّىْ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَرَآئِىْ وَلَا اَشْعُرُ بِهٖ فَالْتَفَتُّ فَغَمَزَنِىْ.

ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ میں پڑھتا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پیچھے تھے مجھے خبر نہ تھی میں نے ان کو دیکھا تو دبا دیا انہوں نے مجھ کو (یعنی منع کیا التفات سے)

٢٢۔ بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ جَآءَ وَالْاِمَامُ رَاكِعٌ

جو شخص آیا اور امام کو رکوع میں پایا وہ کیا کرے

(٦٨) عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهُ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتِ نِ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوْعًا فَرَكَعَ

ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو امام کو رکوع میں پایا پس رکوع کر لیا پھر آہستہ چل کر صف

ثُمَّ دَبَّ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ.

میں مل گئے۔

(٦٩) عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا.

امام مالک کو پہنچا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ رکوع میں آہستہ چلتے تھے صف میں مل جانے کو۔

ف: مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو خیال ہو کہ جب تک صف میں جا کر پہنچوں گا تو امام رکوع سے کھڑا ہو جائے گا اور ایک رکعت فوت ہو جائے گی۔ وہ جہاں پر ہو وہیں رکوع کر کے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر صف میں شریک ہو جائے۔ شافعیؒ نے اس فعل کو مستحب کہا ہے اور ابو حنیفہؒ نے مکروہ کہا ہے ایک شخص کے واسطے اور جائز رکھا ہے جماعت کے واسطے۔

٢٣۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

درود شریف کے بیان میں

(٧٠) عَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر درود بھیجیں آپؐ پر تو فرمایا آپؐ نے کہو اے پروردگار رحمت اتار اپنی محمدؐ اور ان کی بیبیوں اور آل پر جیسے رحمت کی تو نے ابراہیم پر اور برکت اتار محمدؐ اور ان کی بیبیوں پر اور آل پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم کی اولاد پر بیشک تو تعریف کے لائق اور بڑا ہے۔

(٧١) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ ابْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. (اخرجه مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہمارے پاس سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں تو کہا آپؐ سے بشیر بن سعد نے حکم کیا ہم کو اللہ جل جلالہ نے درود بھیجنے کا آپؐ پر تو کیونکر درود بھیجیں آپؐ پر پس چپ ہو رہے آپ یہاں تک کہ ہم کو تمنا ہوئی کہ کاش نہ پوچھتے آپ سے پھر فرمایا آپؐ نے کہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور سلام بھیجنے کی ترکیب جیسے تم جان چکے ہو۔

ف: یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

(٧٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ وَعَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ.

عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پھر درود بھیجتے تھے آپؐ پر اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر۔

ف: یعنی آپؐ پر درود بھیج کر ان دونوں کے لیے دعا کرتے تھے یا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر بھی ساتھ ہی آپؐ کے نام کے درود بھیجتے تھے

اور غیر نبی پر درود بھیجنا نبی ﷺ کی متابعت سے درست ہے۔ مثلاً یوں کہتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى صَاحِبَيْهِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ.

۲۴۔بَابُ الْعَمَلِ فِيْ جَامِعِ الصَّلٰوةِ

متفرق حدیثیں نماز کی

(۷۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ.
(اخرجه البخاری و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے ظہر کے اوّل دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں اپنے گھر میں اور بعد عشاء کے دو رکعتیں اور نہیں پڑھتے تھے بعد جمعہ کے مسجد میں یہاں تک کہ گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

ف: امام بخاریؒ نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کے اوّل چار رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے ظہر کی اوّل دو سنتیں بھی ثابت ہیں اور چار بھی ثابت ہیں۔ امام ہمام ابن قیم نے کتاب الصلوۃ میں چار سنتیں ظہر کے اوّل اختیار کی ہیں سب سنتیں دن رات میں بارہ ہوئیں دو قبل فجر کے اور چار قبل ظہر کے اور دو بعد اس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور قبل عصر کے سنتیں آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہیں مگر اصحابِ سنن نے مرفوعاً روایت کیا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ اس شخص پر جو عصر کے اوّل چار رکعتیں پڑھ لے اسی طرح جمعہ کے اوّل سنتوں کا پڑھنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں مگر چند ضعیف حدیثیں آئی ہیں اور بعد جمعہ کے ایک روایت میں دو سنتیں اور ایک روایت میں چار آئی ہیں مگر ان سنتوں کو آنحضرت ﷺ نے گھر میں پڑھا ہے۔

(۷۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ مِنْ خُشُوْعِكُمْ وَلَا رُكُوْعِكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ.
(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم دیکھتے ہو میرا منہ قبلہ کی طرف قسم خدا کی مجھ سے چھپا نہیں ہے خشوع تمہارا نماز میں اور رکوع تمہارا میں دیکھتا ہوں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے۔

ف: یعنی وحی سے تمہارا حال معلوم کر لیتا ہوں یا التفات کر کے تمہیں دیکھ لیتا ہوں یا خلافِ عادت بطور معجزہ کے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں یہی اخیر قول صحیح ہے۔

(۷۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْتِيْ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّ مَاشِيًا. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آتے تھے قبا میں سوار ہو کر اور پیدل۔

ف: ہر ہفتہ کے دن باجی نے کہا کہ قبا کو سوار ہو کر آنا حدیث لاتشد الرحال کے منافی نہیں ہے۔ اس واسطے کہ وہ حدیث دور دراز سفر کی ممانعت میں ہے اور اپنے شہر کی مسجدوں میں سوار ہو کر جانا کچھ ممنوع نہیں ہے البتہ اگر کوئی قبا کی نیت کر کے اور کسی شہر سے آئے تو ممنوع ہے۔

(۷۶) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِيْ وَ ذَالِكَ قَبْلَ اَنْ يُنْزَلَ فِيْهِمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيْهِنَّ عُقُوْبَةٌ وَاَسْوَءُ السَّرِقَةِ الَّذِيْ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا.

(رواه احمد والدارمی نحوهٗ)

نے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اس شخص میں جو شراب پیئے اور چوری کرے اور زنا کرے اور تھا یہ امر قبل اترنے حکم کے ان کے باب میں تو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا آپؐ نے یہ برے کام ہیں ان میں سزا ضرور ہے اور سب چوریوں میں بری نماز کی چوری ہے پوچھا صحابہؓ نے نماز کا چور کیونکر ہے فرمایا آپؐ نے نماز چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ کو پورا نہ کرے۔

ف: اس حدیث کو بہت ائمہ حدیث نے مسنداً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا نہ کرے۔ رکوع میں اچھی طرح جھکنا اور پیٹھ کو اور سر کو برابر کرنا اور اقل مرتبہ تین بار سبحان ربی العظیم کہنا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو جانا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا اچھی طرح اطمینان سے پھر سجدہ کرنا اور ہر سجدہ میں کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلی اور دو سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح بیٹھنا اور اطمینان اور وقار اور سہولت سے سب ارکان ادا کرنا اس کا نام تعدیل ارکان ہے بعض کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور بعض ائمہ اور محققین کے نزدیک فرض ہے اور رکن ہے نماز کا بغیر اس کے نماز ادا نہ ہوگی بلکہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا امام ابن قیم نے تعدیل ارکان کی فرضیت کو احادیثِ متعددہ سے کتاب الصلوٰۃ میں خوب ثابت کیا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی رسالہ صلوٰۃ میں اس کو خوب لکھا ہے۔ بخوفِ تطویل ان دونوں کتابوں کے مضامین یہاں نہیں لکھے۔

(۷۷) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ ایک حصہ اپنی نماز میں سے اپنے گھروں میں ادا کرو۔

ف: تاکہ گھر مثل قبرستان کے نہ ہو جائیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ افضل نماز آدمی کی وہ ہے جو اپنے گھر میں ہو مگر فرض کہ وہ مسجد میں جماعت سے ادا کرنا چاہیے اور نوافل کا گھر میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

(۷۸) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ اَوْمٰى بِرَأْسِهٖ اِيْمَآءً وَّلَمْ يَرْفَعْ اِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے بیمار کو اگر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو سر سے اشارہ کرے لیکن کوئی چیز اپنی پیشانی کے سامنے اونچی نہ رکھے۔

ف: مثل تکیہ وغیرہ کے تاکہ اس پر سجدہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے اکثر علماء کے نزدیک اور ابن عباس اور عروہ بن زبیر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک درست ہے۔

(۷۹) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا جَآءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ بَدَأَ بِصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا شَيْئًا.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب آتے مسجد میں اور معلوم ہوتا کہ جماعت ہو چکی ہے۔ تو فرض شروع کرتے اور سنتیں نہ پڑھتے۔

(٨٠) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَّهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ اِذَا سُلِّمَ عَلٰى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَا يَتَكَلَّمْ وَلْيُشِرْ بِيَدِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے ایک شخص پر اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو سلام کیا اس کو اس نے جواب دیا زبان سے پھر لوٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور کہا اس سے جب کوئی سلام کرے تم پر اور تم نماز پڑھتے ہو تو زبان سے جواب نہ دو بلکہ ہاتھ سے اشارہ کر دو۔

ف: کیونکہ زبان سے جواب سلام کا دینا فاسد کرتا ہے نماز کو ائمہ اربعہ کے نزدیک اور قتادہؒ اور حسن اور ایک جماعت تابعینؒ کے نزدیک فاسد نہیں کرتا بلکہ زبان سے جواب دینا نماز میں درست ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ مصلّی کو سلام کرنا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک نادرست ہے اور دلیل جواز کی حدیث ہے انصار کی کہ وہ آتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے پس سلام کرتے تھے انصار اور آپؐ جواب دیتے تھے اشارہ سے بعضوں نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ آپؐ اشارہ سے منع کرتے تھے کہ پھر ایسا نہ کریں۔ (زرقانی) یہ تاویل ظاہر متبادر کے بالکل خلاف ہے اس لیے کہ اگر مقصود آپ کا منع ہوتا تو بعد نماز کے ایک بار منع کر دیتے تاکہ انصار پھر ایسا نہ کرتے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ انصار جب آتے تھے تو آپ نماز میں ہوتے تھے تو سلام کرتے تھے۔

(٨١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَاِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْاُخْرٰى.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص بھول جائے نماز کو پھر یاد کرے اور وہ دوسری نماز میں امام کے پیچھے ہو تو جب امام سلام پھیرے تو چاہیے کہ اس نماز کو پڑھ کر جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے۔

ف: مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا بھول گیا اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھ رہا تھا جب اس کو یاد آیا کہ ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو بعد امام کے فراغت کے ظہر کی نماز پڑھے اور پھر عصر کو دوبارہ پڑھے اس لیے کہ عصر اس کی درست نہیں ہوئی بوجہ ترتیب فوت ہو جانے کے ائمہ ثلثہ یعنی ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور احمدؒ کا یہی قول ہے۔ اور شافعیؒ کے نزدیک ظہر پڑھ لے اور عصر کا اعادہ نہ کرے۔

(٨٢) عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلٰى جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلٰوتِيْ انْصَرَفْتُ اِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْاَيْسَرِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَّمِيْنِكَ قَالَ فَقُلْتُ رَاَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَاِنَّكَ قَدْ اَصَبْتَ اِنَّ قَآئِلًا يَّقُوْلُ انْصَرِفْ عَنْ يَّمِيْنِكَ فَاِذَا كُنْتَ تُصَلِّيْ فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ اِنْ شِئْتَ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَ اِنْ شِئْتَ عَنْ يَّسَارِكَ.

واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبلہ کی طرف پیٹھ کیے ہوئے بیٹھے تھے تو جب نماز سے میں فارغ ہوا بائیں طرف سے مڑ کر ان کے پاس گیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو داہنی طرف سے مڑ کر کیوں نہ آیا میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر بائیں طرف سے مڑ کر چلا آیا۔ عبداللہ نے کہا تو نے اچھا کیا ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکے تو داہنی طرف سے مڑ مگر تو جب نماز پڑھے تو جدھر سے چاہے مڑ کر جا داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے۔

ف: آنحضرت ﷺ سے دونوں فعل ثابت ہیں اس واسطے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کیا اس شخص پر جو داہنی طرف سے مڑنے کو لازم جانتا تھا۔

(۸۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَمْ يَرَ بِهٖ بَاْسًا اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اُصَلِّىْ فِىْ عَطَنِ الْاِبِلِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَلٰكِنْ صَلِّ فِىْ مُرَاحِ الْغَنَمِ. (اخرجه ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کیا نماز پڑھوں میں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں کہا نہیں۔ لیکن پڑھ لے بکری کے تھانوں میں۔

ف: یہ حدیث اسانید متعددہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے اونٹوں کے اجتماع کی جگہ میں نماز کو منع فرمایا اس لیے کہ وہاں نماز کے ٹوٹ جانے کا یا نمازی کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے برخلاف بکریوں کے اور ایک روایت میں ابوداؤد کے ہے کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں شیاطین ہیں اور بکریوں کی جگہ میں برکت ہے تو وہاں نماز پڑھو۔

(۸٤) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ مَا صَلٰوةٌ يُجْلَسُ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ مِّنْهَا ثُمَّ قَالَ سَعِيْدٌ هِىَ الْمَغْرِبُ اِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رَكْعَةٌ.

سعید بن مسیبؒ نے کہا کہ وہ کون سی نماز ہے جس میں ہر رکعت کے بعد بیٹھنا پڑے پھر خود ہی کہا وہ نماز مغرب کی ہے جب ایک رکعت فوت ہو جائے امام کے ساتھ۔

کہا مالک نے یہی طریقہ ہے کل نمازوں کا۔

ف: یعنی ہر نماز میں جس قدر فوت ہو جائے اس کو آخر نماز میں سمجھنا اور جس قدر ملے اس کو اوّل اپنی نماز کا جاننا اسی واسطے اگر کسی شخص کو مغرب کی ایک رکعت ملے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے کیونکہ اب اس کی دو رکعتیں ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ جو رکعت اس نے پائی تھی وہ ابتداء ہے اس کی نماز کی ورنہ اگر اخیر ہوتی تو دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا پڑتا یہی حکم ہر نماز میں ہے اور بعضوں نے اس عبارت کے معنی یہ کیے ہیں کہ ہر نماز میں یہ سوال پورا ہو سکتا ہے دوگانہ نماز جیسے فجر کی اس میں تو ظاہر ہے اور چار رکعتی نماز میں اس طور سے کہ ایک شخص نے امام کے پیچھے اقتداء کی اور وہ ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو اب ایک رکعت پڑھ کے امام کے ساتھ بیٹھا پھر اس کی نکسیر پھوٹی اور وضو کر کے آیا جب تک امام نماز پڑھ چکا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے گا پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھول کے بیٹھ گیا اب وہ چوتھی رکعت پڑھ کر پھر بیٹھے گا تو ہر رکعت کے بعد قعدہ ہوا۔

۲۵۔ بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ

(۸۵) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّىْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِى الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِالشَّمْسِ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اپنی نواسی اُمامہ رضی اللہ عنہا کو جو بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی تھیں ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے اُٹھائے ہوئے تو جب سجدہ کرتے آپ بٹھا دیتے ان کو زمین پر جب کھڑے ہوتے اٹھا لیتے۔

ف: زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں شوہران کے ابوالعاص بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کافر تھے۔ پھر اسلام لائے

قبل فتح کے اور ہجرت کی تو دے دیا آنحضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو انہی کو اور مریں زینب رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں امام مالک نے تاویل اس حدیث کی یہ کی ہے کہ یہ فعل نوافل میں تھا کیونکہ یہ عمل کثیر ہے عمل کثیر فاسد کرتا ہے نماز کو مگر یہ تاویل صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ امامت کرتے تھے لوگوں کی اور امامہ ان کے کندھے پر تھیں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ظہر یا عصر کی نماز میں تھا نووی نے کہا کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کو منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعضوں نے یہ کہا ہے یہ فعل خصائص میں سے تھا آنحضرت ﷺ کے۔ بعضوں نے کہا بہ سبب ضرورت کے تھا اور یہ سب دعوے باطل اور مردود ہیں اور حق یہ ہے کہ اس قدر عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (زرقانی باختصار)

(٨٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آتے جاتے رہتے ہیں فرشتے تمہارے پاس رات کے جدا اور دن کے جدا اور جمع ہو جاتے ہیں سب عصر کی اور فجر کی نماز میں پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے ساتھ رہتے ہیں چڑھ جاتے ہیں اور پس پوچھتا ہے ان سے پروردگار اور خوب جانتا ہے کس حال میں چھوڑا تم نے میرے بندوں کو کہتے ہیں ہم نے چھوڑا ان کو نماز میں اور جب ہم گئے تھے جب بھی نماز پڑھتے تھے۔

ف: یعنی دن کے فرشتے الگ مقرر ہیں اور رات کے الگ مگر فجر کی نماز کے وقت رات کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں دن کے فرشتے آ جاتے ہیں تو آپس میں ملاقات ہو جاتی ہے اسی طرح عصر کی نماز میں دن کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں رات کے فرشتے آ جاتے ہیں۔ پس باہم ملاقات ہو جاتی ہے یہ جو فرمایا آپؐ نے کہ فرشتے چڑھ جاتے ہیں اُوپر جب ان سے پروردگار پوچھتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار جل شانہٗ ہمارے اُوپر اپنے عرش مقدس پر ہے نہ نیچے ہمارے یا ہر جگہ جیسے بعض ملحدوں کا اعتقاد ہے۔

(٨٧) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِیْ لَهٗ اِنَّ اَبَابَكْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا مرض موت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا تو کہا میں نے یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز نہ نکلے گی۔ فا تو حکم کیجیے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا فرمایا آپؐ نے کہو ابوبکرؓ سے نماز پڑھانے کو کہا عائشہؓ نے کہ میں نے حفصہؓ سے کہا تم کہو آنحضرت ﷺ سے ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ میں کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز نہ نکلے گی۔ پس حکم کیجیے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا سو کہا حفصہؓ نے تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

لِعَائِشَةَ مَاكُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكَ خَيْرًا. (اخرجه البخاری)

تم یوسفؑ کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو کہو ابوبکرؓ سے نماز پڑھانے کو پس کہا حفصہؓ نے عائشہؓ سے تم سے مجھے بھلائی نہ ہوئی۔ ف۲

ف۱: اس لیے کہ وہ نرم دل ہیں (صحیحین)

ف۲: یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں سے زلیخا مراد ہے جس نے دل میں کچھ مطلب رکھا تھا اور ظاہر میں کچھ۔ دل میں تو یہ غرض تھی کہ یہ عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھ کر مجھے اُن کے عشق میں معذور رکھیں اور ظاہر میں دعوت کا بہانہ کیا تھا۔ اسی طرح یہاں پر یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مقصود ہے۔ ظاہر میں انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل کی نرمی اور رقت بیان کر کے دو دو تین تین بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا اور اصل غرض یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت مضبوط ہو جائے اور کسی کو عذر کی گنجائش اس میں نہ رہے۔ اس حدیث سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر پائی گئی کیونکہ امامتِ صغریٰ قرینہ ہے امامتِ کبریٰ کا اور تصریح سے آپؐ نے امامتِ کبریٰ کو واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ثابت نہ کیا۔ اس لیے کہ اس بارے میں کوئی وحی نہیں ہوئی تھی مگر دل سے آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ (زرقانی)

(۸۸) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيِ النَّاسِ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَلَمْ نَدْرِمَا سَارَّهُ بِهِ حَتّٰى جَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي قَتْلِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ جَهَرَ أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الرَّجُلُ بَلٰى وَلَا شَهَادَةَ لَهُ قَالَ أَلَيْسَ يُصَلِّيْ قَالَ بَلٰى وَلَا صَلٰوةَ لَهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ نَهَانِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

عبیداللہ بن عدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے لوگوں میں اتنے میں ایک شخص آیا اور کان میں کچھ بات آپؐ کے کہنے لگا ہم کو خبر نہیں ہوئی کیا کہتا ہے یہاں تک کہ آپؐ پکار کر بول اٹھے تب معلوم ہوا کہ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا تو جب پکار اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ شخص گواہی نہیں دیتا اس امر کی کہ کوئی معبود حق نہیں ہے سوا خدا کے اور محمدؐ بے شک اس کے رسول ہیں اس شخص نے کہا ہاں مگر اس کی گواہی کا کچھ اعتبار نہیں تب فرمایا آپؐ نے کیا وہ نماز نہیں پڑھتا بولا ہاں پڑھتا ہے لیکن اس کی نماز کا کچھ اعتبار نہیں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے قتل سے منع کیا ہے مجھ کو اللہ نے۔

ف: جو اللہ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہوں اور نماز پڑھتے ہوں ان کا قتل دین کی وجہ سے درست نہیں ہے البتہ قصاصاً یا حداً درست ہے۔

(۸۹) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَّسَاجِدَ.

عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے پروردگار مت بنا قبر میری کو بت کہ لوگ اس کو پوجیں بہت بڑا غضب اللہ کا ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔

ف: وثن کہتے ہیں اس چیز کو جو پوجی جائے سوا اللہ کے چاہے جھاڑ ہو چاہے پہاڑ لکڑی ہو یا پتھر، قبر یا تابوت، جھنڈا ہو یا نیزہ چلہ ہو یا

درگاہ فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے:

﴿ فَاجْتَنِبُو الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴾

''بچوتم بتوں کی نجاست سے اور جھوٹ بولنے سے''۔

بتوں کی نجاست شریک کرنا ہے ان کا اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ صفات میں۔ پھر یہ جو فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے اپنے نبی کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا اس کے چند معنی ہیں۔ ایک یہ کہ مسجد جگہ عبادت اور نماز کی ہے ان لوگوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں پر عبادت اور نماز شروع کی تھی۔ دوسرے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں کی طرف سجدہ کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ قبروں کو سجدہ کی جگہ سمجھ کر وہاں سجدہ کرتے تھے۔ چوتھے یہ کہ مسجدوں کی طرف قبروں پر آمد و رفت کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔ زرقانی نے کہا کہ جب یہ افعال آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ممنوع ہوئے تو تمام آثارِ شریفہ کا یہی حال ہوگا بلکہ امام مالکؒ نے مکروہ رکھا ہے ڈھونڈنا ایسے مقامات کا جیسے ڈھونڈنا شجرہ رضوان کی جگہ کا تاکہ مخالفت ہو یہود اور نصاریٰ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجرہ رضوان کو کٹوا ڈالا جب سنا کہ لوگ اس کی زیارت کو آتے جاتے ہیں بہرحال اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جو شخص کسی نبی یا ولی کی قبر کو سجدہ کرے یا نماز میں اس طرف منہ کرے جیسے بعض لوگ حضرت غوث الاعظمؒ کے مزار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا ان کی پرستش اور عبادت کی نیت سے وہاں رکوع کرے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مغضوب علیہ اور ملعون ہے۔ معاذ اللہ من ذلک۔ امام ہمام ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان میں اس حدیث کی خوب تحقیق کی ہے جس کو منظور ہو دیکھ لے۔

(۹۰) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ السَّيْلِ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى قَالَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَلَهٗ اِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (اخرجه البخاری ومسلم)

محمود بن لبید انصاری سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک امامت کرتے تھے اپنی قوم کی اور ان کی بینائی میں ضعف تھا کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کبھی اندھیرا یا پانی یا بہاؤ ہوتا ہے اور میری بینائی میں فرق ہے تو آپؐ میرے گھر میں کسی مقام پر نماز پڑھ دیجیے تاکہ میں اس جگہ کو اپنا مصلیٰ بناؤں پس آئے رسول اللہ ﷺ اور کہا کہ کس جگہ تم پسند کرتے ہو نماز میری انہوں نے ایک جگہ بتا دی آپؐ نے وہاں نماز پڑھ دی۔

ف: محمود بن لبید یحییٰ کی غلطی ہے صحیح محمود بن الربیع ہے۔ (زرقانی)

(۹۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو چت لیٹے ہوئے تھے مسجد میں ایک پاؤں آپؐ کا دوسرے پاؤں پر تھا۔

ف: صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منع کیا آپؐ نے اس سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ منع اس صورت میں ہے جب شرمگاہ کے کھلنے کا خوف ہو ورنہ درست ہے۔

(۹۲) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما ایسا کیا کرتے تھے (یعنی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چت لیٹتے تھے)

(۹۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لِاِنْسَانٍ اِنَّكَ فِيْ زَمَانٍ كَثِيْرٌ فُقَهَاءُهٗ قَلِيْلٌ قُرَّائُهٗ تُحْفَظُ فِيْهِ حُدُوْدُ الْقُرْاٰنِ وَتُضَيَّعُ حُرُوْفُهٗ قَلِيْلٌ مَّنْ يَّسْئَلُ كَثِيْرٌ مَنْ يُّعْطِيْ يُطِيْلُوْنَ فِيْهِ الصَّلٰوةَ وَ يُقَصِّرُوْنَ الْخُطْبَةَ يَبْدَءُوْنَ اَعْمَالَهُمْ قَبْلَ اَهْوَائِهِمْ وَسَيَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيْلٌ فُقَهَآءُهٗ كَثِيْرٌ قُرَّاءُهٗ تُحْفَظُ فِيْهِ حُرُوْفُ الْقُرْاٰنِ وَتُضَيَّعُ حُدُوْدُهٗ كَثِيْرٌ مَّنْ يَّسْاَلُ قَلِيْلٌ مَّنْ يُّعْطِيْ يُطِيْلُوْنَ فِيْهِ الْخُطْبَةَ وَ يُقَصِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ يَبْدَءُوْنَ فِيْهِ اَهْوَائَهُمْ قَبْلَ اَعْمَالِهِمْ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص سے تم ایسے زمانے میں ہو کہ عالم اس میں بہت ہیں صرف لفظ پڑھنے والے کم ہیں عمل کیا جاتا ہے قرآن کے حکموں پر اور لفظوں کا ایسا خیال نہیں کیا جاتا پوچھنے والے کم ہیں جواب دینے والے بہت ہیں یا بھیک مانگنے والے کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں لمبا کرتے ہیں نماز کو اور چھوٹا کرتے ہیں خطبہ کو نیک عمل پہلے کرتے ہیں اور نفس کی خواہش کو مقدم نہیں کرتے اور قریب ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کم ہوں گے عالم اس وقت میں الفاظ پڑھنے والے بہت ہوں گے یاد کیے جائیں گے الفاظ قرآن کے اور اس کے حکموں پر عمل نہ کیا جائے گا پوچھنے والے اور مانگنے والے بہت ہوں گے اور جواب دینے والے اور دینے والے بہت کم ہوں گے لمبا کریں گے خطبہ کو اور چھوٹا کریں گے نماز کو اپنی خواہش نفس پر چلیں گے اور عمل نیک نہ کریں گے۔

....

ف: وہ وقت اب آیا ہے کہ قرآن شریف کو یاد کرنے والے بہت لوگ ہیں مگر اس کے معانی سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں بلکہ بعض شیاطین ایسے پیدا ہوئے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث کے معنی پڑھانے سے اور اس کا ترجمہ عوام کو سکھانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کے ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ معاذ اللہ من ذلک

(۹۴) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ اَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيْهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عَمَلِهٖ وَاِنْ لَّمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ عَمَلِهٖ. (اخرجه ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو قیامت کے دن پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر نماز قبول ہو گئی تو پھر اور عمل اس کے دیکھے جائیں گے ورنہ کوئی عمل پھر نہ دیکھا جائے گا۔

ف: طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل سب عملوں سے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ اچھی نکلی تو سب عمل اچھے ہوں گے ورنہ سب خراب ہوں گے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی مانند اس کی روایت کیا ہے۔

(۹۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کام بہت پسند تھا جو ہمیشہ آدمی اس کو

صَاحِبُهٗ. (اخرجه البخاری)

کرتا رہے۔

ف: دوسری روایت میں ہے کہ پسند کام اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک وہ ہے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے اگرچہ قلیل ہی ہو۔

(٩٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ اَخَوَانِ فَهَلَكَ اَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهٖ بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَذُكِرَتْ فَضِيْلَةُ الْاَوَّلِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَمْ يَكُنِ الْاٰخَرُ مُسْلِمًا قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَانَ لَا بَاْسَ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يُدْرِيْكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلٰوتُهٗ اِنَّمَا مَثَلُ الصَّلٰوةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ عَذْبٍ غَمْرٍ بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ ذَالِكَ يُبْقِيْ مِنْ دَرَنِهٖ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلٰوتُهٗ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو بھائی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان میں سے ایک دوسرے سے چالیس دن پہلے مر گیا تو لوگوں نے تعریف کی اس کی جو پہلے مرا تھا تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کیا جانو دوسرے کی نماز نے اس کو کس درجہ پر پہنچایا نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نہر میٹھے پانی کی بہت گہری کسی کے دروازے پر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت غوطہ لگایا کرے کیا اس کے بدن پر کچھ میل رہے گا۔ پھر تم کیا جانو کہ نماز نے دوسرے بھائی کا مرتبہ کس درجہ کو پہنچایا۔

ف: یعنی چالیس دن تک کی نمازیں اس کی زائد ہوئیں پہلے بھائی کی نمازوں سے پھر اسی قدر اس کا درجہ اللہ جل جلالہٗ نے بڑھایا ہو گا۔ یا اللہ تو ہمارے اعمال کو قبول فرما اور ہماری نماز کو پسند کر لے اور ہم کو توفیق دے اچھی طرح دل لگا کر نماز پڑھنے کی اور بچا دے ہم کو شیطان کے وسوسوں سے۔

(٩٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ اِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَبِيْعُ فِي الْمَسْجِدِ دَعَاهُ فَسَاَلَهٗ مَا مَعَكَ وَمَا تُرِيْدُ فَاِنْ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّبِيْعَهٗ قَالَ عَلَيْكَ بِسُوْقِ الدُّنْيَا فَاِنَّمَا هٰذَا سُوْقُ الْاٰخِرَةِ.

امام مالک کو پہنچا کہ عطاء بن یسار جب دیکھتے کسی شخص کو جو سودا بیچتا ہے مسجد میں پھر بلاتے اُس کو پھر پوچھتے اس سے کیا ہے تیرے پاس اور تو کیا چاہتا ہے اگر وہ بولتا کہ میں بیچنا چاہتا ہوں تو کہتے جا تو دنیا کے بازار میں یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

ف: یعنی یہاں آخرت کا سودا ہوتا ہے دنیا کی چیزیں بیچنے کا یہاں کیا موقع ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کو تم مسجد میں بیچتے دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو مسجد میں اپنی چیز ڈھونڈتے دیکھو تو بولو اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اور فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں واسطے ذکر الٰہی کے۔

(٩٨) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنٰى رَحْبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَآءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّلْغَطَ اَوْ يَنْشُدَ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ بنا دی مسجد کے کونے میں اس کا نام بطیحا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جو کوئی بک بک کرنا چاہے یا اشعار پڑھنا چاہے یا پکارنا چاہے تو اس جگہ کو چلا جائے۔

ف: تاکہ مسجد کی تعظیم کی جائے اس لیے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں نماز اور ذکر الٰہی کے لیے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا مسجد میں اشعار پڑھنے سے اور بیع و شرا سے مگر اگر شعر کا مضمون اچھا ہو جس سے اللہ جل جلالہٗ کی اطاعت اور عبادت

کا شوق اور ذوق زیادہ ہو تو بعضوں نے پڑھنا جائز رکھا ہے اور دلیل ان کی حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا حسان رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھنے سے مسجد میں تو حسانؓ نے جواب دیا کہ میں نے شعر پڑھے اس شخص کے سامنے جو تم سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر صحیح یہ ہے کہ اگر شعر اچھے مضمون کے بھی ہوں جب بھی مسجد میں نہ پڑھنا اولیٰ ہے۔

٢٦۔بَابُ جَامِعِ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّلٰوةِ

(٩٩) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجد کا رہنے والا اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی لیکن اس کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی یہاں تک کہ قریب آیا تو وہ پوچھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے معنی فرمایا آپؐ نے پانچ نمازیں پڑھنا رات دن میں تب وہ شخص بولا سوا ان کے اور بھی کوئی نماز مجھ پر ہے آپؐ نے فرمایا نہیں مگر نفل پڑھنا چاہے تو تو پڑھ فرمایا آپؐ نے اور روزے رمضان کے بولا سوا ان کے اور بھی کوئی روزہ مجھ پر ہے فرمایا آپؐ نے نہیں مگر اگر نفل رکھے تو پھر ذکر کیا آپ نے زکوٰۃ کا وہ شخص بولا اس کے سوا بھی کچھ صدقہ مجھ پر فرض ہے فرمایا نہیں مگر اگر اللہ چاہے تو دے پس پیٹھ موڑ کر چلا وہ شخص تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیڑا اس کا پار ہوا اگر سچ بولا۔

ف: یعنی ان سب باتوں پر عمل کیا تو اس کو نجات ہو جائے گی۔

(١١٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ يَّضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَ اِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی سو جاتا ہے تو باندھتا ہے شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں ہر گرہ مار کر کہتا جاتا ہے کہ ابھی تجھ کو بڑی رات باقی ہے تو سورہ پس اگر جاگتا ہے آدمی اور یاد کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ کو کھل جاتی ہے ایک گرہ اگر وضو کرتا ہے کھل جاتی ہے دوسری گرہ پھر اگر نماز پڑھتا ہے صبح کی کھل جاتی ہے تیسری گرہ پس رہتا ہے وہ شخص اس دن خوش دل اور خوش مزاج ورنہ رہتا ہے بدنفس مجہول۔

كِتَابُ الْعِيدَيْنِ

١-بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الْعِيدَيْنِ
عیدین کے غسل کا بیان

ا: کہا مالکؒ نے کہ میں نے سنا ہے بہت علماء سے کہتے تھے عید الفطر اور عید الضحیٰ میں اذان اور اقامت نہ تھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے اب تک مالکؒ نے کہا ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ف: بخاریؒ اور مسلم میں ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اذان نہیں ہوتی تھی عیدین کی نماز کے لیے اور نہ اقامت اور نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی عید کی بغیر اذان اور اقامت کے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ اوّل جس نے اذان نکالی عید میں معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور شافعیؒ نے کہا کہ حجاج نے نکالا اذان کو جب حاکم ہوا مدینہ کا اور ابن منذر نے روایت کیا کہ زیاد نے بصرہ میں اس فعل کو ایجاد کیا اور داؤد نے کہا کہ مروان نے نکالا اس فعل کو اور ابن حبیب نے کہا کہ ہشام اور ابن منذر نے روایت کیا ابوقلابہ سے کہ اوّل اس کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے نکالا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

(٢) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ اِلَى الْمُصَلّٰى.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کرتے تھے عید فطر کے دن قبل عیدگاہ جانے کے۔

٢-بَابُ الْاَمْرِ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ
نماز عید کی قبل خطبے کے پڑھنا

(٣) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْفِطْرِ وَ يَوْمَ الْاَضْحٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

روایت ہے ابن شہاب سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی قبل خطبے کے (یعنی خطبہ عیدین کا بعد نماز عیدین کے) پڑھتے تھے۔

ف: اس حدیث کو مالکؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے بخاری و مسلم نے اس کو مسند کیا عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے عید فطر اور اضحیٰ میں پھر خطبہ پڑھتے تھے بعد نماز کے۔

(٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَفْعَلَانِ ذَالِكَ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے (یعنی بعد نماز کے خطبہ پڑھتے تھے عیدین میں)

(٥) عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهٗ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

ابوعبید سے جو مولیٰ ہیں عبدالرحمٰن بن ازہر کے روایت ہے کہ میں حاضر ہوا عید کو ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے تو نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا تو کہا کہ یہ دو دن (عید فطر اور عید الضحیٰ کے) وہ دن ہیں کہ منع کیا

صِیَامِهِمَا یَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ وَالْاٰخَرُ یَوْمٌ تَاْکُلُوْنَ فِیْهِ مِنْ نُسُکِکُمْ قَالَ اَبُوْعُبَیْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّ الْعِیْدَ مَعَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَجَآءَ فَصَلّٰی ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ اِنَّهٗ قَدِ اجْتَمَعَ لَکُمْ فِیْ یَوْمِکُمْ هٰذَا عِیْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِ الْعَالِیَةِ اَنْ یَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْیَنْتَظِرْهَا وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْعُبَیْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُّ الْعِیْدَ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا مَحْصُوْرٌ فَجَآءَ فَصَلّٰی ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ.

نے روزہ رکھنے سے ان دنوں میں یہ عید الفطر وہ دن ہے جس دن تم روزہ موقوف کرتے ہو اور عید الضحیٰ وہ ہے کہ اس دن اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ پھر حاضر ہوا میں عید کو عثمان بن عفانؓ کے ساتھ تو انہوں نے آ کر نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ آج کے روز دو عیدیں ہیں (ایک عید الفطر اور ایک جمعہ) تو جس شخص کا جی چاہے باہر والوں سے ف۱ تو ٹھہر جائے جمعہ کے واسطے اور جو چاہے کہ اپنے گھر جائے تو چلا جائے میں نے اجازت دی کہا ابوعبید نے پھر حاضر ہوا میں عید کو ساتھ علی بن ابی طالبؓ کے اور عثمان گھرے ہوئے تھے ف۲ تو حضرت علیؓ نے آ کر نماز پڑھائی پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا۔ ف۳

ف۱: یعنی گاؤں کے رہنے والوں سے جو مدینہ کے اطراف میں دور دور واقع تھے بعضے آٹھ میل تک بعضے اس سے کم۔

ف۲: یعنی باغیوں نے بلوے کر کے ان کو مکان میں گھیر رکھا تھا۔

ف۳: ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا یہ دستور تھا کہ عیدین میں نماز کے بعد خطبہ پڑھتے تھے لیکن مروان نے یہ بدعت ایجاد کی کہ خطبہ نماز کے اوّل پڑھا روایت کیا اس کو مسلم نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جو ابن المنذر نے روایت کیا کہ انہوں نے خطبہ پڑھا نماز کے اوّل اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا معارض ہے اس روایت کے یہ روایات صحیحہ تو عمل ان پر اولیٰ ہے۔ علی الخصوص اُس صورت میں جب رسول اللہ ﷺ سے بھی ایسا ہی ثابت ہے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے:

﴿ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

تم کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی اچھی ہے۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے عید کی نماز پڑھنا بغیر امام کے ثابت ہوا تو جمعہ پڑھنا بطریق اولیٰ درست ہوگا اس لیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس وقت تک امام نہ ہوئے تھے لیکن ابوحنیفہؒ نے جمعہ اور عیدین کو مثل حدود کے کر دیا کہ بغیر سلطان کے ادا نہیں ہو سکتیں۔

۳۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْاَکْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ فِی الْعِیْدِ

عید الفطر میں نماز کو جانے کے اوّل کچھ کھا لینا

(۶) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ کَانَ یَاْکُلُ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَّغْدُوَ. (اخرجه البخاری)

عروہ بن زبیر عید الفطر کے روز کھانا کھا لیتے قبل نماز کو جانے کے۔

ف: بخاریؒ نے روایت کیا انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں جاتے تھے نماز کو عید الفطر کے دن یہاں تک کہ کھا لیتے تھے چند کھجوریں طاق عدد سے (یعنی تین یا پانچ یا سات یا نو)

(۷) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُؤْمَرُوْنَ بِالْاَكْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوتا تھا کھانا کھا لینے کا قبل نماز کو جانے کے۔

مالک نے کہا کہ میں کھانا کھانا لازم نہیں دیکھتا عید الضحیٰ میں قبل نماز کے۔

ف: بلکہ نہ کھانا افضل ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا بریدہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نہ کھاتے تھے عید الضحیٰ کو جب تک نماز نہ پڑھتے۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَآءَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ

عیدین کی تکبیرات اور قراءت کا بیان

(۸) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَءُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَءُ بِقَافٍ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. (اخرجه مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ابو واقد لیثی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی سورتیں پڑھتے تھے عیدین میں بولے سورۂ قاف اور سورۂ قمر۔ (مسلم شریف)

ف: اور اکثر روایات میں یہ ہے کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔

(۹) عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَ فِي الْاٰخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. (اخرجه ابو داؤد)

نافع سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی عید الضحیٰ اور عید الفطر کی ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں قبل قراءت کے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل قراءت کے۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

ف: احمدؒ اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً کہ تکبیریں نماز عید الفطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں اور دونوں رکعتوں میں قبل قراءت کے ترمذی نے علل میں کہا کہ میں نے بخاریؒ سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا صحیح ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص پہنچا عیدگاہ میں اور دیکھا کہ لوگ فارغ ہو گئے ہیں عید کی نماز سے تو وہ نماز عید کی نہ پڑھے نہ عیدگاہ میں نہ اپنے گھر میں اس پر بھی اگر اس نے پڑھ لی عیدگاہ میں یا اپنے گھر میں تو کچھ قباحت نہیں ہے لیکن پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے قبل قراءت اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قراءت کے۔ اور سفیان ثوری اور احمد کے نزدیک اگر اکیلے نماز عید کی پڑھے تو چار رکعتیں پڑھے کیونکہ روایت کیا سعید بن منصور نے کہ جس شخص کی فوت ہو جائے نمازِ عید امام کے ساتھ تو وہ چار رکعتیں پڑھے عید کی نماز ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہی صحیح ہے۔

۵۔بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

عیدین کی نماز کے اوّل اور بعد نفل نہ پڑھنا

(۱۰) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ يَوْمَ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں نفل پڑھتے تھے

الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا. (اخرجه البخاری ومسلم) قبل نماز عید کے اور نہ بعد نماز کے۔

ف: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے دن عید فطر کے تو پڑھیں دو رکعتیں اور نماز نہیں پڑھی قبل اس کے نہ بعد اس کے اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابی سعید سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نفل پڑھتے تھے عید کی نماز کے پہلے لیکن جب نماز سے فارغ ہو کر گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

(۱۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَغْدُوْا اِلَى الْمُصَلّٰى بَعْدَ اَنْ يُّصَلِّيَ الصُّبْحَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ. مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گاہ کو جاتے تھے نماز صبح کی پڑھ کر قبل طلوع آفتاب کے۔

ف: ابن الساغانی نے شرح مجمع میں روایت کیا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی عید کی اوّل نفل تو منع کیا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ! میں جانتا ہوں کہ اللہ جل جلالہٗ مجھے عذاب نہ کرے گا نماز پڑھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نہیں پڑھا قبل نماز عید کے اور تو پڑھتا ہے تو یہ تیرا پڑھنا مخالفت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اللہ جل جلالہٗ عذاب کرے گا تجھ کو اُس پر۔

٦۔بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

قبل نماز عید کے اور بعد اس کے نفل پڑھنے کی اجازت

(۱۲) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّ اَبَاهُ الْقَاسِمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ اِلَى الْمُصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ. قاسم بن محمد قبل عید گاہ جانے کے چار رکعتیں نفل اپنے گھر میں پڑھ کر جاتے تھے۔

ف: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عید گاہ میں نہ پڑھنا ثابت ہے تو یہ اثر اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

(۱۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ. عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے قبل نماز عید کے مسجد میں۔

ف: زرقانی نے کہا کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں قبل عید گاہ جانے کے۔

۷۔بَابُ غُدُوِّ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ وَانْتِظَارِ الْخُطْبَةِ

امام کا نماز عید کو جانے کا وقت اور انتظار کرنا خطبے کا

۱۴: کہا مالکؒ نے وہ سنت جس میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے یہ کہ امام عید الفطر اور عید الضحیٰ کے لیے اس وقت گھر سے نکلے کہ عید گاہ تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت آ جائے۔

ف: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز صبح کی پڑھ کر عید گاہ کو چلے جاتے عید کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد سے زوال تک ہے بہ اجماع فقہا لیکن اوّل وقت پڑھنا اس کا اُولیٰ وافضل ہے۔

۱۵: کہا مالکؒ نے جس شخص نے نماز پڑھ لی عید الفطر کی امام کے ساتھ اس کو جائز نہیں ہے کہ قبل خطبہ سننے کے چلا آئے بلکہ جب امام لوٹے تو وہ بھی لوٹے۔

كِتَابُ صَلٰوةِ الْخَوفِ

١۔ بَابُ صَلٰوةِ الْخَوفِ

نماز خوف کا بیان

(١) عَنْ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَ صَفَّتْ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَصَلّٰى بِالَّتِیْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِیْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

روایت ہے اس شخص سے جس نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں خوف کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ کھڑے ہوئے نماز کو اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہے تو پہلے آپؐ نے ایک رکعت پڑھی ان لوگوں کے ساتھ پھر آپ کھڑے رہے اور وہ لوگ اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور جو لوگ دشمن کے سامنے تھے وہ آئے ان کے ساتھ آپؐ نے ایک رکعت پڑھی پھر آپؐ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے ایک رکعت اور پڑھی جب آپؐ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

(٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ اِنَّ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنْ يَّقُوْمَ الْاِمَامُ وَمَعَهٗ طَائِفَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ الْاِمَامُ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِالَّذِيْنَ مَعَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَاِذَا اسْتَوٰى قَائِمًا ثَبَتَ وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُوْنَ وَيَنْصَرِفُوْنَ وَالْاِمَامُ قَائِمٌ فَيَكُوْنُوْنَ وِجَاهَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يُقْبِلُ الْاٰخَرُوْنَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُكَبِّرُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُوْنَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نماز خوف کی اس طرح پر ہے کہ امام کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ نماز کو کھڑا کرے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہیں تو امام ایک رکعت پڑھے اور سجدہ کرے جب سجدہ سے کھڑا ہو تو امام کھڑا رہے اور مقتدی اپنی ایک رکعت جو باقی ہے پڑھ کر سلام پھیر کر چلے جائیں دشمن کے سامنے اور دشمن کے سامنے جو لوگ تھے وہ آ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہوں تو امام رکوع اور سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیر دے اور لوگ کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیریں۔

ف: امام مالکؒ کا عمل اس حدیث پر ہے۔

(٣) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْاِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُصَلِّیْ بِهِمُ الْاِمَامُ رَكْعَةً وَّتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا فَاِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب سوال ہوتا نماز خوف کا کہتے امام آگے بڑھے نماز کو اور کچھ لوگ اس کے پیچھے ہوں تو ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھائے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے ہوں تو جب وہ لوگ جو امام کے پیچھے

اِسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ وَ يَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ اَنْ يَّنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ قَدْ صَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذَالِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْغَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا.(اخرجه البخاری)

تھے ایک رکعت پڑھ چکیں دشمن کے سامنے چلے جائیں اور سلام نہ پھیریں اور وہ لوگ چلے آئیں جنہوں نے نماز نہیں شروع کی اب وہ لوگ امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے اور باری باری ہر ہر گروہ کے لوگ آ کر ایک ایک رکعت اور پڑھ کر نماز اپنی تمام کریں تاکہ ہر ایک گروہ کی دو دو رکعتیں ہو جائیں اور اگر خوف بہت سخت ہو تو کھڑے کھڑے پیادے نماز پڑھ لیں اور اشارے سے اور سوار سواری پر اگرچہ منہ ان کا قبلہ کی طرف نہ ہو۔

ف: جمہور ائمہ کا مذہب اس حدیث پر ہے محمد نے کہا کہ ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔ کہا مالکؒ نے کہا نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوگی۔

ف: جیسا کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو بہ اسنادِ صحیح مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(٤) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ.(اخرجه البخاری و مسلم)

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز نہیں پڑھی جنگِ خندق میں یہاں تک کہ ڈوب گیا آفتاب۔

ف: کیونکہ لڑائی سے فرصت نہیں ہوئی بعض روایتوں میں ہے کہ مغرب بھی قضا ہو گئی بعض روایتوں میں ہے کہ چار نمازیں فوت ہو گئیں۔ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ اگر خوف بہت سخت ہو اور لڑائی سے فرصت نہ ہو تو نماز کی تاخیر کی جائے۔ کہا مالکؒ نے میرے نزدیک روایت قاسم بن محمد کی صالح بن خوات سے صلوٰۃ الخوف میں اچھی ہے اور وہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث ہے جو اوپر گزری۔

كِتَابُ صَلٰوةِ الْخُسُوفِ

١- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ صَلٰوةِ كُسُوْفِ الشَّمْسِ

نماز کسوف کا بیان

(١) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گہن لگا سورج کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو نماز پڑھائی آپؐ نے ساتھ لوگوں کے پس کھڑے ہوئے بہت دیر تک پھر رکوع کیا بڑی دیر تک پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اوّل سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن اوّل رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھایا رکوع سے

الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَاتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَأَيْتُمْ ذَالِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَ كَبِّرُوْا وَ تَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

(اخرجه البخاری و مسلم)

پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو گیا تھا' پھر خطبہ پڑھا اور حمد وثنا کی اللہ جل جلالہٗ کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں نشانیاں ہیں پروردگار کی نشانیوں سے کسی کی موت یا زیست کے واسطے ان میں گہن نہیں لگتا ف۱ تو جب دیکھو تم گہن پس دعا کرو اللہ سے اور تکبیر کہو اور صدقہ دو۔ پھر فرمایا آپؐ نے اے امت محمد (ﷺ) قسم خدا کی اللہ جل جلالہٗ سے کسی کو زیادہ غیرت نہیں ہے اس امر میں کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے اے امت محمد (ﷺ) اگر تم جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں البتہ ہنستے تم تھوڑا اور روتے بہت۔ ف۲

ف۱: اس قول سے آپ نے رد کیا ان لوگوں پر جو کہتے تھے کہ ابراہیم آنحضرت ﷺ کے فرزند کے انتقال کرنے سے سورج کو گہن لگا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاریؒ اور ابن حبان اور احمد اور نسائی و ابن ماجہ نے اور ان کی روایت میں ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں سورج اور چاند کو نہیں گہن لگتا مگر کسی بڑے کی موت سے اور یہ خیال غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند اور سورج کے گہن سے جو بعض احمق یہ سمجھا کرتے ہیں کہ فلانے بادشاہ یا ملک پر آفت آئے گی یہ بالکل غلط اور لغو ہے۔

ف۲: اس لیے کہ نیکیاں کم ہیں اور برائیاں بے شمار اور منزل نہایت سخت اور دور دراز ہے اس حدیث پر عمل کیا ہے ائمہ ثلثہ نے کسوف میں اور رکعت میں دو رکوع ثابت کیے ہیں اور نخعی اور ثوری اور ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع موافق اور نمازوں کے۔

(۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ النَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَالَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گہن لگا سورج میں تو نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ اور لوگوں نے ساتھ آپؐ کے پھر کھڑے ہوئے آپؐ بہت دیر تک جیسے سورۂ بقرہ پڑھنے میں دیر ہوتی ہے۔ ف۱ پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے آپؐ بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک رکوع لمبا۔ لیکن اوّل رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے آپؐ بڑی دیر تک لیکن اوّل قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن اوّل رکوع سے کم پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اوّل قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع لیکن اوّل رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا تو فارغ ہوئے آپؐ نماز سے اور آفتاب روشن ہو گیا تھا پس فرمایا آپؐ نے

تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُ اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَ يَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

....

(اخرجه البخاری ومسلم)

سورج اور چاند دونشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نہیں گہن لگتا ان میں سے کسی کی زندگی اور موت سے جب تم ایسا کروتو ذکر کرو اللہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا نماز میں آپ آگے بڑھے کسی چیز کو لینے کے لیے پھر پیچھے ہٹ آئے آپؐ تو فرمایا آپؐ نے دیکھا میں نے جنت کو پس لینا چاہا میں نے اس میں سے ایک گچھا (خوشہ) اگر میرے ہاتھ لگ جاتا تو تم اس میں سے کھایا کرتے جب تک دنیا باقی رہتی۔ ف۲ اور میں نے دیکھا جہنم کو ایسی ہولناک اور مہیب صورت میں کہ کبھی میں نے ایسی صورت نہ دیکھی ہے نہ دیکھی تھی اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں عورتیں زیادہ ہیں صحابہؓ نے کہا کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا آپؐ نے عورتوں کی ناشکری نے ان کو جہنم میں ڈالا۔ کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا کفر کرتی ہیں ساتھ اللہ کے فرمایا آپؐ نے اور کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور بھول جاتی ہیں احسان کو اگر کسی عورت کے ساتھ ساری عمر احسان کرو پھر کوئی رنج اس کو پہنچے تو کہنے لگتی ہے خاوند سے مجھے کبھی تجھ سے بھلائی نہیں پہنچی۔ ف۳

ف۱: زرقانی نے کہا کہ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قراءت آپ کی آہستہ تھی کسوف میں اور یہ جو بعض لوگوں نے تاویل کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صغیر السن تھے اس وجہ سے صفوں کے پیچھے کھڑے ہوں گے تو ان کی آواز نہ آئی ہو گی مردود ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے کہ میں کھڑا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مگر ایک حرف بھی قراءت کا میں نے نہ سنا۔

ف۲: کیونکہ جنت کے پھل کبھی فنا نہیں ہوتے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا﴾ کھانے اس کے ہمیشہ رہیں گے اور فرمایا: ﴿لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ کبھی تمام نہ ہوں گے اور نہ کبھی رو کے جائیں گے۔

ف۳: اس حدیث سے بھی ہر ایک رکعت میں دو رکوع ثابت ہوئے اور مسلم نے جابرؓ سے تین رکوع ہر رکعت میں روایت کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار رکوع ہر رکعت میں اور ابوداؤد نے ابی بن کعب سے اور بزاز نے علی سے پانچ رکوع ہر رکعت میں روایت کیے۔

(۳) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْاَلُهَا فَقَالَتْ اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ ثُمَّ

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آئی ان کے پاس مانگنے کو تو کہا اس نے اللہ بچائے تجھ کو قبر کے عذاب سے پس پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا لوگوں کو عذاب ہوگا قبروں میں فرمایا آپؐ نے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ

رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَّرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ وَقَامَ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

کے اس عذاب سے پھر سوار ہوئے آپؐ ایک دن سواری پر سو گہن لگا آفتاب کو اور لوٹے آپؐ حجروں کے پیچھے سے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر قیام کیا آپؐ نے بڑی دیر تک پھر سر اٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھا کر سجدہ کیا پھر قیام کیا بڑی دیر تک لیکن اوّل رکعت کے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھا کر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہو کر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا باتیں کیں پھر حکم کیا ان کو کہ پناہ مانگیں اللہ سے قبر کے عذاب سے۔

٢۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

اس چیز کا بیان جو نماز کسوف کے باب میں آئی ہے

(٤) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا لنَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَآءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْقَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِالْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذَالِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آئی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جس وقت گہن لگا آفتاب کو تو دیکھا میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی تھیں تو میں نے کہا کیا ہوا لوگوں کو تو اشارہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارہ سے کہا ہاں کہا اسماءؓ نے تو میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غشی آنے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی اور رسول اللہ ﷺ نے تعریف کی اللہ کی اور ثنا کی اس کی پھر فرمایا جو چیز میں نے نہ دیکھی تھی وہ آج میں نے دیکھ لی اس جگہ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھے وحی سے معلوم ہوا کہ قبر میں تم فتنہ میں پڑ جاؤ گے مثل فتنہ دجال کے یا اس کے قریب معلوم نہیں اسماءؓ نے کیا کہا آئیں گے اس کے پاس فرشتے تو پوچھیں گے اس سے تو کیا سمجھتا ہے اس شخص کو (یعنی محمد ﷺ کو) تو جو ایمان رکھتا ہے یا یقین رکھتا ہے معلوم نہیں کیا کہا اسماءؓ

هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَ نَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِىْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِىْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

نے وہ کہے گا یہ شخص محمدؐ ہیں اللہ جل جلالہ' کے بھیجے ہوئے ہمارے پاس کھلی کھلی نشانیاں اور ہدایت یعنی کلام اللہ لے کر پس قبول کیا ہم نے اور ایمان لائے ہم اور پیروی کی ہم نے ان کی تب فرشتے اس سے کہیں گے سو رہ اچھی طرح ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو مومن ہے اور منافق جس کو شک ہے حضرت کی رسالت میں معلوم نہیں کیا کہا اسماءؓ نے وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں سے میں نے جو سنا وہ کہا۔

ف: تب فرشتے کہیں گے تو نے کچھ نہ جانا نہ پڑھا اور ماریں گے اس کو لوہے کی گرزوں سے اگر پہاڑ پر اس گرز سے ماریں تو پہاڑ خاک ہو جائے۔ عبدالرزاق بن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے تقلید کی بڑی مذمت ثابت ہوئی اس لیے کہ وہ منافق یا شک کرنے والا یہ کہے گا کہ میں نے لوگوں سے جو سنا وہ کہا اس پر فرشتے اس کو ماریں گے یہی حال مقلدوں کا ہے وہ کہتے ہیں ہم قرآن اور حدیث کو کیا جانیں جو کچھ اگلے لوگ لکھ گئے ہیں ہم کو وہ کافی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ مجبوری کی راہ سے جب کوئی نص آیت یا حدیث سے نہ ملے تو اس وقت تقلید کسی مجتہد کی کرے۔ پھر اس وقت بھی تقلید اچھی نہیں ہے بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ قرآن وحدیث کی بخوبی تحصیل کر کے آپ خود وہ لیاقت پیدا کرے جو اگلے لوگوں کو تھی اور ان میں سے احکام نکالے بعض بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانے میں مجتہد کا ہونا محال ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس زمانے میں مجتہد ہونا بہت سہل ہے۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کہ پچھلے مجتہد وسعت اور کثرتِ علم میں اگلے مجتہد سے ممتاز ہوئے مثلاً مالک کو ابوحنیفہ کی نسبت زیادہ حدیثیں ملیں پھر شافعی کو مالک کی نسبت پھر امام احمد بن حنبلؒ تو سب مجتہدین اور محدثین کے پیشوا ہوئے اتنی حدیثیں کسی مجتہد کو ان سے پہلے حاصل نہیں ہوئی تھیں پھر ان کے بعد امام بخاری کو ان سے بھی زیادہ علیٰ ہذا القیاس متاخر کو متقدم سے زیادہ علم حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اخیر زمانے میں امام ہمام ابن تیمیہ اور امام ہمام ابن القیم دو شیخ اتنے بڑے درجہ کے گزرے جنہوں نے قرآن وحدیث کی بہت خدمت کی اور بہت مسائل مختلف فیہ میں حق کو ظاہر کیا۔ اللہ ان سب بزرگواروں سے راضی ہو اور ہمارا بھی خاتمہ بخیر کرے۔

كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

١۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

استسقاء کا بیان

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ نِ الْمَازِنِيِّ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن زید مازنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے نماز استسقاء کے لیے اور اُلٹا آپؐ نے اپنی چادر کو جس وقت منہ کیا قبلہ کی طرف۔

ف: شیخین کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور جہر کیا ان میں قراءت کو۔ بخاریؒ کی روایت میں ہے کہ پھر کھڑے ہوئے آپ اور دعا کی پھر منہ کیا قبلہ کی طرف اور چادر کو اُلٹا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ چادر اس لیے اُلٹی تا کہ حال زمانے کا اُلٹ جائے یعنی قحط و گرانی موقوف ہو کر بارش و ارزانی ہو جائے۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ نماز استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں تو جواب دیا کہ دو رکعتیں ہیں اور امام کو چاہیے کہ پہلے نماز پڑھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اور دعا مانگے قبلہ کی طرف۔

ف١: اور جب منہ کرے قبلہ کی طرف تو چادر کو الٹے اور دونوں رکعتوں میں جہر سے قراءت کرے۔ اور چادر کو اس طرح اُلٹے کہ داہنی طرف کا کنارہ بائیں طرف کرے اور بائیں طرف کا داہنی طرف اور مقتدی بھی اسی طرح اپنی اپنی چادروں کو پلٹیں۔ جب امام پلٹے۔

ف٢: اور منہ قبلہ کی طرف کریں بیٹھے بیٹھے۔

ف١: جب فارغ ہو خطبہ سے یا خطبہ ہی میں۔

ف٢: کیونکہ روایت کیا امام احمد نے عبداللہ بن زید سے کہ لوگوں نے بھی چادریں اپنی اُلٹیں آنحضرت ﷺ کے ساتھ۔ (زرقانی)

(٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سْتَسْقٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ. (اخرجه ابو داؤد)

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے یا اللہ پانی پلا اپنے بندوں اور جانوروں کو اور پھیلا دے اپنی رحمت کو اور جلا دے اپنے مرے ہوئے ملک کو۔

ف: مرا ہوا ملک وہ ہے جس میں پانی نہ برسا اور زمین وہاں کی خشک ہو گئی۔

(٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا اس نے اے رسول اللہ ﷺ مر گئے جانور اور بند ہو گئے راستے تو دعا کیجیے اللہ سے پس دعا کی

فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ظُهُوْرَ الْجِبَالِ وَالْاٰكَامِ وَبُطُوْنَ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتَ الشَّجَرِ قَالَ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ اِنْجِيَابَ الثَّوْبِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے تو برسا کیا پانی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے رسول خدا کے گر پڑے گھر اور بند ہو گئیں راہیں اور مر گئے جانور ف۲ تب دعا کی آپؐ نے یا اللہ برسا پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر اور نالوں پر اور درختوں کے ارد گرد کہا انسؓ نے جب یہ دعا کی آپؐ نے تو پھٹ گیا ابر مدینہ سے جیسے پھٹ جاتا ہے پرانا کپڑا۔

ف۱: بوجہ پانی نہ ملنے کے اور ضعیف ہو جانے اونٹوں کے۔

ف۲: پانی کی کثرت سے۔

کہا مالکؒ نے اگر کسی کو نماز استسقاء کی نہ ملے لیکن خطبہ مل جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے دو رکعتیں استسقاء کی مسجد میں پڑھے یا گھر میں آ کر پڑھ لے یا نہ پڑھے کیونکہ نماز استسقاء کی نفل ہے۔

٢ـ بَابُ الْاِسْتِمْطَارِ بِالنُّجُوْمِ

ستاروں کی گردش سے پانی برسنے کا اعتقاد رکھنا

(٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَاكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ ﷺ نے صبح کی حدیبیہ میں اور رات کو پانی پڑ چکا تھا تو جب نماز سے فارغ ہوئے متوجہ ہوئے لوگوں کی طرف اور فرمایا کہ تم جانتے ہو جو کہا تمہارے پروردگار نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو معلوم ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے صبح کو میرے بندے دو قسم کے تھے ایک وہ جو ایمان لایا میرے اوپر دوسرے وہ جس نے کفر کیا ساتھ میرے جس شخص نے کہا کہ پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے تو وہ میرے اوپر ایمان لایا۔ تاروں پر اعتقاد نہ رکھا اور جو بولا کہ پانی برسا فلاں تارہ کی گردش سے تو اس نے کفر کیا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

ف: یعنی تاروں کو جس نے مؤثر سمجھا اور یہ خیال کیا کہ پانی برسانا اُس کا فعل ہے وہ کافر ہو گیا دائرہ ایمان سے نکل گیا۔ پانی برسانا روزی دینا یہ سب کام اللہ جل جلالہٗ کے ہیں کسی کو اس میں دخل نہیں ہے۔

(٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِذَآ اَنْشَاَتْ بَحْرِيَّةٌ ثُمَّ تَشَاءَمَتْ فَتِلْكَ عَيْنٌ غَدِيْقَةٌ.

امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب اٹھے ابر سمندر کی طرف سے پھر شام کی طرف جانے لگے تو جانو کہ ایک چشمہ ہے بھرپور۔

ف: مدینہ کی جانب سے سمندر پچھان کی طرف ہے اور شام اُتر کی طرف مطلب یہ ہے کہ جب ابر پچھان کی طرف سے اٹھے اور اتر

کو جانے لگے تو وہ خوب برسے گا۔

(٦) عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ يَتْلُوْا هٰذِهِ الْآيَةَ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا.

امام مالک کو پہنچا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب صبح ہوتی تھی اور پانی برس جاتا تھا پانی برسا اللہ کے حکم سے پڑھتے تھے اس آیت کو مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الآية یعنی اللہ جل جلالہ اگر لوگوں پر رحمت کرنا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور جو روکنا چاہے تو کوئی چھوڑ نہیں سکتا۔

....

كِتَابُ الْقِبلَةِ

١۔بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْاِنْسَانُ يُرِيْدُ حَاجَتَهُ

(١) عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيْسِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ لِغَائِطٍ أَوْلِبَوْلٍ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا پاخانہ یا پیشاب کے وقت

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کے کہ وہ مصر میں کہتے تھے قسم خدا کی میں کیا کروں ان پائخانوں کو حالانکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب جائے کوئی تم میں سے پائخانہ یا پیشاب کو تو نہ منہ کرے قبلہ کی طرف اور نہ پیٹھ کرے۔

(٢) عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى أَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِبَوْلٍ أَوْغَائِطٍ.

ایک مرد انصاری سے روایت ہے اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے منع کرتے تھے آپ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پائخانہ میں۔

٢۔بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِبَوْلٍ أَوْلِغَائِطٍ

پائخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت

(٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ إِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدَسِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَّنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدَسِ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَوْرَاكِهِمْ قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے بعض لوگ سمجھتے ہیں جب تو اپنی حاجت کو جائے تو منہ نہ کر قبلہ اور بیت المقدس کی طرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر حاجت ادا کر رہے ہیں منہ ان کا بیت المقدس کی طرف ہے پھر کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے واسع بن حبان سے شائد تو ان لوگوں میں ہے جو اپنے سرینوں

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِى الَّذِىْ يَسْجُدُ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْاَرْضِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

پر نماز پڑھتے ہیں واسع نے کہا میں نہیں سمجھا کہا مالک نے اس قول کی تفسیر میں وہ لوگ ہیں جو سجدہ میں زمین سے لگ جاتے ہیں اور اپنی پیٹھ کو سرین سے جدا نہیں رکھتے۔

ف: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ فعل ناسخ ہے حدیث نہی کا بعض کہتے ہیں ممانعت صحرا میں ہے نہ مکانوں میں بعض کہتے ہیں ہر جا ممانعت ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے بوجہ خلافِ ادب کے اسی وجہ سے ترک بھی اس کا درست ہے۔

۳۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْقِبْلَةِ

قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت

(٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِىْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّىْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھوک پڑا ہے قبلہ کی دیوار پر سو چھڑایا اس کو پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ اللہ اس کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہے۔

ف: خطابی نے کہا اس سے یہ غرض ہے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے قصد کرتا ہے اپنے پروردگار کا تو گویا پروردگار اس کے سامنے ہے بعضوں نے کہا عظمت اللہ کی یا رحمت اس کی اس کے سامنے ہے اور استدلال جہمیہ اور معتزلہ کا اس حدیث سے اس امر پر کہ پروردگار ہر مکان میں ہے باطل ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ تھوک لے اپنے قدموں کے نیچے پس اگر اللہ ہر مکان میں ہوتا تو کہیں تھوکنا درست نہ ہوتا۔ بلکہ پروردگار عالم اپنے عرش معلیٰ پر ہے اور علم وقدرت اس کی ہر شئے سے متعلق ہے۔ یہی اعتقاد ہے سلف اہل سنت اور جماعت کا اور تفصیل اس مسئلہ کی انتہائی الاستواء میں ہے۔

(٥) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِىْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا اَوْ مُخَاطًا اَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا دیوار میں قبلہ کے تھوک یا رینٹ یا بلغم تو چھڑا دیا اس کو۔

ف: یعنی مل دیا اس کو ہاتھ سے یا لکڑی سے۔ مسجد میں تھوکنا ممنوع ہے۔ مگر جب اس کو دفن کر دے اس طرح کہ زمین مسجد کی کچی ہو۔ تھوک کو مٹی کے اندر کر دے ورنہ کپڑے میں تھوک لے۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِبْلَةِ

قبلہ کا بیان

(٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَآءَ فِىْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَآءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مسجد قبا میں صبح کی اتنے میں ایک شخص آ کر بولا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات کو قرآن اترا اور حکم ہوا کعبہ کی طرف منہ کرنے کا پھر گئے وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ کی طرف اور پہلے منہ ان کے شام کی طرف تھے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا اور نماز میں کسی کا کلام سننا اور اس پر عمل کرنا درست ہے۔

(۷) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ اَنْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ حُوِّلَتِ الْقِبْلَةُ قَبْلَ بَدْرٍ بِشَهْرَيْنِ.
(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بعد مدینہ میں آنے کے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف پھر قبلہ بدل گیا دو مہینے اوّل جنگِ بدر سے۔

(۸) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ اِذَا تُوُجِّهَ قِبَلَ الْبَيْتِ.

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے جب منہ کرے خانہ کعبہ کی طرف۔ 1

ف: یہ اہل مدینہ کے واسطے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے اور یہ جو قید لگائی کہ منہ کعبہ کی طرف کرے اس سے یہ غرض ہے کہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں سمت شمالی بھی واقع ہے لیکن اس طرف منہ کرنے سے کعبہ کی طرف پیٹھ ہوگی اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اور ملکوں میں واقع ہیں جہاں سے کعبہ نظر نہیں آتا ان کو عین کعبہ کی طرف توجہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جہت کعبہ کافی ہے۔ معرفت قبلہ کے کئی طور سے ہو سکتی ہے۔ ایک رؤیت کعبہ سے دوسری دلیل عقلی قطعی سے تیسری مسجد کے محرابوں سے چوتھی سچے آدمی کے کہنے سے پانچویں اپنی رائے سے اجتہاد کرنے سے بہ دلائل ظنیہ چھٹی تقلید سے اس شخص کی جس نے قبلہ کو پہچانا ہو اجتہاد سے لیکن جب تک اوّل کے تین امور ملیں تو چوتھے اور پانچویں کی طرف التفات نہ کرے اور جب چوتھا اور پانچواں امر ملے تو چھٹے کی طرف نہ جائے اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا اجتہاد ضروری نہیں ہے مگر جب کوئی شبہ عارض ہو۔ سب سے سہل طریقہ قبلہ پہچاننے کا یہ ہے کہ جن مسجدوں کو اگلے لوگوں نے بنایا ہے ان میں جا کر زوال کے وقت سایہ کا امتحان کریں کہ قبلہ سے کس جانب پڑتا ہے اس کو یاد رکھیں اور جنگل میں آفتاب کی روشنی میں کھڑے ہو کر سایہ دیکھیں اور اس سے قبلہ کی سمت پہچان لیں۔ اور مغرب اور عشا اور فجر میں طلوع اور غروب اور شفق کا لحاظ رکھیں کہ قبلہ سے کس جانب ہوتا ہے لیکن یہ اندازہ جب تک چلے گا کہ ان مسجدوں سے بہت دور نہ گئے ہوں مثلاً جب دس بارہ منزل وہاں سے دور ہو جائیں تو وہاں کی مسجدوں سے پھر اندازہ نہ کریں۔ (مصفیٰ)

۵- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ
مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان

(۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوائے مسجد حرام کے۔

ف: یعنی خانہ کعبہ کے وہاں ایک نماز میں لاکھ نماز کا ثواب ہے۔ امام احمد اور ابن حبان نے روایت کیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوا مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے سو نمازوں سے میری مسجد میں اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے لاکھ نمازوں سے دوسری مسجد میں اور بزار اور طبرانی نے ابوالدرداء سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھنا مسجد حرام میں لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور ایک نماز میری مسجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں

کے برابر ہے۔

(١٠) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ.(اخرجه البخاری ومسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔

ف: دوسری روایت میں یہ ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے مگر قبر آپ کی وہیں ہے جہاں آپ کا گھر تھا یعنی حجرہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس حدیث کے معنوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے اس کو ظاہر پر رکھا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قیامت کے دن اس مقام پر باغیچہ ہوگا اور منبر میرا حوض کوثر پر رکھا جائے گا اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے تشبیہ منظور ہے یعنی جیسے روضہ جنت میں قلب کو راحت اور وسعت ہوگی۔ ویسے ہی اس مقام میں مرد مومن کو خوشی اور راحت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

(١١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَیْدِ نِ الْمَازِنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ.(اخرجه البخاری ومسلم)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے۔

ف: امام اعظمؒ سے کسی شخص نے پوچھا اگر کوئی حلف کرے کہ اگر میں جنت میں نماز نہ پڑھوں تو زوجہ اس کی طالق ہے وہ کیا کرے تو جواب دیا کہ روضہ شریف اور منبر شریف کے درمیان نماز پڑھ لے۔

٦۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَی الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مسجد میں جانے کا بیان

(١٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مت منع کرو اللہ جل جلالہ کی لونڈیوں کو مسجد میں آنے سے۔

ف: ابن خزیمہ نے زیادہ کیا کہ گھر ان کے بہتر ہیں ان کے لیے۔

(١٣) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدٰكُنَّ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِیْبًا.

(اخرجه مسلم)

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی جماعت میں آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے۔

(١٤) عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ امْرَاَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَاْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَیَسْكُتُ فَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَخْرُجَنَّ اِلَّا اَنْ تَمْنَعَنِیْ فَلَا یَمْنَعُهَا.

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بی بی عاتکہ اجازت مانگتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد جانے کی تو چپ ہو جاتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پس کہتیں عاتکہ میں تو قسم خدا کی جاؤں گی جب تک تم منع نہ کرو گے تو نہیں منع کرتے تھے حضرت عمرؓ ان کو۔

ف: بسبب فرمانے رسول اللہ ﷺ کے نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے ۔

(۱۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ اَوْ مُنِعَ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ دیکھتے جو اس زمانے میں عورتوں نے نکالا ہے ف۱ البتہ روک دیتے ان کو مسجدوں میں جانے سے جیسے روک دی گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی کہا یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میں نے پوچھا عمرہ سے کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئی تھیں مسجدوں سے کہا ہاں ۔ف۲

(اخرجه البخاری و مسلم)

ف۱: خوشبو لگانا آرائش کرنا اچھی طرح ستر نہ کرنا منکرات میں جانا۔

ف۲: اس حدیث سے بعض لوگوں نے تمسک کیا ہے اس امر پر کہ عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے مگر یہ تمسک تمام نہیں کیونکہ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بر سبیل ظن ہے اور ایسا قول کسی حکم شرعی کو مفید نہیں ہوسکتا رہی افضلیت تو وہ اسی میں ہے کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے۔

کِتَابُ القُرآنِ

۱۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْوُضُوْءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْاٰنَ

قرآن چھونے کے واسطے باوضو ہونا ضروری ہے

(۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِيْ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَلَّا يَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ.

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ ﷺ نے لکھی تھی عمرو بن حزم کے واسطے اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن نہ چھوئے مگر جو شخص باوضو ہو۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کوئی شخص کلام اللہ کو فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر نہ اٹھائے مگر وضو سے۔

ف۱: اسی طرح غلاف اس کا جلد اس کی نہ چھوئے بغیر وضو کے اور یہی قول ہے شافعی کا مگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر چیز جو کلام سے الگ ہو سکے مثل غلاف یا فیتہ وغیرہ کے اس کا بے وضو چھونا درست ہے اور جلد کا بے وضو چھونا درست نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر بے وضو اٹھانا درست ہوتا تو جلد کو بھی بے وضو چھونا درست ہوتا۔ اور بے وضو چھونا کلام اللہ کا اس لیے مکروہ ہے کہ اس کی عظمت اور شان کے خلاف ہے نہ اس لیے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی نجاست ہو اور وہ مصحف میں لگ جائے۔

ف۲: کیونکہ اگر اس لیے مکروہ ہوتا تو جب ہاتھ صاف ہوں تو چاہیے کہ بے وضو چھونا درست ہو جائے۔ کہا مالکؒ نے احسن اس باب میں یہ آیت ہے۔ لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ نہیں چھوئیں اس کو مگر پاک لوگ اور یہ آیت قریب ہے اس آیت کے جو عبس وَتَوَلّٰی میں ہے۔

﴿كَلَّا اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾
کلام اللہ ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے بڑے بڑے عزت والے جلدوں میں جو پاک ہیں بڑے بزرگ نیک پیغمبروں کے ہاتھ میں۔

٢۔بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ قِرَآءَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ

کلام اللہ بے وضو پڑھنے کی اجازت

(٢) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِيْ قَوْمٍ وَّهُمْ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتَقْرَأُ وَلَسْتَ عَلٰى وُضُوْءٍ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ اَفْتَاكَ بِهٰذَا مُسَيْلَمَةُ.

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لوگوں میں بیٹھے اور لوگ قرآن پڑھ رہے تھے پس گئے حاجت کو اور پھر آ کر قرآن پڑھنے لگے ایک شخص نے کہا آپ کلام اللہ پڑھتے ہیں بغیر وضو کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ سے کس نے کہا کہ یہ منع ہے کیا مسیلمہ نے کہا۔

ف: یہ شخص تھا بنی حنیفہ سے پہلے مسیلمہ کذاب پر جو جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کرتا تھا ایمان لایا تھا پھر توبہ کر کے مسلمان ہوا تھا اسی واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ یہ فتویٰ تجھ کو مسیلمہ نے دیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے وضو کلام اللہ پڑھا کرتے تھے ان کا تو یہ فتویٰ نہیں ہے شاید مسیلمہ کذاب کا ہو۔

٣۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَحْزِيْبِ الْقُرْآنِ

کلام اللہ کا ورد مقرر کرنا

(٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهٗ حِزْبُهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَءَهٗ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ اِلٰى صَلٰوةِ الظُّهْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَفُتْهُ اَوْكَاَنَّهٗ اَدْرَكَهٗ. (اخرجه مسلم)

عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کسی کا ورد رات کا ناغہ ہو جائے اور وہ دوسرے دن زوال تک ظہر کی نماز تک پڑھ لے تو گویا فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے پالیا۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ صحیح روایت ابن شہاب کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جس کسی کا وظیفہ رات کو نہ ہو سکے پھر وہ فجر اور ظہر کے درمیان میں اس کو پڑھ لے تو لکھا جائے گا کہ اس نے رات کو پڑھا اور بعض اصحاب ابن شہاب نے اس کو مرفوع کہا ہے۔(زرقانی)

(٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ جَالِسَيْنِ فَدَعَا مُحَمَّدٌ رَجُلًا فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ بِالَّذِيْ سَمِعْتَ مِنْ اَبِيْكَ فَقَالَ الرَّجُلُ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَنَّهٗ اَتٰى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهٗ كَيْفَ تَرٰى فِيْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيْ سَبْعٍ فَقَالَ زَيْدٌ حَسَنٌ وَلَاَنْ اَقْرَأَهٗ فِيْ نِصْفِ شَهْرٍ اَوْ عِشْرِيْنَ اَحَبُّ اِلَيَّ وَسَلْنِيْ لِمَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے سو محمد نے ایک شخص کو بلایا اور کہا تم نے جو اپنے باپ سے سنا ہے اس کو بیان کر۔اس شخص نے کہا میرا باپ گیا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان سے پوچھا کہ سات روز میں کلام اللہ تمام کرنا کیسا ہے بولے اچھا ہے میرے نزدیک پندرہ روز یا بیس روز میں تمام کرنا بہتر ہے پوچھو مجھ سے کیوں کہا انہوں

ذَالِكَ قَالَ فَإِنِّي اَسْأَلُكَ قَالَ زَيْدٌ لِكَيْ اَتَدَبَّرَهُ وَاَقِفَ عَلَيْهِ.

نے میں پوچھتا ہوں کیوں زید نے کہا تا کہ میں اس کو سمجھتا جاؤں یا در کھتا جاؤں۔

ف: اور یہ امر جلدی پڑھنے میں حاصل نہ ہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِيَدَّبَّرُوْا اٰيَاتِهٖ. تا کہ سوچیں اس کی آیتوں کو اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا آہستہ آہستہ پڑھ کلام اللہ کو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے کلام اللہ کو تین دن سے کم میں پڑھا وہ اس کو نہ سمجھا اور فرمایا کہ نہ ختم کیا جائے قرآن تین روز سے کم میں۔ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا عمل یہ ہے کہ اگر فرصت اور فراغت اور بے فکری ہو تو سات روز میں کلام اللہ ختم کیا جائے ورنہ پندرہ روز میں بہتر ہے ہمارا بھی عمل اسی پر ہے ہم پندرہ روز میں ایک ختم کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں بھول جانے کا مگر یہ حافظوں کے واسطے ہے ناظرہ خواں کو اختیار ہے کہ جب تک جی لگے غور اور فکر اور شوق اور ذوق سے جتنا جی چاہے پڑھے۔

۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقُرْاٰنِ

قرآن کے بیان میں

(۵) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الَّذِيْ اَقْرَأَنِيْهَا فَكِدْتُّ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهٗ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَآئِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُهَا فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں نے سنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے میں ہشام بن حزام کو پڑھتے سنا سورۂ فرقان کو اور طرح سوا اس طور کے جس طرح میں پڑھتا تھا اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہی پڑھایا تھا اس سورۃ کو قریب ہوا کہ میں جلدی کر کے ان پر غصہ نکالوں لیکن میں چپ رہا یہاں تک کہ وہ فارغ ہوئے نماز سے تب میں انہی کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر لے آیا ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا میں نے یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا اور طور پر خلاف اس طور کے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے۔ تب فرمایا آپ نے چھوڑ دو ان کو پھر فرمایا ان سے پڑھو تو پڑھا ہشام نے اسی طور سے جس طرح میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا تب فرمایا آپ نے اسی طرح اُتری ہے یہ سورت پھر ارشاد کیا آپ نے کہ تو پڑھ پھر میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا' قرآن شریف اترا ہے سات حرف پر تو پڑھو جس طرح سے آسان ہو۔

ف: اس حدیث کی تفسیر میں محدثین کا بڑا اختلاف ہے۔ قریب چالیس قول کے اس میں منقول ہیں ابوجعفر نحوی نے کہا کہ یہ حدیث مشکلات میں سے ہے اس کے معنی معلوم نہیں ہوتے لیکن سب معنوں میں دو قول صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن شریف سات لغتوں میں اترا ہے جیسے لغت حجاز اور بنی تمیم وغیرہ دوسرے یہ کہ سات لفظوں کے ساتھ اترا ہے لیکن معنی ان سب کے ایک ہیں جیسے اقبل و تعال و ہلم و عجل و اسرع ان سب الفاظ کے معنی ایک ہی یعنی (آ) مگر یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی خواہش سے ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ مرادف

رکھ لے بلکہ ضرور ہے سننا آنحضرت ﷺ سے اور یہ بھی اس زمانے میں تھا جب تک کلام اللہ جمع اور مرتب نہ ہوا تھا اب جو جمع اور ترتیب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی اس کا خلاف نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ سات حرفوں سے مراد سات قرائتیں ہیں قراء سبعہ کی ان میں سے ہر ایک قراءت کے طور پر پڑھنا کلام اللہ کا درست ہے لیکن یہ توجیہہ اہل علم کے نزدیک مقبول نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ سوا ان قرأت کے جو ائمہ راشدین سے الفاظ ثابت ہیں بلکہ وہ قرآن شریف میں داخل نہ ہوں بلکہ صحیح وہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ یہ ساتوں قرائتیں ایک حرف میں داخل ہیں۔ (ملتقطاً من الزرقانی)

(٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَ اِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حافظِ قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے اونٹ والے کی جب تک اونٹ کو بندھا رکھے گا وہ رہے گا جب چھوڑ دے گا چلا جائے گا۔

ف: اسی طرح حافظِ قرآن جب تک قرآن پڑھتا رہے گا تو یاد رہے گا جب چھوڑ دے گا تو بھول جائے گا۔ ایک حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا آپ نے سب گناہ میری امت کے مجھ پر پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہ دیکھا کہ کسی شخص کو ایک آیت یا سورۃ یاد ہو پھر وہ اس کو بھلا دے۔ ہمارے مشائخ کا یہ طریقہ ہے کہ مہینے میں دو ختم کلام اللہ کے کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں بھول جانے کا۔

(٧) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَ اِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے پوچھا نبی ﷺ سے کس طرح وحی آتی ہے آپؐ پر فرمایا آپؐ نے کبھی آتی ہے جیسے گھنٹے کی آواز اور وہ نہایت سخت ہوتی ہے میرے اوپر پھر جب موقوف ہو جاتی ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں جو کہتا ہے فرشتہ آدمی کی شکل بن کر مجھ سے باتیں کرتا ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں جو کہتا ہے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب وحی اترتی تھی آپؐ پر سخت جاڑے کے دن پھر موقوف ہوتی تھی تو پیشانی سے آپؐ کے پسینہ بہتا تھا۔

ف: وحی کی سختی سے اور شاید یہ پہلی قسم میں ہو جس کی آواز مثل گھنٹی کے ہوتی تھی سوا ان دو صورتوں کے اور بھی وحی کے طریقے تھے مثلاً دل میں الہام ہونا' خواب میں دیکھنا بلا واسطہ شب معراج میں اللہ جل شانہٗ سے کلام کرنا' فرشتے کو اپنی صورت اصلی پر دیکھنا اور اس کا کلام سننا حلیمی نے کہا ہے کہ وحی آپ پر چھیالیس قسم سے آتی تھی۔

(٨) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِؓ اَنَّهُ قَالَ اُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلّٰى فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ اسْتَدْنِنِيْ وَعِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے عبس وتولی اترا ہے عبداللہ بن ام مکتوم میں وہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگے اے محمدؐ! بتاؤ مجھ کو کوئی جگہ قریب اپنے تاکہ بیٹھوں میں

رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَ يُقْبِلُ عَلَى الْاٰخَرِ وَ يَقُوْلُ يَآ اَبَا فُلَانٍ هَلْ تَرٰى بِمَا اَقُوْلُ بَاْسًا فَيَقُوْلُ لَا وَالدِّ مَآءِ مَا اَرٰى بِمَا تَقُوْلُ بَاْسًا فَاُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى.

وہاں اور آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت ایک شخص بیٹھا تھا بڑے آدمیوں میں سے مشرکوں کے (ابی بن خلف یا عتبہ بن ربیعہ) تو آپ توجہ نہ کرتے تھے عبداللہ کی طرف بلکہ متوجہ ہوتے تھے اس شخص کی طرف اور کہتے تھے اے باپ فلاں کے کیا میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ حرج ہے وہ کہتا تھا نہیں قسم ہے بتوں کی تمہارے کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔تب یہ آیتیں اتریں عَبَسَ وَتَوَلّٰى.

(وصله الترمذی عن عائشة)

ف: یعنی ترش رو ہوا اور منہ پھیر لیا اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى اس سبب سے کہ اندھا اس کے پاس آیا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید وہ پاک ہو جائے یا نصیحت قبول کرے اور اس کے کام آئے اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى جو شخص بے پرواہی کرتا ہے (ابی بن خلف) اسی کا تو قصد کرتا ہے وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى اور تیرے اوپر کیا ہے اگر اس کو ہدایت نہ ہو وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى اور جو تیرے پاس دوڑ کر آتا ہے دوڑتا ہوا تو تو اس سے غفلت کرتا ہے یعنی عبداللہ بن ام مکتومؓ سے ان آیات سے اللہ جل جلالہٗ نے عتاب فرمایا اپنے رسولؐ پر اس واسطے کہ رسولؐ نے اندھے کی طرف خیال نہ کیا جو صدقِ دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈھتا تھا اور متوجہ ہوں گے ایک دنیا دار کی طرف جو دل سے طالب اور شائق ہدایت کا نہ تھا اگر چہ غرض رسول کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دنیا دار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کی بڑی ترقی ہوگی مگر یہ غرض پوری ہونے والی نہ تھی اللہ جل جلالہٗ کو اس کا علم تھا اس لیے آنحضرت ﷺ پر نوعی عتاب ہوا ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بعد ان آیات کے اترنے کے آپؐ عبداللہ کی بہت تعظیم کرتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب ان کو آتے دیکھتے تو پہلے سے چادر بچھا دیتے ان کے بیٹھنے کے لیے اور جب مدینہ سے آپؐ باہر جاتے تو ان کو خلیفہ کر جاتے نماز پڑھانے کے لیے۔حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس سورت میں عتاب فرمایا اپنے نبیؐ پر اور اگر آنحضرت ﷺ کچھ چھپاتے تو یہ آیتیں چھپاتے۔

(۹) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ اَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ اَنْ

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سفر میں سوار ہو کر چل رہے تھے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بات پوچھی آپؐ سے تو جواب نہ دیا آنحضرت ﷺ نے پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کاش تو مر گیا ہوتا اے عمرؓ! تین بار تو نے گڑگڑا کر پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور کسی بار میں آپؐ نے جواب نہ دیا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آگے بڑھ گیا۔لیکن میرے دل میں یہ خوف تھا کہ شاید میرے باب میں کلام اللہ اترے گا تو

يُنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرَخُ فِيَّ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا.

(اخرجه البخاری)

تھوڑی دیر میں ٹھہرا تھا اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو مجھ کو پکارتا ہے اس وقت مجھے اور زیادہ خوف ہوا اس بات کا کہ کلام اللہ میرے باب میں اترا ہوگا سو آیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سلام کیا میں نے تب آپؐ نے (جواب دے کر ارشاد فرمایا کہ رات کو میرے اوپر ایک سورت ایسی اتری ہے جو ساری دنیا کی چیزوں سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے پھر پڑھا آپؐ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِيْنًا.

ف: آنحضرت ﷺ کا خلق اس درجہ کا تھا کہ آپؐ ادنیٰ لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور ان کو جواب دیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپ کے خالص رفیق تھے اور مصاحب تھے لیکن اس وقت آپؐ نے اس وجہ سے جواب نہ دیا کہ یہ سورت اتر رہی تھی اور آپ اس کے سننے میں مشغول تھے تو ایسی حالت میں جواب دینا ناممکن تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر کیسے ہی درجہ اور قدر اور منزلت کے آدمی تھے لیکن بشر تھے لوازم بشریت سے پاک نہ تھے انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آنحضرت ﷺ نے میری بات کو قابل جواب نہ سمجھا اس لیے اعتناء نہ کی تو دل میں ان کے ایک خفیف سا ملال ہوا اسی باعث اونٹ اپنا بڑھا کر آگے لے گئے مگر قوتِ ایمانیہ کی وجہ سے دل میں یہی خیال رہا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ جل جلالہٗ اس وسوسہ کے اوپر بھی مؤاخذہ کر کے میری نسبت بھی کچھ عتاب کلام اللہ میں اتارے مگر جب سورت اِنَّا فَتَحْنَا سنی تو دل کو تسکین ہوئی پریشانی دور ہوئی۔

(١٠) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَاَعْمَالَكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَ تَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَ تَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے نکلیں گے تم میں سے کچھ لوگ جو حقیر جانیں گے تمہاری نماز کو اپنی نماز کے مقابلے میں اور تمہارے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں اور تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلے میں پڑھیں گے کلام اللہ کو اور نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے فا نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر اس جانور میں سے جو شکار کیا جائے آر پار ہو کر صاف اگر پیکان کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے۔ اگر تیر کی لکڑی کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے اگر پر کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے اور سوفار میں شک ہو کہ کچھ لگا ہے یا نہیں۔ فا

ف ۱: یعنی دلوں تک نہ پہنچے گا اور تاثیر نہ کرے گا۔

ف ۲: مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی مثال دین سے نکل جانے کی ایسی ہے جیسے تیر نہایت زور سے مارا جائے اور وہ جانور کو لگ کر فی الفور صاف نکل جائے تو اس تیر میں کچھ نہیں لگا رہتا نہ گوشت نہ خون ایسی ہی مثال ان لوگوں کی ہے۔ یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ

کی خوارج کے بارے میں تھی جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا تھا ظاہر میں بہت دینداری کی باتیں کرتے تھے نماز اور روزہ اچھی طرح سے ادا کرتے تھے لیکن دل میں ایمان کا نور ذرا بھی نہ تھا۔

(١١) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلٰى سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِيْنَ يَتَعَلَّمُهَا.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ بقرہ آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔

ف: یہ غرض نہیں ہے کہ ان کی قوت حافظہ میں فتور تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کے فرائض اور احکام اور اس کے متعلقات میں آٹھ برس تک غور کرتے رہے۔ اس اثر کو ابن سعد نے طبقات میں مسلسل اخراج کیا ہے اور خطیب نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیکھا سورۂ بقرہ کو بارہ سال میں جب ختم ہوئی تو ایک اونٹ قربانی کیا۔

٥۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ — سجدہائے تلاوت کے بیان میں

سجدہ تلاوت سنت ہے یا مستحب ہے اور حنفیہؒ کے نزدیک واجب ہے

(١٢) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيْهَا. (اخرجه البخاری و مسلم)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا سورۂ اذا السماء انشقت کو تو سجدہ کیا اور جب فارغ ہوئے سجدہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اس میں۔

(١٣) عَنْ نَّافِعٍ مَوْلَى بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَءَ سُوْرَةَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مصر والوں میں سے خبر دی مجھ کو کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سورۂ حج کو پڑھا تو اس میں دو سجدے کیے پھر فرمایا کہ یہ سورۃ فضیلت دی گئی بہ سبب دو سجدوں کے۔

(١٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَجَدَ فِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سورۂ حج میں دو سجدے کرتے ہوئے۔

ف: اور حدیث مرفوع بھی موجود ہے کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں باوجود ان دلائل کے حنفیہ کا یہ کہنا کہ سورۂ حج میں ایک سجدہ ہے قابل اعتبار نہیں ہوسکتا۔

(١٥) عَنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَءَ بِالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى فَسَجَدَ فِيْهَا ثُمَّ قَامَ فَقَرَءَ بِسُوْرَةٍ اُخْرٰى.

اعرج سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى سے پڑھ کر سجدہ کیا پھر سجدہ سے کھڑے ہو کر ایک اور سورۃ پڑھی۔

ف: طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سورۃ اذا زلزلت تھی تاکہ رکوع بعد قرأت کے ہوجائے یہ امر مستحب ہے۔ (زرقانی)

(١٦) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَرَأَ سَجْدَةً وَّهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ

عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آیت سجدہ کی منبر پر پڑھی جمعہ کے روز اور منبر پر سے اتر کر سجدہ کیا تو

الْجُمُعَةِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ عَلٰى رِسْلِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَآءَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَمَنَعَهُمْ أَنْ يَّسْجُدُوْا.

(اخرجه البخاری)

لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ میں اس کو پڑھا اور لوگ مستعد ہوئے سجدہ کو تب کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حال پر رہو اللہ جل جلالہٗ نے سجدۂ تلاوت کو ہمارے اوپر فرض نہیں کیا ہے مگر جب ہم چاہیں تو سجدہ کریں پس سجدہ نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور منع کیا ان کو سجدہ کرنے سے۔

ف: اور کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا زرقانی نے کہا کہ اس سے اجماع ثابت ہوا صحابہ کا سجدہ کے واجب نہ ہونے پر بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو سجدہ کرے تو اس نے اچھا کیا اور جو سجدہ نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔
کہا مالکؒ نے ہمارا مذہب اس پر نہیں ہے کہ اگر امام منبر پر آیت سجدہ کی پڑھے تو منبر سے اتر کر سجدہ کرے۔

ف: امام شافعیؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس پر کچھ قباحت نہیں ہے اور حنفیہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ روایت کیا حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص کو منبر پر پڑھا پھر منبر پر سے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ ؐ کے ساتھ سجدہ کیا کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مؤکد سجدہ قرآن میں گیارہ ہیں ان میں سے مفصل میں کوئی نہیں ہے۔

ف: یعنی مفصل کی سورتوں میں کوئی سجدہ موکد اور ضروری نہیں ہے ورنہ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور سورۂ والنجم میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ کہا مالکؒ نے کسی شخص کو نہ چاہیے کہ بعد نماز عصر کے اور فجر کے آیت سجدہ کی پڑھے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع ہو آفتاب اور منع کیا نماز سے بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب اور سجدہ تلاوت بھی بمنزلہ نماز کے ہے تو کسی شخص کو نہیں چاہیے کہ آیت سجدہ کی ان دونوں وقتوں میں پڑھے۔

ف: اور حنفیہ کے نزدیک آیت سجدہ کی پڑھے مگر سجدہ نہ کرے بعد طلوع یا غروب کے کرے۔ سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص نے آیت سجدہ کی پڑھی اور ایک عورت حائضہ نے سنا کیا وہ عورت بھی سجدہ کرے تو جواب دیا مالکؒ نے کہ نہیں مرد یا عورت دونوں کو سجدہ جب ہی درست ہے کہ وہ دونوں باوضو ہوں۔

ف: ابن عبدالبر نے اس پر اجماع ثابت کیا ہے لیکن بخاری نے روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے بغیر وضو کے اور معارض ہے اس کے جو روایت کیا بیہقی نے بہ اسناد صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نہ سجدہ کرے کوئی شخص مگر جب طاہر ہو (زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک عورت نے آیت سجدہ کی پڑھی اور کسی مرد نے اس کو سنا کیا وہ مرد بھی سجدہ کرے عورت کے ساتھ جواب دیا نہیں بلکہ سجدہ سننے والے پر جب واجب ہوتا ہے کہ وہ سننے والے مقتدی ہوں اس شخص کے جو آیت سجدہ کی پڑھتا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص آیت سجدہ کی کسی سے سنے اور وہ مقتدی نہ ہو پڑھنے والے کا تو وہ سجدہ کرے۔

ف: اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سننے والے پر ہر حال میں سجدہ واجب ہوتا ہے دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم سے کہ ایک لڑکے نے آیت سجدہ کی پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور انتظار کیا کہ آپ سجدہ کریں لیکن آپ ؐ نے سجدہ نہ کیا تب اس لڑکے نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس میں سجدہ نہیں ہے بولے ہاں لیکن تو اگر امام ہوتا تو ہم پر سجدہ واجب ہوتا۔ زرقانی

نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن رجال اس کے ثقات ہیں اور زید بن اسلم نے عطا بن یسار سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔(زرقانی)

٦۔بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قِرَاءَ ةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَتَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور تَبَارَکَ الَّذِیْ کی فضیلت کا بیان

(١٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا یَّقْرَءُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ وَ کَانَّ الرَّجُلَ یَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ. (اخرجه البخاری)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ایک شخص کو قل ھواللہ احد بار بار پڑھتے ہوئے تو جب صبح ہوئی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بیان کیا ان سے یہ امر اور ابوسعید رضی اللہ عنہ اپنی دانست میں کم جانتے تھے اس سورت کو پس فرمایا آنحضرت ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ سورت برابر ہے تہائی قرآن کے۔

ف: اس وجہ سے یہ سورت شامل ہے اعظم مقاصد اور اہم مطالب کو یعنی توحید اور اثبات صفات اور تنزیہ کو۔

(١٨) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ اَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَبَتْ فَسَاَلْتُهٗ مَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْجَنَّةُ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَاَرَدْتُ اَنْ اَذْهَبَ اِلَی الرَّجُلِ فَاُبَشِّرَهٗ ثُمَّ فَرِقْتُ اَنْ تَفُوْتَنِی الْغَدَآءُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰثَرْتُ الْغَدَآءَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اِلَی الرَّجُلِ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ ذَهَبَ. (اخرجه الترمذی)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے آیا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سو سنا آپؐ نے ایک شخص کو قل ھواللہ احد پڑھتے ہوئے فرمایا واجب ہوئی پوچھا میں نے کیا چیز فرمایا جنت کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میں نے چاہا کہ اس شخص کو جا کر خوشخبری دوں لیکن میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ میرا صبح کا کھانا جاتا رہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو میں نے پہلے کھانا کھایا۔ پھر گیا میں تو دیکھا کہ وہ شخص چلا گیا تھا۔

(١٩) عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍؓ اَنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَاَنَّ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ قل ھواللہ احد برابر ہے تہائی قرآن کے اور تبارک الذی بیده الملک لڑے گی اپنے پڑھنے والے کی طرف سے۔

ف: اصحاب سنن اور امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک سورت ہے کلام اللہ میں تیس آیتوں کی شفاعت کی اس نے ایک شخص کی یہاں تک کہ بخشا گیا وہ اور روایت کیا ابن مردویہ اور طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ ایک سورت نے جھگڑا کیا اپنے پڑھنے والے کی طرف سے یہاں تک کہ داخل کرایا اس کو جنت میں وہ سورت تبارک الذی بیده الملک ہے اور عبداللہ بن حمید اور طبرانی نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا ایک شخص سے پڑھ تبارک الذی بیده الملک کیونکہ یہ سورت نجات دینے والی ہے قبر کے عذاب سے اور بحث کرنے والی ہے اپنے رب کے پاس پڑھنے والے کی طرف سے یہ چاہے گی کہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب نہ ہو اور چھوٹ جائے گا اس کا پڑھنے والا اس کے باعث سے

قبر کے عذاب سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مسلمان کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک عذاب کے فرشتوں کو روکے گی جب وہ قبر میں آئیں گے سر اور پاؤں اور ہر طرف سے۔ (زرقانی)

٧۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ذکر الٰہی کی فضیلت کا بیان

(٣٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَ مُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ. ایک روز میں سو بار تو گویا اس نے دس غلام آزاد کیے اور سو نیکیاں اس کے لیے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور وہ اس دن پھر شیطان کے شر سے بچا رہے گا یہاں تک کہ شام ہو اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ لائے گا مگر جو اس سے بھی زیادہ عمل کرے۔

(٣١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ ایک دن میں سو بار مٹائے جائیں گے گناہ اس کے اگر چہ ہوں مثل سمندر کی پھین کے۔

(٣٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَخَتَمَ الْمِائَةَ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (اخرجه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ کہے تینتیس بار اور اللہ اکبر کہے تینتیس بار اور الحمد للہ کہے تینتیس بار اور ختم کرے سو کے عدد کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ پر بخش دیے جائیں گے گناہ اس کے اگر چہ ہوں مثل سمندر کی پھین کے۔

ف: یہ حدیث مرفوعاً بھی بہت طریق سے مروی ہے۔ ایک روایت میں گیارہ گیارہ بار ہے اور ایک روایت میں دس دس بار بھی ہے۔

(٣٣) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ اِنَّهَا قَوْلُ الْعَبْدِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ باقیات صالحات یہ کلمے ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

(٣٤) عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ لَكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم کو نہ بتاؤں وہ کام جو تمہارے سب کاموں سے بہتر ہے تمہارے لیے اور درجہ میں سب سے زیادہ بلند

مَلِيْكِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ اَعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُاللّٰهِ تَعَالٰى.
(رواه الترمذی و ابن ماجه)

ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب کاموں سے زیادہ عمدہ ہے اور بہتر ہے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر ہے اس سے کہ تم اپنے دشمن سے بھڑ کر اس کی گردن مارو اور وہ تمہاری گردن مارے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاں بتاؤ کہا انہوں نے ذکر اللہ سبحانہٗ کا۔

ف: یہ سب کاموں سے بڑھ کر ہے اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن عبدالبر نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ (زرقانی ومحلی)

(۲۵) عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. (رواه الترمذی و ابن ماجه)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو زیادہ نجات دینے والا ہو اس کو اللہ کے عذاب سے سوا ذکر الٰہی کے۔

ف: اس حدیث کو امام احمد اور ابن عبدالبر اور بیہقی نے طریق متعددہ سے معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

(۲۶) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَجُلٌ وَّرَآءَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ اٰنِفًا قَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ اَوَّلًا. (اخرجه البخاری)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تو جب سر اٹھایا آپؐ نے رکوع سے اور کہا سمع الله لمن حمده ایک شخص بولا ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه پس جب فارغ ہوئے رسول اللہ ﷺ نماز سے فرمایا کون شخص بولا تھا ابھی۔ اس شخص نے کہا میں تھا یا رسول اللہ ﷺ! تب فرمایا آپؐ نے میں نے دیکھا کہ تیس کے اوپر کچھ فرشتے جلدی کر رہے تھے کہ کون پہلے لکھے اس کو۔

ف: کیونکہ اس کلمہ کا ثواب بہت بڑا تھا تو ہر فرشتہ حرص کرتا تھا اس کے لکھنے پر۔

٨۔بَابُ مَا جَآءَ فِی الدُّعَآءِ
دُعا کے بیان میں

(۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ يَّدْعُوْا بِهَا فَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ فِی الْاٰخِرَةِ.
(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر نبی کے لیے ایک دعا مقرر ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے واسطے دن آخرت کے۔

(۲۸) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا وَّالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا اِقْضِ عَنِّی

یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے پس فرماتے تھے اے اللہ! پیدا کرنے والے صبح کے اور رات کے راحت بنانے والے اور سورج اور چاند کو حساب سے چلانے والے ادا کر تو قرض

الدَّيْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَ اَمْتِعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَقُوَّتِیْ فِیْ سَبِيْلِكَ.

میرا اور غنی کر مجھ کو محتاجی سے اور فائدہ دے مجھ کو میرے کان اور آنکھ سے اور میری قوت سے اپنی راہ میں۔

(۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَقُلْ اَحَدُكُمْ اِذَا دَعَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو یوں نہ کہے یا خدا بخش دے مجھ کو اگر چاہے تو اور رحم کر ہم پر اگر چاہے تو بلکہ یوں کہے بخش دے مجھ کو اس لیے کہ اللہ جل جلالہٗ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے۔

ف: تو جو کام کرتا ہے اپنے اختیار اور مشیت اور رضا سے کرتا ہے پھر یہ کہنا کہ بخش دے تو اگر چاہے تو اس میں ایک بے پرواہی کا مضمون ہے بندہ کی طرف سے ایسا کلام جب اپنے مالک سے کچھ مانگے سزاوار نہیں ہے۔

(۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعا قبول ہوتی ہے جب تک دعا مانگنے والا جلدی نہ کرے اور یہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی سو دعا میری قبول نہ ہوئی۔

ف: کیونکہ یہ کلمہ یاس کا ہے اور ناامیدی کا اپنے مالک سے ناامید نہ ہونا چاہیے وہ اپنے غلاموں کی مصلحت اور بہتری کو خوب جانتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پروردگار عالم کسی مومن کی دعا کو بے کار نہیں کرتا یا دنیا میں قبول کرتا ہے یا آخرت کے لیے رکھ چھوڑتا ہے۔

(۳۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰی ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ وَمَنْ يَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اترتا ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمانِ دُنیا تک جب تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کون شخص ہے جو دعا کرے مجھ سے اور قبول کروں میں دعا اس کی۔ کون شخص ہے مانگے مجھ سے پس دوں میں اس کو کون شخص ہے جو بخشش چاہے مجھ سے سو بخش دوں اُس کو۔

ف: یہ حدیث نہایت صحیح ہے ذہبی نے کہا کہ اس حدیث کو کچھ اُوپر بیس صحابیوں نے روایت کیا ہے صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث بہ اسانید صحیحہ ابوہریرہ اور عبادہ بن الصامت اور جابر بن عبداللہ اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے مروی ہے اور ہم نے ان سب طریقوں کو اپنی کتاب جس کا نام انتصار ہے جمع کیا ہے امام ہمام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کتاب النزول میں اس حدیث کو ثابت کر کے خوب تفصیل کی ہے اور بڑا رد کیا ہے جہمیہ اور معتزلہ پر جو ایسی حدیثوں کی تاویل بعید کر کے ان کے معانی اور ظاہری کا انکار کرتے ہیں۔ صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ اہل حدیث پروردگار عالم کا اترنا ہر رات کو ثابت کرتے ہیں بغیر تشبیہ اور تمثیل اور تکییف کے اور جاری کرتے ہیں حدیث صحیح کو ظاہر پر بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس کا حکم اترتا ہے یا رحمت اس کی اترتی ہے اور منسوب کیا ہے اس تاویل کو امام مالک کی طرف لیکن یہ تاویل بالکل لغو اور مردود ہے بہ چند وجوہ اوّل یہ کہ نسبت اس قول کی امام مالک کی طرف غلط ہے بہ سند صحیح

ان سے یہ تاویل ثابت نہیں ہے دوسری یہ کہ یہ حدیث بہ سند صحیح اس سے بھی مروی ہے۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُّنْزِلَ عَنْ عَرْشِہٖ نَزَلَ بِذَاتِہٖ یعنی جب پروردگار عرش سے اترنا چاہتا ہے تو اترتا ہے اپنی ذات سے۔اب یہ تاویل چل نہیں سکتی۔تیسری یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق میں سے لااسأل عن عبادی غیری اور ظاہر ہے یہ امر کہ ایسا کلام امر اور رحمت کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا چوتھی یہ کہ دعا کا قبول کرنا گناہوں کا بخش دینا جو مانگے سو دینا امر اور رحمت سے نہیں ہوسکتا۔پانچویں یہ کہ اس کے امر اور رحمت کا اترنا اُوپر سے دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ خداوند عالم اوپر ہے اور یہ تاویل کرنے والا اس امر کا منکر ہے اسی واسطے اسحاق بن راہویہ نے ایک جہمی سے یہ پوچھا کہ اچھا امر اور رحمت کس شخص کے پاس سے اترتی ہے حالانکہ تیرے نزدیک تو اُوپر کوئی ہے ہی نہیں۔چھٹی یہ کہ کئی طریقوں میں موجود ہے کہ یہ امر فجر کے وقت تک رہتا ہے پھر پروردگار چڑھ جاتا ہے۔ساتویں یہ کہ امر اور رحمت اس کی اگر آسمان تک اتر کر رہ جائے تو ہمارا اس میں کیا فائدہ ہے بلکہ رحمت کو مرحوم تک پہنچنا چاہیے آٹھویں یہ کہ امر اور رحمت اس کی ہر وقت اترا کرتی ہے اس وقت کی خصوصیت کیا ہے۔نویں یہ کہ امر اور رحمت کی تاویل سے بھی معنی صحیح نہیں ہوسکتے اس لیے کہ امر اور رحمت کوئی جسم نہیں ہے جو نزول کے لائق ہو پھر امر اور رحمت کی زبان نہیں ہے جو بندوں سے خطاب کرے یا ہاتھ نہیں ہے جو پھیلا رے پھر تاویل در تاویل لازم ہوگی۔دسویں یہ کہ جب ذات کا اترنا یا چڑھنا کسی آیت یا حدیث سے باطل ہو جائے اس وقت اس تاویل کی ضرورت ہے۔ورنہ محض فضول ہے۔بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ ایک فرشتہ اترتا اور یہ مضمون کہتا ہے مگر یہ تاویل پہلی تاویل سے بھی زیادہ پوچ ہے اس واسطے کہ فرشتہ یہ کہاں کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے بندوں سے کچھ نہیں چاہتا سوا اپنے یا جو مانگے گا سو دوں گا دعا قبول کروں گا' گناہ بخش دوں گا۔یہ امور تو سوائے ذاتِ الٰہی کے کسی کے امکان میں نہیں ہیں۔زیادہ تفصیل اس مقام کی یہاں نہیں ہوسکتی جس کا جی چاہے ہماری کتاب انتہائی الاستواء یا کتاب النزول ابن تیمیہ کی ملاحظہ کرے۔

(۳۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ بِيَدِيْ فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.(اخرجه مسلم)

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں سو رہی تھی رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سو نہ پایا میں نے ان کو پس چھوا میں نے آپ کو تو رکھا میں نے ہاتھ آپ کے قدموں پر اور آپ سجدہ میں تھے فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں تیری رضامندی کی تیرے غصے سے اور تیری عفو کی تیرے عقاب سے اور تیری تجھ سے میں تیری تعریف نہیں کرسکتا تو ایسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

ف: سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ تو ایسا ارشاد فرمائیں اور لوگ یہ کہیں کہ پروردگار کیسے اترتا ہے کیسے چڑھتا ہے اس کے ہاتھ کیونکر ہوں گے اس کی آنکھ کیونکر ہوگی ان سب لوگوں کا جواب دندان شکن یہی ہے کہ پروردگار اپنی ذات اور لوازم ذات کو تم سے زیادہ جانتا ہے پھر جب وہ خود اپنی ذات کے واسطے ان امورات کو ثابت کرتا ہے تو تم کو کیا خبط ہو گیا ہے کہ اوہام باطلہ لگا کر ان امورات سے اس کو منزہ سمجھتے ہو۔

(۳۳) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الدُّعَآءِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ. (اخرجه الترمذی مرفوعاً عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل دعاؤں میں دعا دن عرفہ کی ہے۔ اور افضل ان سب کلمات میں جو میں نے کہے ہیں اور اگلے پیغمبروں نے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له ہے۔

(٣٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ 1
يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ. (اخرجه مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سکھاتے تھے ان کو یہ دعا جیسے سکھاتے تھے ان کو ایک سورت قرآن کی فرماتے تھے اے اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری جہنم کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

ف: دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مسیح کرے گا تمام زمین پر یعنی ساری زمین پر پھرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ جس بیمار یا روگی پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے وہ اچھا ہو جاتا دجال کا فتنہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ زندگی کا فتنہ بری صحبتیں اور ملحدوں کی باتیں ہیں جن سے آدمی کا دین بگڑ جائے۔ موت کا فتنہ وہاں کی تکالیف اور عذاب ہیں یا منکر نکیر کا سوال۔

(٣٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَ لِقَاؤُكَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے نماز کو عین رات میں فرماتے یا اللہ تجھ کو سزاوار ہے سب تعریف تو نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے اور تو ہی قائم رکھنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں کا تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے تو ہی پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کا جو آسمان اور زمین کے بیچ میں ہیں تو حق ہے تیرا قول سچا ہے تیرا وعدہ برحق ہے تجھ سے ملنا حق ہے جنت وجہنم حق ہے قیامت حق ہے اے پروردگار تیرے حکم کا میں تابعدار ہوں اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف سے متوجہ ہوا اور تیری مدد سے میں لڑا کفار سے اور تجھی کو میں نے حاکم بنایا جب اختلاف ہوا سو بخش دے میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔

ف: یعنی تیرے سبب سے آسمان اور زمین منور ہیں یا تو پاک ہے ہر عیب سے۔ (زرقانی)

(٣٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ نَاعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِيْ بَنِيْ مُعٰوِيَةَ وَهِيَ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى الْاَنْصَارِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّسْجِدِكُمْ هٰذَا فَقُلْتُ لَهٗ نَعَمْ وَ اَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنْهُ فَقَالَ لِيْ هَلْ تَدْرِيْ مَا الثَّلَاثُ الَّذِيْ دَعَا بِهِنَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ بِهِنَّ فَقُلْتُ دَعَا بِاَنْ لَّايُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ وَ اَنْ لَّايُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِيْنَ فَاُعْطِيَهُمَا وَ دَعَا بِاَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمُنِعَهَا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَلَنْ يَّزَالَ الْهَرْجُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(جاء مرفوعاً عن سعد بن ابی وقاص اخرجه مسلم)

ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے بنی معاویہ میں اور وہ ایک گاؤں ہے انصار کے گاؤں میں سے تو پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے کس جگہ پر نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں تمہاری میں نے کہا ہاں معلوم ہے اور ایک کونے کو میں نے بتایا پھر پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے وہ تین دعائیں کون سی ہیں جو مانگی تھیں رسول اللہ ﷺ نے میں نے کہا ہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بتاؤ مجھ کو میں نے کہا دعا کی آپ نے اس امر کی کہ مسلمانوں پر کوئی دشمن ان کی غیر قوم کا یعنی کافروں میں سے مسلط نہ کرے اور ان کو قحط سے ہلاک نہ کرے تو یہ دونوں دعائیں قبول ہوگئیں تیسری دعا یہ ہے کہ مسلمانوں کے آپس میں کشت وخون اور جنگ نہ ہو تو یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سچ کہا تو نے پھر کہا کہ اب قیامت تک فساد آپس میں چلا جائے گا۔

ف: مطلب ان دعاؤں کا یہ ہے کہ تمام مسلمان مغلوب نہ ہو جائیں اور ایسا دشمن ان پر مسلط نہ ہو جو بالکل ان کا استیصال کر دے اسی طرح ایسے قحط میں مبتلا نہ ہوں جس سے سب تباہ ہو جائیں۔

ف: یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کی اور دعائیں سچی ہوئیں اب تک مسلمان پر کوئی ایسا دشمن غالب نہیں ہوا جو بالکل سب کو تباہ کر دے نہ ایسا قحط آیا البتہ آپس میں لڑائیاں ہوئیں اور قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی۔

(۳۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا مِنْ دَاعٍ يَّدْعُوْا اِلَّا كَانَ بَيْنَ اِحْدٰى ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ يُّسْتَجَابَ لَهٗ وَاِمَّا اَنْ يُّدَّخَرَ لَهٗ وَ اِمَّا اَنْ يُّكَفَّرَ عَنْهُ.

زید بن اسلم سے روایت ہے وہ کہتے تھے جو شخص دعا کرتا ہے تو اس کی دعا تین حال سے خالی نہیں ہوتی یا قبول ہو جاتی ہے یا رکھ چھوڑی جاتی ہے قیامت کے دن پر یا گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

ف: ابی جریر اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ دعا مسلمان کی رد نہیں کی جاتی جب تک گناہ یا قطع رحم کے لیے دعا نہ کرے یا دنیا میں اس کی دعا قبول ہو جائے گی یا آخرت کے لیے رکھی جائے گی یا اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (زرقانی)

۹۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الدُّعَآءِ — دُعا کی ترکیب

(۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاٰنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَ اَنَا اَدْعُوْا وَ اُشِيْرُ بِاِصْبَعَيْنِ اِصْبَعٍ مِّنْ كُلِّ يَدٍ فَنَهَانِيْ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعا کرتے ہوئے اور میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا ہر ایک ہاتھ کی ایک ایک انگلی تھی سو منع کیا مجھ کو۔

ف: اس لیے کہ یہ امر خلافِ سنت ہے دعا میں سنت تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دعا کرے یا اگر اشارہ کرے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے تا کہ دلالت کرے توحید الٰہی پر۔ (زرقانی)

(۳۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَآءِ فَرَفَعَهُمَا.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے بے شک آدمی کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اس کے لڑکے کے دعا کرنے سے بعد اس کے مرجانے کے اور اشارہ کیا آپ نے دونوں ہاتھوں سے آسمان کی طرف پھر اٹھایا ان کو۔

ف: ابن عبدالبر نے بہ سند صحیح روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مومن کا درجہ بلند ہوگا جنت میں سو وہ کہے گا کس سبب سے اے رب میرا درجہ بلند ہوا کہا جائے گا اس سے کہ تیرے لڑکے نے تیرے بعد دعا کی تیرے لیے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے لڑکے کی استغفار کے سبب سے تیرا درجہ بلند ہوا۔ (زرقانی)

(۴۰) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا فِي الدُّعَآءِ. (وصله البخاری عن عائشةؓ)

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (الآیة) دعا میں اتری ہے۔

ف: یعنی دعا نہ بہت پکار کر مانگو نہ آہستہ بلکہ درمیان میں مانگنا چاہیے بعضوں نے کہا ہے نماز میں کلام اللہ نہ بہت آہستہ پڑھے نہ بہت پکار کر اسی میں یہ آیت اُتری ہے کہا یحیٰی نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ نماز فرض میں دعا مانگنا کیسا ہے بولے کچھ حرج نہیں ہے۔

ف: خواہ شروع نماز میں مانگے یا بیچ میں یا آخر میں فرض میں یا نفل میں آنحضرت ﷺ نماز کے اندر بعد تکبیر تحریمہ کے اور کبھی رکوع میں اور کبھی سجدہ میں اور کبھی جب رکوع سے سر اٹھاتے اور کبھی بعد تشہد کے دعا مانگتے اور یہ دعا عام ہے خواہ دین کے کاموں کے لیے ہو یا دنیا کی اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک ضرور ہے کہ یہ دعا مشابہ نہ ہو آدمیوں کی باہمی گفتگو کے والا نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محلی و زرقانی)

(۴۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِي النَّاسِ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے نیک کام کرنا اور برے کاموں کا چھوڑنا اور محبت غریبوں کی اور جب تو کسی بلا کو لوگوں میں اتارنا چاہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے اس بلا سے بچا کر۔

(۴۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ دَاعٍ يَدْعُوْا اِلٰى هُدًى اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْا اِلٰى ضَلَالَةٍ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اَوْزَارِهِمْ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا. (اخرجه مسلم)

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلائے تو اس کو مثل اس کے ثواب ملے گا جو اس کی پیروی کرے کچھ کم نہ ہوگا اس کے ثواب سے اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے پر ہوگا کچھ کم نہ ہوگا پیروی کرنے والے کے گناہ سے۔

ف: یعنی پیروی کرنے والے کا علیحدہ پورا ثواب ہوگا اور اس کے برابر ہدایت کا راستہ بتانے والے کو بھی اجر ملے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ پیروی کرنے والے کا ثواب کم ہو کر اس کو مل جائے۔

(۴۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے یا اللہ مجھ کو متقیوں کا پیشوا بنانا۔

ف: یہ ترجمہ ہے اس آیت کا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنانا تاکہ ان کے اعمال کا بھی ثواب ہاتھ آئے۔

(۴۴) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَآءِ كَانَ يَقُوْمُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَيَقُوْلُ نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَغَارَتِ النُّجُوْمُ وَ اَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ.

امام مالک کو پہنچا کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ جب اٹھتے تھے رات کو کہتے تھے سوگئیں آنکھیں اور غائب ہوگئے تارے اور تو اے پروردگار زندہ ہے بیدار ہے۔

۱۰۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

بعد صبح اور عصر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

(۴۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ.

(اخرجه النسائی و ابن ماجه)

عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اس کے نزدیک ہوتا ہے اور جب بلند ہو جاتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے پھر جب سر پر آ جاتا ہے نزدیک ہو جاتا ہے پھر جب ڈھل جاتا ہے تو الگ ہو جاتا ہے پھر جب ڈوبنے لگتا ہے تو نزدیک ہو جاتا ہے پھر جب ڈوب جاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اور منع کیا رسول اللہ ﷺ نے ان ساعتوں میں نماز پڑھنے سے۔

(۴۶) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کنارہ آفتاب کا نکلے تو نماز میں توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب نکل آئے اور جب کنارہ آفتاب کا ڈوب جائے تو توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب ڈوب جائے۔

(۴۷) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّى الْعَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ ذَكَرْنَا تَعْجِيْلَ الصَّلٰوةِ اَوْذَكَرَهَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ يَجْلِسُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى اِذَا صَفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ اَوْعَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا. (اخرجه مسلم)

علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ہم گئے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بعد ظہر کے تو کھڑے ہوئے وہ نماز عصر کے واسطے پس جب فارغ ہوئے نماز سے بیان کیا ہم نے یا انہوں نے نماز جلد پڑھنے کا حال تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے یہ نماز منافقوں کی ہے کہ بیٹھے رہتے ہیں جب آفتاب زرد ہو جاتا ہے یا ان کے اوپر ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگے لگالیتا ہے اس میں نہیں یاد کرتا ہے اللہ کو مگر تھوڑا۔

ف: اس طرح پر کہ شیطان غروب کے قریب آفتاب کے سامنے جا کر کھڑا ہوتا ہے اور آفتاب اس کے سامنے ہوتا ہے تاکہ مشرکین جب آفتاب کو سجدہ کریں تو وہ سجدہ شیطان کے لیے ہو جائے۔

(۴۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا. (اخرجه البخاری ومسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے قصد کر کے نماز نہ پڑھے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت۔

(۴۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلَعَ الشَّمْسُ. (اخرجه البخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا نماز سے بعد عصر کے یہاں تک کہ ڈوب جائے آفتاب اور بعد صبح کے یہاں تک کہ نکل آئے آفتاب۔

(۵۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوْبِهَا وَكَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلٰى تِلْكَ الصَّلٰوةِ. (اخرجه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قصد نہ کرو نماز کا آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت کیونکہ شیطان کے دو جانب سر کے ساتھ نکلتے ہیں آفتاب کے اور ساتھ ہی ڈوبتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ مارتے تھے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے پر۔

(۵۱) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهُ رَاٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُنْكَدِرَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

سائب بن یزید نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مارتے تھے منکدر کو اس لیے کہ انہوں نے نماز پڑھی تھی بعد عصر کے۔

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

۱۔ بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

مردہ کو غسل دینے کا بیان

(۱) عَنْ مُحَمَّدِ نِ الْبَاقِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غُسِّلَ فِيْ قَمِيْصٍ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل دیئے گئے ایک قمیص میں۔

ف: جو قمیص آپ پہنے ہوئے تھے اُسی میں غسل دیئے گئے یہ حکم خاص ہے آپ سے جب لوگوں نے ارادہ کیا آپ کے کپڑے اُتارنے کا تو ایک آواز سنی کہ قمیص آپ کا مت اتارو بلکہ اسی طرح غسل دو اور لوگوں کا حکم یہ ہے کہ غسل کے وقت اُن کے کپڑے اتارے جائیں اور ستر کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔

(۲) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ

ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے انتقال کیا تو آئے ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اور کہا کہ غسل دو ان کو تین بار یا پانچ بار پانی اور بیری کے پتوں

وَاجْعَلْنَ فِى الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْشَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حَقْوَهُ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ يَعْنِىْ بِحَقْوِهٖ اِزَارَهٗ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

سے اوراخیر میں کافور بھی شامل کرواور جب تم غسل سے فارغ ہوتو مجھے اطلاع دو کہا ام عطیہؓ نے جب غسل سے ہم فارغ ہوئے تو آپ کو خبر دی آپؐ نے اپنا تہہ بند دیا اور کہا کہ یہ ان کے بدن پر لپیٹ دو۔

(۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ اِمْرَأَةَ اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ غَسَلَتْ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ حِيْنَ تُوُفِّىَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَاَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنِّىْ صَائِمَةٌ وَّ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ شَدِيْدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَىَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوْا لَا.

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جب ان کی وفات ہوئی پھر نکل کر مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور سردی بہت ہے کیا مجھ پر بھی غسل لازم ہے بولے نہیں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو غسل دینے کے بعد غسال پر لازم نہیں آتا بلکہ مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجہ اپنے زوج کو غسل دے سکتی ہے اور اسی طرح زوج اپنی زوجہ کو کیونکہ حضرت علیؓ نے غسل دیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اور آنحضرت ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تو مرجائے میرے سامنے تو تجھے غسل دوں گا۔ امام اعظمؒ نے دوسری صورت میں خلاف کیا یعنی زوج کو درست نہیں کہ زوجہ کو غسل دے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے غسل کا عورتوں کو حکم دیا اور ان کے زوج کو اجازت نہ دی مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس سے ممانعت بھی ثابت نہیں ہوتی نہ اجازت اور احتمال ہے کہ شوہر ان کے اس وقت موجود نہ ہوں یا عورتوں کو غسل دینا اولیٰ ہو شوہر کے غسل دینے سے۔ (زرقانی)

کہا امام مالکؒ نے سنا اہل علم سے کہتے تھے جب عورت مرجائے اور وہاں پر عورتیں نہ ہوں جو اس کو غسل دیں اور نہ کوئی اس کا محرم ہو نہ شوہر ہو تو اس کو تیمم کرایا جائے اس کے منہ اور کفین پر خاک سے۔ کہا امام مالکؒ نے اسی طرح اگر مرد مرجائے اور وہاں سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہ ہو تو اس کو تیمم کرایا جائے کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک غسل میت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ جب تک خوب پاکی نہ ہو دھونا چاہیے۔

٢۔ بَابُ مَا جَآءَ فِىْ كَفْنِ الْمَيِّتِ

مردے کو کفن پہنانے کا بیان

(٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِىْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ. (اخرجه البخاری و مسلم)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے نہ ان میں قمیص تھا نہ عمامہ۔

ف: سحول ایک بستی کا نام ہے ملک یمن میں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفید کپڑا کفن کے لیے بہتر ہے۔ اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سفید کپڑے پہنا کرو اور اسی میں کفن دیا کرو۔ اپنے مردوں کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین کپڑوں سے زیادہ کپڑے کفن میں شریک کرنا مکروہ ہے علی الخصوص عمامہ جس کو متاخرین حنفیہ اور مالکیہ نے تجویز

کیا ہے یہ بالکل بدعت ہے۔

(۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے۔

(۶) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فِيْ كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ خُذُوْا هٰذَا الثَّوْبَ عَلَيْهِ قَدْ اَصَابَهُ مِشْقٌ اَوْزَعْفَرَانٌ فَاغْسِلُوْهُ ثُمَّ كَفِّنُوْنِيْ فِيْهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ اٰخَرَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ الْحَيُّ اَحْوَجُ اِلَى الْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ وَاِنَّمَا هٰذَا لِلْمُهْلَةِ.

(اخرجه البخاری)

یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے پہنچا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنی بیماری میں رسول اللہ ﷺ کتنے کپڑوں میں کفن دیئے گئے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفید تین کپڑوں میں سحول کے تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں اس میں گیرو یا زعفران لگا ہوا تھا اس کو دھو کر اور دو کپڑے لے کر مجھے کفن دے دینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں یہ کیا بات ہے (کیا اور کپڑے نہیں ہیں) ابوبکرؓ بولے کہ مردے سے زیادہ زندے کو کپڑے کی حاجت ہے۔ کفن تو پیپ اور خون کے لیے ہے۔

ف: یعنی زندہ کو کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے مردے کو کچھ آرائش مقصود نہیں' کیسا ہی عمدہ کفن ہوگا پیپ اور خون میں مل کر خاک میں مل جائے گا۔

(۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ وَيُؤَزَّرُ وَيُلَفُّ بِالثَّوْبِ الثَّالِثِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ كُفِّنَ فِيْهِ.

عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ مردہ قمیص پہنایا جائے اور تہ بند پہنایا جائے پھر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسی میں کفن دیا جائے۔

۳۔بَابُ الْمَشْيِ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

جنازہ کے آگے چلنے کا بیان

(۸) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ وَعُمَرَ كَانُوْا يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ وَالْخُلَفَآءُ هَلُمَّ جَرًّا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

(وقد اخرجه الاربعة موصولاً عن ابن عمرؓ)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تمام خلفاء آگے جنازے کے چلتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔

ف: معارض ہے اس کے جو روایت کیا عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ رسول اللہ ﷺ تادم وفات جنازہ کے پیچھے چلتے رہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازہ کے پیچھے چلتے رہے۔ (محلی)

(۹) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ اَنَّهُ رَاٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقْدُمُ النَّاسَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ فِيْ جَنَازَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ.

ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر سے روایت ہے انہوں نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگے چلتے تھے زینب بن جحش کے جنازے میں۔

(۱۰) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَبِيْ فِيْ

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ عروہ کو ہمیشہ

جَنَازَةٍ قَطُّ اِلَّا اَمَامَهَا قَالَ ثُمَّ يَاْتِي الْبَقِيْعَ فَيَجْلِسُ حَتّٰى يَمُرُّوْا عَلَيْهِ.

جنازہ کے آگے چلتے دیکھا یہاں تک کہ وہ بقیع میں آ جاتے اور بیٹھے رہتے یہاں تک کہ جنازہ آ کر گزر جاتا۔

(۱۱) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ الْمَشْيُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ مِنْ خَطَآءِ السُّنَّةِ.

ابن شہاب نے کہا جنازہ کے پیچھے چلنا خطا ہے یعنی خلاف سنت ہے۔

ف: یہ کیونکر مسلم ہوگا جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا خلاف ثابت ہے۔

۴۔بَابُ النَّهْيِ اَنْ تُتْبَعَ الْجَنَازَةُ بِنَارٍ

جنازے کے پیچھے آگ لے جانے کی ممانعت

(۱۲) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ لِاَهْلِهَا اَجْمِرُوْا ثِيَابِيْ اِذَا مِتُّ ثُمَّ حَنِّطُوْنِيْ وَلَا تَذُرُّوْا عَلٰى كَفَنِيْ حِنَاطًا وَلَا تَتْبَعُوْنِيْ بِنَارٍ.

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا اپنے گھر والوں سے میں جب مر جاؤں تو میرے کپڑوں کو خوشبو سے بسانا پھر میرے بدن پر خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر نہ چھڑکنا اور میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ رکھنا۔

(۱۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّتْبَعَ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِنَارٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ ان کے جنازے کے ساتھ آگ رکھی جائے۔

کہا یحییٰ نے امام مالک بھی برا جانتے تھے اس فعل کو۔

۵۔بَابُ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ

جنازے کی تکبیرات کا بیان

(۱٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ لِلنَّاسِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَ خَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَ كَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی (بادشاہ حبش) کا انتقال ہوا اسی روز آپؐ نے لوگوں کو خبر دی۔ اس کی موت کی اور نکلے مصلّی کو اور صف کھڑی کر کے نماز پڑھی جنازے کی اور تکبیریں کہیں چار۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی میت غائب پر درست ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر سلف کا۔

(۱۵) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ مِسْكِيْنَةً مَّرِضَتْ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَرَضِهَا قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَيَسْاَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَتْ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهَا فَخُرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا فَكَرِهُوْا اَنْ يُّوْقِظُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُخْبِرَ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَانِهَا فَقَالَ اَلَمْ اٰمُرْكُمْ اَنْ تُؤْذِنُوْنِيْ بِهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْنَا اَنْ نُّخْرِجَكَ لَيْلًا وَّ نُوْقِظَكَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى

ابو امامہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسکین بیمار ہوئی رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کو اس کی خبر ہوئی اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ بیمار پرسی کرتے تھے مسکینوں کی اور ان کا حال پوچھتے تھے سو فرمایا آپ نے جب مر جائے یہ عورت تو مجھے خبر کرنا سو رات کو اس کا جنازہ نکلا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ناپسند کیا کہ جگائیں رسول اللہ ﷺ کو جب صبح ہوئی تو اس کی کیفیت معلوم ہوئی فرمایا آپؐ نے میں نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ مجھے خبر کر دینا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو آپ کا جگانا اور رات کو باہر نکالنا ناگوار ہوا سو نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی اس کی قبر پر اور چار

قَبْرِهَا وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. (اخرجه البخاری ومسلم) تکبیریں کہیں۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ نماز جنازہ کی پڑھنا قبر پر درست ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ امر خاص تھا رسول اللہ ﷺ سے امام احمدؒ نے کہا کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا چھ طریقوں سے ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور ابن عبدالبر نے کہا نو طریقوں سے وہ سب طریقے حسن ہیں۔ (زرقانی)

(١٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيَفُوْتُهُ بَعْضُهُ قَالَ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ مِنْ ذَالِكَ.

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ جس شخص کو بعض تکبیریں جنازہ کی ملیں اور بعض نہ ملیں وہ کیا کرے کہا جس قدر نہ ملیں ان کی قضا کرلے۔

٦۔بَابُ مَا يَقُوْلُ الْمُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ

جنازہ کی دُعا کا بیان

(١٧) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَيْفَ تُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَا لَعَمْرُو اللّٰهِ اُخْبِرُكَ اَتْبَعُهَا مِنْ اَهْلِهَا فَاِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثُمَّ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْنِيْ اِحْسَانِهٖ وَ اِنْ كَانَا مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ.

ابوسعید مقبری نے پوچھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کس طرح تم نماز پڑھتے ہو جنازہ کی کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ جل جلالہٗ کے بقا کی میں تمہیں خبر دوں گا میں جنازہ کے ساتھ ہوتا ہوں اس کے گھر سے پھر جب رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور پیغمبر پر اس کے درود بھیجتا ہوں پھر کہتا ہوں یا اللہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ کوئی معبود سچا تیرے سوا نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں اور تو اس کا حال خوب جانتا ہے اے پروردگار! اگر وہ نیک ہو تو زیادہ کر اجر اس کا اور جو گنہگار ہو تو درگزر کر اس کے گناہوں سے اے پروردگار مت محروم کر ہم کو اس کے ثواب سے۔ اور مت فتنہ میں ڈال ہم کو بعد اس کے۔

....

ف: یعنی اس کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے ثواب سے یا اس کی موت پر صبر کرنے کے ثواب سے۔

(١٨) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ صَلَّيْتُ وَرَآءَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے نماز پڑھی میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک لڑکے پر جو بے گناہ تھا تو سنا میں نے ان سے کہتے تھے اے اللہ! بچا اس کو قبر کے عذاب سے۔

ف: قبر کے عذاب سے مراد وحشت اور تنہائی کی مصیبت ہے نہ وہ عذاب جو بڑوں کو ہوتا ہے۔

(١٩) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَءُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن نہیں پڑھتے تھے جنازہ کی نماز میں۔

ف: یعنی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے یہی قول ہے ابوحنیفہؒ اور مالک کا اور بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ فاتحہ

پڑھی جنازہ کی نماز میں اور کہا میں نے اس لیے پڑھا تا کہ تم کو معلوم ہو کہ یہ سنت ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور احمد کا۔

٧۔بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

نماز جنازہ بعد نماز صبح اور نماز عصر کے پڑھنے کا بیان

(٢٠) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ حَرْمَلَةَ مَوْلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِىْ سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ وَطَارِقٌ اَمِيْرُالْمَدِيْنَةِ فَاُتِىَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَوُضِعَتْ بِالْبَقِيْعِ قَالَ وَكَانَ طَارِقٌ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ قَالَ ابْنُ اَبِىْ حَرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَهْلِهَا اِمَّا اَنْ تُصَلُّوْا عَلٰى جَنَازَتِكُمُ الْاٰنَ وَاِمَّا اَنْ تَتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ.

محمد بن ابی حرملہ سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ (حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی پہلے خاوند سے) مرگئیں اور اس زمانے میں طارق حاکم تھے مدینہ کے تو لایا گیا جنازہ ان کا بعد نماز صبح کے اور رکھا گیا بقیع میں اور طارق نماز پڑھا کرتے تھے صبح کی اندھیرے میں ابی حرملہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے زینبؓ کے لوگوں سے یا تو تم جنازہ کی نماز اب پڑھ لو یا رہنے دو یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے۔

ف: اندھیرے میں قبل روشنی کے۔

(٢١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ اِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نماز جنازہ کی پڑھی جائے بعد عصر کے اور بعد صبح کے جب یہ دونوں نمازیں اپنے وقت میں پڑھی جائیں۔

ف: یعنی صبح اندھیرے میں پڑھی جائے اور عصر قبل زرد ہونے آفتاب کے۔

٨۔بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِى الْمَسْجِدِ

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

(٢٢) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا اَمَرَتْ اَنْ يُّمَرَّ عَلَيْهَا بِسَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ فِى الْمَسْجِدِ حِيْنَ مَاتَ لِتَدْعُوْا لَهٗ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا اَسْرَعَ النَّاسَ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِى الْمَسْجِدِ. (رواہ مسلم موصولاً)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں سے ہو کر ان کے حجرہ پر سے جائے تا کہ میں دعا کروں ان کے لیے سو لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تب کہا آپؓ نے کیا جلدی لوگ بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔

ف: جمہور علماء کے نزدیک نماز جنازہ کی مسجد میں درست ہے اور ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

(٢٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ صُلِّىَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فِى الْمَسْجِدِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی گئی مسجد میں۔

ف: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ابو بکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور صہیبؓ نے نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور جنازہ منبر کے سامنے رکھا گیا ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ فعل صحابہ رضی اللہ عنہم کے حضور میں واقع ہوا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اس سے اجماع سکوتی نکل آیا۔

٩۔بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ

نماز جنازہ کے احکام

(٢٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَ اَبَاهُرَيْرَةَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمَدِيْنَةِ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ فَيَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِي الْاِمَامَ وَالنِّسَآءَ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے عورتوں اور مردوں پر ایک ایک بار میں تو مردوں کو امام کے نزدیک رکھتے تھے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک۔

(٢٥) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَائِزِ يُسَلِّمُ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَّلِيْهِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھ چکتے تھے جنازہ کی سلام پھیرتے تھے (پکارکر) یہاں تک کہ ان کے نزدیک جولوگ ہوتے تھے وہ سن لیتے تھے۔

(٢٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جنازہ کی نماز بغیر وضو کے کوئی نہ پڑھے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو ولد الزنا یا اس کی ماں پر نماز جنازہ پڑھنے کو منع کرتا ہو۔

ف: امام محمدؒ نے کہا سب اہل قبلہ پر نماز پڑھی جائے اور یہی قول ہے ابوحنیفہؒ کا لیکن جو شخص خودکشی کرے اس پر نماز نہ پڑھیں ابو یوسف کے نزدیک اور ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک پڑھیں۔

١٠۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دَفْنِ الْمَيِّتِ

مردہ کے دفن کے بیان میں

(٢٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَثَآءِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّاسُ اَفْذَاذًا لَا يَؤُمُّهُمْ اَحَدٌ فَقَالَ نَاسٌ يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ يُدْفَنُ بِالْبَقِيْعِ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا دُفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ اِلَّا فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَحُفِرَ لَهُ فِيْهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غَسْلِهِ اَرَادُوْا نَزْعَ قَمِيْصِهِ فَسَمِعُوْا صَوْتًا يَقُوْلُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيْصَ وَغُسِلَ وَهُوَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کی دوشنبہ کے روز اور دفن کیے گئے منگل کے روز اور نماز پڑھی آپؐ پر لوگوں نے اکیلے اکیلے کوئی ان کا امام نہ تھا پھر کہا بعض لوگوں نے دفن کیے جائیں آپؐ منبر کے پاس اور بعض نے کہا بقیع میں تو آئے حضرت ابوبکرؓ صدیق اور کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے نہیں دفن کیا گیا کوئی نبی مگر اس مقام میں جہاں اس کی وفات ہوئی پھر کھودی گئی قبر اسی مقام میں جہاں آپؐ نے وفات کی تھی جب غسل کا وقت آیا تو لوگوں نے آپ کا کرتہ اتارنا چاہا سو ایک آواز سنی مت اتارو کرتے کو پس نہ اتارا گیا کرتہ آپ کا اور غسل دیئے گئے کرتہ پہنے ہوئے۔

(٢٨) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَآءَ اَوَّلَ عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَآءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی قبر کھودنے والے تھے ایک ان میں سے بغلی بناتا تھا اور دوسرا نہیں بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا جو پہلے آئے گا وہی اپنا کام شروع کرے گا تو پہلے وہی آیا

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (اخرجه ابن ماجه)

جو بغلی بناتا تھا۔ پس قبر آپ کی بغلی بنائی۔

ف: اس حدیث سے بغلی قبر کی فضیلت بہ نسبت صندوقی کے ثابت ہوئی ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا کہ بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی اوروں کے لیے ہے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے ممانعت صندوقی کی مقصود نہیں ہے۔ (زرقانی)

(۲۹) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُوْلُ مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِيْنِ.

امام مالک کو پہنچا کہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں مجھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین نہیں یہاں تک کہ میں نے کدال مارنے کی آواز سنی۔

ف: یعنی جب قبر کھدنے لگی اور پھاوڑے کی آواز آئی اس وقت یقین ہوا یہ امر بسبب حیرت اور دہشت اور تعجب کے تھا نہ اور کسی سبب سے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں آنحضرت ﷺ کی وفات میں شبہ ہوا تھا پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیتِ کریمہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ. سنائی تو دل کو تسکین ہوئی وحشت جاتی رہی اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس آیت سے اطلاع نہ تھی بلکہ قلق اور صدمہ میں اکثر آدمی کے ہوش وحواس باختہ ہو جاتے ہیں اور یاد ہوئی چیز بھول جاتی ہے۔

(۳۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلٰثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرِيْ فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا قَالَ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ هٰذَا اَحَدُ اَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گر پڑے سو میں نے اس خواب کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن ہو چکے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تین چاندوں میں سے ایک چاند آپ ہیں اور یہ تینوں چاندوں میں بہتر ہیں۔

(۳۱) عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّمَّنْ يَّثِقُ بِهٖ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَسَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيْقِ وَحُمِلَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَدُفِنَا بِهَا.

کئی ایک معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی عقیق میں (ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) اور ان کا جنازہ اٹھ کر مدینہ میں آیا اور وہاں دفن ہوئے۔

ف: تاکہ نماز جنازہ میں بہت سے لوگ شریک ہوں یا قبر کی زیارت لوگ کیا کریں اور دعا ہوا کرے۔ جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا مختلف فیہ ہے۔ بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے بعضوں کے نزدیک مستحب ہے۔ (زرقانی)

(۳۲) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ بِالْبَقِيْعِ لَاَنْ اُدْفَنَ فِيْ غَيْرِهٖ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُدْفَنَ فِيْهِ اِنَّمَا هُوَ اَحَدُ رَجُلَيْنِ اِمَّا ظَالِمٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ مَعَهٗ وَاِمَّا صَالِحٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ تُنْبَشَ لِيْ عِظَامُهٗ.

عروہ بن الزبیر نے کہا مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اگر میں کہیں اور دفن ہوں تو اچھا ہے اس لیے کہ بقیع میں جہاں پر میں دفن ہوں گا وہاں پر کوئی گنہگار شخص دفن ہو چکا ہے تو اس کے ساتھ مجھے دفن ہونا منظور نہیں ہے اور یا کوئی نیک شخص دفن ہو چکا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے اس کی ہڈیاں کھودی جائیں

١١۔بَابُ الْوُقُوْفِ لِلْجَنَائِزِ وَالْجُلُوْسِ عَلَى الْمَقَابِرِ
جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانا اور بیٹھنا قبروں پر

(٣٣) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ. (اخرجه مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے جنازوں میں پھر بیٹھنے لگے بعد اس کے۔

ف: جنازہ میں دو وقت کھڑے ہونے کے تھے ایک جو شخص جنازہ کو دیکھے تو اٹھ کھڑا ہو۔ دوسرے جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو وہ کھڑا رہے جب تک جنازہ زمین میں رکھا جائے۔ یہ دونوں حکم اس حدیث سے منسوخ ہو گئے ابتداء میں آپ کا عمل ایسا ہی تھا پھر یہود کی مشابہت سے آپ نے ترک کیا۔ (زرقانی)

(٣٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَ يَضْطَجِعُ عَلَيْهَا.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکیہ لگاتے تھے قبروں پر اور لیٹ جاتے تھے ان پر۔

ف: امام احمد نے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا قبروں پر بیٹھنے سے اور مسلم نے روایت کیا کہ فرمایا آپ نے نہ بیٹھو قبروں پر نہ نماز پڑھو قبروں کی طرف اور فرمایا آپ نے اگر کوئی تم میں سے آگ پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل کر کھال تک آگ پہنچے تو بہتر ہے اس سے کہ قبروں پر بیٹھے یہ حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل کے مخالف نہیں۔ اس واسطے امام مالکؒ نے یہ توجیہ کی۔

کہا مالکؒ نے قبروں پر بیٹھنا منع ہے حاجت کے واسطے یعنی پیشاب اور پاخانہ کے لیے۔

ف: اور ان حدیثوں میں ممانعت سے یہی مقصود ہے امام اعظم کا بھی یہی قول ہے۔

(٣٥) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ كُنَّا نَشْهَدُ الْجَنَائِزَ فَمَا يَجْلِسُ اٰخِرُ النَّاسِ حَتّٰى يُؤْذَنُوْا.

ابوامامہ کہتے تھے ہم جنازوں میں جاتے تھے تو اخیر کا شخص بھی بدون اذن کے نہ بیٹھتا تھا۔

ف: یعنی جب نماز کے بعد ان کو اذن ہو جاتا اس وقت بیٹھتے یا چلے جاتے۔ بعض علماء کا یہی مذہب ہے کہ میت کے لوگوں سے اجازت لے کر جانا چاہیے اور اکثر علماء کے نزدیک جب جنازہ دفن ہو جائے تو اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

١٢۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ
میت پر رونے کی ممانعت

(٣٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ يَعُوْدُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ فَصَاحَ بِهٖ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا اَبَا الرُّبَيِّعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ جَابِرُ بْنُ عَتِيْكٍ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُنَّ فَاِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا الْوُجُوْبُ قَالَ اِذَا مَاتَ فَقَالَتِ ابْنَتُهٗ وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ شَهِيْدًا فَاِنَّكَ قَدْ

جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے تو دیکھا ان کو بیماری کی شدت میں سو پکارا آپؐ نے ان کو انہوں نے جواب نہ دیا پس آپؐ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا ہم مغلوب ہوئے تمہارے پر اے ابوالربیع۔ ف پس رونا شروع کیا عورتوں نے چلا کر اور جابر بن عتیک ان کو چپ کرانے لگے سو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابھی عورتوں کو رونے دو جب آن پڑے تو اس وقت کوئی نہ روئے۔ رونے والی صحابیہؓ نے پوچھا کیا مطلب ہے آن پڑنے کا فرمایا جب مرجائے۔ ف

كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْقَعَ اَجْرَهُ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهٖ وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَآءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَّالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْحَرِقُ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدَمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ.

(اخرجه ابوداؤد والنسائی)

اتنے میں عبداللہ بن ثابت کی بیٹی نے کہا مجھے امید تھی کہ تم شہید ہو گے کیونکہ تم سامان جہاد کا کر چکے تھے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل جلالہ اس کو اجر دے گا موافق اس کی نیت کے تم کس چیز کو شہادت سمجھتے ہو بولے اللہ جل جلالہ کی راہ میں مارے جانے کو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سوا اس کے سات شہید اور ہیں۔ ایک وہ جو طاعون سے مر جائے۔ ف۳ دوسرے وہ جو ڈوب کر مر جائے۔ تیسرے وہ جو ذات الجنب سے مر جائے۔ ف۴ چوتھے جو پیٹ کے عارضہ سے مر جائے۔ ف۵ پانچویں وہ جو آگ سے جل کر مر جائے چھٹے وہ جو دب کر مر جائے۔ ف۶ ساتویں وہ عورت جو زچگی سے مر جائے ف۷

ف۱: ابوالربیع کنیت ہے جابر بن عتیک کی۔

ف۲: اس حدیث سے پکار کر رونے کا جواز قبل موت کے ثابت ہوا لیکن بعد موت کے پکار کر رونا درست نہیں ہے آہستہ رونا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جماعت علماء کا آنحضرت ﷺ اپنے صاحبزادے ابراہیم اور اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا پر روئے لیکن چلا کر نوحہ کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا حرام ہے۔

ف۳: طاعون کہتے ہیں اس بیماری کو جو عام ہو جائے۔ جیسے وبا یا اس پھوڑے کو جو بغل میں نکلتا ہے۔

ف۴: ذات الجنب ایک بیماری ہے مشہور پسلی میں درد ہوتا ہے۔

ف۵: مثلاً دستوں سے یا استسقاء سے یا قولنج سے۔

ف۶: مثلاً مکان یا دیوار گر پڑے۔

ف۷: یا قبل زچگی کے اس کے درد سے مر جائے اور بچہ پیٹ ہی میں رہ جائے۔ (زرقانی)

(۳۷) عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُ وَذُكِرَلَهَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهٗ نَسِيَ اَوْ اَخْطَاءَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَهُوْدِيَّةٍ تَبْكِيْ عَلَيْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا.

(اخرجه البخاری ومسلم)

عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے انہوں نے سنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب ان کے سامنے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مردہ عذاب کیا جاتا ہے زندے کے رونے سے خدا بخشے ابا عبدالرحمٰن ف۱ کو انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا چوک گئے اصل اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے ایک یہودن پر جو مر گئی تھی اور لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اس پر عذاب قبر میں ہو رہا ہے۔ ف۲

ف۱: ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی۔

ف۲: اس سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ سمجھے کہ لوگوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے جس کا عمل اسی

کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ایک کا بوجھ دوسرے پر نہ لادا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کا مطلب یہی سمجھا تھا جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا واقعہ میں یہ دھوکا تھا اس کو حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کر دیا۔ واللہ اعلم

١٣۔بَابُ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيْبَةِ
مصیبت کے وقت صبر کرنے کا ثواب

(٣٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے تین بچے مر جائیں پھر وہ جہنم میں جائے یہ ممکن نہیں مگر قسم پورا کرنے کو۔

ف: یہ وہ قسم ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو جہنم پر سے نہ جائے اس لیے کہ پل صراط جہنم کے اوپر بنا ہے اسی پر سے ہو کر سب جائیں گے۔ مسلمان پار پہنچ کر جنت میں جائیں گے اور کافر کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے۔

(٣٩) عَنْ اَبِی النَّضْرِ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَحْتَسِبُهُمْ اِلَّا كَانُوْا لَهٗ جُنَّةً مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَانِ قَالَ اَوِاثْنَانِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابوالنضر سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے روز وہ لڑکے بچائیں گے اس کو جہنم سے۔ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر دو مر جائیں آپ نے فرمایا وہ بھی۔

ف: صحیح روایتوں میں دو سے کم نہیں ہیں۔ لیکن طبرانی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے تین لڑکوں کو دفن کیا پھر صبر کیا تو جنت واجب ہوئی اُس کے لیے۔ ام ایمن نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر دو کو دفن کیا فرمایا وہ بھی پھر اس نے کہا اگر ایک کو دفن کیا فرمایا ایک بھی اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے آگے بھیجے تین لڑکے نابالغ تو وہ ایک مضبوط قلعہ ہو جائیں گے اس کے لیے جہنم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دو بھیجے آپ نے فرمایا دو بھی۔ ابی ابن کعب نے کہا میں نے ایک بھیجا آپ نے فرمایا ایک ہی سہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیا مگر یہ حدیثیں ضعیف ہیں البتہ بخاری نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتا ہے اللہ جل جلالہٗ جب میں اپنے بندے کے بچے کو بلا لیتا ہوں اور پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کی کوئی جزا نہیں سوا جنت کے اور یہ حدیث صحیح ہے شامل ہے ایک لڑکے اور دو یا تین سب کو ایک صحیح حدیث میں یہ ہے کہ یہ لڑکے نابالغ ہوں کیونکہ نابالغ پر شفقت زیادہ ہوتی ہے۔

(٤٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِیْ وَلَدِهٖ وَحَامَّتِهٖ حَتّٰی يَلْقَی اللّٰهَ وَلَيْسَتْ لَهٗ خَطِيْئَةٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ مسلمان کو مصیبت پہنچتی ہے اس کی اولاد اور عزیزوں میں یہاں تک کہ ملتا ہے اپنے پروردگار سے اور کوئی گناہ اس کا نہیں ہوتا۔

ف: یعنی گناہ اس کے بوجہ مصیبت اور رنج کے معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ بَابُ جَامِعِ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيبَةِ

مصیبت میں صبر کرنے کی مختلف حدیثیں

(٤١) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيُعَزِّى الْمُسْلِمِيْنَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِيْ.

عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں میری مصیبت کو یاد کر کے۔

ف: یعنی آپ کی وفات سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے تمام دکھ اور رنج اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

(٤٢) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَقَالَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَاَعْقِبْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا فَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكَ بِهٖ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُوْسَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ ذَالِكَ ثُمَّ قُلْتُ وَمَنْ خَيْرٌ مِّنْ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْقَبَهَا اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ ﷺ فَتَزَوَّجَهَا.

حضرت بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ جیسا اس کو خدا نے حکم کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر کہے اے پروردگار مجھ کو اس مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر نیک بدلہ مجھے عنایت فرما تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب میرے خاوند نے وفات پائی تو میں نے یہی دعا مانگی پھر میں نے اپنے جی میں کہا ابوسلمہؓ سے کون بہتر ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔

(٤٣) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ هَلَكَتِ امْرَاَةٌ لِّيْ فَاَتَانِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبِ نِ الْقُرَظِيُّ يُعَزِّيْنِيْ بِهَا فَقَالَ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ رَجُلٌ فَقِيْهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُّجْتَهِدٌ وَّكَانَتْ لَهُ امْرَاَةٌ وَكَانَ بِهَا مُعْجِبًا وَّلَهَا مُحِبًّا فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيْدًا وَّ لَقِيَ عَلَيْهَا اَسَفًا حَتّٰى خَلَا فِيْ بَيْتٍ وَّ غَلَقَ عَلٰى نَفْسِهِ الْبَابَ وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهِ اَحَدٌ وَّ اِنَّ امْرَاَةً سَمِعَتْ بِهٖ فَجَآءَتْهُ وَقَالَتْ اِنَّ لِيْ اِلَيْهِ حَاجَةً اَسْتَفْتِيْهِ فِيْهَا لَيْسَ يُجْزِئُنِيْ فِيْهَا اِلَّا مُشَافَهَتُهٗ فَذَهَبَ النَّاسُ وَلَزِمَتْ بَابَهٗ وَقَالَتْ مَالِيْ مِنْهُ بُدٌّ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ اِنَّ هٰهُنَا امْرَءَةً اَرَادَتْ اَنْ تَسْتَفْتِيَكَ وَقَالَتْ اِنْ اَرَدْتُّ اِلَّا مُشَافَهَتَهٗ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّيْ جِئْتُكَ اَسْتَفْتِيْكَ فِيْ اَمْرٍ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنِّيْ اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِّيْ حُلِيًّا فَكُنْتُ اَلْبَسُهٗ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میری زوجہ مرگئی سو آئے محمد بن کعب قرظی تعزیت دینے مجھ کو اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فقیہ عالم عابد مجتہد تھا اور اس کی ایک بیوی تھی جس پر وہ نہایت شیفتہ تھا اور اس کو بہت چاہتا تھا اتفاق سے وہ عورت مرگئی تو اس شخص کو نہایت رنج ہوا اور بڑا افسوس ہوا اور وہ ایک گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا اور لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی تو اس کے پاس کوئی نہ جاتا تھا ایک عورت نے یہ قصہ سنا اور اس کے دروازے پر جا کر کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے میں اسی سے پوچھوں گی بغیر اس سے ملے ہوئے یہ کام نہیں ہوسکتا تو اور جتنے لوگ آئے تھے وہ چلے گئے اور وہ عورت دروازے پر جمی رہی اور کہا کہ بغیر اس سے ملے کیے کوئی علاج نہیں ہے سو ایک شخص نے اندر جا کر اس کو اطلاع دی اور بیان کیا کہ ایک عورت مسئلہ پوچھنے کو تم سے آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں تو سب لوگ چلے گئے مگر وہ عورت دروازہ چھوڑ کر نہیں جاتی تب اس شخص نے کہا اچھا اس کو آنے دو پس آئی وہ عورت اس کے پاس اور کہا کہ میں ایک مسئلہ تجھ سے پوچھنے کو آئی ہوں وہ بولا کیا

وَاُعِيْرُهَا زَمَانًا ثُمَّ اِنَّهُمْ اَرْسَلُوْا اِلَيَّ فِيْهِ اَنَاُوَدِّيْهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ مَكَثَ عِنْدِيْ زَمَانًا فَقَالَ ذَالِكَ اَحَقُّ لِرَدِّكِ اِيَّاهُ عَلَيْهِمْ حِيْنَ اَعَارُوْا كِيْهِ زَمَانًا قَالَ فَقَالَتْ اَيْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اَفَتَاسَفُ عَلٰى مَا اَعَارَكَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهٗ مِنْكَ وَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ فَاَبْصَرَ مَا كَانَ فِيْهِ وَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهَا. 1

مسئلہ ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے اپنے ہمسایہ میں ایک عورت سے کچھ زیور مانگ کر لیا تھا تو میں نے ایک مدت تک اس کو پہنا اور لوگوں کو مانگنے پر دیا اب اس عورت نے وہ زیور مانگ بھیجا ہے کیا میں اسے پھر دے دوں اس شخص نے کہا ہاں قسم خدا کی پھیر دے عورت نے کہا کہ وہ زیور ایک مدت تک میرے پاس رہا ہے اس شخص نے کہا کہ اس سبب سے اور زیادہ تجھے پھیرنا ضروری ہے کیونکہ ایک زمانے تک تجھے اس نے مانگنے پر دیا عورت بولی اے فلانے خدا تجھ پر رحم کرے تو کیوں افسوس کرتا ہے اس چیز پر جو اللہ جل جلالہٗ نے تجھے مستعار دی تھی پھر تجھ سے لے لی اللہ جل جلالہٗ زیادہ حق دار ہے تجھ سے جب اس شخص نے غور کیا اور عورت کی بات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا۔

ف: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مثال کے طور پر کوئی بات کرنا جھوٹ نہیں ہوتا۔

۱۵۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِخْتِفَآءِ وَهُوَ النَّبْشُ

کفن چوری کے بیان میں

(٤٤) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَهَا تَقُوْلُ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ يَعْنِيْ نَبَّاشَ الْقُبُوْرِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو کفن چرائے اور اس عورت پر جو کفن چرائے۔

(٤٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُوْلُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيْتًا كَكَسْرِهٖ وَهُوَ حَيٌّ. (تعنى فى الاثم اخرجه ابوداؤد وابن ماجه)

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میت مسلمان کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔

کہا امام مالکؒ نے یعنی گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

ف: اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۶۔بَابُ جَامِعِ الْجَنَائِزِ

جنازوں کے احکام میں مختلف حدیثیں

(٤٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى صَدْرِهَا وَاَصْغَتْ اِلَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وفات کے پیشتر جب آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کان لگائے ہوئے تھیں آپ کی طرف فرماتے تھے یا اللہ رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو بڑے درجے کے رفیقوں سے۔

ف: یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین سے اور بعضوں نے کہا رفیق اعلیٰ سے مراد جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں اور بعضوں نے کہا جنت مراد ہے اور بعضوں نے کہا خود اللہ جل جلالہٗ کی ذات مقدس مراد ہے۔

(٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوْتُ حَتّٰى يُخَيَّرَ قَالَتْ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى فَعَرَفْتُ اَنَّهُ ذَاهِبٌ.

(وصله البخاری ومسلم)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کوئی پیغمبر نہیں مرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے یا اللہ میں نے اختیار کیا بلند رفیقوں کو جب میں نے جانا کہ آپؐ جانے والے ہیں دنیا سے۔

ف۱: دنیا میں یا دنیا سے جانے میں۔

ف۲: ابوالاسود نے مغازی میں روایت کیا کہ جبرائیل علیہ السلام اترے آپؐ پر حالتِ مرض میں اور مرضی مبارک کو دریافت کیا اور امام احمدؒ نے روایت کیا کہ فرمایا آپؐ نے مجھے دنیا کے اور جنت کے خزانوں کی کنجیاں ملیں اور مجھے اختیار دیا گیا کہ دنیا کو لوں یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو اور جنت کو تو میں نے اختیار کیا اپنے رب کی ملاقات کو۔ (زرقانی)

(٤٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ يُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح اور شام اس کو مقام اس کا بتایا جاتا ہے اگر جنت والوں میں سے ہے تو جنت میں اور جو دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ میں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھکانا ہے تیرا جب تجھے اٹھائے گا اللہ جل جلالہٗ دن قیامت کے۔

(٤٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ الْاَرْضُ اِلَّا عَجَبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام بدن کو آدمی کے زمین کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کو اسی سے پیدا ہوا اور اسی سے پیدا کیا جائے گا دن قیامت کے۔

ف: اس حدیث سے انبیاء اور شہداء کے بدن مستثنیٰ ہیں ان کے بدنوں کو زمین نہیں کھاتی۔

(٥٠) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِيْ شَجَرَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهُ.

کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ کی شکل بن کر جنت کے درخت سے لٹک رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ جل جلالہٗ پھر اس کو لوٹا دے گا اس کے بدن کی طرف جس دن اس کو اٹھائے گا۔

ف: بعض علماء نے کہا ہے مراد اس مومن سے وہ مومن ہے جو شہید ہو کر مرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر مومن مراد ہے۔ (زرقانی)

(٥١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ اَحْبَبْتُ لِقَآءَهٗ وَاِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جب میرا بندہ میری ملاقات چاہتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات چاہتا ہوں اور جب وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو میں

لِقَاءَهُ. (اخرجه البخاری)

بھی اس سے نفرت کرتا ہوں۔

ف: صحیحین میں ہے کہ جب آپؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم بھی موت کو برا جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ جب مومن کی موت قریب آتی ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کی رضامندی اور کرامت کی تو وہ سب چیزوں سے زیادہ چاہتا ہے اللہ جل جلالہٗ سے ملنے کو اور کافر کی جب موت قریب آتی ہے تو اس کو اطلاع دی جاتی ہے اللہ جل جلالہٗ کے عذاب اور عقوبت سے تو وہ سب چیزوں سے برا جانتا ہے اللہ جل جلالہٗ سے ملنے کو۔ (زرقانی)

(۵۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِاَهْلِهٖ اِذَا مَاتَ فَاَحْرِقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَّا يُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ بِهٖ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَ اَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَغَفَرَ لَهٗ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے بولا کہ بعد مرنے کے مجھے جلانا اور میری راکھ کے دو حصے کر کے ایک حصہ خشکی میں ڈال دینا اور ایک حصہ دریا میں اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پالیا تو ایسا عذاب کرے گا کہ سارے جہان میں ویسا عذاب کسی کو نہ کرے گا۔ جب وہ مرگیا تو اس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اللہ جل جلالہٗ نے خشکی کو حکم دیا اس نے تمام راکھ اکٹھی کر دی پھر دریا کو حکم کیا اس نے بھی اکٹھی کر دی بعد اس کے اللہ جل جلالہٗ نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا تیرے خوف سے اے پروردگار اور تو خوب جانتا ہے پس بخش دیا اس کو اللہ جل جلالہٗ نے۔

(۵۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ كَمَا تُنَاتَجُ الْاِبِلُ مِنْ بَهِيْمَةٍ جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّ مِنْ جَدْعَاءَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِیْ يَمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر بچہ پیدا ہوتا ہے دین اسلام پر پھر ماں باپ اس کے اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں۔ ف[1] جیسے اونٹ پیدا ہوتا ہے صحیح سلامت جانور سے بھلا اس میں کوئی کنکٹا بھی ہوتا ہے۔ ف[2] صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ جو بچے چھوٹے پن میں مرجائیں ان کا کیا حال ہوگا فرمایا آپؐ نے اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں بڑے ہو کر۔ ف[3]

ف۱: یعنی آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی طبیعت قابل ہوتی ہے ہدایت کے مگر ماں باپ کی صحبت سے جس دین پر وہ ہوتے ہیں اسی طریقہ پر وہ بھی ہو جاتا ہے۔

ف۲: پھر لوگ اس کا کان کاٹ کر کن کٹا کر دیتے ہیں وہ تو صحیح الاعضا پیدا ہوتا ہے۔

ف۳: اس لیے ان کا حال معلوم نہیں تو نہ ان کو جنتی کہہ سکتے ہیں نہ دوزخی شاید یہ حدیث کافروں کے بچوں میں ہے ورنہ مسلمانوں

کے بچے جنتی ہیں بہ اجماع علماء کافروں کے بچوں میں علماء کا بہت اختلاف ہے اس میں دس قول ہیں ذکر کیا ان کو زرقانی نے بعضوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں چاہے جنتی کرے چاہے دوزخی بعضوں کے نزدیک اپنے والدین کے تابع ہیں بعضوں کے نزدیک جنت اور دوزخ کے بیچ میں رہیں گے بعضوں کے نزدیک جنتیوں کے خادم ہوں گے۔ بعضوں کے نزدیک خاک ہو جائیں گے۔ بعضوں کے نزدیک جہنم میں جائیں گے۔ بعضوں کے نزدیک ان کا آخرت میں امتحان ہوگا۔ بعضوں کے نزدیک اس میں توقف ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ بعضوں کے نزدیک زبان کو اس مسئلہ میں روکنا چاہیے بعضوں کے نزدیک جنت میں جائیں گے۔ واللہ اعلمؒ (زرقانی)

مخفی نہ رہے کہ توقف کرنا اور زبان کو روکنا دونوں ایک ہیں فرق کرنا ان میں مشکل ہے۔ ہکذا فی فتح الباری۔

(٥٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَمُرُّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ مَكَانَهٗ. (اخرجه البخاری و مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے سامنے سے نکل کر کہے گا کاش کہ میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا۔

ف: بہ سبب ظاہر ہو جانے فتنوں کے اور زوالِ دین کے خوف سے یا معاصی کے ظہور سے اور کثرت فسق و فجور سے یا بلیات اور مصائب کی کثرت سے۔

(٥٥) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ بْنِ رَبْعِیٍّ اَنَّهٗ كَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَیْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِیْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِیْحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْیَا وَاَذَاهَا اِلٰی رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ یَسْتَرِیْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ. (اخرجه البخاری و مسلم)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر گزرا ایک جنازہ تو فرمایا آپؐ نے مستریح ہے یا مستراح منہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا مستریح کسے کہتے ہیں اور مستراح منہ کسے کہتے ہیں فرمایا بندہ مومن مستریح ہے یعنی جب مر جاتا ہے تو دنیا کی تکلیفوں اور اذیتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں راحت پاتا ہے اور بندہ فاسق مستراح منہ ہے جب وہ مر جاتا ہے تو لوگوں کو بستیوں کو اور درختوں کو اور جانوروں کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

ف: اسی واسطے کہ وہ اپنی زندگی میں لوگوں پر ظلم کرتا تھا شہروں کو بستیوں کو اجاڑتا تھا۔ درختوں کو کاٹتا تھا جانوروں سے طاقت سے زیادہ محنت لیتا تھا۔

(٥٦) عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَّمُرَّ بِجَنَازَتِهٖ ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا بِشَیْءٍ.

ابوالنصر نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب گزرا ان پر جنازہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا چلے گئے تم دنیا سے اور نہیں لیا اس میں سے کچھ۔

ف: یعنی وہ جو خدا سے غافل کر دے کیونکہ دنیا اسی کا نام ہے۔ بیت:

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(۵۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ بَرِيْرَةَ تَتْبَعُهُ فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَآءَ الْبَقِيْعَ فَوَقَفَ فِيْ اَدْنَاهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيْرَةُ فَاَخْبَرَتْنِيْ فَلَمْ اَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنِّيْ بُعِثْتُ اِلٰى اَهْلِ الْبَقِيْعِ لِاُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ.

....

(اخرجه النسائی)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ ایک رات کو اور کپڑے پہنے پھر چلے آپؐ تو کہا میں نے اپنی لونڈی بریرہ سے کہ پیچھے پیچھے جائے آپؐ کے تو گئی وہ یہاں تک کہ آپؐ پہنچے بقیع کو اور کھڑے ہوئے قریب اس کے جب تک خدا کو منظور تھا آپ کا کھڑا رہنا پھر لوٹے آپؐ تو بریرہ آپؐ سے اوّل میرے پاس آن کر پہنچ گئی اور میں نے کچھ ذکر آپؐ سے نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہوئی پھر میں نے ذکر کیا اس کا آنحضرتؐ سے تو فرمایا مجھے حکم ہوا تھا بقیع والوں کے پاس جانے کا تا کہ دعا کروں ان کے لیے۔

ف: بقیع قبرستان ہے مدینہ منورہ کا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مَدْفَنِيْ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

(۵۸) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَسْرِعُوْا بِجَنَائِزِكُمْ فَاِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهُ اِلَيْهِ اَوْ شَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِّقَابِكُمْ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جلدی کرو جنازہ کو لیے ہوئے چلنے میں اس لیے کہ اگر وہ اچھا ہے تو جلدی اس کو بہتری کی طرف لے جاتے ہو اور اگر برا ہے تو جلدی اپنے کندھوں سے اتارتے ہو۔

ف: مراد یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے اور یہ امر استحبابی ہے نہ وجوبی لیکن ابن حزم کے نزدیک وجوبی ہے اس حدیث کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

تَمَّ كِتَابُ الْجَنَائِزِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

تمام ہوئی کتاب جنازوں کے احکام کی شکر ہے خداوند کریم اور تمام ہوا ترجمہ اس کا۔

كِتَابُ الصِّيَامِ

١۔بَابُ مَاجَآءَ فِيُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لِلصِّيَامِ وَالْفِطْرِ فِيُ رَمَضَانَ

رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان اور رمضان میں روزہ افطار کرنے کا بیان

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا تو فرمایا نہ روزہ رکھو تم یہاں تک کہ چاند دیکھو رمضان کا اور نہ روزے موقوف کرو یہاں تک کہ چاند دیکھو شوال کا سو اگر چاند چھپ جائے ابر سے پس گن لو دن رمضان کے۔

ف: یعنی تیس دن پورے کرلو۔

(٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کبھی مہینہ انتیس روز کا ہوتا ہے تو نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھو اور نہ روزہ موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھو پس اگر ابر ہو تو شمار کرلو۔

ف: یعنی تیس دن پورے کرلو جب ابر ہو تو رمضان کے چاند کے واسطے ایک گواہ عادل یا دو گواہ کافی ہیں اور شوال کے چاند کے واسطے دو گواہ ضروری ہیں۔ یہ ابوحنیفہ اور شافعی علیهما الرحمة والغفران کا قول ہے اور امام احمدؒ اور مالکؒ کے نزدیک رمضان کے چاند کے واسطے بھی دو گواہ ضروری ہیں۔

(٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعَدَدَ ثَلٰثِيْنَ.

(وقد وصله ابوداؤد والترمذی والنسائی)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کرکے نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ روزے موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر ابر ہو تو تیس روزے پورے کرلو۔

(٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ الْهِلَالَ رُئِيَ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَؓ بِعَشِيٍّ فَلَمْ يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتّٰى اَمْسٰى وَغَابَتِ الشَّمْسُ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چاند دکھائی دیا۔ تیسرے پہر کو تو روزہ نہ توڑا حضرت عثمانؓ نے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور آفتاب ڈوب گیا۔

ف: کیونکہ یہ چاند گزشتہ رات کا نہ تھا بلکہ آئندہ رات کا تھا البتہ اگر قبل زوال کے دکھائی دے تو گزشتہ رات کا ہے بعضوں کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک آئندہ رات کا ہے یہی صحیح ہے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے جو شخص اکیلا آپ ہی رمضان کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اس لیے کہ اس کو افطار کرنا درست نہیں جب وہ جانتا ہے کہ یہ دن رمضان کا ہے اور جس نے آپ ہی شوال کا چاند دیکھا وہ روزہ نہ توڑے اس واسطے کہ لوگ بدنام کریں گے کہ ہم میں سے وہ شخص جس کا اعتبار نہیں ہے روزہ نہیں رکھتا اور جب ان لوگوں پر چاند ہونا کھل جائے تو کہے کہ میں نے چاند دیکھا تھا۔

ف: اور جس نے دن ہی سے شوال کا چاند دیکھا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ تمام کرلے اس لیے کہ وہ چاند اس رات کا ہے جو آنے والی ہے۔

ف: مگر میں نے نہیں کہا یہ قول ابوحنیفہؒ اور احمد کا ہے اور شافعیؒ اور ابوثور کے نزدیک روزہ نہ رکھے البتہ اگر تہمت کا خوف ہو تو رکھے مگر نیت افطار کی رکھے۔ کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہ اگر لوگوں نے عید کے روز روزہ رکھا اس گمان سے کہ وہ رمضان کا دن ہے پھر ایک معتبر آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے روزہ رکھنے سے پیشتر ایک روز چاند دکھائی دیا اور یہ دن اکتیسواں ہے تو وہ روزہ توڑ ڈالیں جس وقت ان کو یہ خبر پہنچے مگر جب زوال ہوگیا ہو تو نماز عید کی نہ پڑھیں۔

ف: اس روز بلکہ دوسرے روز پڑھیں اگر قبل زوال کے خبر پہنچے تو روزہ توڑ کر عید کی نماز پڑھ لیں۔

۲۔بَابُ مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ — فجر سے پہلے روزہ کی نیت کا بیان

(۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک کہ نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے۔

ف: خواہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا یہی مذہب مشہور اور صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک نفل روزے کی نیت زوال کے قبل درست ہے۔

(٦) عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَالِكَ. (اخرجه ابوداؤد والترمذی والنسائی)

حضرت ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

۳۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ — روزہ جلد افطار کرنے کا بیان

(۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں گے اپنے دین میں جب تک روزہ جلدی افطار کریں گے۔

ف: یعنی جب آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے دیکھنے سے یا شہادت سے تو روزہ کھولنے میں دیر نہ کرے۔ ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے زیادہ بیان کیا اس لیے کہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں روزہ کھولنے میں تارے دکھائی دینے تک یہ حکم استحبابی ہے اگر کوئی قصداً تاخیر کو افضل سمجھ کر دیر کرے گا تو مکروہ ہے اور یہ سمجھ کر تاخیر کرے کہ روزہ پورا ہوگیا غروب آفتاب سے تو مکروہ نہیں ہے افسوس ہے اس زمانے میں برعکس معاملہ ہوگیا سحری کھانے میں دیر کرنا چاہیے۔ اس کو جلدی بہت رات ہوتے ہوئے کھا لیتے اور روزہ جلد کھولنا چاہیے اس میں دیر کرتے ہیں اسی واسطے ان کا دین اچھا نہ رہا یہ پیشین گوئی آپ کی ٹھیک ہوئی۔

(۸) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُو الْفِطْرَ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولیں گے۔

(۹) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِيْنَ يَنْظُرَانِ اِلَى اللَّيْلِ الْاَسْوَدِ قَبْلَ اَنْ يُّفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَ ذَالِكَ فِيْ رَمَضَانَ.

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے مغرب کی رمضان میں جب سیاہی ہوتی تھی پچھان کی طرف پھر بعد نماز کے روزہ کھولتے تھے۔

ف: کیونکہ مغرب کی نماز جلدی پڑھتے تھے اس وجہ سے روزہ کا وقت مکروہ نہ ہوتا تھا ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے مغرب کی قبل افطار کے اگرچہ ایک ہی گھونٹ پانی کا ہو۔ پس پیروی رسول اللہ ﷺ کی مقدم ہے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی پیروی سے اور شاید یہ فعل ان کا کسی عذر کے سبب سے ہو۔

۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِيَامِ الَّذِيْ يُصْبِحُ جُنُبًا

جو شخص جنب ہو اور صبح ہو جائے اس کے روزہ کا بیان

(۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ وَاَنَا اَسْمَعُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اُصْبِحُ جُنُبًا وَّاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اُصْبِحُ جُنُبًا وَّاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ فَاَغْتَسِلُ وَاَصُوْمُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِمَا اَتَّقِيْ.

(اخرجه مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص بولا رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کھڑے ہوئے تھے دروازہ پر اور میں سن رہی تھی اے رسول اللہ ﷺ صبح ہو جاتی ہے اور میں جنب ہوتا ہوں روزہ کی نیت سے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھی جنب ہوتا ہوں اور صبح ہو جاتی ہے روزہ کی نیت سے تو میں غسل کرتا اور روزہ رکھتا ہوں بولا وہ شخص یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا کہنا آپؐ ہم جیسے تھوڑی ہیں اللہ جل جلالہٗ نے آپؐ کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیئے تو غصے ہوئے رسول اللہ ﷺ۔ ف فرمایا آپؐ نے میں امید رکھتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ جاننے والا پرہیزگاری کی باتوں کو میں ہوں گا۔ ف۲

ف۱: اس واسطے کہ وہ اس فعل کو خاصہ آپ کا سمجھا حالانکہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ امر درست ہے۔ دوسری یہ بات ہے کہ وہ یہ سمجھا کہ آنحضرت ﷺ بوجہ مغفرت گناہوں کے بےخوف ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا۔

ف۲: اس لیے کہ آپؐ سب سے زیادہ مقرب تھے خداوند کریم کے اور جس قدر آدمی زیادہ مقرب ہو اسی قدر اس کو احتیاط کرنی پڑتی ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُمَا قَالَتَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ فِيْ رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُوْمُ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جنب رہتے تھے جماع سے نہ احتلام سے اور صبح ہو جاتی تھی رمضان میں پھر روزہ رکھتے تھے۔

ف: احتلام پیغمبروں کونہیں ہوتا کیونکہ احتلام شیطان کے زور سے ہے اور پیغمبروںؑ پر شیطان کا بس نہیں چلتا اور بعضوں کے نزدیک پیغمبروں کو بھی احتلام ہوتا ہے لیکن پہلا مذہب بہت مشہور ہے۔ (زرقانی)

(۱۲) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ کُنْتُ اَنَا وَ اَبِیْ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ وَهُوَ اَمِیْرُ الْمَدِیْنَةِ فَذُکِرَ لَهٗ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ مَنْ اَصْبَحَ جُنُبًا اَفْطَرَ ذَالِکَ الْیَوْمَ فَقَالَ مَرْوَانُ اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ یَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ لَتَذْهَبَنَّ اِلٰی اُمَّیِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ فَلَتَسْاَلَنَّهُمَا عَنْ ذَالِکَ فَذَهَبَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَذَهَبْتُ مَعَهٗ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی عَائِشَةَ فَسَلَّمَ عَلَیْهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّا کُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ فَذُکِرَ لَهٗ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ مَنْ اَصْبَحَ جُنُبًا اَفْطَرَ ذَالِکَ الْیَوْمَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَیْسَ کَمَا قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ یَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ اَتَرْغَبُ عَمَّا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ لَا وَاللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَشْهَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ مِّنْ غَیْرِ اِحْتِلَامٍ ثُمَّ یَصُوْمُ ذَالِکَ الْیَوْمَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذَالِکَ فَقَالَتْ کَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰی جِئْنَا مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ فَذَکَرَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا قَالَتَا فَقَالَ مَرْوَانُ اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ یَا اَبَامُحَمَّدٍ لَتَرْکَبَنَّ دَآبَّتِیْ فَاِنَّهَا بِالْبَابِ فَلَتَذْهَبَنَّ اِلٰی اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَاِنَّهٗ بِاَرْضِهٖ بِالْعَقِیْقِ فَلَتُخْبِرَنَّهٗ بِذَالِکَ فَرَکِبَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَرَکِبْتُ مَعَهٗ حَتّٰی اَتَیْنَا اَبَاهُرَیْرَةَ فَتَحَدَّثَ مَعَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ سَاعَةً ثُمَّ ذَکَرَ لَهٗ ذَالِکَ فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ لَا عِلْمَ لِیْ بِذَالِکَ اِنَّمَا اَخْبَرَنِیْهِ مُخْبِرٌ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرے باپ عبدالرحمٰن دونوں بیٹھے تھے مروان بن الحکم کے پاس اور مروان ان دنوں میں حاکم تھے مدینہ کے تو ان سے ذکر کیا گیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص جنب ہو اور صبح ہو جائے تو اس کا روزہ نہ ہو گا مروان نے کہا قسم دیتا ہوں تم کو اے عبدالرحمٰن تم جاؤ ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھو ان سے یہ مسئلہ تو گئے عبدالرحمٰن اور گیا میں ساتھ ان کے یہاں تک کہ پہنچے ہم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو سلام کیا ان کو عبدالرحمٰن نے پھر کہا اے ام المومنین ہم بیٹھے تھے مروان بن الحکم کے پاس ان سے ذکر ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص کو صبح ہو جائے اور وہ جنب ہو تو اس کا روزہ نہ ہو گا فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا نہیں ہے جیسا کہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اے عبدالرحمٰن کیا تو منہ پھیرتا ہے اس کام سے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے کہا عبدالرحمٰن نے نہیں قسم خدا کی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں گواہی دیتی ہوں رسول اللہ ﷺ پر کہ ان کو صبح ہو جاتی تھی اور وہ جنب ہوتے تھے جماع سے نہ احتلام سے پھر روزہ رکھتے اس دن کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر نکلے ہم یہاں تک کہ پہنچے ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس اور پوچھا ہم نے ان سے اس مسئلہ کو انہوں نے بھی یہی کہا جو حضرت عائشہؓ نے کہا' کہا ابوبکر نے پھر نکلے ہم اور آئے مروان بن الحکم کے پاس ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا قول حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تو کہا مروان نے قسم دیتا ہوں میں تم کو اے ابو محمد تم سوار ہو کر جاؤ میرے جانور پر جو دروازہ پر ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کیونکہ وہ اپنی زمین میں ہے عقیق میں۔ ف اور اطلاع کرو ان کو اس مسئلہ سے تو سوار ہوئے عبدالرحمٰن اور میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوا یہاں تک کہ آئے ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تو ایک ساعت تک باتیں کیں ان سے عبدالرحمٰن نے پھر بیان کیا ان سے اس مسئلہ کو تو

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے علم نہیں تھا اس مسئلہ کا بلکہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ف۲

ف۱: عقیق ایک مقام ہے جو تھوڑے فاصلہ پر ہے مدینہ سے۔

ف۲: یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ اس مسئلہ کو نہیں سنا تھا اسی واسطے غلطی ہوئی۔

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ وَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ام المومنین عائشہ اور ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنب ہوتے تھے جماع سے نہ احتلام سے اور صبح ہو جاتی تھی پھر روزہ رکھتے تھے۔

۵۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کو بوسہ لینے کی اجازت کا بیان

(۱٤) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ اِمْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فِيْ رَمَضَانَ فَوَجَدَ مِنْ ذَالِكَ وَجْدًا شَدِيْدًا فَاَرْسَلَ اِمْرَأَتَهُ تَسْئَلُ لَهُ عَنْ ذَالِكَ فَدَخَلَتْ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهَا فَاَخْبَرَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَجَعَتْ اِلٰى زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذَالِكَ شَرًّا وَّقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ يُحِلُّ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ مَايَشَآءُ ثُمَّ رَجَعَتِ امْرَأَتُهُ اِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لِهٰذِهِ الْمَرْأَةِ فَاَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَخْبَرْتِيْهَا اَنِّيْ اَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَدْ اَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ اِلٰى زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذَالِكَ شَرًّا وَّ قَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِلُّ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ مَا شَآءَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَا تْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِهِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بوسہ دیا اپنی عورت کو اور وہ روزہ دار تھا رمضان میں سو اس کو بڑا رنج ہوا۔ف۱ اور اس نے اپنی عورت کو بھیجا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تا کہ پوچھے ان سے اس مسئلہ کو تو آئی وہ عورت ام سلمہؓ کے پاس اور بیان کیا ان سے ام سلمہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے ہیں روزے میں تب وہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور اس کو خبر دی پس اور زیادہ رنج ہوا اس کے خاوند کو اور کہا اس نے ہم رسول اللہ ﷺ کے سے نہیں ہیں اللہ اپنے رسولؐ کے لیے جو چاہتا ہے حلال کر دیتا ہے پھر آئی اس کی عورت ام سلمہؓ کے پاس اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں موجود ہیں سو پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہوا اس عورت کو تو بیان کیا آپؐ سے ام سلمہؓ نے سو فرمایا آپؐ نے تو نے کیوں نہ کہہ دیا اس سے کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں (یعنی روزہ میں بوسہ لیتا ہوں) ام سلمہؓ نے کہا میں نے کہہ دیا لیکن وہ گئی اپنے خاوند کے پاس اور اس کو خبر کی سو اس کو اور زیادہ رنج ہوا اور وہ بولا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سے نہیں ہیں حلال کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ جو چاہتا ہے اپنے رسول کے لیے۔ غصہ ہوئے رسول اللہ ﷺ اور فرمایا آپؐ نے قسم خدا کی میں تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں اس کی حدوں کو۔ف۲

ف۱: اس خیال سے کہ شاید بڑا گناہ ہے۔

ف۲: یعنی فرائض اور ارکانِ دین اور حلال و حرام کو تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوسہ لینا جوان اور

بوڑھے دونوں کو درست ہے لیکن جوان کو جب مکروہ ہے کہ خوف جماع کا ہو اگر صرف بوسہ پر اس نے قناعت کی تو روزے میں کچھ نقصان نہیں البتہ اگر انزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوگیا۔

(۱۵) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ دیتے تھے اپنی بعض بیبیوں کو اور وہ روزہ دار ہوتے پھر ہنستی تھیں۔

ف: اس لیے کہ بعض بیبیوں سے وہی خود آپ مراد تھیں لیکن بوجہ شرم کے تصریح نہیں کرتی تھیں۔

(۱۶) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَاتِكَةَ بِنْتَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَاَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُقَبِّلُ رَاْسَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عاتکہ بیوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بوسہ دیتی تھیں سر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزہ دار ہوتے تھے لیکن ان کو منع نہیں کرتے تھے۔

(۱۷) عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَدْنُوَا مِنْ اَهْلِكَ فَتُقَبِّلَهَا وَتُلَاعِبَهَا فَقَالَ اُقَبِّلُهَا وَاَنَا صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ.

عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں اتنے میں ان کے خاوند عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما (بھتیجے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) آئے اور وہ روزہ دار تھے تو کہا ان سے حضرت عائشہؓ نے تم کیوں نہیں جاتے اپنی بی بی کے پاس بوسہ لو ان کا اور کھیلو ان سے تو کہا عبداللہ نے بوسہ لوں میں ان کا اور میں روزہ دار ہوں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا ہاں۔

(۱۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ وَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَا يُرَخِّصَانِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما روزہ دار کو اجازت دیتے تھے بوسہ کی۔

٦۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کو بوسہ کی ممانعت کا بیان

(۱۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ اِذَا ذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ تَقُوْلُ وَاَيُّكُمْ اَمْلَكُ لِنَفْسِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (وصله البخاری و مسلم)

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جب بیان کرتیں کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے روزہ میں تو فرماتیں کہ تم میں سے کوئی زیادہ قادر ہے اپنے نفس پر رسول اللہ ﷺ سے۔

ف: یعنی تم لوگوں کو بوسہ سے بچنا چاہیے اس لیے کہ نفس تمہارا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہشام بن عروہ نے کہا عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے روزہ دار کو بوسہ لینا اچھے کام کی طرف نہیں لے جاتا۔

(۲۰) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَاَرْخَصَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال ہوا روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے تو اجازت دی بوڑھے کو اور مکروہ رکھا جوان

فِيهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّآبِ.

کے لیے۔

(۲۱) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے تھے روزہ دار کو بوسہ اور مباشرت سے۔

۷۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ

سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

(۲۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ ثُمَّ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ مَعَهٗ وَكَانُوْا يَاْخُذُوْنَ بِالْاَحْدَثِ فَالْاَحْدَثِ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے مکہ کو جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں تو روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید کو ف۱ پھر افطار کیا تو لوگوں نے بھی افطار کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ قاعدہ تھا کہ نئے کام کو لیتے تھے پھر اس سے نئے کو رسول اللہ ﷺ کے کاموں میں۔ ف۲

ف۱: کدید ایک مقام ہے سات منزل پر مدینہ سے وہاں سے مکہ تین منزل رہ جاتا ہے۔

ف۲: یعنی اس فعل پر عمل کیا کرتے تھے جو جدید ہوتا تھا اور قدیم کو چھوڑ دیتے تھے پھر جدید کے بعد دوسرا کام جو اس سے بھی جدید ہوتا اس پر عمل کرتے کدید پر جا کر آپ نے روزہ کھول ڈالا اس لیے کہ آپ کو خبر پہنچی روزہ کے شاق ہونے کی لوگوں پر۔

(۲۳) عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ النَّاسَ فِيْ سَفَرِهٖ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ وَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهِ الْمَآءَ مِنَ الْعَطَشِ اَوْمِنَ الْحَرِّ ثُمَّ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ طَائِفَةً مِّنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوْا حِيْنَ صُمْتَ قَالَ فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَدِيْدِ دَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ.

(اخرجه مسلم)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا لوگوں کو سفر میں جس سال مکہ فتح ہوا ہے روزہ نہ رکھنے کا فرمایا آپ نے تا کہ تم قوی رہو دشمن کے مقابلہ میں اور روزہ رکھا رسول اللہ ﷺ نے کہا ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا اس صحابی نے جس نے حدیث بیان کی مجھ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو عرج [1] میں کہ پانی ڈالا جاتا تھا آپ کے سر پر پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے پھر کہا گیا رسول اللہ ﷺ سے کہ بعض لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہے آپ کے روزہ رکھنے کے سبب سے تو جب پہنچے رسول اللہ ﷺ کدید میں ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پانی پیا تب لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا۔

(۲۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرَ عَلَى الصَّائِمِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہم نے سفر کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں تو نہ عیب کیا روزہ دار نے روزہ کھولنے والے پر اور نہ بے روزہ دار نے روزہ دار پر۔

---

[1] عرج ایک مقام کا نام ہے جو تین منزل پر ہے مدینہ منورہ سے۔

ف: اس واسطے کہ دونوں امر درست ہیں۔

(۲۵) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو نِ الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَصُوْمُ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا رسول اللہ ﷺ سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں آپ نے فرمایا تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ چاہے نہ رکھ۔

(۲۶) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزہ نہیں رکھتے تھے سفر میں۔

(۲۷) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ فِيْ رَمَضَانَ وَنُسَافِرُ مَعَهُ فَيَصُوْمُ عُرْوَةُ وَنُفْطِرُ نَحْنُ فَلَا يَاْمُرُنَا بِالصِّيَامِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن الزبیر سفر کرتے تھے رمضان میں اور ہم سفر کرتے تھے ساتھ ان کے تو روزہ رکھتے تھے عروہ اور ہم نہ رکھتے تھے سو ہم کو حکم نہیں کرتے تھے روزہ رکھنے کا۔

۸۔بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَوْ اَرَادَهُ فِيْ رَمَضَانَ

جو شخص رمضان میں سفر سے آئے یا سفر کو جائے اس کا بیان

(۲۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فِيْ رَمَضَانَ فَعَلِمَ اَنَّهُ دَاخِلَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ اَوَّلِ يَوْمِهِ دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ.

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب رمضان میں سفر میں ہوتے پھر ان کو معلوم ہوتا کہ آج کے روز شہر میں داخل ہوں گے دو پہر سے اوّل تو روزہ رکھ کر داخل ہوتے۔

ف: اگر قبل فجر کے شہر میں داخل ہو جائے تو روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے ورنہ مستحب ہے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جو شخص سفر میں ہو اور اس کو معلوم ہو جائے کہ میں سویرے داخل ہو جاؤں گا شہر میں پھر راہ میں اس کو صبح ہو گئی تو روزہ رکھ کر داخل ہو کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے اور جب رمضان میں سفر کرنے کا ارادہ کرے اور شہر ہی میں اس کو صبح ہو جائے تو وہ اس روز روزہ رکھے۔

ف: وجوباً یہ قول امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام اعظمؒ کا ہے۔ اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک روزہ نہ رکھنا اس کو درست ہے لیکن جب باہر شہر کے ہو جائے تو روزہ کھولے اگر شہر ہی میں کھول ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ بالاتفاق ہمارے مشائخ کا عمل اس پر ہے کہ جب کوئی شخص سفر کو جائے تو اس کو اختیار ہے خواہ اس روز روزہ رکھے یا نہ رکھے کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جو شخص سفر میں سے آئے اور اس کو روزہ نہ ہو اور عورت بھی اس کی روزہ سے نہ ہو مثلاً حیض سے اس روز پاک ہوئی ہو تو اس کے خاوند کو جماع کرنا درست ہے اگر چاہے۔

۹۔بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ

جو شخص رمضان کا روزہ قصداً توڑ ڈالے اس کے کفارہ کا بیان

(۲۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے روزہ توڑ ڈالا

اَفْطَرَ فِىْ رَمَضَانَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ اَوْصِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اَوْ اِطْعَامِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا فَقَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعِرْقٍ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّىْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ كُلْهُ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

رمضان میں تو حکم کیا اس کو رسول اللہ ﷺ نے ایک بردہ آزاد کرنے کا یا دو مہینے روزے رکھنے کا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا سو اس نے کہا مجھ سے یہ کوئی کام نہیں ہوسکتا اتنے میں ایک ٹوکرا کھجور کا آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے اس کو دیا اور کہا کہ اس کو صدقہ کر دے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے آپؐ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں پھر فرمایا آپؐ نے تو ہی کھالے اس کو۔

ف: پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص تھا اس شخص کے لیے اور اس کے ذمہ سے کفارہ ساقط نہ ہوگا اگر تینوں کاموں کے مقدور نہ ہو تو جب مقدور ہوا انتظار کرے اور بعض نے کہا کہ جس شخص کا یہ حال ہے اس کا حکم بھی یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔ واللہ اعلم

(۳۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِؒ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِىٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَضْرِبُ نَحْرَهٗ وَيَنْتِفُ شَعْرَهٗ وَيَقُوْلُ هَلَكَ الْاَبْعَدُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَالِكَ قَالَ اَصَبْتُ اَهْلِىْ وَاَنَا صَآئِمٌ فِىْ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُهْدِىَ بَدَنَةً قَالَ لَا قَالَ فَاجْلِسْ فَاُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِرْقٍ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ كُلْهُ وَصُمْ يَوْمًا مَّكَانَ مَا اَصَبْتَ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا سینہ کوٹتا ہوا اور بال نوچتا ہوا اور کہتا تھا ہلاک ہوا وہ شخص جو دور ہے نیکیوں سے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہوا بولا میں نے صحبت کی اپنی بی بی سے رمضان کے روزہ میں تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تو ایک بردہ آزاد کرسکتا ہے بولا نہیں فرمایا آپؐ نے ایک اونٹ یا گائے ہدی کرسکتا ہے۔ ف[1] بولا نہیں فرمایا آپؐ نے بیٹھ اتنے میں ایک ٹوکرا کھجور کا آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے فرمایا اس کو لے اور صدقہ کر وہ بولا مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کھالے اس کو اور ایک روزہ رکھ لے اس دن کے بدلے میں جس دن تو نے یہ کام کیا ہے۔ ف[2]

ف۱: یعنی قربانی کے لیے حرم بھیج سکتا ہے یہ جملہ عطا کی روایت سے ہے اس کو غلط کہا محدثین نے صحیح یہ ہے کہ دو مہینے پے در پے روزہ رکھ سکتا ہے جیسا اور حدیثوں میں ہے اور اس پر اجماع ہے مجتہدین کا کہ بردہ آزاد کرے اگر اس پر قدرت نہ رکھے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اگر اس پر قدرت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ مگر حسن بصری نے اس روایت پر بھی فتویٰ دیا ہے۔ (زرقانی)

ف۲: اس سے معلوم ہوا کہ قضا روزہ کی کفارہ سے جداگانہ لازم ہے اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ اور جمہور کا اور بعضوں کے نزدیک جب کفارہ لازم ہو تو قضا ساقط ہے۔ (زرقانی)

کہا مالکؒ نے کہا عطا نے پوچھا میں نے سعید بن المسیبؒ سے کتنی کھجور ہوگی اس ٹوکرے میں بولے پندرہ صاع سے لے کر

بیس صاع تک۔

ف: یعنی ایک سوبیس رطل سے لے کر ایک سو آٹھ رطل تک کیونکہ ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے سنا میں نے اہل علم سے کہتے تھے جو شخص رمضان کی قضا کا روزہ توڑ ڈالے جماع سے یا اور کسی امر سے تو اس پر یہ کفارہ نہیں ہے بلکہ اس پر قضا ہے اس دن کی اور یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔

١٠-بَابُ حِجَامَةِ الصَّائِمِ — روزہ دار کو پچھنے لگانے کا بیان

(٣١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَآئِمٌ ثُمَّ تَرَكَ ذَالِكَ بَعْدُ فَكَانَ اِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمْ حَتّٰى يُفْطِرَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ پچھنے لگاتے تھے روزے میں پھر اس کو چھوڑ دیا تو جب روزہ دار ہوتے پچھنے نہ لگاتے یہاں تک کہ روزہ افطار کرتے۔

ف: اس واسطے کہ پہلے طاقت تھی تو پچھنے لگانے سے روزہ میں ضعف کا خوف نہ تھا پھر جب طاقت گھٹ گئی تو موقوف کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر ضعف کے خوف سے نہ لگانا چاہیے۔ایک حدیث مرفوع میں ہے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ یعنی پچھنے لگانے والے اور جس کے پچھنے لگائے جائیں دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا یہ حدیث منسوخ ہے اور احادیث سے اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو پچھنے لگانا یا لگوانا منظور ہو تو روزہ نہ رکھے کیونکہ پچھنے لگانے والے کے منہ میں اکثر خون وغیرہ چلا جاتا ہے اور لگوانے والے کو ضعف ہو جاتا ہے تو روزہ توڑنا پڑتا ہے۔

(٣٢) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پچھنے لگاتے تھے روزے میں۔

(٣٣) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ قَالَ وَمَا رَأَيْتُهٗ اِحْتَجَمَ قَطُّ اِلَّا وَهُوَ صَآئِمٌ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ پچھنے لگاتے تھے روزے میں پھر افطار نہیں کرتے تھے کہا ہشام نے میں نے کبھی نہیں دیکھا عروہ کو پچھنے لگاتے ہوئے مگر وہ روزے سے ہوتے تھے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے پچھنے لگانا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے مگر اس خوف سے کہ ضعیف ہو جائے اور اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔پس اگر ایک شخص نے پچھنے لگائے رمضان میں پھر روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے نہ اس کو اس دن کی قضا کا حکم ہے کیونکہ پچھنے لگانا مکروہ ہے جب روزہ ٹوٹ جانے کا خوف ہو پس اگر پچھنے لگائے اور روزہ توڑنے سے بچا یہاں تک کہ شام ہو گئی تو اس پر کچھ لازم نہیں نہ اس پر قضا ہے اس دن کی۔

١١-بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ — عاشوراء کے روزہ کا بیان

ف: عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی یا دسویں تاریخ اسی واسطے ان دونوں تاریخوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(٣٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهٗ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهٗ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا عاشوراء کے دن لوگ روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں اور حضرت رسول اللہ ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے زمانہ جاہلیت میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ النَّـاسَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيْضَةُ وَتُـرِكَ يَـوْمُ عَـاشُوْرَآءَ فَـمَـنْ شَآءَ صَامَهُ وَ مَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

پھر جب آئے رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تو روزہ رکھا آپ نے اس دن اور لوگوں کو بھی حکم کیا اس دن روزہ رکھنے کا پھر جب فرض ہوا رمضان تو رمضان ہی کے روزے فرض رہ گئے اور عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا سو جس کا جی چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(۳۵) عَنْ حُـمَيْـدِ بْـنِ عَبْـدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ عَامَ حَجَّ وَّهُوَ عَلَى الْـمِنْبَـرِ يَـقُـوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآءُ كُمْ سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ لِهٰذَا الْيَوْمِ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ وَلَـمْ يَكْتُبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ وَاَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے انہوں نے سنا معاویہ بن ابی سفیانؓ سے کہتے تھے جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے اے اہل مدینہ کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے اس دن کو یہ دن عاشورہ کا ہے اس دن روزہ تمہارے اوپر فرض نہیں ہے اور میں روزہ دار ہوں سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(۳۶) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرْسَلَ اِلَـى الْـحَـارِثِ بْـنِ هِشَامٍ اَنَّ غَدًا يَّوْمُ عَاشُوْرَآءَ فَصُمْ وَاْمُرْ اَهْلَكَ اَنْ يَّصُوْمُوْا.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا حارث بن ہشام کو کہ کل عاشورے کا روزہ ہے تو روزہ رکھ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو وہ روزہ رکھیں۔

ف: یہ حکم استحباباً تھا نہ کہ وجوباً۔

۱۲۔بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى وَالدَّهْرِ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کا اور سدا روزہ رکھنے کا بیان

(۳۷) عَنْ اَبِيْ هُـرَيْـرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى. (اخرجه مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے دو دن روزہ رکھنے سے ایک یوم الفطر دوسرے یوم الاضحیٰ میں۔

ف: تو ان دونوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح ایام تشریق یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳' ذوالحجہ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے کہا امام مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے سدا روزہ رکھنا کچھ برا نہیں ہے جب ان دنوں میں روزہ نہ رکھے جن دنوں میں منع کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے روزے سے اور وہ تین دن ہیں منع میں رہنے کے یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳' ذی الحجہ اور ایک یوم الفطر اور ایک یوم الاضحیٰ اور یہ ہم کو بہت پسند ہے۔

ف: بعض علماء کے نزدیک صوم الدھر یعنی سدا روزہ رکھنا مکروہ ہے بلکہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا جس کو صوم داؤدی کہتے ہیں افضل ہے۔

۱۳۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ

تہہ کے روزوں کی ممانعت کا بیان

(۳۸) عَنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع

عَنِ الْوِصَالِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ فَقَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى. (اخرجه البخاري ومسلم)

کیا تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

ف: اللہ جل جلالہٗ کے پاس سے مراد اس سے جنت کے کھانے اور پانی ہیں اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا یہ مراد ہے کہ مجھے غذائے روحانی جو ذکر الٰہی اور محبتِ الٰہی سے حاصل ہے اس وجہ سے مجھ کو ضعف نہیں ہوتا۔

(۳۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَ يَسْقِيْنِيْ. (اخرجه البخاري ومسلم) 14

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو تم تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا آپ رکھتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے رات کو میرا رب کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے۔

۱۴۔بَابُ صِيَامِ الَّذِيْ يَقْتُلُ خَطَاً اَوْ يَتَظَاهَرُ — کفارہ قتل خطا اور کفارہ ظہار کے روزوں کا بیان

کہا یحییٰ نے سنا میں نے امام مالکؒ سے فرماتے تھے جس شخص پر دو مہینے کے روزے پے در پے واجب ہوں قتل خطا یا ظہار میں۔ف۱ اور وہ روزے شروع کرے پھر بیچ میں کوئی مرض ایسا اس کو لاحق ہو جس کی وجہ سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو جب اس مرض سے اچھا ہو اور روزہ پر قادر ہو فی الفور روزہ شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے ان پر بنا کرے یعنی وہ روزے حساب میں رہیں گے۔ف۲ اسی طرح ایک عورت پر بسبب قتل خطا کے دو مہینے کے روزے لازم ہوئے اور اس نے روزے رکھنے شروع کیے لیکن بیچ میں حیض آ گیا تو وہ حیض سے پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور اگلے روزوں پر بنا کرے یعنی وہ روزے حساب میں رہیں گے اور جس شخص پر دو مہینے کے روزے لگا تار فرض ہوں تو اس کو بیچ میں افطار کرنا درست نہیں مگر بیماری یا حیض کی وجہ سے اور یہ نہیں ہوسکتا سفر کرے اور اس کی وجہ سے افطار کرے۔

ف۱: قتل خطا یہ ہے کہ زید کو شکار سمجھ کر مار ڈالا یا شکار کو مارتا تھا حربہ زید کو لگ گیا اور ظہار یہ ہے کہ اپنی بی بی کو اپنے محرم کے کسی عضو سے تشبیہ دے مثلاً یوں کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ دونوں میں کفارہ لازم ہے۔

ف۲: تو اگر مرض سے اچھا ہوتے ہی اور روزہ کی طاقت ہوتے ہی اس نے روزے شروع نہ کیے بلکہ کچھ دنوں تاخیر کی تو اب نئے سرے سے پھر دو مہینے کے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے یہ قول اچھا ہے جو سنا میں نے اس باب میں۔

۱۵۔بَابُ مَا يَفْعَلُ الْمَرِيْضُ فِيْ صِيَامِهٖ — مریض کے روزے کا بیان

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے میں نے جو سنا اہل علم سے وہ یہ ہے کہ مریض کو جب ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس پر شاق ہو جائے اور روزہ اس کو تکلیف پہنچائے اور وہ مرض اس درجہ پہنچ جائے تو اس کو افطار کرنا درست ہے اسی طرح جب مریض کو کھڑا ہونا دشوار ہو نماز میں اور یہ مرض اس درجہ کو پہنچ جائے کہ عذر گنا جائے اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے بندے سے اور اسی مرض میں سے بعض ایسا ہے جو اس درجہ کا نہیں ہے بہر حال جب مرض اس درجہ کو پہنچے تو

وہ بیٹھ کر نماز پڑھے کیونکہ دین اللہ تعالیٰ کا آسان ہے اور اللہ جل جلالہٗ نے مسافر کو رخصت دی روزہ نہ رکھنے کی حالانکہ وہ زیادہ قادر ہے روزہ پر مریض سے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب مقدس میں جو شخص تم میں سے مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ اتنے روز شمار کر کے دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے پس رخصت دی اللہ جل جلالہٗ نے مسافر کو افطار کی حالانکہ وہ زیادہ قادر ہے روزے پر مریض سے اور یہ بہت پسند ہے مجھ کو ان اقوال میں جن کو سنا میں نے اس باب میں اور ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی اور مجمع علیہ ہے۔

١٦۔ بَابُ النَّذْرِ فِي الصِّيَامِ وَالصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ

روزۂ نذر کا بیان اور میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا بیان

(٤٠) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ نَذَرَ صِيَامَ شَهْرٍ هَلْ لَهُ اَنْ يَتَطَوَّعَ فَقَالَ سَعِيْدٌ لِيَبْدَأْ بِالنَّذْرِ قَبْلَ اَنْ يَتَطَوَّعَ.

سعید بن المسیبؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نذر کی ایک مہینہ روزے رکھنے کی اب اس کو نفل روزہ رکھنا درست ہے جواب دیا کہ پہلے نذر کے روزے رکھ لے پھر نفل رکھے۔

ف: اس واسطے کہ نذر کا پورا کرنا فرض ہے۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی پہنچا ہے کہا یحیٰی نے کہا مالکؒ نے جو شخص مرجائے اور اس پر نذر ہو ایک بردہ آزاد کرنے کی یا روزہ رکھنے کی یا صدقہ دینے کی یا قربانی کرنے کی۔ پھر وہ وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے یہ نذر ادا کرنا تو ثلث مال سے ادا کی جائے اور اس کا ادا کرنا اور وصیتوں پر مقدم سمجھا جائے مگر جو وصیت مثل اس کے واجب ہو کیونکہ اور وصیتیں جو نفل ہیں مثل اس وصیت کے نہیں ہو سکتیں جیسے نذر وغیرہ ہے اس لیے کہ یہ واجب ہے اور یہ وصیت تہائی مال میں اس واسطے خاص ہوئی کہ اگر کل مال میں نافذ ہو تو ہر شخص ایسے امورات جو اس پر واجب ہیں دیر کر کے اپنی موت پر رکھے گا جب موت قریب ہوگی اور مال اس کے وارثوں کا حق ہوگا تو اس وقت وہ ان چیزوں کو بیان کرے گا خاص کر ایسی چیزوں کو جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ تھا اور شاید کہ یہ چیزیں اس کے تمام مال کو گھیر لیں اور ورثاء محروم رہ جائیں اس واسطے کل مال میں اس کو اختیار نہیں ہے۔

(٤١) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْئَالُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھتے کیا کوئی روزہ رکھے کسی کی طرف سے یا نماز پڑھے کسی کی طرف سے بولے نہ کوئی روزہ رکھے کسی کی طرف سے اور نہ کوئی نماز پڑھے کسی کی طرف سے۔

ف: نماز میں اجماع ہے مگر روزے میں اختلاف ہے مالکؒ ابوحنیفہؒ شافعی کا یہی قول ہے اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ روزہ میت کی طرف سے رکھ سکتا ہے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کے بدلے اس کا ولی روزے رکھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ہمارے مشائخ کا عمل اس پر ہے کہ میت کی طرف سے روزہ اور نماز دونوں ادا کرنا درست ہیں اور اللہ جل جلالہٗ سے امید ہے کہ وہ میت کے ذمہ کو بری کر دے۔

١٧۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي قَضَآءِ رَمَضَانَ وَالْكَفَّارَاتِ

رمضان کی قضا اور کفارہ کے بیان میں

(٤٢) عَنْ خَالِدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَفْطَرَ

خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک

ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ وَّرَاٰى اَنَّهٗ قَدْ اَمْسٰى وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ الْخَطْبُ يَسِيْرٌ وَّ قَدِ اجْتَهَدْنَا.

روز افطار کیا رمضان میں اور اس دن ابر تھا۔ ان کو یہ معلوم ہوا کہ شام ہوگئی اور آفتاب ڈوب گیا۔ پس ایک شخص آیا اور بولا یا امیر المؤمنین آفتاب نکل آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا تدارک سہل ہے ہم نے اپنے ظن پر عمل کیا تھا۔

کہا مالکؒ نے تدارک سہل ہے یعنی اس کے عوض ایک روزہ کی قضا رکھ لیں گے تو محنت بہت کم ہے اور تدارک آسان ہے۔

(٤٣) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ يَصُوْمُ رَمَضَانَ مُتَتَابِعًا مَّنْ اَفْطَرَهٗ مِنْ مَّرَضٍ اَوْسَفَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس شخص کے رمضان کے روزے قضا ہوں بیماری سے یا سفر سے تو ان کی قضا لگاتار رکھے۔

ف: یعنی متفرق ایک ایک دو دو روزے نہ رکھے بلکہ جتنے روزے قضا ہوئے ہوں ان کو ایک ساتھ برابر رکھے ایسا ہی علی اور حسن اور شعبی سے مروی ہے اور یہی مذہب ہے اہل ظاہر کا اور جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہؒ کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے اگر جدا جدا قضا رکھے تو بھی جائز ہے۔ (زرقانی)

(٤٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اخْتَلَفَا فِيْ قَضَآءِ رَمَضَانَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ وَقَالَ الْاٰخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ وَلَا اَيُّهُمَا قَالَ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہؓ نے اختلاف کیا رمضان کی قضا میں ایک نے کہا کہ رمضان کے روزوں کی قضا پے درپے رکھنا ضروری نہیں دوسرے نے کہا پے درپے رکھنا ضروری ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کس نے ان دونوں میں سے پے درپے رکھنے کو کہا اور کس نے یہ کہا کہ پے درپے رکھنا ضروری نہیں۔

....

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ معلوم نہیں ہے ابن شہاب نے یہ روایت کس سے سنی ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بہ سند صحیح مروی ہے کہ انہوں نے رمضان کی قضا کو جدا جدا رکھنا جائز کیا ہے اس واسطے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. اور متتابعات کی قید نہیں لگائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیشتر یوں اترا تھا فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ پھر متتابعات کا لفظ ساقط ہو گیا۔ (زرقانی)

(٤٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَقَآءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَآءُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قصداً قے کرے روزے میں تو اس پر قضا واجب ہے اور جس کو خود بخود قے آجائے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

ف: مگر یقین ہو جائے اس امر کا کہ منہ میں کوئی چیز آن کر پھر حلق میں چلی گئی تو قضا کرے۔ (زرقانی)

(٤٦) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِؒ يُسْاَلُ عَنْ قَضَآءِ رَمَضَانَ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَحَبُّ

یحییٰ بن سعید نے سنا سعید بن المسیبؒ سے وہ پوچھے گئے رمضان کی قضا سے تو کہا سعید نے میرے نزدیک یہ بات اچھی ہے کہ

اِلَيَّ اَنْ لَّايُفَرَّقَ قَضَآءُ رَمَضَانَ وَاَنْ يُّوَاتَرَ. رمضان کی قضا پے در پے رکھے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے جو شخص جدا جدا رمضان کی قضا رکھے تو اس پر اعادہ لازم نہیں ہے بلکہ وہ قضا کافی ہو جائے گی مگر بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ پے در پے رکھے کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے جو شخص رمضان میں بھول چوک کر کھا یا پی لے یا اور کسی روزے میں جو اس پر واجب ہے تو اس پر قضا ہے اس روزے کی۔

ف: محققین کا مذہب اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک بھولے سے کھانے یا پینے میں روزہ نہیں جاتا اور حدیث مرفوع مؤید ہے ان کی۔

(۴۷) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسِ نِ الْمَكِّيِّ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ مُجَاهِدٍ وَّهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَجَآءَهٗ اِنْسَانٌ فَسَاَلَهٗ عَنْ صِيَامِ اَيَّامِ الْكَفَّارَةِ مُتَتَابِعَاتٍ اَمْ يَقْطَعُهَا قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَهٗ نَعَمْ يَقْطَعُهَا اِنْ شَآءَ قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَقْطَعُهَا فَاِنَّ فِيْ قِرَاءَ ةِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ.

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ساتھ تھا مجاہد کے اور طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا اتنے میں ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ قسم کے کفارے کے روزے پے در پے رکھنے چاہئیں یا جدا جدا حمید نے کہا ہاں جدا جدا بھی رکھ سکتا ہے اگر چاہے مجاہد نے کہا نہیں کیونکہ ابی بن کعب کی قرأت میں ہے ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ. یعنی روزے تین دن کے پے در پے۔

کہا امام مالکؒ نے جتنے روزوں کا ذکر اللہ جل جلالہٗ نے اپنے کلام میں کیا ہے ان سب کا پے در پے رکھنا بہتر ہے۔

ف: مگر کفارہ قتل اور ظہار کے روزوں کا پے در پے رکھنا واجب ہے۔ کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس عورت سے جو صبح کو روزہ دار اٹھے رمضان میں پھر یکا یک تازہ اور خالص خون دیکھے اور وہ حیض کے دن نہ ہوں پھر شام تک انتظار کرے مگر کچھ نہ دیکھے پھر دوسرے دن جب صبح ہو تو یکا یک خون دیکھے مگر پہلے روز سے کچھ کم پھر وہ خون موقوف ہو جائے اور یہ واقعہ حیض کے ایام سے پیشتر ہو تو اس کے روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے امام مالکؒ نے جواب دیا کہ یہ خون حیض کا ہے تو جب اس کو دیکھے روزہ کھول ڈالے اور قضا کرے اس روزہ کی پھر جب خون موقوف ہو جائے تو غسل کر کے روزہ رکھے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے جو شخص مسلمان ہو شام کو رمضان میں کچھ دن رہتے ہوئے کہا اس پر پورے رمضان کی قضا لازم ہے یا اس دن کی جس دن مسلمان ہوا۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ گذشتہ روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں ہے بلکہ آئندہ سے روزے رکھے اور اگر اس دن کی بھی قضا کر لے جس دن وہ مسلمان ہوا تو بہتر ہے۔

١٨۔ بَابُ قَضَاءِ التَّطَوُّعِ

نفل روزے کی قضا کا بیان

(۴۸) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ اَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَاُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَاَفْطَرَتَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِيْ بِالْكَلَامِ وَكَانَتْ بِنْتَ اَبِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا صبح کو اٹھیں نفل روزہ رکھ کر پھر کھانے کا حصہ آیا تو انہوں نے روزہ کھول ڈالا اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حفصہؓ نے کہنا شروع کر دیا مجھے بولنے نہ دیا آخر اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ نے یا رسولؐ اللہ میں اور

مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَاُهْدِيَ لَنَا طَعَامٌ فَاَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْضِيَا مَكَانَهٗ يَوْمًا اٰخَرَ.

عائشہ صبح کو انھیں نفل روزہ رکھ کر تو ہمارے پاس حصہ آیا کھانے کا ہم نے روزہ کھول ڈالا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے عوض میں ایک روزہ قضا کا رکھو۔ف۲

(وصلہ ابو داؤد والترمذی)

ف ۱: یعنی جیسے ان کے باپ دین کی بات پوچھنے میں دیر نہ کرتے تھے ویسی ہی ان کی بیٹی تھیں۔

ف ۲: کیونکہ نفل روزہ رکھ کر توڑ ڈالنے سے قضا اس کی واجب ہو جاتی ہے۔ یہ قول امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہ کا ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاق کے نزدیک قضا واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے۔ کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے جو شخص نفل روزے میں بھول چوک سے کھا پی لے تو اس پر قضا نہیں ہے اور چاہیے کہ اسی روزے کو پورا کرے کیونکہ اس کا روزہ نہیں گیا اور نفلی روزہ میں اگر کوئی امر غیر اختیاری ایسا پیش آئے جس سے روزہ ٹوٹ جائے (مثلاً حیض آ جائے یا مرض) تو اس کی قضا واجب نہیں جب اس نے عذر سے روزہ کھول ڈالا ہو نہ قصداً اسی طرح اگر کسی نے نفل نماز کو شروع کر کے توڑ ڈالا حدث غیر اختیاری سے تو اس پر قضا نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص کوئی نیک کام نفل شروع کرے مثلاً نماز یا روزہ یا حج یا اور کوئی کام مشابہ اس کے جن کو لوگ نفلی طور سے بجالایا کرتے ہیں پھر اس کو توڑ ڈالے تو اس کو تمام کرنا چاہیے تو جب تکبیر تحریمہ کہے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جب روزہ رکھے تو اس کو پورا کرے اور جب لبیک کہے حج کا تو حج کو تمام کرے اور جب طواف شروع کرے تو سات پھیرے پورے کرے۔ اسی طرح جو کام شروع کرے تو اس کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ ادا کرے مگر جب کوئی عارضہ ایسا پیش آئے جس کے سبب سے لوگ مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہے اپنی کتاب میں "کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ دکھائی دے تم کو سفید دھاری سیاہ دھاری سے یعنی فجر ہو جائے۔ تمام کرو روزوں کو رات تک پس تمام کرنا روزے کا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا کرو حج اور عمرہ کو خدا کے واسطے سو اگر کسی شخص نے احرام باندھا حج کا نفل اور فرض حج ادا کر چکا ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے جب شروع کر چکا ہے اور یہ نہ کرنا چاہیے کہ راستہ سے احرام کھول کر چلا آئے اسی طرح جو شخص کوئی نفل عبادت شروع کرے اس کو پورا کرنا لازم ہے جیسے فرض کا پورا کرنا اور یہ تقریر بہت پسند ہے مجھ کو اپنی سنی ہوئی باتوں میں۔

۱۹۔ بَابُ فِدْيَةِ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ

جو شخص رمضان میں روزے نہ رکھ سکے اس کے فدیہ کا بیان

(۴۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَبُرَ حَتّٰى كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِيْ.

امام مالک کو پہنچا کہ انس بن مالکؓ بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیتے تھے۔

ف: یعنی ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا دیتے تھے۔ یا ایک مد دیتے تھے اور مد دو رطل کا ہوتا ہے اور ایک روایت میں نصف صاع بھی آیا ہے۔ صاع چار مد کا ہوتا ہے اور کبھی تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیتے تھے اور کبھی تین سو مسکینوں کو ایک ہی بار کھلا دیتے تھے۔ (زرقانی)

کہا مالک نے میرے نزدیک فدیہ دینا واجب نہیں ہے مگر جو شخص فدیہ دینے کی قدرت رکھتا ہو اس کو دینا بہتر ہے جو شخص فدیہ دے تو ہر روزے کے بدلے میں ایک مد کھانا دے رسول اللہ ﷺ کے مد سے۔

ف: مد رسول اللہ ﷺ کا ایک رطل اور تہائی رطل کا تھا اور اہل عراق کا مد دو رطل کا ہوتا ہے جب مد میں فرق ہوا تو صاع میں بھی

فرق ہوگا کیونکہ صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ یہ فدیہ دینا امام مالک کے نزدیک سنت ہے اور ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔

(٥٠) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ اِذَا خَافَتْ عَلٰى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الصِّيَامُ فَقَالَ تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا مُّدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت اگر خوف کرے اپنے حمل کا اور روزہ نہ رکھ سکے تو کہا انہوں نے روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک مد گیہوں دے رسول اللہ ﷺ کے مد سے۔

کہا مالکؒ نے اہل علم نے کہا ہے اس پر قضا لازم ہے نہ فدیہ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ اور دنوں میں قضا کرے اور یہ حمل کا خوف بھی ایک مرض ہے امراض میں سے۔

ف: مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضعہ پر جب وہ فدیہ دے چکے روزہ کی قضا نہیں ہے اور یہ بھی ایک روایت ہے امام مالکؒ سے باقی ائمہ کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضعہ کو اگر اپنے لڑکے کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں پھر اس کی قضا کر لیں فدیہ دینا ضروری نہیں ہے۔ (زرقانی)

(٥١) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ قَضَآءُ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهٖ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلٰى صِيَامِهٖ حَتّٰى جَآءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ فَاِنَّهٗ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا مُّدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ وَعَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْقَضَآءُ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے وہ کہتے تھے جس شخص پر رمضان کی قضا لازم ہو پھر وہ قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آ جائے اور وہ قادر رہا ہو روزے پر تو ہر روزے کے بدلے میں ایک ایک مسکین کو ایک ایک مد گیہوں کا دے اور قضا بھی رکھے۔

(٥٢) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسا ہی پہنچا۔

ف: مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص دوسرے رمضان کے روزے ادا کر کے پھر پہلے رمضان کے روزوں کی قضا کر لے اور بعضوں کے نزدیک دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور اگلے رمضان کے روزوں کا فدیہ دے اور قضا اس پر نہیں ہے امام اعظم کے نزدیک فدیہ دینا ضروری نہیں ہے صرف قضا کر لینا کافی ہے۔ وہ کہتے ہیں کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف قضا کا حکم کیا ہے کھانا کھلانے کا ذکر نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ میں ذکر نہ ہونا ضرر نہیں کرتا جب حدیث سے فدیہ ثابت ہے مگر حدیث مرفوع بھی کوئی اس باب میں نہیں پائی جاتی البتہ دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن منصور نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبدالرزاق نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فدیہ کو نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ فدیہ دینا چھ صحابیوں سے منقول ہے اور ان کا خلاف کسی سے ثابت نہیں ہے۔

٢٠۔ بَابُ جَامِعِ قَضَاءِ الصِّيَامِ

روزوں کی قضا کے بیان میں

(٥٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لَيَكُوْنُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَصُوْمَهٗ حَتّٰى يَاْتِيَ شَعْبَانُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے اوپر روزے ہوتے تھے رمضان کے اور میں قضا رکھ نہیں سکتی تھی۔ یہاں تک کہ شعبان آ جاتا۔

ف: آپ کو قضا رکھنا اس واسطے ممکن نہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ آپ سے بہت محبت فرماتے اور اکثر مخالفت کرتے اور شعبان میں آنحضرت ﷺ بھی روزے رکھتے تھے جب آپ بھی رکھ لیتیں۔

۲۱۔بَابُ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِیْ يُشَکُّ فِيْهِ — یوم شک کے روزے کا بیان

امام مالکؒ نے اہل علم سے سنا وہ منع کرتے تھے شک کے دن روزہ رکھنے سے شعبان میں جب نیت رمضان کی ہو اور وہ یہ کہتے تھے کہ اگر کسی نے روزہ رکھا شعبان میں شک کے روز بغیر چاند دیکھے ہوئے پھر کسی معتبر شخص نے گواہی دی کہ وہ دن رمضان کا تھا تو اس پر قضا اس روزہ کی لازم ہے البتہ نفل روزہ رکھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔امام مالکؒ نے کہا کہ ہم نے اپنے شہر میں اہل علم کو یہی کہتے ہوئے پایا۔

ف: اصحابِ سنن نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے نافرمانی کی ابوالقاسم ﷺ کی۔ ابوالقاسم کنیت ہے رسول اللہ ﷺ کی۔اس حدیث سے مطلق روزہ کی ممانعت شک کے روز معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے ایسا ہی رمضان کے استقبال یا تعظیم کے واسطے ایک دن یا دو دن پیشتر سے روزہ رکھنا مکروہ ہے صحیحین میں مرفوعاً مروی ہے کہ رمضان کا استقبال مت کرو ایک دن یا دو دن پہلے روزہ رکھ کر۔

۲۲۔بَابُ جَامِعِ الصِّيَامِ — روزے کے مختلف مسائل کا بیان

(٥٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهٗ فِیْ شَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِیْ شَعْبَانَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور پھر افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے۔

(٥٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ صَآئِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهٗ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ اِنِّیْ صَآئِمٌ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ بے ہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے اگر کوئی شخص اسے گالیاں بکے یا لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں۔

ف: روزہ کو ڈھال اس لیے کہا جیسے ڈھال لڑائی میں صدموں سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے کیونکہ شہوت کو کم کرتا ہے۔

(٥٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ اِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ مِنْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو زیادہ پسند ہے مشک کی بو سے اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک فا

اَجَلِیْ فَالصِّيَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ.

کیونکہ وہ چھوڑ دیتا ہے اپنی خواہشوں کو اور کھانے کو اور پانی کو میرے واسطے۔ف۲ تو وہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا جونیکی ہے اس کا ثواب دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ملے گا مگر روزہ وہ میرے واسطے ہے اور اس کا ثواب بھی میں ہی دوں گا۔ف۳ (اخرجه البخاری و مسلم)

ف۱: بعضوں نے کہا مراد اس بو سے وہ بو ہے جو قیامت کے روز روزہ داروں کے منہ سے آئے گی اور ایک حدیث ضعیف میں یہ مضمون آیا ہے اور بعضوں نے کہا دنیا و آخرت دونوں جگہ کی بو مقصود ہے۔

ف۲: یہ اللہ جل جلالہٗ کا کلام ہے یعنی میرے حکم کے ادا کرنے کے لیے۔

ف۳: اور نیکیوں کا ثواب سات سو تک انتہیٰ ملے گا اور روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اِنَّمَا یُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. یہاں پر صابرون سے صائمون یعنی روزہ دار مراد ہیں۔اکثر مفسرین کے نزدیک اگرچہ سب نیک اعمال خدا ہی کے لیے ہیں اور وہی ان کا بدلہ دے گا مگر روزے کے فعل میں ریا نہیں یا وہ سب اعمال سے درجے میں زیادہ مقدم ہے اس وجہ سے اس کو خاص کیا اور فرمایا وہ میرے لیے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

(۵۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ. (اخرجه البخاری موصولاً و مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان باندھے جاتے ہیں۔

ف: یعنی مومنین کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے یا ان کو معاصی کی طرف متوجہ نہیں کر سکتے۔امام مالکؒ نے کہا میں نے سنا اہل علم سے کہ مسواک کرنا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے کسی وقت ہو اوّل روز یا آخر روز میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو مسواک کرنا مکروہ جانتا ہو یا اس کو منع کرتا ہو۔

ف: بلکہ مسواک کرنا روزے میں مستحب جانتے ہیں اور عطا اور شافعی اور مجاہد اور اسحاق اور ابوثور نے آخر روز میں مسواک کو مکروہ کہا ہے روزہ دار کے واسطے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہتے تھے رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنا۔ف۱ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتا ہو اور نہ سلف سے مجھے یہ پہنچا بلکہ اہل علم مکروہ جانتے ہیں ان روزوں کو اور خوف کرتے ہیں اس بدعت سے کہ ایسا نہ ہو لوگ رمضان کے روزوں میں ان روزوں کو ملا دیں اگر اہل علم سے رخصت پائیں اور ان کو یہ روزے رکھتے ہوئے دیکھیں۔ف۲

ف۱: جس کو لوگ شش عید ستہ شوال کہتے ہیں۔

ف۲: یہ تقریر امام مالک کی مسلم نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ صحیح مسلم میں اور سنن میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے پھر چھ روزے رکھے شوال میں تو گویا اس نے تمام عمر روزے رکھے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ امام مالکؒ نے ان روزوں کو اس لیے مکروہ کہا کہ لوگ ان کو واجب سمجھ کر رمضان میں نہ ملا دیں اور جو کوئی شخص صرف ثواب کے لیے نفل سمجھ کر رکھے تو مکروہ نہیں ہیں۔اس تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کسی کام کی اصل شرع سے ثابت بھی

ہو اور لوگ اس کو حد سے بڑھا دیں نفل کو فرض کر دیں یا مباح کو ثواب سمجھیں تو اس سے ممانعت کرنا چاہیے۔ افسوس یہ ہے کہ روزہ کی سی عبادت جس کے ثواب کا یہ حال ہے اور حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے اس خوف سے علماء دین اس کو مکروہ جانیں اور اس کے کرنے سے منع کریں اور اس زمانے کے لوگ اپنے دل سے نکالی ہوئی باتوں کو یا اپنے پیروں کے بے اصل تراشے ہوئے کاموں کو جزو دین سمجھتے ہیں اور اس کے نہ کرنے والے کو برا جانتے ہیں۔ کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا جو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتا ہو بلکہ جمعہ کے روز روزہ رکھنا بہتر ہے اور بعض اہل علم کو میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا بلکہ میں نے دیکھا کہ وہ جمعہ کا خیال رکھتے تھے روزہ کے واسطے۔

ف: جمعہ کے روز روزہ رکھنا مستحب ہے ترمذی نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ یعنی ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو اور کم ایسا ہوتا تھا کہ روزہ نہ رکھیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی جمعہ کے روز بے روزہ نہ دیکھا مگر بعض علماء نے اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ رکھا ہے بہ سبب اس حدیث کے جو صحیحین میں مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی تم میں سے روزہ نہ رکھے جمعہ کے روز مگر یہ کہ روزہ رکھے ایک دن قبل اس کے یا بعد اس کے اور جابرؓ سے مروی ہے کہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے (زرقانی) صحیح یہ ہے کہ اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ ہے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق کا۔

۲۳۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

(۵۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوُسْطَ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰی اِذَا كَانَ لَیْلَةَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَهِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ یَخْرُجُ فِیْهَا مِنْ صُبْحِهَا مِنْ اِعْتِكَافِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ اِعْتَكَفَ مَعِیَ فَلْیَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ وَقَدْ رَاَیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ مِنْ صُبْحِهَا فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِیْ كُلِّ وِتْرٍ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَاَمْطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَاَبْصَرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ وَعَلٰی جَبِیْنِهٖ وَاَنْفِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صُبْحِ لَیْلَةِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے بیچ دہے میں رمضان کے تو ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو آپؐ نے فرمایا جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو چاہیے اور دس دن تک اخیر دہے میں اعتکاف کرے اور میں نے شب قدر کو معلوم کیا تھا پھر میں بھلا دیا گیا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ میں شب قدر کی صبح کو سجدہ کرتا ہوں کیچڑ اور پانی میں پس ڈھونڈھو تم اس کو اخیر دہے میں ہر طاق رات میں ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ اسی رات پانی برسا اور مسجد کی چھت پتوں اور شاخوں کی تھی تو ٹپکی مسجد ابو سعید نے کہا میری دونوں آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپؐ نماز سے فارغ ہوئے اور پیشانی اور ناک مبارک پر آپ کی مٹی اور پانی کا نشان تھا۔ اکیسویں شب کی صبح کو۔

ف: تو معلوم ہوا کہ وہی رات شب قدر ہے اس لیے کہ نشانی اس کی صبح نکلی آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں

سجدہ کرتا ہوں ایسا ہی ہوا۔

(٥٩) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.
(اخرجه البخاری موصولا عن عائشة ومسلم)

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈھونڈو تم شب قدر کو رمضان کی اخیر دس راتوں میں۔

(٦٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ.
(اخرجه مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈھونڈھو تم شب قدر کو رمضان کے آخر کی سات راتوں میں۔

(٦١) عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُنَيْسٍ نِ الْجُهَنِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ فَمُرْنِيْ لَيْلَةً اُنْزِلُ لَهَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْزِلَ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنْ رَّمَضَانَ. (وصله مسلم)

ابوالنضر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن اُنیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا گھر دُور ہے تو ایک رات مقرر کیجیے کہ اس رات میں اس مسجد میں رہوں اور عبادت کروں فرمایا آپ ﷺ نے تیئسویں شب کو رمضان میں۔

(٦٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَلَاحَى الرَّجُلَانِ فَرُفِعَتْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ. (اخرجه البخاری)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آئے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اور فرمایا کہ مجھے شب قدر معلوم ہوگئی تھی مگر دو آدمیوں نے غل مچایا تو میں بھول گیا پس ڈھونڈھو اس کو اکیسویں اور تیسویں اور پچیسویں شب میں یا انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

(٦٣) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

امام مالک کو پہنچا کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے شب قدر کو دیکھا خواب میں رمضان کی اخیر سات راتوں میں تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا موافق ہوا میرے خواب کے رمضان کی اخیر سات راتوں میں سو جو کوئی تم میں سے شب قدر کو ڈھونڈھنا چاہے تو ڈھونڈھے اخیر کی سات راتوں میں۔

(٦٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مَنْ يَّثِقُ بِهٖ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُرِيَ اَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهٗ اَوْمَا شَآءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَكَاَنَّهٗ تَقَاصَرَ اَعْمَارَ اُمَّتِهٖ عَنْ اَنْ لَّا يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِيْ بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِيْ طُوْلِ الْعُمُرِ فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ.

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا ایک شخص عام معتبر سے کہتے تھے رسول اللہ ﷺ کو اگلے لوگوں کی عمریں بتلائی گئیں جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپؐ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور خیال کیا کہ یہ لوگ ان کے برابر عمل نہ کرسکیں گے پس دی آپ کو اللہ تعالیٰ نے شب قدر جو بہتر ہے ہزار مہینے سے۔

ف: مگر اس شب قدر کو چھپایا ظاہر نہیں کیا تا کہ لوگ مشتاق رہیں اور ہر شب کو عبادت کریں۔ جیسے صلوٰۃ وسطیٰ اور ساعت جمعہ کو

چھپایا یہ حدیث ان چار حدیثوں میں سے ہے جو سوا مؤطا کے اور کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔

(٦٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظِّهٖ مِنْهَا.

امام مالک کو پہنچا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص حاضر ہوا عشاء کی جماعت میں شب قدر کو تو اس نے ثواب شب قدر کا حاصل کرلیا۔

ف: اس حدیث کو بیہقی اور طبرانی اور خطیب نے مرفوعاً ابو ہریرہ اور ابوامامہ اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے شب قدر میں۔ چالیس قول ہیں سب میں صحیح یہ ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور پھر رمضان کی اخیر راتوں میں ہے اور پھر اخیر دس راتوں میں سے ستائیسویں شب ہے باقی اقوال اور کتابوں میں مذکور ہیں۔

كَمُلَ الصِّيَامُ بِحَمْدِاللّٰهِ وَعَوْنِهٖ.

پوری ہوئی کتاب روزہ کی شکر خدا کا اس کی مدد سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ

١۔ بَابُ ذِكْرِ الْاِعْتِكَافِ — اعتکاف کا بیان

(١) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو جھکا دیتے سر اپنا میری طرف سو میں کنگھی کر دیتی اور گھر میں نہ آتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔

(اخرجه البخاری و مسلم)

ف: جیسے پیشاب پاخانہ یا غسل جمعہ کیونکہ بے ضرورت اگر کوئی مسجد سے نکل جائے تو اعتکاف اس کا باطل ہو جاتا ہے۔

(٢) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ اِذَا اعْتَكَفَتْ لَا تَسْئَلُ عَنِ الْمَرِيْضِ اِلَّا وَهِيَ تَمْشِيْ لَا تَقِفُ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اعتکاف کرتیں تو بیمار پرسی نہ کرتیں مگر چلتے چلتے ٹھہرتی نہیں۔

کہا یحیٰی نے کہا مالکؒ نے جو شخص اعتکاف کرے وہ کسی کام کو نہ نکلے اور نہ جائے اور نہ مدد کرے کسی کی مگر حاجت ضروری کے واسطے نکلے اور اگر معتکف کو کسی کام کے لیے نکلنا درست ہوتا تو چاہیے تھا کہ بیمار پرسی یا نماز جنازہ یا دفن کے واسطے نکلنا درست ہوتا کہا یحیٰی نے کہا مالکؒ نے اعتکاف درست نہیں ہوتا جب تک معتکف بیمار پرسی نماز جنازہ گھروں میں جانے سے نہ بچے۔ اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لیے۔

(۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَكِفُ هَلْ يَدْخُلُ لِحَاجَةٍ تَحْتَ سَقْفٍ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَاْسَ بِذَالِكَ.

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا ابن شہاب سے کہ معتکف کو پٹے ہوئے مکان میں حاجت ضروری کو جانا درست ہے بولے ہاں درست ہے کچھ حرج نہیں۔

ف: یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا اور بعض لوگوں کے نزدیک اگر چھت دار مکان میں پائخانہ یا پیشاب کو جائے گا تو اعتکاف باطل ہوگا۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اعتکاف اس مسجد میں مکروہ نہیں ہے جس میں جمعہ ہوتا ہے اور جن میں جمعہ نہیں ہوتا ان میں اعتکاف اسی وجہ سے مکروہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے نکلنا پڑے گا یا جمعہ ترک کرنا ہوگا سو اگر کوئی شخص ایسا ہو جس پر جمعہ فرض نہیں ہے اور وہ اعتکاف کرے اس مسجد میں جس میں جمعہ نہیں ہوتا کچھ قباحت نہیں ہے اس لیے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا: وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ. اور کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔ کہا مالکؒ نے اسی وجہ سے جس پر جمعہ واجب نہیں ہے اس کو اعتکاف کرنا اس مسجد میں جہاں جمعہ نہیں ہوتا درست ہے۔ کہا مالکؒ نے معتکف رات کو نہ رہے مگر مسجد میں جہاں اس نے اعتکاف کیا ہے البتہ اگر اس کا خیمہ مسجد کے صحن میں ہو تو وہاں رہنا درست ہے کہا مالکؒ نے میں نے یہ نہیں سنا کہ معتکف خیمہ کھڑا کرے رات کے رہنے کے لیے مگر مسجد یا اس کے صحن میں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو گھر میں نہ جاتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔ کہا مالکؒ نے مسجد کی چھت پر یا مینار پر اعتکاف کرنا درست نہیں ہے کہا مالکؒ نے جس شخص کو اعتکاف کرنا کسی جگہ منظور ہو تو قبل غروبِ آفتاب کے وہاں داخل ہو جائے تاکہ جس رات اس کو اعتکاف کرنا منظور ہے وہ پوری پوری ہاتھ آئے۔

ف: اور اوزاعی اور لیث ثوری کے نزدیک بعد نماز فجر کے داخل ہو اس واسطے کہ صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو آپؐ کے لیے ایک خیمہ لگا دیتی اور آپؐ نماز فجر کی پڑھ کر اس میں چلے جاتے کہا مالکؒ نے معتکف کو سوا اپنے اعتکاف کے دوسرا شغل مثل تجارت وغیرہ کے درست نہیں ہے البتہ اگر کسی کام کی ضرورت ہو تو اپنے لوگوں سے کہہ سکتا ہے مثلاً کوئی بات متعلق ہو اپنے پیشہ یا تجارت کے یا خانگی کوئی کام ہو یا کوئی چیز بیچنا ہو یا اور کچھ کام تو دوسروں سے کہہ سکتا ہے اس طرح پر کہ دل اس کا اس میں مشغول نہ ہو جائے اور وہ کام خفیف ہو کہا مالکؒ نے میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو اعتکاف میں کسی شرط کو لگاتا ہو بلکہ اعتکاف بھی ایک عمل ہے اعمالِ خیر میں سے مثل نماز اور روزہ اور حج کے فرائض ہوں یا نوافل جو شخص کوئی عمل خیر کرے تو چاہیے کہ طریقہ سنت کا اختیار کرے اور یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی طریقہ نیا نکالے جو اگلے مسلمانوں میں نہ تھا نہ کوئی شرط ایجاد کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے آپؐ کے اعتکاف کو دیکھ کر اس کا طریقہ پہچان لیا۔ کہا مالکؒ نے اعتکاف اور جوار ایک ہیں اسی طرح اعتکاف صحرائی اور شہری آدمی کا یکساں ہے تمام احکام میں۔

۲۔بَابُ مَالَا يَجُوْزُ الْاِعْتِكَافُ اِلَّا بِهٖ

جس کے بدون اعتکاف درست نہیں اس کا بیان

(٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَنَافِعًا مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَا لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصِيَامٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دونوں کہتے تھے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اپنی کتاب میں کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ فَاِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ الْاِعْتِكَافَ مَعَ الصِّيَامِ.

دھاری معلوم ہونے لگے سیاہ دھاری سے فجر کی تمام کرو روزوں کو رات تک اور نہ چمٹو اپنی عورتوں سے جب تم اعتکاف سے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ جل جلالہٗ نے اعتکاف کا روزے کے ساتھ۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے۔

ف: عبدالرزاق نے بہ اسناد صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا اور یہی قول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ اور شعبی اور زہری اور ابوحنیفہ کا اور علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک اعتکاف بدون روزے کے بھی درست ہے۔

٣۔بَابُ خُرُوْجِ الْمُعْتَكِفِ اِلَى الْعِيْدِ

معتکف کا نماز عید کے لیے نکلنا

(٥) عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَابَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِعْتَكَفَ فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهٖ تَحْتَ سَقِيْفَةٍ فِيْ حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِيْ دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَشْهَدَ الْعِيْدَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ.

سمی مولیٰ ابی بکر سے روایت ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اعتکاف کرتے تو جاتے وقت حاجت ضروری کے واسطے ایک چھت دار کوٹھری میں جو بند رہتی خالد بن الولید کے گھر میں پھر نہ نکلتے اعتکاف سے یہاں تک کہ حاضر ہوتے عید میں ساتھ مسلمانوں کے۔

ف: یعنی جب عید آتی تو اعتکاف ختم کرتے اور عید کی نماز پڑھ کر اپنے گھر میں آتے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ اعتکاف کو ختم کرے بعد غروب آفتاب کے اخیر دن میں رمضان کے کہا امام مالکؒ نے کہ میں نے دیکھا بعض اہل علم کو جب اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو اپنے گھروں میں نہ آتے یہاں تک کہ عید الفطر کی نماز مسلمانوں کے ساتھ ادا کر لیتے کہا مالکؒ نے مجھ کو ایسا ہی پہنچا ہے۔ اہل علم اور اہل فضل سے جو گزر گئے ہیں اور یہ قول مجھ کو نہایت پسند ہے۔

٤۔بَابُ قَضَاءِ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کی قضا کا بیان

(٦) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ فِيْهِ وَجَدَ اَخْبِيَةً خِبَاءَ عَائِشَةَ وَخِبَاءَ حَفْصَةَ وَخِبَاءَ زَيْنَبَ فَلَمَّا رَاٰهَا سَاَلَ عَنْهَا فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا خِبَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اِعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

(اخرجه البخاري ومسلم)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا اعتکاف کا جب آئے آپ اس جگہ میں جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے پائے آپ نے کئی خیمے ایک خیمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک خیمہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک خیمہ زینب رضی اللہ عنہا کا تو پوچھا آپؐ نے یہ کن کے خیمے ہیں لوگوں نے کہا عائشہ اور حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا تم نیکی کا گمان کرتے ہو ان عورتوں کے ساتھ پھر لوٹ آئے آپ اور اعتکاف نہ کیا اور شوال کے دس روز میں اعتکاف کیا۔

ف: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے خیمہ اپنا توڑ ڈالا آپؐ نے سب بیبیوں کو اعتکاف کی اجازت نہیں دی تھی اور وہاں سب

جمع ہو گئیں تو آپ خفا ہوئے یا یہ غرض ہے کہ معلوم نہیں ان عورتوں کی نیت خالص ہے یعنی خدا کی عبادت مقصود ہے یا میری نزدیکی چاہنے کی وجہ سے یہاں پر جمع ہوئی ہیں۔ بعض کہتے ہیں آپؐ نے اعتکاف نہ کیا اور خیمہ اکھاڑ ڈالا اس وجہ سے کہ اگر آپؐ وہاں رہتے تو مردوں کا زیادہ اجتماع ہوتا اور بیبیوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی بعض کہتے ہیں کہ اعتکاف سے مقصود یہ ہے کہ آدمی اپنے مال واسباب بیبیوں سے جدا ہو کر مسجد میں رہے اور چونکہ سب بیبیاں وہاں جمع تھیں اس وجہ سے مقصود اعتکاف کا حاصل نہ ہوتا تھا سو آپؐ نے اعتکاف نہ کیا یا مسجد میں تنگی ہو جانے کا خوف تھا اور نمازیوں کو تکلیف ہونے کا خیال تھا اس وجہ سے آپ نے اعتکاف نہ کیا واللہ اعلم بالصواب۔ (زرقانی) کہا گیا مالکؒ سے جو شخص رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف شروع کرے پھر ایک یا دو دن کے بعد بیمار ہو جائے اور مسجد سے چلا جائے تو کیا وہ قضا کرے ان دنوں کی جتنے دن باقی رہے تھے جب تندرست ہو جائے یا قضا نہ کرے اور جو قضا کرے تو کس مہینے میں تو مالکؒ نے جواب دیا کہ قضا کرے ان دنوں کی جب اچھا ہو جائے رمضان میں یا اور کسی مہینے میں۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو رسول اللہ ﷺ سے پہنچا کہ آپؐ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر آپؐ لوٹ آئے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ بعد رمضان کے اعتکاف کیا شوال میں دس روز تک۔ کہا مالکؒ نے اعتکاف نفل اور فرض کا ایک حال ہے جو کام درست ہیں دونوں میں درست ہیں اور جو منع ہیں دونوں میں منع ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے مجھے یہی پہنچا کہ اعتکاف آپ کا نفل تھا۔ کہا مالکؒ نے اگر عورت اعتکاف کرے پھر اس کو حیض آ جائے تو وہ اپنے گھر چلی آئے پھر جب پاک ہو مسجد میں جائے اور دیر نہ کرے اور بنا کرے پہلے اعتکاف پر کہا مالکؒ نے ایسے ہی جس عورت پر دو ماہ کے روزے پے درپے واجب ہوں اور اس کو حیض آ جائے تو روزے نہ رکھے مگر حیض سے پاک ہوتے ہی پھر روزے شروع کر دے اور دیر نہ کرے۔

(۷) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ فِي الْبُيُوْتِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاجت ضروری کے لیے گھروں میں آتے تھے اعتکاف کی حالت میں۔

کہا مالکؒ نے معتکف جنازہ کے ساتھ نہ جائے اگرچہ اس کے ماں باپ کا جنازہ ہو یا کسی اور کا۔

۵۔ بَابُ النِّكَاحِ فِي الْاِعْتِكَافِ — اعتکاف میں نکاح کا بیان

کہا مالکؒ نے اگر معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنا عقد کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر مساس درست نہیں ہے اسی طرح عورت بھی حالتِ اعتکاف میں صرف عقد کر سکتی ہے نہ مساس اور معتکف کو اپنی بی بی سے جو کام دن میں منع ہے وہی رات کو بھی منع ہے۔

ف: یعنی بہ شہوت اپنی عورت کو چھونا یا اس سے جماع کرنا نہ دن کو درست ہے نہ رات کو البتہ بلاشہوت کسی کام کے واسطے چھو سکتا ہے کیونکہ اوپر حدیث گزری کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ اعتکاف کی حالت میں ہوتے۔ کہا مالکؒ نے معتکف کو درست نہیں کہ اپنی بی بی سے جماع کرے یا اس سے کسی طرح کی لذت اٹھائے مثلاً بوسہ لے یا اور کچھ کرے۔ کہا مالکؒ نے میں نے کسی سے نہیں سنا جو اس امر کو منع کرتا ہو کہ معتکف مرد اور معتکفہ عورت اپنا نکاح پڑھا لیں اعتکاف میں البتہ یہ ضرور ہے کہ جماع نہ کریں اسی طرح روزہ دار کو درست ہے کہ روزے میں نکاح کر لے اور معتکف اور محرم میں یعنی جو شخص احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا فرق یہ ہے کہ محرم کھائے اور پیئے اور بیمار پرسی کو جائے اور جنازہ کے ساتھ جائے اور خوشبو نہ لگائے اور

معتکف خوشبو لگائے تیل ڈالے اگر چاہے تو بال کتروائے مگر جنازہ کے ساتھ نہ جائے اور نماز نہ پڑھے جنازہ کی اور نہ بیمار پرسی کرے تو ان دونوں کا حکم نکاح میں بھی مختلف ہے کہا مالکؒ نے یہ احکام اس طریقے کے بموجب ہیں جو سلف میں تھا۔ نکاح محرم اور معتکف اور صائم میں۔ الحمدللہ کہ کتاب الاعتکاف بھی پوری ہوئی اور اس کتاب کے پورے ہونے سے ایک ربع مؤطا کا پورا ہو گیا اللہ جل جلالہٗ سے یہ دعا ہے کہ اس طرح تمام کتاب کو پوری کرنے کی توفیق دے اور مترجم اور مؤلف اور اس کتاب کے طبع کرنے والے اور لکھنے والے کو اپنے فضل و کرم سے بخش دے علی الخصوص جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر جن کے حکم سے یہ کتاب کا ترجمہ شروع ہوا اور ان کی اعانت اور خبر گیری سے مجھ محتاج اور بے کس کی ہجرت حرمین شریفین میں قائم ہوئی اللہ جل جلالہٗ ان کے جاہ و اقبال میں ترقی کرے اور ہمیشہ اعمال خیر اور اطاعت اور عبادت میں مصروف رکھے اور ان کے صاحبزادوں کو توفیق و ترویج علوم دینیہ کے اور عمل کی قرآن و حدیث پر عنایت فرمائے۔ **واخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین.**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

ف: جب نماز اور روزے سے فراغت ہوئی تو زکوٰۃ کا بیان شروع کیا اس واسطے کہ نماز اور روزہ دونوں عبادت بدنی ہیں اور زکوٰۃ عبادت مالی اور بدنی مقدم ہے مالی پر۔

١۔ بَابُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ

جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کا بیان

(١) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِیْ مَا دُوْنَ خَمْسِ ذُوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِیْ مَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ. (اخرجه البخاری و مسلم)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیوں سے جو چاندی کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے جو غلہ کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

ف: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے جس کی ساڑھے باون تولہ چاندی ہوتی ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع کا بیان اُوپر گزر چکا ہے۔

(٢) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنْ وَّرِقٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذُوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ. (اخرجه البخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کھجور پانچ وسق سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جو چاندی پانچ اوقیہ سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(٣) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلٰى عَامِلِهٖ عَلٰى دِمَشْقَ فِی الصَّدَقَةِ اِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِیْ

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اپنے عامل کو دمشق میں کہ زکوٰۃ سونے چاندی اور زراعت اور

الْعَيْنِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ.

جانوروں میں ہے۔

ف: کہا مالکؒ نے صدقہ نہیں ہوتا مگر تین چیزوں میں زراعت اور سونا چاندی اور جانوروں میں۔

٢-بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

(٤) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَاَلَ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَّهُ قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيْمٍ هَلْ عَلَيْهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ لَمْ يَكُنْ يَاْخُذَ مِنْ مَّالٍ زَكٰوةً حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ اِذَا اَعْطَى النَّاسَ اَعْطِيَاتِهِمْ سَاَلَ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَّالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَاِنْ قَالَ نَعَمْ اَخَذَ مِنْ عَطَائِهِ زَكٰوةَ ذَالِكَ الْمَالِ وَاِنْ قَالَ لَا سَلَّمَ اِلَيْهِ عَطَاءَهُ وَلَمْ يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا.

محمد بن عقبہ نے پوچھا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں نے اپنے مکاتب سے مقاطعت کی ہے۔ ایک مال عظیم پر ف! تو کیا زکوٰۃ اس میں واجب ہے قاسم بن محمد نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مال میں سے زکوٰۃ نہ لیتے تھے۔ جب تک ایک سال اس پر نہ گزرتا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو ان کے وظیفے دیتے تو پوچھ لیتے کہ تم پر کسی مال کی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ کہتا ہاں تو اسی وظیفے میں سے زکوٰۃ نکال لیتے اور جو کہتا نہیں تو اس کو وظیفہ دے دیتے اور کچھ اس میں سے نہ لیتے۔ ف٢

ف١: مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ (مالک) یہ کہے کہ اگر تو مجھے اتنا مال اتنی مدت میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے اور وہ غلام اس کو قبول کرلے اور مقاطعت یہ ہے کہ بعوض اس مال کے کسی قدر مال پر جو نقد ٹھہرے راضی ہو جائے۔

ف٢: یعنی سالانہ تنخواہیں جب تقسیم ہوتیں تو تنخواہ والوں سے رقم زکوٰۃ مجرا لے لیتے اگر ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی اور یہ رقم زکوٰۃ اس مال کی زکوٰۃ تھی جو ان کے پاس پہلے سے تھا نہ اس تنخواہ کی زکوٰۃ کیونکہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر ایک سال پورا نہ گزرے۔

(٥) عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَقْبِضُ عَطَائِيْ سَاَلَنِيْ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَّالٍ وَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ قَالَ فَاِنْ قُلْتُ نَعَمْ اَخَذَ مِنْ عَطَائِيْ زَكٰوةَ ذَالِكَ الْمَالِ وَاِنْ قُلْتُ لَا دَفَعَ اِلَيَّ عَطَائِيْ.

قدامہ بن مظعون سے روایت ہے کہ جب میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی سالانہ تنخواہ لینے آتا تو مجھ سے پوچھتے کہ تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوا گر میں کہتا ہاں تو تنخواہ میں سے زکوٰۃ اس مال کی مجرا لیتے اور جو کہتا نہیں تو تنخواہ دے دیتے۔

(٦) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَجِبُ فِيْ مَالٍ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر پورا سال نہ گزرے۔

ف: اس حدیث کو ابن عبدالبر نے تمہید میں مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مگر رفع اس کا ضعیف ہے اور وقف صحیح ہے لیکن اجماع کیا مجتہدین نے اس امر پر اور یہ اجماع بے پرواہ کرتا ہے رفع سے۔ (زرقانی)

(۷) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَعْطِيَةِ الزَّكٰوةَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ.

ابن شہاب نے کہا کہ سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ نے تنخواہوں میں سے زکوٰۃ لی۔

ف: یعنی تنخواہ کی زکوٰۃ تقسیم کے وقت لے لیتے یہ امر خلفائے راشدین سے منقول نہیں ہے اور خلاف ہے حدیث کے اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس واسطے اس پر عمل نہیں ہوا کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنتِ اتفاقی یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسے دوسو درہم میں واجب ہوتی ہے ویسے ہی بیس دینار میں سونے کے واجب ہوتی ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر بیس دینار اس قدر وزن میں ہلکے ہوں کہ ان کی قیمت پوری بیس دینار کو نہ پہنچے تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اگر بیس سے زیادہ ہوں اور قیمت ان کی پورے بیس دینار کی ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر دوسو درہم اسی وزن میں کم ہوں کہ ان کی قیمت پورے دوسو درہم کو نہ پہنچے تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر دوسو سے زیادہ ہوں اور پورے پورے دوسو درہموں کے برابر ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہے لیکن اگر یہ دینار اور درہم جو وزن میں ہلکے ہوں پورے دینار اور درہم کے برابر چلتے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس ایک سو ساٹھ درہم پورے ہیں اور اس کے شہر میں آٹھ درہم کو ایک دینار ملتا ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ ف۱ کیونکہ زکوٰۃ جب واجب ہوتی ہے جب اس کے پاس بیس دینار یا دوسو درہم موجود ہوں۔

ف۱: اگرچہ ساٹھ درہم کے بحساب اس نرخ کے بیس دینار ہو گئے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس پانچ دینار تھے سو اس نے اس میں تجارت کی اور سال ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ اس مقدار کو پہنچ گئے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا پڑے گی اگرچہ سال کے ختم ہونے کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد وہ دینار اس مقدار کو پہنچے ہوں پھر اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دوسرا سال ختم نہ ہوگا۔

ف: یہ قول امام مالک کا ہے اور دوسرے مجتہدین اس کے خلاف میں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس تاریخ کو نصاب پورا ہوا اس تاریخ سے لے کر ایک سال کے بعد ؒ زکوٰۃ دینا ہوگی۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس دس دینار تھے اس میں اس نے تجارت کی اور سال گزرتے گزرتے وہ بیس دینار کو پہنچ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یہ نہ ہوگا کہ وہ انتظار کرے ایک سال گزرنے کا جب سے بیس دینار کو پہنچے ہیں کیونکہ سال اس پر جب گزرا تو اس کے پاس بیس دینار تھے پھر دوبارہ اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جب تک دوسرا سال نہ گزرے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ امر اجماعی ہے کہ غلاموں کی مزدوری اور کرایہ میں اور مکاتب کے بدل کتابت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے قلیل ہو کثیر جب تک مالک کے قبضے میں یہ چیزیں نہ جائیں اور ان پر ایک سال نہ گزر جائے۔ کہا مالکؒ نے سونا اور چاندی میں اگر کئی حصہ دار ہوں تو جس کا حصہ بیس دینار یا دوسو درہم تک پہنچے گا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس کا حصہ اس سے کم ہوگا اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ا؎ جو سب کے حصے نصاب ہوں لیکن کسی کا حصہ زیادہ کسی کا کم ہو تو ہر ایک سے زکوٰۃ اس کے حصے کے موافق لی جائے گی بشرطیکہ ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے یہ قول مجھے بہت پسند ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کا چاندی اور سونا متفرق لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب کو جمع کر کے اس کی زکوٰۃ نکالے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے سونا چاندی کمایا تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزرے جس روز سے اس کو کمایا ہے۔

٣-بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْمَعَادِنِ
کانوں کی زکوٰۃ کا بیان

(٨) عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ لِبِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَى الْيَوْمِ اِلَّا الزَّكٰوةُ. (وصله ابو داؤد)

کئی ایک لوگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جاگیر کر دی تھیں بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو کانیں قبیلہ کی جو فرع کی طرف ہیں تو ان کانوں سے آج تک کچھ نہیں لیا جاتا سوا زکوٰۃ کے۔

کہا مالکؒ نے میں تو یہ جانتا ہوں کہ کانوں میں سے جو مال برآمد ہو اس میں سے کچھ نہ لیا جائے جب تک قیمت اس کی بیس دینار یا دو سو درہم کو نہ پہنچے البتہ جب اس قدر مال نکلے تو اس میں زکوٰۃ لی جائے اور جو اس سے بھی زیادہ کا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے جب تک کان سے آمدنی جاری ہو اور جب آمدنی بند ہو جائے پھر شروع ہو تو زکوٰۃ بھی پھر شروع ہو گی جیسے پہلے آمدنی میں شروع ہوتی تھی۔ کہا مالکؒ نے کان مثل زراعت کے ہے جیسے زراعت میں جب مال پیدا ہو تو زکوٰۃ لی جائے اسی طرح کان میں مال برآمد ہو زکوٰۃ لی جائے سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

ف: مگر فرق یہ ہے کہ زراعت میں دسواں حصہ یا زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور کان میں چالیسواں حصہ لیا جائے گا۔

٤-بَابُ زَكٰوةِ الرِّكَازِ
دفینے کی زکوٰۃ کا بیان

(٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. (اخرجه البخاري)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکاز میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

کہا مالکؒ نے اس میں کچھ اختلاف ہمارے نزدیک نہیں ہے اور میں نے اہل علم سے بھی سنا ہے کہ رکاز دفینہ ہے کافروں کے دفینوں میں سے جب وہ بغیر محنتِ کثیر اور روپیہ خرچ کیے ہوئے مل جائے سو اگر روپیہ خرچ ہو کر یا بڑی محنت سے ملے اور کبھی ملتا ہو کبھی نہ ملتا ہو تو اس کو رکاز نہ کہیں گے۔

ف: پس اس میں خمس واجب نہ ہو گا بلکہ زکوٰۃ واجب ہو گی۔

٥-بَابُ مَالَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَالتِّبْرِ وَالْعَنْبَرِ
بیان ان چیزوں کا جن میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسے زیور اور سونے چاندی کا ڈلا اور عنبر

(١٠) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَلِيْ بَنَاتَ اَخِيْهَا يَتَامٰى فِيْ حُجْرِهَا لَهُنَّ الْحُلِيُّ فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پرورش کرتی تھیں اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کی یتیم بیٹیوں کی اور ان کے پاس زیور تھے تو نہیں نکالتی تھیں اس میں سے زکوٰۃ۔

(١١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَلِّيْ بَنَاتِهِ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ ثُمَّ لَا يُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کو سونے کا زیور پہناتے تھے اور ان کے زیوروں میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

ف: کیونکہ زیور میں زکوٰۃ نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ ثلثہ کا اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور اس

حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یتیم کے مال میں زکٰوۃ نہیں ہے نہ صغیر کے۔

کہا مالکؒ نے جس کے پاس سونے یا چاندی کا ڈلا ہو اور اس سے نفع نہ لیا جاتا ہو مثل پہننے وغیرہ کے تو اس کی زکٰوۃ واجب ہے ہر سال اس میں سے چالیسواں حصہ لیا جائے گا مگر جب بیس دینار یا دوسو درہم سے وزن میں کم ہو تو زکٰوۃ واجب نہ ہوگی بلکہ زکٰوۃ اسی صورت میں ہوگی جب نصاب کے مقدار ہو اور اس سے منفعت نہ لی جائے لیکن وہ ڈلا جس سے زیور بنانا مقصود ہو یا ٹوٹا ہوا زیور جس کا درست کرنا منظور ہو تو وہ مثل اسباب خانگی کے ہے اس میں زکٰوۃ نہیں ہے۔ کہا امام مالکؒ نے موتی اور مشک اور عنبر میں زکٰوۃ نہیں ہے۔

٦۔ بَابُ زَكٰوةِ اَمْوَالِ الْيَتٰمٰى وَالتِّجَارَةِ لَهُمْ فِيْهَا

یتیم کے مال کی زکٰوۃ کا بیان اور اس میں تجارت کرنے کا ذکر

(١٢) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ اتَّجِرُوْا فِيْ اَمْوَالِ الْيَتٰمٰى لَا تَاْكُلُهَا الزَّكٰوةُ.

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجارت کرو یتیموں کے مال میں تاکہ زکٰوۃ ان کو تمام نہ کرے۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کے مال میں زکٰوۃ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس میں زکٰوۃ نہیں ہے۔

(١٣) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِيْنِيْ اَنَا وَ اَخًا لِّيْ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِهَا فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ اَمْوَالِنَا الزَّكٰوةَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پرورش کرتی تھیں میری اور میرے بھائی کی دونوں یتیم تھے ان کی گود میں تو نکالتی تھیں ہمارے مالوں میں سے زکٰوۃ۔

ف: اس حدیث سے وہ تاویل جو ابوحنیفہؒ نے زیور کی زکٰوۃ نہ نکالنے میں کی تھی رد ہوگئی۔

(١٤) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تُعْطِيْ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى مَنْ يَّتَّجِرُ لَهُمْ فِيْهَا.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا یتیموں کا مال تجار کو دیتی تھیں تاکہ وہ اس میں تجارت کریں۔

(١٥) عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ اشْتَرٰى لِبَنِيْ اَخِيْهِ يَتَامٰى فِيْ حَجْرِهٖ مَالًا فَبِيْعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بَعْدُ بِمَالٍ كَثِيْرٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کے یتیم لڑکوں کے واسطے کچھ مال خریدا پھر وہ مال بڑی قیمت کو بکا۔

کہا مالکؒ نے یتیم کے مال میں تجارت کرنا کچھ برا نہیں ہے جب ولی یتیم کا معتبر دیانت دار ہو اور اس پر تاوان لازم نہ ہوگا اگر نقصان ہو۔

٧۔ بَابُ زَكٰوةِ الْمِيْرَاثِ

ترکہ کی زکٰوۃ کا بیان

١٦: کہا مالکؒ نے ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنے مال کی زکٰوۃ نہیں دی تو اس کے تہائی مال سے زکٰوۃ وصول کی جائے نہ زیادہ اس سے اور یہ زکٰوۃ مقدم ہوگی اس کی وصیتوں پر کیونکہ زکٰوۃ مثل دین کے ہے اس پر اسی واسطے وصیت پر مقدم کی جائے گی مگر یہ حکم جب ہے کہ میت نے وصیت کی ہو زکٰوۃ ادا کرنے کی اگر وہ وصیت نہ کرے۔ لیکن وارث اس کے ادا کریں تو بہتر ہے مگر ان کو ضروری نہیں۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت اتفاقی یہ ہے کہ وارث پر زکٰوۃ واجب نہیں اس مال کی جو وارث کی رُو سے اس کو پہنچا

دین میں نہ اسباب میں نہ گھر میں نہ غلام میں نہ لونڈی میں البتہ ترکے میں سے جب کسی شئے کو بیچے اور اس کی بیع پر یا زرِ شمن کے وصول پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وارث پر اس مال کی جو وراثت کی رُو سے اس کو پہنچا زکوٰۃ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ایک سال اس پر گزر ے۔

٨۔بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الدَّيْنِ
دین کی زکوٰۃ کا بیان

(١٧) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ هٰذَا شَهْرُ زَكٰوتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتّٰى تَحْصُلَ اَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْنَ مِنْهَا الزَّكٰوةَ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ کا ہے ف۱ تو جس شخص پر کچھ قرض ہو تو چاہیے کہ قرض اپنا ادا کردے اور باقی جو مال بچ رہے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔ ف۲

ف۱: یعنی رمضان کا مہینہ۔

ف۲: جو شخص مدیون ہو اس کا یہی حکم ہے کہ بعد ادائے دین کے جس قدر مال اس کے پاس بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

(١٨) عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَاْمُرُهُ بِرَدِّهِ اِلٰى اَهْلِهِ وَتُؤْخَذُ زَكٰوتُهُ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذَالِكَ بِكِتٰبٍ اَلَّا تُؤْخَذَ مِنْهُ اِلَّا زَكٰوةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا.

ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا ایک مال کے باب میں جس کو بعض حکام نے ظلم سے چھین لیا تھا کہ پھیر دیں اس کو مالک کو اور اس میں سے زکوٰۃ ان برسوں کی جو گزر گئے وصول کرلیں اس کے بعد ایک نامہ لکھا کہ زکوٰۃ ان برسوں کی نہ لی جائے کیونکہ وہ مال ضمار تھا۔

ف: ضمار اس مال کو کہتے ہیں جس کے وصول کی امید نہ رہے جیسے وہ مال جس کو حاکم ظالم چھین لے یا کوئی شخص قرض لے کر مکر جائے اور گواہ نہ ہوں ایسے مال میں یہ حکم ہے کہ جب وصول ہو اس وقت سے جب ایک سال گزرے زکوٰۃ واجب ہوگی اور پیشتر سال ہائے گزشتہ کی جن میں وہ مال ضمار تھا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(١٩) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ اَنَّهُ سَاَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنْ رَّجُلٍ لَّهُ مَالٌ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ مِّثْلُهُ اَعَلَيْهِ زَكٰوتُهُ قَالَ لَا.

یزید بن خصیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا سلیمان بن یسار سے ایک شخص کے پاس مال ہے لیکن اس پر اسی قدر قرض ہے کیا زکوٰۃ اس پر واجب ہے بولے نہیں۔

٢٠: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں کہ قرض کی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک وہ وصول نہ ہو جائے سو اگر قرض قرض دار پر کئی برس تک رہا پھر وصول ہوا تو ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر جتنا قرض وصول ہوا ہے وہ نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر اس صورت میں کہ اس شخص کے پاس اور مال بھی ہو سو اس میں ملا کر اس کی بھی زکوٰۃ دے اگر اس کے پاس اور کوئی مال نقد نہ ہو لیکن مدیون پر اور قرض باقی ہو تو ابھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لیکن جس قدر وصول ہوا ہے اس کو یاد رکھے بعد اس کے اگر اتنا وصول ہوا کہ نصاب پورا ہوگیا اس وقت زکوٰۃ لازم ہوگی اگر اس نے اس مال کو جو پیشتر وصول ہوا تھا تلف کر دیا تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی جب بعد کو اس قدر وصول ہوگیا کہ اس سے نصاب پورا ہو جائے پھر جب اس کو بیس دینار یا دوسو درہم کے موافق

وصول ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہو گی اب اس کے بعد کسی قدر قلیل یا کثیر وصول کرے۔ زکوٰۃ اس کے حساب سے بڑھتی جائے گی۔ کہا مالکؒ نے جو ہم نے بیان کیا کہ دین کئی برس تک وصول نہیں ہوتا پھر وصول ہو تو ایک سال کی زکوٰۃ لازم ہو گی اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مالِ تجارت برسوں تک رہتا ہے جب اس کو بیچتا ہے تو اس کے زرِ ثمن پر ایک ہی زکوٰۃ واجب ہو گی اس لیے کہ صاحبِ دین یا صاحبِ مال پر یہ امر لازم نہیں کہ زکوٰۃ اس مال یا دین کی دوسرے مال سے نکالے بلکہ زکوٰۃ ہر مال کی اسی مال سے نکالی جائے نہ یہ کہ زکوٰۃ ایک شئے کی دوسری شئے میں سے دی جائے۔ کہا مالکؒ نے جس حکم میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس اسباب اس قدر ہے جو اس کے ادائے دین کو کافی ہے اور نقد روپیہ اس کے سوا ہے تو وہ نقد روپے کی زکوٰۃ دے۔ کہا مالکؒ نے اگر نقد اور جنس ملا کر دونوں اس کے قرض کے برابر ہوں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہ ہو گی جب تک کہ نقد اس کے دین سے فاضل نہ ہو۔ اور نصاب نہ ہو۔ جب ایسا ہو تو اس کے لیے زکوٰۃ دے۔

۹۔ بَابُ زَکٰوۃِ الْعُرُوْضِ

اموالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

(۲۱) عَنْ زُرَیْقِ بْنِ حَیَّانَ وَکَانَ زُرَیْقٌ عَلٰی جَوَازِ مِصْرَ فِیْ زَمَانِ الْوَلِیْدِ وَسُلَیْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَذَکَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِیْزِ کَتَبَ اِلَیْهِ اَنِ انْظُرْ مَنْ مَرَّبِکَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ اَمْوَالِهِمْ مِمَّا یُرِیْدُوْنَ بِهٖ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِیْنَارًا دِیْنَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذَالِکَ حَتّٰی تَبْلُغَ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا فَاِنْ نَقَصَتْ ثُلُثُ دِیْنَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَاْخُذْ مِنْهَا شَیْئًا وَمَنْ مَرَّبِکَ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَخُذْ مِمَّا یُرِیْدُوْنَ بِهٖ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ کُلِّ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا دِیْنَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذَالِکَ حَتّٰی تَبْلُغَ عَشْرَةَ دَنَانِیْرَ فَاِنْ نَقَصَتْ ثُلُثُ دِیْنَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَاْخُذْ مِنْهَا شَیْئًا وَاکْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَاْخُذُ مِنْهُمْ کِتَابًا اِلٰی مِثْلِهٖ مِنَ الْحَوْلِ.

زریق بن حیان سے روایت ہے اور وہ مقرر تھے مصر کے محصول خانہ پر ولید اور سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا ان کو جو شخص گزرے اوپر تیرے مسلمانوں میں سے تو جو مال ان کا ظاہر ہو اموال تجارت میں سے تو لے اس میں سے ہر چالیس دینار میں سے ایک دینار یعنی چالیسواں حصہ اور جو چالیس دینار سے کم ہو تو اسی حساب سے بیس دینار تک اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اس مال کو چھوڑ دے اس میں سے کچھ نہ لے اور جو تیرے اوپر کوئی ذمی¹ گزرے تو اس کے مالِ تجارت میں سے ہر بیس دینار میں سے ایک دینار لے جو کم ہو اسی حساب سے دس دینار تک اگر دس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو کچھ نہ لے اور جو کچھ تو لے اس کی ایک رسید سال تمام کے واسطے لکھ دے۔

ف: تا کہ پھر اس پر محصول نہ لگے یہی قول ہے شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک جب محصول خانہ پر گزر کرے اگرچہ ایک ہی سال میں کئی بار تو اس سے محصول لیا جائے۔ مسلمانوں سے چالیسواں حصہ محصول لیا جاتا ہے اور کافران ذمی سے بیسواں حصہ کفار حربی سے دسواں حصہ لینا چاہیے۔ ایسا ہی حضرت عمر بن خطابؓ نے حکم دیا تھا۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایک بار جب تاجر نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی پھر اس مال کے عوض میں اسباب کپڑا یا لونڈی غلام وغیرہ خرید کیا پھر ایک سال پورا

---

¹ ذمی وہ کافر ہوتا ہے جس کو اسلامی سلطنت میں امان دی گئی ہو اور اس سے اس کے بدلے کچھ مال بطور محصول و خراج لیا جائے۔ ۱۲ منہ

ہونے کے اوّل اس کو بیچ ڈالا زکوٰۃ دینے کی تاریخ سے اور جو اس نے اس مال کو کئی سال تک نہ بیچا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی جب بیچے گا تو ایک ہی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ کہا مالک علیہ الرحمۃ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے سونے یا چاندی کے عوض میں گیہوں یا کھجور خریدے تجارت کے واسطے پھر مال پڑا رہا یہاں تک کہ سال گزر گیا جب مال بکا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر نصاب کے مقدار ہو اس کی مثال زراعت کی یا میوہ توڑنے کی سی نہ ہوگی۔

ف: کیونکہ زراعت جب کاٹی جائے اور میوہ درخت کا جب تیار ہو کر اتارا جائے اس میں دسواں حصہ دینا پڑے گا اگرچہ سال میں دو دو بار ہو۔ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جس تاجر کے پاس مال تجارت ہے لیکن نقد اس کے پاس اس قدر جمع نہیں ہوتا کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہو تو برس میں ایک مہینہ کے اندر اسباب کی قیمت اور نقد دونوں کو ملا کر دیکھیں گے اگر نصاب کے مقدار ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کہا مالکؒ نے خواہ کوئی تجارت کرے خواہ نہ کرے مال میں ہر سال ایک ہی بار زکوٰۃ لازم ہوگی۔

١٠۔بَابُ مَا جَآءَ فِی الْکَنْزِ
کنز کے بیان میں

(٢٢) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ وَھُوَ سُئِلَ عَنِ الْکَنْزِ مَا ھُوَ فَقَالَ ھُوَ الْمَالُ الَّذِیْ لَا تُؤَدّٰی مِنْہُ الزَّکٰوۃُ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کنز کسے کہتے ہیں جواب دیا کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

ف: کلام اللہ میں ایسے مال والے پر دُکھ کی مار لکھی ہے وہ مال جلایا جائے گا آگ میں اور اس سے صاحبِ مال داغا جائے گا۔ معاذ اللہ

(٢٣) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ مَالٌ لَّمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُمَکِّنَہٗ یَقُوْلُ اَنَا کَنْزُکَ.

(اخرجہ البخاری موصولاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی صورت بنے گا جس کی دو آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے اور ڈھونڈھے گا اپنے مالک کو یہاں تک کہ پائے گا اس کو پھر کہے گا اس سے میں تیرا مال ہوں جس کی زکوٰۃ تو نے نہیں دی تھی۔

ف: بخاریؒ نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔

١١۔بَابُ صَدَقَۃِ الْمَاشِیَۃِ
زکوٰۃ چار پایوں کی

(٢٤) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّہٗ قَرَءَ کِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی الصَّدَقَۃِ قَالَ فَوَجَدْتُّ فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھٰذَا کِتَابُ الصَّدَقَۃِ فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَدُوْنَھَا الْغَنَمُ فِیْ کُلِّ خَمْسٍ شَاۃٌ وَّفِیْ مَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰی خَمْسٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَکَرٍ وَّفِیْ مَافَوْقَ ذَالِکَ اِلٰی خَمْسٍ وَّاَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِیْمَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰی

امام مالکؒ نے پڑھا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی کتاب کو صدقہ اور زکوٰۃ کے باب میں اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ کتاب ہے صدقہ کی چوبیس اونٹنیوں تک ہر پانچ میں ایک بکری لازم ہے جب چوبیس سے زیادہ ہوں پینتیس تک ایک برس کی اونٹنی ہے اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ہو تو دو برس کا ایک اونٹ ہے اس سے زیادہ میں پینتالیس اونٹ تک دو برس کی اونٹنی ہے اس سے زیادہ میں ساٹھ اونٹ تک تین برس کی اونٹنی ہے جو قابل ہو

سِتِّيْنَ حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ وَفِيْمَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ جَذْعَةٌ وَّفِيْمَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰى تِسْعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّ فِيْمَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ فَمَازَادَ عَلٰى ذَالِکَ مِنَ الْاِبِلِ فَفِىْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِىْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَّ فِىْ سَائِمَةِ الْغَنَمِ اِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ وَفِيْمَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ وَفِيْمَا فَوْقَ ذَالِکَ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ ثَلٰثُ شِيَاةٍ فَمَا زَادَ عَلٰى ذَالِکَ فَفِىْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَّلَا يُخْرَجُ فِى الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَّلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ اِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَ فِى الرِّقَّةِ اِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ اَوَاقٍ رُبُعُ الْعُشْرِ. (اخرجہ ابوداؤد والترمذی)

جفتی کے اس سے زیادہ میں پچھتر اونٹ تک چار برس کی اونٹنی ہے اس سے زیادہ میں نوے اونٹ تک دو اونٹنیاں میں دو دو برس کی اس سے زیادہ میں ایک سو بیس اونٹ تک تین تین برس کی دو اونٹنیاں ہیں جو قابل ہوں جفتی کے اس سے زیادہ میں ہر چالیس اونٹ میں دو برس کی اونٹنی ہے اور ہر پچاس اونٹ میں تین برس کی اونٹنی ہے بکریاں جو جنگل میں چرتی ہوں جب چالیس تک پہنچ جائیں ایک بکری زکوٰۃ کی لازم ہوگی اس سے زیادہ میں تین سو بکریوں تک تین بکریاں بعد اس کے ہر سینکڑے میں ایک بکری دینا ہوگی اور زکوٰۃ میں بکرا نہ لیا جائے گا اسی طرح بوڑھے اور عیب دار مگر جب زکوٰۃ لینے والے کی رائے میں مناسب ہو اور جدا جدا اموال ایک نہ کیے جائیں گے اسی طرح ایک مال جدا جدا نہ کیا جائے گا زکوٰۃ کے خوف سے اور جو دو آدمی شریک ہوں تو وہ آپس میں رجوع کر لیں برابر کا حصہ لگا کر اور چاندی میں جب پانچ اوقیہ ہو تو چالیسواں حصہ لازم آئے گا۔

ف: مثلاً ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں تھیں اس پر ایک بکری لازم تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو چالیس کو دو جگہ کر دیا۔ تاکہ زکوٰۃ دینا نہ پڑے یا چالیس چالیس بکریاں دو آدمیوں کی تھیں ان میں دو بکریاں زکوٰۃ کی چاہئیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو دونوں کو ایک جگہ کر دیا تاکہ ایک ہی بکری لازم آئے۔

١٢۔ بَابُ مَا جَآءَ فِى الصَّدَقَةِ الْبَقَرِ

گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

(٢٥) عَنْ طَاؤُسِ نِ الْيَمَانِىِّ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلِ نِ الْاَنْصَارِىَّ اَخَذَ مِنْ ثَلٰثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا وَّمِنْ اَرْبَعِيْنَ بَقَرَةً مُسِنَّةً وَّاُتِىَ بِمَا دُوْنَ ذَالِکَ فَاَبٰى اَنْ يَّاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ شَيْئًا حَتّٰى اَلْقَاهُ فَاَسْاَلَهٗ فَتُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ يَّقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ.

طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تیس گایوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی اور چالیس گایوں میں دو برس کی ایک گائے لی اور اس سے کم میں کچھ نہ لیا اور کہا کہ نہیں سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس باب میں کچھ تو پوچھوں گا آپؐ سے پس وفات پائی رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کے آنے سے پہلے۔

٢٦: کہا مالکؒ نے جس شخص کی بکریاں دو چرواہوں کے پاس یا زیادہ کے پاس مختلف شہروں میں ہوں تو وہ سب کو جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے اسی طرح اگر کسی شخص کا سونا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہیں تو سب کو ایک ساتھ گن لیں گے اگر نصاب کے موافق ہو تو زکوٰۃ ہوگی کیونکہ بھیڑ بھی بکریوں ہی کے شمار میں ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود ہے چرنے والی بکریوں میں ہر چالیسے میں ایک بکری ہے تو اگر بھیڑیں

زیادہ ہوں اور بکریاں کم ہوں اور اس کے مالک پر ایک راس زکوٰۃ کی واجب ہو تو بھیڑ لی جائے اور جو بکریاں زیادہ ہوں اور بھیڑیں کم ہوں تو بکری لی جائے گی اگر بھیڑ اور بکریاں برابر ہوں تو زکوٰۃ لینے والے کو اختیار ہے جس میں سے چاہے ایک راس لے لے۔

کہا مالکؒ نے اسی طرح عربی اور بختی اونٹ دونوں کی ملا کر زکوٰۃ لیں گے۔ کیونکہ دونوں قسم کے اونٹ اونٹ میں داخل ہیں اگر عربی زیادہ ہوں اور اس کے مالک پر ایک مہار واجب ہو تو عربی لیں گے۔ اور جو بختی زیادہ ہوں تو بختی لیں گے۔ اگر دونوں برابر ہوں اختیار ہے جس میں سے چاہے لیں۔

ف: عربی وہ اونٹ ہے جس کے ماں باپ دونوں عرب کے ہوں اور بختی وہ اونٹ جس کی ماں عجمی اور باپ عربی یا باپ عجمی اور ماں عربی ہو منسوب ہے طرف بخت نصر کے اور بعضوں نے اس کو بختی پڑھا ہے نجیب سے یعنی بہر اونٹ۔

کہا مالکؒ نے اسی طرح گائے بھینس دونوں ایک جنس ہیں دونوں کو ملا کر اکٹھی زکوٰۃ لینی چاہیے لیکن اگر گائے زیادہ ہوں اور بھینسیں کم ہوں اور مالک پر ایک راس واجب ہو تو گائے لینا چاہیے اور جو بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس لینا چاہیے اور جو دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے جس میں سے چاہے لے۔ اور جو گائے بھی بقدر نصاب ہوں اور بھینس بھی بقدر نصاب تو دونوں میں سے زکوٰۃ لینی چاہیے۔

ف: مثلاً ایک شخص کے پاس تیس گائیں ہیں اور تیس بھینسیں ہیں تو ایک گائے ایک سال کی اور ایک بھینس ایک سال کی لی جائے۔

کہا مالکؒ نے جس شخص نے جانور حاصل کیے اونٹ یا گائے یا بکری تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزر جائے اس روز سے جس روز سے وہ جانور اُس کے پاس آئے ہوں۔ مگر جب پہلے سے اس کے پاس جانور بقدرِ نصاب موجود ہوں مثلاً پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں تو اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں تھیں اب اس نے اور اونٹ اور بکریاں حاصل کیں خرید یا ہبہ یا میراث سے تو وہ ان کی زکوٰۃ اپنے پہلے جانوروں کے ساتھ دے اگر چہ ان پچھلے جانوروں پر ایک سال نہ گزرے البتہ اگر پہلے جانوروں کی زکوٰۃ دے چکنے کے بعد یہ جانور خریدے یا ترکہ میں آئے تو اب زکوٰۃ ان کی نہ دے بلکہ سال آئندہ جب اگلے جانوروں کی زکوٰۃ دے گا ان کے ساتھ ان کی بھی زکوٰۃ دے۔

کہا مالکؒ نے اس کی مثال چاندی کی سی ہے ایک شخص نے اس کی زکوٰۃ دے کر اس کے بدلے میں کچھ سامان خرید کیا اب جس نے سامان بیچا اس پر بھی زکوٰۃ واجب تھی اس نے پھر اس چاندی کی زکوٰۃ دی تو مشتری نے آج زکوٰۃ دی اور بائع نے کل زکوٰۃ دی۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں تھیں پھر اس نے اور بکریاں خریدیں یا میراث میں پائیں جو نصاب سے زیادہ ہو گئیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جب تک ایک سال نہ گزر جائے خرید یا ترکہ یا پانے کی تاریخ سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس اس قدر جانور ہوں اونٹ یا گائے یا بکریاں جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو یہ نصاب شمار نہ کیا جائے گا جب تک ہر قسم کے جانور نصاب کے مقدار نہ ہوں۔ اگر نصاب کے مقدار ہوں گے تو اس کے ساتھ جتنے جانور اس قسم کے ملیں گے ان کی زکوٰۃ اس نصاب کے ساتھ دینا پڑے گی۔ خواہ یہ جانور قلیل ہوں یا کثیر۔

ف: حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر بکریاں یا گائے یا اونٹ نصاب کے موافق ہوں تو اب جتنی گائے یا اونٹ نئے آئیں گے ان کی زکوٰۃ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ دینا ہوگی اگر چہ اس نئی آمدنی پر سال نہ گزرے برخلاف اس کے اگر چہ جانور نصاب سے کم کسی

کے پاس ہوں پھرنئی آمدنی اس قدر ہو کہ نصاب پورا ہو جائے یا نصاب سے بڑھ جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جب تک ایک سال کامل اس نئی آمدنی پر نہ گزرے۔

کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں نصاب کے موافق ہوں پھرنئی آمدنی ہو تو ان کی زکوٰۃ بھی اس نصاب کے ساتھ جو پہلے سے ہے دینا پڑے گا۔ کہا مالکؒ نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔ کہا مالکؒ نے جس قسم کا جانور کسی پر زکوٰۃ میں واجب ہو پھر اس قسم کا جانور اس کے پاس سے نہ نکلے مثلاً اگر ایک برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلی تو دو برس کا اونٹ لے لیا جائے۔ اور جو دو برس یا تین برس یا چار برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلے تو خرید کر کے دے دے اور قیمت کا دینا میرے نزدیک اچھا نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے جو اونٹ پانی سینچتے ہیں یا جو بیل چرسہ گھسیٹتے ہیں یا ہل چلاتے ہیں اگر مقدار نصاب کے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۱۳۔ بَابُ صَدَقَةِ الْخُلَطَاءِ شرکت کے مال کی زکوٰۃ کا بیان

۲۷: کہا مالکؒ نے اگر دو آدمی شریک ہوں جانوروں میں اس طرح چرواہا ایک ہو اور نر جانور بھی ایک ہوں اور جانوروں کے رہنے کا مکان بھی ایک ہو اور پانی پلانے کا ڈول بھی ایک ہو تو ان دونوں آدمیوں کو خلیطان کہیں گے اگر ہر ایک ان میں سے ان کو پہچانتا ہو اور جو کوئی اپنے مال کو دوسرے کے مال سے تمیز نہ کر سکتا ہو تو ان کو شریکان کہیں گے۔ کہا مالکؒ نے خلیطان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کا مال بقدر نصاب کے نہ ہو۔ کہا مالکؒ نے اس مسئلہ کی تفسیر یہ ہے کہ مثلاً ایک خلیط کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں اور دوسرے خلیط کی چالیس سے کم ہیں تو جس کی چالیس یا زیادہ ہیں اسی پر زکوٰۃ واجب ہے اور جس کی چالیس سے کم ہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر ہر خلیط کی بکریاں نصاب کے موافق ہوں تو دونوں سے ملا کر زکوٰۃ لی جائے گی اور اگر ایک خلیط کی ہزار بکریاں یا کم ہیں اور دوسرے کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں تو دونوں خلیطان ہیں آپس میں زیادتی دوسرے سے پھیر لیں گے اپنے اپنے مال کے موافق ہزار بکریوں پر اس کے موافق زکوٰۃ کا حصہ ہوگا اور چالیس بکریوں پر اس کے موافق حصہ ہوگا۔

ف: پس اگر زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں زکوٰۃ کی ہزار بکریوں والے سے لے لیں تو وہ چالیس بکریوں والے سے دس حصے چھبیس حصوں میں سے پھیر لے گا اس واسطے کہ ایک ہزار چالیس بکریاں کل ہیں ان کے چھبیس چالیسے ہوئے اس میں سے ایک حصہ چالیس والے پر لازم ہے اور پچیس حصے ہزار والے پر تو ہر بکری کے چھبیس حصے کیے گئے۔ اور پچیس پچیس حصے ہر ایک میں سے ہزار والے کے ہوئے اور ایک ایک حصہ چالیس والے کا دس بکریاں دی گئیں تو دس حصے چالیس والے پر چھبیس حصوں میں سے ایک بکری کے پڑے اب فرض کیجیے کہ ایک ایک بکری کی قیمت ۲۶۔ ۲۶ آنے تھی تو کل دام ہزار بکریوں والے پر پڑے مگر دس آنے وہ چالیس بکری والے سے پھیر لے گا اور جو زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں چالیس والے سے لیں تو وہ نو بکریاں اور سولہ حصے چھبیس حصوں میں سے ایک بکری کے ہزار والے سے پھیر لے گا۔ (محلی) زرقانی نے یہ لکھا ہے کہ اگر ہزار والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ ایک بکری چالیس والے سے پھیر لے گا اور چالیس والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ نو بکریاں ہزار والے سے پھیر لے گا مگر یہ حساب صحیح نہیں ہو سکتا البتہ یہ بات ابوحنیفہؒ کے مذہب پر بن جاتی ہے جو کہتے ہیں ہر ایک سے جدا زکوٰۃ لی جائے گی اور خلط کا کچھ اثر نہ ہوگا شائد یہ سہو ہے زرقانی سے واللہ اعلم والحکم بالصواب کہا مالکؒ نے اونٹوں میں خلیطان کا حکم مثل بکریوں کے خلیطان کے ہے دونوں

سے زکوٰۃ اکٹھی لی جائے گی جب ہرایک کے پاس اونٹ بقدرِ نصاب کے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چرنے والی بکریوں میں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری ہے۔

کہا مالکؒ نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جدا جدا مال اکٹھے نہ کیے جائیں اور اکٹھے جدا جدا نہ کیے جائیں زکوٰۃ کے خوف سے یہ حکم جانوروں کے مالکوں کو ہے۔ کہا مالک نے تفسیر اس قول کی یہ ہے کہ مثلاً تین آدمیوں کی چالیس چالیس بکریاں تھیں تو ہر ایک پر ایک ایک بکری واجب تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو ان تینوں نے اپنی بکریوں کو یکجا کر دیا تھا کہ ایک ہی بکری دینا پڑے اس بات سے ممانعت ہوئی اور مثلاً خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک' ایک سو ایک بکریاں ہیں تو سب ملا کر دو سو دو بکریاں ہیں ان میں تین بکریاں لازم آتی ہیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو ان دونوں نے اپنی اپنی بکریوں کو جدا کر دیا تا کہ ایک ہی ایک بکری لازم آئے اس سے ممانعت ہوئی۔

۱۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيمَا يُعْتَدُّ بِهِ مِنَ السَّخْلِ فِي الصَّدَقَةِ

بکریوں کی تعداد میں بچوں کو بھی شمار کرنے کا بیان

(۲۸) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَعَثَهُ مُتَصَدِّقًا فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ فَقَالَ تَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ وَلَا تَاْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ نَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِيْ وَلَا تَاْخُذُهَا وَلَا نَاْخُذُ الْاَكُوْلَةَ وَلَا الرُّبّٰى وَلَا الْمَاخِذَ وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ وَلَا نَاْخُذُ الْجِذْعَةَ وَالثَّنِيَّةَ وَذَالِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَآءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهٖ۔

سفیان بن عبداللہ کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے متصدق (یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والا) کر کے بھیجا تو وہ بکریوں میں بچے کو بھی شمار کرتے تھے لوگوں نے کہا تم بچوں کو شمار میں داخل کرتے ہو لیکن بچہ نہیں لیتے ہو تو جب آئے وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا ان سے یہ امر تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاں ہم گنتے ہیں بچوں کو بلکہ اس بچے کو جس کو چرواہا اٹھا کر چلتا ہے لیکن نہیں لیتے اس کو نہ موٹی بکری کو جو کھانے کے واسطے موٹی کی جائے اور نہ اس بکری کو جو اپنے بچے کو پالتی ہو اور نہ حاملہ کو اور نہ نر کو اور لیتے ہیں ہم ایک سال یا دو سال کی بکری کو جو متوسط ہے نہ بچہ ہے نہ بوڑھی ہے نہ بہت عمدہ ہے۔

ف: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کی بکریاں نصاب سے کم ہوں اور مصدق کے آنے سے ایک دن پہلے وہ بکریاں بچہ جنیں اور نصاب پورا ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی اس لیے کہ اولاد بکری کی بکریوں میں داخل ہے اور یہ مسئلہ مخالف ہے اس مسئلہ کے کہ ایک شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں ہوں پھر خرید یا میراث یا ہبہ کی وجہ سے اور بکریاں آ جائیں نظیر اس مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کسی قسم کا اسباب ہو جس کی قیمت نصاب سے کم ہو پھر وہ اس کو اس قدر نفع سے بیچے جو نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ نفع کی راس المال کے ساتھ لازم آئے گی اور اگر نفع اس کا ہبہ یا میراث ہوتا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوتی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرتا یا میراث کے روز سے۔ کہا مالکؒ نے سو بچے بکریوں کے بکریوں میں داخل ہیں جیسے کہ نفع مال کا اس مال میں داخل ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک اور اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس سونا یا چاندی نصاب کے موافق ہو پھر وہ اور مال کمائے تو اس فائدہ کی زکوٰۃ دینا لازم نہ آئے گی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرے اور اگر کسی کے پاس بکریاں یا گائیں یا اونٹ ہر ایک قسم مقدار نصاب کے ہو پھر اور

بکریاں یا گائیں یا اونٹ حاصل کرے تو ان کی زکوٰۃ پہلے ہم جنس جانوروں کے ساتھ مل کر لازم آئے گی۔ کہا مالکؒ نے یہ تقریر بہت اچھی ہے اس باب میں جو میں نے سنا سب تقریروں سے۔

۱۵۔بَابُ الْعَمَلِ فِيْ صَدَقَةِ عَامَيْنِ اِذَا اجْتَمَعَتَا

جب دو سال کی زکوٰۃ کسی پر واجب ہو جائے اس کے طریقے کا بیان

۳۰: کہا مالکؒ نے کسی شخص کے پاس سو اونٹ ہوں اور زکوٰۃ لینے والا اس کے پاس نہ آئے یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر جائے اس وقت زکوٰۃ لینے والا آئے اور تمام اونٹ اس کے مر چکے ہوں مگر پانچ اونٹ باقی رہ جائیں تو زکوٰۃ لینے والا ان پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ دو سال کی لے گا یعنی دو بکریاں لے گا اس واسطے کہ زکوٰۃ اس مال کی دینا ہوتی ہے جو زکوٰۃ کے روز موجود ہو تو اگر اس کے جانور مر جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوٰۃ اسی حساب سے لی جائے گی اور جو صاحبِ مال پر کئی سال کی زکوتیں واجب ہو جائیں تو مصدق اسی قدر مال کی زکوٰۃ لے گا جتنا اس کے پاس باقی رہا ہو اگر اس کے تمام جانور ہلاک ہو گئے یا اسی قدر ہلاک ہو گئے کہ باقی ماندہ نصاب سے کم رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی نہ تاوان لازم ہو گا سالہائے گزشتہ کی زکوٰۃ کا۔

۱۶۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّضْيِيْقِ عَلَى النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

زکوٰۃ میں لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت

(۳۱) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ مُرَّ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ بِغَنَمٍ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَرَاٰى فِيْهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيْمٍ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ فَقَالُوْا شَاةٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ عُمَرُ مَآ اَعْطٰى هٰذِهٖ اَهْلُهَا وَهُمْ طَآئِعُوْنَ لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ لَا تَاْخُذُوْا حَزَرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ نَكِّبُوْا عَنِ الطَّعَامِ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بکریاں آئیں زکوٰۃ کی اس میں ایک بکری دیکھی بہت دودھ والی تو پوچھا آپ نے یہ بکری کیسی ہے لوگوں نے کہا زکوٰۃ کی بکری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے مالک نے کبھی اس کو خوشی سے نہ دیا ہو گا لوگوں کو فتنے میں نہ ڈالو ان کے بہترین اموال نہ لو اور باز آؤ ان کے رزق چھین لینے سے۔

ف: یعنی دودھ والی بکری پر گویا ان کا رزق موقوف ہے اسی دودھ پر ان کی گزر ہے وہ نہ لیا کرو۔

(۳۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلَانِ مِنْ اَشْجَعَ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يَاْتِيْهِمْ مُصَدِّقًا فَيَقُوْلُ لِرَبِّ الْمَالِ اَخْرِجْ اِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَلَا يَقُوْدُ اِلَيْهِ شَاةً فِيْهَا وَفَآءٌ مِّنْ حَقِّهٖ اِلَّا قَبِلَهَا.

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو دو شخصوں نے قبیلہ اشجع سے کہ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ آتے تھے زکوٰۃ لینے کو تو کہتے تھے صاحب مال سے لاؤ میرے پاس زکوٰۃ اپنے مال کی پھر وہ جو بکری لے کر آتا اگر وہ زکوٰۃ کے لائق ہوتی تو قبول کر لیتے۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے اور اسی پر ہم نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا کہ زکوٰۃ لینے میں مسلمانوں پر تنگی نہ کی جائے اور جو وہ دیں قبول کیا جائے۔

ف: بشرطیکہ وہ زکوٰۃ کے قابل ہو۔

١٧۔ بَابُ اَخْذِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ يَّجُوْزُ لَهٗ اَخْذُهَا

صدقہ لینا اور جن لوگوں کو لینا درست ہے ان کا بیان.

(٣٤) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِّغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا اَوْ لِغَارِمٍ اَوْلِرَجُلٍ نِ اشْتَرَاهَا بِمَالِهٖ اَوْ لِرَجُلٍ لَّهٗ جَارٌ مِّسْكِيْنٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَاَهْدَى الْمِسْكِيْنُ لِلْغَنِيِّ.

(وصله ابوداؤد وابن ماجه)

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ درست نہیں مالدار کو مگر پانچ آدمیوں کو درست ہے پہلے غازی جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں دوسرے جو عامل ہو زکوٰۃ کا یعنی زکوٰۃ کو وصول اور تحصیل کرتا ہو تیسرے مدیون یعنی جو قرضدار ہو چوتھے جو زکوٰۃ کے مال کو خرید لے اپنے مال کے عوض میں پانچویں جو مسکین ہمسایہ کے پاس سے بطور ہدیہ کے آئے۔

۳۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک زکوٰۃ کی تقسیم کا یہ حکم ہے کہ یہ کام حاکم کی رائے پر موقوف ہے جس قسم کے لوگ زیادہ حاجت رکھتے ہوں یا شمار میں زیادہ ہوں ان کو دے جب تک اُس کی رائے میں مناسب ہو پھر سال دو سال یا زیادہ کے بعد دوسری قسم کے لوگوں کو بھی دے سکتا ہے بہرحال اہل حاجت اور عدد کو مقدم رکھے جہاں ہو میں نے اپنے ملک میں اہل علم کو اسی پر پایا۔

ف: کلام اللہ میں آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ پہلے فقراء دوسرے مساکین تیسرے عاملین زکوٰۃ یعنی تحصیل کرنے والے زکوٰۃ کے۔ چوتھے وہ کفار جن کو ملانے کے لیے کچھ دینا ضرور پڑتا ہے۔ ان کو مولفۃ القلوب کہتے ہیں۔ پانچویں قرض دار چھٹے غازی ساتویں مسافر آٹھویں مکاتب ائمہ ثلثہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ ان قسموں میں سے جس قسم کے لوگوں کو زیادہ حاجتمند اور مستحق پائے ان کو زکوٰۃ دے مگر شافعیؒ کے نزدیک آٹھوں قسم کے لوگوں کو دینا چاہیے کہا مالکؒ نے عامل کا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے زکوٰۃ میں بلکہ حاکم کو اختیار ہے کہ جس قدر مناسب ہووے۔

١٨۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَخْذِ الصَّدَقَاتِ وَالتَّشْدِيْدِ فِيْهَا

زکوٰۃ نہ دینے والوں پر سختی کا بیان

(٣٦) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ قَالَ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا لَّجَاهَدْتُّهُمْ عَلَيْهِ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نہ دیں گے رسی بھی اونٹ باندھنے کی تو میں جہاد کروں گا ان پر۔

ف: آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد چند لوگ عرب کے کافر ہو گئے اور دین اسلام سے باہر ہو گئے انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا مگر اور دین کی باتوں کا اقرار کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں لڑوں گا اس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے قسم خدا کی اگر رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ایک رسی دیتے تھے اور اب نہ دیں گے تو ان پر جہاد کروں گا۔ یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔

(٣٧) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهٗ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَاَعْجَبَهٗ فَسَاَلَ الَّذِيْ سَقَاهُ مِنْ اَيْنَ هٰذَا

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا تو بھلا معلوم ہوا پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا جو

اللَّبَنُ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ وَرَدَ عَلٰى مَآءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَاِذَا نَعَمٌ مِّنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُوْنَ فَحَلَبُوْا لِيْ مِنْ اَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهُ فِيْ سِقَائِيْ فَهُوَ هٰذَا فَاَدْخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ.

لایا تھا وہ بولا کہ میں ایک پانی پر گیا تھا اور اس کا نام بیان کیا وہاں پر جانور زکوٰۃ کے پانی پی رہے تھے لوگوں نے ان کا دودھ نچوڑ کر مجھے دیا میں نے اپنی مشک میں رکھ لیا وہ یہی دودھ تھا جو آپ نے پیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈال کر قے کی۔

ف: اس واسطے کہ وہ دودھ زکوٰۃ کا تھا اور زکوٰۃ مالدار کو درست نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی اس چیز کو جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے روکے اور مسلمانوں کو لینے نہ دے تو مسلمانوں پر جہاد کرنا اس شخص سے لازم ہے یہاں تک کہ لے لیں اس حق کو۔

(۳۸) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلَيْهِ يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلًا مَّنَعَ زَكٰوةَ مَالِهِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنْ دَعْهُ وَلَا تَاْخُذْ مِنْهُ زَكٰوةً مَّعَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَاَدّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ زَكٰوةَ مَالِهِ فَكَتَبَ عَامِلُ عُمَرَ اِلَيْهِ يَذْكُرُ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنْ خُذْهَا مِنْهُ.

امام مالک کو پہنچا کہ ایک عامل نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا عمرؒ نے جواب میں لکھا کہ چھوڑ دے اس کو اور مسلمانوں کے ساتھ اور زکوٰۃ نہ لیا کر اس سے یہ خبر اس شخص کو پہنچی اس کو برا معلوم ہوا اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بعد اس کے عامل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی انہوں نے جواب میں لکھا کہ لے لے زکوٰۃ کو اس شخص سے۔

۱۹۔ بَابُ زَكٰوةِ مَا يُخْرَصُ مِنْ ثِمَارِ النَّخْلِ وَالْاَعْنَابِ

پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ کا بیان

(۳۹) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ وَالْبَعْلُ الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بارانی اور زیر چشمہ یا تالاب کی زمین میں اور اس کھجور میں جس کو پانی کی حاجت نہ ہو دسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے اور جو زمین پانی سینچ کر تر کی جائے اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔

(۴۰) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ فِيْ صَدَقَةِ النَّخْلِ الْجُعْرُوْرُ وَلَا مُصْرَانُ الْفَارَةِ وَلَا عِذْقُ بْنِ حُبَيْقٍ قَالَ وَهُوَ مِثْلُ الْغَنَمِ يُعَدُّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَالِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ.

ابن شہاب زہری نے کہا کہ کھجور کی زکوٰۃ میں جعرور (ایک قسم کی خراب کھجور ہے جو سوکھنے سے کوڑا ہو جاتی ہے) اور مصران الفارہ اور عذق بن حبیق نہ لی جائیں گی۔ ف اور مثال ان کی بکریوں کی سی ہے کہ صاحب مال کے مال کے شمار میں سب قسم کی شمار کی جائیں گی لیکن لی نہ جائیں گی۔

......

ف: مصران الفارہ اور عذق بن حبیق بھی ردی کھجوروں کی قسم ہیں۔

کہا مالکؒ نے مثال اس کی بکریوں کی ہے کہ بکریوں کے شمار میں بچوں کو بھی گن لیں گے مگر بچے زکوٰۃ میں نہ لیے جائیں گے اور کبھی پھل ایسے ہوتے ہیں جو زکوٰۃ میں لینے کے قابل نہیں ہوتے بوجہ عمدگی کے جیسے کھجور میں سے بروئی اور جو مشابہ ہے اس کے اسی

طرح جو پھل خراب ہوں وہ بھی نہیں لیے جائیں گے بلکہ متوسط قسم کا مال لیا جائے گا۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کسی پھل کا تخمینہ نہ کیا جائے گا مگر کھجور اور انگور کا ان کا تخمینہ کیا جائے گا جب وہ نکل آئیں اور ان کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور بیع ان کی درست ہو جائے۔ فؔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھجور اور انگور پکنے کے بعد کھائے جاتے ہیں تو اس کا اندازہ کر لیں گے تا کہ لوگوں کو دقت نہ ہو اور اس کے مالک کو سپرد کر دیں گے کھائیں اس کو یا بیچیں۔ پھر زکوٰۃ ادا کریں گے اس حساب سے۔

ف ا: عربی میں اس تخمینے کو خرص کہتے ہیں یعنی جب پھل درخت پر لگے ہوں ان کا اندازہ کر لینا کہ بعد پکنے اور سوکھنے کے اس قدر ہوں گے بعد اس کے مالک مال کو اجازت دینا کہ پھلوں کو اپنے کام میں صرف کر لے پھر اس تخمینے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دے کہا مالکؒ نے جو پھل ایسے ہیں کہ کچے کھائے نہیں جاتے بلکہ بعد کٹنے کے کھائے جاتے ہیں ان کا اندازہ کرنا درست نہیں بلکہ جب مالک ان کو کاٹ کوٹ کر صاف کر کے دانے نکالیں تو جو واجبی طور سے اس کی زکوٰۃ ہو لی جائے کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہا ہمارے نزدیک اتفاقی مسئلہ یہ ہے کہ کھجور کا تخمینہ کیا جائے جب وہ درخت میں لگی ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور اس کی بیع درست ہو جائے پھر لی جائے زکوٰۃ اس کی جب کٹنے کا موسم آئے اگر بعد تخمینے کے ان پھلوں پر کوئی آفت آئے جس سے تمام پھل تلف ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی البتہ اگر پانچ وسق کے مقدار نبی ﷺ کی صاع سے باقی رہ جائیں تو اس مقدار کی زکوٰۃ واجب ہو گی اور جس قدر تلف ہو جائے ان کی زکوٰۃ نہ ہو گی۔

کہا مالکؒ نے انگور کا بھی یہی حکم ہے کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے متفرق قطعات ہوں یا متفرق اموال میں کئی شریک ہوں اور مال ہر شریک یا قطعہ کا اس مقدار کو نہ پہنچا ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اگر ہر شریک کے سب حصے یا تمام قطعات ملا کر نصاب کو پہنچیں تو زکوٰۃ واجب ہو گی ورنہ واجب نہ ہو گی۔

۲۰۔ بَابُ زَکٰوۃِ الْحُبُوْبِ وَالزَّیْتُوْن — غلوں اور زیتون کی زکوٰۃ کا بیان

(۴۱) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّہٗ سَاَلَ ابْنَ شِھَابٍ عَنِ الزَّیْتُوْنِ قَالَ فِیْہِ الْعُشْرُ.

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ زیتون میں کیا واجب ہے بولے دسواں حصہ۔

ف: زیتون سے مراد اس کے دانے ہیں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور تیل کو زیت کہتے ہیں۔

۴۲: کہا مالکؒ نے زیتون مثل کھجور کے ہے اگر وہ باران یا چشمہ سے پیدا ہوتا ہو یا خود بخود پیدا ہوا اور اس میں پانی کی حاجت نہ ہو تو اس میں دسواں حصہ لازم ہو گا اور جو پانی سینچ کر اس میں دیا جائے تو بیسواں حصہ لازم ہو گا اور زیتون کا خرص کرنا جب وہ درخت میں لگا ہو درست ہے کہا جتنے قسم کے غلے ہیں جن کو لوگ کھاتے ہیں یا رکھ چھوڑتے ہیں اگر بارش سے یا چشمہ کے پانی سے پیدا ہوں یا ان کو پانی کی احتیاج نہ ہو اس میں دسواں حصہ لازم ہے اور جن میں پانی سینچ کر دیا جائے ان میں بیسواں حصہ لازم ہے جب وہ پانچ وسق کے مقدار ہوں ہر وسق ساٹھ صاع کا نبی ﷺ کے صاع سے اور جو اس سے زیادہ ہوں تو بھی اسی کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے۔ کہا مالکؒ نے جن غلوں میں زکوٰۃ واجب ہے وہ یہ ہیں: گیہوں اور جو پوست دار اور بے پوست اور جوار اور چنا اور چاول اور مسور اور ماش اور لوبیا اور تل اور جو مشابہ ہوں ان کے غلوں میں سے جو کھائے جاتے ہیں تو ان سب میں سے زکوٰۃ لی جائے گی جب

وہ کٹ کر تیار ہوں اور دانے صاف ہو جائیں۔

کہا مالکؒ نے ان چیزوں کی زکوٰۃ میں ان کے قول کی تصدیق ہوگی اور جس قدر دیں گے قبول کر لیا جائے گا کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ زیتون کا دسواں حصہ کب نکالا جائے گا قبل خرچ کے یا بعد خرچ کے انہوں نے جواب دیا کہ خرچ اخراجات کو دیکھنا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے مالکؒ سے پوچھیں گے۔ جیسے غلہ کے مالک سے پوچھتے ہیں وہ جو کہیں گے ان کی تصدیق ہوگی پس جو شخص اپنے زیتون سے پانچ وسق یا زیادہ دانے پائے گا اس سے دسواں حصہ تیل کا لیا جائے گا اور جو اس سے کم پائے گا اس سے کچھ نہ لیا جائے گا کہا مالکؒ نے جب کھیت پک کر تیار ہو جائے اور مالک اس کو بیچ ڈالے تو مالک پر زکوٰۃ ہوگی نہ خریدار پر۔

کہا مالکؒ نے کھیت کا بیچنا درست نہیں ہے جب تک پک کر پھل بالیوں میں سوکھ نہ جائیں اور پانی دینے کی احتیاج نہ رہے۔

کہا مالکؒ نے یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ. یعنی دو حق غلے کا وقت کاٹنے کے مراد اس سے زکوٰۃ ہے اور میں نے سنا ایک شخص سے جو یہ کہتے تھے۔

کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنا باغ بیچا یا زمین بیچی اور اس میں کوئی کھیت ہے یا پھل ہیں جن کی بہتری کا حال معلوم نہیں تو زکوٰۃ اس کی خریدار پر ہے اگر وہ کھیت یا پھل ایسا ہے کہ اس کی بہتری کا حال معلوم ہو گیا اور بیع اس کی درست ہوئی تو زکوٰۃ اس کے بائع پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کرے خریدار سے کہ زکوٰۃ اس کی خریدار دے تو خریدار پر لازم ہوگی۔

۲۱۔ بَابُ مَالَا زَکٰوۃَ فِيْهِ مِنَ الثِّمَارِ جن پھلوں میں زکوٰۃ نہیں ہے ان کا بیان

۴۳: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص اس قدر مال رکھتا ہو کہ چار وسق کھجور کے اس میں سے نکلیں اور چار وسق انگور کے اور چار وسق گیہوں کے اور چار وسق اور کسی غلے کے تو ان غلوں کو جمع کر اس پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی جب تک کہ ایک ہی قسم کھجور یا انگور یا گیہوں وغیرہ پانچ وسق کے مقدار نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے صاع سے کیونکہ فرمایا آپ نے پانچ وسق سے جو کھجور کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

کہا مالکؒ نے اگر کھجوریں کئی قسم کی ہوں جن کا نام جدا جدا ہو تو ان سب کو جمع کریں گے اگر پانچ وسق کو پہنچیں تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اس طرح زرد اور سفید گیہوں اکٹھا جوڑ کیے جائیں گے اور جو پوست دار اور بے پوست ایک ہی سمجھے جائیں گے جب پانچ وسق سب ملا کر ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ورنہ واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح انگور سیاہ اور سرخ اکٹھا جوڑے جائیں گے جب پانچ وسق نکلیں گے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے کم میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔

کہا مالکؒ نے اسی طرح قطنیہ وہ ایک قسم شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے نام اور اقسام مختلف ہوں قطنیہ کہتے ہیں چنا اور مسور اور لوبیا اور ماش کو جو چیزیں ان کی مثل میں جن کو لوگ قطنیہ سمجھیں یہ سب چیزیں مل کر اگر پانچ وسق کو پہنچیں گی۔ رسول اللہ ﷺ کے صاع سے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اگرچہ یہ قطنیہ کئی قسم کی ہوں ایک قسم نہ ہوں مگر سب اکٹھا جوڑ لی جائیں گی اور زکوٰۃ لازم ہوگی۔

کہا مالکؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرق کیا گیہوں اور قطنیہ میں جب محصول لیا نبط کے نصاریٰ سے انہوں نے قطنیہ کو ایک ہی قسم رکھا اور اس میں سے دسواں حصہ لیا اور گیہوں اور انگور میں سے بیسواں حصہ لیا۔

ف: تا کہ گیہوں اور انگور کی آمدنی زیادہ ہو کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ قطنیہ کی سب قسموں کو زکوٰۃ میں ایک ہی قسم مقرر کیا۔ حالانکہ ربوا کے باب میں وہ علیحدہ قسمیں سمجھی جاتی ہیں اس لیے کہ ماش کے ایک سیر کے بدلے میں دو سیر مسور لینا نقد

درست ہے مگر گیہوں البتہ ایک قسم ہے کیونکہ ایک سیر زرد گیہوں کے بدلے میں دو سیر سفید گیہوں لینا درست نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ اور ربوا کا حال یکساں نہیں ہے دیکھو چاندی سونا زکوٰۃ میں ایک ہی جگہ جوڑ کر زکوٰۃ دیتے ہیں حالانکہ ایک اشرفی کے بدلے میں کئی حصے اس سے زیادہ چاندی لے سکتے ہیں۔

کہا مالکؒ نے اگر دو آدمی کھجور میں شریک ہوں اور ایک کے حصے میں چار وسق کھجور اور دوسرے کے حصے میں بھی اس قدر آئے تو زکوٰۃ کسی پر واجب نہیں ہے البتہ اگر ایک کے بھی حصے میں پانچ وسق کھجور آئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر جس کے حصے میں اس سے کم آئے اس پر واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح اور پھلوں اور دانوں میں حکم ہے جب ہر شریک کے حصے میں پانچ وسق کھجور یا انگور کے یا گیہوں کے آئیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس کے حصے میں اس سے کم آئے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جن غلوں کی زکوٰۃ مالک دے چکے مثل کھجور اور گیہوں اور انگور وغیرہ کے بعد اس کے کئی برس تک ان کو مالک رکھ چھوڑے پھر بیچے تو اس کی قیمت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جب تک اس قیمت پر ایک سال پورا نہ گزرے یہ اس صورت میں ہے کہ وہ غلہ ہبہ یا میراث سے اس کے قبضے میں آیا ہو اور تجارت کا مال نہ ہو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے پاس کھانا یا دانے یا اسباب ہو پھر وہ اس کو کئی برس تک رکھ چھوڑے پھر اس کو بیچے سونے یا چاندی کے عوض میں تو زرِ ثمن کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک ایک سال اس پر نہ گزرے بیع کی تاریخ سے البتہ اگر یہ اجناس تجارت کے ہوں تو بیچتے وقت اس کے مالک پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر ایک سال تک اس کو روک رکھا ہو بعد زکوٰۃ کے۔

٢٢۔بَابُ مَالَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَالْقَضْبِ وَالْبُقُوْلِ

جن میووں اور ساگوں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے ان کا بیان

۴۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس سنت میں اختلاف نہیں اور ہم نے یہی سنا اہل علم سے کہ کسی میوے میں زکوٰۃ نہیں ہے انار اور شفتالو اور انجیر میں اور جو ان کے مشابہ ہیں میووں میں سے اسی طرح زکوٰۃ نہیں ہے ساگوں اور ترکاریوں نہ اس کی زرِ قیمت میں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزرے بیع کے روز سے اور قبض ثمن کے روز سے۔

٢٢۔بَابُ مَا جَآءَ فِي صَدَقَةِ الرَّقِيقِ وَالْخَيْلِ وَالْعَسَلِ

غلام لونڈی اور گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ کا بیان

(٤٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ہے مسلمان پر اپنے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ۔

(٤٦) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَهْلَ الشَّامِ قَالُوْا لِاَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيْقِنَا صَدَقَةً فَاَبٰى ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَبٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ شام کے لوگوں نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ لیا کرو انہوں نے انکار کیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا حضرت عمرؓ نے بھی انکار کیا پھر لوگوں نے دوبارہ ابوعبیدہؓ سے کہا انہوں نے

ثُمَّ كَلَّمُوْهُ اَيْضًا فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنْ اَحَبُّوْا فَخُذْهَا مِنْهُمْ وَ رُدُّوْهَا عَلَيْهِمْ وَارْزُقْ رَقِيْقَهُمْ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ لوگ ان چیزوں کی زکوٰۃ دینا چاہیں تو اسے ان سے لے کر انہی کے فقیروں کو دے دے اور ان کے غلاموں اور لونڈیوں کی خوراک میں صرف کر۔

(٤٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِيْ وَهُوَ بِمِنًى اَنْ لَّا يَاْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ وَلَا مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً.

عبداللہ بن ابی حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا نامہ میرے باپ کے پاس آیا جب وہ منیٰ میں تھے کہ شہد اور گھوڑے کی زکوٰۃ کچھ نہ لے۔

(٤٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِيْنِ فَقَالَ سَعِيْدٌ وَّهَلْ فِي الْخَيْلِ صَدَقَةٌ.

عبداللہ بن دینارؒ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے سعید بن المسیبؒ سے کہ تر کی گھوڑوں کی زکوٰۃ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے۔

ف: یعنی گھوڑوں میں زکوٰۃ ہی نہیں ہے تو تر کی گھوڑے میں بھی نہ ہوگی۔

۲۴۔بَابُ جِزْيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمَجُوْسِ — یہود و نصاریٰ اور مجوس کے جزیہ کا بیان

ف: یہود اور نصاریٰ کو اہل کتاب کہتے ہیں کیونکہ یہودیوں کے پاس توریت اور نصاریٰ کے پاس انجیل موجود ہے اور دونوں اللہ جل جلالہٗ کے کلام ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری تھیں اور مجوس وہ قومیں ہیں کفار کی جن کے پاس کوئی کتاب آسمانی جس کو مسلمان تسلیم کرتے ہوں نہ ہو جیسے آتش پرست اور ہندو اور بدھ اور سیہ کافر اور سکھ راجپوت وغیرہ۔

(٤٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَّجُوْسِ الْبَحْرَيْنِ وَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ اَخَذَهَا مِنْ مَّجُوْسِ فَارِسَ وَاَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ. (البخاری و الترمذی)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جزیہ لیا بربر سے۔

ف: بحرین ایک مقام ہے درمیان میں بصرہ اور عمان کے نجد کے بلاد میں سے اور بربر ایک ملک ہے مغرب میں۔

(٥٠) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوْسَ فَقَالَ مَآ اَدْرِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ اَمْرِهِمْ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سُنُّوْا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ.

امام محمد بن باقر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا مجوس کا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کیا کروں ان کے باب میں تو کہا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپؐ ان سے وہ طریقہ برتو جو اہل کتاب سے برتتے ہو۔

ف: مگر دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ مجوس کے ہاتھ کے جانور ذبح کیے ہوئے درست نہیں ہیں دوسرے یہ کہ مجوسی عورتوں سے نکاح درست نہیں ہے اور اہل کتاب کے ذبیحے اور عورتیں دونوں درست ہیں اور سعید بن المسیبؒ کے نزدیک مجوس کے بھی ذبیحے درست ہیں۔

(۵۱) عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلٰى اَهْلِ الذَّهَبِ اَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَعَلٰى اَهْلِ الْوَرِقِ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا مَّعَ ذَالِكَ اَرْزَاقُ الْمُسْلِمِيْنَ وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

اسلم جو مولیٰ ہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا جزیہ کو سونے والوں پر ہر سال میں چار دینار اور چاندی والوں پر ہر سال میں چالیس درہم اور ساتھ اس کے یہ بھی تھا کہ بھوکے مسلمانوں کو کھانا کھلائیں اور جو کوئی مسلمان ان کے یہاں آ کر اترے تو اس کی تین روز کی ضیافت کریں۔

(۵۲) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ فَقَالَ عُمَرُ ادْفَعْهَا اِلٰى اَهْلِ بَيْتٍ يَّنْتَفِعُوْنَ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ وَهِيَ عَمْيَآءُ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُوْنَهَا بِالْاِبِلِ قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ تَاْكُلُ مِنَ الْاَرْضِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ اَمِنْ نَّعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ اَمْ مِّنْ نَّعَمِ الصَّدَقَةِ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَّعَمِ الْجِزْيَةِ فَقَالَ عُمَرُ اَرَدْتُّمْ وَاللّٰهِ اَكْلَهَا فَقُلْتُ اِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ نَعَمِ الْجِزْيَةِ فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ وَكَانَتْ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ فَلَا تَكُوْنُ فَاكِهَةٌ وَّلَا طَرِيْفَةٌ اِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِيْ تِلْكَ الصِّحَافِ فَيَبْعَثُ بِهَآ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَكُوْنُ الَّذِيْ يَبْعَثُ بِهٖ اِلٰى حَفْصَةَ ابْنَتِهٖ مِنْ اٰخِرِ ذَالِكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ نُقْصَانٌ كَانَ فِيْ حَظِّ حَفْصَةَ قَالَ فَجَعَلَ فِيْ تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَّحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ فَبَعَثَ بِهَآ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ فَصُنِعَ فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ.

اسلم عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ شتر خانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے تو فرمایا حضرت عمرؓ نے وہ اونٹنی کسی گھر والوں کو دے دے تا کہ وہ اس سے نفع اٹھائیں میں نے کہا وہ اندھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ دیں گے میں نے کہا وہ چارہ کیسے کھائے گی حضرت عمرؓ نے کہا وہ جزیے کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے میں نے کہا وہ جزیے کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تم لوگوں نے اس کے کھانے کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا نہیں اس پر نشانی جزیہ کی موجود ہے تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور وہ نحر کی گئی اور حضرت عمرؓ کے پاس نو پیالے تھے جو میوہ یا اچھی چیز آتی آپ ان میں رکھ کر آنحضرت ﷺ کی بیبیوں کے پاس بھیجتے اگر وہ چیز کم ہوتی تو کمی حفصہؓ کے حصے میں ہوتی تو پہلے آپ نے گوشت نو پیالوں میں کر کے آنحضرت ﷺ کی بیبیوں کو روانہ کیا بعد اس کے پکانے کا حکم کیا اور سب مہاجرین اور انصار کی دعوت کر دی۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک جزیہ کے جانوران کافروں سے لیے جائیں گے جو جانوروالے ہوں جزیہ میں۔

(۵۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنْ يَّضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْجِزْيَةِ حِيْنَ يُسْلِمُوْنَ.

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھ بھیجا اپنے عاملوں کو جو لوگ جزیہ والوں میں سے مسلمان ہوں ان کا جزیہ معاف کریں۔

۵۴: کہا مالکؒ نے یہ سنت جاری ہے کہ جزیہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں سے نہ لیا جائے گا بلکہ جوان مردوں سے لیا جائے گا۔ کہا مالکؒ نے ذمیوں اور مجوسیوں کی کھجور کے درختوں سے اور انگور کی بیلوں سے اور ان کی زراعت اور مواشی سے زکوٰۃ نہ لی جائے گی اس لیے کہ زکوٰۃ مسلمانوں پر مقرر ہوئی ان کے اموال پاک کرنے کو اور ان کے فقیروں کے دینے کو اور جزیہ اہل کتاب پر مقرر ہوا

ان کے ذلیل کرنے کو تو جب تک وہ لوگ اپنی اس بستی میں رہیں جہاں پر ان سے صلح ہوئی تو سوا جزیہ کے اور کچھ ان سے نہ لیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ تجارت کریں مسلمانوں کے شہروں میں اور ان میں آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا ان اموال میں سے جو لیے پھرتے ہیں تجارت کے واسطے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان پر جزیہ مقرر ہوا تھا اور صلح ہوئی تھی اس امر پر کہ وہ اپنے شہر میں رہیں اور ان کے دشمن سے ان کی حفاظت کی جائے تو جو شخص ان میں سے اپنے ملک سے نکل کر اور کہیں تجارت کو جائے گا اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا مثلاً مصر والے شام کو جائیں اور شام والے عراق کو اور عراق والے مدینہ کو یا یمن کو تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے اور اہل کتاب اور مجوسیوں کے مواشی اور پھلوں اور زراعت میں زکوٰۃ نہیں ہے ایسا ہی سنت جاری ہے۔ اور ان کافروں کو اپنے اپنے دین اور ملت پر قائم رہنے دیں گے اور ان کے مذہب میں دخل نہ دیا جائے گا اور جو یہ کافر سال میں کئی بار دار الاسلام میں مال تجارت لے کر آئیں تو جب آئیں گے ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا اس واسطے کہ اس بات پر ان سے صلح نہیں ہوئی تھی نہ یہ شرط ہوئی تھی کہ محصول مال تجارت کا نہ لیا جائے گا۔ اسی طریقہ پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔

۲۵۔بَابُ عُشُوْرِ اَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمیوں کے دسویں حصہ کا بیان

(۵۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاْخُذُ مِنَ النَّبْطِ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ يُرِيْدُ بِذَالِكَ اَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَيَاْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبط کے کافروں سے گیہوں اور تیل کا بیسواں حصہ لیتے تھے تاکہ مدینہ میں اس کی آمدنی زیادہ ہو اور قطنیہ سے دسواں حصہ لیتے تھے۔

(۵۶) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ عَامِلًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰى سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكُنَّا نَاْخُذُ مِنَ النَّبْطِ الْعُشْرَ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں عامل تھا عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے بازار کا تو ہم لیتے تھے نبط کے کفار سے دسواں حصہ۔

(۵۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلٰى اَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَاْخُذُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبْطِ الْعُشْرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذَالِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَلْزَمَهُمْ ذَالِكَ عُمَرُ.

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار نبط سے دسواں حصہ کیسے لیتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ ایام جاہلیت میں ان لوگوں سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی قائم رکھا ان پر۔

۲۶۔بَابُ اِشْتِرَاءِ الصَّدَقَةِ وَالْعَوْدُ فِيْهَا

زکوٰۃ دے کر پھر اس کو خرید کرنے یا پھیرنے کا بیان

(۵۸) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ عَتِيْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِيْ هُوَ عِنْدَهٗ قَدْ اَضَاعَهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ مِنْهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ بَائِعُهٗ بِرُخْصٍ قَالَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ سنا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے میں نے ایک شخص کو عمدہ گھوڑا دے دیا خدا کی راہ میں مگر اس شخص نے اس کو تباہ کیا تو میں نے قصد کیا کہ پھر اس سے خرید لوں اور میں یہ سمجھا کہ وہ سستا بیچ ڈالے گا سو پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے فرمایا مت خرید اس کو اگرچہ وہ ایک

وَاَنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ.(اخرجه البخاری و مسلم)

درہم کا تجھے دے دے اس لیے کہ صدقہ دے کر پھر اس کو لینے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے پھر اس کو کھالے۔

ف: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے اور ظاہر اہل حدیث کے نزدیک حرام ہے۔

(۵۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَرَادَ اَنْ يَّبْتَاعَهٗ فَسَاَلَ عَنْ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ.(اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں پھر قصد کیا اس کے خریدنے کا تو پوچھا رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے فرمایا مت خرید اس کو اور نہ پھیر صدقہ کو۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص نے صدقہ دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا اور کسی شخص کے پاس سوا اس شخص کے جس کو صدقہ دیا تھا خرید کرے بولے نہیں خرید نہ کرنا بہتر ہے میرے نزدیک۔

۲۷۔بَابُ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ

جن لوگوں پر صدقہ فطر واجب ہے ان کا بیان

(۶۰) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ غِلْمَانِهٖ الَّذِيْنَ بِوَادِي الْقُرٰى وَبِخَيْبَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے جو وادی قریٰ اور خیبر میں تھے۔

ف: وادی قریٰ ایک مقام ہے قریب مدینے کے اور خیبر چار دن کی راہ پر ہے مدینہ سے شام کی طرف۔

۶۱: کہا مالکؒ نے جو بہتر سنا ہے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اس شخص کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے جس کا نان ونفقہ اس پر واجب ہے اور اس پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور سب کی طرف سے صدقہ ادا کرے خواہ یہ غلام حاضر ہوں یا غائب شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوں تجارت کے واسطے ہوں یا نہ ہوں اور جو ان میں مسلمان نہ ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر نہ دے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی کا غلام مفرور ہو تو اگر مالک اس کے پتے اور نشان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو لیکن بھاگنا اس کا قریب ہو یعنی تھوڑا عرصہ اس کے بھاگے پر گزرا ہو اور اس کی زندگی اور مراجعت کی توقع ہو تو میرے نزدیک اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے اور جو اس کے بھاگے کو بہت زمانہ گزر چکا ہو اور اس کے آنے کی پھر توقع نہ ہو تو صدقہ فطر اس کی طرف سے نہ دے۔ کہا مالکؒ نے صدقہ فطر شہر اور دیہات دونوں جگہ کے رہنے والوں پر واجب ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض کیا صدقہ فطر کو اوپر آزاد اور غلام کے اور ہر مرد اور عورت کے مسلمانوں میں سے۔

۲۸۔بَابُ مَكِيْلَةِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر کی مقدار کا بیان

(۶۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَّمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر مقرر کیا لوگوں پر ایک صاع کھجور کا اور ایک صاع جو کا ہر آزاد اور ہر غلام پر مرد ہو یا عورت مسلمانوں میں سے۔

(۶۳) عَنْ عَيَّاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاسَعِيْدٍ

حضرت عیاض بن عبداللہ رحمہ اللہ نے سنا حضرت ابو سعید خدری

نِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنَ الطَّعَامِ اَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اِقِطٍ اَوْصَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ وَذَالِكَ بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ . (اخرجه البخاری و مسلم)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم نکالتے تھے صدقہ فطر ایک صاع گیہوں سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع انگور خشک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع سے۔

ف: اور وہ چار مد کا ہے اور ہر مد ایک رطل اور تہائی رطل کا یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا اور مد دو رطل کا چاہیے۔

(٦٤) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُخْرِجُ فِيْ زَكٰوةِ الْفِطْرِ اِلَّا التَّمَرَ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً فَاِنَّهٗ اَخْرَجَ شَعِيْرًا.

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدقہ فطر میں ہمیشہ کھجور دیا کرتے تھے مگر ایک بار جو دیئے۔

٦٥: کہا مالکؒ نے جتنے کفارے اور صدقے اور زکوتیں ہیں وہ سب چھوٹے مد کے حساب سے یعنی نبی ﷺ کے مد سے ہیں مگر ظہار کا کفارہ بڑے مد سے ہے جو ہشام بن عبدالملک کا ہے۔

٢٩۔بَابُ وَقْتِ اِرْسَالِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ — صدقہ فطر بھیجنے کا وقت

(٦٦) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ اِلَى الَّذِيْ يُجْمَعُ عِنْدَهٗ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ وَثَلَاثَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر بھیج دیا کرتے تھے عید سے دو تین روز پہلے اس شخص کے پاس جہاں صدقہ فطر جمع ہوا کرتا تھا۔

٦٧: کہا مالکؒ نے میں نے دیکھا اہل علم کو وہ مستحب جانتے تھے صدقہ فطر کا نکالنا جب فجر ہو عید کی۔ قبل نماز کے۔ (بخاری ومسلم)

٦٨: کہا مالکؒ نے یہ امر واسع ہے چاہے قبل نماز کے جانے کے دے چاہے بعد دے۔

٣٠۔بَابُ مَنْ لَّا تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ — صدقہ فطر جس پر واجب نہیں اس کا بیان

٦٩: کہا مالکؒ نے اپنے غلام کے غلاموں کا اور اپنے نوکر کا اور اپنی جورو کے غلام کا صدقہ فطر اس شخص پر واجب نہیں ہے مگر جو اُن میں سے اس کی خدمت کرتا ہو تو اس کا صدقہ واجب ہوگا۔ کہا مالکؒ نے جو غلام کافر ہوں ان کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں جب تک مسلمان نہ ہوں تجارت کے ہوں یا نہ ہوں کتاب زکوۃ کی تمام ہوئی شکر اللہ کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَجِّ

١۔بَابُ الْغُسْلِ لِلْاِهْلَالِ
احرام کے لیے غسل کرنے کا بیان

(١) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ بِالْبَيْدَآءِ فَذَكَرَ ذَالِكَ اَبُوْبَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ. (وصله مسلم)

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بیداء میں تو ذکر کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس والی عورت کو اور حائضہ کو احرام حج کا باندھنا درست ہے مگر نماز نہ پڑھے۔

(٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَّلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ بِذِى الْحُلَيْفَةِ فَاَمَرَهَا اَبُوْبَكْرٍ اَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ لِتُهِلَّ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ نے جنا محمد ابن ابی بکر کو ذوالحلیفہ میں تو حکم کیا ان کو ابوبکرؓ نے غسل کر کے احرام باندھنے کا۔

ف: بیداء اور ذوالحلیفہ دونوں مقاموں کے نام ہیں قریب مدینہ کے اور اسماء بنت عمیس بی بی تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔

(٣) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ يَغْتَسِلُ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِدُخُوْلِهٖ مَكَّةَ وَلِوُقُوْفِهٖ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کرتے تھے احرام کے واسطے احرام باندھنے سے پہلے اور غسل کرتے تھے مکہ میں داخل ہونے کے واسطے اور غسل کرتے تھے نویں تاریخ عرفات میں ٹھہرنے کے واسطے۔

......

٢۔بَابُ غُسْلِ الْمُحْرِمِ
محرم کے غسل کرنے کا بیان

ف: محرم اس شخص کو کہتے ہیں جو احرام باندھے ہو حج کا یا عمرہ کا اور حلال اس شخص کو جو احرام نہ باندھے ہو۔

(٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَّالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَآءِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ لَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ فَقَالَ اَرْسَلَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى اَبِىْ اَيُّوْبَ

عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ نے اختلاف کیا ابوا میں (جو ایک مقام ہے درمیان میں حرمین کے) تو کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے محرم اپنا سر دھو سکتا ہے مسور بن مخرمہ نے کہا نہیں دھو سکتا ہے کہا عبداللہ بن حنین نے بھیجا مجھ کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تو پایا میں نے ان کو غسل کرتے ہوئے دو لکڑیوں کے بیچ

الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَجَدْتُهٗ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ اَبُوْاَيُّوْبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَّصُبُّ عَلَيْهِ الْمَآءَ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

(اخرجه البخاري ومسلم)

میں جو کنوئیں پر لگی ہوتی ہیں اور وہ پردہ کیے ہوئے تھے ایک کپڑے کا تو سلام کیا میں نے ان کو پوچھا انہوں نے کون ہے یہ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھ کو بھیجا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تا کہ تم سے پوچھوں کس طرح غسل کرتے تھے رسول اللہ ﷺ جب وہ محرم ہوتے تھے تو ابوایوبؓ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر سر سے کپڑا ہٹایا یہاں تک کہ ان کا سر مجھ کو دکھائی دینے لگا پھر کہا انہوں نے ایک آدمی سے جو پانی ڈالتا تھا ان پر کہ پانی ڈال تو پانی ڈالا اس نے ان کے سر پر اور انہوں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے ملا کر آگے لائے پھر پیچھے لے گئے اور کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے۔

(۵) عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ لِيَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ وَهُوَ يَصُبُّ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ مَاءً وَهُوَ يَغْتَسِلُ اصْبُبْ عَلٰى رَاْسِيْ فَقَالَ يَعْلٰى اَتُرِيْدُ اَنْ تَجْعَلَهَا بِيْ اِنْ اَمَرْتَنِيْ صَبَبْتُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اصْبُبْ فَلَنْ يَّزِيْدَ الْمَآءُ اِلَّا شَعَثًا.

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یعلیٰ بن منیہ کو اور وہ پانی ڈالا کرتے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کرتے تھے کہ پانی ڈال میرے سر پر یعلیٰ نے کہا تم چاہتے ہو کہ گناہ مجھ پر ہو اگر تم حکم کرو تو میں ڈالوں حضرت عمرؓ نے کہا ڈال کیونکہ پانی ڈالنے سے اور کچھ نہ ہوگا مگر بال اور زیادہ پریشان ہوں گے۔

ف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ احرام باندھے ہوئے تھے تو یعلیٰ سمجھے کہ احرام میں سر دھونا منع ہے دوسرے یہ کہ سر دھونے سے شاید جوئیں مر جائیں یا بال ٹوٹیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالنے کا حکم کیا اس لیے کہ صرف پانی ڈالنے سے نہ جوئیں مرتی ہیں نہ بال ٹوٹتے ہیں نہ آرائش ہوتی ہے بلکہ بال اور زیادہ بکھر جاتے ہیں اور احرام میں یہی مقصود ہے کہ زیب و زینت نہ ہو صورت پریشان رہے غربت برستی ہو۔ البتہ خطمی وغیرہ سے دھونا یا کنگھی کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں جوئیں مرنے اور بال ٹوٹنے کا احتمال ہے۔

(۶) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ اِذَا دَنٰى مِنْ مَّكَّةَ بَاتَ بِذِيْ طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ حَتّٰى يُصْبِحَ ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِيْ بِاَعْلٰى مَكَّةَ وَلَا يَدْخُلُ اِذَا خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا حَتّٰى يَغْتَسِلَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ اِذَا دَنٰى مِنْ مَّكَّةَ بِذِيْ طُوًى وَيَاْمُرُ مَنْ مَّعَهٗ فَيَغْتَسِلُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلُوْا مَكَّةَ.

(اخرجه البخاري)

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نزدیک نزدیک ہوتے مکہ کے ٹھہر جاتے ذی طویٰ میں (جو ایک موضع ہے قریب باب مکہ کے) دو گھاٹیوں کے بیچ میں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو نماز پڑھتے صبح کی پھر داخل ہوتے مکہ میں اس گھاٹی کی طرف سے جو مکہ کے اوپر کی جانب میں ہے۔ ف اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے آتے تو مکہ میں داخل نہ ہوتے جب تک غسل نہ کر لیتے ذی طویٰ میں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہوتے ان کو بھی غسل کا حکم کرتے قبل مکہ میں داخل ہونے کے۔

ف ا: جنۃ المعلیٰ کی طرف سے محصب کے پہلو میں ہے۔

(۷) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ اِلَّا مِنَ احْتِلَامٍ.

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں دھوتے تھے اپنے سر کو احرام کی حالت میں مگر جب احتلام ہوتا۔

ف: کیونکہ اس وقت دھونا ضروری ہے کہا مالکؒ نے سنا میں نے اہل علم سے کہتے تھے کچھ قباحت نہیں ہے اس میں کہ آدمی اپنا سر دھوئے خطمی اور کھلی وغیرہ سے بعد رمی کرنے جمرہ عقبہ کے قبل منڈوانے سر کے کیونکہ جب وہ رمی کر چکا جمرہ عقبہ کے تو حلال ہو گیا اس کو مارنا جوں کا اور منڈوانا سر کا اور میل چھڑانا اور پہننا کپڑوں کا۔

ف: سوائے جماع کے اور جب طواف الاضافہ جس کو طواف الزیارۃ بھی کہتے ہیں کر چکا تو اب سب چیزیں درست ہو گئیں جن کا استعمال حالتِ احرام میں ممنوع تھا یہاں تک کہ جماع بھی درست ہو گیا۔

۳۔بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ فِي الْاِحْرَامِ

جن کپڑوں کا احرام میں پہننا ممنوع ہے ان کا بیان

(۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَلْبَسُو الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدًا لَّا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَّسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محرم کون سے کپڑے پہنے تو فرمایا آپؐ نے نہ پہنو قمیص اور نہ باندھو عمامہ اور نہ پہنو پائجامہ اور نہ ٹوپی اور نہ موزہ مگر جس کو چپل نہ ملے تو وہ اپنے موزوں کو پہن لے اور ان کو کاٹ ڈالے اس طرح کے ٹخنے کھلے رہیں اور نہ پہنو ان کپڑوں کو جن میں زعفران لگی ہو اور ورس۔

ف: ورس ایک گھاس ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور اس میں کپڑے رنگتے ہیں۔سائل نے یہ سوال کیا تھا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے۔جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں کپڑے نہ پہنے اس وجہ سے کہ جن کپڑوں کا پہننا ممنوع ہے ان کا بیان سہل ہے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سوا اور کپڑوں کو پہنے یہی قاعدہ بلغاء اور فصحاء کا ہے۔اور جن کپڑوں کا پہننا درست ہے وہ ہزاروں قسم کے کپڑے ہیں ان کا بیان کہاں تک درست ہے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ یہ جو حدیث مروی ہے نبی ﷺ سے جو شخص تہبند نہ پائے تو وہ پائجامہ پہن لے کیا پائجامہ پہن لینا درست ہے جب تہبند نہ ملے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ میں نے اس حدیث کو نہیں سنا ف اور میرے نزدیک محرم کو پائجامہ پہننا نہ چاہیے اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پائجامہ پہننے سے اور اس کو استثناء نہ کیا جیسا کہ موزوں کو استثناء کیا۔

ف: حالانکہ روایت کیا اس کو مسلم نے جابرؓ سے اور بخاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے پائجامہ اس شخص کے لیے ہے جو تہ بند نہ باندھ پائے اور موزے اس کے لیے ہیں جو نعلین نہ پائے مگر امام مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور انہوں نے سنی بھی نہ تھی اسی سے معلوم ہوا کہ مجتہد کو تمام حدیث کا پہنچنا ضروری نہیں علی الخصوص ائمہ اربعہ کو جن کے زمانے میں کتب

کی تدوین بخوبی نہیں ہوئی تھی۔ اور حدیثیں منتشر اور لوگوں کو برزبان تھیں۔ پس جب کوئی حدیث مخالف کسی مجتہد کے قول کے ملے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس مجتہد کو اس حدیث کی خبر نہ تھی ورنہ خلاف اس کے کبھی اجتہاد نہ کرتا اور حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور مجتہد کے قول کو بالائے طاق رکھنا چاہیے اور یہ فائدہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

۴۔ بَابُ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ فِي الْإِحْرَامِ

احرام میں رنگین کپڑے پہننے کا بیان

(۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ وَّقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے کہ محرم رنگا ہوا کپڑا زعفران میں یا ورس میں پہنے اور فرمایا آپ نے جس کو نعلین نہ ملیں وہ موزے پہن لے مگر اس کو ٹخنوں سے نیچا کر کے کاٹ لے۔

(۱۰) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ يُحَدِّثُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ رَاٰى عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَاهٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ يَاطَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الرَّهْطُ اَئِمَّةٌ يَّقْتَدِيْ بِكُمُ النَّاسُ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَاٰى هٰذَ الثَّوْبَ لَقَالَ اِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ قَدْ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصْبَغَةَ فِي الْاِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوْآ اَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِّنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ.

نافع سے روایت ہے انہوں نے سنا اسلم سے جو مولیٰ تھے عمر بن الخطابؓ کے حدیث بیان کرتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ عمر بن الخطابؓ نے دیکھا طلحہ بن عبیداللہ کو رنگین کپڑے پہنے ہوئے احرام میں تو پوچھا حضرت عمرؓ نے کیا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا اے طلحہ! طلحہؓ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ مٹی کا رنگ ہے حضرت عمرؓ نے کہا تم لوگ پیشوا ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اگر کوئی جاہل جو اس رنگ سے واقف نہ ہو اس کپڑے کو دیکھے تو یہی کہے گا کہ طلحہ بن عبیداللہ رنگین کپڑے پہنتے تھے احرام میں تو نہ پہنو تم لوگ ان رنگین کپڑوں میں سے کچھ۔

(۱۱) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَاتِ الْمُشَبَّعَاتِ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ لَيْسَ فِيْهَا زَعْفَرَانٌ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوب گہرے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں لیکن زعفران اس میں نہ ہوتی تھی۔

ف: سعید بن منصور نے قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں اور اسناد اس کی صحیح ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا احرام میں درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کسم بھی ایک خوشبو ہے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر کسی کپڑے میں خوشبو لگی ہو۔ پھر اس کی بو جاتی رہے تو احرام میں پہننا اس کا درست ہے کہا ہاں جب رنگ اس میں باقی نہ ہو زعفران کا یا ورس کا۔

ف: اگر بو جاتی رہی ہو لیکن رنگ موجود ہو تو بھی درست نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک درست ہے۔

۵۔ بَابُ لُبْسِ الْمُحْرِمِ الْمِنْطَقَةَ

محرم کو پیٹی باندھنے کا بیان

(۱۲) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے

الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ.
تھے پٹی کا باندھنا واسطے محرم کے۔

ف: اور ایک روایت میں ان سے جواز ثابت ہے شاید انہوں نے رجوع کیا کراہت سے۔

(۱۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ تَحْتَ ثِيَابِهِ اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِذَالِكَ اِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا جَمِيْعًا سُيُوْرًا يَعْقِدُ بَعْضَهَا اِلَى بَعْضٍ.

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ اگر محرم اپنے کپڑوں کے نیچے پٹی باندھے تو کچھ قباحت نہیں ہے جب اس کے دونوں کناروں میں تسمے ہوں وہ ایک دوسرے سے باندھ دیئے جاتے ہوں۔

کہا مالکؒ نے یہ روایت میں نے بہت اچھی سنی ہے اس باب میں۔

٦۔ بَابُ تَخْمِيْرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ
محرم کو اپنا منہ ڈھانپنا کیسا ہے

(۱٤) عَنِ الْفَرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرِ نِ الْحَنَفِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْعَرْجِ يُغَطِّيْ وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

فرافصہ بن عمیر حنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو عرج میں (ایک گاؤں کا نام ہے تین منزل پر مدینہ سے) ڈھانپتے تھے منہ اپنا احرام میں۔

ف: گرمی کی شدت سے ابن عباس اور ابن عوف اور ابن الزبیر اور زید بن ثابت اور جابر رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے کہ محرم کو منہ ڈھانپنا درست ہے اور یہی مذہب ہے شافعیؒ کا اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کا اور محمد بن الحسن کے نزدیک درست نہیں ہے۔

(۱٥) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّاْسِ فَلَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ٹھوڑی کے اوپر سر میں داخل ہے محرم اس کو نہ چھپائے۔

(۱٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَفَّنَ ابْنَهُ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا وَّ قَالَ لَوْلَا اَنَّا حُرُمٌ لَطَيَّبْنَاهُ وَخَمَّرَ رَاْسَهُ وَ وَجْهَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کفن دیا اپنے بیٹے واقد بن عبداللہ کو اور وہ مر گئے تھے جحفہ میں احرام کی حالت میں اور کہا کہ اگر ہم احرام نہ باندھے ہوتے تو ہم اس کو خوشبو لگاتے اور ڈھانپ دیا سر اور منہ ان کا۔

کہا مالکؒ نے اس واسطے کہ سب تکالیف شرعیہ زندگی تک ہیں جب آدمی مر گیا تو اس کا عمل بھی تمام ہو گیا۔

ف: ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کا یہی قول ہے لیکن یہ مخالف ہے اس حدیث صحیح کے جو مروی ہے صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک شخص احرام کی حالت میں مر گیا اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ نے غسل دو اس کو اور کفن پہناؤ اس کو اور مت ڈھانپو سر اس کا اور نہ خوشبو لگاؤ اس کو کیونکہ وہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

(۱۷) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو وہ نقاب نہ ڈالے منہ پر اور دستانے نہ پہنے۔

ف: یعنی منہ نہ چھپائے مگر کپڑا منہ پر ڈال سکتی ہے اس طرح سے کہ کپڑا الگ رہے منہ سے نہ لگے۔

(۱۸) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نُخَمِّرُ

فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ ہم اپنے منہ ڈھانپتی تھیں

وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَّنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَلَا تُنْكِرُهُ عَلَيْنَا.

احرام میں اور ہم ساتھ تھیں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے سو انہوں نے منع نہ کیا ہم کو۔

ف: ڈھانپنے سے مراد وہی کپڑا ڈالنا ہے۔

٧۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الطِّيْبِ فِي الْحَجِّ

حج میں خوشبو لگانے کا بیان

(١٩) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت قبل احرام باندھنے کے اور احرام کھولنے کے وقت قبل طواف الزیارت کے۔

(٢٠) عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ وَعَلَى الْاَعْرَابِيِّ قَمِيْصٌ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِىْ اَنْ اَصْنَعَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْزِعْ قَمِيْصَكَ وَاغْسِلْ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ عَنْكَ وَافْعَلْ فِىْ عُمْرَتِكَ مَا تَفْعَلُ فِىْ حَجِّكَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ حنین میں تھے اور وہ اعرابی ایک کرتہ پہنے ہوئے تھا جس میں زرد رنگ کا نشان تھا تو کہا اس نے یا رسول اللہ ﷺ میں نے نیت کی ہے عمرہ کی پس میں کیا کروں آپؐ نے فرمایا اپنا کرتہ اتار اور زردی دھو ڈال اپنے بدن سے اور جو حج میں کرتا ہے وہی عمرہ میں کر۔

ف: یعنی طواف اور سعی ادا کر یا جن باتوں سے حج میں پرہیز کرتا تھا ان باتوں سے عمرہ میں بچ۔

(٢١) عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَجَدَ رِيْحَ طِيْبٍ وَّهُوَ بِالشَّجَرَةِ فَقَالَ مِمَّنْ رِيْحُ هٰذَا الطِّيْبِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ مِنِّىْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ مِنْكَ لَعَمْرُ اللّٰهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اِنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا طَيَّبَتْنِىْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهٗ.

اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن الخطابؓ کے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خوشبو آئی اور وہ شجرہ میں تھے (چھ میل ہے مدینہ سے) سو کہا کہ یہ خوشبو کس شخص سے آتی ہے معاویہ بن ابی سفیان بولے مجھ سے اے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہا ہاں تمہیں قسم ہے خداوند کریم کے بقا کی۔ ف١ معاویہؓ بولے کہ ام المومنین ام حبیبہؓ نے خوشبو لگا دی میرے اے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم دھو ڈالو اس کو جا کر۔ ف٢

ف١: اس واسطے کہ معاویہؓ دوست رکھتے تھے زیب اور زینت اور رفاہیت کو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام کسرائے عرب رکھا تھا۔ کسریٰ نام تھا بادشاہ ایران کا۔

ف٢: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل احرام کے ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جس کا اثر بعد احرام کے باقی رہے اور یہی قول ہے مالکؒ اور ایک جماعت تابعین کا مگر ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہے اور عمل ان کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے جو اوپر گزری۔

(٢٢) عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِهٖ اَنَّ

صلت بن زبید سے روایت ہے انہوں نے کئی اپنے عزیزوں سے

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ وَّهُوَ بِالشَّجَرَةِ وَالَى جَنْبِهٖ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ فَقَالَ كَثِيرٌ مِّنِّيْ لَبَّدْتُّ رَاسِيْ وَارَدْتُّ اَنْ لَّا اُحَلِّقَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاذْهَبْ اِلٰى شَرُبَةٍ فَادْلُكْ رَاْسَكَ حَتّٰى تُنَقِّيَهٗ فَفَعَلَ كَثِيرُ ابْنُ الصَّلْتِ.

سنا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خوشبو آئی اور وہ شجرہ میں تھے اور آپ کے پہلو میں کثیر بن الصلت تھے تو کہا عمرؓ نے کس میں سے یہ خوشبو آتی ہے کثیر نے کہا مجھ میں سے میں نے اپنے بال جمائے تھے کیونکہ میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا بعد احرام کھولنے کے حضرت عمرؓ نے کہا شربہ کے پاس جا اور سر کومل کر دھو ڈال تب ایسا کیا کثیر بن الصلت نے۔

ف: احرام کے وقت اگر بالوں کے پریشان ہونے یا گرد و غبار پڑنے کا خوف ہوتا ہے یا جوؤں کے پڑنے کا تو بالوں کو گوند وغیرہ سے جما لیتے ہیں اس کو تلبید کہتے ہیں کثیر نے بھی کہا کہ میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا اس لیے بالوں کی حفاظت کی گئی۔ کہا مالکؒ نے شربہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو کھجور کے درخت کے پاس ہوتا ہے اور اس میں پانی بھرا رہتا ہے۔

(٢٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِالْمَلِكِ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ اَنْ رَّمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ رَاْسَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّفِيضَ عَنِ الطِّيبِ فَنَهَاهُ سَالِمٌ وَّ اَرْخَصَ لَهٗ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

یحییٰ بن سعید اور عبداللہ بن ابی بکر اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے پوچھا سالم بن عبداللہ اور خارجہ بن زید سے کہ بعد کنکریاں مارنے کے اور سر منڈانے کے قبل طواف الافاضہ کے خوشبو لگانا کیسا ہے تو منع کیا سالم نے اور جائز رکھا خارجہ بن زید بن ثابتؓ نے۔

ف۱: ابوحنیفہؒ کا قول خارجہ کا سا ہے اور مالک کا قول سالم کا سا ہے کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص ایسا تیل لگائے جس میں خوشبو نہ ہو قبل احرام کے یا قبل طواف الافاضہ کے بعد کنکریاں مارنے کے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ محرم اس کھانے کو کھائے جس میں زعفران پڑی ہو بولے اگر آگ سے پکا ہو تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔

ف۲: بلکہ حرام ہے اور اس پر فدیہ لازم ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھانے میں اگر زعفران ہو تو مطلقاً درست ہے البتہ صرف زعفران کھانا درست نہیں اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے۔ (محلیٰ)

٨۔ بَابُ مَوَاقِيتِ الْاِهْلَالِ

احرام باندھنے کے میقاتوں کا بیان

(٢٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ احرام باندھیں اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اور اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پہنچا مجھ کو کہ فرمایا آپؐ نے احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے۔

(٢٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ الْمَدِينَةِ اَنْ يُّهِلُّوْا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کا اور اہل

الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلَ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ اَمَّا هٰؤُلَآءِ الثَّلٰثُ فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاُخْبِرْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَ يُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

شام کو جحفہ سے اور اہل نجد کو قرن سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان تینوں کو تو سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اور مجھے خبر پہنچی کہ آپ ؐ نے فرمایا احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے۔

ف: ان مقامات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا حرام ہے۔ اگر ان سے آگے جا کر احرام باندھا تو دم لازم آئے گا البتہ اگر پھر میقات کو لوٹ کر وہاں سے احرام باندھے تو اکثر علماء کے نزدیک دم ساقط ہوگا۔

(۳۶) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَهَلَّ مِنَ الْفُرُعِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا فرع سے۔

ف: فرع ایک مقام ہے آگے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف ابن عبدالبر نے کہا شاید اس وجہ سے ہوگا کہ پہلے ان کا ارادہ احرام کا نہ ہوگا اس واسطے ذوالحلیفہ سے آگے بڑھ گئے جب فرع میں آئے تو قصد ہوا وہیں سے احرام باندھ لیا امام محمدؒ نے کہا کہ ذوالحلیفہ سے آگے بھی ایک میقات ہے جحفہ اس واسطے انہوں نے پیش قدمی کی مگر ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا بہتر ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خود یہ حدیث روایت کی ہے کہ میقات اہل مدینہ کا ذوالحلیفہ ہے پھر اس کا خلاف کسی سبب سے ہوگا۔ اور کسی کو درست نہیں کہ ذوالحلیفہ سے بدون احرام کے آگے بڑھے جب کہ وہ قصد رکھتا ہو مکہ میں آنے کا۔

(۳۷) عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَهَلَّ مِنْ اِيْلِيَآءَ.

مالکؒ نے ایک معتبر شخص سے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا بیت المقدس سے۔

ف: یعنی میقات سے پہلے احرام باندھ لیا یہ امر افضل ہے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک۔

(۳۸) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهَلَّ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ بِعُمْرَةٍ. (اخرجه ابو داؤد والترمذی والنسائی)

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا عمرہ کا جعرانہ سے۔

ف: جعرانہ ایک مقام ہے درمیان میں طائف اور مکہ کے اس کو لوگ اب بڑا عمرہ کہتے ہیں اور معروف جگہ عمرہ کے واسطے احرام کے تنعیم ہے جو تین میل پر ہے مکہ سے وہیں سے لوگ اب اکثر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے مسند اُمحرش کعبی سے روایت کیا ہے۔

۹۔ بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالْعَمَلِ فِي الْاِهْلَالِ

لبیک کہنے کا بیان اور احرام کی ترکیب کا بیان

(۳۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک یہ تھی: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ. اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں زیادہ کرتے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ

اِلَيْکَ وَالْعَمَلُ. لَبَّيْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْکَ وَالْعَمَلُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ف: معنی اس کے یہ ہیں کہ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار اے پروردگار حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت کے واسطے بار بار سارے جہاں کی تعریف اور نعمت تجھی کو ہے اور سلطنت بھی تجھی کو ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو زیادہ کیا اس کے یہ معنی ہیں حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار اطاعت کرتا ہوں تیری بار بار تیرے ہاتھ میں بہتری ہے حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار میری توجہ تیری طرف ہے اور میرے عمل سے مقصود تو ہی ہے اگر کہا جائے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ میں زیادت کس طرح کی یہ تو احداث فی الدین ہوا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں بہت اتباع سنت تھا تو جواب یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شاید یہ سمجھے کہ تلبیہ کلمات ماثورہ پر مقصود نہیں ہے بلکہ اس جنس کے جو کلمات ہوں ان کے ساتھ تلبیہ جائز ہے جیسا کہ اکثر ادعیہ واذکار کا یہی حال ہے۔ گو اقتصار کلمات ماثورہ افضل ہے۔

(۳۰) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَهَلَّ. (اخرجه البخاری موصولاً ومسلم)

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں پھر جب اونٹ پر سوار ہو جاتے لبیک پکار کر کہتے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک کہنا بعد اونٹ پر سوار ہونے کے مسنون ہے نہ کہ بعد نماز احرام کے اور یہی قول ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور کا اور حنفیہ کے نزدیک بعد رکعتیں احرام کے لبیک پکارنا بہتر ہے۔

(۳۱) عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ بَيْدَآءُ كُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سنا اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے تھے کہ یہ میدان ہے جس میں تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ ﷺ پر کہ آپؐ نے احرام باندھا وہاں سے حالانکہ نہیں لبیک کہی آپؐ نے مگر ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

(۳۲) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاَيْتُکَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِکَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُکَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَاَيْتُکَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُکَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُکَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَمَّا الْاَرْكَانُ

عبید بن جریج سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اے ابو عبدالرحمٰن میں نے تم کو چار باتیں ایسی کرتے ہوئے دیکھیں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں کرتا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کون سی باتیں بتاؤ اے ابن جریج انہوں نے کہا میں نے دیکھا تم کو نہیں چھوتے ہو تم طواف میں مگر رکن یمانی اور حجر اسود کو اور میں نے دیکھا تم کو کہ پہنتے ہو تم جوتیاں ایسے چمڑے کی جس میں بال نہیں رہتے اور میں نے دیکھا خضاب کرتے ہو تم زرد اور میں نے دیکھا تم کو جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند

فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِیْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَّيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى يَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

....

(اخرجه البخاری و مسلم)

دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور تم نہیں باندھتے مگر آٹھویں تاریخ کو عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا ارکان کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی رُکن کو چھوتے نہیں دیکھا سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے اور جوتیوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنتے دیکھا جس میں بال نہیں رہتے آپؐ وضو کر کے بھی ان کو پہن لیتے تو میں بھی ان کا پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ کا خضاب کیے ہوئے دیکھا تو میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور احرام کا حال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ لبیک نہیں پکارتے تھے یہاں تک کہ اونٹ آپ کا سیدھا کھڑا ہو جاتا چلنے کے واسطے۔

ف: اور یہ امر آٹھویں تاریخ کو ہوتا ہے۔ اسی واسطے میں آٹھویں تاریخ کو احرام باندھتا ہوں۔

(۳۳) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَحْرَمَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے ذوالحلیفہ کی مسجد میں پھر نکل کر سوار ہوتے اس وقت احرام باندھتے۔

(۳۴) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَالْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ اَهَلَّ مِنْ مَّسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ وَاَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ اَشَارَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبدالملک بن مروان نے لبیک پکارا ذوالحلیفہ کی مسجد سے جب اونٹ ان کا سیدھا ہوا چلنے کو اور ابان بن عثمانؓ نے یہ حکم کیا تھا ان کو۔

۱۰۔بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ

لبیک بلند آواز سے کہنے کا بیان

(۳۵) عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادِ نِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَائِيْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَوْ مَنْ مَّعِیَ اَنْ يَّرْفَعُوْآ اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ اَوْ بِالْاِهْلَالِ يُرِيْدُ اَحَدُهُمَا. (اخرجه ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه)

حضرت سائب بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئے میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام اور کہا کہ حکم کروں میں اپنے اصحاب کو بلند آواز سے لبیک پکارنے کا۔

۳۶: کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے یہ حکم عورتوں کو نہیں ہے بلکہ عورتیں آہستہ سے لبیک کہیں اس طرح کہ آپ ہی سنیں۔

کہا مالکؒ نے محرم اپنی آواز کو بلند کرے جامع مسجدوں میں بلکہ اس طرح کہے کہ آپ سنے اور پاس والا نہ سنے۔ مگر مسجد منیٰ اور مسجد الحرام میں یہاں بلند آواز سے لبیک کہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے وہ مستحب جانتے تھے لبیک کہنا ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھاؤ پر چڑھنے کے وقت۔

١١۔بَابُ اِفْرَادِ الْحَجِّ

حج افراد کا بیان

(٣٧) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَ اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے سال تو ہم میں سے بعض لوگوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور بعضوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعضوں نے صرف حج کا اور رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا سو جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور جس نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا یا صرف حج کا اس نے احرام نہ کھولا دسویں تاریخ تک۔

ف: حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر جانا پھر ایام حج میں مکہ سے احرام حج کا باندھ لینا اس کو تمتع کہتے ہیں کیونکہ اس سے آدمی فائدہ اٹھا سکتا ہے عمرہ کا احرام کھول کر اور میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ساتھ باندھنا اس کو قران کہتے ہیں اس میں آدمی عمرہ کر کے احرام باندھے ہوئے مکہ میں بیٹھا رہتا ہے حج کر کے احرام کھولتا ہے اور میقات سے صرف حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔

(٣٨) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْرَدَ الْحَجَّ.

(اخرجه مسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افراد کیا حج کا۔

(٣٩) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْرَدَ الْحَجَّ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افراد کیا حج کا۔

کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے جس شخص نے احرام باندھا حج مفرد کا پھر اس کا جی چاہا عمرہ کا احرام باندھنے کا تو یہ جائز نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا۔

١٢۔بَابُ الْقِرَانِ فِي الْحَجِّ

قران کا بیان

(٤٠) عَنْ مُحَمَّدِ نِ الْبَاقِرِ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ دَخَلَ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ يَنْجَعُ بَكَرَاتٍ لَهٗ دَقِيْقًا وَّخَبَطًا فَقَالَ لَهٗ هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَنْهٰى عَنْ اَنْ يُّقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَخَرَجَ عَلِيٌّ وَعَلٰى يَدَيْهِ اَثَرُ الدَّقِيْقِ وَالْخَبَطِ فَمَآ اَنْسٰى اَثَرَ الدَّقِيْقِ وَالْخَبَطِ عَلٰى ذِرَاعَيْهِ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ اَنْتَ تَنْهٰى عَنْ اَنْ يُّقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَالِكَ رَأْيِيْ

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ پلا رہے تھے اپنے اونٹ کے بچوں کو گھلا ہوا آٹا اور چارہ پانی میں تو کہا مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ منع کرتے ہیں قران سے درمیان حج اور عمرہ کے پس نکلے علیؓ اور ان کے ہاتھوں میں آٹے کے نشان تھے سو میں اب تک اس آٹے کے نشانوں کو جوان کے ہاتھ پر تھے نہیں بھولا اور گئے حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس اور کہا کیا تم منع کرتے ہو قران سے درمیان حج اور عمرہ کے انہوں نے کہا ہاں میری رائے

فَخَرَجَ عَلِيٌّ مُغْضِبًا وَهُوَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ مَعًا.

یہی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غصے سے باہر نکلے کہتے تھے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ.

ف: ان کے سامنے یہ الفاظ کہے تا کہ معلوم ہو کہ قران درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے نسائی اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ عثمانؓ نے کہا میں تو منع کرتا ہوں لوگوں کو قران سے اور تم کرتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نبی ﷺ کی سنت کو کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا ممانعت سے۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی قران کرے تو اپنے بال نہ کترائے اور جو چیزیں احرام میں منع ہیں ان کا استعمال نہ کرے یہاں تک کہ ہدی کو نحر کرے اگر اس کے ساتھ ہدی ہو اور یوم النحر کو منیٰ میں احرام کھولے۔

(٤١) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ خَرَجَ اِلَى الْحَجِّ فَمِنْ اَصْحَابِهٖ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّمِنْهُمْ مَّنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْجَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَكَمْ يَحْلِلْ وَاَمَّا مَنْ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ.

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے حجۃ الوداع کے سال میں حج کرنے کو تو ان کے بعض اصحاب نے احرام باندھا حج کا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف عمرہ کا سو جس شخص نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا اس نے احرام نہ کھولا اور جس نے عمرہ کا صرف احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔

امام مالکؒ نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے جس نے عمرہ کا احرام باندھا پھر اس کو یہ بھلا معلوم ہوا کہ حج کا بھی احرام عمرہ کے ساتھ باندھ لے یہ جائز ہے جب تک اس نے طواف خانہ کعبہ کا اور سعی صفا مروہ میں نہ کی ہو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا ہے جب انہوں نے کہا اگر میں روکا جاؤں گا خانہ کعبہ سے تو جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ویسا ہی میں بھی کروں گا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے ف تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی نیت بھی کر لی۔

ف: یعنی پہلے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اس خیال سے کہ شاید حج نصیب نہ ہو اور خانہ کعبہ تک پہنچنا نہ ہو سکے کیونکہ اس زمانے میں وہاں فساد اور ہنگامہ تھا پھر یہ خیال کیا کہ جیسا احصار کی حالت میں عمرہ والا احرام کھول سکتا ہے ویسا ہی حج والا بھی۔

کہا مالکؒ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج کا بھی احرام باندھ لے پھر احرام نہ کھولے۔ یہاں تک کہ حج اور عمرہ دونوں سے فارغ ہو۔

١٣۔ بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ — لبیک موقوف کرنے کا وقت

(٤٢) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ نِ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَةَ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا

محمد بن ابی بکر نے پوچھا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب وہ دونوں صبح کو جا رہے تھے منیٰ سے عرفہ کو تم کیا کرتے تھے آج کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بولے بعض لوگ ہم میں سے آج کے روز لبیک کہتے تھے پکار کر تو کوئی منع نہ کرتا بعض لوگ تکبیر کہتے تو

يُنْكِرُ عَلَيْهِ. (اخرجه البخاری و مسلم)

کوئی منع نہ کرتا۔

ف: خطابی نے کہا کہ علماء نے اجماع کیا اس حدیث کے خلاف پر اور سنت کہا ہے لبیک پکارنے کو اس روز اور بعضوں نے اس حدیث پر بھی عمل کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث منافی نہیں ہے اور احادیث کی کیونکہ احتمال ہے کہ لبیک اور تکبیر دونوں کہتے ہوں آپ نے دونوں کو جائز رکھا۔

(٤٣) عَنْ مُحَمَّدِ نِ الْبَاقِرِ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يُلَبِّيْ فِي الْحَجِّ حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لبیک کہتے تھے حج میں مگر جب زوال ہوتا آفتاب کا عرفہ کے روز تو موقوف کرتے لبیک کو۔

کہا مالکؒ نے ہمارے شہر کے اہل علم اسی پر عمل کرتے چلے آتے ہیں۔

ف: ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ لبیک کہا کرے۔ یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے یوم النحر کے روز اس وقت موقوف کرے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ لبیک کہا کرتے تھے یہاں تک کہ پہنچے جمرہ عقبہ کے پاس لیکن اصحاب الرائے اور سفیان ثوریؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اوّل کنکری سے لبیک موقوف کرے اور امام احمدؒ اور اسحاق کے نزدیک جب رمی سے فارغ ہو اس وقت موقوف کرے ابن خزیمہ نے اسی حدیث کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کیا ہے کہ آپ لبیک کہا کرتے اور تکبیر کہا کرتے ہر کنکری مارنے پر پھر موقوف کرتے لبیک کو آخری کنکری سے ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس میں تفسیر ہے روایتِ سابقہ کی اور رفع ہے اس کے ابہام کا سو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ (زرقانی)

(٤٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ اِذَا رَجَعَتْ اِلَى الْمَوْقِفِ.

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا موقوف کرتی تھیں لبیک کو جب جاتی تھیں عرفات کو۔

(٤٥) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ اِذَ انْتَهٰى اِلَى الْحَرَمِ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُلَبِّيْ حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَةَ فَاِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موقوف کرتے تھے لبیک کہنے کو حج میں جب پہنچتے حرم میں طواف اور سعی تک پھر لبیک کہنے لگتے یہاں تک کہ صبح کو منیٰ سے چلیں عرفہ کو سو جب عرفات کو چلتے لبیک موقوف کرتے اور عمرہ میں موقوف کرتے لبیک کو جب داخل ہوتے حرم میں۔

(٤٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلَبِّيْ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ.

ابن شہاب کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف میں لبیک نہ کہتے تھے۔

(٤٧) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِنَمِرَةَ ثُمَّ تَحَوَّلَتْ اِلَى الْاَرَاكِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِيْ مَنْزِلِهَا وَمَنْ كَانَ مَعَهَا فَاِذَا

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ جب عرفات میں آتیں تو نمرہ میں اترتیں پھر اراک میں اترنے لگیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان میں جب تک ہوتیں تو بھی اور ان کے

رَكِبَتُ فَتَوَجَّهَتُ اِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتِ الْاِهْلَالِ وَكَانَتُ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَّكَّةَ فِيْ ذِى الْحَجَّةِ ثُمَّ تَرَكَتْ ذَالِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى تَأْتِيَ الْجُحْفَةَ فَتُقِيْمُ بِهَا حَتّٰى تَرَ الْهِلَالَ فَاِذَا رَاَتِ الْهِلَالَ اَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ.

ساتھی لبیک کہا کرتے جب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا موقوف کرتیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعد حج کے عمرہ ادا کرتیں مکہ سے احرام باندھ کر ذلحجہ میں پھر یہ چھوڑ دیا اور محرم کے چاند سے پہلے جحفہ میں آ کر ٹھہرتیں جب چاند ہوتا تو عمرہ کا احرام باندھتیں۔

ف: اس واسطے کہ عمرہ سوائے حج کے مہینوں کے اور دنوں میں کرنا اولیٰ ہے نمرہ ایک مقام کا نام ہے عرفات کے قرب میں اور اراک بھی ایک موضع ہے عرفات میں۔

(٤٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مِّنًى فَسَمِعَ التَّكْبِيْرَ عَالِيًا فَبَعَثَ الْحَرَسَ يَصِيْحُوْنَ فِي النَّاسِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهَا التَّلْبِيَةُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صبح کو چلے نویں تاریخ کو منیٰ سے عرفہ کو تو بلند آواز سے تکبیر سنی انہوں نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر کہلوایا کہ اے لوگو! یہ وقت لبیک کہنے کا ہے۔

۱۴۔ بَابُ اِهْلَالِ اَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ بِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ

اہل مکہ کے احرام کا اور جو لوگ مکہ میں ہوں اور ملک والے ان کے بھی احرام کا بیان

(٤٩) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَآ اَهْلَ مَكَّةَ مَا شَاْنُ النَّاسِ يَاْتُوْنَ شُعْثًا وَّاَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ اَهِلُّوْا اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے مکہ والو! لوگ تو بال بکھرے ہوئے پریشان یہاں آتے ہیں اور تم تیل لگائے ہوتے ہو جب چاند دیکھو ذی الحجہ کا تو تم بھی احرام باندھ لیا کرو۔

ف: کیونکہ پہلے سے احرام باندھ لینا افضل ہے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام نہ باندھتے جب تک آٹھویں تاریخ نہ آتی اب یہی رواج ہے کہ مکہ والے اور جو لوگ مکہ میں اور ملکوں کے ہوتے ہیں وہ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھتے ہیں۔

(٥٠) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ اَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِيْنَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِى الْحَجَّةِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذَالِكَ.

عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نو برس مکے میں رہے جب چاند دیکھتے ذی الحجہ کا تو احرام باندھ لیتے اور عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے۔

۵۱: کہا مالکؒ نے جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں یا مکہ میں پہلے سے مقیم ہیں مگر وہاں کے باشندے نہیں تو وہ حرم سے احرام باندھیں۔ کہا مالکؒ نے جو شخص مکہ سے احرام حج کا باندھے تو وہ طواف اور سعی نہ کرے جب تک منیٰ سے نہ لوٹے اور ایسا ہی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔

کہا یحییٰ نے جو لوگ اور ملک کے رہنے والے ہیں انہوں نے اگر احرام حج کا مکہ سے باندھا تو وہ فرض طواف (طواف الزیارۃ) کی تاخیر کریں اور وہ طواف ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے صفا اور مروہ کے درمیان میں اور نفل طواف جتنا چاہے کیا کرے۔

لیکن ہر طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرے اور ایسا ہی کیا ہے ان صحابہؓ نے احرام حج کا مکہ سے باندھا سو انہوں نے تاخیر کی طواف اور سعی کی یہاں تک کہ لوٹے منیٰ سے اور ایسا ہی کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ بھی ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر احرام باندھتے تھے حج کا مکہ سے۔ اور تاخیر کرتے طواف اور سعی کی منیٰ سے لوٹنے تک۔ کہا مالکؒ نے مکہ والے کو عمرہ کا احرام باندھنا حرم سے درست نہیں ہے بلکہ حل سے احرام باندھنا ضروری ہے۔

۱۵۔ بَابُ مَالَا يُوْجِبُ الْإِحْرَامَ مِنْ تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ

ہدی کے جانور کے گلے میں کچھ لٹکانے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا

ف: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو کہ مکہ میں روانہ کیا جائے قربانی کے واسطے اور تقلید کہتے ہیں اس جانور کے گلے میں جوتی وغیرہ کوئی اور چیز لٹکانے کو جس سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے۔

(۵۲) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكِ بِهَدْيٍ فَاكْتُبِيْ اِلَيَّ بِاَمْرِكِ اَوْمُرِيْ صَاحِبَ الْهَدْيِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا بِيَدِهٖ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے لکھا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو شخص ہدی روانہ کرے تو اس پر حرام ہو گئیں وہ چیزیں جو حرام ہیں محرم پر یہاں تک کہ ذبح کی جائے ہدی سو میں نے ایک ہدی تمہارے پاس روانہ کی ہے تم مجھے لکھ بھیجو اپنا فتویٰ یا جو شخص ہدی لے کر آتا ہے اس کے ہاتھ کہلا بھیجو۔ عمرہؒ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں ابن عباس رضی اللہ عنہما جو کہتے ہیں ویسا نہیں ہے میں نے خود اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے ہار بٹے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لٹکائی اور اس کو روانہ کیا میرے باپ کے ساتھ سو آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی ان چیزوں میں سے جن کو حلال کیا تھا اللہ نے ان کے لیے یہاں تک کہ ذبح ہو گئی ہدی۔

ف: تو صرف ہدی روانہ کرنے سے محرم نہیں ہوتا بلکہ اگر خود اس کے ساتھ ہو جائے تو محرم ہو جاتا ہے۔ یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور محمدؒ اور اکثر علماء کا۔

(۵۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الَّذِيْ يَبْعَثُ بِهَدْيِهٖ وَيُقِيْمُ هَلْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَا يَحْرُمُ اِلَّا مَنْ اَهَلَّ وَلَبّٰى.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے پوچھا عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کہ جو شخص ہدی روانہ کرے مگر خود نہ جائے کیا اس پر کچھ لازم ہوتا ہے وہ بولیں میں نے سنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی تھیں محرم نہیں ہوتا مگر جو شخص احرام باندھے اور لبیک کہے۔

(۵۴) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا مُتَجَرِّدًا بِالْعِرَاقِ فَسَاَلَ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالُوْا اَمَرَ لِهَدْيِهٖ

ربیعہ بن عبداللہ نے دیکھا ایک شخص کو عراق میں کپڑے اتارے ہوئے (وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے) تو پوچھا لوگوں سے اس کا سبب

اَنْ يُّقَلِّدَ فَلِذٰلِکَ تَجَرَّدَ قَالَ رَبِيْعَةُ فَلَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ بِدْعَةٌ وَّرَبِّ الْكَعْبَةِ.

لوگوں نے کہا اس نے حکم کیا ہے اپنی ہدی کی تقلید کا سو اس لیے یے ہوئے کپڑے اتار ڈالے ربیعہ نے کہا میں نے ملاقات کی عبداللہ ابن الزبیرؓ سے اور یہ قصہ بیان کیا انہوں نے کہا قسم کعبہ کے رب کی یہ امر بدعت ہے۔

......

۵۵: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص ہدی لے کر آپ نکلا سو اس نے شعار کیا۔ ف اور تقلید کی ذوالحلیفہ میں لیکن احرام نہ باندھا یہاں تک کہ آ گیا جحفہ میں تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ میرے نزدیک یہ اچھا نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس نے خطا کی بلکہ اس کو چاہیے کہ اشعار اور تقلید احرام کے ساتھ کرے البتہ جو شخص ہدی کے ساتھ جانے کا قصد نہیں رکھتا وہ بدوں احرام کے ہدی روانہ کرے اور آپ اپنے گھر بیٹھا رہے۔

ف: اشعار کہتے ہیں اونٹ کے کوہان کو چیر دینے کو داہنی طرف یا بائیں طرف سے تا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ جانور ہدی کا ہے یہ فعل سنت ہے اور ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اگر چہ ابوحنیفہؒ نے اس کو مکروہ جانا۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ہدی کو بدوں احرام کے لے کر نکل سکتا ہے بولے ہاں کچھ قباحت نہیں (مگر جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے وہاں سے بدوں احرام کے آگے نہ بڑھے) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کوئی شخص تقلید کرے اپنی ہدی کی مگر اس کا قصد نہ ہو حج یا عمرہ کا تو وہ محرم ہو گا یا نہیں مالکؒ نے جواب دیا کہ ہم اس مسئلہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو لیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی روانہ کی اور آپ ٹھہرے سو آپ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی حلال چیزوں میں سے یہاں تک کہ ہدی ذبح ہو گئی۔

١٦۔ بَابُ مَا تَفْعَلُ الْحَائِضُ فِي الْحَجِّ

جس عورت کو حج میں حیض آ جائے اس کا بیان

(٥٦) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْءَةُ الْحَائِضِ الَّتِيْ تُهِلُّ بِالْحَجِّ اَوِالْعُمْرَةِ اِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا اَوْعُمْرَتِهَا اِذَآ اَرَادَتْ وَلٰكِنْ لَّا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِکَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا پھر اس کو حیض ہو تو وہ لبیک کہا کرے جب اس کا جی چاہے اور طواف نہ کرے اور سعی نہ کرے صفا مروہ کے درمیان میں باقی سب ارکان ادا کرے لوگوں کے ساتھ فقط طواف اور سعی نہ کرے اور مسجد میں نہ جائے۔ جب تک کہ پاک نہ ہو۔

ف: اصل طواف ممنوع ہے کیونکہ اس میں مسجد جانا ہوتا ہے اور سعی ممنوع نہیں ہے اس لیے کہ سعی کے واسطے طہارت شرط نہیں ہے مگر حائض سعی اس واسطے نہ کرے کہ طواف پر مقدم کرنا سعی کا درست نہیں۔

١٧۔ بَابُ الْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

(٥٧) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ ثَلٰثًا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَعَامَ الْقَضِيَّةِ وَعَامَ الْجِعِرَّانَةِ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے ادا کیے ایک حدیبیہ کے سال اور ایک عمرہ قضا کے اور ایک عمرہ جعرانہ کے سال۔

(۵۸) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَعْتَمِرْ اِلَّا ثَلٰثًا اِحْدٰهُنَّ فِيْ شَوَّالٍ وَّاثْنَتَيْنِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں عمرہ کیا مگر تین بار ایک شوال میں اور دو ذیقعدہ میں۔

(۵۹) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اَعْتَمِرُ قَبْلَ اَنْ اَحُجَّ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ قَدِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت سعید بن المسیب سے کہ میں عمرہ کروں قبل حج کے انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا قبل حج کے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ اسْتَاْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنْ يَّعْتَمِرَ فِيْ شَوَّالٍ فَاَذِنَ لَهٗ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ قَفَلَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَلَمْ يَحُجَّ.

(اخرجه البخاری موصولا عن ابن عمرؓ)

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی شوال میں تو اجازت دی آپ نے تو وہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اپنے گھر کو اور حج نہ کیا۔

ف: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ایام جاہلیت میں لوگ برا سمجھتے تھے یہ بات لغو ٹھہری ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا ذی الحجہ میں تا کہ مشرکین کی مخالفت ہو۔

۱۸۔ بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ میں لبیک کب موقوف کرے

(۶۰) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ لبیک موقوف کرتے تھے عمرہ میں جب داخل ہو جاتے حرم میں۔

کہا مالکؒ نے جو شخص احرام باندھے عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھے وہ لبیک موقوف نہ کرے جب تک کہ خانہ کعبہ نہ دیکھے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ جو شخص احرام باندھے عمرہ کا میقات سے اور وہ مدینہ یا کسی اور شہر کا رہنے والا ہے تو لبیک کب موقوف کرے؟ مالکؒ نے جواب دیا کہ جو شخص میقات سے احرام باندھے وہ زمین حرم میں داخل ہوتے ہی لبیک موقوف کر دے اور مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی پہنچا وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۹۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّمَتُّعِ

تمتع کا بیان

(۶۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَّا يَصْنَعُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ جَهِلَ اَمْرَ اللّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اَخِيْ فَقَالَ الضَّحَّاكُ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ

محمد بن عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے انہوں نے سنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس سے جس سال حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حج کیا ہے اور وہ دونوں ذکر کر رہے تھے تمتع کا تو ضحاک بن قیس نے کہا کہ تمتع وہی کرے گا جو خدا کے احکام سے ناواقف ہو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا بری بات کہی تم نے اے بھتیجے میرے۔ ضحاک نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منع کیا تمتع سے حضرت سعد رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ

فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.(اخرجه البخاری عن ابی موسیٰ ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے اس کو کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ کیا۔

ف: بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمتع کو مکروہ جانا اس سبب سے کہ حج کے قرب میں آدمی کا لذت اٹھانا عورتوں سے اور زینت کرنا برا سمجھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمتع سے یہ تھی کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ سے بدل دے اور بعضوں نے کہا مراد اشہر حج میں عمرہ کرنا ہے بہرحال اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اگر تمتع سے یہی تمتع عرفی مراد ہو یعنی عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا اور مکہ میں ٹھہرے رہنا پھر آٹھویں تاریخ مکہ سے احرام حج کا باندھنا اور دلیل اس امر کی مراد تمتع سے یہی تمتع عرفی تھا نہ کہ فسخ حج وہ ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جانا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب نے تمتع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے یہی تمتع عرفی کیا تھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس سے منع کیا اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ناسخ سنا ہوگا۔ جیسے متعہ نساء کو منع کیا اس لیے کہ اس کی حلت منسوخ ہوگئی تھی۔ واللہ اعلم

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ممانعت کا خیال نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جس فعل کا جواز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور کوئی مجتہد یا شیخ یا عالم کیسے ہی بڑے درجہ کا ہو اس کو منع کرے یا رسول اللہ ﷺ سے اس کی ممانعت ثابت ہو اور وہ جائز رکھے تو رسول اللہ ﷺ کی تقلید کرنی چاہیے اور اس مولوی یا مشائخ یا مجتہد کے کلام کو ترک کرنا چاہیے اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ خطا سے معصوم تھے اور وہ خطا سے معصوم نہیں ہے۔ اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے۔

(۶۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ وَاُهْدِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قسم خدا کی مجھ کو قبل حج کے عمرہ کرنا اور ہدی لے جانا بہتر معلوم ہوتا ہے اس بات سے کہ عمرہ کروں بعد حج کے ذی الحجہ میں۔

(۶۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ فِيْ شَوَّالٍ اَوْ ذِي الْقَعْدَةِ اَوْ ذِي الْحَجَّةِ قَبْلَ الْحَجِّ ثُمَّ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ اِنْ حَجَّ وَعَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس شخص نے عمرہ کیا حج کے مہینوں میں شوال یا ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں قبل حج کے پھر ٹھہرا رہا مکہ میں یہاں تک کہ پالیا اس نے حج کو اس نے تمتع کیا اگر حج کرے اور اس پر ہدی لازم ہے جیسے میسر ہو اگر ہدی نہ میسر ہو تو تین روزے حج میں رکھے اور سات روزے جب حج سے لوٹے تو رکھے۔

۶۴: کہا مالکؒ نے یہ جب ہے کہ عمرہ کر کے مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص مکہ کا باشندہ تھا اب وہ کہیں اور جا کر رہا پھر اشہر حج میں عمرہ کرنے آیا اور عمرہ کر کے وہاں ٹھہرا رہا۔ پھر حج کیا تو وہ متمتع ہوگا اور اس پر ہدی واجب ہے اگر ہدی نہ مل سکے تو روزے رکھے اور اس کا حکم مکہ والوں کا سا نہ ہوگا۔

ف: کیونکہ مکہ والوں کو تمتع جائز نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. یہ تمتع اس کو

درست ہے جس کا گھر بار مسجد الحرام میں نہ ہو۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص اور ملک والا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں مکہ آیا اور اس کی نیت مکہ میں رہنے کی ہے تا کہ حج بھی کرے کیا وہ متمتع ہے۔ بولے ہاں وہ متمتع ہے اہل مکہ کے مثل نہیں ہوسکتا اگر چہ اس نے مکہ میں اقامت کی نیت کی کیونکہ وہ جب مکہ میں آیا تھا تو وہ وہاں کا رہنے والا نہ تھا پس اس پر ہدی یا روزے واجب ہوں گے اور اس شخص نے جو مکہ میں رہنے کا ارادہ کیا ہے تو اس کا حال معلوم نہیں کہ آئندہ کیا امر پیدا ہو اس لیے وہ اہل مکہ میں سے نہیں ہوسکتا۔

(٦٥) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ شَوَّالٍ اَوْ ذِى الْقَعْدَةِ اَوْذِى الْحَجَّةِ ثُمَّ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ اِنْ حَجَّ وَعَلَيْهِ مَاسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعیدؒ بن المسیبؒ سے کہتے تھے جس نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج پایا تو وہ متمتع ہے اگر حج کرے اس پر ہدی لازم ہوگی اگر میسر ہے ورنہ تین روزے حج میں اور سات جب لوٹے رکھنے ہوں گے۔

٢٠۔ بَابُ مَالَا يَجِبُ فِيْهِ التَّمَتُّعُ
جس صورت میں آدمی متمتع نہ ہو اس کا بیان

٦٦: کہا مالکؒ نے جس شخص نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر لوٹ آیا اپنے ملک کو پھر حج کیا اسی سال جا کر تو اس پر ہدی لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ متمتع نہیں ہے بلکہ ہدی اس پر لازم ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص اور ملک میں سے آن کر مکہ میں رہنے لگا اس نے پھر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا بعد اس کے حج کیا اور وہ متمتع نہ ہو گا نہ اس پر ہدی ہے نہ روزے ہیں۔ بلکہ وہ اہل مکہ کی مانند ہے جب کہ وہاں کا رہنا اس نے اختیار کیا۔

٦٧: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص مکہ کا باشندہ جہاد کے واسطے یا اور کسی کام کو سفر میں گیا پھر لوٹ کر مکہ میں آیا اور اس کی نیت وہیں رہنے کی ہے خواہ اس کے گھر والے وہاں ہوں یا نہ ہوں اور وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں گیا ہے پھر اس نے بعد عمرہ کے وہیں حج بھی کیا برابر ہے کہ اس نے عمرہ کا احرام نبی ﷺ کے میقات سے باندھا ہو یا اور کسی میقات سے تو وہ متمتع ہے یا نہیں امام مالکؒ نے جواب دیا کہ وہ متمتع نہیں ہے اور اس پر ہدی یا روزے واجب نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ذَالِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.

ف: یعنی یہ تمتع اس کو درست ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

٢١۔ بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِى الْعُمْرَةِ
عمرہ کی متفرق حدیثوں کا بیان

(٦٨) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو ان دونوں کے بیچ میں ہوں اور حج مبرور کا کوئی بدلہ نہیں ہے سوائے جنت کے۔ (اخرجه البخاری و مسلم)

ف: ابن عبد البر نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں ریا اور فریب اور فسق و فجور اور فحش باتیں نہ ہوں اور حلال مال سے کیا جائے اور بعضوں نے کہا حج مبرور حج مقبول کو کہتے ہیں علامت اس کی یہ ہے کہ حج کے وہ آدمی پہلے سے بہتر ہو جائیں اور پھر گناہوں

میں نہ پھنسیں۔

(۶۹) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ جَآءَ تِ امْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ تَجَھَّزْتُ لِلْحَجِّ فَاعْتُرِضَ لِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اعْتَمِرِیْ فِیْ رَمَضَانَ فَاِنَّ عُمْرَۃً فِیْہِ کَحَجَّۃٍ.

(رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا میں نے تیاری کی تھی حج کی پھر کوئی عارضہ مجھ کو ہو گیا تو حج ادا نہ کر سکی آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ ایک عمرہ رمضان میں ایک حج کے برابر ہے۔

(۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ افْصِلُوْا بَیْنَ حَجِّکُمْ وَعُمْرَتِکُمْ فَاِنَّ ذٰلِکُمْ اَتَمُّ لِحَجِّ اَحَدِکُمْ وَاَتَمُّ لِعُمْرَتِہٖ اَنْ یَّعْتَمِرَ فِیْ غَیْرِ اَشْھُرِ الْحَجِّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جدائی کرو حج اور عمرہ میں تاکہ حج بھی پورا ادا ہو اور عمرہ بھی پورا ادا ہو اور وہ اس طرح کہ حج کے مہینوں میں نہ کرے بلکہ اور دنوں میں کرے۔

ف: حج کے تین مہینے ہیں شوال، ذیقعد، ذی الحجہ۔

(۷۱) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ اِذَا اعْتَمَرَ رُبَمَا لَمْ یَحْطُطْ عَنْ رَّاحِلَتِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ.

حضرت امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب عمرہ کرتے تو کبھی اپنے اونٹ سے نہ اترتے۔ یہاں تک کہ لوٹ آتے مدینہ کو۔

ف۱: اس واسطے کہ ان کے نزدیک تمتع منع تھا یا یہ کہ امورِ خلافت کی وجہ سے مکہ میں ٹھہرنے کی مہلت نہ تھی۔ (زرقانی)

۷۲: کہا مالکؒ نے عمرہ سنت ہے اور ہم نے کسی مسلمان کو نہیں دیکھا جو اس کے ترک کی اجازت دیتا ہو۔

ف۲: ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک عمرہ واجب ہے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک کسی کو درست نہیں ہے کہ ایک سال میں کئی بار عمرہ کرے۔

ف۳: جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں سال میں جتنی بار چاہے عمرہ کرے ابن عبدالبر نے کہا کہ جس شخص نے عمرہ ایک سال میں کئی بار مکروہ کہا ہے اس کی کوئی دلیل میں کتاب اور سنت سے نہیں پاتا۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام میں جماع کیا اپنی عورت سے تو اس پر ہدی لازم ہے اور اس عمرہ کی قضا واجب ہے اور جو عمرہ جماع سے فاسد ہوا ہے اس کو پورا کر کے فوراً قضا شروع کرے اور عمرہ قضا کا احرام وہیں سے باندھے جہاں سے اس عمرہ کا باندھا تھا جس کو فاسد کر دیا البتہ جس صورت میں کہ اس عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھا تھا تو اس کا احرام میقات سے باندھنا کافی ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص مکہ میں داخل ہو عمرہ کا احرام باندھ کر اور اس نے طواف کیا اور سعی کی صفا مروہ میں جنابت سے یا بے وضو پھر جماع کیا اپنی عورت سے بھول کر پھر یاد آیا تو وہ غسل یا وضو کر کے دوبارہ طواف اور سعی کرے اور دوسرا عمرہ قضا کرے اور ہدی دے اور اگر عورت بھی احرام باندھے تھی تو اس کا حکم بھی مثل مرد کے ہے۔

۷۳: کہا مالکؒ نے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے لیکن جس کا جی چاہے حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لے یہ کافی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس میقات سے عمرہ کا احرام باندھے جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا ہے اور وہ دُور ہے تنعیم سے۔

ف: جیسے جعرانہ اور حدیبیہ۔

۲۲۔بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

محرم کے نکاح کا بیان

(٧٤) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اَبَا رَافِعٍ مَّوْلَاهُ وَرَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَزَوَّجَاهُ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولیٰ ابورافع اور ایک شخص انصاری کو بھیجا ان دونوں نے نکاح کر دیا ان کا میمونہ بنت حارث سے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے قبل نکلنے کے۔

ف: تو نکاح کیا ان سے حالت احلال میں نہ کہ احرام میں ترمذی اور ابوخزیمہ نے ابورافع سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہؓ سے نکاح کیا اور وہ حلال تھے اور زفاف کیا ان سے اور آپ حلال تھے اور میں ان دونوں میں سفیر تھا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ حالت احلال میں نکاح ہونے کی روایت متواتر ہے ابورافع اور سلیمان بن یسار اور یزید بن الاصم نے ایسا ہی روایت کیا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نکاح کیا آپ نے میمونہؓ سے حالت احرام میں سعیدؒ بن المسیبؒ نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اگر چہ میمونہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ تھیں۔

(٧٥) عَنْ نُّبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَخِيْ بَنِيْ عَبْدِالدَّارِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ اَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَ اَبَانٌ يَّوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْحَآجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ اِنِّيْ قَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ ابْنَةَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فَاَرَدْتُّ اَنْ تَحْضُرَ ذَالِكَ فَاَنْكَرَ ذَالِكَ عَلَيْهِ اَبَانٌ وَّقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ.

(اخرجه مسلم)

نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبیداللہ نے بھیجا ان کو ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور ابان اُن دنوں میں امیر تھے حاجیوں کے اور دونوں احرام باندھے ہوئے تھے کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ نکاح کروں طلحہ بن عمر کا شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے سو تم بھی آ و ابان نے اس پر انکار کیا اور کہا کہ سنا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے آپ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ غیر کا اور نہ پیام بھیجے نکاح کا۔

(٧٦) عَنْ اَبِيْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفِ نِ الْمُرِّيِّ اَنَّ اَبَاهُ طَرِيْفًا تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهٗ.

ابوغطفان بن طریف سے روایت ہے کہ ان کے باپ طریف نے نکاح کیا ایک عورت سے احرام میں تو باطل کر دیا اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔

(٧٧) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَا عَلٰى غَيْرِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے نہ نکاح کرے محرم اور نہ پیام بھیجے اپنا اور نہ غیر کا۔

(٧٨) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلُوْا عَنْ نِّكَاحِ الْمُحْرِمِ فَقَالُوْا لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ.

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن المسیب اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا محرم کے نکاح کا تو ان سبھوں نے کہا کہ محرم نہ نکاح کرے اپنا نہ پرایا۔

کہا مالکؒ نے محرم اپنی عورت سے رجعت کرسکتا ہے اگر چاہے جب وہ عورت عدت میں ہو۔

۲۳۔بَابُ حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ
محرم کو پچھنے لگانے کا بیان

(۷۹) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوْقَ رَأْسِهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيَىْ جَمَلٍ مَّوْضِعٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ. (وصله البخاری ومسلم)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگائے احرام میں اپنے سر پر لحي جمل میں جو ایک مقام ہے مکہ کی راہ میں۔

(۸۰) عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا اَنْ يَضْطَرَّ اِلَيْهِ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ.

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے محرم پچھنے نہ لگائے مگر جب لاچار ہو کسی ضرورت سے (تو لگا سکتا ہے)

مالکؒ نے بھی ایسا ہی کہا کہ محرم صرف ضرورت کے وقت پچھنے لگا سکتا ہے۔

۲۴۔بَابُ مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهٗ مِنَ الصَّيْدِ
جس شکار کا محرم کو کھانا درست ہے اس کا بیان

ف: محرم کو شکار کرنا خشکی کا ممنوع ہے اسی طرح شکار کو بتانا یا اس کے قتل میں اعانت کرنا۔ فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے: وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا. حرام ہے تم پر شکار کرنا خشکی کا جب تک تم احرام باندھے ہو۔ اور فرمایا: وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ. مت مارو شکار کو جب تک تم احرام باندھے ہو لیکن دریا کا شکار کرنا درست ہے۔

(۸۱) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَّهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ ﷺ کے سو ایک راستے میں مکہ کے پیچھے رہ گئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ احرام نہیں باندھے تھے انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ساتھیوں سے کوڑا مانگا انہوں نے انکار کیا پھر برچھا مانگا انہوں نے انکار کیا آخر انہوں نے خود برچھا لے کر حملہ کیا گورخر پر اور قتل کیا اس کو اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ گوشت کھایا اور بعضوں نے انکار کیا جب رسول اللہ ﷺ سے ملے تو آپؐ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا وہ ایک کھانا تھا جو کھلایا تم کو اللہ جل جلالہٗ نے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو اس شکار کا گوشت کھانا درست ہے جس میں اس نے شرکت اور اعانت نہ کی ہو ورنہ حرام ہوگا۔

(۸۲) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيْفَ الظِّبَاءِ فِي الْاِحْرَامِ قَالَ مَالِكٌ وَالصَّفِيْفُ الْقَدِيْدُ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ناشتہ کرتے تھے ہرن کے بھونے ہوئے گوشت کا جس کو قدید کہتے ہیں۔

ف: قدید اس گوشت کو کہتے ہیں جو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جائے یا آگ پر۔ (زرقانی)

(۸۳) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ وَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهٖ شَيْءٌ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

عطاء بن یسار نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گورخر مارنے کی ویسی ہی روایت کی جیسے اُوپر بیان ہوئی مگر اس حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا اس گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس باقی ہے۔

ف: صحیحین میں ہے کہ اس کی ران موجود تھی آپؐ نے اس میں سے کھایا۔

(۸٤) عَنِ الْبَهْزِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ اِذَا حِمَارٌ وَّحْشِيٌّ عَقِيْرٌ فَذُكِرَ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ صَاحِبُهٗ فَجَآءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَانُكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ فَاَمَرَ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَسَمَهٗ بَيْنَ الرِّفَاقِ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْاُثَابَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ اِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِيْ ظِلٍّ وَفِيْهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا يَّقِفُ عِنْدَهٗ لَا يَرِيْبُهٗ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ حَتّٰى يُجَاوِزُوْهُ.

(اخرجه النسائی)

زید بن کعب بہزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے مکہ کے قصد سے احرام باندھے ہوئے جب روحا میں پہنچے (روحا ایک موضع ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے) تو ایک گورخر زخمی دیکھا تو بیان کیا یہ رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے فرمایا اس کو پڑا رہنے دو اس کا مالک آ جائے گا اتنے میں بہزی آیا وہی اس کا مالک تھا وہ بولا اے رسول اللہ! اس گورخر کے آپ مختار ہیں آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا انہوں نے اس کا گوشت تقسیم کیا سب ساتھیوں کو پھر آپ آگے بڑھے جب اثابہ میں پہنچے درمیان میں رویثہ اور عرج کے (اثابہ اور رویثہ اور عرج سب مقاموں کے نام ہیں) تو دیکھا کہ ایک ہرن اپنا سر جھکائے ہوئے سائے میں کھڑا ہے اور ایک تیر اس کو لگا ہوا ہے تو کہا بہزی نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کھڑا رہے اس کے پاس تاکہ کوئی اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ لوگ آگے بڑھ جائیں۔

(۸۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَقْبَلَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالرَّبْذَةِ وَجَدَ رَكْبًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ مُحْرِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ لَّحْمِ صَيْدٍ وَّجَدُوْهُ عِنْدَ اَهْلِ الرَّبْذَةِ فَاَمَرَهُمْ بِاَكْلِهٖ قَالَ ثُمَّ اِنِّيْ شَكَكْتُ فِيْمَآ اَمَرْتُهُمْ بِهٖ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْتُ ذَالِكَ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَاذَا اَمَرْتَهُمْ بِهٖ قَالَ اَمَرْتُهُمْ بِاَكْلِهٖ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ اَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذَالِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ وَيَتَوَاعَدُهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب آئے بحرین سے تو جب پہنچے ربذہ میں چند سوار ملے عراق کے احرام باندھے ہوئے تو پوچھا انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے شکار کے گوشت کا حال جو ربذہ والوں کے پاس تھا حضرت ابوہریرہؓ نے ان کو کھانے کی اجازت دی پھر کہا کہ مجھ کو شک ہوا اس حکم میں تو جب آیا میں مدینہ کو ذکر کیا میں نے عمر ابن خطابؓ سے حضرت عمرؓ نے پوچھا تم نے کیا حکم دیا ان کو میں نے کہا کہ میں نے حکم دیا کھانے کا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم ان کو کچھ اور حکم دیتے تو میں تمہارے ساتھ ایسا کرتا یعنی ڈرانے لگے۔

(٨٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ مَرَّبِهٖ قَوْمٌ مُحْرِمُوْنَ بِالرَّبَذَةِ فَاسْتَفْتَوْهُ فِيْ لَحْمِ صَيْدٍ وَّجَدُوْا نَاسًا اَحِلَّةً يَاْكُلُوْنَهُ فَاَفْتَاهُمْ بِاَكْلِهٖ قَالَ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ بِمَا اَفْتَيْتَهُمْ قَالَ فَقُلْتُ اَفْتَيْتُهُمْ بِاَكْلِهٖ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْ اَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذَالِكَ لَاَوْجَعْتُكَ.

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مجھ کو ملے کچھ لوگ احرام باندھے ہوئے ربذہ میں تو پوچھا انہوں نے شکار کے گوشت کی بابت جو حلال لوگوں کے پاس موجود ہو وہ کھاتے ہوں اس کو ابو ہریرہؓ نے ان کو کھانے کی اجازت دی کہا ابو ہریرہؓ نے جب میں آیا مدینہ کو حضرت عمرؓ کے پاس میں نے ان سے بیان کیا انہوں نے کہا تو نے کیا فتویٰ دیا میں نے کہا میں نے فتویٰ دیا کھانے کا حضرت عمرؓ نے کہا اگر تو اور کسی بات کا فتویٰ دیتا تو میں تجھے سزا دیتا۔

(٨٧) عَنْ كَعْبِ نِ الْاَحْبَارِ اَنَّهُ اَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِيْ رَكْبٍ مُّحْرِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ وَجَدُوْا لَحْمَ صَيْدٍ فَاَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِاَكْلِهٖ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ مَنْ اَفْتَاكُمْ بِهٰذَا قَالُوْا كَعْبٌ قَالَ فَاِنِّيْ قَدْ اَمَّرْتُهٗ عَلَيْكُمْ حَتّٰى تَرْجِعُوْا ثُمَّ لَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رَجْلٌ مِّنْ جَرَادٍ فَاَفْتَاهُمْ كَعْبٌ اَنْ يَّاْخُذُوْهُ وَيَاْكُلُوْهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ اَفْتَيْتَهُمْ بِهٰذَا فَقَالَ هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنْ هِيَ اِلَّا نَثْرَةُ حُوْتٍ يَّنْثُرُهٗ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّتَيْنِ.

کعب الاحبار جب آئے شام سے تو چند سوار ان کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے راستے میں انہوں نے شکار کا گوشت دیکھا تو کعب الاحبارؒ نے ان کو کھانے کی اجازت دی جب مدینہ میں آئے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ نے کہا تمہیں کس نے فتویٰ دیا بولے کعب نے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے کعب کو تمہارے اوپر حاکم کیا یہاں تک کہ تم لوٹو پھر ایک روز مکہ کی راہ میں ٹڈیوں کا جھنڈ ملا کعب نے فتویٰ دیا کہ پکڑ کر کھائیں جب وہ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے انؓ سے بیان کیا آپ نے کعبؓ سے پوچھا کہ تم نے یہ فتویٰ کیسے دیا کعب نے کہا کہ ٹڈی دریا کا شکار ہے حضرت عمرؓ بولے کیونکر کعب بولے اے امیر المؤمنین قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ٹڈی ایک مچھلی کی چھینک سے نکلتی ہے جو ہر سال میں دوبار چھینکتی ہے۔

ف: ابن ماجہ نے مرفوعاً انس رضی اللہ عنہ سے اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے اس واسطے اکثر علماء کے نزدیک ٹڈی کا شکار احرام میں درست نہیں ہے اور جو کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ راہ میں جو گوشت شکار کا ملے محرم اس کو خریدے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شکار حجاج کے واسطے کیا جائے تو میں اس کو مکروہ جانتا ہوں البتہ اگر محرم کے واسطے شکار نہ کیا ہو لیکن اس کو مل جائے تو اس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے پاس شکار کا جانور ہے جو اس نے پکڑا ہے یا مول لیا ہے تو کچھ ضروری نہیں کہ اس کو چھوڑ دے بلکہ اس کو اپنے گھر میں رکھ جائے۔ کہا مالک نے مچھلیوں کا شکار دریا اور ندیوں اور تالابوں میں محرم کے واسطے حلال ہے۔

۲۵۔بَابُ مَالَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهٗ مِنَ الصَّيْدِ

جس شکار کا محرم کو کھانا درست نہیں ہے اس کا بیان

(۸۸) عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِیْ وَجْهِیْ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

صعب بن جثامہ لیثی سے روایت ہے کہ انہوں نے تحفہ بھیجا ایک گورخر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ابوا یا ودان میں تھے (دونوں مقاموں کے نام ہیں) آپؐ نے پھیر دیا صعب کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کا حال دیکھا (یعنی پھیر دینے کی وجہ سے مجھ کو ملال ہوا آپؐ نے چہرے کا حال دیکھ کر دریافت کرلیا) تو آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے اس واسطے پھیر دیا کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

ف: اور محرم کو صید کا گوشت کھانا حرام ہے مطلقاً بعض علماء کے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے حکم یا شرکت یا اعانت سے اس کا شکار ہوا ہو۔ (زرقانی)

(۸۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِالْعَرْجِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِقَطِيْفَةِ اُرْجُوَانٍ ثُمَّ اُتِیَ بِلَحْمِ صَيْدٍ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا فَقَالُوْا اَوَلَا تَاْكُلُ اَنْتَ فَقَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنَّمَا صِيْدَ مِنْ اَجْلِیْ.

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عرج میں گرمی کے روز انہوں نے ڈھانپ لیا تھا منہ اپنا سرخ کمبل سے اتنے میں شکار کا گوشت آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کھاؤ انہوں نے کہا آپ نہیں کھاتے آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میرے واسطے تو شکار ہوا ہے۔

ف: کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان دنوں میں خلیفہ تھے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا جائے اس کو کھانا اس کا درست نہیں لیکن اوروں کو درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اوروں کو بھی درست نہیں۔

(۹۰) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لَهٗ يَابْنَ اُخْتِیْ اِنَّمَا هِیَ عَشْرُ لَيَالٍ فَاِنْ تَخَلَّجَ فِیْ نَفْسِكَ شَیْءٌ فَدَعْهُ تَعْنِیْ اَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے کہ اے بیٹے میرے بھائی کے یہ دس راتیں ہیں احرام کی اگر تیرے جی میں شک ہو تو بالکل چھوڑ دے شکار کا گوشت۔

ف: یعنی اگر شکار کی حلت یا حرمت میں شک ہو اس صورت میں سہل طریقہ یہ ہے کہ کچھ بہت دن نہیں اگر چاند ذی الحجہ کا دیکھتے ہی احرام باندھا تو دس دن تک پرہیز کافی ہے کیونکہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کی احرام کھل جاتا ہے اگر آٹھویں ذی الحجہ سے احرام باندھے تو تین ہی روز ہیں۔

کہا مالکؒ نے اگر کسی محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور وہ یہ جان کر کھائے کہ میرے واسطے شکار کیا گیا ہے تو اس پر اس کی

جزاء لازم ہے۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص مضطر ہو جائے اس درجہ کو مردہ اس پر حلال ہو جائے اور وہ احرام باندھے ہو تو شکار کر کے کھائے یا مردہ کھائے۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ مردہ کھائے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے محرم کو شکار کی رخصت نہیں دی کسی حال میں اور مردہ کھانے کی رخصت دی ہے بروقت ضرورت کے۔

کہا مالکؒ نے جس شکار کو مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا کسی کو درست نہیں نہ محرم کو نہ حلال کو اس لیے کہ وہ مذبوح نہیں ہوا برابر ہے کہ بھولے سے مارا ہو یا قصد سے کسی صورت میں درست نہیں۔

کہا مالکؒ نے میں نے یہ مسئلہ بہت سے لوگوں سے سنا ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص شکار مار کر کھالے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہو گا مثل اس شخص کے جو شکار مارے لیکن کھائے نہیں۔

۲۶۔ بَابُ: اَمْرِ الصَّيْدِ فِي الْحَرَمِ — حرم کے شکار کا بیان

۹۱: کہا مالکؒ نے جو جانور شکار کیا جائے حرم میں یا کتا شکاری جانور پر حرم میں چھوڑا جائے لیکن وہ حل میں جا کر اس کو مارے تو وہ شکار کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر جزاء لازم ہے لیکن جو کتا حل میں شکار پر چھوڑے اور وہ اس کو حرم میں لے جا کر مارے اس کا کھانا درست نہیں مگر جزاء لازم نہ ہو گی الا اس صورت میں کہ اس نے حرم کے قریب کتے کو چھوڑا ہو اس صورت میں جزاء لازم ہو گی۔

۲۷۔ بَابُ الْحُكْمِ فِي الصَّيْدِ — شکار کی جزا کا بیان

۹۲: کہا مالکؒ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے:

''اے ایمان والو! مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو کوئی تم میں سے قصداً شکار مارے تو اس پر جزا ہے اس کی مثل جانور کے حکم کر دیں اس کا دو پرہیز گار شخص خواہ جزا ہدی ہو یا کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کو کھلانا یا اس قدر روزے تاکہ چکھے وبال اپنے کام کا''۔

کہا مالکؒ نے جو شخص شکار پکڑے اور وہ حلال ہو پھر احرام کی حالت میں اس کو مارے تو وہ اس کے مثل ہے کہ محرم شکار کو خرید کر اس کو مارے اللہ نے منع کیا ہے اس کے مارنے سے تو اس پر اس کی جزا لازم ہے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص احرام کی حالت میں شکار مارے گا اس پر حکم لگایا جائے گا جزا کا۔

کہا مالکؒ نے میں نے بہت اچھا اس باب میں یہ سنا ہے کہ جو شخص شکار مارے تو اس شکار کی قیمت لگائیں گے اور حساب کریں گے کہ اس کی قیمت میں سے کتنا غلہ آتا ہے تو ہر مد ایک مسکین کو دے یا ہر مد کے بدلے میں ایک روزہ رکھے اور مساکین کے شمار کو دیکھ لے اگر دس ہوں تو دس روزے اور اگر بیس ہوں تو بیس روزے رکھے۔ اگرچہ ساٹھ مسکینوں سے بڑھ جائیں۔

کہا مالکؒ نے جو شخص حرم میں شکار مارے اور وہ حلال ہو تو اس کا حکم ایسا ہی ہے جو احرام کی حالت میں شکار مارے حرم میں۔

۲۸۔ بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَآبِّ — محرم کو کون سے جانور مارنے درست ہیں

(۹۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ — حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ اَلْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں محرم کو ان کا قتل منع نہیں ہے کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کٹنا کتا۔

(٩٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَلْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو کوئی ان کو احرام کی حالت میں مار ڈالے تو کچھ گناہ نہیں ہے ایک بچھو دوسرے چوہا تیسرے کٹنا کتا چوتھے چیل پانچویں کوا۔

(٩٥) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. (وصله مسلم)

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ناپاک ہیں قتل کیے جائیں گے حل اور حرم میں چوہا اور بچھو اور چیل اور کٹنا کتا۔

(٩٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فِي الْحَرَمِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سانپوں کے مارنے کا حرم میں۔

٩٧: کہا مالکؒ نے کٹنے کتے سے جس کے مارنے کا حرم میں حکم ہوا ہے مراد یہ ہے کہ جو جانور لوگوں کو کاٹے یا ان پر حملہ کرے یا ڈرائے جیسے شیر اور چیتا اور ریچھ اور بھیڑیا اس کو مار ڈالنا درست ہے اور وہ کٹنے کتے میں داخل ہے البتہ جو درندے حملہ نہیں کرتے جیسے بجو اور لومڑی اور بلی اور جو ان کے مشابہ ہیں ان کو محرم نہ مارے اگر مارے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا۔

کہا مالکؒ نے جو درندے نقصان پہنچاتے ہیں محرم ان کو نہ مارے مگر جن کا آنحضرت ﷺ نے نام لیا ہے کوے اور چیل کو اگر ان دونوں کے سوا اور کسی پرندے کو محرم مارے گا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔

٢٩۔بَابُ مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَّفْعَلَهٗ

جو کام محرم کو درست ہیں ان کا بیان

(٩٨) عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ اَنَّهٗ رَاٰى عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُقَرِّدُ بَعِيْرًا لَّهٗ فِيْ طِيْنٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مَالِكٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَنَا اَكْرَهُهٗ.

ربیعہ بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جوئیں نکالتے تھے اپنے اونٹ کی اور پھینک دیتے تھے جوں کو خاک میں موضع سقیا میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے مالکؒ نے کہا میں اس کام کو مکروہ جانتا ہوں۔

ف: کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مکروہ جانا اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کا فعل مقدم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول پر۔

(٩٩) عَنْ مَرْجَانَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسْئَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ يَحُكُّ جَسَدَهٗ فَقَالَتْ

مرجانہ نے سنا حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان سے سوال ہوا کہ محرم اپنے بدن کو کھجائے بولیں ہاں کھجائے اور زور

نَعَمْ فَلْيَحْكُكْهُ وَلْيَشْدُدْ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ رُبِطَتْ يَدَايَ وَلَمْ اَجِدْ اِلَّا رِجْلَيَّ لَحَكَكْتُ.

سے کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور پاؤں قابو میں ہوں تو اسی سے کھجاؤں۔

(۱۰۰) عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ لِشَكْوٰى كَانَ بِعَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ایوب بن موسیٰ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آئینہ میں دیکھا بہ سبب کسی مرض کے جوان کی آنکھ میں تھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

(۱۰۱) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً اَوْ قُرَادًا عَنْ بَعِيْرِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے اپنے اونٹ کی جوں یا لیکھ نکالنے کو۔

کہا مالکؒ نے مجھے یہ قول پسند ہے۔

(۱۰۲) عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَّهٗ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِؓ عَنْ ظُفُرٍ لَّهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ سَعِيْدٌ اقْطَعْهُ.

محمد بن عبداللہ بن ابی مریم نے پوچھا سعید بن المسیبؒ سے کہ میرا ایک ناخن ٹوٹ گیا ہے اور احرام باندھے ہوں سعیدؒ نے کہا کاٹ ڈال اس کو۔

۱۰۳: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ محرم کے کان میں درد ہو تو وہ اپنے کان روغن بان جس میں خوشبو نہ ہو ڈالے جواب دیا کچھ قباحت نہیں ہے اگر منہ میں بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۱۰۴: کہا مالکؒ نے اگر محرم اپنے پھوڑے کو چیرے یا آبلہ پھوڑے یا فصد کھولے ضرورت کے وقت تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۳۰۔ بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ يُّحَجُّ

دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا بیان

(۱۰۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍؓ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيْهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے اتنے میں ایک عورت آئی خثعم سے (خثعم ایک قبیلہ کا نام ہے) مسئلہ پوچھنے لگی رسول اللہ ﷺ سے تو فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی رسول اللہ ﷺ فضل کا منہ اور طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حج اللہ کا فرض ہوا میرے باپ پر ایسے وقت میں کہ میرا باپ بڈھا ہے اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتا[1] کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں فرمایا آپؐ نے ہاں اور یہ قصہ حجۃ الوداع میں ہوا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص زندگی میں عاجز ہو جائے حج سے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور میت کی طرف

---

[1] معلوم ہونا چاہیے کہ حج اس پر فرض ہے جو کعبہ تک جا سکتا ہو۔ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. ۱۲ مصحح

سے بالاتفاق درست ہے۔

۳۱۔بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ — احصار کا بیان

ف۱: احصار کہتے ہیں آدمی کے روکے جانے کو حج یا عمرہ سے کسی دشمن کی وجہ سے بعد احرام کے۔

۱۰۶: کہا مالکؒ نے جس شخص کو احصار ہوا دشمن کے باعث سے اور وہ اس کی وجہ سے بیت اللہ تک نہ جا سکا تو وہ احرام کھول ڈالے اور اپنی ہدی کو نحر کرلے اور سر منڈائے جہاں پر اس کو احصار ہوا ہے اور قضا اس پر نہیں ہے۔

ف۲: یہی مذہب ہے شافعیؒ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک قضا ہے۔

(۱۰۷) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّ هُوَ وَاَصْحَابُهُ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فَنَحَرُوا الْهَدْىَ وَحَلَّقُوْا رُؤُسَهُمْ وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ وَقَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَيْهِ الْهَدْىُ ثُمَّ لَمْ نَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهٗ اَنْ يَّقْضُوْا شَيْئًا وَّلَا يَعُوْدُوْا لِشَيْءٍ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے (جب روکا ان کو کفار نے) تو احرام کھول ڈالا حدیبیہ میں اور نحر کیا ہدی کا اور سر منڈائے اور حلال ہو گئے ہر شئے سے قبل طوافِ خانہ کعبہ اور قبل پہنچ جانے ہدی کے بیت اللہ کو پھر ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ہو کسی کو اپنے اصحاب اور ساتھیوں میں سے دوبارہ قضا یا اعادہ کرنے کا۔

(۱۰۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِى الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نَظَرَ فِىْ اَمْرِهٖ فَقَالَ مَآ اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ نَفَذَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ فَطَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّرَاٰى ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَاَهْدٰى.

....

(اخرجه البخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نکلے مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے جس سال فساد درپیش تھا (یعنی حجاج بن یوسف لڑنے کو آیا تھا عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جو حاکم تھے مکہ کے) تو کہا اگر میں روکا جاؤں بیت اللہ جانے سے تو کروں گا جیسا کیا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جب روکا تھا آپ کو کفار نے) تو عبداللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا تھا عمرہ کا اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی حدیبیہ کے سال میں احرام باندھا تھا عمرہ کا پھر عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا تو یہ کہا کہ عمرہ اور حج دونوں کا حکم احصار کی حالت میں یکساں ہے پھر متوجہ ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے میں نے تم کو گواہ کیا کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی واجب کرلیا عمرہ کے ساتھ پھر چلے گئے عبداللہؓ یہاں تک کہ آئے بیت اللہ میں اور ایک طواف کیا اور اس کو کافی سمجھا اور نحر کیا ہدی کو۔

ف۱: قران میں شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے اور ابوحنیفہؒ کے دو طواف اور دو سعی درکار ہیں۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک جس کو دشمن کی وجہ سے احصار ہو اس کا یہی حکم ہے جو نبی ﷺ اور ان کے اصحابؓ نے کیا۔ کہا مالکؒ نے جو

سوائے دشمن کے اور کسی وجہ سے رُک جائے وہ حلال نہ ہوگا۔ بدون بیت اللہ جائے ہوئے۔

ف ۲: شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرض وغیرہ موانع سے بھی احصار ہوتا ہے۔

۳۲۔بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ

جو شخص سوائے دشمن کے اور کسی سبب سے رُک جائے اس کا بیان

(۱۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ الْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاِنِ اضْطُرَّ اِلٰى لُبْسِ شَيْءٍ مِّنَ الثِّيَابِ الَّتِيْ لَا بُدَّلَهٗ مِنْهَا اَوِالدَّوَآءِ صَنَعَ ذَالِكَ وَافْتَدٰى.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص بیماری کی وجہ سے رُک جائے تو وہ حلال نہ ہوگا یہاں تک کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں اگر ضرورت ہو کسی کپڑے کے پہننے کی یا دوا کی (جو احرام کی حالت میں منع ہے) تو اس کا استعمال کرے اور جزاء دے۔

(۱۱۰) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ الْمُحْرِمُ لَا يُحِلُّهٗ اِلَّا الْبَيْتُ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محرم حلال نہیں ہوتا بغیر خانہ کعبہ پہنچے ہوئے۔

(۱۱۱) عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيْمًا اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ اِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ كُسِرَتْ فَخِذِيْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى مَكَّةَ وَبِهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَالنَّاسُ فَلَمْ يُرَخِّصْ لِيْ اَحَدٌ اَنْ اَحِلَّ فَاَقَمْتُ عَلٰى ذَالِكَ الْمَآءِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ حَتّٰى اَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ.

ایوب بن ابی تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے سنا ایک شخص سے جو بصرہ کا رہنے والا پرانا آدمی تھا (نام اس کا ابوقلابہ بن زید ہے) اس نے کہا کہ میں چلا مکہ کو راستے میں میرا کولہا ٹوٹ گیا تو میں نے مکہ میں کسی کو بھیجا وہاں عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور اور لوگ بھی تھے ان میں سے کسی نے مجھ کو اجازت نہ دی۔ احرام کھول ڈالنے کی یہاں تک کہ میں وہیں پڑا رہا سات مہینے تک جب اچھا ہوا تو عمرہ کر کے احرام کھولا۔

(۱۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حُبِسَ دُوْنَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ فَاِنَّهٗ لَايَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص خانہ کعبہ نہ جا سکے بیماری کی وجہ سے تو اس کا احرام نہ کھلے گا یہاں تک کہ طواف کرے بیت اللہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں۔

(۱۱۳) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَسَاَلَ عَلَى الْمَآءِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ فَوَجَدَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُمُ الَّذِيْ عَرَضَ لَهٗ فَكُلُّهُمْ اَمَرَهٗ اَنْ يَّتَدَاوٰى بِمَالَا بُدَّلَهٗ مِنْهُ وَ يَفْتَدِيْ فَاِذَا صَحَّ اِعْتَمَرَ فَحَلَّ مِنْ اِحْرَامِهٖ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن حزابہ مخزومی گر پڑے مکہ کو آتے ہوئے راہ میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے تو جہاں پانی دیکھ کر ٹھہرے تھے وہاں پوچھا تو عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن الزبیر اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہم ملے ان سے بیان کیا اس عارضے کو ان سبھوں نے کہا جیسے ضرورت ہو ویسے دوا کرے اور فدیہ دے جب اچھا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھولے پھر سال آئندہ حج

ثُمَّ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ وَّ يُهْدِىْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ. کرے اور موافق طاقت کے ہدی دے۔

۱۱۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جو روکا جائے کسی وجہ سے سوائے دشمن کے۔ کہا مالکؒ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ابوایوب انصاری اور ہبار بن الاسود رضی اللہ عنہما کو جب ان کا حج فوت ہو گیا اور وہ دسویں تاریخ آئے کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں اور چلے آئیں پھر سال آئندہ حج کریں اور ہدی بھیجیں اگر ہدی میسر نہ ہو تو تین روزے حج میں اور سات روزے بعد اس کے رکھیں جب اپنے گھر میں آئے۔

کہا مالکؒ نے جو شخص حج سے رُک جائے بعد احرام کے مرض کی وجہ سے یا اور کسی باعث سے مثلاً تاریخ کے شمار میں غلطی ہو جائے یا چاند معلوم نہ ہو تو اس کا حکم مثل محصر کے ہے۔

ف: یعنی جس کو احصار ہو حج سے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے اور ہدی دے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص مکہ کا رہنے والا اس نے احرام باندھا حج کا پھر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا پیٹ چلنے لگا یا عورت کو دردزہ شروع ہوا تو جواب دیا کہ ان کا حکم محصر کا سا ہے جیسے باہر والوں کا حکم ہے جب ان کو احصار ہو۔

کہا مالکؒ نے ایک شخص مکہ کو آیا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں اور عمرہ ادا کر کے پھر حج کا احرام باندھا مکہ سے بعد اس کے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا کوئی اور صدمہ ایسا پہنچا جس کی وجہ سے وہ عرفات میں نہ جا سکا تو وہ ٹھہرا رہے جب تندرست ہو اس وقت حرم کے باہر جا کر لوٹ آئے مکہ کو اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔

کہا مالکؒ نے جو شخص احرام باندھے حج کا مکہ سے پھر طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں بعد اس کے بیمار ہو جائے اور لوگوں کے ساتھ عرفات میں نہ جا سکے تو جب فوت ہو جائے حرم کے باہر اگر ہو سکے نکل کر عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور طواف سعی کر کے احرام کھول ڈالے کیونکہ پہلا طواف اور سعی عمرہ کا نہ تھا پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔

کہا مالکؒ نے اگر وہ شخص مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور کسی مرض کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور طواف اور سعی کر چکا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے لیکن عمرہ کے لیے دوبارہ طواف اور سعی کرے اس واسطے کہ پہلا طواف اور سعی عمرہ سے متعلق نہ تھا بلکہ حج کی نیت سے تھا اب سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔

۳۳۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بِنَاءِ الْكَعْبَةِ

کعبہ کے بنانے کا حال

(۱۱۵) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَآ اُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ

روایت ہے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تیری قوم نے جب بنایا کعبہ کو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جیسا بنایا تھا اس میں کمی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جیسا بنایا تھا ویسا کیوں نہیں بنا دیتے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا تو میں بنا دیتا۔ ف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ﷺ تَرَکَ اسْتِلَامَ الرُّکْنَیْنِ یَلِیَانِ الْحَجَرَ اِلَّا اَنَّ الْبَیْتَ لَمْ یُتَمَّمْ عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاھِیْمَ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

نے کہا اسی وجہ سے شاید رسول اللہ ﷺ نے رکن شامی اور عراقی کا جو حطیم کے متصل ہیں استلام نہ کیا کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کے بنا پر نہ تھا۔ ف[2]

ف۱: یعنی ابھی زمانہ گزرا کہ قریش کافر تھے اسلام ان کا قدیم نہیں ہے اس وجہ سے احتمال ہے کہ میں کعبہ کو درست کرنے کے واسطے توڑوں اور وہ اور کچھ سمجھیں۔

ف۲: ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حطیم کعبہ میں داخل تھا اب حطیم کعبہ سے خارج ہے لیکن طواف میں شریک ہے تو جس قدر دیوار کعبہ کی حطیم سے متصل ہے وہ درحقیقت اپنے اصلی مقام پر نہیں ہے اور دونوں کونے اس کے یعنی رکن شامی اور عراقی اپنے مقام پر نہیں ہیں اس واسطے رسول اللہ ﷺ نے ان کا استلام (یعنی ہاتھ سے چھونا یا بوسہ دینا) نہ کیا۔ اور رکن یمانی اور حجر اسود جو اصلی مقام پر ہیں ان کا استلام کرتے رہے کعبہ کی اصل صورت یہ ہے:

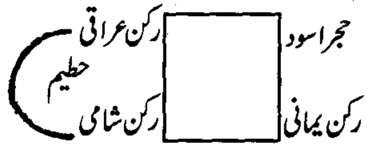

(۱۱۶) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اُبَالِیْ اَصَلَّیْتُ فِی الْحِجْرِ اَمْ فِی الْبَیْتِ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا اس میں کہ نماز پڑھوں کعبہ کے اندر یا حطیم میں۔

ف: کیونکہ حطیم بھی درحقیقت کعبہ میں داخل ہے۔

(۱۱۷) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَآئِنَا یَقُوْلُ مَا حُجِرَ الْحِجْرُ وَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَّرَآئِهٖ اِلَّا اِرَادَةَ اَنْ یَّسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ کُلِّهٖ.

ابن شہاب نے بعض علماء سے سنا کہتے تھے حطیم کے گرد دیوار اٹھائی اور طواف میں اس کو شریک کیا اس واسطے کہ پورے خانہ کعبہ کا طواف ہو جائے۔

۳۴۔ بَابُ الرَّمَلِ فِی الطَّوَافِ

طواف میں رمل کا بیان

ف: رمل کہتے ہیں ذرا جلدی جلدی مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنے کو مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو کہا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو سست کر دیا ہے اس واسطے آپؐ نے اس طرح طواف کا حکم دیا تاکہ ان کی چالاکی اور مستعدی اور چستی اور بہادری معلوم ہو۔

(۱۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیْهِ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ. (اخرجه مسلم)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ رمل کی آپؐ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں۔

کہا مالکؒ نے ہمارے شہر کے علماء کا عمل اسی پر ہے۔

(۱۱۹) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَ يَمْشِيْ اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمل کرتے تھے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیروں میں معمولی چال سے چلتے تھے۔

(۱۲۰) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِؓ اَنَّهُ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْعَى الْاَشْوَاطَ الثَّلٰثَةَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنْتَ تُحْيِيْ بَعْدَ مَا اَمَتَّنَا يَخْفِضُ صَوْتَهٗ.

عروہ بن الزبیرؓ جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا تو دوڑ کر چلتے تین پھیروں میں اور آہستہ سے کہتے اے اللہ سوائے تیرے کوئی سچا معبود نہیں اور تو جلا دے گا ہم کو بعد مرنے کے۔

(۱۲۱) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ رَاٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِّنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ ثُمَّ رَاَيْتُهٗ يَسْعٰى حَوْلَ الْبَيْتِ الْاَشْوَاطَ الثَّلٰثَةَ.

عروہ بن الزبیر نے دیکھا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا تنعیم سے پھر دیکھا کہ وہ دوڑ کر چلتے ہیں پہلے تین پھیروں میں گرد خانہ کعبہ کے۔

(۱۲۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَّكَّةَ لَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى يَرْجِعَ مِنْ مِّنًى وَكَانَ لَا يَرْمُلُ اِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَّكَّةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب احرام باندھتے مکہ سے تو طواف نہ کرتے بیت اللہ کا اور نہ سعی کرتے صفا مروہ کی درمیان میں یہاں تک کہ لوٹتے منیٰ سے اور نہ رمل کرتے۔

۳۵۔بَابُ الْاِسْتِلَامِ فِي الطَّوَافِ

طواف میں استلام کرنے کا بیان

ف: استلام کہتے ہیں کسی چیز کے چھونے یا بوسہ دینے کو۔

(۱۲۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَضٰى طَوَافَهٗ بِالْبَيْتِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَاَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ. (اخرجہ مسلم)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہو کر دوگانہ طواف پڑھ چکتے اور صفا مروہ کو نکلنے کا ارادہ کرتے تو حجر اسود کو چوم لیتے قبل نکلنے کے۔

(۱۲۴) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَيْفَ صَنَعْتَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ فِيْ اِسْتِلَامِ الرُّكْنِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اِسْتَلَمْتُ وَتَرَكْتُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَصَبْتَ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کس طرح تم نے چوما حجر اسود کو عبدالرحمٰن نے کہا کبھی میں نے چوما اور کبھی ترک کیا آپؐ نے فرمایا ٹھیک کیا تم نے۔

ف: کیونکہ حکم یہی ہے کہ جب حجر اسود کے پاس آئے تو اس کو چھو لے یا بوسہ دے اژدحام اگر نہ ہو ورنہ صرف اس کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہے اور چلا جائے۔

(۱۲۵) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ اِسْتَلَمَ الْاَرْكَانَ كُلَّهَا وَكَانَ لَا يَدَعُ الْيَمَانِيَّ اِلَّا

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن الزبیرؓ جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا تو سب رکنوں کا استلام کرتے خصوصاً

اَنْ يُّغْلَبَ عَلَيْهِ.

رکن یمانی کو ہرگز نہ چھوڑتے مگر جب مجبور ہو جاتے۔

ف: یہ فعل جمہور علماء کے خلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بھی صرف رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام ثابت ہے۔

٣٦۔بَابُ تَقْبِيلِ الرُّكْنِ الْاَسْوَدِ فِي الْإِسْتِلَامِ

حجر اسود کے استلام کے وقت اس کو چومنے کا بیان

(١٣٦) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ لِلرُّكْنِ الْاَسْوَدِ اِنَّمَا اَنْتَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَبَّلَهُ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب وہ طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا حجر اسود کو کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں نہ چومتا تجھ کو پھر چوما حجر اسود کو۔

ف: یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کا قریب گزرا تھا شرک کے خیالات عام لوگوں کے دلوں سے بالکل محو نہیں ہوئے تھے۔ پتھر چومنے سے شاید یہ کوئی خیال کرتا کہ دین اسلام میں بھی کوئی پتھر قابل تعظیم یا عبادت کے قابل ہے کہ اس سے امید نفع اور نقصان کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان موسم حج میں اس کو بیان کر دیا کہ یہ خیال بالکل لغو ہے اس پتھر کا چومنا محض نبی ﷺ کی پیروی ہے ورنہ یہ پتھر ہمارا کچھ نفع نقصان نہیں کر سکتا پھر جب حجر اسود کا یہ حال ہوا جس کے فضائل احادیث صحیحہ اور رسول اللہ ﷺ کے بوسہ اور استلام سے ثابت ہیں تو اور بزرگوں کی قبروں یا درگاہوں اور آثار کا کیا درجہ ہوگا۔

کہا مالکؒ نے بعض اہل علم سے میں نے سنا کہ جب رکن یمانی سے ہاتھ لگا کر اٹھائے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے مگر اس کو چومے نہیں۔

ف: مگر شافعیؒ کے نزدیک اس کو چوم لے۔

٣٧۔بَابُ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

دوگانہ طواف کا بیان

(١٣٧) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السَّبْعَيْنِ لَا يُصَلِّيْ بَيْنَهُمَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ كُلِّ سَبْعٍ رَكْعَتَيْنِ فَرُبَمَا صَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ اَوْ عِنْدَ غَيْرِهِ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ دو طواف ایک ساتھ نہ کرتے تھے اس طرح پر کہ ان دونوں کے بیچ میں دوگانہ طواف ادا نہ کریں بلکہ ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے مقام ابراہیم کے پاس یا اور کسی جگہ۔

١٢٨: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر کوئی شخص آسان سمجھ کر دو یا تین طواف کر کے سب کے بعد دوگانے ادا کرے تو یہ درست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں ہر سات پھیروں کے بعد اس کا دوگانہ ادا کرے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص نے طواف شروع کیا سو بھول گیا یہاں تک کہ آٹھ یا نو پھیرے کیے تو جب اس کو علم ہو طواف چھوڑ دے پھر دو رکعتیں پڑھے اور جو زیادہ ہو گیا اس کا اعتبار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی پورا کرے دونوں طوافوں کے دوگانے ایک ساتھ ادا کرے کیونکہ سنت یہ ہے کہ ہر طواف کا دوگانہ اس کے بعد ادا ہو۔

۱۲۹: کہا مالکؒ نے جو شخص طواف کر کے دوگانہ ادا کرے پھر اس کو شک ہو کہ سات پھیرے پورے نہ ہوئے تھے تو وہ سات پورے کرے اور دوگانہ دوبارہ پڑھے اس لیے کہ دوگانہ جب ادا کرنا چاہیے کہ سات پھیرے ہو جائیں۔

کہا مالکؒ نے جس شخص کا وضو طواف یا سعی کرتے میں ٹوٹ جائے تو وہ وضو کرے اور نئے سرے سے طواف شروع کرے اور سعی کے جس قدر پھیرے باقی تھے وہ ادا کرے کیونکہ سعی وضو ٹوٹ جانے سے باطل نہیں ہوتی مگر جب سعی شروع کرے تو باوضو ہونا چاہیے۔

۳۸۔بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فِي الطَّوَافِ

دوگانہ طواف کا ادا کرنا بعد نماز صبح یا عصر کے

(۱۳۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ نِ الْقَارِيِّ اَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضٰى عُمَرُ طَوَافَهُ نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ فَرَكِبَ حَتّٰى اَنَاخَ بِذِيْ طُوًى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے طواف کیا خانہ کعبہ کا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعد نماز فجر کے تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف ادا کر چکے تو آفتاب نہ پایا پس سوار ہوئے یہاں تک کہ بٹھایا اونٹ ذی طویٰ میں وہاں دوگانہ طواف ادا کیا۔

(۱۳۱) عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ يَطُوْفُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَدْخُلُ فِيْ حُجْرَتِهٖ فَلَا اَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ.

ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو طواف کرتے تھے بعد نماز عصر کے پھر جاتے تھے اپنے حجرے میں پھر معلوم نہیں وہاں کیا کرتے تھے۔

ف: یعنی دوگانہ طواف پڑھتے تھے یا انتظار کرتے تھے آفتاب ڈوب جانے کا لیکن سفیان کی روایت میں ہے کہ دوگانہ طواف ادا کرتے تھے۔

(۱۳۲) عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْبَيْتَ يَخْلُوْ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا يَطُوْفُ بِهٖ اَحَدٌ.

ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا خانہ کعبہ کو خالی ہو جاتا طواف کرنے والوں سے بعد نماز صبح اور بعد نماز عصر کے کوئی طواف نہ کرتا۔

ف: اس خیال سے کہ طواف کے بعد دوگانہ ادا کرنا ہوگا اور بعد نماز صبح کے طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر کے غروب آفتاب تک سجدہ کرنا منع ہے۔ محمد بن الحسن نے کہا کچھ قباحت نہیں ہے ان نمازوں کے بعد طواف کرے لیکن دوگانہ نہ پڑھے جب آفتاب نکل آئے یا ڈوب جائے اس وقت پڑھ لے اور شافعیؒ کے نزدیک دوگانہ طواف ان وقتوں میں پڑھنا درست ہے۔

۱۳۳: کہا مالکؒ نے جس نے طواف شروع کیا پھر تکبیر ہوئی نماز صبح یا عصر کی تو وہ نماز پڑھے امام کے ساتھ بعد نماز کے طواف پورا کرے لیکن دوگانہ ادا نہ کرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے یا ڈوب جائے اور اگر بعد نماز مغرب کے پڑھے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے۔

کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص ایک طواف کرے بعد نماز فجر یا عصر کے اور دوگانہ کی تاخیر کرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا آفتاب ڈوب جائے تو کچھ قباحت نہیں ہے اب دوگانہ طواف آفتاب ڈوبتے ہی پڑھ لے یا بعد نماز

مغرب کے پڑھے۔

۳۹۔بَابُ وَدَاعِ الْبَيْتِ

خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان

(۱۳۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَايَصْدُرَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحَاجِّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَاِنَّ اٰخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی حاجی مکہ سے نہ لوٹے یہاں تک کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا کیونکہ آخری عبادت یہ ہی طواف کرنا خانہ کعبہ کا ہے۔

ف: اس طواف کوطواف الوداع کہتے ہیں جب مکہ سے مراجعت کا قصد ہوتو یہ طواف رخصت کے وقت کرتے ہیں کہا مالکؒ نے یہ جوحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری عبادت طواف ہے خانہ کعبہ کا اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے:

''جوشخص تعظیم کرے اللہ جل جلالہٗ کی نشانیوں کی تو یہ دلوں کے خوف کی وجہ سے ہے''۔

پھر فرماتا ہے کہ ''بازگشت ان کی خانہ کعبہ کی طرف ہے'' تو تمام ارکان اور عبادات حج کے انتہاء خانہ کعبہ پر ہے۔

(۱۳۵) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَدَّ رَجُلًا مِّنْ مَّرِّالظُّهْرَانِ لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ الْبَيْتَ حَتّٰى وَدَّعَ الْبَيْتَ.

یحیٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مرالظہران سے (ایک موضع ہے مکہ سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر) پھیر دیا اس واسطے کہ اس نے طواف الوداع نہیں کیا تھا۔

(۱۳۶) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَفَاضَ فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهٗ فَاِنَّهٗ اِنْ لَّمْ يَكُنْ حَبَسَهٗ شَيْءٌ فَهُوَ حَقِيْقٌ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَاِنْ حَبَسَهٗ شَيْءٌ اَوْ عَرَضَ لَهٗ فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهٗ.

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس شخص نے طواف الافاضہ (طواف الزیارۃ) ادا کیا اس کا حج اللہ نے پورا کر دیا۔ اب اگر اس کو کوئی امر مانع نہیں آیا تو چاہیے کہ رخصت کے وقت طواف الوداع کرے اور اگر کوئی مانع یا عارضہ درپیش ہو تو حج تو پورا ہو چکا۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ طواف الوداع واجب نہیں ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھیر دینے سے اس شخص کو جس نے یہ طواف نہیں کیا تھا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

کہا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر کسی شخص کو یہ مسئلہ طواف الوداع کا معلوم نہ تھا اور وہ بدون طواف الوداع کیے ہوئے مکہ سے واپس چلا گیا تو اس پر لوٹ آنا لازم نہیں مگر جس صورت میں کہ قریب ہو مکہ سے تو لوٹ آئے اور طواف کرے بشرطیکہ طواف الزیارۃ کر چکا ہو۔

ف: کیونکہ طواف الزیارۃ فرض ہے۔

۴۰۔بَابُ جَامِعِ الطَّوَافِ

طواف کے مختلف مسائل کا بیان

(۱۳۷) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیماری کی سو آپ ﷺ نے فرمایا مردوں کے پیچھے سوار ہو کر تو طواف کر لے ام سلمہ

وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَئِذٍ يُّصَلِّىْ اِلٰى جَانِبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَءُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ.

(اخرجه البخاری)

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے سورۃ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ.

(۱۳۸) عَنْ اَبِىْ مَاعِزٍ نِ الْاَسْلَمِىِّ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَ تْهُ امْرَاَةٌ تَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَتْ اِنِّىْ اَقْبَلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَآءَ فَرَجَعْتُ حَتّٰى ذَهَبَ ذَالِكَ عَنِّىْ ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَآءَ فَرَجَعْتُ حَتّٰى ذَهَبَ ذَالِكَ عَنِّىْ ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَآءَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنَّمَا ذَالِكَ رَكْضَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَاغْسِلِىْ ثُمَّ اسْتَثْفِرِىْ بِثَوْبٍ ثُمَّ طُوْفِىْ.

حضرت ابو ماعز اسلمی سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اتنے میں ایک عورت آئی مسئلہ پوچھنے ان سے تو کہا اس عورت نے کہ میں نے قصد کیا خانہ کعبہ کے طواف کا جب مسجد کے دروازے پر آئی تو مجھے خون آنے لگا سو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا تو پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا تو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا یہ لات ہے شیطان کی تو غسل کر پھر کپڑے سے شرمگاہ کو باندھ اور طواف کر۔

ف: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو حیض کا خون نہ سمجھا اس واسطے کہ وہ متواتر ایک سا آیا کرتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ موقوف ہو پھر شروع ہو یا وہ عورت آیسہ تھی جس کو حیض نہیں آتا یا اس کو حیض آ چکا تھا اور غسل کا حکم استحباباً ہے واسطے طواف کے کیونکہ مستحاضہ کو نماز اور طواف وغیرہ کے لیے وضو کافی ہے۔

(۱۳۹) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِىْ وَقَّاصٍ كَانَ اِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ اِلٰى عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَعْدَ اَنْ يَّرْجِعَ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آتے اور نویں تاریخ قریب ہوتی تو عرفات کو چلے جاتے قبل طواف اور سعی کے پھر جب وہاں سے پلٹتے تو طواف اور سعی کرتے۔

ف: جب مکہ میں پہنچے اور مہلت ہو تو افضل یہ ہے کہ طواف قدوم ادا کرے پھر عرفات کو جائے اور جو مہلت نہ ہو تو سیدھا چلا جائے اس واسطے کہ طواف قدوم سنت ہے اور وقوف عرفہ فرض ہے کہا مالکؒ نے یہ امر واسع ہے اور سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ طواف واجب کرنے میں کسی سے باتیں کرنے کو ٹھہر جانا درست ہے؟ جواب دیا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

ف: کیونکہ روایت کیا اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے مگر اللہ پاک نے اس میں کلام مباح کیا ہے تو جو کوئی کلام کرے سو بہتر کلام کرے۔

کہا مالکؒ نے کوئی طواف نہ کرے خانہ کعبہ کا اور نہ سعی صفا و مروہ کے درمیان میں مگر باوضو۔

ف: مگر طواف میں طہارت واجب ہے اور سعی میں مستحب ہے۔

۴۱۔بَابُ الْبَدْءِ بِالصَّفَا فِي السَّعْيِ

سعی صفا سے شروع کرنے کا بیان

(۱۴۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيْدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُوْلُ نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَأَ بِالصَّفَا. (اخرجه مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے آپؐ جب نکلے مسجد الحرام سے صفا کی طرف شروع کرتے ہیں ہم اس سے جس سے شروع کیا اللہ جل جلالہٗ نے تو شروع کی سعی آپؐ نے صفا سے۔

ف: یعنی اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ. ''صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں''۔تو پہلے صفا کا ذکر کیا بعد اس کے مروہ کا۔آنحضرت ﷺ نے بھی سعی صفا سے پہلے شروع کی۔

(۱۴۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلٰثًا وَّيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَصْنَعُ ذَالِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَ يَدْعُوْا وَ يَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ. (اخرجه مسلم)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے صفا پر تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اسی کی سلطنت ہے اور اسی کو تعریف ہے وہ ہر شئے پر قادر ہے تین بار اس کو کہتے تھے اور مانگتے تھے پھر مروہ پر پہنچ کر ایسا ہی کرتے۔

(۱۴۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُوْا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَلَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰى تَتَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ.

نافع نے سنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ صفا پر دعا مانگتے تھے اے پروردگار تو نے فرمایا کہ دعا کرو میں قبول کروں گا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھ کو اسلام کی راہ دکھائی سو مرتے دم تک اسلام سے نہ چھڑائیو یہاں تک کہ میں مروں مسلمان رہ کر۔

۴۲۔بَابُ جَامِعِ السَّعْيِ

سعی کی مختلف احادیث کا بیان

(۱۴۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ اَرَاَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَمَا عَلَى الرَّجُلِ شَیْءٌ اَنْ لَّا يَطُوْفَ بِهِمَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَلَّا لَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِی الْاَنْصَارِ

عروہ بن الزبیرؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھو اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے بے شک صفا اور مروہ اللہ کی پاک نشانیوں میں سے ہیں سو جو حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو کچھ گناہ نہیں ہے اس پر سعی کرنے میں درمیان ان دونوں کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سعی نہ کرے تب بھی برا نہیں ہے۔ف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں اگر جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا ہوتا (یعنی سعی نہ کرنا برا نہ ہوتا) تو اللہ جل جلالہٗ یوں فرماتا کہ گناہ ہے اس پر سعی نہ کرنے میں صفا اور مروہ کے درمیان اور یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری ہے وہ لوگ حج کیا کرتے تھے منات کے واسطے

كَانُوْا يُهِلُّوْنَ بِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا.

....

(اخرجه البخاری و مسلم)

(منات ایک بت کا نام ہے جس کو عرب لوگ پوجتے تھے قبل اسلام کے) اور منات مقابل قدید کے تھا (قدید ایک قریہ کا نام ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے منات اس کے سامنے تھا) وہ لوگ صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کرنا برا سمجھتے تھے جب دین اسلام سے مشرف ہوئے تو انہوں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اس کو اس وقت اللہ جل شانہٗ نے اتارا کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو سعی کرنا گناہ نہیں ہے درمیان میں ان دونوں کے۔ ف[۲]

ف۱: حالانکہ حکم اس کے برخلاف ہے کیونکہ سعی کرنا صفا مروہ میں واجب ہے نہ کرے تو برا ہے اور آیت شریف سے اس کی اباحت معلوم ہوتی ہے۔

ف۲: جیسا وہ لوگ گناہ سمجھتے تھے مقصود اس سے رد ہے ان کے قول کا اور ابطال ہے ان کے خیال کا اور یہ مقصود نہیں ہے کہ سعی کرنا واجب نہیں ہے۔

(١٤٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَتْ عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَخَرَجَتْ تَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ مَّاشِيَةً وَكَانَتِ امْرَاَةً ثَقِيْلَةً فَجَاءَتْ حِيْنَ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الْعِشَآءِ فَلَمْ تَقْضِ طَوَافَهَا حَتّٰى نُوْدِيَ بِالْاَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ فَقَضَتْ طَوَافَهَا فِيْمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ وَكَانَ عُرْوَةُ اِذَا رَاٰهُمْ يَطُوْفُوْنَ عَلَى الدَّوَآبِّ يَنْهَاهُمْ اَشَدَّ النَّهْيِ فَيَعْتَلُّوْنَ لَهٗ بِالْمَرَضِ حَيَآءً مِّنْهُ فَيَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَهٗ لَقَدْ خَابَ هٰؤُلَآءِ وَخَسِرُوْا.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ سودہ بیٹی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نکاح میں تھیں عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ایک روز وہ نکلیں سعی کرنے کو صفا اور مروہ کے بیچ میں حج یا عمرہ میں پیدل اور وہ ایک موٹی عورت تھیں تو آئیں سعی کرنے کو جب لوگ فارغ ہوئے عشاء کی نماز سے اور سعی ان کی پوری نہیں ہوئی تھی کہ اذان ہوگئی صبح کی پھر انہوں نے پوری کی سعی اپنی اس درمیان میں۔ ف[۱] اور عروہ جب لوگوں کو دیکھتے تھے کہ سوار ہو کر سعی کرتے ہیں تو نہایت منع کرتے تھے وہ لوگ بیماری کا حیلہ کرتے تھے عروہ کی شرم سے تو عروہ کہتے تھے ہم سے اپنے لوگوں کے آپس میں ان لوگوں نے نقصان پایا یا مراد کو نہ پہنچے۔ ف[۲]

ف۱: یعنی عشاء کے بعد سے لے کر فجر کے وقت تک باوجود اس کے عروہ نے ان کو سوار ہو کر سعی کرنے کی اجازت نہ دی۔

ف۲: کیونکہ سعی پیدل کرنا افضل اور مسنون ہے ان لوگوں نے اس کے برخلاف کیا۔

کہا مالکؒ نے جو شخص سعی صفا مروہ کی درمیان میں بھول جائے عمرہ میں پھر یاد نہ آئے یہاں تک کہ مکہ سے دور ہو جائے اور وہ لوٹے اور سعی کرے اور جو جماع کر چکا ہو عورت سے تو لوٹ کر سعی کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص سعی کرتے میں کھڑا ہو کر کسی سے باتیں کرنے لگے تو کیسا ہے؟ جواب دیا

کہ مجھ کو یہ پسند نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص طواف میں کوئی پھیرا بھول گیا یا اس کو شک ہوا پھر سعی کرتے میں یاد آیا تو وہ سعی کو موقوف کر کے پہلے طواف کرے اور دوگانہ طواف پڑھے پھر سرے سے سعی شروع کرے۔

(۱۴۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا نَزَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَشٰى حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ سَعٰى حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ. (اخرجه مسلم)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صفا اور مروہ میں جب آتے تو معمولی چال سے چلتے جب وادی کے اندر آپ کے قدم آتے تو دوڑ کر چلتے یہاں تک کہ وادی سے نکل جاتے۔

ف: اب تو صاف سڑک بن گئی ہے لیکن وادی کے نشان دو میل سبز بائیں طرف مسجد الحرام میں نصب کر دیئے ہیں ان میلوں کے بیچ میں دوڑ کر چلتے ہیں۔

کہا مالکؒ نے ایک شخص نے نادانی سے سعی کی قبل طواف کے تو وہ لوٹے اور طواف کرے پھر سعی دوبارہ کرے اور جو وہ مکہ سے چلا گیا ہو اور دور نکل گیا ہو تب بھی لوٹے اور طواف کرے پھر سعی کرے اگر اس نے جماع کر لیا عورت سے تو لوٹے اور طواف اور سعی ادا کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

۴۳۔ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

(۱۴۶) عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ. (اخرجه البخاري ومسلم)

ام الفضل سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے سامنے شک کیا رسول اللہ ﷺ کے روزے میں عرفہ کے دن بعضوں نے کہا آپؐ روزے سے ہیں بعضوں نے کہا نہیں تو ام الفضل نے ایک پیالہ دودھ کا آپؐ کے پاس بھیجا اور آپؐ اپنے اونٹ پر سوار تھے عرفات میں تو پی لیا آپؐ نے اس کو۔

(۱۴۷) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَرَفَةَ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ يَدْفَعُ الْاِمَامُ ثُمَّ تَقِفُ حَتّٰى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ تَدْعُوْا بِشَرَابٍ فَتُفْطِرُ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا عرفہ کے روز روزہ رکھتی تھیں قاسم نے کہا میں نے دیکھا کہ عرفہ کی شام کو جب امام چلا تو وہ ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین صاف ہو گئی پھر ایک پیالہ پانی کا منگایا اور روزہ افطار کیا۔

ف: عرفہ کے دن روزہ رکھنا درست ہے۔ مگر حاجی کو نہ رکھنا افضل ہے تاکہ طاقت رہے دعا اور استغفار کی ابن عبدالبر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے حج کیا رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوئی ان میں سے عرفہ کو روزہ نہ رکھتا تھا اور میں بھی نہیں رکھتا۔

۴۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں یعنی گیارھویں بارھویں تیرھویں ذی الحجہ کے روزے کے بیان میں

(۱۴۸) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا

عَنْ صِيَامِ اَيَّامِ مِنًى.

منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنے سے۔

(۱۴۹) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ اَيَّامَ مِنًى يَطُوْفُ يَقُوْلُ اِنَّمَا هِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ کو بھیجا منیٰ کے دنوں میں کہ لوگوں میں پھر کر پکار دیں کہ یہ دن کھانے اور پینے اور خدا کی یاد کے ہیں۔

(۱۵۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَ يَوْمِ الْاَضْحٰى.

(اخرجه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا دو دن روزہ رکھنے سے ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ کے دن۔

(۱۵۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَجَدَهُ يَاْكُلُ قَالَ فَدَعَانِيْ فَقُلْتُ لَهُ اِنِّيْ صَآئِمٌ فَقَالَ هٰذِهِ الْاَيَّامُ الَّتِيْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِنَّ وَ اَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ.

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ گئے اپنے باپ عمرو بن العاصؓ کے پاس ان کو کھانا کھاتے ہوئے پایا تو انہوں نے بلایا عبداللہ کو عبداللہ نے کہا میں روزے سے ہوں انہوں نے کہا ان دنوں میں منع کیا رسول اللہ ﷺ نے روزے سے اور حکم کیا ہم کو ان دنوں میں افطار کرنے کا۔

کہا مالکؒ نے وہ دن ایام تشریق تھے۔ (یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ کے)

۴۵۰۔ بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْهَدْيِ

جو جانور ہدی کے لیے درست ہے اس کا بیان

(۱۵۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهْدٰى جَمَلًا كَانَ لِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ. (اخرجه ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی جو ابو جہل بن ہشام کا تھا حج یا عمرہ میں۔

(۱۵۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوِ الثَّالِثَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک شخص کو ہانکتا تھا اونٹ ہدی کا آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا اس پر وہ بولا کہ ہدی ہے یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا خرابی ہو تیری دوسری یا تیسری مرتبہ میں آپؐ نے یہ کہا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے جانور پر وقت ضرورت کے سوار ہو جانا درست ہے۔

(۱۵۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ كَانَ يَرٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِيْ فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ وَ فِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً قَالَ وَرَاَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَةً وَهِيَ قَآئِمَةٌ فِيْ دَارِ خَالِدِ بْنِ اُسَيْدٍ وَكَانَ فِيْهَا مَنْزِلُهُ قَالَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ طَعَنَ فِيْ لَبَّةِ بَدَنَتِهِ حَتّٰى

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں دو دو اونٹوں کی ہدی کیا کرتے تھے اور عمرہ میں ایک ایک اونٹ کی میں نے دیکھا ان کو کہ وہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹ کا اور اونٹ کھڑا ہوتا تھا خالد بن اسید کے گھر میں وہیں وہ اترتے تھے اور میں نے دیکھا ان کو عمرہ میں کہ برچھا مارا انہوں نے اپنے اونٹ کی گردن

خَرَجَتِ الْحَرْبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفِهَا.

میں یہاں تک کہ نکل آیا وہ اس کے بازو سے۔

(١٥٥) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَهْدٰى جَمَلًا فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی حج یا عمرہ میں۔

(١٥٦) عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ نِ الْقَارِيِّ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ ابْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ اَهْدٰى بَدَنَتَيْنِ اِحْدٰهُمَا بُخْتِيَّةٌ.

حضرت ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو اونٹوں کو ہدی کیا ایک اونٹ ان سے بختی تھا۔

ف: بختی کے معنی کتاب الزکوٰۃ میں گزرے۔

(١٥٧) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ اِذَا نُتِجَتِ الْبُدْنَةُ فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتّٰى يُنْحَرَ مَعَهَا فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلٰى اُمِّهٖ حَتّٰى يُنْحَرَ مَعَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب جنے اونٹنی ہدی کو تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے چلیں اور اپنی ماں کے ساتھ قربانی کریں اگر اس کے لے چلنے کے لیے کوئی سواری نہ ہو تو اپنی ماں پر سوار کر دیا جائے تا کہ اس کے ساتھ نحر کیا جائے۔

(١٥٨) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ اِذَا اضْطُرِرْتَ اِلٰى بَدَنَتِكَ فَارْكَبْهَا رُكُوْبًا غَيْرَ قَادِحٍ قَالَ وَاِذَا اضْطُرِرْتَ اِلٰى لَبَنِهَا فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا يُرْوٰى فَصِيْلُهَا فَاِذَا نَحَرْتَهَا فَانْحَرْ فَصِيْلَهَا مَعَهَا.

ہشام بن عروہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ کہتے تھے کہ اگر تجھ کو احتیاج پڑے تو اپنی ہدی پر سوار ہو جا مگر نہ ایسا کہ اس کی کمر ٹوٹ جائے اور جب ضرورت ہو تجھ کو اس کے دودھ کی تو پی لے جب بچہ اس کا سیر ہو جائے پھر جب تو اس کو نحر کرے تو اس کے بچے کو بھی اس کے ساتھ نحر کرے۔

٤٦۔بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ حِيْنَ يُسَاقُ

ہدی ہانکنے کی ترکیب کا بیان

(١٥٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَهْدٰى هَدْيًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يُقَلِّدُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّشْعِرَهٗ وَذٰلِكَ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ وَهُوَ مُوَجَّهٌ اِلَى الْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهٗ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهٗ حَتّٰى يُوْقَفَ بِهٖ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهٖ مَعَهُمْ اِذَا دَفَعُوْا فَاِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ اَوْ يُقَصِّرَ وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهٗ بِيَدِهٖ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا وَّيُوَجِّهُهُنَّ اِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَاْكُلُ وَيُطْعِمُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ہدی لے جاتے مدینہ سے تو تقلید کرتے اس کی (تقلید کے معنی گلے میں کچھ لٹکانے کے ہیں) اور اشعار کرتے اس کا ذوالحلیفہ میں (شعار ایک طرف سے اونٹ کا کوہان چیر کر خون بہا دینا) مگر تقلید اشعار سے پہلے کرتے لیکن دونوں ایک ہی مقام میں کرتے اس طرح پر کہ ہدی کا منہ قبلہ کی طرف کر کے پہلے اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دیتے پھر اشعار کرتے بائیں طرف سے اور ہدی کو اپنے ساتھ لے جاتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز عرفات میں بھی سب لوگوں کے ساتھ رہتے پھر جب لوگ لوٹتے تو ہدی بھی لوٹ کر آتی جب منیٰ میں صبح کو یوم النحر میں پہنچتے تو اس کو نحر کرتے قبل حلق یا قصر کے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ہدی کو آپ نحر کرتے ان کو کھڑا کرتے صف باندھ

کرمنہ ان کا قبلہ کی طرف کرتے پھران کونحر کرتے۔ اوران کا گوشت آپ بھی کھاتے دوسروں کو بھی کھلاتے۔

(۱٦٠) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا طَعَنَ فِيْ سَنَامِ هَدْيِهٖ وَهُوَ يُشْعِرُهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنی ہدی کے کوہان میں زخم لگاتے اشعار کے لیے تو کہتے اللہ کے نام سے اللہ بڑا ہے۔

(۱٦١) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ وَ اُشْعِرَ وَوُقِفَ بِهٖ بِعَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ہدی وہ جانور ہے جس کی تقلید اور اشعار ہو اور کھڑا کیا جائے عرفات میں۔

(۱٦٢) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُجَلِّلُ بُدْنَهُ الْقَبَاطِيَّ وَالْاَنْمَاطَ وَالْحُلَلَ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْكَعْبَةِ فَيَكْسُوْهَا اِيَّاهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹوں کو جو ہدی کے ہوتے تھے مصری کپڑے اور چار جامی اور جوڑے اوڑھاتے (بعد قربانی کے) ان کپڑوں کو بھیج دیتے تھے کعبہ شریف اوڑھانے کو۔

ف: ان دنوں میں کعبہ شریف کا ایسا غلاف نہ ہوگا ورنہ اوڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے قربانی کی نکیل اور رسی اور جھول کو صدقہ میں دیا جائے اور قصاب کی اُجرت میں نہ دیا جائے۔

(۱٦٣) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ دِيْنَارٍ مَا كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِجَلَالِ بُدْنِهٖ حِيْنَ كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ فَقَالَ كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

امام مالکؒ نے پوچھا عبداللہ بن دینار سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اونٹ کی جھول کو کیا کرتے تھے جب کعبہ شریف کا غلاف بن گیا تھا انہوں نے کہا صدقہ میں دے دیتے تھے۔

(۱٦٤) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الثَّنِيِّ فَمَا فَوْقَهٗ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قربانی کے لیے پانچ برس یا زیادہ کا اونٹ ہونا چاہیے۔

(۱٦٥) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَشُقُّ جَلَالَ بُدْنِهٖ وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹوں کے جھول نہیں پھاڑتے تھے اور نہ جھول پہناتے تھے یہاں تک کہ منیٰ سے جاتے عرفہ کو۔

(۱٦٦) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِبَنِيْهِ يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ اَحَدُكُمْ لِلّٰهِ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُّهْدِيَهٗ لِكَرِيْمِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمُ الْكُرَمَآءِ وَاَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَ لَهٗ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹوں سے کہتے تھے اے میرے بیٹو! اللہ کے لیے تم میں سے کوئی ایسا اونٹ نہ دے جو اپنے دوست کو دیتے ہوئے شرمائے اس لیے کہ اللہ جل جلالہ سب کریموں سے کریم ہے اور زیادہ حقدار ہے اس امر کا کہ اس کے واسطے چیز چن کر دی جائے۔

٤٧۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ اِذَا عَطِبَ اَوْضَلَّ

جب ہدی مرجائے یا چلنے سے عاجز ہو جائے یا کھو جائے اس کا بیان

(۱٦٧) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہدی لے جانے والے نے پوچھا آپؐ سے یا رسولؐ اللہ جو ہدی راستے

مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ فَانْحَرْهَا ثُمَّ اَلْقِ قِلَادَتَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ النَّاسِ يَاْكُلُوْنَهَا.

(وصله ابو داؤد عن ناحية والترمذى وابن ماجه)

میں ہلاک ہونے لگے اس کو کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو اونٹ ہدی کا ہلاک ہونے لگے اس کو نحر کر اور اس کے گلے میں جو قلادہ پڑا تھا وہ اس کے خون میں ڈال دے پھر اس کو چھوڑ دے کہ لوگ کھا لیں اس کو۔

(۱۶۸) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعًا فَعَطِبَتْ فَنَحَرَهَا ثُمَّ خَلّٰى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ 1
يَاْكُلُوْنَهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْئٌ وَّاِنْ اَكَلَ مِنْهَا اَوْ اَمَرَ مَنْ يَّاْكُلُ مِنْهَا غَرِمَهَا.

سعید بن المسیبؒ نے کہا جو شخص ہدی کا اونٹ لے جائے پھر وہ تلف ہونے لگے اور وہ اس کو نحر کر کے چھوڑ دے کہ لوگ اس میں سے کھائیں تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے البتہ اگر خود اس میں سے کھائے یا کسی کو کھانے کا حکم دے تو تاوان لازم ہوگا۔

(۱۶۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُ ذَالِكَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کہا ہے۔

(۱۷۰) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَهْدٰى بَدَنَةً جَزَآءً اَوْنَذْرًا اَوْهَدْىَ تَمَتُّعٍ فَاُصِيْبَتْ بِالطَّرِيْقِ فَعَلَيْهِ الْبَدَلُ.

ابن شہاب نے کہا جو شخص اونٹ جزا کا یا نذر کا یا تمتع کا لے گیا پھر وہ راستے میں تلف ہو گیا تو اس پر عوض اس کا لازم ہے۔

(۱۷۱) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ اَهْدٰى بَدَنَةً ثُمَّ ضَلَّتْ اَوْمَاتَتْ فَاِنَّهَا اِنْ كَانَتْ نَذْرًا اَبْدَلَهَا وَاِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا فَاِنْ شَآءَ اَبْدَلَهَا وَاِنْ شَآءَ تَرَكَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص اونٹ ہدی کا لے جائے پھر وہ راستے میں مر جائے یا گم ہو جائے تو اگر نذر کا ہو تو اس کا عوض دے اور جو نفل ہو تو چاہے عوض دے چاہے نہ دے۔

۱۷۲: کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے مالک ہدی کا نہ کھائے اس ہدی سے جو جزا ہو جنایت کی یا فدیہ ہو۔

ف: لیکن جو ہدی تمتع یا قران کی یا نفل کی ہو اس میں سے کھانا درست ہے۔

۴۸۔بَابُ هَدْيِ الْمُحْرِمِ اِذَا اَصَابَ اَهْلَهٗ

محرم جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اس کی ہدی کا بیان

(۱۷۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَ اَبَاهُرَيْرَةَ سُئِلُوْا عَنْ رَّجُلٍ اَصَابَ اَهْلَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالُوْا يَنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ بِوَجْهِهِمَا حَتّٰى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَيْهِمَا الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَالْهَدْىُ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے جماع کیا اپنی بی بی سے احرام میں وہ کیا کرے؟ ان سبھوں نے جواب دیا کہ وہ دونوں خاوند اور جورو حج کے ارکان ادا کیے جائیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر سال آئندہ ان پر حج اور ہدی لازم ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَاِذَا اَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتّٰى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ پھر سال آئندہ جب حج کریں تو دونوں جدا جدا رہیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے۔

ف: اس خوف سے کہ مبادا پھر صحبت کریں اور حج فاسد ہو جائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے نزدیک علیحدہ رہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

(١٧٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَا تَرَوْنَ فِيْ رَجُلٍ وَّقَعَ بِامْرَاَتِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقُلْ لَّهُ الْقَوْمُ شَيْئًا فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَاَتِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَبَعَثَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يَسْئَلُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا اِلٰى عَامٍ قَابِلٍ فَقَالَ سَعِيْدٌ لِيَنْفُذَا بِوَجْهِهِمَا فَلْيُتِمَّا حَجَّهُمَا الَّذِيْ اَفْسَدَا فَاِذَا فَرَغَا رَجَعَا فَاِنْ اَدْرَكَهُمَا حَجٌّ قَابِلٌ فَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ وَالْهَدْيُ وَ يُهِلَّانِ مِنْ حَيْثُ اَهَلَّا بِحَجِّهِمَا الَّذِيْ اَفْسَدَا وَ يَتَفَرَّقَانِ حَتّٰى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن المسیبؒ سے وہ کہتے تھے لوگوں سے تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے جماع کیا اپنی عورت سے احرام کی حالت میں تو لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تب سعید نے کہا کہ ایک شخص نے ایسا ہی کیا تھا تو اس نے مدینہ میں کسی کو بھیجا دریافت کرنے کے لیے بعض لوگوں نے کہا کہ خاوند اور جورو میں ایک سال تک جدائی کی جائے۔ سعید نے کہا دونوں حج کرتے چلے جائیں اور اس حج کو پورا کریں جو فاسد کر دیا ہے جب فارغ ہو کر لوٹیں تو دوسرے سال اگر زندہ رہیں تو پھر حج کریں اور ہدی دیں اور دوسرے حج کا احرام وہیں سے باندھیں جہاں سے پہلے حج کا احرام باندھا تھا اور مرد عورت جدا رہیں جب تک فراغت ہو حج سے۔

١٧٥: کہا مالکؒ نے ہر ایک ان میں سے ایک ایک اونٹ ہدی دے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے صحبت کی اپنی عورت سے عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے تو اس پر ہدی واجب ہو گی اور سال آئندہ پھر حج کرنا ہو گا۔ اگر بعد کنکریاں مارنے کے (قبل طواف الزیارۃ کے) جماع کیا تو اس پر ایک عمرہ اور ایک ہدی لازم ہو گی اور سال آئندہ حج کرنا ضروری نہیں۔

ف: اور یہی قول ہے شافعیؒ کا کہ شروع حج سے لے کر رمی جمار تک اگر جماع کرے گا تو ہدی لازم ہو گی اور سال آئندہ حج کرنا واجب ہو گا اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ اگر قبل وقوفِ عرفات کے جماع کرے گا تو حج فاسد ہو گا اور سال آئندہ قضا کرنی ہو گی لیکن اگر بعد وقوفِ عرفات کے جماع کرے تو ایک اونٹ دینا ہو گا اور حج کی قضا واجب نہ ہو گی۔

کہا مالکؒ نے حج یا عمرہ اس صحبت سے فاسد ہوتا ہے جس میں دخول ہو جائے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اور جو انزال ہو مباشرت سے بدون دخول کے جب بھی حج فاسد ہو گا۔ ف لیکن اگر کسی شخص نے دل میں کچھ خیال کیا اور انزال ہو گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا۔

ف: مگر ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر بوسہ یا مس کرے بہ شہوت تو انزال ہو یا نہ ہو حج فاسد نہ ہو گا لیکن قربانی واجب ہو گی۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے بوسہ لیا اپنی عورت کا اور انزال نہ ہوا تو اس پر ہدی لازم ہو گی۔

ف: ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی۔ کہا مالکؒ نے جس عورت سے اس کے خاوند نے جماع کیا کئی مرتبہ اس کی رضامندی سے اور عورت احرام باندھے تھی حج کا تو عورت پر قضا اس حج کی سال آئندہ میں اور ہدی واجب ہو گی اور جو وہ عورت عمرہ کا احرام باندھے تھی تو اس پر قضا اس عمرہ کی اور ہدی واجب ہو گی۔

٤٩۔ بَابُ هَدْيِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ

جس شخص کو حج نہ ملے اس کی ہدی کا بیان

(١٧٦) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَرَجَ حَاجًّا حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ اَضَلَّ رَوَاحِلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حج کرنے کو نکلے جب نازیہ میں پہنچے مکہ کے راستے میں (نازیہ ایک مقام کا نام ہے قریب صفرا وادی کے) تو ان کا اونٹ گم ہو گیا سو

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَوْمَ النَّحْرِ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِصْنَعْ مَا يَصْنَعُ الْمُعْتَمِرُ ثُمَّ قَدْ حَلَلْتَ فَإِذَا اَدْرَكَكَ الْحَجُّ قَابِلًا فَاحْجُجْ وَ اَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ.

آئے وہ مکہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس دسویں تاریخ کو ذی الحجہ کی اور بیان کیا ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمرہ کر لے (یعنی طواف اور سعی جو عمرہ کے ارکان ہیں کر لے) اور احرام کھول ڈال پھر سال آئندہ حج کے دن آئیں تو حج کر اور ہدی دے موافق اپنی طاقت کے۔

ف: ایک بکری بھی کافی ہے یہی حکم ہے ہر شخص کا جو حج کو جائے پھر حج نہ ملے تو طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہدی واجب نہیں ہے۔

(۱۷۷) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ هَبَّارَ بْنَ الْاَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْطَأْنَا الْعِدَّةَ كُنَّا نَرٰى اَنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذْهَبْ اِلٰى مَكَّةَ فَطُفْ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ وَانْحَرُوْا هَدْيًا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ ثُمَّ احْلِقُوْا اَوْ قَصِّرُوْا وَارْجِعُوْا فَاِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُجُّوْا وَ اهْدُوْا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن الاسود آئے یوم النحر کو اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نحر کر رہے تھے اپنی ہدی کا تو کہا انہوں نے اے امیر المؤمنین ہم نے تاریخ کے شمار میں غلطی کی ہم سمجھتے تھے کہ آج کا روز عرفہ کا روز ہے (یعنی آج نویں تاریخ ہے) حضرت عمرؓ نے کہا مکہ کو جاؤ اور تم اور تمہارے ساتھی سب طواف کرو اگر کوئی ہدی تمہارے ساتھ ہو تو اس کو نحر کر ڈالو پھر حلق کرو یا قصر اور لوٹ جاؤ اپنے وطن کو سال آئندہ آؤ اور حج کرو اور ہدی دو جس کو ہدی نہ ملے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب لوٹے تب رکھے۔

ف: کہا مالکؒ نے جس شخص نے قران کیا پھر اس کو حج نہ ملا تو وہ سال آئندہ بھی قران کرے اور دو ہدی دے۔ ایک قران کی اور ایک حج کے فوت ہو جانے کی۔

۵۰۔ بَابُ هَدْيِ مَنْ اَصَابَ اَهْلَهُ قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ

جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارۃ کے اس کی ہدی کا بیان

(۱۷۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ وَقَعَ بِاَهْلِهٖ وَهُوَ بِمِنًى قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّنْحَرَ بَدَنَةً.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے صحبت کی اپنی بی بی سے اور وہ منیٰ میں تھا قبل طواف الزیارۃ کے تو حکم کیا اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک اونٹ نحر کرنے کا۔

(۱۸۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ الَّذِيْ يُصِيْبُ اَهْلَهُ قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ يَعْتَمِرُ وَ يُهْدِيْ.

عبداللہ بن عباسؓ نے کہا جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارۃ کے تو وہ ایک عمرہ کرے اور ہدی دے۔

(۱۸۱) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ فِيْ ذَالِكَ مِثْلَهُ.

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

کہا مالکؒ نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص طواف الزیارۃ بھول کر مکہ سے اپنے شہر چلا آیا تو جواب دیا کہ اگر اس نے صحبت نہیں کی عورت سے تو لوٹ جائے اور طواف الزیارۃ ادا کرے اور اگر صحبت کر چکا تو لوٹ کر طواف ادا کرے پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور یہ نہیں چاہیے کہ ہدی مکہ سے مول لے کر وہیں نحر کر دے بلکہ اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو مکہ سے ہدی مول لے کر حرم سے باہر جائے اور وہاں سے اس کو ہانکتا ہوا اپنے ساتھ پھر مکہ میں لائے پھر وہاں نحر کرے۔

۵۱۔بَابُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ — موافق طاقت کے ہدی کیا چیز ہے

(۱۸۲) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا سْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ.

حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ مَاسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ سے مراد ایک بکری ہے۔

ف: اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ جو شخص فائدہ اٹھائے عمرہ کر کے پھر حج کرنے سے تو اس پر موافق طاقت کے ایک ہدی ہے۔ اس ہدی سے مراد ایک بکری ہے یعنی ادنیٰ درجہ ایک بکری اور اعلیٰ درجہ اونٹ یا بیل یا گائے ہے۔

(۱۸۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا سْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ.

حضرت امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔ مَااسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ سے ایک بکری مراد ہے۔

۱۸۴: کہا مالکؒ نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں اے ایمان والو! مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو شخص مارے شکار تم میں سے قصداً تو اس پر جزا ہے مثل اس جانور کے جو مارا اس نے حکم لگا دیں اس کا دو مرد عادل تم میں سے یہ جزا ہدی ہو جو خانہ کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کا کھلانا یا برابر اس کے روزے تا کہ چکھے وبال اپنے کام کا۔ سو کبھی جانور کا بدلہ بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ جل جلالہٗ نے اس کو ہدی کہا اس مسئلہ میں ہمارے نزدیک کچھ اختلاف نہیں ہے اور کیونکر کوئی اس میں شک کرے گا اس واسطے کہ جو جانور اونٹ یا بیل کے برابر نہیں اس کی جزا ایک بکری ہی ہوگی اور جو ایک بکری سے کم ہو تو اس میں کفارہ ہوگا روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(۱۸۵) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ اَوْ بَقَرَةٌ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے مااستیسر من الھدی سے ایک بکری یا گائے مراد ہے۔

(۱۸۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ مَوْلَاةً لِّعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةَ اَخْبَرَتْ اَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِلٰى مَكَّةَ قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ اَنَا مَعَهَا فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَتْ اَمَعَكِ مِقَصَّانِ فَقُلْتُ لَا فَقَالَتْ فَالْتَمِسِيْهِ لِيْ فَالْتَمَسْتُهٗ حَتّٰى جِئْتُ بِهٖ فَاَخَذَتْ مِنْ قُرُوْنِ رَاْسِهَا

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک آزاد لونڈی عمرہ بنت عبداللہ کی جس کا نام رقیہ تھا مجھ سے کہتی تھی کہ میں نکلی عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ساتھ مکہ کو تو آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی عمرہ مکہ میں پہنچیں اور میں بھی ان کے ساتھ تھی تو طواف کیا خانہ کعبہ کا اور سعی کی درمیان میں صفا اور مروہ کے پھر عمرہ مسجد کے اندر گئیں اور مجھ سے کہا کہ تیرے پاس قینچی ہے میں نے کہا نہیں عمرہ نے کہا کہیں سے ڈھونڈھ کر لا سو میں ڈھونڈھ کر لائی عمرہ نے اپنی لٹیں بالوں کی

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً.

اس سے کاٹیں جب یوم النحر ہوا تو ایک بکری ذبح کی۔

ف: بال کاٹنے کا سبب یہ تھا کہ عمرہ نے تمتع کیا تھا سو عمرہ نے عمرہ ادا کر کے قصر کیا پھر حج کیا اور بکری ہدی کی تھی جو تمتع میں واجب ہے۔

۵۲۔بَابُ جَامِعِ الْهَدْيِ

مختلف حدیثیں ہدی کے بیان میں

(۱۸۷) عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارِ نِ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ جَآءَ اِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَدْ ضَفَرَ رَاْسَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنِّيْ قَدِمْتُ لِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَوْ كُنْتُ مَعَكَ اَوْ سَاَلْتَنِيْ لَاَمَرْتُكَ اَنْ تَقْرِنَ فَقَالَ الْيَمَانِيُّ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ رَّاْسِكَ وَاهْدِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَمَا هَدْيُهٗ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ هَدْيُهٗ فَقَالَتْ لَهٗ وَمَا هَدْيُهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا اَنْ اَذْبَحَ شَاةً لَّكَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَصُوْمَ.

صدقہ بن یسار مکی سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور اس نے بٹ لیا تھا اپنے بالوں کو تو کہا اے ابا عبدالرحمٰن میں صرف عمرہ کا احرام باندھ کر آیا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو میرے ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتا تو میں تجھے قران کا حکم کرتا اس شخص نے کہا اب تو ہو چکا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جتنے بال تیرے پریشان ہیں ان کو کترواڈال اور ہدی دے ایک عورت عراق کی رہنے والی بولی اے ابا عبدالرحمٰن کیا ہدی ہے اس کی انہوں نے کہا جو ہدی ہے اس کی اس عورت نے کہا کیا ہدی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے نزدیک تو یہ ہے کہ اگر مجھے سوا بکری کے کچھ نہ ملے تب بھی بکری ذبح کرنا بہتر ہے روزے رکھنے سے۔

ف: یعنی تمتع میں روزہ رکھنے کا اس وقت حکم ہے جب ہدی نہ ملے اور بکری بھی ہدی ہوسکتی ہے پھر بکری ملتے ہوئے روزے رکھنا کیا ضروری ہے۔

(۱۸۸) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ اِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْ قُرُوْنِ رَاْسِهَا وَاِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْحَرَ هَدْيَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو جب احرام کھولے تو کنگھی نہ کرے جب تک اپنے بالوں کی لٹیں نہ کٹوادے اور جو اس کے پاس ہدی ہو تو اپنے بال نہ کتروائے جب تک ہدی نحر نہ کرے۔

مالکؒ نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ مرد اور اس کی عورت دونوں ایک اونٹ میں شریک نہیں ہوسکتے بلکہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا اونٹ چاہیے۔ سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص کے ساتھ ہدی روانہ کی گئی تاکہ نحر کرے اس کو حج میں اور اس شخص نے احرام باندھا عمرہ کا تو وہ نحر کرے ہدی کو جب احرام کھولے عمرہ کا یا تاخیر کرے اس کی نحر میں حج تک تو جواب دیا کہ تاخیر کرے ہدی کی نحر میں اور نحر کرے اس کو حج میں اور وہ عمرہ کرے احرام کھول ڈالے۔

کہا مالکؒ نے جس شخص پر ہدی کا حکم ہوا شکار کے عوض یا اور کسی وجہ سے ہدی اس پر واجب ہوئی تو اس کو چاہیے کہ ہدی مکہ میں لے کر آئے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ یعنی ہدی پہنچنے والی ہو کعبہ میں اور جو شکار کے بدلے میں یا ہدی کے عوض

میں روزے رکھنا پڑیں یا صدقہ دینا لازم آئے تو اختیار ہے کہ جہاں چاہے روزے رکھے یا صدقہ دے حرم میں یا غیر حرم میں۔

(۱۸۹) عَنْ اَبِي اَسْمَآءَ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَخَرَجَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَمَرُّوْا عَلٰى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّهُوَ مَرِيْضٌ بِالسُّقْيَا فَاَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَتّٰى اِذَا خَافَ الْفَوْتَ خَرَجَ وَ بَعَثَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَهُمَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقَدِمَا عَلَيْهِ ثُمَّ اِنَّ حُسَيْنًا اَشَارَ اِلٰى رَاْسِهٖ فَاَمَرَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِرَاْسِهٖ فَحُلِّقَ ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ بِالسُّقْيَا فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيْرًا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِيْ سَفَرِهٖ ذَالِكَ اِلٰى مَكَّةَ.

ابو اسماء سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن جعفرؓ کے روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفرؓ کے ساتھ مدینہ سے نکلے (واسطے حج کے) تو گزرے حسین بن علیؓ پر اور وہ بیمار تھے سقیا میں پس ٹھہرے رہے وہاں عبداللہ بن جعفرؓ یہاں تک کہ جب خوف ہوا حج کے فوت ہو جانے کا تو نکل کھڑے ہوئے عبداللہ بن جعفرؓ اور ایک آدمی بھیج دیا حضرت علیؓ کے پاس اور ان کی بی بی اسماء بنت عمیسؓ کے پاس وہ دونوں مدینہ میں تھے تو آئے حضرت علیؓ اور اسماءؓ مدینہ سے امام حسینؓ کے پاس انھوں نے اشارہ کیا اپنے سر کی طرف حضرت علیؓ نے حکم کیا ان کا سر مونڈا گیا سقیا میں پھر قربانی کی ان کی طرف سے ایک اونٹ کی وہیں سقیا میں کہا یحییٰ بن سعید نے کہ امام حسینؓ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ نکلے تھے حج کرنے کو۔

۵۳۔ بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان

(۱۹۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوْا عَنْ بَطْنِ عُرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ.

(اخرجه مسلم)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفات تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن عرفہ میں نہ ٹھہرو اور مزدلفہ تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر میں نہ ٹھہرو۔

ف: عبدالرزاق نے اتنا زیادہ کیا کہ تمام منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور تمام گلیاں اور راستے مکہ کے قربانی کے مقام ہیں اگرچہ کل عرفات میں سوا بطن عرفہ کے ٹھہرنا درست ہے مگر صخرات کے پاس جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے اترنا افضل ہے۔

(۱۹۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِعْلَمُوْا اَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا عُرَنَةَ وَ اَنَّ الْمُزْدَلِفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ.

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے جانو تم کہ عرفات سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر۔

۱۹۲: کہا مالکؒ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ نہ رفث ہے نہ فسق ہے نہ جھگڑا ہے حج میں تو رفث کے معنی جماع کے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ حلال ہے تمہارے لیے روزوں کی رات میں جماع اپنی عورتوں سے یہاں پر رفث سے جماع مراد ہے۔

ف: بعضوں نے رفث کے معنی فحش باتوں کے لیے ہیں بعضوں نے عورتوں کے سامنے شہوت ناک بات کرنے کو رفث کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی منقول ہے۔

بقیہ قول مالکؒ اور فسق سے مراد ذبح کرنا ہے جانوروں کا واسطے بتوں کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

بہ یا فسق وہ یہ ہے کہ پکارا جانور پر سوا خدا کے اور کسی کا نام اور جھگڑا یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں قزح کے پاس ٹھہرتے تھے اور باقی سب عرفات میں اترتے تھے تو دونوں فرقے آپس میں لڑتے تھے جھگڑتے تھے یہ کہتے تھے ہم سیدھی راہ اور ٹھیک راستے پر ہیں وہ کہتے تھے ہم صحیح طریقے پر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًاهُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ یعنی ہم نے ہر گروہ کے لیے ایک طریقہ کر دیا وہ اس پر چلتے ہیں تو نہ جھگڑیں تجھ سے دین میں اور بلا تو اپنے پروردگار کی طرف بے شک تو سیدھی راہ پر ہے تو حج میں جھگڑنے کے یہی معنی ہیں واللہ اعلم اور میں نے سنا ہے یہ اہل علم سے''۔

۵۴۔بَابُ وُقُوْفِ الرَّجُلِ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ وَّ وُقُوْفِهٖ عَلٰى دَآبَّتِهٖ — بے وضو عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کا اور سوار ہو کر ٹھہرنے کا بیان

۱۹۳: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ عرفات میں یا مزدلفہ میں کوئی آدمی بے وضو ٹھہر سکتا ہے یا بے وضو کنکریاں مار سکتا ہے یا بے وضو صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑ سکتا ہے تو جواب دیا کہ جتنے ارکان حائضہ عورت کر سکتی ہے وہ سب کام مرد بے وضو کر سکتا ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آتا مگر افضل یہ ہے کہ ان سب کاموں میں باوضو اور قصداً بے وضو ہونا اچھا نہیں ہے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ عرفات میں سوار ہو کر ٹھہرے یا اتر کر بولے سوار ہو کر مگر جب کوئی عذر ہو اس کو یا اس کے جانور کو تو اللہ جل جلالہٗ قبول کرنے والا ہے عذر کو۔ **ف**: آنحضرتؐ نے عرفات میں وقوف سوار ہو کر کیا ہے۔(مسلم)

۵۵۔بَابُ وُقُوْفِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ — وقوفِ عرفات کی انتہا کا بیان

(۱۹۴) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ لَّمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ يَّطْلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَّقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّطْلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے جو شخص عرفہ میں نہ ٹھہرا یوم النحر کے طلوع فجر تک تو فوت ہو گیا حج اس کا اور جو یوم النحر کے طلوع فجر سے پہلے عرفہ میں ٹھہرا تو اس نے پالیا حج کو۔

ف: عرفات میں ٹھہرنے کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے یوم النحر کی فجر تک ہے اس درمیان میں اگر ساعت بھر عرفات میں ٹھہر جائے گا تو حج مل جائے گا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

(۱۹۵) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَدْرَكَهُ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ وَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ يَّطْلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ.

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب مزدلفہ کی رات کی صبح ہو گئی اور وہ عرفہ میں نہ ٹھہرا تو حج اس کا فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات کو عرفہ میں ٹھہرا طلوع فجر سے پہلے تو پالیا اس نے حج کو۔

ف: کہا مالکؒ نے کہ اگر غلام آزاد ہوا عرفات میں تو یہ حج اس کا فرض حج نہ ہو گا مگر جب اس نے احرام نہ باندھا ہو اور بعد آزادی کے احرام باندھ کر یوم النحر کی فجر سے پیشتر عرفات میں ٹھہر جائے تو فرض حج اس کا ادا ہو جائے گا اگر اس نے طلوعِ فجر تک احرام نہ باندھا تو اس کی مثال ایسی ہو گی جیسے کسی کا حج فوت ہو گیا اور اس نے وقوفِ عرفہ مزدلفہ کی شب کے طلوعِ فجر تک نہ پایا تو اس غلام پر

فرض حج کا ادا کرنا لازم رہے گا۔

٥٦۔بَابُ تَقْدِيمِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

عورتوں اور لڑکوں کو آگے روانہ کر دینے کا بیان

(١٩٧) عَنْ سَالِمٍ وَّعُبَيْدِاللّٰهِ ابْنَيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُمَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ اَهْلَهٗ وَصِبْيَانَهٗ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى حَتّٰى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًى وَّ يَرْمُوْا قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ النَّاسُ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت سالم اور عبیداللہ سے جو دو بیٹے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے روایت ہے کہ ان کے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگے روانہ کر دیتے تھے عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو تاکہ نماز صبح کی منیٰ میں پڑھ کر لوگوں کے آنے سے اوّل کنکریاں ماریں۔

ف: کیونکہ جب لوگ منیٰ میں آجاتے ہیں تو ہجوم کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کو کنکریاں مارنے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے۔

(١٩٨) عَنْ مَّوْلَاةٍ لِّاَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ جِئْنَا مَعَ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنًى بِغَلَسٍ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ ذَالِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی آزاد لونڈی سے روایت ہے کہ ہم اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ منیٰ میں آئے اندھیرے منہ تو میں نے کہا کہ ہم منیٰ میں اندھیرے منہ آئے اسماءؓ نے کہا ہم ایسا ہی کرتے تھے اس شخص کے ساتھ جو تجھ سے بہتر تھے۔

ف: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں ساری رات رہنا واجب نہیں ہے بلکہ تھوڑی دیر ٹھہرنا کافی ہے۔

(١٩٩) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ رَمْيَ الْجَمْرَةِ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَمَنْ رَمٰى فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ.

امام مالکؒ نے سنا بعض اہل علم سے مکروہ جانتے تھے کنکریاں مارنا قبل طلوع فجر کے یوم النحر سے اور جس نے ماریں تو نحر اس کو حلال ہو گیا۔

(٢٠٠) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَرٰى اَسْمَآءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَاْمُرُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ لَهَا وَلِاَصْحَابِهَا الصُّبْحَ يُصَلِّيْ لَهُمُ الصُّبْحَ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ ثُمَّ تَرْكَبُ فَتَسِيْرُ اِلٰى مِنًى وَّلَا تَقِفُ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت المنذر دیکھتی تھیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو مزدلفہ میں حکم کرتی تھیں اس شخص کو جو امامت کرتا تھا ان کی ان کے ساتھیوں کی نماز میں کہ نماز پڑھائے صبح کی فجر نکلتے ہی پھر سوار ہو کر منیٰ کو آتی تھیں اور توقف نہ کرتی تھیں۔

٥٧۔بَابُ السَّيْرِ فِي الدَّفْعَةِ

عرفات سے لوٹتے وقت چلنے کا بیان

(٢٠١) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّاَنَا جَالِسٌ مَعَهٗ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ فَقَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فُرْجَةً نَصَّ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عروہ بن الزبیرؓ نے کہا کہ سوال ہوا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اور میں بیٹھا تھا پاس ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج وداع میں کس طرح چلاتے تھے اونٹ کو کہا انہوں نے چلاتے تھے ذرا تیز جب جگہ پاتے تو خوب دوڑا کر چلاتے تھے۔

ف: ذرا تیز چال کو عربی میں عنق کہتے ہیں جس سے جانور کی گردن ہلے اور اس سے تیز چال کو نص کہتے ہیں کہا مالکؒ نے کہا ہشام نے نص عنق سے زیادہ ہے۔

(۲۰۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَرِّكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسِّرٍ قَدْرَ رَمْيَةٍ بِحَجَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیز کرتے تھے اپنے اونٹ کو بطن محسر میں ایک ڈھیلے کی مار تک۔

۵۸۔بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّحْرِ فِي الْحَجِّ

حج میں نحر کرنے کا بیان

(۲۰۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ لِمِنًى هٰذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ هٰذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ. (اخرجه عن جابر ابوداؤد و ابن ماجه)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منیٰ کو نحر کی جگہ یہ ہے اور ساری منیٰ نحر کی جگہ ہے اور عمرہ میں کہا مروہ کو نحر کی جگہ یہ ہے اور سب راستے مکہ کے نحر کی جگہ ہے۔

(۲۰۴) عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَزْوَاجِهِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب پانچ راتیں باقی رہی تھیں ذیقعدہ کی اور ہم کو گمان یہی تھا کہ آپ حج کو نکلے ہیں جب ہم نزدیک ہوئے مکہ سے تو حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جس کے ساتھ ہدی نہ تھی کہ طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یوم النحر کے دن ہمارے پاس گوشت آیا گائے کا تو میں نے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے نحر کیا ہے۔

کہا یحییٰ نے میں نے اس حدیث کو بیان کیا قاسم بن محمد سے انہوں نے کہا قسم خدا کی عمرہ نے اس حدیث کو پورا پورا بیان کیا۔

(۲۰۵) عَنْ حَفْصَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا شَانُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ فَقَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اُحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ. (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ کر کے اپنا احرام نہیں کھولا تو فرمایا آپ نے میں نے تلبید کی اپنے سر کی (تلبید کہتے ہیں سر کے بالوں کو جما لینے کو گوند یا لعاب خطمی وغیرہ سے تاکہ بال پریشان نہ ہوں) اور تقلید کی اپنی ہدی کی تو میں احرام نہ کھولوں گا۔ جب تک نحر نہ کرلوں گا۔

ف: امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ جو شخص تمتع کرے لیکن ہدی ساتھ لے جائے اس کو عمرہ کر کے احرام کھولنا درست نہیں یہاں تک کہ حج سے فراغت ہو اور ہدی کو نحر کرے اور ایسا ہی جابر کی حدیث میں ہے جو صحیحین میں مروی ہے اور مالکیہ اور شافعیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔

٥٩۔بَابُ الْعَمَلِ فِي النَّحْرِ

نحر کرنے کا بیان

(٢٠٦) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهٖ بِيَدِهٖ وَنَحَرَ غَيْرُهٗ بَعْضَهٗ. (اخرجه مسلم عن جابر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بعضوں کو اوروں نے ذبح کیا۔

(٢٠٧) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً فَاِنَّهٗ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهَا ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ اَوْبِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهَا مَحَلٌّ دُوْنَ ذَالِكَ وَمَنْ نَذَرَ جَزُوْرًا مِّنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَآءَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص نذر کرے بدنہ کی (بدنہ اونٹ یا گائے یا بیل کو کہتے ہیں جو بھیجا جائے مکہ کو قربانی کے واسطے) تو اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دے اور اشعار کرے پھر نحر کرے۔ اس کو بیت اللہ کے پاس یا منیٰ میں دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اس کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے اور جو شخص نذر کرے قربانی کی اونٹ یا گائے کی اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نحر کرے۔

....

(٢٠٨) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَنْحَرُ بُدْنَهٗ قِيَامًا.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے۔

کہا مالکؒ نے کسی کو درست نہیں ہے کہ ہدی کی نحر سے پہلے سر منڈائے اور نہ یہ درست ہے کہ یوم النحر کے طلوع فجر سے پیشتر نحر کرے بلکہ نحر کرنا اور کپڑے بدلنا اور میل چھوڑانا اور سر منڈانا یہ سب کام دسویں تاریخ چاہئیں اس سے پہلے درست نہیں ہیں۔

٦٠۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحِلَاقِ

سر منڈانے کا بیان

(٢٠٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہؓ نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا اور قصر کرنے والوں پر۔

ف: حلق کہتے ہیں تمام سر منڈانے کو اور قصر کہتے ہیں بال کم کرنے کو کسی طرف سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلق افضل ہے قصر سے اور قصر بھی کافی ہے محمد بن الحسن نے کہا کہ یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاء کا۔

(٢١٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ لَيْلًا وَّهُوَ مُعْتَمِرٌ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتّٰى يُصْبِحَ قَالَ وَلٰكِنَّهٗ لَايَعُوْدُ اِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوْفُ بِهٖ حَتّٰى يَحْلِقَ رَاْسَهٗ

عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ ان کے باپ قاسم بن محمد مکہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر رات کو آتے اور طواف وسعی کر کے حلق میں تاخیر کرتے صبح تک لیکن جب تک حلق نہ کرتے بیت اللہ کا طواف نہ کرتے اور کبھی مسجد میں آن کر وتر پڑھتے لیکن بیت اللہ

قَالَ وَرُبَمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاَوْتَرَ فِيْهِ وَلَا يَقْرُبُ الْبَيْتَ. کے قریب نہ جاتے۔

ف: کیونکہ جب تک حلق نہیں کیا عمرہ کا احرام نہیں کھلا۔ اگر قبل اس کے طواف کریں تو ایک عمرہ میں دو طواف ہو جائیں۔

۲۱۱: کہا مالکؒ نے (فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ چاہیے کہ نکالیں تفث اپنا) تفث کہتے ہیں سر منڈانے اور کپڑے بدلنے کو اور جو اس سے متعلق ہیں۔

ف: بعضوں نے تفث کے معنی میل کچیل کے رکھے ہیں یعنی دور کریں اپنا میل اور نہائیں کپڑے بدلیں۔ اور بعضوں نے تفث کے معنی حاجت کے رکھے ہیں۔ (محلی)

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص حلق بھول گیا حج میں کیا وہ مکہ میں حلق کرے جواب دیا ہاں کر لے لیکن منیٰ میں حلق کرنا اچھا ہے۔

۲۱۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کوئی شخص سر نہ منڈائے اور بال نہ کتروائے یہاں تک کہ نحر کرے ہدی کو اگر اس کے ساتھ ہو اور جو چیزیں احرام میں حرام تھیں ان کا استعمال نہ کرے جب تک احرام نہ کھولے منیٰ میں یوم النحر کو کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ. مت منڈاؤ سروں کو اپنے جب تک ہدی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔

۶۱۔ بَابُ التَّقْصِيْرِ
قصر کا بیان

(۲۱۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيْدُ الْحَجَّ لَمْ يَاْخُذْ مِنْ رَّاْسِهٖ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے اور حج کا قصد ہوتا تو سر اور داڑھی کے بال نہ لیتے یہاں تک کہ حج کرتے۔

۲۱۴: کہا مالکؒ نے یہ امر سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

(۲۱۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا حَلَقَ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ اَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَ شَارِبِهٖ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حلق کرتے حج یا عمرہ میں تو اپنی داڑھی اور مونچھ کے بال لیتے۔

(۲۱۶) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ اَفَضْتُ وَاَفَاضَتْ مَعِيَ اَهْلِيْ ثُمَّ عَدَلْتُ اِلٰى شِعْبٍ فَذَهَبْتُ لِاَدْنُوَ مِنْ اَهْلِيْ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَمْ اُقَصِّرْ مِنْ شَعْرِيْ بَعْدُ فَاَخَذْتُ مِنْ شَعْرِهَا بِاَسْنَانِيْ ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا فَضَحِكَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقَالَ مُرْهَا فَلْتَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا قاسم بن محمد کے پاس اور اس نے کہا کہ میں نے طواف الافاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بی بی نے بھی طواف الافاضہ کیا پھر میں ایک گھاٹی کی طرف گیا تاکہ صحبت کروں اپنی بی بی سے وہ بولی کہ میں نے ابھی بال نہیں کتروائے میں نے دانتوں سے اس کے بال کترے اور اس سے صحبت کی قاسم بن محمد ہنسے اور کہا کہ حکم کر اپنی عورت کو کہ بال کترے قینچی سے۔

ف: اور مرد پر کچھ لازم نہیں آیا کیونکہ طواف الافاضہ کے بعد صحبت درست ہے مگر اتنا قصور ہوا کہ عورت کے قصر سے پہلے صحبت کی۔ سو کہا مالکؒ نے کہ میرے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ وہ مرد ایک قربانی کرے کیونکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص ارکانِ حج سے

کوئی رکن بھول جائے تو وہ ایک قربانی کرے۔

(۲۱۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهُ لَقِیَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِهٖ یُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ قَدْ اَفَاضَ وَلَمْ یُحَلِّقْ وَلَمْ یُقَصِّرْ جَهِلَ ذَالِکَ فَاَمَرَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنْ یَّرْجِعَ فَیُحَلِّقَ اَوْ یُقَصِّرَ ثُمَّ یَرْجِعَ اِلَی الْبَیْتِ وَ یُفِیْضَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص سے ملے جس کا نام مجبر تھا (وہ بھتیجے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عبدالرحمٰن ابن عمرؓ کے بیٹے) انہوں نے طواف الافاضہ کرلیا تھا اور نہ حلق کیا نہ قصر نادانی سے تو حکم کیا ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے لوٹ جانے کا اور حلق یا قصر کر کے اور طواف الزیارۃ دوبارہ کرنے کا۔

(۲۱۸) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحْرِمَ دَعَا بِالْجَلَمَیْنِ فَقَصَّ شَارِبَهٗ وَاَخَذَ مِنْ لِحْیَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْکَبَ وَقَبْلَ اَنْ یُّهِلَّ مُحْرِمًا.

امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ جب ارادہ کرتے احرام کا تو قینچی منگاتے اور مونچھ اور داڑھی کے بال لیتے قبل سواری کے اور قبل لبیک کہنے کے احرام باندھ کر۔

۶۲۔بَابُ التَّلْبِیْدِ
تلبید کا بیان (اس کے معنی اُوپر بیان ہوئے)

(۲۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ ضَفَرَ فَلْیَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِیْدِ.

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا جو شخص بال گوندھے (احرام کے وقت وہ سر منڈا دے' احرام کھولتے وقت) اور اس طرح بال نہ گوندھو کہ تلبید سے مشابہت ہو جائے۔

ف: کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک جو شخص تلبید کرے اس کو قصر درست ہے مگر جو بال گوندھے اس کو سر منڈانا ضروری ہے تو فرمایا کہ اس طرح سر نہ گوندھو کہ تلبید معلوم ہو حلق سے بچنے کے واسطے۔

(۲۲۰) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَاْسَهٗ اَوْضَفَرَ اَوْلَبَّدَ فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْحِلَاقُ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا جو شخص جوڑا باندھے یا گوندھ لے یا تلبید کرے بالوں کو (احرام کے وقت) تو واجب ہو گیا اس پر سر منڈانا۔

ف: یہی قول ہے جمہور علماء مثل مالکؒ اور ثوریؒ اور احمدؒ اور شافعیؒ کا اور حنفیہ کے نزدیک اختیار ہے خواہ قصر کرے یا حلق اور شافعی کا قول جدید بھی یہی ہے۔ یہ اثر مخالف ہے اس اثر کے جو ابھی گزرا شاید اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہوں۔ واللہ اعلم

۶۳۔بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْبَیْتِ وَتَقْصِیْرِ الصَّلٰوةِ وَ تَعْجِیْلِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ
بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا اور عرفات میں نماز قصر کرنے کا اور خطبہ جلدی پڑھنے کا بیان

(۲۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْکَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَ عُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَیْهِ وَمَکَثَ فِیْهَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِیْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ یَّسَارِهٖ وَعَمُوْدَیْنِ عَنْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے کعبہ شریف کے اندر اور ان کے ساتھ اسامہ بن زید اور بلال بن رباح اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تھے تو دروازہ بند کرلیا۔ اور وہاں ٹھہرے رہے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ ﷺ نے تو کہا انہوں نے ایک

يَّمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ستون کو بائیں طرف کیا اور دو ستون داہنی طرف اور تین ستون پیچھے اپنے اور خانہ کعبہ میں ان دنوں چھ ستون تھے پھر نماز پڑھی آپ نے۔

ف: صحیحین میں ہے کہ دو رکعتیں آپ نے پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ بابِ کعبہ کی طرف آپ نے پشت کی اور دیوار کعبہ سے تین ہاتھ کے فاصلے پر نماز پڑھی۔

(۲۲۲) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَتَبَ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ اَلَّا تُخَالِفَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْحَجِّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَآءَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهٗ فَصَاحَ بِهٖ عِنْدَ سُرَادِقِهٖ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ يَااَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَقَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَانْظِرْنِيْ حَتّٰى اُفِيْضَ عَلَيَّ مَآءً ثُمَّ اَخْرُجَ فَنَزَلَ عَبْدُاللّٰهِ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَصَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ فَقُلْتُ لَهٗ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلٰوةَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعُ ذَالِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَاٰى ذَالِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ صَدَقَ.

(اخرجه البخاری)

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لکھا عبدالملک بن مروان نے (جب وہ خلیفہ تھا) حجاج بن یوسف (ثقفی ظالم خونخوار کو جب وہ آیا تھا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کو اور ان کو شہید کر کے حاکم بنا تھا مکہ کا) کہ نہ خلاف کیجیوٴ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کسی بات میں حج کے کاموں میں سے کہا سالم نے جب عرفہ کا روز ہوا تو عبداللہ بن عمرؓ زوال ہوتے ہی آئے اور میں بھی ان کے ساتھ اور پکارا حجاج کے خیمہ کے پاس کہ کہاں ہے حجاج تو نکلا حجاج ایک چادر کسم میں رنگی ہوئی اوڑھے ہوئے اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اگر سنت کی پیروی چاہتا ہے تو چل حجاج بولا ابھی' انہوں نے کہا ہاں ابھی' حجاج نے کہا مجھے تھوڑی مہلت دو کہ میں نہالوں پھر نکلتا ہوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اتر پڑے پھر حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ عبداللہ کے بیچ میں آ گیا میں نے اس سے کہا اگر تجھ کو سنت کی پیروی منظور ہو تو آج کے روز خطبہ کو کم کر اور نماز جلدی پڑھ وہ عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا تا کہ ان سے سنے جب عبداللہؓ نے یہ دیکھا تو کہا سچ کہا سالم نے۔

ف: حالانکہ احرام میں کسم کا رنگ ممنوع ہے مگر حجاج ایسا ظالم فاسق فاجر تھا کہ اس نے حرم محترم کی کچھ رعایت نہ کی۔ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے سے شخص کو جو علاوہ صحابی ہونے کے بہت فضائل اور علوم سے ممتاز تھے ناحق قتل کیا تو اس کو ایسی خفیف ممنوعات کا کیا خیال ہوگا اسی وجہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے منع نہ کیا۔

۶۴۔ بَابُ صَلٰوةِ مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْجُمُعَةِ بِمِنًى وَعَرَفَةَ

منیٰ میں آٹھویں تاریخ نمازوں کا بیان اور جمعہ منیٰ اور عرفہ میں آ پڑھنے کا بیان

(۲۲۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّى الظُّهْرَ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے ظہر

وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ وَالصُّبْحَ بِمِنًى ثُمَّ يَغْدُوْا اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلٰى عَرَفَةَ.

اور عصر اور مغرب اور عشاء کی منیٰ میں پھر صبح کو جب آفتاب نکل آتا تو عرفات کو جاتے۔

۲۲۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ امام ظہر کی نماز میں عرفات میں قراءت کو جہر سے نہ پڑھے۔ اور خطبہ پڑھے عرفہ کے روز اور نماز عرفہ کی درحقیقت وہی ظہر ہے مگر اس میں قصر ہو گیا سفر کی وجہ سے۔

ف ۱: جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں عرفات میں اور جو باہر کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں مگر جو منیٰ یا عرفات کے رہنے والے ہیں وہ قصر نہ کریں۔ یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکہ والوں کو عرفات میں قصر درست نہیں ہے۔

کہا مالکؒ نے اگر عرفہ کے دن جمعہ پڑے یا یوم النحر یا ایام التشریق کو جمعہ آ پڑے تو ان دنوں میں نماز جمعہ کی نہ پڑھی جائے۔

ف: اس واسطے کہ اجمالاً جناب رسول اللہ ﷺ کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا تھا تو آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی اور بیچ میں کوئی نفل نہ پڑھا۔ (مسلم)

٦٥۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں نماز کا بیان

(۲۲۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی مغرب کی اور عشاء کی مزدلفہ میں ملا کر۔

ف: جیسے عرفات میں ظہر اور عصر کی ملا کر پڑھی تھی۔

(۲۲۶) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ فَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَآءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا.

(اخرجه البخاری ومسلم)

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوٹے عرفات سے یہاں تک کہ جب پہنچے گھاٹی میں اترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا لیکن پورا وضو نہ کیا میں نے کہا نماز یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا نماز آگے ہے تیرے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں آئے اترے اور پورا وضو کیا پھر تکبیر ہوئی تو نماز پڑھی مغرب کی بعد اس کے ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ میں بٹھایا پھر تکبیر ہوئی عشاء کی آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھی بیچ میں ان دونوں کے کوئی نماز نہ پڑھی۔

ف: آپ نے عرفات میں ظہر کے وقت عصر کی نماز بھی پڑھ لی تو یہ جمع تقدیم ہوئی اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب کی نماز پڑھی یہ جمع تاخیر ہوئی۔

(۲۲۷) عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجۃ الوداع میں

اللّٰهِ ﷺ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا. (اخرجه البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء ملا کر مزدلفہ میں پڑھیں۔

(۲۲۸) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّی الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔

۶۶۔بَابُ صَلٰوةِ مِنًى

منیٰ کی نماز کے بیان میں

۲۲۹: کہا مالکؒ نے مکہ کے رہنے والے جب حج کو جائیں تو منیٰ میں قصر کریں دو دو رکعتیں پڑھیں جب تک حج سے لوٹیں۔

(۲۳۰) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الصَّلٰوةَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلّٰهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ اِمَارَتِهٖ ثُمَّ اَتَمَّهَا بَعْدَ ذَالِكَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعتیں نماز کی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ (یعنی قصر کیا) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعتیں وہاں پڑھیں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعتیں پڑھیں منیٰ میں آدھی خلافت تک پھر چار پڑھنے لگے۔

ف: کیونکہ قصر اور اتمام دونوں درست ہیں مسافر کو اتمام میں زیادہ مشقت ہے اس واسطے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار کیا۔ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے بعد حج کے نیت اقامت کی کر لی تھی۔ بعضوں نے کہا وہاں انہوں نے نکاح کیا تھا۔ بعضوں نے کہا اس سال بدوی لوگ بہت آئے تھے تو پوری نماز پڑھی تاکہ معلوم ہو کہ اصل چار رکعتیں ہیں۔ واللہ اعلم

(۲۳۱) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَآ اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِؓ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّهٗ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آئے تو دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں پھر منیٰ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا۔

ف: کیونکہ مکہ میں کہہ چکے تھے ان لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مسافر ہیں پھر منیٰ میں دوبارہ آگاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی علاوہ اس کے امام مالکؒ کے نزدیک مکہ والوں کو بھی منیٰ میں قصر کرنا چاہیے۔

(۲۳۲) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ صَلّٰى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَآ اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى وَلَمْ يَبْلُغْنَآ اَنَّهٗ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں پھر منیٰ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا ہو۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اہل مکہ عرفات میں چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور امیر الحاج بھی اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ ظہر اور عصر

کی عرفات میں چار رکعتیں پڑھے یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک منیٰ میں رہیں تو قصر کریں یا نہیں تو جواب دیا کہ اہل مکہ منیٰ اور عرفات میں جب تک رہیں دو دو رکعتیں پڑھیں اور قصر کرتے رہیں مکہ میں پہنچنے تک اور امیر الحاج اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ بھی قصر کرے عرفہ اور منیٰ میں۔

کہا مالکؒ نے اگر کوئی منیٰ کا رہنے والا ہو تو وہ قصر نہ کرے بلکہ چار پوری پڑھے جب تک منیٰ میں رہے اسی طرح اگر کوئی عرفات کا رہنے والا ہو وہ بھی وہاں قصر نہ کرے۔

۶۷۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ بِمَكَّةَ وَمِنًى — مقیم کی نماز کا بیان مکہ اور منیٰ میں

۲۳۳: کہا مالکؒ نے جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ میں آ گیا اور حج کا احرام باندھا تو وہ جب تک مکہ میں رہے چار رکعتیں پوری پڑھے۔ اس واسطے کہ اس نے چار راتوں سے زیادہ رہنے کی نیت کر لی۔

ف: امام مالکؒ کے نزدیک چار راتوں سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو اتمام کرنا چاہیے۔

۶۸۔ بَابُ تَكْبِيْرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ — ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان

(۲۳۴) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهٖ ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهٖ ذَالِكَ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهٖ ثُمَّ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهٖ حَتّٰى يَتَّصِلَ التَّكْبِيْرُ وَ يَبْلُغَ الْبَيْتَ فَيَعْرِفُ النَّاسُ اَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَرْمِيْ.

حضرت یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گیارھویں تاریخ نکلے جب کچھ دن چڑھا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسرے دن نکلے جب کچھ دن نکلا اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی تا کہ ایک تکبیر دوسری تکبیر سے ملتے ملتے آواز بیت اللہ کو پہنچے اور لوگ جانیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمی کرنے کو نکلے۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد تکبیر کہی جائے اور شروع کی جائے تکبیر یوم النحر میں ظہر کی نماز کے بعد سے اور ختم ہو تیرھویں تاریخ کی فجر پر اور امام تکبیر کہے اور لوگ اس کے ساتھ تکبیر کہیں جب نماز سے فارغ ہوں اور یہ تکبیر مرد اور عورت سب پر واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا اکیلے پڑھیں منیٰ میں ہوں یا اور ملکوں میں اور حجاج بعید کو چاہیے کہ منیٰ میں امام الحاج اور حجاج قریب امام کی پیروی کریں رمی جمار و تکبیرات میں کیونکہ اس تقدیر پر جب وہ پڑھیں گے اور احرام تمام ہو جائے گا تو سب حجاج حل میں برابر رہیں گے یعنی مناسب حج سے فارغ ہونے میں یہ سب برابر رہیں گے مگر جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ لوگ حجاج کی پیروی نہ کریں مگر تکبیرات تشریق میں۔

ف ۱: یعنی جب حاجی تکبیر کہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہہ لیں اور افعال میں مثل رمی جمار وغیرہ کے حاجیوں کی اقتداء نہ کریں۔ مخفی نہ رہے[1] کہ جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے کہ حجاج کو چاہیے کہ منیٰ میں امام الحاج کی پیروی کریں الخ وہ عبارت نسخہ موطا مطبوعہ مطبع

---

[1] محمد فواد عبدالباقی کی تحقیق والے نسخہ میں بھی یہ عبارت موجود ہے۔ ج ا ص ۴۰۴

احمدی ۱۹۶۶ ہجری میں موجود ہے اور زرقانی نے بھی اس کو لیا ہے مگر صاحب محلی اور مصفی نے نہیں لیا ہے۔ اس عبارت کا مطلب بخوبی واضح نہیں ہوتا ہے چند معنی اس عبارت کے ہو سکتے ہیں یہ معنی جو مرقوم ہوئے بہ نسبت سب معانی کے اقرب معلوم ہوتے ہیں۔ گوان میں بھی فی الجملہ بعد ہے۔ کہا مالکؒ نے ایام معدودات سے کلام اللہ میں ایام تشریق مراد ہیں۔

ف: فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ﴾

''اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں''۔

مراد ان دنوں سے ایام تشریق ہیں۔

٦٩۔بَابُ صَلٰوةِ الْمُعَرَّسِ وَالْمُحَصَّبِ

معرس اور محصب کی نماز کا بیان

(۳۳۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَالِكَ. (اخرجه مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ بٹھایا بطحا میں جو ذوالحلیفہ میں ہے اور نماز پڑھی وہاں کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ف: معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر مکہ کی راہ پر اور بطحاء اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کنکریاں زیادہ ہوں۔ اور محصب ایک مقام ہے مکہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جب منیٰ سے لوٹ کر آتے ہیں تو تھوڑی دیر وہاں ٹھہرتے ہیں۔

کہا مالکؒ نے جو شخص حج کر کے مدینہ کو لوٹ کر جائے تو وہ معرس میں ٹھہرے اور نماز پڑھے اور جو نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جائے جب تک نماز کا وقت آئے پھر جتنی رکعتیں چاہے پڑھے کیونکہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وہاں رات کو ٹھہرے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی وہاں اونٹ بٹھایا۔

(۳۳۶) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ظہر اور عصر اور مغرب محصب میں پڑھتے پھر مکہ میں جاتے رات کو اور طواف کرتے خانہ کعبہ کا۔

٧٠۔بَابُ الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں رات کو مکہ میں رہنے کا بیان

(۳۳۷) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ قَالَ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُوْنَ النَّاسَ مِنْ وَّرَآءِ الْعَقَبَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ چند آدمیوں کو مقرر کرتے اس بات پر کہ لوگوں کو پھیر دیں منیٰ کی طرف جمرہ عقبہ کے پیچھے سے۔

ف: بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ۱۱۔۱۲ شب کو مکہ میں جا کر رہیں اور دن کو منیٰ میں رہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ مقرر کر دیئے جمرہ عقبہ پر کہ جو شخص اس ارادہ سے مکہ کو جائے اس کو واپس کر دیں۔

(۳۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحَآجِّ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ وَّرَآءِ الْعَقَبَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کوئی حاجی منیٰ کی راتوں میں جمرہ عقبہ کے ادھر نہ رہے۔

ف: جمرہ عقبہ حد ہے منیٰ کی اس سے جب آگے بڑھیے تو مکہ کی حد ہے۔

(٢٣٩) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ فِي الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ اِلَّا بِمِنًى.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن الزبیرؓ نے کہا کہ منیٰ کی راتوں میں کوئی مکہ میں نہ رہے بلکہ منیٰ میں رہے۔

١٧۔ بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

کنکریاں مارنے کا بیان

(٢٤٠) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا حَتّٰى يَمَلَّ الْقَائِمُ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ٹھہرتے تھے جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس ف بڑی دیر تک کہ تھک جاتا تھا کھڑا ہونے والا۔

ف: بعد رمی کے دعا کرنے کو۔

(٢٤١) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا يُكَبِّرُ اللّٰهَ وَ يُسَبِّحُهُ وَيُحَمِّدُهُ وَيَدْعُوا اللّٰهَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس ٹھہرتے تھے بڑی دیر تک تکبیر کہتے اور تسبیح اور تحمید پڑھتے اور دعا مانگتے اللہ جل جلالہٗ سے اور جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

(٢٤٢) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے ہر کنکری مارنے پر۔

٢٤٣: کہا مالکؒ نے میں نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کنکریاں اتنی اتنی ہونی چاہئیں کہ دو انگلیوں سے اس کو مار سکیں۔

ف ا: اور حدیث میں ایسا ہی وارد ہے کہ علیکم بمثل حصی الخذف لازم ہیں تم پر کنکریاں چھوٹی چھوٹی کہ انگشت شہادت پر رکھ کے انگوٹھے سے مار سکیں اس کا اندازہ یہ کیا ہے کہ باقلا کے دانوں کے برابر ہوں۔

کہا مالکؒ نے میرے نزدیک ذرا اس سے بڑی ہونی چاہئیں۔

ف ۲: یہ قول امام مالک کا موجب تعجب ہے کہ حدیث میں جتنی کنکریاں آئی ہیں ان سے بڑی تجویز کرتے ہیں مگر شاید امام مالک کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو زرقانی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ورنہ امام مالکؒ حدیث کے خلاف کبھی اختیار نہ کرتے۔

(٢٤٤) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ بِمِنًى فَلَا يَنْفِرَنَّ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس کو آفتاب ڈوب جائے بارھویں تاریخ منیٰ میں تو وہ نہ جائے جب تک تیرھویں تاریخ رمی نہ کر لے۔

ف: سنا ہے بارھویں تاریخ کو بعد رمی کے مکہ چلے آنا درست ہے لیکن اگر بارھویں کو ٹھہر گیا اور آفتاب ڈوب گیا منیٰ میں تو پھر نہیں آ سکتا جب تک تیرھویں تاریخ کی رمی نہ کرے۔

(٢٤٥) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا اِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِيْنَ وَ رَاجِعِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ لوگ جب رمی کرنے کو جاتے تو پیدل جاتے اور پیدل آتے سب سے پہلے معاویہ بن ابی سفیان رمی کے واسطے سوار ہوئے۔

ف: کیونکہ وہ موٹے آدمی تھے ان کو ہجوم میں پا پیادہ جانا اور آنا دشوار تھا افسوس ہے کہ اس زمانے میں ایسے مقاموں میں سوار ہونے کو عزت اور افتخار کا باعث سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جو امر خلافِ سنت ہے اس میں آخرت کی ذلت ہے گو دنیا میں عزت ہو۔

(۲۴۶) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ مِنْ اَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ.

حضرت امام مالکؒ نے پوچھا عبدالرحمٰن بن القاسم سے کہ قاسم بن محمد کہاں سے رمی کرتے تھے جمرہ عقبہ کی بولے جہاں سے ممکن ہوتا۔

ف: یعنی اوپر یا نیچے سے مگر نیچے سے رمی کرنا افضل اور مسنون ہے۔

سوال ہوا مالکؒ سے کہ لڑکے اور مریض کی طرف سے رمی کرنا درست ہے جواب دیا ہاں درست ہے مگر مریض اپنے ڈیرے میں اس وقت تکبیر کہے وقت تاک کر اور ایک قربانی کرے پھر اگر وہ مریض ایام تشریق کے اندر اچھا ہو جائے تو اپنے آپ وہ رمی ادا کرے اور ہدی دے۔

کہا مالکؒ نے جو شخص بے وضو کنکریاں مارے یا صفا مروہ کے بیچ میں دوڑے تو اس پر اعادہ لازم نہیں مگر جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

(۲۴۷) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلٰثَةِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے تینوں دنوں میں رمی بعد زوال کے کی جائے۔

ف: یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ کو اور دسویں تاریخ زوال سے اوّل کرے یا بعد جب ممکن ہو لیکن زوال سے پہلے مسنون ہے۔ ابو حنیفہؒ کے نزدیک ۱۳ کی رمی قبل زوال کے بھی درست ہے۔

۷۲۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ رَمْيِ الْجِمَارِ

رمی جمار میں رخصت کا بیان

(۲۴۸) عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِرِعَآءِ الْاِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ خَارِجِيْنَ عَنْ مِّنًى يَّرْمُوْنَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمُوْنَ الْغَدَ اَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِيَوْمَيْنِ ثُمَّ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّفْرِ.

(اخرجه ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجة)

حضرت عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اونٹ والوں کو رات اور کہیں بسر کرنے کی سوا منیٰ کے۔ ف وہ لوگ رمی کر لیں یوم النحر کو پھر دوسرے دن یا تیسرے دن دونوں پھر اگر رہیں تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

ف: کیونکہ ان کو اپنے اونٹ چرانے کے اور اونٹوں کی محافظت کی ضرورت پڑتی ہے اگر وہ منیٰ میں رات کو رہیں تو ان کے اونٹ چوری ہو جائیں اور اونٹوں کو اپنے ساتھ رکھیں تو آدمیوں کے ہجوم کی وجہ سے آدمیوں کو اور اونٹوں کو تکلیف ہو اس واسطے آپ نے ان کو اجازت دی کہ وہ رات کو اور مقام میں بھی رہ سکتے ہیں اور کسی کو درست نہیں کہ منیٰ کی راتوں میں سوا منیٰ کے اور کہیں رہے۔

(۲۴۹) عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ اَنَّهُ اُرْخِصَ لِلرِّعَآءِ اَنْ يَّرْمُوْا بِاللَّيْلِ يَقُوْلُ فِي الزَّمَانِ

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ زمانہ اوّل میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں) اونٹ چرانے والے کو اجازت

الْاَوَّلِ.

تھی رات کو رمی کرنے کی۔

ف: اس خیال سے کہ شاید کاموں کی وجہ سے ان کو دن کو فرصت نہ ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رمی رات کو جائز ہے۔

کہا مالکؒ نے عاصم بن عدی کی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی ہے اونٹ چرانے والوں کو رمی جمار میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ رمی کریں یوم النحر کو پھر جب گیارھویں تاریخ گزر جائے تو بارھویں تاریخ گیارھویں کی رمی کر کے بارھویں کی رمی بھی کریں پھر اگر بارھویں کو ان کا جانا ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ تیرھویں تاریخ کو اگر ٹھہریں تو لوگوں کے ساتھ رمی کر کے جائیں۔

(۲۵۰) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَةَ اَخٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ نَفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَتَخَلَّفَتْ هِىَ وَصَفِيَّةُ حَتّٰى اَتَتَا مِنًى بَعْدَ اَنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَّوْمِ النَّحْرِ فَاَمَرَهُمَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنْ تَرْمِيَا الْجَمْرَةَ حِيْنَ اَتَتَا مِنًى وَّلَمْ يَرَ عَلَيْهِمَا شَيْئًا.

نافع سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابی عبید کی بھتیجی کو نفاس ہوا مزدلفہ میں تو وہ اور صفیہ ٹھہر گئیں یہاں تک کہ منیٰ میں جب پہنچیں آفتاب ڈوب گیا یوم النحر کو تو حکم کیا ان دونوں کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کنکریاں مارنے کا جب آئیں وہ منیٰ میں اور کوئی جزا ان پر لازم نہ کی۔

سوال ہوا مالکؒ سے کہ اگر کوئی شخص بھول جائے رمی کرنا کسی جمرہ کی کسی تاریخ میں منیٰ کے دنوں میں سے یہاں تک کہ شام ہو جائے تو جواب دیا کہ جب یاد آئے رات یا دن کو رمی کرے جیسے نماز جو کوئی بھول جائے پھر یاد کرے رات یا دن کو تو پڑھ لے البتہ اگر مکہ میں چلا آیا اس وقت یاد آیا جب منیٰ سے نکل گیا اس وقت خیال آیا تو ہدی واجب ہوگی۔

۷۳۔ بَابُ الْاِفَاضَةِ طَوَافِ الْاِفَاضَةِ

طواف الزیارۃ کا بیان

(۲۵۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ وَعَلَّمَهُمْ اَمْرَ الْحَجِّ وَقَالَ لَهُمْ فِيْمَا قَالَ اِذَا جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَّمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ مَا حَرُمَ عَلَى الْحَاجِّ اِلَّا النِّسَآءَ وَالطِّيْبَ لَا يَمَسُّ اَحَدٌ نِسَآءً وَّلَا طِيْبًا حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا عرفات میں اور سکھائے ان کو ارکان حج کے اور کہا ان سے جب تم آؤ منیٰ میں اور کنکریاں مار چکو تو سب چیزیں درست ہو گئیں تمہارے واسطے جو حرام تھیں احرام میں مگر عورتوں سے صحبت کرنا اور خوشبو لگانا کوئی شخص تم میں سے صحبت نہ کرے اور نہ خوشبو لگائے جب تک طواف نہ کر لے خانہ کعبہ کا۔

(۲۵۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ رَّمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ وَ قَصَّرَ وَنَحَرَ هَدْيًا اِنْ كَانَ مَعَهٗ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ اِلَّا النِّسَآءَ وَالطِّيْبَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص کنکریاں مارے اور سر منڈائے یا بال کترائے اور اس کے ساتھ اگر ہدی ہو تو نحر کرے پس حلال ہو جائیں گی اس پر وہ چیزیں جو حرام تھیں مگر صحبت کرنا عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہ ہوگا طواف الزیارۃ تک۔

۷۴۔بَابُ دُخُوْلِ الْحَائِضِ مَكَّةَ

حائضہ کو مکہ میں جانے کا بیان

(۲۵۳) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَالِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ انْقُضِىْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِىْ وَاَهِلِّىْ بِالْحَجِّ وَدَعِى الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِيْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَّجَعُوْا مِنْ مِّنًى لِحَجِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْٓا اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا.

(اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے سال میں تو احرام باندھا ہم نے عمرہ کا پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے ساتھ ہدی ہو تو وہ احرام حج اور عمرہ کا ساتھ باندھے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آئی مکہ میں حیض کی حالت میں تو میں نے نہ طواف کیا نہ سعی کی صفا مروہ کی اور شکایت کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے۔ ف۱ میں نے ویسا ہی کیا جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کر کے تنعیم کو بھیجا میں نے عمرہ ادا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ عوض ہے تیرے اس عمرہ کا تو جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ طواف اور سعی کر کے حلال ہو گئے پھر حج کے واسطے دوسرا طواف کیا جب لوٹ کر آئے منیٰ سے اور جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ کا ایک ساتھ باندھا تھا۔ انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

ف۱: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کا احرام باندھ کر جب کوئی عذر ہو تو اس کو ترک کر کے حج کا احرام باندھ سکتے ہیں اور عذر یہاں یہ تھا کہ عمرہ میں سردست طواف کرنا پڑتا تھا اور وہ حالتِ حیض میں متعذر تھا برخلاف حج کے اس میں سردست طواف کی ضرورت نہیں۔

ف۲: تنعیم ایک مقام ہے مکہ سے چار میل پر مدینہ منورہ کی طرف اب وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا کرتے ہیں۔

ف: کیونکہ قران میں ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی قول ہے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قارن کو دو طواف اور دو سعی لازم ہیں نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

(۲۵۴) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمِثْلِ ذَالِكَ.

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی روایت کیا۔

(۲۵۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَّلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں آئی مکہ میں حالتِ حیض میں اور میں نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا اور نہ سعی

وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَالِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ افْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَآجُّ غَيْرَ اَنَّكِ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ. (اخرجه البخاری)

کی صفا اور مروہ کی تو میں نے شکوہ کیا اس کا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا جو کام حاجی کرتے ہیں وہ تو بھی کر فقط طواف اور سعی نہ کر جب تک پاک نہ ہو۔

۲۵۶: کہا مالکؒ نے جو عورت عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور وہ حیض سے ہو اور حج کے دن آ جائیں اور طواف نہ کر سکے تو اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو حج کا احرام باندھ لے[1] اور ہدی دے اور اس کا حکم قارن کا سا ہوگا۔ ایک طواف اس کو کافی ہے اور وقوفِ عرفہ اور وقوفِ مزدلفہ اور رمی جمار حیض کی حالت میں ادا کر سکتی ہے۔ مگر طواف الزیارۃ نہ کرے جب تک حیض سے پاک نہ ہو۔

۷۵۔ بَابُ اِفَاضَةِ الْحَآئِضِ

حائضہ کے طواف الزیارۃ کا بیان

(۲۵۷) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقِيْلَ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ فَقَالَ فَلَا اِذًا. (اخرجه البخاری)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا تو بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا وہ طواف الافاضہ کر چکی ہیں آپ نے فرمایا پھر نہیں۔

ف: یعنی اب رُکنے کی کیا ضرورت ہے طواف الوداع اس صورت میں واجب نہیں ہے۔

(۲۵۸) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَاخْرُجْنَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یا رسول اللہ ﷺ! حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا آپ نے فرمایا شاید وہ ہم کو روکے گی کیا اس نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا عورتوں نے کہا ہاں کیا ہے آپ نے فرمایا چلو۔

(۲۵۹) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ اِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَآءٌ تَخَافُ اَنْ يَّحِضْنَ قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ فَاَفَضْنَ فَاِنْ يَّحِضْنَ بَعْدَ ذَالِكَ لَمْ يَنْتَظِرْ بِهِنَّ وَهُنَّ حُيَّضٌ اِذَا كُنَّ قَدْ اَفَضْنَ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کرتیں عورتوں کے ساتھ اور خوف ہوتا ان کو حیض آ جانے کا تو یوم النحر کو ان کو روانہ کر دیتیں طواف الافاضہ کے واسطے جب وہ طواف الافاضہ کر چکتیں اب اگر ان کو حیض آتا تو ان کے پاک ہونے کا انتظار نہ کرتیں بلکہ چل کھڑی ہوتیں۔

(۲۶۰) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

---

[1] یعنی فقط لَبَّيْكَ لِحَجَّةٍ کہہ لے اور حج کی نیت کر لے یہ ضروری نہیں کہ عمرہ کا احرام کھولے۔ امام مالکؒ کا مذہب یہی ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلی حدیث پر عمل نہیں کیا۔۱۲

ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَقِيلَ لَهُ اِنَّهَا قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا اِذًا.

(اخرجه ابو داؤد)

ﷺ نے ذکر کیا صفیہ رضی اللہ عنہا کا تو لوگوں نے کہا آپؐ سے ان کو حیض آ گیا آپؐ نے فرمایا شاید وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ طواف کر چکیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر کچھ نہیں۔

(٢٦١) قَالَ هِشَامٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ نَحْنُ نَذْكُرُ ذَالِكَ فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ نِسَآءَ هُمْ اِنْ كَانَ ذَالِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ وَلَوْ كَانَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ لَاَصْبَحَ بِمِنًى اَكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ اٰلَافِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ كُلُّهُنَّ قَدْ اَفَاضَتْ.

کہا ہشام نے کہا عروہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ہم اس کا ذکر کرتے تھے اگر پہلے سے عورتوں کو طواف کے لیے روانہ کر دینا مفید نہیں تو لوگ کیوں بھیج دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ جیسے سمجھتے ہیں کہ طواف الوداع کے لیے ٹھہرنا لازم ہے صحیح ہوتا تو منیٰ میں چھ ہزار عورتوں سے زیادہ حیض کی حالت میں پڑی ہوتیں طواف الوداع کے انتظار میں۔

......

(٢٦٢) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مِلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَاضَتْ اَوْ وَلَدَتْ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَتْ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام سلیم نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور اس کو حیض آ گیا تھا یا زچگی ہوئی تھی بعد طواف الافاضہ کے یوم النحر کو تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ چلی گئیں۔

٢٦٣: کہا مالکؒ نے جس عورت کو حیض آ جائے منیٰ میں تو وہ ٹھہری رہے یہاں تک کہ وہ طواف الافاضہ کرے اور اگر طواف الافاضہ کے بعد اس کو حیض آیا تو اپنے شہر کو چلی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ہم کو رخصت پہنچی ہے حائضہ کے واسطے اور اگر حیض آیا طواف الافاضہ سے پہلے پھر خون بند نہ ہوا تو اکثر مدت لگا لیں گے۔

ف: امام مالکؒ کے نزدیک اکثر مدت حیض کی پندرہ روز ہیں۔

٧٦۔ بَابُ فِدْيَةِ مَآ اُصِيْبَ مِنَ الطَّيْرِ وَالْوَحْشِ

جو شکار مارے پرند چرند کا اس کی جزا کا بیان

(٢٦٤) عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَضٰى فِي الضَّبُعِ بِكَبْشٍ وَفِي الْغِزَالِ بِعَنْزٍ وَ فِي الْاَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَّ فِي الْيَرْبُوْعِ بِجَفْرَةٍ.

ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا بجو کے مارنے میں ایک مینڈھے کا اور ہرن میں ایک بکری کا اور خرگوش میں بکری کے بچے کا جو سال بھر کا ہو اور جنگلی چوہے میں بکری کے چار ماہ کے بچے کا۔

(٢٦٥) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّيْ اَجْرَيْتُ اَنَا وَ صَاحِبٌ لِّيْ فَرَسَيْنِ اِلٰى ثُغْرَةِ ثَنِيَّةٍ فَاَصَبْنَا ظَبْيًا وَّ نَحْنُ مُحْرِمَانِ فَمَا

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس اور کہا کہ میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ گھوڑے ڈالے ایک تنگ گھاٹی میں تو مارا ہم نے ہرن کو اور ہم دونوں احرام

ذَا تَرٰى فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ اِلٰى جَنْبِهٖ تَعَالَ حَتّٰى اَحْكُمَ اَنَا وَ اَنْتَ قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ فَوَلَّ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ هٰذَآ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَحْكُمَ فِيْ ظَبْيٍ حَتّٰى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهٗ فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهٗ هَلْ تَقْرَءُ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَعْرِفُ هٰذَا لرَّجُلَ الَّذِیْ حَكَمَ مَعِیْ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ اَخْبَرْتَنِیْ اَنَّكَ تَقْرَءُ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ لَاَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِیْ كِتَابِهٖ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَاعَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ وَهٰذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

باندھے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جوان کے پہلو میں بیٹھا تھا بلایا اور کہا آ ؤ ہم تم مل کر حکم کر دیں تو دونوں نے مل کر ایک بکری کا حکم کیا وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا یہ امیر المومنین ہیں ایک ہرن کا فیصلہ اکیلے نہ کر سکے جب تک ایک اور شخص کو اپنے ساتھ نہ بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن لی تو اس کو پکارا اور کہا تو نے سورۂ مائدہ پڑھی ہے وہ بولا نہیں حضرت عمرؓ بولے تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا اس نے کہا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے سورۂ مائدہ پڑھی ہے تو اس وقت میں تجھے مارتا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں تجویز کر دیں جزا کو دو عادل تم میں سے وہ ہدی ہو جو پہنچے مکہ میں اور یہ شخص عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔

ف: اس شخص نے جہالت سے یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا اس باب میں حکم نہ کر سکے۔ دوسرے یہ کہ جس شخص کو شریک کیا وہ اس قابل نہ تھا کہ شریک کیا جائے رائے میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں باتیں اس کو بتا دیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہے کہ دو مرد عادل مل کر جزا تجویز کریں اس لیے میں نے ایک اور شخص شریک کیا اور جس کو شریک کیا وہ بڑے پائے اور اعلیٰ مرتبہ کا شخص ہے۔ یعنی عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

(٢٦٦) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَقُوْلُ فِی الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقَرَةٌ وَّ فِی الشَّاةِ مِنَ الظِّبَآءِ شَاةٌ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ کہتے تھے کہ نیل گائے میں ایک گائے لازم اور ہرن میں ایک بکری لازم ہے۔

(٢٦٧) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ حَمَامِ مَكَّةَ اِذَا قُتِلَ شَاةٌ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے وہ کہتے تھے مکہ کے کبوتر میں جب قتل کیا جائے تو ایک بکری لازم ہے۔

٢٦٨: کہا مالکؒ نے ایک شخص مکہ کا رہنے والا احرام باندھے حج یا عمرہ کا اور اس کے گھر میں ایک گھونسلا ہو کبوتر کے بچوں کا وہ گھونسلے کا منہ بند کر دے اور بچے مر جائیں تو ہر بچہ کے بدلے ایک ایک بکری دینا ہوگی۔ کہا مالکؒ نے میں ہمیشہ سنتا آیا ہوں کہ شتر مرغ کو جب محرم مار ڈالے تو ایک اونٹ واجب ہوگا۔

کہا مالکؒ نے شتر مرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کو کوئی مار ڈالے تو ایک لونڈی یا غلام دینا ہوگا جس کی قیمت پچاس دینار ہو اور پچاس دینار کل دیت کا دسواں حصہ ہے کہا مالکؒ نے نسر[1] اور عقاب اور رخم[2] یہ سب صید ہیں اگر ان کو مارے گا تو جزا دینی ہوگی۔

---

[1] گدھ [2] رخم ایک مردار خور جانور ہے۔١٢

کہا مالکؒ نے جس جانور کا جو بدلہ ہے وہ ہی رہے گا اگر چہ وہ جانور چھوٹا یا بڑا ہو جیسے دیت صغیر اور کبیر کی برابر ہے۔

ف: یعنی چھوٹے ہرن کا بدلہ بھی ایک بکری ہے اور بڑے ہرن کا عوض بھی ایک بکری ہے جیسے کوئی بڑے آدمی کو مارے تو بھی وہی دیت ہے اور لڑکے کو مارے تب بھی وہی دیت ہے۔

۷۷۔بَابُ فِدْيَةِ مَنْ اَصَابَ شَيْئًا مِّنَ الْجَرَادِ وَهُوَ مُحْرِمٌ

احرام کی حالت میں اگر ٹڈی مارے تو اس کی جزا کا بیان

(۲۶۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّىْ اَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِىْ وَاَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَطْعِمْ قَبْضَةً مِّنْ طَعَامٍ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ میں نے چند ٹڈیوں کو کوڑے سے مار ڈالا اور میں احرام باندھے تھا آپ نے فرمایا کہ ایک مٹھی بھر کھانا کسی کو کھلا دے۔

(۲۷۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهٗ عَنْ جَرَادَةٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتّٰى نَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ جَرَادَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور پوچھا آپ سے میں نے ایک ٹڈی مار ڈالی حالت احرام میں حضرت عمرؓ نے کہا آؤ ہم تم مل کر فیصلہ کریں۔ کعب نے کہا ایک درہم لازم ہے حضرت عمرؓ نے کہا تیرے پاس بہت دراہم ہیں میرے نزدیک ایک کھجور بہتر ہے ایک ٹڈی سے۔

ف: تو ہر ٹڈی کے بدلے میں ایک کھجور صدقہ دینا کافی ہے یا ایک مٹھی اناج کی۔

۷۸۔بَابُ فِدْيَةِ مَنْ حَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّنْحَرَ

جو شخص قبل نحر کے حلق کرے اس کے فدیہ کا بیان

(۲۷۱) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمًا فَاٰذَاهُ الْقُمَّلُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّحْلِقَ رَاْسَهٗ وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ اِنْسَانٍ اَوِ انْسُكْ شَاةً اَىَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ اَجْزَاَ عَنْكَ. (اخرجه البخاری ومسلم)

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھے ہوئے ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں تو حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو سر منڈانے کا اور کہا تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو دو دو مد کھانا دے یا ایک بکری ذبح کر ان میں جو کرے گا کافی ہے۔

(۲۷۲) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَعَلَّكَ اٰذَاكَ هَوَامُّكَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْلِقْ رَاْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ.

(اخرجه البخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید تجھ کو تکلیف دیتی ہیں جوئیں انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا منڈوا ڈال سر اپنا اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا یا ایک بکری ذبح کر۔

(۲۷۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس

ﷺ وَاَنَا اَنْفُخُ تَحْتَ قِدْرٍ لِاَصْحَابِيْ وَقَدِ امْتَلَاءَ رَأْسِيْ وَلِحْيَتِيْ قَمْلًا فَاَخَذَ بِجَبْهَتِيْ ثُمَّ قَالَ احْلِقْ هٰذَا الشَّعْرَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ لَيْسَ عِنْدِيْ مَآ اَنْسُكُ بِهٖ.(اخرجه البخاری موصولا ومسلم)

رسول اللہ ﷺ اور میں ہانڈی پھونک رہا تھا۔ اپنے ساتھیوں کی اور میرے سر اور داڑھی کے بال جوؤں سے بھر گئے تھے اور آپؐ نے میری پیشانی تھام کر فرمایا ان بالوں کو منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا اور رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے واسطے کچھ نہیں ہے۔

ف ۱: اس واسطے آپؐ نے قربانی کا حکم نہ کیا اور یہ روایت دوسری روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ پہلے آپ نے قربانی کا بھی ذکر کیا جب معلوم ہوا کہ اس کو استطاعت نہیں تو صرف دو چیزوں کو بیان کیا کہا مالکؒ نے کوئی شخص اذی کی جزا نہ دے۔ جب تک قصور نہ کرے کیونکہ قصور کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے اور اس کو اختیار ہے کہ جزا قربانی سے دے یا روزے سے یا صدقہ سے مکہ میں خواہ کسی اور شہر میں۔

ف ۲: اَذٰی کہتے ہیں کسی عارضے یا بیماری جیسے سر میں جوئیں پڑ جانا یا اور کوئی مرض ہو۔ جس سے ان کاموں کے کرنے کی حاجت ہو جو احرام میں ممنوع ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جزا صید کی مکہ میں پہنچنا ضروری ہے۔ (زرقانی)

۲۷۴: کہا مالکؒ نے محرم کو درست نہیں کہ اپنے بال نوچے یا منڈوائے یا کم کرائے جب تک احرام نہ کھولے مگر اس صورت میں کہ اس کے سر میں کوئی ایذاء ہو تو فدیہ لازم ہوگا جیسا اللہ جل جلالہٗ نے حکم کیا اور محرم کو درست نہیں کہ اپنے ناخن کرے یا جوئیں مارے یا سر سے جوں نکال کر زمین پر ڈال دے یا اپنے بدن یا کپڑے سے جوں نکالے اگر ایسا کرے تو ایک مٹھی اناج کی لِلّٰہ دے۔

۲۷۵: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنی ناک کے بال اکھاڑے یا بغل کے یا بدن پر نورہ لگایا یا سر میں زخم ہوا اور ضرورت کی وجہ سے سر منڈوایا یا گدی کے بال منڈوائے پچھنے لگانے کے واسطے احرام میں اگر بھولے سے یا نادانی سے یہ کام کرے تو ان سب صورتوں میں اس پر فدیہ ہے اور محرم کو درست نہیں کہ پچھنے لگانے کی جگہ مونڈے کہا مالکؒ نے جو شخص نادانی سے قبل کنکریاں مارنے کے سر منڈا لے تو فدیہ دے۔

۷۹۔بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهٖ شَيْئًا

جو شخص کوئی رکن بھول جائے اس کا بیان

(۲۷۶) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهٖ شَيْئًا اَوْ تَرَكَهٗ فَلْيُهْرِقْ دَمًا قَالَ اَيُّوْبُ لَآ اَدْرِيْ اَقَالَ تَرَكَ اَمْ نَسِيَ.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص اپنے کاموں میں سے کوئی کام بھول جائے یا چھوڑ دے تو ایک دم دے (قربانی) ایوب نے کہا مجھے یاد نہیں سعید نے بھول جائے کہا یا چھوڑ دے کہا۔

کہا مالکؒ نے اس دم میں سے جو ہدی ہو وہ تو خواہ مخواہ مکہ میں جائے گی اور جو کوئی اور عبادت ہو تو اختیار ہے جہاں چاہے کرے۔

۸۰۔بَابُ جَامِعِ الْفِدْيَةِ

فدیہ کے مختلف مسائل کا بیان

۲۷۷: کہا مالکؒ نے جو شخص چاہے ایسے کپڑے پہننا جو احرام میں درست نہیں ہیں یا بال کم کرنا چاہے یا خوشبو لگانا چاہے بغیر ضرورت کے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ رخصت ضرورت کے وقت ہے جو کوئی ایسا کرے فدیہ دے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا: فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْصَدَقَةٍ اَوْنُسُكٍ. تو اس شخص کو اختیار ہے اس میں اور نسک کیا چیز ہے اور طعام کتنا واجب ہے اور کس مد سے چاہیے اور روزے کتنے چاہئیں اور اس میں تاخیر کرنا درست ہے یا فی الفور کرنا چاہیے۔

مالکؒ نے جواب دیا جتنے کفاروں میں اللہ جل جلالہٗ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ یا یہ ہو یا یہ ہو اس میں اختیار ہے جونسا امر چاہے کرے اور نسک سے ایک بکری مراد ہے اور روزے سے تین روزے مقصود ہیں اور طعام سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا منظور ہے ہر مسکین کو دو مد دینا چاہیے۔ نبی ﷺ کے مد سے۔

کہا مالکؒ نے اور سنا میں نے بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ اگر محرم نے کسی چیز کو کچھ مارا اور وہ کسی جانور چرند یا پرند کو جو شکاری ہے جا لگا اور وہ مر گیا مگر محرم کا ارادہ اس کے مارنے کا نہ تھا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا کیونکہ قصد اور خطا دونوں اس باب میں یکساں ہیں۔

کہا مالکؒ نے اگر چند لوگ مل کر ایک شکار ماریں اور سب احرام باندھے ہوں تو ہر ایک شخص پر ان میں سے جزا لازم ہوگی اور ہر ایک کو پوری جزا دینی ہوگی۔ اگر ان پر ہدی کا حکم ہوگا تو ہر ایک کو ہدی دینا ہوگی اگر روزوں کا حکم ہوگا تو ہر ایک کو روزہ رکھنا ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چند آدمی مل کر ایک شخص کو خطا سے مار ڈالیں تو کفارہ قتل کا یعنی ایک غلام آزاد کرنا ہر ایک پر واجب ہوگا یا دو مہینے پے در پے روزے ہر ایک کو رکھنے ہوں گے۔

کہا مالکؒ نے جس شخص نے شکار مارا بعد کنکریاں مارنے کے اور سر منڈانے کے قبل طواف الافاضہ کے تو اس پر جزا اس شکار کی لازم ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو اور جس شخص نے طواف الافاضہ نہیں کیا اس کا پورا احرام نہیں کھلا کیونکہ اس کو صحبت عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہیں۔

کہا مالکؒ نے اگر محرم حرم کا درخت اکھاڑے تو اس پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی مگر یہ فعل بہت برا ہے۔

ف ۱: کیونکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اس کو درست نہیں کہ حرم میں خون کرے یا وہاں کا درخت کاٹے امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک جزا لازم ہوگی۔

۲۷۸: کہا مالکؒ نے جو شخص حج میں تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ اپنے شہر چلا جائے تو اس کو اگر ہدی کی قدرت ہو تو ہدی دے ورنہ تین روزے اپنے گھر میں رکھ کر پھر سات روزے رکھے۔

ف ۲: جب کوئی تمتع کرے اور ہدی نہ پائے تو اس پر تین روزے ہیں حج میں اور سات روزے بعد حج کے جیسے کہ اوپر بیان ہوا انہیں روزوں کا یہاں ذکر ہے کہ اگر کسی پر یہ روزے لازم تھے اور وہ بھول گیا یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو اس کا یہ حکم ہے۔

۸۱۔ بَابُ جَامِعِ الْحَجِّ — حج کی مختلف احادیث کا بیان

(۲۷۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ بِمِنًى وَالنَّاسُ يَسْئَلُوْنَهٗ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ٹھہرے منیٰ میں حجۃ الوداع میں اور لوگ مسئلے پوچھتے تھے آپؐ سے سو ایک شخص آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں

لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

نے سر منڈا لیا قبل نحر کے آپؐ نے فرمایا اب ذبح کر لے کچھ حرج نہیں ہے پھر دوسرا شخص آیا وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ میں نے نادانی سے نحر کیا قبل رمی کے آپؐ نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب سوال ہوا آپ سے کسی چیز کو مقدم یا مؤخر کرنے کا آپ نے فرمایا کر لے اور کچھ حرج نہیں ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ نہ جان کر کسی رُکن کی تقدیم یا تاخیر کرے تو نہ گناہ ہے نہ فدیہ اور بعضوں نے کہا کہ حرج نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ گناہ نہیں ہے لیکن دم لازم آئے گا اور صحیح پہلا قول ہے۔

(۲۸۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْحَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹتے جہاد یا حج یا عمرہ سے تو تکبیر کہتے ہر چڑھاؤ پر تین بار فرماتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی طرف پوجنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اللہ کو اپنے پروردگار کی طرف کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ نے وعدہ اپنا۔ ف۱ اور مدد کی اپنے بندے کی (محمد ﷺ) اور بھگا دیا آپ نے فوجوں کو اکیلے۔

ف۱: وہ وعدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں فتح حاصل ہوگی اور یہ وعدہ تھا کہ مسلمان مسجد الحرام میں بے کھٹکے اور بے خوف داخل ہوں گے۔

(۲۸۱) عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِامْرَاَةٍ وَهِيَ فِيْ مِحَفَّتِهَا فَقِيْلَ لَهَا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَتْ بِضَبْعَيْ صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ.

(اخرجه مسلم)

کریب سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا ایک عورت پر اور وہ اپنے محافہ میں تھی (محافہ ہودج کی مانند ہوتا ہے مگر اس پر قبہ نہیں ہوتا) تو کہا گیا اس سے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اس نے اپنے لڑکے کا بازو پکڑ کر کہا یا رسول اللہ! اس لڑکے کا بھی حج ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو اجر ہے۔

(۲۸۲) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَالِكَ اِلَّا لِمَا رَاٰى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ

طلحہ بن عبیداللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں دیکھا جاتا شیطان کسی روز ذلیل اور منحوس اور غضبناک زیادہ عرفے کے روز سے اس وجہ سے کہ دیکھتا ہے اس دن خدا کی رحمت اترتی ہوئی اور بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہوئے مگر

وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلاَّ مَا رُاِیَ یَوْمَ بَدْرٍ قِیْلَ وَمَا رَاٰی یَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ رَاٰی جِبْرِیْلَ یَزَعُ الْمَلٰئِکَةَ.

بدر کے روز بھی شیطان کا یہی حال تھا لوگوں نے کہا اس دن کیا تھا یارسول اللہ! فرمایا آپؐ نے کہ دیکھا اس نے جبریل کو فرشتوں کی صف باندھے ہوئے۔

ف: جنگ بدر کے روز شیطان بھی کافروں کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے بھی آئے ہیں تو پیٹھ موڑ کر بھاگا ابن حبان اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہٗ فخر کرتا ہے عرفات والوں سے ملائکہ پر اور کہتا ہے دیکھو میرے بندوں کو آئے میرے پاس پریشان حال گرد پڑے ہوئے۔

(۲۸۳) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ کُرَیْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ یَوْمِ عَرَفَةَ وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ.

عبداللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دعاؤں میں عرفے کی دعا ہے اور بہتر اس میں جو کہا میں نے اور میرے سے پہلے پیغمبروں نے لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ہے۔

ف: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس قدر زیادہ ہے لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ نہیں ہے ابن عبدالبر نے کہا بہتر سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے رزین بن معاویہ نے اس حدیث میں اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ افضل سب دنوں میں عرفے کا دن ہے جب جمعہ کو آن پڑے اور وہ حج ستر حجوں سے بہتر ہے جو جمعہ کے دن نہ پڑیں حافظ نے کہا کہ اس حدیث کا حال معلوم نہیں نہ اس کے صحابی کا حال معلوم ہے نہ راوی کا پتہ ہے بلکہ موطا کی حدیث میں یہ عبارت بڑھا دی ہے اور موطا کے کسی نسخے میں یہ عبارت نہیں ملتی۔ ابن قیم نے ہدی میں لکھا ہے کہ یہ عوام میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن جب عرفہ آن پڑے تو وہ حج بہتر حج سے بہتر ہے محض لغو ہے اس کی کچھ اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین سے نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ عوام جب عرفہ جمعہ کو آن پڑے تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حج اکبر اصطلاح شرع میں حج کو کہتے ہیں اور عمرہ کو حج اصغر مگر ملا علی قاری نے اپنے مناسک میں بعض روایاتِ ضعیفہ سے کچھ فضائل اس حج کے جس میں عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو بہ نسبت اور حجوں کے زیادہ بیان کیے ہیں۔

(۲۸۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَکَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهٗ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِبْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْتُلُوْهُ قَالَ مَالِکٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّلَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَئِذٍ مُّحْرِمًا وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے میں جس سال مکہ فتح ہوا آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص آیا اور بولا کہ یارسول اللہ ابن خطل (ایک کافر تھا جس کا نام عبدالعزیٰ تھا آپ نے اس کا خون مباح کر دیا تھا) کعبے کے پردے پکڑے ہوئے لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔

ف ا: آپ نے ابن خطل کے مار ڈالنے کا حکم اس واسطے کیا کہ ابن خطل پہلے مسلمان ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مصدق (زکوٰۃ وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا اور ایک غلام مسلمان خدمت کے لیے اس کے ساتھ کر دیا ابن خطل ایک منزل میں اترا اور غلام کو

کھانا پکانے کو کہا اور خود سو رہا جب اٹھا تو دیکھا غلام نے کھانا نہیں پکایا ہے۔ ابن خطل نے اس غلام کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گیا اور مکے میں جا کر دو لونڈیاں رکھیں جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔

کہا مالکؒ نے رسول اللہ ﷺ اس دن احرام نہیں باندھے تھے۔

ف ۲: ورنہ خود سر پر کیوں رکھتے مگر یہ امر رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے اور کسی کو مکے میں بغیر احرام باندھے ہوئے جانا درست نہیں اور ابن خطل نے اگر چہ کعبے کی پناہ لی تھی مگر جو شخص خون کر کے بھاگ آئے اس کو کعبہ پناہ نہیں دیتا ابو حنیفہؒ کے نزدیک دیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ابن خطل کا قتل ایسے وقت میں ہوا جب تک قتال آپ کو مباح تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۸۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَآءَهُ خَبَرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے مکے سے (مدینے کے قصد سے) جب قدید میں پہنچے تو مدینے کے فساد کی خبر پہنچی پس لوٹ آئے مکے میں بغیر احرام کے۔

(۲۸۶) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذَالِكَ.

ابن شہاب سے ایسی ہی روایت ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں بغیر احرام کے آنا درست ہے۔ ابن شہاب اور حسن بصری اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک مکے میں بغیر احرام کے آنا درست نہیں ہے البتہ جو لوگ قرب و جوار کے رات دن مکے میں آتے جاتے رہتے ہیں ان کو رخصت ہے۔

(۲۸۷) عَنْ عِمْرَانَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ عَدَلَ اِلَيَّ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ اَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَآ اَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ السَّرْحَةِ فَقُلْتُ اَرَدْتُّ ظِلَّهَا فَقَالَ هَلْ غَيْرَ ذَالِكَ فَقُلْتُ لَا مَآ اَنْزَلَنِيْ اِلَّا ذَالِكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ مِنْ مِّنًى وَنَفَخَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهٖ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

عمران انصاریؒ سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور میں اترا تھا ایک درخت کے تلے مکے کی راہ میں تو پوچھا انہوں نے کیوں اترا تو اس درخت کے تلے میں نے کہا سایہ کے واسطے انہوں نے کہا اور کسی کام کے واسطے میں نے کہا نہیں میں صرف سایہ کے واسطے اترا ہوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تو منیٰ میں دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچے اور اشارہ کیا ہاتھ سے پورب کی طرف وہاں ایک جگہ ہے جس کو سرر کہتے ہیں وہاں ایک درخت ہے اس کے تلے ستر نبیوں کی نال کاٹی گئی یا ستر نبیوں کو نبوت ملی پس وہ اس سبب سے خوش ہوئے۔

(۲۸۸) عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرَّ بِامْرَاَةٍ مَّجْذُوْمَةٍ وَهِيَ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهَا يَا اَمَةَ اللّٰهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِيْ بَيْتِكِ فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذَالِكَ فَقَالَ لَهَآ اِنَّ الَّذِيْ كَانَ نَهَاكِ

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ گزرے ایک جذامی عورت پر جو طواف کر رہی تھی خانہ کعبہ کا تو کہا اے خدا کی لونڈی مت تکلیف دے لوگوں کو کاش تو اپنے گھر میں بیٹھتی وہ اپنے گھر میں بیٹھی رہی ایک شخص اس سے ملا اور بولا کہ جس شخص نے تجھ کو منع کیا تھا وہ مر گیا اب نکل عورت بولی میں ایسی

قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِيْ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُطِيْعَهُ حَيًّا وَّاَعْصِيَهُ مَيِّتًا.

نہیں کہ زندگی میں میں اس شخص کی اطاعت کروں اور مرنے کے بعد اس کی نافرمانی کروں۔

(۲۸۹) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ الْمُلْتَزَمِ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ درمیان میں حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے ملتزم ہے۔

ف: ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حاجت یا مصیبت والا ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگے گا اللہ جل جلالہٗ اس کی حاجت پوری کرے گا اور مصیبت کو دور کرے گا۔

(۲۹۰) عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلٰى اَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبْذَةِ وَاَنَّ اَبَاذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلَهُ اَيْنَ تُرِيْدُ فَقَالَ اَرَدْتُ الْحَجَّ فَقَالَ هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهُ قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَانِفِ الْعَمَلَ قَالَ الرَّجُلُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ ثُمَّ مَكَثْتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِفِيْنَ عَلٰى رَجُلٍ قَالَ فَضَاغَطْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ فَاِذَا الشَّيْخُ الَّذِيْ وَجَدْتُ بِالرَّبْذَةِ يَعْنِيْ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمَّا رَاٰنِيْ عَرَفَنِيْ فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ حَدَّثْتُكَ.

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک شخص گزرا ابوذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ میں (ایک مقام کا نام ہے) ابوذرؓ نے پوچھا کہاں کا قصد ہے اس نے کہا حج کا ابوذرؓ نے پوچھا اور کسی نیت سے تو نہیں نکلا بولا نہیں ابوذرؓ نے کہا پس شروع کر کام اس شخص نے کہا میں نکلا یہاں تک کہ مکہ میں آیا اور وہاں ٹھہرا رہا پھر دیکھا میں نے لوگوں کو کہ گھیرے ہوئے ہیں ایک شخص کو تو میں لوگوں کو چیر کے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص جو ربذہ میں مجھ کو ملا تھا موجود ہے یعنی ابوذرؓ انہوں نے مجھ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا تو وہی ہے جس سے حدیث بیان کی تھی میں نے۔

(۲۹۱) عَنْ مَّالِكٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْاِسْتِثْنَآءِ فِي الْحَجِّ فَقَالَ اَوَ يَصْنَعُ ذَالِكَ اَحَدٌ وَّ اَنْكَرَ ذَالِكَ.

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حج میں شرط لگانا درست ہے بولے کیا کوئی ایسا کرتا ہے اور انکار کیا اس سے۔

ف: کیونکہ شرط لگانے سے کیا فائدہ اگر کوئی مانع پیش آئے تو طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالنا درست ہے۔

حضرت امام مالک اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک شرط لگانا درست ہے۔

سوال ہوا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ اپنے جانور کے واسطے حرم کی گھاس کاٹنا درست ہے جواب دیا کہ نہیں۔

۸۲۔ بَابُ حَجِّ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ ذِيْ مَحْرَمٍ

عورت کو بغیر محرم کے حج کرنے کا بیان

۲۹۲: کہا مالکؒ نے جن عورتوں کے خاوند نہیں ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا اگر ان کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن ساتھ نہ جا سکے تو فرض حج کو ترک نہ کرے بلکہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے۔

٨٣۔بَابُ صِيَامِ الْمُتَمَتِّعِ

جو شخص تمتع کرے اس کے روزوں کا بیان

(٢٩٣) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ لِمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا مَّا بَيْنَ أَنْ يُّهِلَّ بِالْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَّمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى.

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں روزہ اس شخص کے اُوپر ہے جو تمتع کرے یعنی عمرہ کر کے حج کرے اور ہدی نہ پائے حج کے احرام سے لے کر عرفے تک روزے رکھے اگر ان دنوں میں نہ رکھے تو منیٰ کے دنوں میں رکھے۔

ف: ہر چند منیٰ کے دنوں میں روزے رکھنا ممنوع ہے مگر ضرورت کی وجہ سے جب حج کے دنوں میں روزے نہ رکھ سکے تو ان دنوں میں رکھے۔

(٢٩٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ ذَالِكَ مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس مقدمے میں مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجِهَادِ

کتاب جہاد کے بیان میں

١۔ بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْجِهَادِ

جہاد کی طرف رغبت دلانے کا بیان

(١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلٰوةٍ وَّلَا صِيَامٍ حَتّٰی يَرْجِعَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن بھر روزہ رکھے رات بھر عبادت کرے نہ تھکے نماز سے اور نہ روزے سے یہاں تک کہ لوٹے جہاد سے۔

ف: یعنی جب سے آدمی گھر سے جہاد کو نکلے تو لوٹنے تک گویا ہر وقت عبادت میں مصروف ہے اس حدیث سے بہت بڑی فضیلت جہاد کی ثابت ہوئی۔

(٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَايُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَتِهٖ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ اِلٰی مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْغَنِيْمَةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ضامن ہے اس شخص کا جو جہاد کرے اس کی راہ میں اور نہ نکلے گھر سے مگر جہاد کی نیت سے اللہ کے کلام کو سچا جان کر اس بات کا کہ داخل کرے گا اللہ اس کو جنت میں یا پھیر لائے گا اس کو اس کے گھر میں جہاں سے نکلا ہے ثواب اور غنیمت کے ساتھ۔

(٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ لِّرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰی رَجُلٍ وِّزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ هِیَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَّلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَ اٰثَارُهَا وَ اَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَ لَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِیَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ حَسَنَاتٍ فَهِیَ لَهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے ایک شخص کے واسطے اجر ہیں اور ایک شخص کے واسطے درست ہیں اور ایک شخص کے واسطے گناہ ہیں اجر اس کے واسطے ہیں جو باندھے ان کو جہاد کے واسطے پھر لمبی کر دے رسی ان کی کسی موضع یا چراگاہ میں تو جس قدر دور تک اس رسی کے سبب سے چرے اس کے واسطے نیکیاں لکھی جائیں گی اگر وہ رسی توڑ کر ایک اونچان یا دو اونچان چڑھیں ان کے ہر قدم اور لید پر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہ کسی نہر پر جا نکلے اور پانی پیئے اور مالک کا

اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذَالِكَ سِتْرٌ وَّ رَجُلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَّ رِيَآءً وَنِوَآءً لِّاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذَالِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا تب بھی اس واسطے نیکیاں لکھی جائیں اور درست اس کے واسطے ہیں جو تجارت کے واسطے باندھے اور زکوۃ ان کی ادا کرے اور گناہ اس کے واسطے ہیں جو فخر اور ریا اور مسلمانوں کی دشمنی کے لیے باندھے اور سوال ہوا حضرت محمدؐ سے گدھوں کے باب میں آپ نے فرمایا کہ اس مقدمے میں میرے اُوپر کچھ نہیں اترا مگر یہ آیت جو ایکلی تمام نیکیوں کو شامل ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

ف: یعنی جو کوئی رتی برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پائے گا اور جو کوئی رتی برابر برائی کرے گا پائے گا اس بات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تھوڑی سی نیکی بھی تلف نہیں جائے گی سو خدا کی راہ میں گدھوں کا باندھنا اور ان سے کام لینا بے کار نہیں ہوسکتا۔

(٤) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَآ اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا رَّجُلٌ اَخَذَ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلَآ اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهٗ رَجُلٌ مُّعْتَزِلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.

(هذا حديث مرسل وقد وصله الترمذی و كذا النسائی)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ بتاؤں تم کو میں وہ شخص جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جہاد کرتا ہے خدا کی راہ میں کیا نہ بتاؤں میں تم کو جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے بعد اس کے وہ شخص ہے جو ایک گوشے میں بکریوں کا غلہ لے کر نماز پڑھتا ہے اور اللہ کو پوجتا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

(٥) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَّقُوْلَ اَوْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نُخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَآئِمٍ.

(اخرجه البخاری ومسلم)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے پر آسانی اور سختی میں خوشی اور غم میں اور بیعت کی ہم نے اس بات پر کہ جو مسلمان حکومت کے لائق ہوگا اس سے نہ جھگڑیں گے اور اس امر پر کہ ہم سچ کہیں گے یا سچ پر جمے رہیں گے جہاں ہوں گے اللہ کے کام میں کسی کے برا کہنے سے نہ ڈریں گے۔

(٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ كَتَبَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَذْكُرُ لَهٗ جُمُوْعًا مِّنَ الرُّوْمِ وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْ اَمْرِهِمْ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ مَهْمَا يَنْزِلُ بِعَبْدٍ مُّؤْمِنٍ مِنْ مُّنْزَلِ شِدَّةٍ يَّجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَهٗ فَرَجًا وَّاَنَّهٗ لَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُّسْرَيْنِ وَاَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح نے حضرت عمرؓ کو روم کے لشکروں کا اور اپنے خوف کا حال لکھا حضرت عمرؓ نے جواب لکھا کہ بعد حمد ونعت کے معلوم ہو کہ بندہ مومن پر جب کوئی سختی اترتی ہے اس کے بعد اللہ پاک خوشی دیتا ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہوسکتی ف اور بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ''اے ایمان والو! صبر کرو مصیبتوں پر اور صبر کرو کفار کے مقابلے میں

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اور قائم رہو جہاد پر اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم نجات پاؤ''۔

ف: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. تحقیق کہ ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے۔ بلکہ ایک آسانی اور ہے حاکم نے مستدرک میں حسن سے اور ابن مردویہ نے جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک دن خوش و خرم نکلے ہنستے جاتے تھے اور فرماتے تھے ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہو سکتی ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے پھر اسی سختی کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔

٢۔بَابُ النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں کلام اللہ لے جانے کی ممانعت ہے

(٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ قَالَ مَالِكٌ وَّ اِنَّمَا ذَالِكَ مَخَافَةَ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے قرآن شریف کو دشمن کے ملک میں لے جانے سے کہا مالکؒ نے اس واسطے منع کیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن قرآن شریف کو لے کر اس کی توہین کرے۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ تمام فقہاء نے اجماع کیا اس امر پر کہ مصحف کو چھوٹی فوج کے ہمراہ جس کی شکست پانے کا خوف ہو نہ لے جائیں اور بڑی فوج کے ساتھ لے جانا بھی مختلف فیہ ہے مالکؒ کے نزدیک ممنوع ہے۔ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

٣۔بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ فِي الْغَزْوِ

بچوں اور عورتوں کو مارنے کی ممانعت لڑائی میں

(٨) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ قَتَلُوا بْنَ اَبِي الْحُقَيْقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ فَكَانَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ بَرَّحَتْ بِنَا امْرَاَةُ ابْنِ اَبِي الْحُقَيْقِ بِالصِّيَاحِ فَاَرْفَعُ عَلَيْهَا السَّيْفَ ثُمَّ اَذْكُرُ نَهْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَكُفُّ وَلَوْلَا ذَالِكَ لَاسْتَرَحْنَا مِنْهَا.

عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ منع کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جنہوں نے قتل کیا ابن ابی الحقیق کو عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے ابن کعب نے کہا کہ ایک شخص ان میں سے کہتا تھا کہ ابن ابی الحقیق کی عورت نے چیخ کر ہمارا حال کھول دیا تھا تو تلوار اس پر اٹھاتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کو یاد کر کے رُک جاتا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اُس سے بھی فراغت کرتے۔

ف: ابن ابی الحقیق ایک تاجر کا نام ہے جس کو ابورافع یہودی کہتے تھے۔ ایک گڑھی (قلعہ خورد) میں رہا کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی مذمت کرتا تھا آپؐ نے پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا عبداللہ بن عتیک نے اس کو قتل کیا۔

(٩) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ امْرَاَةً مَّقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ ذَالِكَ وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ.

نافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض لڑائیوں میں ایک عورت کو قتل کیے ہوئے پایا تو برا کہا اس کو اور منع کیا عورتوں اور بچوں کے قتل سے۔

(١٠) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ بَعَثَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

جُيُوْشًا اِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِيْ مَعَ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَ اَمِيْرَ رُبْعٍ مِّنْ تِلْكَ الْاَرْبَاعِ فَزَعَمُوْٓا اَنَّ يَزِيْدَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِمَّا اَنْ تَرْكَبَ وَاِمَّآ اَنْ اَنْزِلَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَّآ اَنْتَ بِنَازِلٍ وَّمَآ اَنَا بِرَاكِبٍ اِنِّيْ اَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوْٓا اَنَّهُمْ حَبَسُوْا اَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوْٓا اَنَّهُمْ حَبَسُوْا لَهٗ وَ سَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوْا اَوْسَاطَ رُؤُوْسِهِمْ مِّنَ الشَّعَرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوْا عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَاِنِّيْ مُوْصِيْكَ بِعَشْرٍ لَّا تَقْتُلُوا امْرَاَةً وَّلَا صَبِيًّا وَّلَا كَبِيْرًا هَرِمًا وَّلَا تَقْطَعُنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَلَا تُخَرِّبُنَّ عَامِرًا وَّلَا تَعْقِرُنَّ شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا اِلَّا لِاَكْلِهٖ وَلَا تُحَرِّقُنَّ نَخْلًا وَّلَا تُغْرِقَنَّهٗ وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَجْبُنْ.

لشکر بھیجا شام کو تو چلے پیدل یزید بن ابی سفیان کے ساتھ اور وہ حاکم تھے ایک چوتھائی لشکر کے تو یزید نے کہا ابوبکرؓ سے آپ سوار ہو جائیں نہیں تو میں اترتا ہوں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نہ تم اترو نہ میں سوار ہوں گا میں ان قدموں کو خدا کی راہ میں ثواب سمجھتا ہوں پھر کہا یزید سے کہ تم پاؤ گے کچھ لوگ ایسے جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانوں کو روک رکھا ہے ف۱ اللہ کے واسطے سو چھوڑ دے ان کو اپنے کام میں اور کچھ لوگ ایسے پاؤ گے جو بیچ میں سے سر منڈاتے ہیں ف۲ تو مار ان کے سر پر تلوار سے اور میں تجھ کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں عورت کو مت مارنا اور نہ بچوں کو اور نہ بڈھے پھونس کو اور نہ کاٹنا پھل دار درخت کو اور نہ اجاڑنا کسی بستی کو اور نہ کونچیں کاٹنا کسی بکری اور اونٹ کی مگر کھانے کے واسطے اور مت جلانا کھجور کے درخت کو اور مت ڈبانا اس کو اور غنیمت کے مال میں چوری نہ کرنا اور نامردی نہ کرنا۔

ف۱: اس سے مراد راہب ہیں جو لوگوں سے ملاقات نہیں کرتے اور ایک گوشے میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں ان لوگوں کے مارنے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منع کیا اس واسطے کہ وہ لوگ لڑائی نہیں کرتے نہ ان کی تعظیم کی وجہ سے۔

ف۲: یہ مجوس کی عادت تھی کہ بیچ میں سے سر منڈاتے تھے اور باقی سر پر بال رکھتے تھے اب اس فعل کو بعض مسلمانوں نے بھی اختیار کیا ہے۔

(۱۱) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلٰى عَامِلٍ مِّنْ عُمَّالِهٖ اَنَّهٗ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً يَقُوْلُ لَهُمُ اغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَمْثُلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَلَا امْرَاَةً وَّقُلْ ذٰلِكَ لِجُيُوْشِكَ وَسَرَايَاكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

(اخرجه مسلم موصولا فى كتاب الجهاد)

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا اپنے ایک عامل کو عاملوں میں سے کہ پہنچا ہم کو رسول اللہ ﷺ سے جب فوج روانہ کرتے تھے تو کہتے تھے ان سے جہاد کرو اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں تم لڑتے ہو ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ نہ چوری کرو نہ اقرار توڑو نہ ناک کان کاٹو نہ مارو بچوں اور عورتوں کو اور کہہ دے یہ امر اپنی فوجوں اور لشکروں سے اگر خدا چاہے اور سلام ہے اوپر تیرے۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَفَاءِ بِالْاَمَانِ

جب کسی کو امان دے تو پورا کرے اقرار کو

(۱۲) عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَتَبَ اِلٰى عَامِلِ جَيْشٍ كَانَ بَعَثَهٗ

ایک کوفہ کے رہنے والے سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے لکھا ایک افسر کو لشکر کے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض

اِنَّهُ بَلَغَنِیْ اَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْجَ حَتّٰى اِذَا اَسْنَدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَّتْرس (فارسی میں۱۲) يَقُوْلُ لَا تَخَفْ فَاِذَا اَدْرَكَهُ قَتَلَهُ وَاِنِّیْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا اَعْلَمُ مَكَانَ اَحَدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ اِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ.

لوگ تم میں سے بلاتے ہیں کافر عجمی کو جب وہ پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور لڑائی سے باز آتا ہے تو ایک شخص اس سے کہتا ہے مت ڈر پھر قابو پا کر اس کو مار ڈالتا ہے قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں کسی کو ایسا کرتے جان لوں گا تو اس کی گردن ماروں گا۔

ف ۱: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تہدید اور تخویف کے لیے فرمایا۔ ہر چند یہ فعل حرام ہے مگر اس میں قصاص نہیں آتا۔ کہا مالکؒ نے اس حدیث پر علماء کا اتفاق نہیں ہے اور نہ اس پر عمل ہے۔

ف ۲: کیونکہ دوسری حدیث صحیح اور مرفوع موجود ہے کہ مسلمان کافر کے عوض میں قتل نہ کیا جائے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اشارہ سے امان دینا بھی حکم امان رکھتا ہے کہا ہاں اور میری رائے میں یہ ہے کہ فوج کے لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ جس کو اشارہ سے امان دو پھر اس کو مت مارو کیونکہ اشارہ بھی میرے نزدیک مثل زبان سے کہنے کے ہے۔ اور مجھ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کسی قوم نے عہد نہیں توڑا مگر اللہ جل جلالہٗ نے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا۔

ف ۳: ابن ماجہ اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزیں بدلہ ہیں پانچ چیزوں کی جو قوم اقرار توڑے گی اللہ اس پر دشمن مسلط کرے گا اور جو حکم کرے گا خلاف خدا اور رسول کے اس پر محتاجی آئے گی اور جن میں زنا پھیلے گا تو اللہ ان میں موت پھیلا دے گا اور جو لوگ ناپ اور تول میں فریب کریں گے اللہ ان پر قحط ڈالے گا اور جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں گے ان پر بارش رک جائے گی۔

۵۔ بَابُ الْعَمَلِ فِيْمَنْ اَعْطٰى شَيْئًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جو شخص خدا کی راہ میں کچھ دے اس کا بیان

(۱۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَآ اَعْطٰى شَيْئًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ اِذَا بَلَغْتَ وَادِیَ الْقُرٰى فَشَانَكَ بِهٖ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جہاد کے واسطے کوئی چیز دیتے تو فرماتے جب پہنچ جائے تو وادی قریٰ میں تو وہ چیز تیری ہے۔

ف: وادی قریٰ ایک مقام ہے قریب خیبر کے وہاں سے شام کی حد شروع ہوتی ہے اس زمانے میں وہ سرزمین جہاد کا گھر تھی۔ یہ اس واسطے فرمایا ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جہاد کو نہ جائے اور وہ چیز رائیگاں ہو تو جب وادی القریٰ میں پہنچ گیا تو ظن غالب ہوا کہ جہاد کرے گا۔

(۱۴) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُعْطِیَ الرَّجُلُ الشَّیْءَ فِی الْغَزْوِ فَبَلَغَ بِهٖ رَاْسَ مَغْزَاتِهٖ فَهُوَ لَهٗ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب کہتے تھے جب کسی شخص کو جہاد کے واسطے کوئی چیز دی جائے اور وہ دار الجہاد میں پہنچ جائے تو وہ چیز اس کی ہو گئی۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص نے نذر کی جہاد کی جب تیار ہوا تو اس کے ماں باپ نے منع کیا یا صرف ماں یا باپ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک والدین کی نافرمانی نہ کرے اور جہاد کو سال آئندہ پر رکھے اور جو سامان جہاد کا تیار کیا تھا اس کو رکھ چھوڑے اگر

اس کے خراب ہونے کا خوف ہو تو بیچ کر اس کی قیمت رکھ چھوڑے تاکہ سال آئندہ اسی قیمت سے پھر سامان خرید کرے البتہ اگر وہ شخص غنی ہوا ایسا کہ جب نکلے سامان خرید کر سکے تو اس کو اختیار ہے اس سامان کو جو چاہے ویسا کرے۔

ف: یعنی کسی کو دے دے یا رکھ چھوڑے یا صرف کر ڈالے۔

٦۔بَابُ جَامِعِ النَّفْلِ فِي الْغَزْوِ — غنیمت کے بیان میں مختلف حدیثیں

(۱۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرَةً وَّكَانَ سُهْمَانُهُمْ اِثْنَا عَشَرَ بَعِيْرًا اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا. (اخرجه البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے نجد کی طرف تو غنیمت میں بہت اونٹ حاصل کیے اور حصہ رسد ہر ایک کا بارہ بارہ اونٹ یا گیارہ گیارہ اونٹ تھے۔ اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیا گیا۔

ف: جہاد میں جس قدر کافروں کا مال حاصل ہوتا ہے اس کو غنیمت کہتے ہیں چار حصہ اس مال کے مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں اور ایک حصہ امام رکھ لیتا ہے مگر امام کو اختیار ہے کہ لشکر میں سے کسی جماعت خاص یا شخص خاص کے واسطے کسی کام کے صلہ میں علاوہ حصہ غنیمت کے کچھ زیادہ تجویز کرے اس کو نفل کہتے ہیں یہ لشکر جو نجد کی طرف گیا تھا اس میں چار ہزار آدمی تھے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے تھے مگر وہ ٹکڑا پندرہ آدمیوں کا جن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے ان کے لیے ایک ایک اونٹ زیادہ تجویز کیا۔

(۱٦) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ فِيْ غَزْوٍ اِذَا قَتَسَمُوْا غَنَآئِمَهُمْ يَعْدِلُوْنَ الْبَعِيْرَ بِعَشْرِ شِيَاةٍ. (جاء موصولا فی معناه اخرجه البخاری ومسلم)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن المسیبؒ سے کہتے تھے جہاد میں جب لوگ غنیمتوں کو بانٹتے تھے تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھتے تھے۔

ف: صحیحین میں روایت ہے رافع بن خدیج سے کہ تھے ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تو غنیمت پائی ہم نے اونٹوں اور بکریوں کی رسول اللہ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔

کہا مالکؒ نے جہاد میں جو شخص اُجرت پر کام کرتا ہو اگر وہ لڑائی میں مجاہدین کے ساتھ شریک رہے اور آزاد ہو تو غنیمت کے مال سے اس کو حصہ ملے گا اور میری رائے میں حصہ اسی کو ملے گا جو لڑائی میں شریک ہو اور آزاد ہو۔

۷۔بَابُ مَالَا يَجِبُ فِيْهِ الْخُمُسُ — جس مال کا پانچواں حصہ نہیں دیا جائے گا اس کا بیان

۱۷: کہا مالکؒ نے جو کفار بند کے کنارہ پر مسلمانوں کی زمین میں ملیں اور وہ یہ کہیں کہ ہم سوداگر تھے دریا نے ہم کو یہاں پھینک دیا مگر مسلمانوں کو اس امر کی تصدیق نہ ہو البتہ یہ گمان ہو کہ جہاز ان کا ٹوٹ گیا یا پیاس کے سبب سے اتر پڑے بغیر اجازت مسلمانوں کے تو امام کو ان کے بارے میں اختیار ہے اور جن لوگوں نے گرفتار کیا ان کو خمس نہیں ملے گا۔

۸۔بَابُ مَا يَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِيْنَ اَكْلُهٗ قَبْلَ الْخُمُسِ — غنیمت کے مال میں سے قبل تقسیم کے جس چیز کا کھانا درست ہے

۱۸: کہا مالکؒ نے جب مسلمان کفار کے ملک میں داخل ہوں اور وہاں کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم سے پہلے کھانا درست ہے۔

۱۹: کہا مالکؒ نے اونٹ بیل بکریاں بھی کھانے کی چیزیں ہیں قبل تقسیم کے کھانا ان کا درست ہے۔

ف: یعنی بقدرِ ضرورت کے اگر گوشت کی حاجت ہو تو ان جانوروں کا ذبح کرنا درست ہے۔

۲۰: کہا مالکؒ نے اگر یہ چیزیں نہ کھائیں جائیں اور تقسیم کے واسطے لائی جائیں تو لشکر کو تکلیف ہو اس صورت میں کھانا ان کا درست ہے مگر بقدر ضرورت دستہ کے موافق اور یہ درست نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز رکھ چھوڑے اور اپنے گھر لے جائے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے اگر کوئی شخص کفار کے ملک میں کھانا پائے اور ان میں سے کھائے کچھ بچ رہے تو اپنے گھر میں لے آنا یا راستے میں بیچ کر اس کی قیمت لینا درست ہے؟

امام مالکؒ نے جواب دیا اگر جہاد کی حالت میں اس کو بیچے تو قیمت اس کی غنیمت میں داخل کر دے اور جو اپنے شہر میں چلا آئے تو اس صورت میں اس کا کھانا یا اس کی قیمت سے نفع اٹھانا درست ہے۔ جب وہ چیز قلیل اور حقیر ہو۔

ف: مثلاً روٹی یا گوشت وغیرہ ہو اور جو مالیت کی چیز ہو تو درست نہیں۔

۹۔بَابُ مَا یُرَدُّ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ الْقَسَمُ مِمَّآ اَصَابَ الْعَدُوُّ

مالِ غنیمت میں سے قبل تقسیم کے جو چیز دی جائے اس کا بیان

(۲۱) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدًا لِّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَبَقَ وَ اَنَّ فَرَسًا لَّهٗ عَارَ فَاَصَابَهُمَا الْمُشْرِكُوْنَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّا عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَ ذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ تُصِیْبَهُمَا الْمَقَاسِمُ.

(وصله البخاری فی کتاب الجهاد)

حضرت امام مالک کو پہنچا ایک غلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تو پکڑ لیا ان دونوں کو کافروں نے پھر غنیمت میں پایا ان دونوں کو مسلمانوں نے پس پھیر دیا ان دونوں کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قبل تقسیم کے۔

ف: کہا مالکؒ نے مسلمانوں کے مال اگر کفار کے پاس ملیں تو ان کے مالکوں کو پھیر دیئے جائیں گے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں اگر تقسیم ہو جائیں تو پھر نہ پھیریں گے۔ سوال ہوا مالکؒ سے کہ ایک مسلمان کے غلام کو کفار لے گئے پھر مسلمانوں نے اس کو غنیمت میں پایا تو جواب دیا کہ وہ غلام اس کے مالک کو دیا جائے گا بغیر قیمت کے جب تک کہ تقسیم میں نہ آ جائے اور جب تقسیم میں آ جائے تو اس کے مالک کو اختیار ہے کہ قیمت دے کر لے لے۔

ف: یہ امام مالکؒ اور ابوحنیفہ کا قول ہے اور شافعیؒ کے نزدیک بعد تقسیم کے بھی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز بغیر قیمت کے لے لے ورحضرت علی رضی اللہ عنہ اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن بصری کے نزدیک کسی صورت میں مالک کو اس چیز کا لینا نہیں پہنچتا۔

کہا مالکؒ نے اگر کسی مسلمان کی ام ولد کو کفار پکڑ لے جائیں پھر مسلمان اس کو غنیمت میں پائیں اور تقسیم ہو جائے پھر اس کا مالک اس کو پہچانے بعد تقسیم کے تو وہ ام ولد دوبارہ لونڈی نہیں بنائی جائے گی بلکہ امام کو چاہیے کہ مال غنیمت میں سے اس کو چھڑا کر مالک کے حوالہ کرے گا اگر وہ امام نہ چھڑائے تو اس کے مالک کو چاہیے کہ فدیہ دے کر اس کو چھڑا لے ایسا نہ کرے کہ اس کو چھوڑ دے ور جس کے حصے میں وہ ام ولد آئی ہے اس کو جائز نہیں کہ لونڈی بنائے یا اس سے جماع کرے کیونکہ وہ ام ولد مثل آزاد کے ہے۔ اس واسطے کہ ام ولد اگر کسی شخص کو زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم ہوگا کہ فدیہ دے کر چھڑائے پس یہاں بھی ایسا ہی حکم ہے کہ مالک

اس کا جس طرح بنے اس کو چھڑائے یہ نہیں کہ اس کو چھوڑ دے وہ لونڈی بنائی جائے اس سے صحبت کی جائے۔

سوال ہوا مالکؒ سے ایک شخص گیا کفار کے ملک میں مسلمانوں کو چھڑانے یا تجارت کے واسطے وہاں اس نے آزاد اور غلام دونوں کو خریدا یا کفار نے اس کو ہبہ کر دیا۔

امام مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر اس شخص نے آزاد کو خریدا تو جس قدر داموں کے بدلے میں خریدا وہ قرض سمجھا جائے گا اور وہ غلام نہ بنے گا اور وہ جو ہبہ میں آیا تو وہ آزاد رہے گا اس کو کچھ دینا نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ ہبہ کے عوض میں اس نے کچھ خرچ کیا ہو اس قدر اس کے ذمہ پر قرض ہوگا گویا اس کے بدلے میں خرید لیا اور جو اس شخص نے غلام کو خریدا تو اس سے پہلے مالک کو اختیار ہے کہ جن داموں کو اس نے خریدا ہے وہ دام دے کر غلام کو لے لے یا نہ لے اسی کے پاس رہنے دے اور جو ہبہ میں آیا تو پہلا مالک اس غلام کو مفت لے لے البتہ اگر ہبہ کے عوض میں خرچ کیا ہو تو پہلے مالک کو ضروری ہے کہ اگر چاہے اس قدر خرچ ادا کر کے وہ غلام لے لے یا نہ لے۔

۱۰۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّلَبِ فِي النَّفْلِ

ہتھیاروں کو نفل میں دینے کا بیان

(۲۳) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ قَالَ فَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهٗ حَتّٰى اَتَيْتُهٗ مِنْ وَّرَآئِهٖ فَضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهٖ فَاَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِيْ قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ فَقَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ قَالَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيْلِ عِنْدِيْ فَاَرْضِهٖ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ

ابی قتادہؓ بن ربعی سے روایت ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں جب ملے ہم کافروں سے تو مسلمانوں میں گڑ بڑ مچی۔ فٹ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ اس نے ایک مسلمان کو مغلوب کیا ہے تو میں نے پیچھے سے آن کر ایک تلوار اس کی گردن پر ماری وہ میری طرف دوڑا اور مجھے آن کر ایسا دبایا گویا موت کا مزہ چکھایا پھر وہ خود مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا پھر میں حضرت عمرؓ سے ملا اور میں نے کہا آج لوگوں کو کیا ہوا۔ فٹ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کا ایسا ہی حکم ہوا پھر مسلمان لوٹے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کسی شخص کو مارے تو اس کا سامان اس کو ملے گا جب اس پر وہ گواہ رکھتا ہو ابوقتادہؓ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گویا کون ہے تو میں بیٹھ گیا پھر آپ نے فرمایا جو شخص کسی کو مارے گا اس کا سامان اسی کو ملے گا بشرطیکہ وہ گواہ رکھتا ہو تو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گواہ کہاں ہیں پھر بیٹھ رہا پھر تیسری مرتبہ آپ نے بھی فرمایا میں اٹھ کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو اے ابوقتادہ! میں نے سارا قصہ کہہ سنایا اتنے میں ایک شخص بولا سچ کہا یا رسول اللہ! اور سامان اس کافر کا میرے پاس ہے تو وہ سامان مجھے معاف کرا دیجیے ان سے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا الَّا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِّنْ اُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَ فَاعْطِهِ اِيَّاهُ فَاَعْطَانِيْهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاِنَّهٗ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهٗ فِي الْاِسْلَامِ.

(اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابوبکرؓ نے کہا قسم خدا کی ایسا کبھی نہ ہوگا رسول اللہ ﷺ کبھی ایسا قصد نہ کریں گے کہ ایک شیر خدا کے شیروں میں سے اللہ رسول کی طرف سے لڑے اور سامان تجھے مل جائے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ سچ کہتے ہیں وہ سامان ابوقتادہؓ کو دے دے اس نے مجھے دے دیا میں نے زرہ بیچ کر ایک باغ خرید ابنی سلمہ کے محلہ میں اور یہ پہلا مال ہے جو حاصل کیا میں نے اسلام میں۔

ف ۱: جنگِ حنین میں ہر چند مسلمان زیادہ تھے مگر ان کے تعلی کی وجہ سے ان کو شکست ہوئی اور میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم رہ گئے گڑبڑ سے یہی مراد ہے۔

ف ۲: یعنی مسلمانوں کو کہ سب بھاگ گئے۔

(٢٤) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَّسْئَلُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْاَنْفَالِ فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ اَلْفَرَسُ مِنَ النَّفْلِ وَالسَّلَبُ مِنَ النَّفْلِ قَالَ ثُمَّ عَادَ لِمَسْاَلَتِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَالِكَ اَيْضًا ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْاَنْفَالُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ مَا هِيَ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهٗ حَتّٰى كَادَ يُحْرِجُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ صُبَيْغٍ نِ الَّذِيْ ضَرَبَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سنا میں نے ایک شخص کو پوچھتا تھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نفل کے معنی ابن عباسؓ نے کہا کہ گھوڑا اور ہتھیار نفل میں داخل ہیں پھر اس شخص نے یہی پوچھا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی جواب دیا پھر اس شخص نے کہا میں وہ انفال پوچھتا ہوں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے قاسم کہتے ہیں کہ وہ برابر پوچھے گیا یہاں تک کہ تنگ ہونے لگے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور کہا انہوں نے تم جانتے ہو اس شخص کی مثال صبیغ کی سی ہے جس کو حضرت عمر بن الخطابؓ نے مارا تھا۔

ف: صبیغ ایک شخص تھا عراق کا رہنے والا مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آیا اور قرآنِ مجید کی متشابہ آیات میں بحث کرنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار کر نکال دیا بصرہ کی طرف اور حکم دیا کہ کوئی اس کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

سوال ہوا مالکؒ سے کہ جو شخص کسی کافر کو مار ڈالے کیا اس کا اسباب اس شخص کو ملے گا بغیر حکم امام کے انہوں نے کہا کہ بغیر حکم امام کے نہ ملے گا۔ بلکہ امام کو اختیار ہے کہ اگر اس کی رائے میں آئے تو ایسا حکم دے اور رسول اللہ ﷺ نے بجز جنگ حنین کے مجھے نہیں پہنچا کہ اور کسی جنگ میں ایسا حکم دیا ہو۔

۱۱۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِعْطَآءِ النَّفْلِ مِنَ الْخُمُسِ

نفل خمس میں سے دیئے جانے کا بیان

(٢٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفَلَ مِنَ الْخُمُسِ.

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہما نے کہا لوگ نفل کو خمس میں سے دیا کرتے تھے۔

ف: یعنی مالِ غنیمت میں سے جو پانچواں حصہ امام رکھ لیتا ہے اس میں سے امام کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے بطور انعام کے دے اور چار حصہ تقسیم کر دیئے جائیں گے کہا مالکؒ نے یہ روایت بہت اچھی ہے میرے نزدیک سوال ہوا مالکؒ سے کہ نفل پہلے غنیمت میں

ہوتا تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ امام کی رائے پر موقوف ہے اس میں کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ہر جہاد میں نفل نہیں مقرر کیا بلکہ بعض لڑائیوں میں جیسے حنین میں تو یہ امام کی رائے پر موقوف ہے خواہ پہلے غنیمت میں نفل مقرر کرے خواہ بعد اس کے۔

۱۲۔بَابُ الْقَسَمِ لِلْخَيْلِ فِي الْغَزْوِ — گھوڑے کے حصے کا بیان جہاد میں

۲۶: کہا مالکؒ نے عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا گھوڑے کے دو حصے ہیں اور مرد کا ایک حصہ ہے۔

ف ۱: بخاریؒ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے دو حصے دیئے اور سوار کو ایک حصہ تو سوار کے تین حصے ہوئے اور پیدل کا ایک حصہ اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ پیادہ کا ایک حصہ اور سوار کے تین حصے ایک حصہ سوار کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے ائمہ ثلٰثہ اور اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک پیدل کا ایک حصہ ہے اور سوار کے دو حصے ہیں۔

۲۷: کہا مالکؒ نے میں ہمیشہ ایسا ہی سنتا ہوا آیا۔

سوال ہوا مالکؒ سے کہ ایک شخص اپنے ساتھ بہت سے گھوڑے لے کر آیا تو کیا سب گھوڑوں کو حصہ ملے گا؟ جواب دیا کہ نہیں صرف اس گھوڑے کو ملے گا جس پر سوار ہو کر لڑتا ہے۔ کہا مالکؒ نے میرے نزدیک ترکی اور مَجّنس بھی گھوڑوں میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں کو اور گدھوں کو تمہارے سوار ہونے کے لیے۔

ف ۲: وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سواریوں کو بیان کیا ہے جیسا کہ مقتضائے امتنان اور ترکی اور مجنس پر سوار ہوتے ہیں اور وہ گدھوں اور خچروں میں داخل نہیں ہوسکتا ہے تو لامحالہ گھوڑوں میں داخل ہوگا کیونکہ گھوڑا اس کو بھی کہتے ہیں۔

بقیہ قولِ مالکؒ:

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیار کرو واسطے کافروں کے جہاں تک کر سکو سامان لڑائی کا اور بندھے ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہو ان سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو۔

ف: اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ ترکی اور مجنس گھوڑوں میں داخل ہیں۔

بقیہ قولِ مالکؒ:

''تو میرے نزدیک ترکی اور مجنس گھوڑوں میں شمار کیے جائیں گے جب حاکم ان کو قبول کرلے سعید بن المسیبؒ سے کسی نے پوچھا کہ ترکیوں میں زکوٰۃ ہے بولے کہیں گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے''۔

ف: اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ ترکی گھوڑوں میں داخل ہیں۔ مجنس۔ ترکی گھوڑی اور عربی گھوڑے سے پیدا شدہ گھوڑا۔

۱۳۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغُلُوْلِ — غنیمت کے مال میں سے چرانے کا بیان

(۲۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ الْجِعِرَّانَةَ سَاَلَهُ النَّاسُ حَتّٰى دَنَتْ بِهٖ

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹے حنین سے اور قصد رکھتے تھے آپ جعرانہ کا مانگنے لگے لوگ آپ سے کہ اونٹ آپ کا کانٹوں کے درخت کی طرف چلا گیا اور کانٹے

نَـاقَتَهُ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَآئِهِ حَتّٰى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْـرِهٖ فَقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُدُّوْا عَلَـيَّ رِدَآئِيْ اَتَـخَافُوْنَ اَلَّا اُقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ سَمُرِتِهَامَةَ نَعِمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا جَبَانًا وَّلَا كَذَّابًا فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ اَدُّوا الْخَآئِطَ وَالْمِخْيَطَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ وَّنَارٌ وَشَنَارٌ عَلٰى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ثُمَّ تَنَاوَلَ مِنَ الْاَرْضِ وَبَرَةً مِّنْ بَعِيْرٍ اَوْ شَاةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَالِيْ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَلَا مِثْلَ هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ.

....

(وصله النسائی)

آپ کی چادر میں اٹک کر چادر آپ کی پشت مبارک سے اتر گئی تب آپ نے فرمایا کہ میری چادر مجھ کو دے دو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نہ بانٹوں گا وہ چیز تم کو جو اللہ نے تم کو دی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اللہ تم کو جتنے تہامہ کے درخت ہیں اتنے اونٹ دے تو میں بانٹ دوں گا تم کو پھر نہ پاؤ گے مجھ کو بخیل نہ بودا نہ جھوٹا پھر جب اُترے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں میں اور کہا کہ اگر کسی نے دھاگہ اور سوئی لے لی ہو وہ بھی لاؤ کیونکہ غنیمت کے مال میں سے چرانا شرم ہے دنیا میں اور آگ ہے اور عیب ہے قیامت کے روز پھر زمین سے ایک بال کا گچھا اٹھایا اونٹ کا یا بکری کا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو مال اللہ پاک نے تم کو دیا اس میں سے میرا اتنا بھی نہیں ہے مگر پانچواں حصہ اور پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی واسطے ہے۔ ف۲

ف۱: یعنی تقاضا کرنے لگے کہ مال غنیمت تقسیم کر دیجیے آپ کو ایسا تنگ کیا۔

ف۲: پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے جو امام رکھ لیتا ہے وہ بھی مسلمانوں کے کام میں صرف کیا جاتا ہے جیسے پل بنانا قلعہ تیار کرنا ہتھیار خریدنا۔

(۲۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ يَّوْمَ حُنَيْنٍ وَّاَنَّهُمْ ذَكَرُوْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّهُ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ قَالَ فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيْهِ خَرَزَاتٍ مِّنْ خَرَزِ الْيَهُوْدِ مَا يُسَاوِيْنَ دِرْهَمَيْنِ. (اخرجه ابو داؤد والنسائی وابن ماجه)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک شخص مر گیا حنین کی لڑائی میں تو بیان کیا گیا یہ رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے فرمایا نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے۔ ف۱ تب آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے مال غنیمت میں چوری کی تھی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نے اس شخص کا اسباب کھولا تو چند منکے یہودیوں کے پائے دو درہم کا مال بھی نہ تھا۔

ف۱: اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز اس پر نہ پڑھی اور لوگوں سے کہا کہ تم پڑھ لو۔

(۳۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى النَّاسَ فِيْ قَبَآئِلِهِمْ يَدْعُوْ لَهُمْ وَاَنَّهُ تَرَكَ قَبِيْلَةً مِّنَ الْقَبَآئِلِ قَالَ وَاِنَّ

عبداللہ بن مغیرہؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے لوگوں کی جماعتوں پر تو دعا کی سب جماعتوں کے واسطے مگر ایک جماعت کے واسطے دعا نہ کی کیونکہ اس جماعت میں ایک شخص

الْقَبِيلَةَ وَجَدُوْا فِي بَرْدَعَةِ رَجُلٍ مِّنْهُمْ عِقْدَ جَزْعٍ غُلُوْلًا فَاَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا يُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ.

تھا جس کے بچھونے کے نیچے سے ایک گنٹھا چوری کا نکلا تھا جب رسول اللہ ﷺ اس جماعت پر آئے تو آپؐ نے تکبیر کہی جیسے جنازے پر کہتے ہیں۔

ف: اس سے یہ مطلب تھا کہ وہ لوگ مثل مردوں کے ہیں جو بھلی بات نہیں سنتے اور حکم نہیں مانتے۔

(۳۱) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا وَرِقًا اِلَّا الْاَمْوَالَ الْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ قَالَ فَاَهْدٰى رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَاَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْأً لَّهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي اَخَذَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مِّنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَآءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِرَاكٌ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

(اخرجه البخاري ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خیبر کے سال تو غنیمت میں سونا اور چاندی حاصل نہیں کیا بلکہ کپڑے اور اسباب ملے اور رفاعہ بن زید نے ایک غلام کالا ہدیہ دیا رسول اللہ ﷺ کو جس کا نام مدعم تھا تو چلے رسول اللہ ﷺ وادی القریٰ کی طرف تو جب پہنچے ہم وادی القریٰ میں تو مدعم آنحضرت ﷺ کے اونٹ کی پالان اتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر بے نشان اس کے آ لگا وہ مر گیا لوگوں نے کہا مبارک ہو جنت کی اس کے واسطے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ جو کمبل اس نے حنین کی لڑائی میں غنیمت کے مال سے قبل تقسیم کے لے لیا تھا آگ ہو کر اس پر جل رہا ہے جب لوگوں نے یہ سنا ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا آپ نے فرمایا یہ تسمہ یا دو تسمے آگ کے تھے۔

ف: یعنی یہ تسمہ تو داخل نہ کرتا تو آخرت میں یہی تسمہ آگ ہو کر لپٹتا۔

(۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِي قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا اُلْقِيَ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَى الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ نِ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جو قوم غنیمت کے مال میں چوری کرتی ہے ان کے دل بودے ہو جاتے ہیں اور جس قوم میں زنا زیادہ ہو جاتی ہے ان میں موت بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان کی روزی بند ہو جاتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرتی ہے ان میں خون زیادہ ہو جاتا ہے اور جو قوم عہد توڑتی ہے ان پر دشمن غالب ہو جاتا ہے۔

ف: طبرانی نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کیا اس میں یہ ہے کہ جو قوم زکوٰۃ روکتی ہے ان سے بارش رک جاتی ہے۔

١٤-بَابُ: الشُّهَدَآءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

شہادت کا بیان

(٣٣) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّىْ اُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى فَاُقْتَلُ فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ ثَلَاثًا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ.

(اخرجه البخارى ومسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے چاہی یہ بات کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جائے پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ابو ہریرہؓ کہتے تھے یہ بات تین بار گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ آنحضرتؐ نے ایسا ہی فرمایا۔

(٣٤) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ.

(اخرجه البخارى ومسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہنسے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دو شخصوں پر کہ ایک دوسرے کا قاتل ہوگا اور دونوں جنت میں جائیں گے ایک شخص نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور مارا گیا بعد اس کے مارنے والے پر اللہ نے رحم کیا وہ مسلمان ہوا اور جہاد کیا اور شہید ہوا۔

(٣٥) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِىْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ.

(اخرجه البخارى ومسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے نہیں زخمی ہوگا کوئی شخص اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو زخمی ہوتا ہے اس کی راہ میں مگر آئے گا دن قیامت کے اور اس کے زخم سے خون جاری ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

(٣٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِىْ بِيَدِ رَجُلٍ صَلّٰى لَكَ سَجْدَةً وَّاحِدَةً يُحَاجُّنِىْ بِهَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے تھے اے پروردگار مت قتل کرائیو مجھ کو اس شخص کے ہاتھ سے جس نے تجھ کو ایک سجدہ بھی کیا ہو اس سجدہ کی وجہ سے قیامت کے دن تیرے سامنے مجھ سے جھگڑے۔

ف: مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ قاتل ان کا کافر ہو جو ہمیشہ جہنم میں رہے یہ دعا قبول ہوئی ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے آپ شہید ہوئے۔

(٣٧) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلْتُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا مُّقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ اَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّىْ خَطَايَاىَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ فَلَمَّآ اَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَنُوْدِىَ لَهٗ فَقَالَ

ابو قتادہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر قتل کیا جاؤں میں اللہ کی راہ میں جس حال میں کہ میں صبر کرنے والا ہوں مخلص ہوں منہ سامنے رکھنے والا ہوں نہ پیٹھ موڑنے والا کیا بخش دے گا اللہ گناہ میرے فرمایا آپ نے ہاں جب وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپ نے

لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ كَذَالِكَ قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام. (اخرجه مسلم)

اس کو پھر پکارا یا پکڑوایا پھر فرمایا آپ نے کس طرح کہا تو نے اس نے پھر وہی کہا آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر قرض ایسا ہی کہا مجھ سے جبریل علیہ السلام نے۔

ف: کیونکہ قرض حقوق الناس میں ہے اور حقوق الناس بدوں ادا کیے ہوئے یا معاف کروائے ہوئے ساقط نہیں ہوتے۔

(۳۸) عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِشُهَدَآءِ اُحُدٍ هٰؤُلَآءِ اَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَسْنَا بِاِخْوَانِهِمْ اَسْلَمْنَا كَمَا اَسْلَمُوْا وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَلٰى وَلَآ اَدْرِيْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِيْ قَالَ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ بَكٰى ثُمَّ قَالَ اَئِنَّا لَكَائِنُوْنَ بَعْدَكَ.

ابوالنضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ اُحد کے شہیدوں کے لیے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں۔ف۱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا آپؐ نے فرمایا ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کرو گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے۔

ف۱: یعنی ان کی سعی اور کوشش اور صبر پر اور صحت ایمان پر قیامت کے دن میں گواہی دوں گا جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں اور خوشی سے شہید ہوئے بعضوں نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں بعضوں نے یہ آرزو کی کہ ہم پھر لوٹ کر گھر کو نہ جائیں بعضوں کو آنحضرت ﷺ بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ گئے مگر وہ شہادت کی آرزو میں چلے آئے۔

(۳۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَّقَبْرٌ يُحْفَرُ فِي الْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ مَاقُلْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرَدْتُ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا مَثَلَ لِلْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا مِنْهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور قبر کھد رہی تھی مدینہ میں ایک شخص قبر کو دیکھ کر بولا کیا بری جگہ ہے مسلمان کی آپ نے فرمایا بری بات کہی تو نے وہ شخص بولا یا رسول اللہ! میرا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونا اس سے بہتر ہے آپ نے فرمایا بے شک اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں مگر ساری زمین میں کوئی مقام ایسا نہیں کہ میں اپنی قبر وہاں پسند کرتا ہوں مدینہ سے تین بار آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

ف: یہ حدیث بھی دلیل ہے اس بات کی کہ مدینہ مکہ سے بہتر ہے موت کے حق میں۔

۱۵۔ بَابُ مَا تَكُوْنُ فِيْهِ الشَّهَادَةُ

کیا کہنا چاہیے شہادت کے وقت

(۴۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَوَفَاةً

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے تھے اے پروردگار! میں چاہتا ہوں کہ شہید ہوں تیری راہ میں اور

بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ. (وصله البخاری) مروں تیرے رسول کے شہر میں۔

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ دونوں باتیں کیسے ہوسکتی ہیں اس لیے کہ مدینہ میں سب مسلمان ہیں وہاں جہاد نہیں ہوسکتا مگر اللہ جل جلالہٗ نے دعا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبول کی مدینہ میں آپ شہید ہوئے وہیں دفن ہوئے۔

(٤١) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوٰهُ وَدِيْنُهٗ حَسَبُهٗ وَ مُرُوَّتُهٗ خُلُقُهٗ وَالْجُرْاَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ يَشَآءُ فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَالْجَرِئُ يُقَاتِلُ مَنْ لَّايَئُوْبُ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِّنَ الْحُتُوْفِ وَالشَّهِيْدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهٗ عَلَى اللّٰهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عزت مومن کی تقویٰ میں ہے۔ اور دین اس کی شرافت ہے اور مروت اس کا خلق ہے۔ اور بہادری اور نامردی دونوں خلقی صفتیں ہیں جس شخص میں اللہ چاہتا ہے ان صفتوں کو رکھتا ہے تو نامرد اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس شخص سے لڑتا ہے جس کو جانتا ہے کہ گھر تک نہ جانے دے گا۔ ف۱ اور قتل ایک موت ہے موتوں میں ف۲ سے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان خوشی سے اللہ کے سپرد کردے۔

......

ف۱: یعنی اس کے مقابلے میں گھر جانا نصیب نہ ہوگا وہیں مرنا ہوگا۔ بعضوں نے اس عبارت کے یہ معنی کیے ہیں کہ نامرد اپنے ماں باپ کو جن کا بڑا حق ہے دشمن کے مقابلے میں چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس شخص کے ساتھ ہو کر لڑتا ہے جس سے یہ توقع نہ ہو کہ اس کا کچھ مال لے کر گھر میں آئے گا۔

ف۲: جیسے آدمی بیماری کی وجہ سے مرجاتا ہے بچ نہیں سکتا ویسا ہی قتل کو بھی سمجھنا چاہیے۔

١٦۔بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الشُّهَدَآءِ
شہید کے غسل دینے کے بیان میں

(٤٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَكَانَ شَهِيْدًا يَّرْحَمُهُ اللّٰهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل دیئے گئے اور کفن پہنائے گئے اور نماز جنازے کی ان پر پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

امام مالک کو پہنچا اہل علم سے وہ کہتے تھے کہ شہیدوں کو نہ غسل دینا چاہیے نہ ان پر نماز پڑھنا چاہیے بلکہ جن کپڑوں میں شہید ہوئے ہیں انہیں کپڑوں میں دفن کر دینا چاہیے۔

ف: اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یا نہیں بعض روایات میں ہے کہ نماز پڑھی اور بعض میں یہ ہے کہ نہیں پڑھی صرف دعا کی۔

کہا مالکؒ نے یہ طریقہ ان شہیدوں میں ہے جو معرکہ میں قتل کیے جائیں اور وہیں مرجائیں اور جو معرکہ سے زندہ اٹھا کر لایا جائے پھر کچھ جی کر مرجائے تو اس کو غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا۔

ف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد زخمی ہونے کے تین دن زندہ رہے۔

١٧۔بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشَّيْءِ يُجْعَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

(٤٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ اَلْفِ بَعِيْرٍ وَّيَحْمِلُ الرَّجُلَ اِلَى الشَّامِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ اِلَى الْعِرَاقِ عَلٰى بَعِيْرٍ فَجَآءَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ احْمِلْنِيْ وَسُحَيْمًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَسُحَيْمٌ زِقٌّ قَالَ نَعَمْ.

کون سی بات اللہ کے راستے میں بری ہے
(یعنی دھوکہ دینا)

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک برس میں چالیس ہزار اونٹ بھیجتے تھے شام کے جانے والوں کو فی آدمی ایک ایک اونٹ دیتے اور عراق کے جانے والوں کو دو آدمیوں میں ایک اونٹ دیتے تھے۔ ایک شخص عراق کا رہنے والا آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بولا کہ مجھ کو اور سحیم کو ایک اونٹ دیجیے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں خدا کی سحیم سے تیری مراد مشک ہے وہ بولا ہاں۔

ف: پہلے اس شخص نے اس طرح سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو سحیم کوئی شخص ہے پھر آپ سمجھ گئے کہ سحیم سے مراد مشک ہے۔(یعنی چالاکی سے اس نے تنہا ایک اونٹ لینے کی کوشش کی تھی)

١٨۔بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْجِهَادِ

(٤٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَهَبَ اِلٰى قُبَآءٍ يَّدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ يَشُكُّ اِسْحَاقُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ

جہاد کی فضیلت کا بیان

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد قبا کو جاتے تو ام حرام بنت ملحان (خالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی) کے گھر میں آپ تشریف لے جاتے وہ آپ کو کھانا کھلاتیں اور وہ اس زمانے میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں ایک روز آپ ان کے گھر میں گئے انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور بیٹھ کر آپ کے سر کے بال دیکھنے لگیں آپ سو گئے ف پھر آپ جاگے ہنستے ہوئے ام حرام نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کیے گئے میرے اُوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کے لیے سوار ہو رہے تھے بڑے دریا میں جیسے بادشاہ تخت پر سوار ہوتے ہیں ام حرام نے کہا یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ جل جلالہٗ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپ نے دعا کی پھر آپ سر رکھ کے سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنستے ہیں آپ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کیے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کو جاتے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں ام حرام نے کہا یا

اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ قَالَ فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ فِیْ زَمَانِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِھَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَھَلَکَتْ.

رسول اللہ! آپؐ دعا کیجیے اللہ جل جلالہٗ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپؐ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی۔ ف۲ ام حرام معاویہؓ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئیں جب دریا سے نکلیں تو جانور پر سے گر کر مر گئیں۔ ف۳

ف۱: ام حرام آنحضرت ﷺ کے والد یا جدامجد کی خالہ تھیں یا آپ کی خالہ رضاعی تھیں بہرحال آپ کی محرم تھیں بعضوں نے کہا کہ آپ کی محرم نہ تھیں اور آپ کو خاص اجنبی عورت سے خلوت کرنا درست تھا کیونکہ آپ معصوم تھے۔ بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے خلوت معلوم نہیں ہوتی شاید ان کا لڑکا یا خاوند بھی اس وقت موجود ہوتا ہو۔

ف۲: یہ پیشین گوئی آپ کی سچ ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر کے سردار ہو کر کفار روم سے لڑنے کو دریا میں سوار ہو کر گئے۔

ف۳: یہ پہلا جہاد تھا جو مسلمانوں نے دریا میں کیا دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر معاویہؓ کے زمانے میں جس میں لشکر کا سردار یزیدؒ بن معاویہؓ تھا اس حدیث سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف ثابت ہوئی بلکہ یزید کی بھی اور صحیح بخاری کی حدیث میں پہلی جماعت کے حق میں لفظ اَوْجَبُوْا اور دوسری حدیث کے حق میں لفظ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ آیا ہے جس سے اور زیادہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہ حدیث دلیل قوی ہے۔ ایمان و حسن خاتمہ معاویہؓ و یزیدؒ پر پس ان پر طعن ہرگز نہ چاہیے یہی مذہب ہے محققین اہل سنت و جماعت کا گو بعض اعمال مفسقہ ان سے صادر ہوئے ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عصمت خاصہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم ہرگز معصوم نہیں ہیں۔ فضلاً غیرہم بالجملہ جس کے مغفور ہونے کی خبر مخبر صادق نے دی ہے اس کو کافر و ملعون کہنا ناجائز ہے۔

(۴۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَوْ لَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَّا اَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِیَّۃٍ تَخْرُجُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لَّا اَجِدُ مَآ اَحْمِلُھُمْ عَلَیْہِ وَلَا یَجِدُوْنَ مَا یَتَحَمَّلُوْنَ عَلَیْہِ فَیَخْرُجُوْنَ وَ یَشُقُّ عَلَیْھِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِیْ فَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے ساتھ نہ چھوڑتا۔ ف مگر نہ میرے پاس اس قدر سواریاں ہیں کہ سب لوگوں کو ان پر سوار کروں نہ ان کے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ وہ سب سوار ہو کر نکلیں اگر میں اکیلا جاؤں تو ان کو میرا چھوڑنا شاق ہوتا ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

ف: یعنی جب کچھ لوگ جہاد کو جاتے تو میں بھی جاتا۔

(۴۶) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یَّاْتِیْنِیْ بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ نِ الْاَنْصَارِیِّ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَذَھَبَ الرَّجُلُ یَطُوْفُ بَیْنَ الْقَتْلٰی فَقَالَ لَہٗ سَعْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ مَاشَانُکَ

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد کے روز آنحضرت نے فرمایا کون خبر لا کر دیتا ہے مجھ کو سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں دوں گا۔ ف۱ وہ جا کر لاشوں میں ڈھونڈھنے لگا۔ ف۲ سعد نے کہا کہ کیا کام ہے اس شخص نے کہا

فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِيْ اِلَيْکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاٰتِيَهٗ بِخَبَرِکَ قَالَ فَاذْهَبْ اِلَيْهِ فَاقْرَاْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اَنِّيْ قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَيْ عَشَرَ طَعْنَةً وَّاَنِّيْ قَدْ اُنْفِذَتْ مَقَاتِلِيَّ وَاَخْبِرْ قَوْمَکَ اَنَّهٗ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَاللّٰهِ اِنْ قُتِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَيٌّ.

مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری خبر لینے کو بھیجا ہے۔ ف۲ کہا کہ تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور میرا اسلام عرض کرو اور کہو کہ مجھے بارہ زخم برچھوں کے لگے ہیں۔ ف۳ اور میرے زخم کاری ہیں اور اپنی قوم سے کہ اللہ جل جلالہٗ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ رہا۔

ف۱: وہ شخص ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے آپؐ نے ان سے فرمایا تم جا کر دیکھو سعد بن ربیع زندہ ہیں یا مردہ اگر زندہ ہوں تو میرا اسلام ان سے کہو اور میری طرف سے پوچھو کہ تم اپنے تئیں کس حال میں پاتے ہو۔

ف۲: کئی بار سعد رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا پھر انہوں نے یہ کہہ کر پکارا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بھیجا ہے اس لیے کہ میں سعد رضی اللہ عنہ کی خبر لاؤں۔

ف۳: کہ تم زندہ ہو یا مردہ انہوں نے کہا میرا شمار مردوں میں ہے۔

ف۴: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان کو ستر زخم برچھوں اور تیروں کے لگے تھے۔ واقدی کی روایت میں ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ پاک آپ کو جزائے خیر دے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔

(٤٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَغَّبَ فِي الْجِهَادِ وَ ذَكَرَ الْجَنَّةَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَاْكُلُ تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَحَرِيْصٌ عَلَى الدُّنْيَا اِنْ جَلَسْتُ حَتّٰى اَفْرُغَ مِنْهُنَّ فَرَمٰى مَا فِيْ يَدِهٖ فَحَمَلَ سَيْفَهٗ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ.

....

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رغبت دلائی جہاد میں (بدر کے روز) اور بیان کیا جنت کا حال ف اتنے میں ایک شخص انصاری (وہی عمیر بن الحمام) کھجوریں ہاتھ میں لیے ہوئے کھا رہا تھا وہ بولا مجھے بڑی حرص ہے دنیا کی اگر میں بیٹھا رہوں اس انتظار میں کہ کھجوریں کھا لوں پھر کھجوریں پھینک دیں اور تلوار اٹھا کر لڑائی شروع کی اور شہید ہوا۔

ف: آپؐ نے فرمایا مستعد ہو جاؤ اس جنت کے واسطے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جنت اتنا بڑا باغ ہے آپ نے فرمایا ہاں عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ آنحضرتؐ نے فرمایا تو نے واہ واہ کیوں کہا عمیر نے کہا قسم خدا کی یا رسول اللہؐ میں نے اس آرزو سے کہا کہ میں بھی اس باغ کے لوگوں میں سے ہو جاؤں آپؐ نے فرمایا تو بھی ان میں سے ہے۔

(٤٨) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَغَزْوٌ يُّنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ وَيُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْکُ وَيُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْاَمْرِ وَ يُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ فَذٰلِکَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهٗ وَغَزْوٌ لَّا يُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ وَلَا يُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْکُ وَلَا يُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْاَمْرِ وَلَا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا جہاد دو قسم کے ہیں ایک وہ جہاد جس میں عمدہ سے عمدہ مال صرف کیا جاتا ہے اور رفیق کے ساتھ محبت کی جاتی ہے اور افسر کی اطاعت کی جاتی ہے اور فساد سے پرہیز رہتا ہے یہ جہاد سب کا سب ثواب ہے اور ایک وہ جہاد ہے جس میں اچھا مال صرف نہیں کیا جاتا اور

يُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادَ فَذَالِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا.

رفیق سے محبت نہیں ہوتی اور افسر کی نافرمانی ہوتی ہے اور فساد سے پرہیز نہیں ہوتا یہ جہاد ایسا ہے اس میں جو کوئی جائے ثواب تو کیا خالی لوٹ کر آنا مشکل ہے۔

......

ف: یعنی ایسے جہاد میں اگر گناہ سے بچ جائے تو بھی غنیمت ہے ثواب کا کیا ذکر۔

١٩۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخَيْلِ وَالْمُسَابَقَةِ بَيْنَهُمَا وَالنَّفَقَةِ فِي الْغَزْوِ

گھوڑوں کا اور گھوڑ دوڑ کا بیان اور جہاد میں صَرف کرنے کا بیان

(٤٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری اور برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک۔

ف: کیونکہ گھوڑا بڑا ذریعہ ہے جہاد کا اور اشرف ہے اسی وجہ سے تمام حیوانات میں۔

(٥٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَا وَكَانَ اَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَّاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شرط لگائی آگے بڑھنے کی ان گھوڑوں میں جو تیار کیے گئے تھے گھوڑ دوڑ کے لیے حفیا سے (ایک مقام ہے باہر مدینہ کے) ثنیۃ الوداع تک (پانچ میل ہے حفیا سے) اور جو گھوڑے تیار نہیں کیے گئے تھے ان کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک (ایک میل ہے) مقرر کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھوڑ دوڑ میں شریک تھے۔

(٥١) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَيْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ بَاسٌ اِذَآ اُدْخِلَ فِيهَا مُحَلِّلٌ فَاِنْ سَبَقَ اَخَذَ السَّبَقَ وَاِنْ سُبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیبؒ کہتے تھے گھوڑ دوڑ کی شرط میں کچھ قباحت نہیں ہے جب دو شخصوں کے بیچ میں ایک اور شخص آ جائے اگر وہ آگے بڑھ جائے تو شرط کا روپیہ لے لے اور جب پیچھے رہے کچھ نہ دے۔

ف: گھوڑ دوڑ میں دو آدمیوں کا اس طرح پر شرط لگانا کہ جو ان میں سے آگے بڑھ جائے گا وہ روپیہ شرط کا لے لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ دے گا اتفاقاً ممنوع ہے اور یک طرفہ شرط کرنا یا مفت گھوڑ دوڑ کرنا اتفاقاً جائز ہے۔ اگر دو آدمی دونوں طرف سے شرط لگا کر گھوڑ دوڑ کریں تو اس کی علت کی یہ صورت ہے کہ ایک تیسرے شخص کو شریک کر لیں جس کو محلل کہتے ہیں۔ اگر یہ محلل آگے بڑھ جائے گا تو دونوں سے شرط کا روپیہ لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا تو محلل کو کچھ دینا نہ ہوگا۔ مگر ان دونوں آدمیوں میں سے جو کوئی آگے بڑھے گا وہ اپنی شرط کا روپیہ دوسرے سے لے لے گا۔

(٥٢) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُاِئَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں نے دیکھا کہ اپنے گھوڑے کا منہ چادر سے صاف کر رہے ہیں لوگوں نے

فَرَسِهٖ بِرِدَآئِهٖ فَسُئِلَ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ اِنِّیْ عُوْتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِی الْخَيْلِ.

اس کا سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ رات مجھ پر عتاب ہوا گھوڑے کی خبر نہ لینے پر۔

(٥٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰی خَيْبَرَ اَتَاهَا لَيْلًا وَّكَانَ اِذَآ اَتٰی قَوْمًا م بِلَيْلٍ لَمْ يَغْزُ حَتّٰی يُصْبِحَ فَخَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْجَيْشُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلے خیبر کو پہنچے وہاں رات کو اور آپؐ جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جنگ شروع نہ کرتے یہاں تک کہ صبح ہو تو خیبر کے یہودی اپنی کدالیں اور زنبیلیں لے کر نکلے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے قسم ہے خدا کی محمدؐ ہیں اور پورا لشکر ان کے ساتھ ہے ف۱ تو فرمایا آپؐ نے اللہ اکبر خراب ہوا خیبر اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ. ف۲

ف۱: پورا لشکر وہ ہے جس میں میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ اور قلب اور جناح ہو۔

ف۲: یعنی جب اُترے ہم کسی قوم کے سامنے پس بری ہوئی صبح ڈرائے گیوں کی آپ نے یہودیوں کے ہاتھ میں کدالیں دیکھ کر فال نیک لی اس امر کی کہ خیبر تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کدال کھودنے کا آلہ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ خیبر کے نام سے خرابی نکالی آپؐ نے۔

(٥٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ يَا عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰی مَنْ يُّدْعٰی مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰی اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک جوڑا (مثلاً دو اونٹ یا دو بکریاں یا دو روپے) صرف کرے اللہ کی راہ میں تو قیامت کے روز جنت کے دروازے پر پکارا جائے گا اے بندے اللہ کے یہ خیر ہے تو جو شخص نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص جہادی ہوگا وہ شخص جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ دینے والا ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزے بہت رکھے گا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جو شخص کسی ایک دروازے سے بلایا جائے اس کو کچھ حرج نہ ہوگا مگر کوئی ایسا بھی جو سب دروازوں سے بلایا جائے آپؐ نے فرمایا ہاں اور مجھے اُمید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔

ف: یعنی ان لوگوں میں سے جو سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔

٢٠۔ بَابُ اِحْرَازِ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ اَرْضِهٖ

ذمیوں میں سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اس کی زمین کا بیان

ف: ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو دار السلام میں رہتا ہے اور اس سے جزیہ لیا جاتا ہے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر امام نے کسی قوم پر کافروں کا جزیہ مقرر کیا ان کافروں میں سے کوئی شخص مسلمان ہو گیا تو اس کی زمین اور جائداد اسی کو ملے گی یا مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ کافر صلح کر کے خوشی سے بدون جنگ کے جزیہ پر راضی ہو گئے ہیں ان میں سے جو کوئی مسلمان ہو گا اس کی زمین اور جائداد اسی کو ملے گی اگر وہ کفار جنگ کر کے تلوار کے زور سے مطیع ہوئے ہوں تو ان کی زمین اور جائداد مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی اگرچہ کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے۔

۲۱۔ بَابُ الدَّفْنِ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ مِّنْ ضَرُوْرَةٍ وَّاِنْفَاذِ اَبِيْ بَكْرٍ عِدَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهٖ

دو آدمیوں یا زیادہ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا بیان اور رسول اللہ ﷺ کے وعدے کا بعد آپ کی وفات کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفا کرنے کا بیان

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوْحِ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو نِ الْاَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنِ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ مِنْ قَبْرَيْهِمَا وَكَانَ قَبْرَاهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلُ وَكَانَا فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَهُمَا مِمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَّكَانِهِمَا فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَاَنَّهُمَا مَاتَا بِالْاَمْسِ وَكَانَ اَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جُرْحِهٖ فَدُفِنَ وَهُوَ كَذَالِكَ فَاُمِيْطَتْ يَدُهٗ عَنْ جُرْحِهٖ ثُمَّ اُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ اُحُدٍ وَّبَيْنَ يَوْمِ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ سَنَةً.

عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی رضی اللہ عنہ جو شہید ہوئے تھے جنگ اُحد میں ان کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے اکھیڑ دیا تھا اور قبر ان کی بہاؤ کے نزدیک تھی اور دونوں ایک ہی قبر میں تھے تو قبر کھودی گئی تاکہ لاشیں ان کی نکال کر اور جگہ دفن کریں دیکھا تو ان کی لاشیں ویسی ہی ہیں جیسے وہ شہید ہوئے تھے گویا کل مرے ہیں ان میں سے ایک شخص کو جب زخم لگا تھا تو اس نے ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا تھا۔ جب ان کو دفن کرنے لگے تو ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر ہاتھ پھر وہیں آ لگا جب ان کی لاشیں کھودیں تو جنگِ اُحد کو چھیالیس برس گزر چکے تھے۔

کہا مالکؒ نے اگر دو یا تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے جائیں ضرورت کے سبب تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر جو سب میں بڑا ہو اس کو قبلہ کے نزدیک رکھیں۔

عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَالٌ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاْيٌ اَوْعِدَةٌ فَلْيَاْتِنَا فَجَآءَهٗ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَحَفَنَ لَهٗ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس روپیہ آیا بحرین سے آپ نے منادی کرائی کہ جس سے رسول اللہ ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے جابر بن عبداللہ انصاری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ان کو تین لپ بھر کر دیئے۔

ف: آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے وعدہ کیا تھا کہ بحرین سے جب روپیہ آئے گا تو تین لپ بھر کر تجھ کو دوں گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد وفات کے اس وعدے کو پورا کیا۔

كَمُلَ كِتَابُ الْجِهَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ. پوری ہوئی کتاب جہاد کی شکر خدا کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النُّذُوْرِ

کتاب نذروں کے بیان میں

١ـ بَابُ مَا يَجِبُ مِنَ النُّذُوْرِ فِي الْمَشْيِ

پیدل چلنے کی نذروں کا بیان

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ قَدْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْضِهٖ عَنْهَا.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر ایک نذر واجب تھی اس نے ادا نہیں کی آپ نے فرمایا تو ادا کرو اس کی طرف سے۔

(٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ عَمَّتِهٖ اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهٖ كَانَتْ جَعَلَتْ عَلٰى نَفْسِهَا مَشْيًا اِلٰى مَسْجِدِ قُبَآءَ فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِهٖ فَاَفْتٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ابْنَتَهَا اَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا.

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما روایت ہے انہوں نے سنا اپنی پھوپھی سے انہوں نے بیان کیا کہ ان کی دادی نے نذر کی مسجد قبا میں پیدل جانے کی پھر مرگئیں اور اس نذر کو ادا نہیں کیا تو عبداللہ بن عباس نے ان کی بیٹی کو حکم کیا کہ وہ ان کی طرف سے اس نذر کو ادا کریں۔

٣: کہا مالکؒ نے کوئی کسی کی طرف سے پیدل چلنے کی نذر ادا نہ کرے۔

ف: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نذر لازم نہیں سوا مکہ کے پیدل جانے کے اور کہیں پیدل جانے کی نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَّاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ مَا عَلَى الرَّجُلِ اَنْ يَّقُوْلَ عَلٰى مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ عَلَيَّ نَذْرُ مَشْيٍ فَقَالَ لِيْ رَجُلٌ هَلْ لَّكَ اَنْ اُعْطِيَكَ هٰذَا الْجِرْوُ وَالْجِرْوُ قِثَّآءٌ فِيْ يَدِهٖ وَتَقُوْلُ عَلَيَّ مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقُلْتُهٗ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ ثُمَّ مَكَثْتُ حَتّٰى عَقَلْتُ فَقِيْلَ لِيْ اِنَّ عَلَيْكَ مَشْيًا فَجِئْتُ سَعِيْدَ بْنَ

عبداللہ بن ابی حبیبہ سے روایت ہے میں نے کہا ایک شخص سے اور میں کمسن تھا کہ اگر کوئی شخص صرف اتنا ہی کہے کہ علی مشی الی بیت اللہ یعنی اُوپر میرے پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور یہ نہیں کہے کہ میرے اوپر نذر ہے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا وہ شخص مجھ سے بولا کہ میرے ہاتھ میں یہ ککڑی ہے تجھے دیتا ہوں تو اتنا کہہ دے کہ میرے اُوپر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک میں نے کہا ہاں کہتا ہوں تو میں نے کہہ دیا اور میں کمسن

الْمُسَيَّبِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَالِكَ قَالَ عَلَيْكَ مَشْيٌ فَمَشَيْتُ.

تھا۔ پھر ٹھہر کر تھوڑی دیر میں مجھے عقل آئی اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا بیت اللہ تک واجب ہوا میں سعید بن المسیب کے پاس آیا اور ان سے پوچھا انہوں نے بھی کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا واجب ہوا بیت اللہ تک تو میں پیدل چلا بیت اللہ تک۔

۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۲۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَنْ نَذَرَ مَشْيًا اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ

جوشخص نذر کرے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک اس کا بیان

(۶) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اُذَيْنَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِّيْ عَلَيْهَا مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَجَزَتْ فَاَرْسَلَتْ مَوْلًى لَّهَا يَسْئَلُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَسَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ ثُمَّ لْتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ.

عروہ بن اذینہ لیثی سے روایت ہے کہا میں نکلا اپنی دادی کے ساتھ اور اس نے نذر کی تھی بیت اللہ تک پیدل جانے کی راستے میں تھک گئی تھیں اپنے غلام کو بھیجا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مسئلہ پوچھنے کو میں بھی ساتھ گیا اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ اب سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے جہاں سے سوار ہوئی تھی وہاں سے پیدل چلے۔

۷: کہا مالکؒ نے اور باوجود اس کے ایک ہدیہ بھی اس پر واجب ہے۔

ف: عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور محمد بن حسن نے حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ جوشخص نذر کرے بیت اللہ تک پیدل جانے کی پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو کر جائے اور ہدی دے اب دوبارہ جب آئے تو پیدل چلنا ضروری نہیں ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

(۸) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُوْلَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ.

حضرت سعید بن المسیب اور ابا سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی تعالیٰ عنہما کہتے تھے اس مسئلہ میں جیسا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔

(۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ فَاَصَابَتْنِيْ خَاصِرَةٌ فَرَكِبْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَاَلْتُ عَطَآءَ بْنَ اَبِيْ رِبَاحٍ وَّغَيْرَهُ فَقَالُوْا عَلَيْكَ هَدْيٌ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ سَاَلْتُ فَاَمَرُوْنِيْ اَنْ اَمْشِيَ مَرَّةً اُخْرٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ فَمَشَيْتُ.

یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر کی تھی میری ناف میں درد ہونے لگا میں سوار ہو کر مکے میں آیا اور عطا بن ابی رباح وغیرہ سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو ہدی لازم ہے جب میں مدینہ آیا وہاں لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو دوبارہ پیدل چلنا چاہیے جہاں سے سوار ہوا تھا تو پیدل چلا میں۔

۱۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک جوشخص یہ کہے کہ مجھ پر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور چلے پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے تو جہاں سے سوار ہوا تھا وہاں سے پیدل چلے اگر چلنے کی طاقت نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے چلے پھر سوار ہو جائے اور

ہدی میں ایک اونٹ یا گائے دے اگر نہ ہو سکے تو بکری دے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تجھے بیت اللہ تک اٹھا لے چلوں گا تو کیا حکم ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ میں اپنی گردن پر اٹھا کر لے چلوں گا اور اس کہنے سے صرف اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا منظور تھا تو اس صورت میں کچھ اس پر لازم نہ ہوگا بلکہ پیدل چلے اور ایک ہدی دے اور جو اس نے کچھ نیت نہ کی ہو تو حج کرے سوار ہو کر اپنے ساتھ حج کو اس شخص کو بھی لے جائے کیونکہ اس نے کہا کہ میں تجھ کو بیت اللہ تک اٹھا لے چلوں گا البتہ اگر وہ شخص انکار کرے اس کے ساتھ جانے سے تو اس شخص پر کچھ لازم نہیں کیونکہ یہ اپنا کام پورا کر چکا۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر کوئی شخص چند نذریں ایسی کرے جن کا پورا کرنا ساری عمر ممکن نہ ہو مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا اور باپ بھائی سے بات نہ کروں گا تو اس کو کافی ہے ایک نذر ادا کرنا یا سب نذریں پوری کرنا ضروری ہے۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تمام نذریں پوری کرنا ضروری ہے جہاں تک اور جب تک ہو سکے چلے اور اللہ جل جلالہٗ سے قرب حاصل کرے نیکیوں سے جہاں تک ہو سکے۔

٣۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَشْيِ اِلَى الْكَعْبَةِ — کعبہ کی طرف پیدل چلنے کا بیان

١١: کہا مالکؒ نے اگر مرد یا عورت قسم کھائے کعبہ شریف کو پیدل جانے کی پھر قسم اس کی ٹوٹے اور اس کو پیدل جانا کعبہ کا لازم آئے تو عمرہ میں جب تک سعی سے فارغ ہو پیدل چلے اور حج میں جب تک طواف الزیارۃ سے فارغ ہو پیدل چلے۔

کہا مالکؒ نے پیدل چلنے کی نذر دو ہی چیزوں میں ہوتی ہے حج یا عمرے میں۔

٤۔ بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ النُّذُوْرِ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ — جو نذریں درست نہیں جن میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے ان کا بیان

(١٣) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ وَثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّيْلِيِّ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَحَدُهُمَا يَزِيْدُ فِي الْحَدِيْثِ عَلٰى صَاحِبِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا قَآئِمًا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا فَقَالُوْا نَذَرَ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَجْلِسَ وَ يَصُوْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صِيَامَهٗ.

حمید بن قیس اور ثور بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا ہوا دیکھا آپ نے اس کا باعث پوچھا لوگوں نے کہا اس نے نذر کی ہے کہ میں کسی سے بات نہ کروں گا نہ سایہ لوں گا نہ بیٹھوں گا اور روزہ سے رہوں گا آپ نے فرمایا کہ اس کو حکم کرو بات کرے سایہ میں آئے بیٹھے روزہ اپنا پورا کرے۔

ف: کہا مالکؒ نے میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کفارہ دینے کا حکم کیا ہو بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ جو عبادت ہے اس کو پورا کرے اور جو برا ہے اس کو ترک کرے۔

(١٤) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اَتَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ ابْنِيْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِيْ ابْنَكِ وَكَفِّرِيْ عَنْ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور بولی میں نے نذر کی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مت ذبح کر اپنے بیٹے کو

يَمِينِكَ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّكَيْفَ يَكُوْنُ فِيْ هٰذَا كَفَّارَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآءِ هِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَارَاَيْتَ.

اور کفارہ دے اپنی قسم کا۔ ف۱ ایک شخص بولا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نذر میں کفارہ کیونکر ہوگا۔ ف۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ ظہار بھی ایک معصیت ہے اور اس میں اللہ نے کفارہ مقرر کیا۔

ف۱: یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ایک بردہ آزاد کرنا اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزے رکھنا۔ اور بعضوں نے کہا کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کفارے سے فدیہ ہے یعنی ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگا ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کا یہی قول ہے اور ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک یہ لغو بات ہے۔

ف۲: کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور نذر معصیت لغو ہے اس میں کفارہ لازم نہیں آتا۔

۱۵: کہا مالکؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا اگر کوئی نذر کرے اللہ کی معصیت کی تو معصیت نہ کرے مراد اس سے یہ ہے کہ مثلاً اگر آدمی نذر کرے شام یا مصر یا جدہ یا زبدہ میں جانے کی یا اور کسی کام کی جو ثواب نہیں ہے اگر ایسے امورات میں اس کی قسم ٹوٹے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں زید سے بات کروں تو مصر جاؤں گا پھر زید سے بات کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا بلکہ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے جس میں ثواب ہو۔

۵۔ بَابُ اللَّغْوِ فِي الْيَمِيْنِ — لغو قسم کا بیان

(۱۶) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ لَغْوُ الْيَمِيْنِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لغو قسم وہ ہے جو آدمی باتوں میں کہتا ہے نہیں واللہ ہاں واللہ۔

ف: یعنی عادت کے طور سے تکیہ کلام ہوجاتا ہے۔ کہا مالکؒ نے قسم کی تین قسمیں ہیں۔

ایک لغو قسم وہ ہے کہ آدمی ایک بات کو سچ جان کر اس پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف نکلے۔

ف: اس قسم میں کفارہ نہیں ہوتا دوسرے منعقدہ قسم ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کھائے مثلاً یوں کہے قسم خدا کی میں اپنا کپڑا دس دینار کو نہ بیچوں گا پھر بیچ ڈالے یا قسم خدا کی میں اس کے غلام کو ماروں گا۔ پھر اس کو نہ مارے اس قسم پر کفارہ لازم آتا ہے۔

تیسرے غموس ہے کہ آدمی ایک کام کو جانتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا باوجود اس کے قصداً جھوٹ قسم کھائے کہ ایسا ہوا کسی کے خوش کرنے یا عذر قبول کرانے کو یا کسی کا مال مارنے کو اس قسم میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا کفارہ دنیا میں نہیں ہوسکتا۔

ف: اس قسم کا نام غموس ہے کیونکہ یہ ڈبو دیتی ہے قسم کھانے والے کو جہنم میں۔

۶۔ بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيْهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْاَيْمَانِ — جن قسموں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا ان کا بیان

(۱۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ وَاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنْشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِيْ حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسم کھائے اللہ کی پھر کہے ان شاء اللہ پھر نہ کرے اس کام کو جس پر قسم کھائی تھی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

۱۸: کہا مالکؒ نے ان شاء اللہ کہنے سے یہ مراد ہے قسم کے ساتھ کہے اور سلسلہ کلام کا باقی ہو اگر قسم کھا کے چپ ہو رہا پھر ان شاء اللہ کہا تو کچھ مفید نہ ہوگا۔

کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے کہا اگر میں یہ کام کروں تو کافر ہوں یا مشرک ہوں پھر وہ کام کرے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا اور نہ کافر اور مشرک ہو جائے گا جب تک دل میں اس کے شرک اور کفر کا عقیدہ نہ ہو مگر گنہگار ہوگا توبہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے۔

۷۔بَابُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْاَيْمَانِ
جن قسموں میں کفارہ واجب ہوتا ہے ان کا بیان

(۱۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَرَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے کسی کام پر پھر اس کے خلاف بہتر معلوم ہو تو کفارہ دے قسم کا اور کرے جو بہتر معلوم ہو۔

ف: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ قسم دینے سے پہلے دے دینا درست ہے یہی مذہب ہے شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا درست نہیں۔

کہا مالکؒ نے جو شخص یہ کہے میرے اوپر نذر ہے اور یہ کچھ نہ کہے کہ کس بات کی نذر ہے تو اس پر کفارہ قسم کا لازم ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر ایک قسم کو چند مرتبہ کہے تو ان سب میں ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔

کہا مالکؒ نے ایک شخص نے یوں قسم کھائی کہ قسم خدا کی میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا اور یہ کپڑا نہیں پہنوں گا اور گھر میں نہیں جاؤں گا پھر یہ سب کام کیے تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے۔ اگر یہ کپڑا تجھ کو پہناؤں اور مسجد جانے کی تجھ کو اجازت دوں تو یہ ایک کلام گنا جائے گا اب اگر اس میں سے کوئی امر ہو جائے تو طلاق پڑ جائے گی پھر اگر دوسرا امر ہوگا تو دوبارہ طلاق نہ پڑے گی۔

کہا مالکؒ نے عورت کو نذر کرنا درست ہے بغیر خاوند کی اجازت کے جب اس نذر سے خاوند کو کچھ ضروری نہ ہو اور جو خاوند کو ضروری ہو تو اس سے منع کر سکتا ہے مگر وہ نذر عورت پر واجب رہے گی جب موقع ملے ادا کرے۔

۸۔بَابُ الْعَمَلِ فِيْ كَفَّارَةِ الْاَيْمَانِ
قسم کے کفارہ کا بیان

(۲۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَوَكَّدَهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ اَوْكِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَلَمْ يُوَكِّدْهَا فَحَنِثَ فَعَلَيْهِ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُّدٌّ مِّنْ حِنْطَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسم کھائے پھر اس کو مکرر سہ کرر کہے پھر قسم توڑے تو اس پر ایک بردے کا آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا لازم آئے گا اگر ایک ہی مرتبہ کہے تو دس مسکینوں کو کھانا دے ہر مسکین کو ایک مد گیہوں کا اگر اس پر قدرت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

(۲۱) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ اِذَآ اَعْطَوْا فِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ اَعْطَوْا مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ الْاَصْغَرِ وَرَاَوْا ذٰلِكَ مُجْزِيًّا عَنْهُمْ.

سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جب کفارہ قسم کا دیتے تھے تو ہر ایک مسکین کو ایک ایک مد گیہوں کا چھوٹے مد سے دیا کرتے تھے اور اس کو کافی سمجھتے تھے۔

ف: چھوٹا مد مدینہ کا مد ہے ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

کہا مالکؒ نے جو شخص قسم کے کفارے میں مسکینوں کو کپڑا پہنائے اگر مسکین مردوں کو دے تو ایک ایک کپڑا دینا کافی ہے اور اگر عورتوں کو دے تو دو کپڑے دے ایک کرتا اور ایک سربند جس کو خمار کہتے ہیں کیونکہ اس قدر سے کم میں نماز درست نہیں ہے۔

(۲۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ بِاِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِّنْ حِنْطَةٍ وَّكَانَ يُعْتِقُ الْمِرَارَ اِذَا وَكَّدَ الْيَمِيْنَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنی قسم کا کفارہ دیتے تھے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہر مسکین کو ایک مد گیہوں کا دیتے تھے اور جب ایک قسم کو چند بار کہتے تھے تو اتنے ہی بردے آزاد کرتے تھے۔

۹۔ بَابُ جَامِعِ الْاَيْمَانِ

قسم کے بیان میں مختلف حدیثیں

(۲۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَدْرَكَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ وَّهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْلِيَصْمُتْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ملے عمر بن خطابؓ سے اور وہ جا رہے تھے سواروں میں اور قسم کھا رہے تھے اپنے باپ کی فرمایا آپ نے اللہ جل جلالہٗ منع کرتا ہے تم کو اس بات سے کہ قسم کھاؤ تم اپنے باپوں کی جو شخص تم میں سے قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

ف: ترمذی اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے سوا خدا کے اور کسی کی تو اس نے کفر کیا یا شرک۔ غیر اللہ کی قسم کھانا مالکیہ یا شافعیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک حرام ہے اگر سوا اللہ کے اور کسی کی قسم کھائے جیسے پیغمبر یا کعبہ کی یا فرشتوں کی پھر قسم توڑ ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

(۲۴) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے قسم مقلب القلوب کی۔

(۲۵) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِالْمُنْذِرِ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَهْجُرُ دَارَ قَوْمِيَ الَّتِيْ اَصَبْتُ فِيْهِ الذَّنْبَ وَاُجَاوِرُكَ وَاَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجْزِئُكَ مِنْ ذَالِكَ الثُّلُثُ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابولبابہ کی توبہ جب اللہ نے قبول کی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا چھوڑ دوں میں اپنی قوم کے گھر کو جس میں میں نے گناہ کیا اور آپؐ کے قریب رہوں اور اپنے مال میں سے صدقہ نکالوں اللہ و رسول کے واسطے تو فرمایا آپؐ نے تہائی مال تجھ کو اپنے مال میں سے صدقہ نکالنا کافی ہے۔

ف: ابولبابہؓ بنی قریظہ کو سمجھانے گئے تھے جب اپنی قوم میں گئے تو ان سے اتنا قصور ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کے رونے پیٹنے کے سبب سے ان پر رحم کھایا اور آنحضرت ﷺ نے جو ان کے حق میں تجویز کی تھی اس سے ان کو مطلع کر دیا پھر اس خیانت پر نادم ہوئے اور مسجد کے ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا۔ بہت دنوں تک بندھے رہے صرف پاخانے پیشاب کو ان کی بی بی آن کر کھول دیتیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کا قصور معاف کیا انہوں نے نذر کی کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال صدقہ کرنا کافی ہے۔

(۲۶) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَّجُلٍ قَالَ مَالِيْ فِيْ رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُكَفِّرُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا ایک شخص نے کہا مال میرا کعبہ کے دروازے پر وقف ہے انہوں نے کہا اس میں کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔

۲۷: کہا مالکؒ نے کہا جو شخص یہ کہے کہ مال میرا خدا کی راہ میں ہے تو تہائی مال صدقہ کرے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ابی لبابہ کو ایسا ہی حکم کیا۔

ف: شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک قسم کا کفارہ دینا کافی ہے۔ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک سارا مال صدقہ دینا ضروری ہے۔ پوری ہوئی کتاب نذروں اور قسموں کی۔

كَمُلَ كِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الذَّبَآئِحِ

کتاب ذبیحوں کے بیان میں

۱۔بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ

(۱) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ يَاْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ وَّلَا نَدْرِيْ هَلْ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَآ اَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوْهَا.

ذبیحہ پر بسم اللہ کہنے کا بیان

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ بدو لوگ گوشت لے کر ہمارے پاس آتے اور ہم کو نہیں معلوم کہ انہوں نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں ذبح کے وقت آپ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کے اس کو کھالو۔

۲: کہا مالکؒ نے یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے۔

ف: یعنی جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مت کھاؤ اس جانور کو جس پر نہ لیا جائے اللہ کا نام مگر یہ توجیہہ ضعیف ہے کیونکہ یہ آیت کے میں اُتر چکی تھی اور یہ حدیث آپؐ نے مدینہ میں ارشاد فرمائی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اگر گوشت لے کر آئے تو اس کو لے لینا چاہیے اور یہ تردد نہ کرنا چاہیے کہ اس نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں۔ البتہ مشرک سے گوشت لینا درست نہیں۔

(۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ اَمَرَ غُلَامًا لَهُ اَنْ يَّذْبَحَ ذَبِيْحَةً فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّذْبَحَهَا قَالَ لَهُ سَمِّ اللّٰهَ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ قَدْ سَمَّيْتُ فَقَالَ لَهُ سَمِّ اللّٰهَ وَيْحَكَ فَقَالَ لَهُ قَدْ سَمَّيْتُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ وَاللّٰهِ لَا اُطْعِمُهَآ اَبَدًا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے عبداللہ بن عیاش نے حکم کیا اپنے غلام کو ایک جانور ذبح کرنے کا جب وہ ذبح کرنے لگا تو عبداللہ نے کہا بسم اللہ کہہ غلام نے کہا میں کہہ چکا پھر عبداللہ نے کہا بسم اللہ کہہ خرابی تیری غلام نے کہا میں کہہ چکا عبداللہ نے کہا قسم ہے خدا کی میں یہ گوشت کبھی نہیں کھاؤں گا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ ترک کرے تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے یہی قول ہے ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور اکثر ائمہ کا اور شافعیؒ کے نزدیک وہ ذبیحہ درست ہے۔

۲۔بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الذَّكَاةِ عَلٰى حَالِ الضَّرُوْرَةِ

ذکاۃ ضروری کا بیان

ف: ایک ذکاۃ اختیاری ہے جیسے گائے بکری کو ذبح کرنا یا اونٹ کو نحر کرنا دوسری اضطراری اس جانور کی جو اختیار میں نہیں ہے۔

(٤) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً لَّهُ بِاُحُدٍ فَاَصَابَهَا الْمَوْتُ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ بِهَا بَاْسٌ فَكُلُوْهَا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری اپنی اونٹنی چرا رہا تھا احد میں یکایک وہ مرنے لگی تو اس نے ایک دھار دار لکڑی سے ذبح کر دیا پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں کھاؤ اس کو۔

(٥) عَنْ مُّعَاذِ بْنِ سَعْدٍ اَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّ جَارِيَةً لِّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَّهَا بِسَلْعٍ فَاُصِيْبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَاَدْرَكَتْهَا فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا فَكُلُوْهَا.

معاذ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرا رہی تھی سلع میں (ایک پہاڑ ہے مدینہ کے پاس) ایک بکری اس سے مرنے لگی تو اس نے پتھر سے ذبح کر دی پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا کچھ حرج نہیں کھاؤ اس کو۔

ف: بروقت ضرورت پتھر یا لکڑی دھار دار سے ذبح کرنا درست ہے اور عورت کا ذبیحہ بھی درست ہے۔

(٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ ذَبْحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا وَتَلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں انہوں نے کہا درست ہے بعد اس کے پڑھا اس آیت کو ومن یتولھم منکم فانہ منھم.

ف: یعنی جو کوئی دوست رکھے کافروں کو وہ انہیں میں سے ہے۔ اس آیت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح پڑھا کہ اگرچہ ذبیحہ یہود و نصاریٰ کا درست ہے مگر ان سے دوستی کرنا اور اخلاط رکھنا درست نہیں ہے۔

(٧) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا فَرَى الْاَوْدَاجَ فَكُلْهُ.

مالک کو پہنچا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو چیز کاٹ دے رگوں کو پس کھالے اس کو۔

(٨) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَا ذُبِحَ بِهٖ اِذَا بَضَعَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا اضْطُرِرْتَ بِهٖ.

حضرت سعید بن المسیب کہتے تھے جس چیز سے ذبح کیا جائے جب وہ کاٹ دے کچھ حرج نہیں کھانے میں اس کے جب ضرورت ہو۔

٣۔بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الذَّبِيْحَةِ فِي الذَّكَاةِ

جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے اس کا بیان

(٩) عَنْ اَبِيْ مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْكُلَهَا ثُمَّ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ اِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ وَنَهَاهُ عَنْ اَكْلِهَا.

ابومرہ نے پوچھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بکری ذبح کرتے وقت تھوڑا سا ہلی۔ ف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے کھانے کا حکم دیا پھر ابومرہ نے زید بن ثابتؓ سے پوچھا انہوں نے کہا مردہ بھی ہلتا ہے اور منع کیا اس کے کھانے سے۔

ف ا: یعنی اس بکری کو ایسا صدمہ پہنچا تھا کہ قریب مرگ کے ہوگئی تھی اس حالت میں ذبح کی گئی ذبح کرتے وقت جیسے چاہیے ویسی حرکت اس نے نہ کی۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر ایک بکری اوپر سے گری اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے مالک نے یہ حال دیکھ کر اس کو ذبح کر دیا اور ذبح کرتے وقت خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی تو مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر ذبح کرتے وقت اس کا خون جاری ہوا اور اس کی آنکھ پھرتی رہی تو اس کو کھا لے۔

۴۔بَابُ ذَكَاةِ مَا فِيْ بَطْنِ الذَّبِيْحَةِ

پیٹ کے بچہ کی ذکاۃ کا بیان

(۱۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا فِيْ ذَكَاتِهَا اِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهٗ وَنَبَتَ شَعْرُهٗ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ ذُبِحَ حَتّٰى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب نحر کی جائے اونٹنی تو اس کے پیٹ کے بچے کی بھی ذکاۃ ہو جائے گی بشرطیکہ اس بچے کے تمام اعضا پورے ہو گئے ہوں اور بال بالکل نکل آئے ہوں اگر وہ بچہ پیٹ سے زندہ نکل آئے تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے تاکہ خون اس کے پیٹ سے نکل جائے۔

ف: حنفیہؒ کے نزدیک پیٹ کا بچہ جو مردہ نکلے مطلقاً درست نہیں ہے اور شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً درست ہے۔

(۱۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ ذَكَاةُ مَا فِي الْبَطْنِ فِيْ ذَكَاةِ اُمِّهٖ اِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهٗ وَ نَبَتَ شَعْرُهٗ.

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ ذکاۃ پیٹ کے بچہ کی اس کی ماں کی ذکات سے ہو جائے گی۔ جب وہ بچہ پورا ہو گیا ہو اور بال نکل آئے ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الصَّیدِ

کتاب شکار کے بیان میں

۱۔بَابُ تَرۡکِ اَکۡلِ مَا قَتَلَ الۡمِعۡرَاضُ وَالۡحَجَرُ

جو جانور لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اس کے نہ کھانے کا بیان

(۱) عَنۡ نَّافِعٍ اَنَّہٗ قَالَ رَمَیۡتُ طَآئِرَیۡنِ بِحَجَرٍ وَّاَنَا بِالۡجُرُفِ فَاَصَبۡتُھُمَا فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَمَاتَ فَطَرَحَہٗ عَبۡدُاللّٰہِ بۡنُ عُمَرَ وَاَمَّا الۡاٰخَرُ فَذَھَبَ عَبۡدُاللّٰہِ یُزَکِّیۡہِ بِقَدُوۡمٍ فَمَاتَ قَبۡلَ اَنۡ یُّذَکِّیَہٗ فَطَرَحَہٗ عَبۡدُاللّٰہِ.

نافع نے کہا میں نے دو چڑیاں ماریں پتھر سے جرف میں ایک مرگئی اس کو پھینک دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور دوسری کو دوڑے ذبح کرنے کو بسولے سے وہ مرگئی ذبح سے پہلے اس کو بھی پھینک دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

(۲) عَنۡ مَّالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ الۡقَاسِمَ بۡنَ مُحَمَّدٍ کَانَ یَکۡرَہُ مَا قَتَلَ الۡمِعۡرَاضُ وَالۡبُنۡدُقَۃُ.

قاسم بن محمد مکروہ جانتے تھے اس جانور کا کھانا جو لاٹھی یا گولی سے مارا جائے۔

(۳) عَنۡ مَّالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ سَعِیۡدَ بۡنَ الۡمُسَیَّبِ کَانَ یَکۡرَہُ اَنۡ یَّقۡتَلَ الۡاِنۡسِیَّۃُ بِمَا یُقۡتَلُ بِہِ الصَّیۡدُ مِنَ الرَّمۡیِ وَاَشۡبَاھِہٖ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکروہ جانتے تھے ہلے ہوئے جانور کا مارنا اس طرح جیسے شکار کو مارتے ہیں تیر وغیرہ سے۔

ف۱: اگر ہلے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ سے مار ڈالے تو اس کا کھانا درست نہیں ہے مالکؒ کے نزدیک اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر ہلا ہوا جانور وحشی ہو جائے آدمیوں سے بھاگنے لگے تو شکار کی طرح اس کو مار کر کھالینا درست ہے کہا مالکؒ نے جس لاٹھی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اگر اس کی نوک شکار پر لگے اور اس کو زخمی کرے تو اس کا کھانا درست ہے۔

ف۲: اور جو وہ لکڑی اپنے عرض کی طرف سے شکار پر جا کر پڑے اور اس کے بوجھ سے شکار مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ کہا مالکؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! اللہ آزمائے گا تم کو اس شکار سے جس کو پہنچیں ہاتھ تمہارے اور تیر تمہارے اور جس جانور کو آدمی اپنے ہاتھوں اور تیروں سے مارے وہ شکار میں داخل ہے۔

کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے اگر کسی شخص نے شکار کو زخم پہنچایا پھر اس شکار کو دوسرا صدمہ بھی پہنچا جیسے پانی میں گر پڑا یا غیر معلم کتے نے اس پر چوٹ کی تو اس شکار کو نہ کھائیں گے مگر اس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ وہ جانور شکار مارنے والے کے زخم سے مرا کہا مالکؒ نے اگر شکار زخم کھا کر غائب ہو جائے پھر ملے اور اس پر نشان ہو شکاری کتے کے زخم کا یا شکاری کا تیر اس میں لگا ہوا ہو تو اس کا کھانا درست ہے البتہ اگر رات گزر گئی ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

٢۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي صَيْدِ الْمُعَلَّمَاتِ — سکھائے ہوئے درندوں کے شکار کے بیان میں

ف: جو جانور سکھائے جائیں جیسے کتا یا باز وغیرہ۔ اگر ان کو بسم اللہ کہہ کے شکار پر چھوڑیں اور وہ شکار کو جا کر ماریں تو اس کا کھانا درست ہے۔ اور تعلیم ان کی جب پوری ہوگی کہ جب ان کو چھوڑیں تو شکار پر دوڑ پڑیں اور جب ڈانٹ دیں تو رُک جائیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ایک شرط اور ہے۔ وہ یہ ہے کہ شکار کے جانور میں سے کچھ کھائیں نہیں بلکہ اس کو دبوچ کر رکھ چھوڑیں۔

(٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ كُلْ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ اِنْ قَتَلَ وَاِنْ لَّمْ يَاْكُلْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ سکھایا ہوا کتا جس شکار کو پکڑ لے اس کا کھانا درست ہے خواہ اس شکار کو مار ڈالے یا زندہ پکڑے رہے۔

(٥) عَنْ نَّافِعٍ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنْ اَكَلَ وَاِنْ لَّمْ يَاْكُلْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے اگرچہ وہ کتا اس شکار میں سے کچھ کھا لے جب بھی اس کا کھانا درست ہے۔

ف: صحیحین میں عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتا شکار میں سے کھا لے تو تو اس کو نہ کھا۔ امام ابوحنیفہؒ اور احمدؒ اور اسحاق وسفیان وعبداللہؒ بن المبارک وشافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

(٦) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ اِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ فَقَالَ سَعْدٌ كُلْ وَ اِنْ لَّمْ يَبْقَ اِلَّا بَضْعَةٌ وَّاحِدَةٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ سیکھتا ہوا کتا اگر شکار کو مار کر کھا لے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھا لے تو جس قدر بچ رہے اگرچہ ایک ہی بوٹی ہو۔

٧: کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے کہ باز اور عقاب اور صقر اور جو جانور ان کے مشابہ ہیں اگر ان کو تعلیم دی جائے اور وہ سمجھدار ہو جائیں جیسے سکھائے ہوئے کتے سمجھدار ہوتے ہیں تو ان کا مارا ہوا جانور بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑے جائیں۔

٨: کہا مالکؒ نے اگر باز کے پنجے سے یا کتے کے منہ سے شکار چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

٩: کہا مالکؒ نے جس جانور کے ذبح کرنے پر آدمی قادر ہو جائے مگر اس کو ذبح نہ کرے اور باز کے پنجے یا کتے کے منہ میں رہنے دے یہاں تک کہ باز یا کتا اس کو مار ڈالے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

کہا مالکؒ نے کسی طرح اگر شکار کو تیر مارے پھر اس کو زندہ پائے اور ذبح کرنے میں دیر کرے یہاں تک کہ وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

کہا مالکؒ نے کہ اگر مسلمان مشرک کے سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑے اور وہ شکار کو جا کر مارے تو اس کا کھانا درست ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ مسلمان مشرک کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے۔ یا اس کی تیر کمان لے کر شکار کرے تو اس جانور کا کھانا درست ہے۔

کہا مالکؒ نے مشرک نے اگر مسلمان کے سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑا تو اس شکار کا کھانا درست نہیں جیسے مشرک

مسلمان کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے یا مسلمان کا تیر کمان لے کر شکار کرے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

٣۔بَابُ مَا جَآءَ فِيُ صَيُدِ الْبَحْرِ
دریا کے شکار کے بیان میں

(١٠) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ مَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَنَهَاهُ عَنْ اَكْلِهٖ ذَالِكَ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَءَ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ قَالَ نَافِعٌ فَاَرْسَلَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ لَابَاْسَ بِاَكْلِهٖ.

عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس جانور کو جس کو دریا پھینک دے تو منع کیا عبداللہؓ نے اس کے کھانے سے پھر عبداللہ گھر گئے اور کلام اللہ کا منگوایا اور پڑھا اس آیت کو حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار دریا کا اور طعام دریا کا۔ نافع نے کہا پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو بھیجا عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ کہنے کو کہ اس جانور کا کھانا درست ہے۔

ف ا: دریا کے طعام سے وہ جانور مراد ہے جو مر جائے اور دریا اس کو پھینک دے یا پانی کی کمی سے وہ جانور خود بخود اٹک جائے۔

(١١) عَنْ سَعِيْدِ نِ الْجَارِیِّ مَوْلٰی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْحِيْتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا اَوْ يَمُوْتُ صَرْدًا فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ.

سعد الجاری مولیٰ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پوچھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو مچھلیاں ان کو مچھلیاں مار ڈالیں یا سردی سے مر جائیں انہوں نے کہا ان کا کھانا درست ہے پھر میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

(١٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرُ بَاْسًا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت اس جانور کا کھانا جس کو دریا پھینک دے درست جانتے تھے۔

(١٣) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْجَارِ قَدِمُوْا عَلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَسَاَلُوْهُ عَنْ مَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَقَالَ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَقَالَ اذْهَبُوْآ اِلٰی زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ وَّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَسَئَلُوْهُمَا ثُمَّ ائْتُوْنِیْ فَاَخْبِرُوْنِیْ مَاذَا يَقُوْلَانِ فَاَتَوْهُمَا فَقَالَا لَابَاْسَ بِهٖ فَاَتَوْا مَرْوَانَ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ.

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ کچھ لوگ جار کے رہنے والے (جار ایک مقام ہے سمندر کے کنارے پر قریب مدینہ منورہ کے) مروان کے پاس آئے اور پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے اس کا کیا حکم ہے؟ مروان نے کہا اس کا کھانا درست ہے اور تم جاؤ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس اور پوچھو ان سے پھر مجھ کو آن کر خبر کرو کیا کہتے ہیں انہوں نے پوچھا ان دونوں سے دونوں نے کہا درست ہے ان لوگوں نے پھر آن کر مروان سے کہا مروان نے کہا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔

١٤: کہا مالکؒ نے مشرک اگر مچھلیوں کا شکار کرے تو ان کا کھانا درست ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے مردہ اس کا حلال ہے۔ جب مردہ دریا کا حلال ہوا تو کوئی شکار کرے اس کا کھانا درست ہے۔

٤-بَابُ تَحرِيمِ اَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ

ہر دانت والے درندے کے حرام ہونے کا بیان

(١٥) عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ حَرَامٌ.

ابوثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔

(١٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ حَرَامٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔

٥-بَابُ: مَا يُكْرَهُ مِنْ اَكْلِ الدَّوَآبِّ

جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے ان کا بیان

١٧: کہا مالکؒ نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو نہ کھائیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اور پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو سواری اور آرائش کے واسطے اور فرمایا باقی چار پایوں کے حق میں پیدا کیا ہم نے ان کو تا کہ تم ان پر سوار ہو اور ان کو کھاؤ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تا کہ لیں نام اللہ کا ان چار پایوں پر جو دیا اللہ نے ان کو سو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ فقیر اور مانگنے والے کو۔

کہا مالکؒ نے پس اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو سواری کے لیے بیان کیا باقی جانوروں کو سواری اور کھانے دونوں کے واسطے بیان کیا۔

٦-بَابُ مَا جَآءَ فِیْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

مردار کی کھالوں کا بیان

(١٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَّيْتَةٍ كَانَ اَعْطَاهَا مَوْلًى لِّمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَفَلَا اِنْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے ایک مردار بکری پر جو دے دی تھی آپؐ نے ایک غلام کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو بی بی تھیں آپ کی فرمایا آپؐ نے کیوں کام میں نہ لائے تم کھال اس کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ مردار ہے آپؐ نے کہا مردار کا کھانا حرام ہے۔

ف: نہ اس کی کھال سے نفع اٹھانا۔

(١٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ کھال دباغت کی جائے پاک ہو جائے گی۔

(٢٠) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ اَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو بی بی آنحضرت ﷺ کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردار کی کھالوں سے نفع اُٹھانے کو جب دباغت کی جائیں۔

٧-بَابُ مَنْ يُّضْطَرُّ اِلَی الْمَيْتَةِ

جو شخص بے قرار ہو جائے مردار کے کھانے پر اس کا بیان

ف: جب آدمی کو مارے بھوک کے مرنے کا یقین ہو جائے اور حلال چیز نہ ملے اس کو مضطر کہتے ہیں ایسے شخص کو مردہ کھالینا درست ہے۔

۲۱: کہا مالکؒ نے مضطر کو درست ہے کہ مردہ پیٹ بھر کر کھائے اور اس میں سے کچھ توشہ اٹھا رکھے لیکن اگر حلال مل جائے تو اس توشے کو پھینک دے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ مضطر مردار کو کھائے یا کسی شخص کے باغ کے میوے یا کھیت یا بکری کو کھا جائے مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر باغ یا کھیت یا بکری کا مالک مضطر کو سچا سمجھے اور چور سمجھ کے اس کا ہاتھ نہ کٹوائے تو ان چیزوں کا کھا لینا مردار سے بہتر ہے۔ اگر مضطر کو خوف ہو کہ ان چیزوں کا مالک اس کو سچا نہ سمجھے گا بلکہ چور خیال کر کے اس کا ہاتھ کٹوائے گا تو مردار کھانا بہتر ہے اور اگر پرایا مال کھا جانا ہر حال میں مردار سے بہتر ہو تو بدمعاش لوگ پرائے مال اسی بہانے سے چکھ جائیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ

کتاب عقیقے کے بیان میں

۱۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَقِيْقَةِ

عقیقے کا بیان

(۱) عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَكَاَنَّهٗ اِنَّمَا كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ.

بنی ضمرہ کے ایک شخص سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ پوچھے گئے عقیقے سے آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا جس شخص کا بچہ پیدا ہو اور وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کرے۔

ف ۱: عقوق کہتے ہیں والدین کی نافرمانی کرنے کو عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے۔ اس واسطے آپؐ نے اس نام کو مکروہ جانا۔

(۲) عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ نِ الْبَاقِرِ اَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعْرَ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ وَّ زَيْنَبَ وَاُمِّ كُلْثُوْمٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَةِ ذٰلِكَ فِضَّةً.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن امام حسین اور زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم کے بال تول کر ان کے برابر چاندی للہ دی۔

(۳) عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعْرَ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهٖ فِضَّةً.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے بال تول کر ان کے برابر چاندی للہ دی۔

۲۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَقِيْقَةِ

عقیقے کی ترکیب کا بیان

(۴) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَسْئَلُهٗ اَحَدٌ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو کوئی ان کے

مَّنْ اَهْلِهٖ عَقِيْقَةً اِلَّا اَعْطَاهَا اِيَّاهَا وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَّلَدِهٖ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ.

گھر والوں میں سے عقیقے کو کہتا وہ دیتے اور اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اور ایک بکری عقیقے میں دیتے۔

(٥) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَسْتَحِبُّ الْعَقِيْقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُوْرٍ.

محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے روایت ہے کہ ان کے باپ بہتر جانتے تھے۔ عقیقے کو اگر چہ ایک چڑیا ہی ہو۔

ف: ایک بکری سے کم عقیقہ درست نہیں مگر یہ مبالغے کے واسطے کہا۔

(٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّهٗ عُقَّ عَنْ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ.

حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ ہوا تھا۔

(٧) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيْهِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ بِشَاةٍ شَاةٍ.

عروہ بن الزبیر اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی ایک ایک بکری کرتے تھے عقیقے میں۔

ف: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باسناد صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا عقیقے میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں دینے کا۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری دینے کا۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی ہر ایک کی طرف سے ایک بکری دے اور عقیقہ واجب نہیں ہے مستحب ہے مگر عقیقے کی بکری مثل قربانی کے چاہیے کانی اور دُبلی اور سینگ ٹوٹی اور بیمار نہ ہو۔ اور عقیقے کا گوشت اور کھال بیچنا درست نہیں اور ہڈیاں اس کی توڑنا چاہیے۔ فا اور عقیقہ کرنے والے عقیقے کے گوشت میں سے کھائیں اور فقیروں کو کھلائیں اور عقیقے کی بکری کا خون بچے کو نہ لگائیں۔

ف ا: ایام جاہلیت میں لوگ عقیقے کی بکری کی ہڈی توڑنا منحوس جانتے تھے اور ہڈی نہ توڑنا مبارک اور بچے کی حیات کا باعث جانتے تھے۔ ہماری شریعت میں یہ امر لغو ہے اس کی کچھ اصل نہیں۔ (زرقانی)

ف: یہ بھی جاہلیت کا ایک دستور تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الضَّحَايَا

کتاب قربانیوں کی

۱۔بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الضَّحَايَا

جن جانوروں کی قربانی کرنا منع ہے

(۱) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَقَالَ اَرْبَعٌ وَّكَانَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ وَيَقُوْلُ يَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَّدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَرْجَآءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَآءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَآءُ الَّتِيْ لَا تَنْقٰى.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پوچھے گئے قربانی میں کن جانوروں سے بچنا چاہیے آپ نے اپنی انگلیوں سے بتایا کہ چار سے بچنا چاہیے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انگلیوں سے بتایا کرتے اور کہتے کہ میرا ہاتھ چھوٹا ہے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے ایک لنگڑا جو چل نہ سکے اور کانا جس کا کانا پن کھلا ہو اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور دبلا جس میں گودا نہیں ہے۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَّقِيْ مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنَ الَّتِيْ لَمْ تُسِنَّ وَالَّتِيْ نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان قربانیوں سے بچتے جو مسنہ نہ ہوتیں اور جس کا کوئی عضو نہ ہوتا۔

ف: مسنہ ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں اس سے کم سن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے۔ کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے۔

۲۔بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ انْصِرَافِ الْاِمَامِ

جب تک امام عید کی نماز سے فارغ نہ ہو قربانی کی ممانعت کا بیان

(۲) عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَبَابُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ اُضْحِيَّتَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّذْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَضْحٰى فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهٗ اَنْ يَّعُوْدَ بِضَحِيَّةٍ اُخْرٰى فَقَالَ اَبُوْبُرْدَةَ لَآ اَجِدُ اِلَّا جَذَعًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ اِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْهُ.

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ ابابردہ بن نیار نے ذبح کی قربانی اپنی قبل اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ ذبح کریں تو آپ نے دوسری قربانی کا ان کو حکم دیا انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ میرے پاس تو اب کچھ نہیں صرف ایک بکری ہے ایک سال کی آپ نے فرمایا اسی کو ذبح کر۔

(٣) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ اَنَّ عُوَيْمِرَ بْنَ اَشْقَرَ ذَبَحَ ضَحِيَّةً قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَاَنَّهٗ ذَكَرَ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعُوْدَ بِضَحِيَّةٍ اُخْرٰى.

عبادہ بن تمیم سے روایت ہے کہ عویمر بن اشقر نے ذبح کی قربانی اپنی دسویں تاریخ کی فجر سے پیشتر تو جب آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپؐ نے دوسری قربانی کا حکم دیا۔

ف: اورایک روایت میں یہ ہے کہ نماز کے اوّل ذبح کی۔

٣۔بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا

جس جانور کی قربانی مستحب ہے اس کا بیان

(٤) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ضَحّٰى مَرَّةً بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ نَافِعٌ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اَشْتَرِىَ لَهٗ كَبْشًا فَحِيْلًا اَقْرَنَ ثُمَّ اَذْبَحَهٗ يَوْمَ الْاَضْحٰى فِىْ مُصَلَّى النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ فَفَعَلْتُ ثُمَّ حُمِلَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَحَلَقَ رَاْسَهٗ حِيْنَ ذُبِحَ الْكَبْشُ وَكَانَ مَرِيْضًا لَمْ يَشْهَدِ الْعِيْدَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ نَافِعٌ وَّكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَيْسَ حِلَاقُ الرَّاْسِ بِوَاجِبٍ عَلٰى مَنْ ضَحّٰى وَقَدْ فَعَلَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قربانی کی ایک بار مدینہ میں تو مجھ کو حکم کیا ایک بکرا سینگ دار خریدنے کا اور اس کے ذبح کرنے کا عیدالضحٰی کے روز عیدگاہ میں میں نے ایسا ہی کیا پھر وہ بکرا ذبح کیا ہوا بھیجا گیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جب انہوں نے اپنا سر منڈایا ان دنوں میں وہ بیمار تھے عید کی نماز کو بھی نہیں آئے کہا نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ سر منڈانا قربانی کرنے والے پر واجب نہیں ہے مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یوں ہی سر منڈایا۔

٤۔بَابُ اِدِّخَارِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا

قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان

(٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ السَّلَمِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پہلے منع کیا تھا قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے سے تین دن سے زیادہ پھر فرمایا بعد اس کے کھاؤ اور للہ دو اور توشہ بناؤ اور رکھ چھوڑو۔

(٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ اَبِىْ بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ ﷺ تَقُوْلُ دَفَّ النَّاسُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الضُّحٰى فِىْ زَمَانِ النَّبِىِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ادَّخِرُوا الثُّلُثَ وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِىَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ بِضَحَايَاهُمْ وَيَحْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَاكَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالُوْا يَا

عبداللہ بن واقد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا قربانیوں کے گوشت کھانے سے بعد تین دن کے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے بیان کیا وہ بولیں سچ کہا عبداللہ بن واقد نے میں نے سنا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کچھ لوگ جنگل کے رہنے والے آئے عیدالضحٰی میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو فرمایا آپؐ نے تین روز تک کا گوشت رکھ لو اور باقی للہ دے دو بعد اس کے لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قبل اس کے لوگ اپنی قربانیوں سے منفعت اٹھاتے تھے اور چربی ان کی اٹھا رکھتے تھے اور کھالوں کی مشکیں بناتے تھے آپؐ نے فرمایا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے عرض کیا

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهِيْتَ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِّنْ اَجْلِ الدَّآفَةِ الَّتِیْ دَفَّتْ عَلَيْكُمْ حَضْرَةَ الْاَضْحٰی فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا يَعْنِیْ بِالدَّآفَةِ قَوْمًا مَّسَاكِيْنَ قَدِمُو الْمَدِيْنَةَ.

کہ اب آپؐ نے منع کر دیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو آپؐ نے فرمایا میں نے اس واسطے کیا تھا کہ کچھ لوگ مسکین جنگل سے آ گئے تھے اب قربانی کے گوشت کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو۔

ف: علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیشتر جو آپؐ نے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو منع کیا یہ نہی تنزیہی تھی یا تحریمی صحیح یہ تھی کہ ممانعت مصلحت تھی کیونکہ اس وقت میں مسکین زیادہ آ گئے تھے ان کو گوشت پہنچانا منظور تھا اگر تین روز سے زیادہ اجازت دیتے تو لوگ گوشت بہت رکھ چھوڑتے مسکین بھوکے رہتے۔ بخاری و مسلم نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا میں نے اس واسطے منع کیا کہ اس سال لوگوں کو تکلیف تھی۔

(۷) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ اَهْلُهٗ لَحْمًا فَقَالَ انْظُرُوْا اَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ فَقَالُوْا هُوَ مِنْهَا فَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْهَا قَالُوْا اِنَّهٗ قَدْ كَانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا بَعْدَكَ اَمْرٌ فَخَرَجَ اَبُوْسَعِيْدٍ فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فَاُخْبِرَ اَبُوْسَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فَانْتَبِذُوْا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلَا تَقُوْلُوْا يَعْنِیْ لَا تَقُوْلُوْا سُوْءً.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سفر سے آئے ان کے گھر کے لوگوں نے گوشت سامنے رکھا انہوں نے کہا دیکھو کہیں قربانی کا گوشت نہ ہو انہوں نے کہا قربانی ہی کا تو ہے ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا تھا لوگوں نے کہا بعد آپ کے رسول اللہ ﷺ نے اس باب میں دوسرا حکم فرمایا ابوسعید گھر سے نکلے اس امر کی تحقیق کرنے کو جب ان کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا قربانی کا گوشت کھانے سے بعد تین روز کے لیکن اب کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو اور میں نے تم کو منع کیا تھا نبیذ بنانے سے بعض برتنوں میں اب بناؤ جس برتن میں چاہو لیکن جو چیز نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب زیارت کرو قبروں کی مگر منہ سے بری بات نہ نکالو (یعنی کفر و ناشکری کی باتیں)

۵۔بَابُ الشِّرْكَةِ فِی الضَّحَايَا

ایک قربانی میں کئی آدمیوں کے شریک ہونے کا بیان

(۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نحر کیا حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔

ف: ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

(۹) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ صَيَّادٍ اَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ اَخْبَرَهٗ قَالَ كُنَّا نُضَحِّیْ بِالشَّاةِ

عمارہ بن صیاد سے روایت ہے کہ عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سن کر کہتے تھے کہ ہم قربانی کرتے تھے

الْوَاحِدَةِ يَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَيْتِهِ ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ بَعْدُ فَصَارَتْ مُبَاهَاةً.

ایک بکری اپنے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے بعد اس کے فخر سمجھ کر ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری کرنا شروع کی۔

ف: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک کافی نہیں ہے۔

۱۰: کہا مالکؒ نے میں نے جو بہتر سنا ہے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک اونٹ یا گائے یا بکری جس کا وہ مالک ہو ذبح کرے اور سب آدمیوں کو ثواب میں شریک کرے لیکن یہ صورت کہ ایک آدمی ایک اونٹ یا گائے یا بکری خرید کرے اور کئی آدمیوں کو قربانی میں شریک کرے یعنی ہر ایک سے حصہ رسد قیمت لے اور اس کے موافق گوشت دے مکروہ ہے ہم نے تو یہ سنا ہے کہ قربانی میں شرکت نہیں ہو سکتی بلکہ ایک گھر کے لوگوں کی طرف سے ایک قربانی ہو سکتی ہے۔

(۱۱) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ مَا نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَيْتِهِ اِلَّا بَدَنَةً وَّاحِدَةً اَوْ بَقَرَةً وَّاحِدَةً.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے ایک اونٹ یا ایک گائے سے زیادہ نہیں قربانی کیا۔

۱۲: کہا مالکؒ نے مجھے یاد نہیں ابن شہاب نے ایک اونٹ کہا یا ایک گائے۔

۶۔ بَابُ الضَّحِيَّةِ عَمَّا فِيْ بَطْنِ الْمَرْأَةِ
جو بچہ پیٹ میں ہو اس کی طرف سے قربانی کرنا

(۱۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قربانی دو دن تک درست ہے بعد عید الضحیٰ کے۔

(۱۴) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِثْلَ ذَالِكَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

(۱۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّيْ عَمَّا فِيْ بَطْنِ الْمَرْأَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پیٹ کے بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔

ف: کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور نہیں معلوم کہ زندہ پیدا ہو گا یا مردہ۔

کہا مالکؒ نے قربانی سنت ہے۔ واجب نہیں ہے اور جو شخص قربانی خرید کر سکتا ہو اس کو ترک کرنا اچھا نہیں ہے۔

تَمَّ كِتَابُ الضَّحَايَا تمام ہوئی کتاب قربانیوں کی

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَقَّ حَمْدِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرَتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ وَصَفْوَتِهٖ مِنْ بَرِيَّتِهٖ مُحَمَّدٍ عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ وَبِتَمَامِهٖ تَمَّ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنَ الْمُوَطَّا مِنْ تَجْزِيَةِ جُزْئَيْنِ.

اللہ کا شکر ہے جیسا اس کو لائق ہے اور رحمت کاملہ نازل ہو اس شخص پر جو اس کی تمام مخلوقات میں بہتر ہے اور افضل اور منتخب ہے۔ یعنی محمد ﷺ پر جو اس کے بندے اور رسول ہیں تمام مخلوقات کی طرف تمام ہوا ربع ثانی موطا شریف کا اب نصف کتاب پوری ہوئی اللہ جل جلالہٗ اس کو قبول فرمائے اور نصف اخیر کو بھی تمام کرنا نصیب کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تَمَّ النِّصْفُ الْاَوَّلُ وَيَتْلُوْهُ النِّصْفُ الثَّانِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النِّكَاحِ

کتاب نکاح کے بیان میں

١۔ بَابُ مَاجَآءَ فِي الْخِطْبَةِ — نکاح کا پیام دینے کے بیان میں

(١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی مسلمان کے پیغام پر۔

(٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی کے پیغام پر۔

٣: کہا مالکؒ نے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص کی نسبت کسی عورت سے ٹھہر جائے اور عورت کا دل کسی مرد کی طرف مائل ہو جائے اور مہر ٹھہر جائے اب پھر اس عورت کو دوسرا شخص پیام نہ دے اور یہ غرض نہیں کہ کسی شخص نے ایک عورت کو پیام دیا ہو اور اس کا پیام ٹھہرا نہ ہو تو دوسرے کو پیام درست نہیں۔

(٤) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلْمَرْءَةِ وَهِيَ فِيْ عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا اِنَّكِ عَلَيَّ لَكَرِيْمَةٌ وَّاِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَآئِقٌ اِلَيْكِ خَيْرًا وَّرِزْقًا وَّنَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ.

قاسم بن محمد کہتے تھے اس آیت کی تفسیر میں ولا جناح علیکم فیما عرضتم الی آخرہ یعنی گناہ نہیں ہے تم پر تعریض کرنا کسی عورت سے جب وہ عدت میں ہو۔ تعریض اس کو کہتے ہیں کہ مرد عورت سے کہلا بھیجے تو مجھے پسند ہے یا میں تجھ سے رغبت کرتا ہوں یا اللہ تجھ کو بہتری اور روزی پہنچانے والا ہے یا ایسی کوئی اور بات کہے۔

ف: یعنی اشارے اور کنائے سے گفتگو کرے صاف صاف یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں عدت کے اندر منع ہے البتہ بعد عدت کے درست ہے۔

٢۔ بَابُ اِسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَالْاَيِّمِ فِيْ اَنْفُسِهِمَا — عورت بکر اور ثیبہ سے اذن لینے کا بیان

(٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ثیبہ زیادہ حق دار ہے اپنے نفس پر ولی سے اور بکر سے اذن لیا جائے گا اور اذن اس کا سکوت ہے۔

ف: یعنی ثیبہ پر ولی کا جبر نہیں ہوسکتا بالغہ ہو یا نابالغہ ہو اور بکر پر ہوسکتا ہے۔ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک بالغہ پر جبر نہیں ہوسکتا بکر ہو یا ثیبہ اور نابالغہ پر جبر ہوسکتا ہے۔

(٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا اَوْ ذَوِى الرَّاْىِ مِنْ اَهْلِهَا اَوِ السُّلْطَانِ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نکاح کیا جائے عورت کا مگر اس کے ولی کے اذن سے یا اس کے کنبے میں جو شخص عقلمند ہو اس کے اذن سے یا بادشاہ کے اذن سے۔

ف: اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عورت سے یہاں بکر ہے۔ کیونکہ ثیبہ اپنے آپ نکاح کر سکتی ہے۔

(٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّسَالِمَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ كَانَا يُنْكِحَانِ بَنَاتِهِمَا الْاَبْكَارَ وَلَا يَسْتَامِرَانِهِنَّ.

حضرت قاسم بن محمد اور حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکاح کرتے تھے اپنی بکر بیٹیوں کا اور نہیں پوچھتے تھے ان سے۔

ف: کیونکہ بکر سے پوچھنا مستحب ہے نہ واجب۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے بکر عورتوں میں۔ کہا مالکؒ نے بکر کو اپنے مال میں تصرف نہیں پہنچتا جب تک اپنے خاوند کے گھر میں نہ آئے اور اس کا حال نہ معلوم ہو۔

(٨) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّسَالِمَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِى الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا بِغَيْرِ اِذْنِهَا اِنَّ ذَالِكَ لَازِمٌ لَّهَا.

قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے اگر عورت باکرہ کا نکاح اس کے بغیر اذن کے کر دے تو نکاح اس کا لازم ہو جاتا ہے۔

٣۔بَابُ مَاجَآءَ فِى الصَّدَاقِ وَالْحِبَآءِ

مہر کا اور حبا کا بیان

ف: حبا کہتے ہیں مفت سلوک کرنے کو۔

(٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ وَهَبْتُ نَفْسِىْ لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَآ اِيَّاهُ فَقَالَ مَا عِنْدِىْ اِلَّا اِزَارِىْ هٰذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَعْطَيْتَهَآ اِيَّاهُ جَلَسْتَ لَآ اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا قَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ

سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے کہا کہ تحقیق بخشی میں نے جان اپنی واسطے آپ کے اور کھڑی رہی دیر تک پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ نکاح کر دو میرا اس سے اگر آپ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس سے نکاح کی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کچھ چیز ہے کہ مہر میں دے اس کو وہ شخص بولا سوا اس تہبند کے میرے پاس کچھ نہیں ہے آپؐ نے فرمایا اگر تو اپنا تہبند اس کو دے دے گا تو بغیر تہبند کے بیٹھے گا کوئی چیز ڈھونڈھ لے اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا آپؐ نے فرمایا ڈھونڈھ اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ ملا تب آپؐ نے پوچھا تجھے قرآن یاد

مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ فَقَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا بِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَنْكَحْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

ہے۔ بولا ہاں فلانی فلانی سورت یاد ہے کئی سورتوں کا نام لیا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے نکاح کر دیا اس عورت کا تیرے ساتھ اس قرآن کے عوض میں جو تجھ کو یاد ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے اس کی زیادتی کی حد نہیں۔ اور تعلیم قرآن کے عوض میں نکاح ہوسکتا ہے۔

(۱۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَبِهَا جُنُوْنٌ اَوْجُذَامٌ اَوْبَرَصٌ فَمَسَّهَا فَلَهَا صَدَاقُهَا كَامِلًا وَّ ذَالِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلٰى وَلِيِّهَا.

سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کو جنون یا جذام یا برص ہو اور خاوند جماع کرے اس سے نہ جان کر اس عورت کو خاوند پورا مہر دے اور اس کے ولی سے پھیر لے۔

۱۱: کہا مالکؒ نے ولی کو مہر اُس صورت میں واپس دینا ہوگا جب وہ عورت کا باپ یا بھائی یا ایسا قریب ہو کہ عورت کا حال جانتا ہو اور جو ولی محرم نہ ہو جیسے چچا کا بیٹا یا مولیٰ یا اور کوئی کنبے والا ہو جس کو عورت کا حال معلوم نہ ہو تو اس پر مہر پھیرنا لازم نہ ہوگا بلکہ اس عورت سے مہر پھیر لیا جائے گا صرف اس قدر چھوڑ دیا جائے گا جس سے اس کی فرج حلال ہو۔

ف: یعنی ربع دینار کے موافق۔

(۱۲) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِؓ كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا نَابْتَغَتْ اُمُّهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَّمْ نَمْسِكْهُ وَلَمْ نُظْلِمُهَا فَاَبَتْ اُمُّهَا اَنْ تَقْبَلَ ذَالِكَ فَجَعَلُوْا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَضٰى اَنْ لَّا صَدَاقَ لَهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹی جن کی ماں زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں عبد اللہ بن عمرؓ کے بیٹے کے نکاح میں آئیں وہ مر گئے مگر انہوں نے اس سے صحبت نہیں کی نہ ان کا مہر مقرر ہوا تھا تو ان کی ماں نے مہر مانگا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مہر کا ان کو استحقاق نہیں اگر ہوتا تو ہم رکھ نہ لیتے نہ ظلم کرتے۔ ان کی ماں نے نہ مانا زید بن ثابتؓ کے کہنے پر رکھا زیدؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کو مہر نہیں ملے گا البتہ ترکہ ملے گا۔

ف: ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا۔ یہ مذہب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔

(۱۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ خِلَافَتِهٖ اِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهٖ اَنَّ كُلَّمَا اشْتَرَطَ الْمُنْكِحُ مَنْ كَانَ اَبًا اَوْغَيْرَهُ مِنْ حِبَاءٍ اَوْكَرَامَةٍ فَهُوَ لِلْمَرْاَةِ اِنِ ابْتَغَتْهُ.

عمر بن عبد العزیزؒ نے لکھا اپنے عامل کو کہ نکاح کر دینے والا باپ ہو یا کوئی اور اگر شرط کرے خاوند سے کچھ تحفہ یا ہدیہ لینے کی تو وہ عورت کو ملے گا اگر طلب کرے۔

۱۴: کہا مالکؒ نے جس عورت کا نکاح اس کا باپ کر دے اور اس کے مہر میں کچھ حبا کی شرط کرے اگر وہ شرط ایسی ہو جس کے عوض میں نکاح ہوا ہے تو وہ حبا اس کی بیٹی کو ملے گا اگر چاہے۔

ف: اور جو نہ چاہے باپ کو مل جائے گا اگر بعد نکاح کے خاوند کچھ حبا اپنی بیوی کے باپ کو دے تو وہ بطور تحفہ کے باپ کا حق ہو

گا۔(ابن قاسم عن مالکؒ)

بقیہ قول مالکؒ:

اگر خاوند نے قبل صحبت کے بی بی کو چھوڑ دیا تو خاوند حبا میں سے نصف پھیر لے گا۔

۱۵: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کرے اور اس لڑکے کا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو مہر اس کے باپ پر واجب ہوگا اور اگر اس لڑکے کا ذاتی مال ہو تو اس مال میں سے دلایا جائے گا مگر جس صورت میں باپ مہر کو اپنے ذمے کر لے اور یہ نکاح لڑکی پر لازم ہو گا۔ جب وہ نابالغ ہو اور اپنے باپ کی ولایت میں ہو۔

کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے طلاق دے تو بی بی اس کی بکر ہو اس کا باپ خاوند کو نصف مہر معاف کر دے تو درست ہے اس لیے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اگر طلاق دو تم اپنی عورتوں کو قبل جماع کے اور مہر مقرر کر چکے ہو تم کو آدھا مہر دینا ہوگا۔ مگر جس صورت میں کہ عورتیں اپنا مہر معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے اختیار میں نکاح کا عقدہ ہے وہ شخص باپ ہے اپنی بکر بیٹی کا اور مالک اپنی لونڈی کا۔

۱۶: کہا مالکؒ نے میں نے ایسا ہی سنا اہل علم سے اس باب میں میرے نزدیک ایسا ہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر یہودی کا نکاح یہودیہ سے ہو یا نصرانی کا نصرانیہ سے پھر قبل صحبت کے وہ یہودیہ یا نصرانیہ مسلمان ہو جائے تو اس کو مہر نہ ملے گا۔

۱۷: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک ربع دینار سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور نہ ربع دینار کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ف: ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر دس درہم سے کم نہیں ہو سکتا اور صحیح یہ ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں۔ جیسے زیادتی کی حد نہیں۔

۴۔بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِرْخَآءِ السُّتُوْرِ — خلوت صحیحہ کے بیان میں

(۱۸) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰی فِی الْمَرْاَۃِ اِذَا تَزَوَّجَھَا الرَّجُلُ اَنَّہٗ اِذَا اُرْخِیَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حکم کیا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا۔

(۱۹) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِھَا صُدِّقَ عَلَیْھَا وَاِذَا دَخَلَتْ عَلَیْہِ فِیْ بَیْتِہٖ صُدِّقَتْ عَلَیْہِ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ جب مرد عورت کے گھر میں جائے تو مرد کی تصدیق ہوگی اور جو عورت مرد کے گھر میں جائے تو عورت کی تصدیق ہوگی۔

۲۰: کہا مالکؒ نے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو عورت کہے مجھ سے جماع کیا ہے اور مرد کہے نہیں کیا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار ہوگا اور جو عورت مرد کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو تو عورت کی بات کا اعتبار ہوگا۔

۵۔بَابُ الْمَقَامِ عِنْدَ الْاَیِّمِ وَالْبِکْرِ — ثیبہ اور باکرہ کے پاس رہنے کا بیان

(۲۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا وَاَصْبَحَتْ عِنْدَہٗ قَالَ

ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نکاح کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں ایسا کام نہ کروں گا جس کے سبب سے تو اپنے لوگوں میں ذلیل ہو اگر

لَهَا لَيْسَ بِكَ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَ اِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عَلَيْكِ وَدُرْتُ عَلَيْهِنَّ فَقَالَتْ ثَلِّثْ.

تجھ کو منظور ہے تو سات دن تک تیرے پاس رہوں گا پھر سات سات دن ہر ایک بی بی کے پاس رہوں گا اور جو تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں اور ایک ایک دن سب کے پاس رہ کر آؤں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تین دن رہیے۔

.....

ف: جس شخص کی کئی عورتیں ہوں پھر وہ نئی عورت کرے۔ اگر بکر ہو تو سات دن اس کے پاس رہے اور جو ثیبہ ہو تو تین دن اس کے پاس رہے پھر سب کے برابر اس کے پاس بھی رہا کرے۔

(۲۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَّلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بکر عورت کے سات دن ہیں اور ثیبہ کے تین دن۔

۲۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے جس عورت سے اس نے نکاح کیا اگر اس کے سوا اور بھی اس کی کئی عورتیں ہوں تو بعد ان دنوں کے پھر سب کے پاس برابر رہا کرے مگر یہ دن نئی عورت کے حساب میں مجرا نہ ہوں گے۔ اس لیے کہ یہ نئی عورت کا حق ہے۔

٦۔بَابُ مَالَايَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ
جو شرطیں نکاح میں درست نہیں ان کا بیان

(۲٤) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَشْتَرِطُ عَلٰى زَوْجِهَا اَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَخْرُجُ بِهَآ اِنْ شَآءَ.

سعید بن المسیبؒ سے سوال ہوا کہ اگر کوئی عورت شرط کرے اپنے خاوند سے کہ میرے شہر سے مجھ کو نہ نکالنا سعید بن المسیبؒ نے جواب دیا کہ باوجود اس کے نکال سکتا ہے۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مرد عورت سے نکاح کرتے وقت اس امر کی شرط کرے کہ میں تیرے اوپر دوسرا نکاح نہ کروں گا یا لونڈی نہ رکھوں گا تو اس شرط کا پورا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر اس نے طلاق یا عتاق کو دوسرے نکاح پر معلق کر دیا ہو تو دوسرے نکاح سے طلاق یا عتاق ضروری ہو جائے گا۔

٧۔بَابُ نِكَاحِ الْمُحَلِّلِ وَمَا اَشْبَهَهُ
حلالہ کا نکاح اور جو اس کے مشابہ ہے اس کا بیان

ف: جب کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے دے تو پھر اس عورت سے نکاح درست نہیں جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔ اب دوسرا شوہر اگر اس کو چھوڑ دے تو پہلے شوہر کو نکاح کر لینا درست ہے لیکن اس نیت سے نکاح کرنا کہ پہلے شوہر کو وہ عورت درست ہو جائے حرام ہے اس کو حلالہ کا نکاح کہتے ہیں۔

(۲٥) عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رِفَاعَةَ ابْنَ سِمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَمِيْمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثًا فَنَكَحَتْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَاعْتَرَضَ عَنْهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّمَسَّهَا فَفَارَقَهَا فَاَرَادَ رِفَاعَةُ اَنْ يَّنْكِحَهَا وَهُوَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ الَّذِيْ كَانَ

زبیر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رفاعہ بن سموال قرظی نے تین طلاق دی اپنی بی بی تمیمہ بنت وہب کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو انہوں نے نکاح کیا عبدالرحمٰن بن زبیر سے مگر عبدالرحمٰن اس پر قادر نہ ہوئے اور جماع نہ کر سکے اس واسطے عبدالرحمٰن نے اس کو چھوڑ دیا تب رفاعہ جو شوہر اوّل تھے انہوں

طَلَّقَهَا فَذَکَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيْجِهَا وَ قَالَ لَا تَحِلُّ لَکَ حَتّٰی تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ.

نے پھر نکاح کرنا چاہا جب آنحضرت سے اس کا ذکر ہوا آپؐ نے منع کیا اور فرمایا رفاعہ سے کہ وہ عورت تجھ کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے جماع نہ کرائے۔

ف: یعنی صرف نکاح کرنا دوسرے شوہر سے حلالہ کے واسطے کافی نہیں صحبت ضروری ہے۔

(۲۶) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ اٰخَرُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا قَالَتْ عَآئِشَةُ لَا حَتّٰی يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ ایک شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے بعد اس کے اس سے دوسرا شخص نکاح کرے پھر طلاق دے دے قبل جماع کرنے کے اب پہلا شوہر اس سے نکاح کرسکتا ہے جواب دیا کہ نہیں کرسکتا جب تک دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

(۲۷) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ اٰخَرُ فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا هَلْ يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يُّرَاجِعَهَا.

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں پھر اس سے دوسرے شخص نے نکاح کیا اور مر گیا قبل جماع کرنے کے کیا پہلے شوہر کو اس سے نکاح کر لینا درست ہے جواب دیا نہیں۔

۲۸: کہا مالکؒ نے جو شخص حلالہ کی نیت سے نکاح کرے اس کا نکاح فاسد ہے پھر نئے سرے سے نکاح کرے اگر جماع کر چکا ہے تو مہر اس پر واجب ہوگا۔

۸۔ بَابُ مَالَا يُجْمَعُ بَيْنَهُ مِنَ النِّسَآءِ
جن عورتوں کا جمع کرنا درست نہیں نکاح میں

(۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا.

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی میں جمع نہ کرے۔

ف: یعنی جب پھوپھی نکاح میں ہو تو بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہیں اور خالہ جب نکاح میں ہو تو بھانجی سے نکاح کرنا درست نہیں۔

(۳۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ کَانَ يَقُوْلُ يُنْهٰی اَنْ تُنْکَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰی خَالَتِهَا وَاَنْ يَّطَاَ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً وَفِیْ بَطْنِهَا جَنِيْنٌ لِّغَيْرِهٖ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے منع ہے بھتیجے سے پھوپھی کے اوپر اور بھانجی سے خالہ کے اوپر اور منع ہے جماع کرنا اس لونڈی سے جو حاملہ ہو کسی اور شخص سے۔

۹۔ بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنْ نِّکَاحِ الرَّجُلِ اُمَّ امْرَاَتِهٖ
ساس سے نکاح جائز نہ ہونے کا بیان

(۳۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ

یحییٰ بن سعید نے کہا کہ سوال ہوا زید بن ثابتؓ سے ایک شخص نے

عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَهَا هَلْ تَحِلُّ لَهٗ اُمُّهَا فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا اَلْاُمُّ مُبْهَمَةٌ لَّيْسَ فِيْهَا شَرْطٌ وَّاِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ.

نکاح کیا ایک عورت سے پھر چھوڑ دیا اس کو قبل جماع کے کیا اس کی ماں سے نکاح درست ہے بولے نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا حرام ہیں تم پر مائیں تمہاری بیبیوں کی اور اس میں کچھ شرط نہیں لگائی کہ جن بیبیوں سے تم جماع کر چکے ہو بلکہ شرط ربائب میں لگائی ہے۔

ف: ربائب جمع ربیبہ کی ربیبہ اس لڑکی کو کہتے ہیں جو بی بی پہلے خاوند سے لے کر آئے اس میں اللہ نے قید لگائی فرمایا حرام ہیں تم پر ربائب تمہاری جو تمہاری گودوں میں ان عورتوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اگر جماع نہیں کیا تو ربائب سے نکاح کرنا گناہ نہیں۔

(٣٢) عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اُسْتُفْتِيَ وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ عَنْ نِّكَاحِ الْاُمِّ بَعْدَ الْاِبْنَةِ اِذَا لَمْ تَكُنِ الْاِبْنَةُ مَسَّتْ فَاَرْخَصَ فِيْ ذَالِكَ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَسَالَ عَنْ ذَالِكَ فَاُخْبِرَ اَنَّهٗ لَيْسَ كَمَا قَالَ وَ اِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِلَى الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَصِلْ اِلٰى مَنْزِلِهٖ حَتّٰى اَتَى الرَّجُلَ الَّذِيْ اَفْتَاهُ بِذَالِكَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ امْرَاَتَهٗ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کوفہ میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر قبل جماع کے اس کو چھوڑ دیا اب اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے انہوں نے کہا کہ درست ہے۔ پھر ابن مسعودؓ مدینہ میں آئے اور تحقیق کی معلوم ہوا کہ بی بی کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ بی بی سے صحبت کرے یا نہ کرے اور صحبت کی قید ربائب میں ہے جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کو لوٹے پہلے اس شخص کے مکان پر گئے جس کو مسئلہ بتایا تھا کہا اس سے چھوڑ دے اس عورت کو۔

٣٣: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر اس کی ماں سے نکاح کیا اور صحبت کی تو دونوں ماں بیٹی اس کو حرام ہو جائیں گی ہمیشہ ہمیشہ۔

ف: ماں تو پہلے سے حرام تھی جب وہ بیٹی سے نکاح کر چکا تھا کیونکہ وہ اس کی ساس تھی پھر جب ماں سے صحبت کی تو بیٹی اس کی ربیبہ ہوگئی اب دونوں حرام ہوگئیں۔

<u>بقیہ قول مالکؒ:</u>

''البتہ اگر ماں سے صحبت نہ کرے تو اس کو چھوڑ دے اور بیٹی اس کی حلال رہے گی''۔

٣٤: کہا مالکؒ نے ایک شخص نکاح کرے ایک عورت سے پھر نکاح کرے اس کی ماں سے اور صحبت کرے اس سے تو ماں کی ماں بھی حرام ہو جائے گی اور ماں حرام رہے گی اس شخص کے باپ اور بیٹے پر۔

ف: کیونکہ اس کے باپ کی بہو ہوگی اور اس کے بیٹے کی سوتیلی ماں ہوگی۔

<u>بقیہ قول مالکؒ:</u>

''اور ماں کی دوسری بیٹی بھی حرام ہو جائے گی اور وہ بیٹی جو پہلے اس کی بی بی تھی وہ بھی حرام ہو جائے گی''۔

٣٥: کہا مالکؒ نے زنا سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔

ف: یعنی اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام نہ ہوگی کیونکہ دار قطنی نے حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے

روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

بقیہ قول مالکؒ:

''اس واسطے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں تمہاری بیبیوں کی تو حرام کیا اللہ نے ماؤں کو ان کی بیبیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ زنا سے تو جب نکاح کیا جائے گا کسی عورت سے اگرچہ وہ ناجائز ہو اس سے حرمت ثابت ہوگی مگر زنا سے نہ ہوگی''۔

ف: امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام ہو جائے گی۔

۱۰۔ بَابُ نِكَاحِ الرَّجُلِ أُمَّ امْرَأَةٍ قَدْ اَصَابَهَا عَلٰى وَجْهِ مَا يُكْرَهُ

جس عورت سے زنا کرے اس کی ماں سے نکاح درست ہونے کا بیان

۳۶: کہا مالکؒ نے جو شخص زنا کرے ایک عورت سے اور اس کو حد لگائی جائے اب وہ شخص اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اس شخص کا بیٹا اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

۳۷: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے عدت کے اندر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے صحبت کی تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی اور اس عورت سے جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اور اس شخص پر اس عورت کی بیٹی حرام ہو جائے گی۔

۱۱۔ بَابُ جَامِعِ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ النِّكَاحِ

جو نکاح درست نہیں اس کا بیان

(۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا شغار سے شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے کر دے اس شرط پر کہ دوسرا شخص اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دے سوا اس کے کچھ مہر نہ ہو۔

ف: یہ نکاح باطل ہے مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اور اہل کوفہ کے نزدیک نکاح ہو جائے گا مگر مہر مثل لازم ہوگا۔

(۳۹) عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِدَامٍ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَـيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ.

خنساء بنت خدام کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا اور وہ ثیبہ تھیں اور ناراض تھیں اس نکاح سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں آپؐ نے ان کا نکاح فسخ کر دیا۔

(۴۰) عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ نِ الْمَكِّيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِيَ بِنِكَاحٍ لَّمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلٌ وَّامْرَاَةٌ فَقَالَ هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ وَلَا اُجِيْزُهٗ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَرَجَمْتُ.

ابی الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے سامنے ایک نکاح کا ذکر آیا جس کا کوئی گواہ نہ تھا سوا ایک مرد اور ایک عورت کے آپؓ نے فرمایا یہ چوری چھپے کا نکاح میں جائز نہیں رکھتا۔ ف اگر میں پہلے اس کو بیان کر چکا ہوتا تو اب میں رجم کرتا۔

ف: کیونکہ احمد اور طبرانی اور بیہقی نے بہ اسناد صحیح روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکاح نہیں ہوتا بغیر ولی کے اور دو عادل

گواہوں کے۔

(٤١) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِؒ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ طُلَيْحَةَ الْاَسَدِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدِ نِ الثَّقَفِيِّ فَطَلَّقَهَا فَنَكَحَتْ فِيْ عِدَّتِهَا فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِيْ عِدَّتِهَا فَاِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِيْ تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْاَوَّلِ ثُمَّ كَانَ الْاٰخَرُ خَاطِبًا مِّنَ الْخُطَّابِ وَاِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْاَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْاٰخَرِ ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا قَالَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ لَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طلیحۃ الاسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دی تو طلیحہ نے عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو درے مارے اور نکاح چھوڑا پھر فرمایا کہ عورت عدت میں نکاح کرے کسی اور شخص سے اگر جماع نہ کیا ہو تو نکاح چھوڑا کر پہلے خاوند کی جس قدر عدت باقی ہو پوری کرے اب جس سے جی چاہے نکاح کرے اگر دوسرے خاوند سے زندگی بھر کبھی نکاح نہیں ہو سکتا حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے اپنا مہر لے سکتی ہے۔

....

ف: دوسرے خاوند سے زندگی بھر نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عامہ اہل علم کے نزدیک بعد عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح درست ہے۔

کہا مالکؒ نے جو عورت آزاد ہو اس کا خاوند مر جائے اور چار مہینے دس دن عدت کر لے پھر حمل کا گمان ہو تو نکاح نہ کرے جب تک یہ گمان رفع نہ ہو یا وضع حمل ہو۔

١٢۔ بَابُ نِكَاحِ الْاَمَةِ عَلَى الْحُرَّةِ

آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنے کا بیان

(٤٢) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَاَرَادَ اَنْ يَّنْكِحَ عَلَيْهَا اَمَةً فَكَرِهَا اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ ایک شخص کے نکاح میں آزاد عورت موجود ہو پھر وہ لونڈی سے نکاح کرنا چاہے جواب دیا ان دونوں نے کہ مکروہ ہے۔

(٤٣) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِؒ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُنْكَحُ الْاَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ اِلَّا اَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ فَاِنْ طَاعَتِ الْحُرَّةُ فَلَهَا الثُّلُثَانِ مِنَ الْقَسْمِ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح نہ کیا جائے گا مگر جب آزاد عورت راضی ہو جائے تو دو دن خاوند اس کے پاس رہے گا اور ایک دن لونڈی کے پاس۔

۴۴: کہا مالکؒ نے آزاد شخص کو جب آزاد عورت کرنے کی قدرت ہو تو لونڈی سے نکاح نہ کرے اور اگر آزاد عورت کرنے کی

قدرت نہ ہوتو بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر اس حالت میں کہ زنا کا خوف ہو کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے جو شخص تم میں سے قدرت نہ رکھے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرلے۔ یہ اس شخص کے واسطے ہے جو خوف کرے زنا کا تم میں سے۔

۱۳۔بَابُ مَاجَآءَ فِي الرَّجُلِ يَمْلِكُ الْمَرْأَةَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ فَفَارَقَهَا

تین طلاق کے بعد لونڈی کے خرید لینے کا بیان

(۴۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْاَمَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيْهَآ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص لونڈی کو تین طلاق دے کر خرید لے تو صحبت کرنا درست نہیں جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

(۴۶) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِؒ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَّجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَّهُ جَارِيَةً لَّهُ فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدُهَا لَهُ هَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ فَقَالَا لَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

سعید بن المسیبؒ اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے نکاح کر دیا پھر غلام نے لونڈی کو دو طلاق دیں بعد اس کے مولیٰ نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی اب وہ لونڈی غلام کو درست ہے یا نہیں ان دونوں نے جواب دیا درست نہیں یہاں تک کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

ف: آزاد مرد کے واسطے تین طلاق تک گنجائش ہے اور غلام کو دو طلاق تک بعد اس کے حلالہ واجب ہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے ابن شہاب سے پوچھا ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اس نے ایک طلاق دی پھر اس کو خرید لیا تو وہ لونڈی حلال ہو جائے گی۔ ملک یمین کی وجہ سے دو طلاق کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر تین طلاق دے چکا تھا تو حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

۴۷: کہا مالکؒ نے ایک شخص نکاح کرے ایک لونڈی سے پھر اس سے بچہ پیدا ہوا بعد اس کے لونڈی کو خرید کرلے تو وہ لونڈی پہلے بچہ کی وجہ سے اس کی ام ولد نہ ہوگی البتہ اگر بعد خریدنے کے دوسرا بچہ مالک سے پیدا ہوا تو ام ولد ہو جائے گی اور جو اس لونڈی کو خریدا حمل کی حالت میں اور وہ حمل خریدنے والے کا تھا پھر اس کے پاس آن کر جنے تو اُم ولد ہو جائے گی۔

۱۴۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اِصَابَةِ الْاُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ وَالْمَرْأَةِ وَابْنَتِهَا

دو بہنوں کو یا ماں بیٹیوں کو ملک یمین سے رکھنے کا بیان

(۴۸) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ ابْنَتِهَا مِنْ مِّلْكِ الْيَمِيْنِ تُوْطَأُ اِحْدٰهُمَا بَعْدَ الْاُخْرٰى فَقَالَ عُمَرُ مَا اُحِبُّ اَنْ اُجِيْزَهُمَا جَمِيْعًا وَّنَهَاهُ عَنْ ذَالِكَ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ ماں بیٹی دونوں سے جماع کرنا آگے پیچھے ملک یمین کی وجہ سے درست ہے بولے میرے نزدیک اچھا نہیں اور منع کیا اس کو۔

(۴۹) عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الْاُخْتَيْنِ مِنْ مِّلْكِ الْيَمِيْنِ هَلْ يَجْمَعُ

قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عثمانؓ بن عفان سے پوچھا کہ دو بہنوں کو ملک یمین سے رکھنا درست ہے یا نہیں؟

بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُثْمَانُ اَحَلَّتْهُمَآ اٰيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا اٰيَةٌ اُخْرٰى فَاَمَّـآ اَنَا فَلاَ اُحِبُّ اَنْ اَصْنَعَ ذَالِكَ قَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَقِيَ رَجُلاً مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهٗ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِيْ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ وَجَدْتُّ اَحَدًا فَعَلَ ذَالِكَ لَجَعَلْتُهٗ نَكَالًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اُرَادُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ.

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ درست ہے ایک آیت کی رو[1] سے اور نادرست ہے ایک آیت کی رو[2] سے مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا پھر وہ شخص چلا گیا اور ایک اور صحابی سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا اور کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو سخت سزا دیتا۔ ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

ف ا: وہ آیت یہ ہے:

﴿ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ يايه اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾

ف ۲: ﴿ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ﴾

عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلَ ذَالِكَ. زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۵۰: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو اور وہ اس سے جماع کرے پھر اس کی بہن سے جماع کرنا چاہے تو یہ نادرست ہے جب تک پہلی بہن کی فرج اپنے اُوپر حرام نہ کرے مثلاً اس کا نکاح کر دے یا اپنے غلام سے بیاہ کر دے۔

۱۵۔بَابُ النَّهْيِ اَنْ يُّصِيْبَ الرَّجُلُ اَمَةً كَانَتْ لِاَبِيْهِ

جو لونڈی باپ کے تصرف میں آئے اس سے جماع کرنے کی ممانعت کے بیان میں

(۵۱) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهَبَ لِابْنِهٖ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَاِنِّيْ قَدْ كَشَفْتُهَا.

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے ایک بار اس کا بدن کھولا تھا۔

ف: جو شخص کسی عورت سے وطی کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر بوسہ لے یا شہوت سے مساس کرے تو بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ مالکؒ کے نزدیک اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک شہوت سے دیکھنا اس کی فرج کی طرف بھی موجب حرمت کا ہوتا ہے یہ حدیث ابوحنیفہؒ کے قول کی مؤید ہے اور شافعیؒ کے نزدیک بغیر جماع کے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(۵۲) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ اَنَّهٗ قَالَ وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ لِابْنِهٖ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَاِنِّيْ قَدْ اَرَدْتُّهَا فَلَمْ اَبْسُطْ لَهَا.

عبدالرحمٰن بن المجبر نے کہا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہا کہ اس سے جماع نہ کرنا کیونکہ میں نے ارادہ کیا تھا اس سے جماع کا میں رُک گیا۔

(۵۳) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا نَهْشَلِ بْنِ اَسْوَدَ قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اِنِّيْ رَاَيْتُ جَارِيَةً لِّيْ مُنْكَشِفًا عَنْهَا وَهِيَ فِي الْقَمَرِ فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَقَالَتْ اِنِّيْ حَآئِضٌ فَقُمْتُ فَلَمْ اَقْرَبْهَا بَعْدُ

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ ابونہشل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے اپنی لونڈی کو ننگا دیکھا چاندنی میں تو میں اس کے پاؤں اٹھا کر مستعد ہو گیا جماع کو وہ بولی حائضہ ہوں تو میں اٹھ کھڑا ہوا اب میں اس لونڈی کو ہبہ کر دوں اپنے بیٹے کو تا کہ وہ

اَفَاَهَبُهَا لِابْنِیْ یَطَأُهَا فَنَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذَالِکَ.

اس سے جماع کرے قاسم بن محمد نے منع کیا۔

(٥٤) عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ مَرْوَانَ اَنَّهُ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَّهُ جَارِيَةً ثُمَّ سَالَهُ عَنْهَا فَقَالَ قَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَهَبَهَا لِابْنِیْ فَيَفْعَلُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عَبْدُالْمَلِکِ لَمَرْوَانُ كَانَ اَوْرَعَ مِنْکَ وَهَبَ لِابْنِهٖ جَارِيَةً ثُمَّ قَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَاِنِّیْ قَدْ رَاَيْتُ سَاقَهَا مُنْكَشِفَةً.

عبدالملک بن مروان نے ایک لونڈی ہبہ کی اپنے دوست کو پھر پوچھا اس سے حال اس لونڈی کا اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں اس لونڈی کو ہبہ کر دوں اپنے بیٹے کو تا کہ وہ اس سے جماع کرے۔ عبدالملک نے کہا کہ مروان تجھ سے زیادہ پرہیزگار تھا اس نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہہ دیا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے اس کی پنڈلیاں کھلی ہوئی دیکھی تھیں۔

١٦۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ اِمَآءِ اَهْلِ الْكِتَابِ

یہود و نصاریٰ کی لونڈیوں سے نکاح کرنے کی ممانعت کے بیان میں

۵۵: کہا مالکؒ نے یہودی لونڈی اور نصرانی لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں اور اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب میں جو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح درست کیا ہے اس سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جو شخص تم میں سے مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے۔ حلال کیا اللہ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا نہ اہل کتاب کی لونڈیوں سے البتہ یہودی یا نصرانی لونڈی سے اس کے مالک کو جماع کرنا درست ہے مگر مشرکہ لونڈی سے درست نہیں۔

١٧۔ بَابُ مَاجَآءَ فِی الْاِحْصَانِ

احصان کا بیان

(٥٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ هُنَّ اُوْلَاتُ الْاَزْوَاجِ وَيَرْجِعُ ذَالِکَ اِلٰی اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الزِّنَا.

حضرت سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو خاوند والیاں ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ نے زنا کو حرام کیا۔

(٥٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَبَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُمَا كَانَ يَقُوْلَانِ اِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْاَمَةَ فَمَسَّهَا فَقَدْ اَحْصَنَتْهُ.

حضرت ابن شہاب اور حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے اگر آزاد شخص نے لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے جماع کیا تو وہ محصن ہو گیا۔

ف: اب اگر یہ شخص زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا۔

۵۸: کہا مالکؒ نے میں نے جن لوگوں کو پایا یہی کہتے پایا کہ لونڈی سے آزاد شخص جب نکاح کرے پھر اس سے جماع کرے تو وہ شخص محصن ہو جائے گا۔

۸۹: کہا مالکؒ نے غلام اگر آزاد عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے تو وہ محصن نہ ہو گا مگر عورت محصن ہو جائے گی البتہ اگر غلام آزاد ہو جائے اور بعد آزادی کے اس سے جماع کرے تو غلام محصن ہو جائے گا۔ اور جو قبل آزادی کے وہ غلام اس عورت کو چھوڑ دے تو محصن نہ ہو گا کہ جب تک بعد آزادی کے پھر نکاح کر کے جماع نہ کرے۔

۶۰: کہا مالکؒ نے لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو چھوڑ دے قبل آزادی کے تو وہ محصنہ نہ ہو گی جب تک بعد

آزادی کے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ کرائے۔

۶۱: کہا مالکؒ نے لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو اور آزاد ہو جائے اسی کے نکاح میں تو وہ محصنہ ہو جائے گی بشرطیکہ خاوند اس کا بعد آزادی کے اس سے جماع کرے۔ کہا مالکؒ نے اگر آزاد عورت نصرانی یا یہودی یا مسلمان مرد نکاح کر کے صحبت کرے تو محصن ہو جائے گا۔

۱۸۔بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ — متعہ کا بیان

(۶۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا متعے سے جنگ خیبر کے روز اور گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے اوائل اسلام میں متعہ درست تھا پھر خیبر کے روز حرام ہوا پھر عمرۂ قضا میں درست ہوا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا اس بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اوائل خلافت میں بھی یہی حال رہا بعد اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت برسر منبر بیان کی جب سے لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا مگر بعض صحابہؓ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبداللہ بن عباس اور عمرو بن حویرث اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہم اور جماعت تابعینؒ میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی ہے۔ (ملخص زرقانی)

(۶۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ دَخَلَتْ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ اِنَّ رَبِيْعَةَ بْنَ اُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَاَةٍ مُوَلَّدَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِؓ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَآءَهٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمرؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ ربیعہ بن امیہ نے متعہ کیا تھا ایک عورت مولدہ[ف۱] سے وہ حاملہ ہے ربیعہ سے پس نکلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبرا کر چادر گھسیٹتے ہوئے اور کہا یہ متعہ ہے اگر میں پہلے اس کے ممانعت کر چکا ہوتا تو رجم کرتا۔[ف۲]

ف ۱: مولدہ وہ عورت ہے جو عرب کے ملک میں پیدا ہوئی اور ماں باپ اس کے عرب نہ ہوں۔ (مسوی)

ف ۲: متعہ کرنے والے پر بالاتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈرانے کے واسطے یہ کہا تا کہ لوگ متعہ سے باز رہیں۔

۱۹۔بَابُ نِكَاحِ الْعَبْدِ — غلام کے نکاح کا بیان

(۶۴) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ يَنْكِحُ الْعَبْدُ اَرْبَعَ نِسْوَةٍ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے تھے غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

۶۵: کہا مالکؒ نے یہ قول بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

ف: سالم اور قاسم اور مجاہد اور زہری کا بھی یہی قول ہے۔ اور حضرت عمر اور علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک غلام کو دو عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا درست نہیں ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

٦٦: کہا مالکؒ نے غلام کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے اگر مولیٰ اجازت دے گا تو صحیح ہوگا ورنہ تفریق کی جائے گی اور حلالہ کا نکاح ہر طرح سے چھوڑا جائے گا۔

٦٧: کہا مالکؒ نے اگر زوج زوجہ کا مالک ہو جائے یا زوجہ زوج کی تو نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا بغیر طلاق کے اب اگر پھر نکاح کریں گے تو خاوند کو تین طلاق کا اختیار رہے گا۔

٦٨: کہا مالکؒ نے اگر زوجہ اپنے خاوند کو خرید کر آزاد کر دے اور وہ عدت میں ہو تو وہ دونوں بغیر نئے نکاح کے نہیں مل سکتے۔

٢٠۔ بَابُ نِكَاحِ الْمُشْرِكِ إِذَآ أَسْلَمَتْ زَوْجَتُهُ قَبْلَهُ

مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونے کا بیان

(٦٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ نِسَآءً كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ وَّأَزْوَاجُهُنَّ حِيْنَ أَسْلَمْنَ كُفَّارٌ مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ ابْنُ أُمَيَّةَ مِنَ الْإِسْلَامِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ بِرِدَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمَانًا لِّصَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ وَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْ يَّقْدَمَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَّضِيَ أَمْرًا قَبِلَهُ وَإِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ نَادَى عَلٰى رُؤُسِ النَّاسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هٰذَا وَهْبُ بْنُ عُمَيْرٍ جَآءَنِيْ بِرِدَآئِكَ وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِيْ إِلَى الْقُدُوْمِ عَلَيْكَ فَإِنْ رَّضِيْتُ أَمْرًا قَبِلْتُهُ وَإِلَّا سَيَّرْتَنِيْ شَهْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ لَّكَ تَسْيِيْرُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ فَأَرْسَلَ إِلٰى صَفْوَانَ يَسْتَعِيْرُهُ أَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ فَقَالَ صَفْوَانُ أَطَوْعًا أَمْ كَرْهًا فَقَالَ بَلْ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ چند عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہو جاتی تھیں اپنے ملک میں ہجرت نہیں کرتی تھیں اور خاوند ان کے کافر ہوتے تھے انہی عورتوں میں سے عاتکہ ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھیں جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں وہ مسلمان ہوئیں فتح مکہ کے روز اور خاوند ان کے صفوان بھاگ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر نشانی کے واسطے دے کر صفوان کے پاس بھیجا اور ان کو امان دی اور اسلام کی طرف بلایا اور یہ کہلا بھیجا کہ میرے پاس آ و اگر تمہاری خوشی ہو تو مسلمان ہونا نہیں تو تم کو دو مہینے کی مہلت ملے گی۔ جب صفوان رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی چادر لے کر آئے تو لوگوں کے سامنے پکار اٹھے اے محمدؐ وہب بن عمیر میرے پاس تمہاری چادر لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ تم نے مجھ کو بلایا ہے اس شرط پر کہ اگر میں چاہوں تو مسلمان ہو جاؤں نہیں تو مجھ کو دو مہینے کی مہلت ملے گی۔ آپ نے فرمایا اترو اے ابووہب ف صفوان نے کہا قسم خدا کی میں کبھی نہ اتروں گا جب تک تم مجھ سے بیان نہ کرو گے کہ وہب بن عمیر کا پیام صحیح ہے آپ نے فرمایا وہ تو کیا میں تمہیں چار مہینے کی مہلت دیتا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ قبیلہ ہوازن کی طرف حنین میں گئے اور آپ نے صفوان سے کچھ ہتھیار

طَوْعًا فَاَعَارَهُ الْاَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّتِيْ عِنْدَهُ ثُمَّ رَجَعَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَافِرٌ فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَّالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ وَّامْرَأَتُهُ مُسْلِمَةٌ وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ حَتّٰى اَسْلَمَ صُفْوَانُ وَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ امْرَأَتُهُ بِذَالِكَ النِّكَاحِ.

اور سامان عاریت مانگا صفوان نے کہا آپ خوشی سے مانگتے ہیں یا زبردستی سے آپ نے فرمایا خوشی سے صفوان نے ہتھیار اور سامان دیئے پھر رسول اللہ ﷺ لوٹے اور صفوان کفر ہی کی حالت میں آپ کے ساتھ رہے جنگ حنین میں اور طائف میں اور عورت ان کی مسلمان رہیں مگر آپ نے ان کی عورت کو ان سے نہ چھڑایا یہاں تک کہ صفوان بھی مسلمان ہو گئے اور ان کی عورت بدستور ان کے پاس رہیں۔

......

ف: صفوان مارے ڈر کے اونٹ پر سے نہ اُترے۔ ابووہب کنیت ہے صفوان کی آپ نے کنیت کہہ کر پکارا تاکہ وہ خوش ہوں باوجودیکہ انہوں نے بدخلقی سے آپ کا نام لے کر پکارا تھا۔

(۷۰) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ اِسْلَامِ صَفْوَانَ وَبَيْنَ اِسْلَامِ امْرَأَتِهِ نَحْوٌ مِّنْ شَهْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ امْرَأَةً هَاجَرَتْ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيْمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ اِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا اِلَّا اَنْ يَّقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ اَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا.

ابن شہاب نے کہا کہ صفوان کی بی بی خاوند سے ایک مہینہ پہلے اسلام لائی تھیں اور جو عورت دارالکفر سے مسلمان ہو کر دارالاسلام میں ہجرت کر کے آئے تو وہ اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی اور عدت کر کے دوسرا نکاح کر لے گی مگر جس صورت میں خاوند اس کا عدت کے اندر مسلمان ہو کر چلا آئے۔

(۷۱) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اُمَّ حَكِيْمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَّكَانَتْ تَحْتَ عِكْرَمَةَ ابْنِ اَبِيْ جَهْلٍ فَاَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرَمَةُ بْنُ اَبِيْ جَهْلٍ مِّنَ الْاِسْلَامِ حَتّٰى قَدِمَ الْيَمَنَ فَارْتَحَلَتْ اُمُّ حَكِيْمٍ حَتّٰى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ فَدَعَتْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمَ وَقَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَ اِلَيْهِ فَرِحًا وَّمَا عَلَيْهِ رِدَآءٌ حَتّٰى بَايَعَهُ فَثَبَتَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا ذَالِكَ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی بی بی مسلمان ہوئی فتح مکہ کے روز اور خاوندان کے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بھاگ گئے یمن کو حضرت ام حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وہاں گئیں اور ان کو دین اسلام کی طرف بلایا وہ مسلمان ہو گئے اور اسی سال آنحضرت ﷺ کے پاس آئے آپ نے جب ان کو دیکھا تو خوشی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے بیعت لی اس وقت آنحضرت ﷺ کے جسم شریف پر چادر نہ تھی۔ پھر دونوں میاں بی بی اپنے نکاح پر قائم رہے۔

ف: کہا مالکؒ نے جب مرد اپنی بی بی سے پہلے مسلمان ہو جائے اور بی بی سے مسلمان ہونے کو کہا جائے اور وہ مسلمان نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾

''یعنی مت علاقہ رکھو کافر عورتوں سے''۔

٢١۔ بَابُ مَاجَآءَ فِي الْوَلِيْمَةِ

ولیمہ کے بیان میں

(٧٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا فَقَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور ان پر زردی کا نشان تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے آپؐ نے فرمایا کیا مہر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک گٹھلی برابر سونا آپؐ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری کا ہو۔

ف: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بدن میں یا کپڑے میں دُلہن کی زردی لگ گئی ہوگی کیونکہ ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک زعفرانی رنگ مردوں کو مکروہ ہے مگر امام مالکؒ کے نزدیک درست ہے۔ بعضوں نے کہا کہ دُولہا کو درست ہے اور گٹھلی کا وزن پانچ درہم ہوتا ہے۔ ولیمہ سنت ہے دولہا پر بعد نکاح کے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے۔ (زرقانی)

(٧٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْلِمُ بِالْوَلِيْمَةِ مَافِيْهَا خُبْزٌ وَّلَا لَحْمٌ.

یحییٰ بن سعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرتے تھے اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔

ف: نسائی کی روایت میں ہے کہ اس میں کھجور اور ستو تھے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ کھجور اور گھی اور دہی کی سوکھی ٹکیاں تھیں۔

(٧٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بلایا جائے ولیمہ کی دعوت میں تو حاضر ہو۔

ف: ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مسنون ہے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے۔

(٧٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَآءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ولیمہ کا کھانا سب کھانوں سے برا ہے اس میں امیر بلائے جاتے ہیں اور فقیر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ ف۱ اور جو شخص دعوت میں نہ آیا اس نے نافرمانی کی اللہ و رسول ﷺ کی۔

ف۱: یعنی جو ولیمہ ایسا ہو کہ صرف امیر اس میں بلائے جائیں اور محتاج نہ آنے پائیں وہ برا ہے نہ یہ کہ مطلقاً ولیمہ برا ہے۔ بخاری مسلم نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔

ف۲: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔

(٧٧) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ اَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلَيْهِ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءُ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ ایک درزی نے دعوت کی رسول اللہ ﷺ کی کچھ کھانا پکا کر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا وہ درزی جو کی روٹی اور کدو کا سالن سامنے لایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں سے کدو

الدُّبَّآءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ ذَالِكَ الْيَوْمِ.

ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کھاتے تھے اس روز سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔

۲۲۔بَابُ جَامِعِ النِّكَاحِ

نکاح کی مختلف حدیثوں کا بیان

(۷۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ اَوِاشْتَرَى الْجَارِيَةَ فَلْيَاْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَاِذَا اشْتَرَى الْبَعِيْرَ فَلْيَاْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نکاح کرے کسی عورت سے یا لونڈی خریدے تو اس کی پیشانی پکڑ کر دعا کرے برکت کی اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان پر ہاتھ رکھے اور پناہ مانگے شیطان مردود سے۔

(۷۹) عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ نِ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ اِلَى رَجُلٍ اُخْتَهُ فَذَكَرَ اَنَّهَا كَانَتْ اَحْدَثَتْ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَضَرَبَهُ اَوْ كَادَ يَضْرِبُهُ ثُمَّ قَالَ مَالِكٌ وَلِلْخَبَرِ.

ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پیام دیا نکاح کا ایک شخص کی بہن کو اس نے بیان کیا کہ وہ عورت بدکار ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے اس شخص کو بلا کر مارا یا مارنے کا قصد کیا اور کہا کہ تجھے اس خبر پہنچانے سے کیا غرض تھی۔

ف: یعنی تو تو بھائی اور ولی تھا اس عورت کا اگر کوئی بات ایسی ہوئی بھی تھی اس کا چھپانا لازم تھا مسلمان کو چاہیے کہ اپنا اور دوسرے بھائی مسلمان کا عیب ظاہر نہ کرے۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بری بات پھیلے ان کو دکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت میں۔

(۸۰) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِى عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ كَانَا يَقُوْلَانِ فِى الرَّجُلِ يَكُوْنُ عِنْدَهُ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَيُطَلِّقُ اِحْدٰهُنَّ الْبَتَّةَ اَنَّهُ يَتَزَوَّجُ اِنْ شَآءَ وَلَا يَنْتَظِرُ اِلَى اَنْ تَنْقَضِىَ عِدَّتُهَا.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جس شخص کی چار عورتیں ہوں پھر وہ ان میں سے ایک عورت کو تین طلاق دے دے تو ایک عورت نئی کر سکتا ہے اس کی عدت گزرنے کا انتظار ضروری نہیں۔

ف: مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک پانچویں عورت سے نکاح درست نہیں جب تک اس عورت کی عدت جس کو طلاق دی ہے گزر نہ جائے ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

(۸۱) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِى عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَفْتَيَا الْوَلِيْدَ بْنَ عَبْدِالْمَلِكِ عَامَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ غَيْرَ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ لَهُ طَلِّقْهَا فِى مَجَالِسَ شَتّٰى.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبدالملک کو جس سال وہ مدینہ میں آیا تھا ایسا ہی فتویٰ دیا تھا مگر قاسم بن محمد نے یہ کہا کہ اس عورت کو کئی مجلسوں میں طلاق دی ہو۔

ف: اُوپر کی روایت میں یہ ہے کہ فَيُطَلِّقُ اِحْدٰهُنَّ الْبَتَّةَ یعنی ایک عورت کو ان میں سے طلاق بتہ یعنی بالکل قطع کا طلاق یعنی تین طلاق دے اور اس روایت میں قاسم نے یوں کہا طَلِّقْهَا فِى مَجَالِسَ شَتّٰى یعنی کئی مجلسوں میں اس کو طلاق دے مطلب ایک ہی ہے کہ تین طلاق دے دے اب اس عورت سے ملنے کی توقع نہ رہی تو پانچویں عورت سے نکاح کرنا اس کی عدت کے اندر درست ہے۔

(۸۲) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِؓ اَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَّيْسَ فِيْهِنَّ لَعِبٌ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتْقُ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کھیل نہیں ہوتا نکاح اور طلاق اور عتاق۔

ف: اگر ہنسی سے نکاح کر لے یا طلاق دے یا آزاد کر دے تو یہ امور واقع ہو جائیں گے۔

(۸۳) عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ ابْنِ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيِّ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى كَبِرَتْ فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاةً شَآبَّةً فَاٰثَرَ الشَّآبَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ اَمْهَلَهَا حَتّٰى اِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجَعَهَا فَاٰثَرَ الشَّآبَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ رَاجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَاٰثَرَ الشَّآبَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ اِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَاِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلٰى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْاِثْرَةِ وَاِنْ شِئْتِ فَارَقْتُكِ قَالَتْ بَلْ اَسْتَقِرُّ عَلَى الْاِثْرَةِ فَاَمْسَكَهَا عَلٰى ذَالِكَ وَلَمْ يَرَ رَافِعٌ عَلَيْهِ اِثْمًا حِيْنَ قَرَّتْ عِنْدَهُ عَلَى الْاِثْرَةِ.

رافع بن خدیج نے نکاح کیا محمد بن مسلمہ انصاری کی بیٹی سے وہ ان کے پاس رہیں جب بڑھیا ہوئیں تو رافع نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا اس کی طرف زیادہ مائل ہوئے بڑھیا عورت نے طلاق مانگی محمد بن مسلمہ نے ایک طلاق دے دی پھر جب عدت اس کی گزرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی انہوں نے ایک طلاق اور دے دی پھر جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی تب رافع بن خدیج نے کہا اب تجھے کیا منظور ہے ایک طلاق اور رہ گئی ہے اگر تو چاہتی ہے اس حال سے میرے پاس رہ نہیں سکتی تو میں تجھے چھوڑ دوں اس نے کہا مجھے اسی حال سے رہنا منظور ہے۔ رافع نے اس کو رکھ لیا اور اپنے اوپر کچھ گناہ نہیں سمجھا۔

......

ف: اگرچہ عورتوں میں عدل کرنا فرض ہے مگر جب عورت اپنا حق آپ چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو مرد پر کچھ گناہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ان کی رضامندی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا کرتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ

کتاب طلاق کے بیان میں

١۔بَابُ مَاجَآءَ فِي الْبَتَّةِ

طلاق بتہ یعنی تین طلاق کے بیان میں

(١) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِتَّخَذْتَ بِهَآ اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.

ایک شخص نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ تین طلاق میں تجھ سے بائن ہوگئی اور ستانوی طلاق سے تو نے ٹھٹھا کیا اللہ کی آیتوں سے۔

ف: یعنی تین طلاق کافی تھی سو طلاق کی کیا حاجت۔

(٢) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ بِمَأَتَيْ تَطْلِيْقَاتٍ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَمَاذَا قِيْلَ لَكَ قَالَ قِيْلَ لِيْ اِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّيْ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صَدَقُوْا مَنْ طَلَّقَ كَمَآ اَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَهُ وَمَنْ لَّبَسَ عَلٰى نَفْسِهٖ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ بِهٖ لَا تَلْبِسُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلُهُ عَنْكُمْ هُوَ كَمَا يَقُوْلُوْنَ.

ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی عورت کو دو سو طلاق دیں۔ ابن مسعودؓ نے کہا لوگوں نے تجھ سے کیا کہا وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ عورت تیری تجھ سے بائن ہوگئی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا سچ ہے جو شخص طلاق دے گا اللہ کے حکم کے موافق تو اللہ نے اس کی صورت بیان کر دی اور جو گڑ بڑ کرے گا اس کی بلا اس کے سر لگا دیں گے۔ مت گڑ بڑ کرو تا کہ ہم کو مصیبت اٹھانا پڑے وہ لوگ سچ کہتے ہیں عورت تیری تجھ سے جدا ہوگئی۔

ف: سنت یہ ہے کہ اوّل کو تین طلاق ہی نہ دے۔ ایک طلاق ہی دے جب عدت گزر جائے گی تو وہ عورت خود بخود بائن ہو جائے گی اور اگر طلاق دے تو ہر طہر میں تین طلاق دیا کرے مگر اس طہر میں وطی نہ کرے جب تین طہر گزریں گے تو تین طلاق پوری ہو جائیں گی۔

(٣) عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ حَزْمٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ الْبَتَّةُ مَايَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ كَانَ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ اَلْفًا مَآ اَبْقَتِ الْبَتَّةُ مِنْهُ شَيْئًا

ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ طلاق بتہ میں لوگ کیا کہتے ہیں ابوبکر نے کہا ابان بن عثمانؓ اس کو ایک طلاق سمجھتے تھے عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ اگر طلاق ایک ہزار تک درست ہوتی تو بتہ اس میں سے کچھ باقی نہ رکھتا جس نے بتہ کہا وہ

مَّنْ قَالَ الْبَتَّةَ رَمَى الْغَايَةَ الْقُصْوٰى . انتہا کو پہنچ گیا۔

ف: بتہ کے معنی کاٹ دینے کے ہیں اگر کوئی اپنی عورت سے کہے اَنْتِ طَالِقٌ بَتَّةٌ تو اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک طلاق پڑے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین پڑیں گی۔ امام مالک کا یہی مذہب ہے سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک جو نیت ہوگی واقع ہوگی مگر بائن پڑے گی شافعیؒ کے نزدیک رجعی ہوگی۔

(٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِیْ فِی الَّذِیْ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ اَنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ. ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان طلاق بتہ میں تین طلاق کا حکم کرتا تھا۔

ف: مروان کا یہ حکم مدینہ منورہ میں علماء کے سامنے ہوتا تھا اس واسطے حجت ہوا۔

کہا مالکؒ نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے۔

٢۔بَابُ مَاجَآءَ فِی الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ وَاَشْبَاهِ ذَالِکَ — خلیہ اور بریہ اور ان کے مشابہات کا بیان

ف: خلیہ کے معنی خالی اور بریہ کے معنی پاک یہ الفاظ جو ان کے مشابہ ہیں کنایات کہلاتے ہیں جن میں طلاق کی تصریح نہیں۔

(٥) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّهُ كُتِبَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ اِلٰی عَامِلِهٖ اَنْ مُّرْهُ اَنْ يُّوَافِيَنِیْ بِمَكَّةَ فِی الْمَوْسِمِ فَبَيْنَا عُمَرُ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ اَنْتَ فَقَالَ اَنَا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَمَرْتَ اَنْ اُجْلَبَ عَلَيْکَ فَقَالَ عُمَرُ اَسْاَلُکَ بِرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ مَا اَرَدْتَّ بِقَوْلِکَ حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوِ اسْتَحْلَفْتَنِیْ فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مَا صَدَقْتُکَ اَرَدْتُّ بِذَالِکَ الْفِرَاقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ مَا اَرَدْتَّ.

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا ہوا آیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ ف[1] حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا اس شخص سے کہہ دینا کہ حج کے موسم میں مکہ میں مجھ سے ملے حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کعبہ کا ایک شخص ملا اور سلام کیا پوچھا تو کون ہے بولا میں وہی شخص ہوں جس کو تم نے حکم کیا تھا مکے میں ملنے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے تجھ کو اس گھر کے رب کی حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ سے تیری مراد کیا تھی وہ بولا اے امیر المومنین! اگر تم مجھ کو کسی اور جگہ قسم دیتے تو میں سچ نہ کہتا اب سچ کہتا ہوں کہ میری نیت چھوڑ دینے کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسی تو نے نیت کی ویسا ہی ہوا۔ ف[2]

ف۱: یعنی رسی تیری تیرے کوہان پر ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ خود مختار ہے۔

ف۲: امام مالکؒ کے نزدیک تین طلاق پڑ جائے گا۔

(٦) عَنْ مَّالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ فِی الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِاِمْرَاَتِهٖ اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے۔ جو شخص اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔

۷: کہا مالکؒ نے یہ روایت بہت اچھی ہے میرے نزدیک۔

(۸) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ اِنَّهَا ثَلٰثُ تَطْلِيْقَاتٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ خلیہ اور بریہ ہر ایک میں تین طلاق پڑ جائیں گی۔

(۹) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَتْ تَحْتَهٗ وَلِيْدَةٌ لِّقَوْمٍ فَقَالَ لِاَهْلِهَا شَاْنُكُمْ بِهَا فَرَاَى النَّاسُ اَنَّهَا تَطْلِيْقَةٌ وَّاحِدَةٌ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اس نے لونڈی کے مالکوں سے کہہ دیا تم جانو تمہارا کام جانے لوگوں نے اس کو ایک طلاق سمجھا۔

(۱۰) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِاِمْرَاَتِهٖ بَرِئْتِ مِنِّيْ وَبَرِئْتُ مِنْكِ اَنَّهَا ثَلٰثُ تَطْلِيْقَاتٍ بِمَنْزِلَةِ الْبَتَّةِ.

ابن شہاب کہتے تھے اگر مرد عورت سے کہے میں تجھ سے بری ہوا اور تو مجھ سے بری ہوئی تو تین طلاقیں پڑیں گے مثل بتہ کے۔

۱۱: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر کوئی شخص کہے اپنی عورت کو تو خلیہ ہے یا بریہ ہے یا بائنہ ہے تو تین طلاق پڑیں گی۔ اگر اس عورت سے صحبت کر چکا ہے اور جو صحبت نہیں کی اس کی نیت کے موافق پڑے گی اگر اس نے کہا میں نے ایک نیت کی تھی تو حلف لے کر اس کو سچا سمجھیں گے مگر وہ عورت ایک ہی طلاق میں بائن ہو جائے گی اب رجعت نہیں کر سکتا البتہ نکاح نئے سرے سے کر سکتا ہے کیونکہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ ایک ہی طلاق میں بائن ہو جاتی ہے اور جس سے صحبت کر چکا ہے وہ تین طلاق میں بائن ہوتی ہے۔

۱۲: کہا مالکؒ نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے۔

۳۔ بَابُ مَا يُبَيِّنُ مِنَ التَّمْلِيْكِ

جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے اس کا بیان

(۱۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يَآ اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرَ امْرَاَتِيْ فِيْ يَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرٰى فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اُرَاهُ كَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ يَآ اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَنَا اَفْعَلُ اَنْتَ فَعَلْتَهٗ.

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بولا میں نے اپنی عورت کو اختیار دیا تھا طلاق کا اس نے اپنے تئیں طلاق دے لی اب کیا کہتے ہو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ طلاق پڑ گئی وہ شخص بولا ایسا تو مت کرو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے کیا کیا تو نے اپنے آپ کیا۔

(۱۴) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ اِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَالْقَضَآءُ مَا قَضَتْ اِلَّا اَنْ يُّنْكِرَ عَلَيْهَا فَيَقُوْلُ لَمْ اُرِدْ اِلَّا وَاحِدَةً فَيَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَكُوْنُ اَمْلَكَ بِهَا مَا كَانَتْ فِيْ عِدَّتِهَا.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو مالک کر دے طلاق کا تو جبھی طلاق عورت چاہے اپنے اوپر ڈال لے مگر جب خاوند انکار کرے اور کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور حلف کر لے تو مستحق ہوگا اس عورت کا جب تک وہ عدت میں ہے۔

٤۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ تَطْلِيقَةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنَ التَّمْلِيكِ

(١٥) عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عَتِيقٍ وَّعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَّا شَأْنُكَ قَالَ مَلَّكْتُ امْرَأَتِي اَمْرَهَا فَفَارَقَتْنِي فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذَالِكَ فَقَالَ الْقَدْرُ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ ارْتَجِعْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّمَا هِيَ وَاحِدَةٌ وَّاَنْتَ اَمْلَكُ بِهَا.

(١٦) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ ثَقِيفٍ مَلَّكَ امْرَأَتَهُ اَمْرَهَا فَقَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفِيكِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفِيكِ الْحَجَرِ فَاخْتَصَمَا اِلٰى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ فَاسْتَحْلَفَهُ مَا مَلَّكَهَا اِلَّا وَاحِدَةً وَّرَدَّهَآ اِلَيْهِ.

جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے اس کا بیان

خارجہ بن زید سے روایت ہے وہ اپنے باپ زید بن ثابتؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں محمد بن ابی عتیق روتے ہوئے آئے زید نے پوچھا کیوں انہوں نے کہا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے مجھے چھوڑ دیا زید نے کہا تو نے کیوں اختیار دیا انہوں نے کہا تقدیر میں یوں ہی تھا زیدؓ نے کہا اگر تو چاہے تو رجعت کر لے کیونکہ ایک طلاق پڑی ہے ابھی تو اس کا مالک ہے۔

قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص ثقفی نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اس نے اپنے تئیں ایک طلاق دی یہ چپ ہو رہا پھر اس نے دوسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر اس نے تیسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر دونوں لڑتے ہوئے مروان کے پاس آئے مروان نے قسم لی اس بات کی کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا بعد اس کے وہ عورت اس کے حوالہ کر دی۔

......

١٧: کہا مالکؒ نے عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ قاسم بن محمدؒ اس فیصلہ کو پسند کرتے تھے اور مجھے بھی بہت پسند ہے۔

٥۔ بَابُ مَالَا يُبِيْنُ مِنَ التَّمْلِيكِ

(١٨) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا خَطَبَتْ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ قُرَيْبَةَ بِنْتَ اَبِي اُمَيَّةَ فَزَوَّجُوْهُ ثُمَّ اِنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَقَالُوْا مَازَوَّجْنَآ اِلَّا عَآئِشَةَ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهُ فَجَعَلَ اَمْرَ قُرَيْبَةَ بِيَدِهَا فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ يَكُنْ ذَالِكَ طَلَاقًا.

جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی اس کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کا پیام بھیجا قریبہ بنت ابی امیہ کے پاس ان کے لوگوں نے نکاح کر دیا ان کا عبدالرحمٰن کے ساتھ بعد اس کے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے کہا یہ نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کروایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمٰن سے کہا عبدالرحمٰن نے اختیار دے دیا۔ قریبہ نے اپنے خاوند کو اختیار کیا اس کو طلاق نہ سمجھا۔

ف: جب عورت کو اختیار دیا جائے طلاق کا اور وہ اپنے تئیں طلاق نہ دے بلکہ خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

(١٩) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ غَآئِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ

قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کیا حفصہ بنت عبدالرحمٰنؓ کا (اپنی بھتیجی کا) منذر بن زبیرؓ سے اور عبدالرحمٰنؓ لڑکی کے باپ شام کو گئے ہوئے تھے جب عبدالرحمٰنؓ

عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ وَمِثْلِیْ يُصْنَعُ بِهٖ هٰذَا وَ مِثْلِیْ يُفْتَاتُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَاِنَّ ذَالِکَ بِيَدِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِيْهِ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذَالِکَ طَلَاقًا.

آئے تو انہوں نے کہا کیا مجھ ہی سے ایسا کرنا تھا اور میرے اُوپر جلدی کرنا تھا۔ فـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر بن زبیر سے بیان کیا منذر نے کہا عبدالرحمٰن کو اختیار ہے۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا حضرت عائشہؓ سے جس کام کو تم کر چکیں اس کام کو میں توڑنے والا نہیں پھر رہیں حضرت حفصہ منذر کے پاس اور اس اختیار کو طلاق نہ سمجھا۔

ف: یعنی عبدالرحمٰن اس بات سے ناراض ہوئے کہ ان کی بیٹی کا نکاح ان کی غیبت میں کر دیا۔

(۲۰) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَاَبَاهُرَيْرَةَ سُئِلَا عَنِ الرَّجُلِ يُمَلِّکُ امْرَأَتَهٗ اَمْرَهَا فَتَرُدُّ ذَالِکَ اِلَيْهِ وَلَا تَقْضِیْ فِيْهِ شَيْئًا فَقَالَا لَيْسَ ذَالِکَ بِطَلَاقٍ.

مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سوال ہوا ایک شخص مالک کر دے اپنی عورت کو طلاق کا مگر عورت اس کو قبول نہ کرے نہ اپنے تئیں طلاق دے۔ انہوں نے کہا طلاق نہ پڑے گی۔

(۲۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا مَلَّکَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ وَقَرَّتْ عِنْدَهٗ فَلَيْسَ ذَالِکَ بِطَلَاقٍ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا جب مرد اپنی عورت کو طلاق کا مالک کر دے مگر عورت خاوند سے جدا ہونا قبول نہ کرے اسی کے پاس رہنا چاہے تو طلاق نہ ہو گی۔

۲۲: کہا مالکؒ نے جس مجلس میں خاوند عورت کو طلاق کا اختیار دے اسی مجلس میں عورت کو اختیار ہو گا اگر وہ مجلس برخواست ہوئی اور عورت نے طلاق نہ لی تو پھر اختیار نہ رہے گا۔

٦۔ بَابُ الْاِيْلَآءِ — ایلاء کا بیان

ف: خاوند اگر قسم کھائے کہ میں عورت سے صحبت نہ کروں گا اس کو ایلاء کہتے ہیں۔

(۲۳) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اٰلَی الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهٖ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ وَّ اِنْ مَّضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ حَتّٰی يُوْقَفَ فَاَمَّآ اَنْ يُّطَلِّقَ وَاِمَّا اَنْ يَّفِیْءَ.

حضرت علیؓ فرماتے تھے جب مرد اپنی عورت سے ایلاء کرے تو عورت پر طلاق نہ پڑے گی اگرچہ چار مہینے گزر جائیں جب تک مقدمہ حاکم کے سامنے پیش نہ ہو اور خاوند کو مجبور کیا جائے یا طلاق دے یا جماع کرے۔

ف: جماع کرنے سے ایلاء ٹوٹ جائے گا اور کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔ اہل کوفہ کے نزدیک جب چار مہینے تک بعد ایلاء کے صحبت نہ کرے گا تو خود بخود طلاق پڑ جائے گی۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

(۲۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ اٰلٰی مِنِ امْرَأَتِهٖ فَاِنَّهٗ اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ وُقِفَ حَتّٰی يُطَلِّقَ اَوْ يَفِیْءَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ اِذَا مَضَتِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے جب چار مہینے گزر جائیں تو خاوند کو حاکم کے سامنے مجبور کریں طلاق دے یا رجوع کرے (ایلاء سے پھر جائے اور صحبت کرے) اور بغیر

اَلْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ حَتّٰى يُوْقَفُ.

طلاق دیئے چار مہینے گزر جانے سے عورت پر طلاق نہ پڑے گی۔

(٣٥) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَاَبَابَكْرِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَ يَقُوْلَانِ فِي الرَّجُلِ يُوْلِيْ مِنِ امْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن المسیبؒ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گزر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

(٣٦) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِيْ فِي الرَّجُلِ اِذَا اٰلٰى مِنِ امْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ وَلَهٗ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِيْ عِدَّتِهَا. 25

مالک کو پہنچا کہ مروان بن الحکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار رہے گا کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

۲۷: کہا مالکؒ نے ابن شہاب کی رائے یہی تھی۔ کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے گزرنے پر اور طلاق دے دے پھر زبان سے رجعت کرلے تو اگر عدت گزرنے تک اس نے جماع نہیں کیا رجعت صحیح نہ ہوگی مگر جس صورت میں بیمار ہو یا قید ہو یا اور کوئی عذر ہو تو زبان سے رجعت صحیح ہو جائے گی۔ اگر عدت گزر گئی بعد عدت کے اس نے پھر نیا نکاح کیا پھر چار مہینے تک صحبت نہ کی تو دوبارہ مجبور کیا جائے۔ اگر ایلاء سے رجوع نہ کیا تو طلاق پڑ جائے گی اب نہ خاوند رجعت کر سکتا ہے نہ عورت پر عدت ہوگی کیونکہ یہ طلاق قبل دخول کے ہوئی۔

۲۸: کہا مالکؒ نے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے کے بعد تو طلاق دے پھر رجعت کرے اور جماع نہ کرے چار مہینے تک تو عدت گزرنے سے پیشتر اس پر صبر نہ کیا جائے گا نہ طلاق پڑے گی۔ اگر عدت گزرنے سے پہلے اس سے جماع کر لے تو عورت اسی کی رہے گی اور جو جماع سے پہلے عدت گزر جائے تو خاوند کو کچھ اختیار عورت پر نہ رہے گا۔

۲۹: کہا مالکؒ نے یہ بہت اچھا میں نے سنا اس باب میں کہا مالکؒ نے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے پھر طلاق دے دے اور طلاق کی عدت گزرنے سے پہلے چار مہینے پورے ہو جائیں تو اگر خاوند ایلاء سے رجوع نہ کرے۔ دو طلاق پڑیں گی البتہ اگر عدت طلاق کی چار مہینے پورے ہونے سے پہلے گزر جائے تو ایلاء لغو ہو جائے گا کیونکہ جس دن ایلاء کی مدت گزری اس روز وہ عورت اس کی زوجہ نہ رہی کہا مالکؒ نے جو شخص حلف کرے اپنی عورت سے صحبت نہ کروں گا ایک دن یا ایک مہینے تک پھر ٹھہرا رہے چار مہینے یا زیادہ تک تو یہ ایلاء نہ ہوگا۔ ایلاء یہ ہے کہ چار مہینے سے زیادہ صحبت نہ کرنے پر قسم کھائے اور جو چار مہینے یا کم پر قسم کھائے تو ایلاء نہ ہوگا کیونکہ جب مجبور کیے جانے کے دن آئیں گے اس وقت قسم کا حکم ہی نہ ہوگا۔

۳۰: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو شخص قسم کھائے کہ میں اپنی عورت سے جب تک بچے کو دودھ پلاتی ہے جماع نہ کروں گا۔ تو یہ ایلاء نہ ہوگا۔

ف: اور شافعیؒ کے نزدیک اگر چار مہینے یا زیادہ کی مدت دودھ چھوٹنے میں باقی ہے تو ایلاء ہو جائے گا۔

۳۱: کہا مالکؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو ایلاء نہ سمجھا۔

٧۔بَابُ اِيْلَاءِ الْعَبْدِ

غلام کے ایلاء کا بیان

(٣٢) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ سَالَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ اِيْلَآءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ اِيْلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَاِيْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا غلام کی ایلاء کا حال ابن شہاب نے کہا مثل آزاد شخص کے غلام کا بھی ایلاء ہے مگر غلام کے ایلاء کی مدت دو مہینے ہے۔

٨۔بَابُ ظِهَارِ الْحُرِّ

آزاد کے ظہار کا بیان

ف: اپنی بی بی کو محرم عورت کے کسی عضو سے تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں جیسے کوئی اپنی بی بی سے کہے تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کا پیٹ یا پیٹھ۔ 25

(٣٣) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ نِ الزُّرَقِيِّ اَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَةً اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا قَالَ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَأَةً عَلَيْهِ كَظَهْرِ اُمِّهٖ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَاَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا اَلَّا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

سعید بن عمر نے پوچھا قاسم بن محمد سے اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے قاسم بن محمد نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عورت کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر میں اس سے نکاح کروں وہ مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا نہ دے۔

ف: قاسم بن محمد نے طلاق معلق کو ظہار معلق پر قیاس کیا۔

(٣٤) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا سَالَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَّجُلٍ تَظَاهَرَ مِنَ امْرَأَةٍ قَبْلَ اَنْ يَّنْكِحَهَا فَقَالَا اِنْ نَكَحَهَا فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر کوئی شخص ظہار کرے کسی عورت سے قبل نکاح کے دونوں نے کہا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا ادا نہ کرے۔

(٣٥) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ فِيْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ لَّهُ بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جو شخص ظہار کرے چار عورتوں سے ایک ہی دفعہ تو اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا۔

(٣٦) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذَالِكَ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے بھی ایسا ہی کہا۔

٣٧: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک بھی ایسا ہی حکم ہے۔

٣٨: کہا مالکؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارہ میں جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی عورتوں سے ان کو ایک بردہ آزاد کرنا پڑے گا قبل جماع کے اگر بردہ نہ ملے تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنا ہوں گے قبل جماع کے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا۔

٣٩: کہا مالکؒ نے جو شخص ظہار کرے اپنی عورت سے کئی مرتبہ کئی مجلسوں میں اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا البتہ اگر ایک مرتبہ ظہار

کر کے کفارہ دے دیا پھر دوبارہ ظہار کیا تو پھر کفارہ لازم آئے گا۔

۴۰: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے ظہار کیا پھر کفارہ سے پہلے عورت سے جماع کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اب جب تک کفارہ نہ دے عورت سے علیحدہ رہے اور خدا سے استغفار کرے۔

۴۱: کہا مالکؒ نے یہ میں نے اچھا سنا۔

۴۲: کہا مالکؒ نے ظہار میں محرم رضاعی یا محرم نسبی سے تشبیہہ دے دونوں برابر ہیں۔

۴۳: کہا مالکؒ نے عورتوں پر ظہار کا کفارہ نہیں ہے۔

۴۴: کہا مالکؒ نے یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر لوٹ کر وہی بات کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد ظہار کے پھر عورت کو رکھنا اور اس سے صحبت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کفارہ اللہ نے واجب کیا اور جو بعد ظہار کے عورت کو طلاق دے دے اور نہ رکھے تو کچھ کفارہ نہیں اگر بعد طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے تو صحبت نہ کرے جب تک ظہار کا کفارہ نہ دے۔

۴۵: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے پھر اس سے صحبت کرنا چاہے تو درست نہیں جب تک کفارہ نہ دے۔

۴۶: کہا مالکؒ نے ظہار سے ایلاء نہیں ہوتا البتہ جب ظہار سے یہ نیت ہو کہ کفارہ نہ دیں گے۔ اور عورت کو ضرر پہنچائیں گے تو ایلاء ہو جائے گا۔

(۴۷) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْاَلُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَّجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ كُلُّ امْرَأَةٍ حَكَحِهَا عَلَيْكِ مَاعِشْتِ فَهِيَ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَجْزِيْهِ مِنْ ذَالِكَ عِتْقُ رَقَبَةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عروہ بن زبیرؓ سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے جب تک تو جئے گی اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ میرے پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ عروہ نے جواب دیا کہ اس شخص کو ایک بردہ آزاد کرنا کافی ہے۔

۹۔بَابُ ظِهَارِ الْعَبْدِ

غلام کے ظہار کا بیان

(۴۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ.

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا غلام کے ظہار کا حال انہوں نے کہا مثل آزاد کے ہے۔

۴۹: کہا مالکؒ نے مطلب یہ ہے کہ غلام پر بھی کفارہ لازم آتا ہے جیسے آزاد پر۔

۵۰۔ کہا مالکؒ نے غلام بھی ظہار میں دو مہینے روزے رکھے۔

ف: یعنی سزا میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں اور غلام بردہ آزاد نہیں کر سکتا البتہ اگر مولیٰ اجازت دے تو کھانا کھلا سکتا ہے۔

۵۱: کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے غلام کے ظہار میں ایلاء شریک نہ ہوگا کیونکہ غلام جب دو مہینے کے روزے رکھے گا ایلاء کی طلاق پہلے ہی پڑ جائے گی۔

۱۰۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخِيَارِ

آزادی کے وقت اختیار ہونے کا بیان

(۵۲) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ کے سبب سے تین باتیں

اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ فَكَانَتْ اِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّ اُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَقَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ ذَالِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ.

شرع کی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی اس کو اختیار ہوا اگر چاہے اپنے خاوند کو چھوڑ دے۔ دوسرے یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے۔ تیسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے بریرہ کے پاس اور ہانڈی گوشت کی چڑھی ہوئی تھی بریرہ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سالن پیش کیا آپؐ نے فرمایا وہ ہانڈی چڑھی ہوئی ہے گوشت کی لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ وہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپؐ صدقہ نہیں کھاتے آپؐ نے فرمایا کہ صدقہ ہے بریرہ پر اور ہدیہ ہے ہمارے واسطے بریرہ کی طرف سے۔

ف ۱: جب لونڈی آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہوتا ہے اگر چاہے نکاح اپنا فسخ کر ڈالے مالکؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور شافعیؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر خاوند اس کا آزاد ہو جب بھی لونڈی کو اختیار ہوتا ہے۔ جس وقت بریرہ آزاد ہوئی اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام اس میں بڑا اختلاف ہے۔

ف ۲: حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دینا چاہا تو اس کے لوگوں نے یہ شرط لگائی کہ ولاء ہم کو ملے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم یہ شرط قبول کر لو ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

ف ۳: اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز مسکین کو صدقہ میں ملے اگر وہ ہدیہ کے طور سے غنی کو دے تو غنی کو استعمال اس کا درست ہے۔

(۵۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتَعْتَقُ اِنَّ الْاَمَةَ لَهَا الْخِيَارُ مَالَمْ يَمَسَّهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ لونڈی اگر غلام کے نکاح میں ہو پھر آزاد ہو جائے تو اس کو اختیار ہو گا جب تک بعد آزادی کے اس کا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

۵۴: کہا مالکؒ نے اگر خاوند نے بعد آزادی کے اس سے جماع کیا اور لونڈی نے یہ کہا کہ مجھ کو یہ مسئلہ اختیار کا معلوم نہیں تھا تو یہ عذر اس کا مسموع نہ ہو گا اور اس کو اختیار نہ رہے گا۔

(۵۵) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لِّبَنِيْ عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَّهِيَ اَمَةٌ يَّوْمَئِذٍ فَعَتَقَتْ قَالَتْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَتْنِيْ فَقَالَتْ اِنِّيْ مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا وَّلَا اُحِبُّ اَنْ تَصْنَعِيْ شَيْئًا اِنَّ اَمْرَكِ بِيَدِكِ مَالَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ فَاِنْ مَّسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْئٌ قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقَتْهُ ثَلَاثًا.

عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ لونڈی بنی عدی کی جس کا نام زبراء تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی وہ آزاد ہو گئی حضرت حفصہؓ نے اس کو بلایا اور کہا میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے جماع نہ کرے۔ اگر جماع کرے گا پھر تجھے اختیار نہ رہے گا۔ زبراء بول اٹھی اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے۔ جدا ہو گئی اپنے خاوند سے تین بار کہہ کر۔

(٥٦) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّبِهٖ جُنُوْنٌ اَوْضَرَرٌ فَاِنَّهَا تُخَيَّرُ فَاِنْ شَآءَ تْ قَرَّتْ وَاِنْ شَآءَ تْ فَارَقَتْ.

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خاوند کو جنون یا اور کوئی مرض (جیسے جذام یا برص) نکلے تو عورت کو اختیار ہے خواہ مرد کے پاس رہے یا جدا ہو جائے۔

۵۷: کہا مالکؒ نے جو لونڈی غلام کے نکاح میں آئے پھر آزاد ہو جائے قبل صحبت کے اور خاوند سے جدا ہونا اختیار کرے تو اس کو مہر نہ ملے گا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۵۸: کہا مالکؒ نے ابن شہاب کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

۵۹: کہا مالکؒ نے میں نے یہ اچھا سنا۔

۶۰: کہا مالکؒ نے جب مرد عورت کو اختیار دے اور عورت اپنے تئیں اختیار کرے (یعنی خاوند سے جدائی چاہے) تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔ اگر خاوند کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو یہ نہ سنا جائے گا۔

۶۱: کہا مالکؒ نے اگر خاوند نے بی بی کو طلاق کا اختیار دیا عورت نے کہا میں نے ایک طلاق قبول کی خاوند نے کہا میری غرض یہ نہ تھی میں نے تجھے تین طلاق کا اختیار دیا تھا مگر عورت ایک ہی طلاق کو قبول کرے زیادہ نہ لے تو وہ خاوند سے جدا نہ ہوگی۔

۱۱۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُلْعِ

خلع کا بیان

(٦٢) عَنْ حَبِيْبَةَ بِنْتِ سَهْلِ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهٖ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالَتْ اَنَا حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَاْنُكِ قَالَتْ لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَآءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَذْكُرَ فَقَالَتْ حَبِيْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلَّمَا اَعْطَانِيْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا فَاَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِيْ اَهْلِهَا.

حضرت حبیبہ بنت سہل حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ اندھیرے منہ فجر کی نماز کو نکلے حضرت حبیبہ کو دروازے پر پایا۔ پوچھا کون ہے بولی میں حضرت حبیبہ ہوں بنت سہل یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا کیوں کیا ہے۔ بولی یا میں نہیں یا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نہیں جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے آپؐ نے ان سے کہا اس حضرت حبیبہ بنت سہل نے جو کچھ اللہ کو منظور تھا مجھ سے کہا۔ ف۱ حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ثابت رضی اللہ عنہ نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے آپؐ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنی چیز لے لو انہوں نے لے لی اور حبیبہ اپنے میکے میں بیٹھ رہیں۔ ف۲

ف۱: جو کچھ شکائتیں حضرت حبیبہؓ نے آپ کے سامنے کی تھیں آپ نے ان کے سامنے بیان کرنا مناسب نہ جانا صرف مطلب پر اکتفا کیا۔

ف۲: یہ پہلا خلع تھا دین اسلام میں خلع اسی کو کہتے ہیں کہ خاوند عورت سے کچھ مال لے کر اس کو چھوڑ دے۔

(٦٣) عَنْ مَّوْلَاةٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْئٍ لَّهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَالِكَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ.

صفیہ بنت ابی عبید کی لونڈی نے خلع کیا اپنے خاوند سے سارے مال کے بدلے میں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو برا نہ جانا۔

۶۴: کہا مالکؒ نے جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے پھر معلوم ہو کہ خاوند نے سراسر ظلم کیا تھا اور عورت کا کچھ قصور نہ تھا بلکہ خاوند نے زور ڈال کر زبردستی سے اس کا پیسہ مار لیا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ اور مال اس کا پھروا دیا جائے گا میں نے یہی سنا اور میرے نزدیک یہی حکم ہے اگر عورت جتنا خاوند نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو کچھ قباحت نہیں۔

١٢۔ بَابُ: طَلَاقِ الْمُخْتَلِعَةِ

خلع کی طلاق کا بیان

(٦٥) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَآءَ جَآءَتْ هِيَ وَعَمَّتُهَا اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اور ان کی پھوپھی آئیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور بیان کیا کہ انہوں نے خلع کیا تھا اپنے خاوند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے برا نہ جانا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو عورت خلع کرے اس کی عدت مثل مطلقہ کی عدت کے ہے۔

(٦٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَابْنَ شِهَابٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ.

سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جو عورت خلع کرے وہ تین طہر تک عدت کرے جیسے مطلقہ عدت کرتی ہے۔

۶۷: کہا مالکؒ نے جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو پھر اپنے خاوند سے مل نہیں سکتی مگر نیا نکاح کر کے۔ ف۱ پھر اگر اس نے نکاح کیا اسی خاوند سے اور اس نے چھوڑ دیا قبل جماع کے تو دوبارہ عدت نہ کرے بلکہ پہلی عدت ہی پوری کر لے۔

۶۸: کہا مالکؒ نے یہ میں نے اچھا سنا۔

ف۱: کیونکہ خلع کی طلاق بائن ہوتی ہے جس کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی۔

۶۹: کہا مالکؒ نے جب عورت کو کچھ مال دے اس شرط پر کہ خاوند اس کو طلاق دے دے اور خاوند تین طلاق ایک ہی دفعہ اس کو دے دے تو تین طلاق پڑ جائیں گی اور جو ایک طلاق دے کے چپ ہو رہے پھر دوسری یا تیسری طلاق دے تو چپ ہو جانے کے بعد جو طلاق دی ہے لغو ہو جائے گی۔

ف۲: کیونکہ وہ پہلی طلاق سے بائن ہو گئی اب دوسری تیسری طلاق کا محل نہ رہا۔

١٣۔ بَابُ مَا جَآءَ فِی اللِّعَانِ

لعان کا بیان

ف: خاوند اگر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت کرے تو قاضی کے سامنے خاوند اور جورو دونوں سے قسمیں لے کر تفریق کر دیتے ہیں اس کو

لعان کہتے ہیں اور خاوند جورو کو متلاعنین ۔

(۷۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ عُوَيْمِرَ نِ الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ نِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِّيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهٖ جَآءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمٌ لِّعُوَيْمِرٍ لَّمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْئَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْاَلَهُ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُوْنَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنِيْنَ.

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آئے اور پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو پائے اگر اس کو مار ڈالے تو خود بھی مارا جاتا ہے پھر کیا کرے تم میرے واسطے رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلے کو پوچھو۔ عاصم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے اس سوال کو ناپسند کیا اور برا کہا عاصم کو یہ امر نہایت دشوار ہوا جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے عویمر نے آن کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا عاصم نے کہا تم سے مجھے بھلائی نہ پہنچی آنحضرتؐ نے اس سوال کو برا جانا عویمر نے کہا قسم خدا کی میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے نہ رہوں گا پھر عویمر آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ سب جمع تھے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر کوئی بیگانے مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پائے اور اس کو مار ڈالے تو خود مارا جاتا ہے پھر کیا کرے آپؐ نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بی بی کے حق میں اللہ کا حکم اترا ہے تم اپنی بی بی کو لے آؤ۔ سہل نے کہا دونوں آن کر لعان کیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور میں اس وقت موجود تھا جب لعان سے فارغ ہوئے عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اس عورت کو رکھوں تو گویا میں نے جھوٹ بولا یہ کہہ کر تین طلاق دے دیں بغیر رسول اللہ ﷺ کے کہے ہوئے ابن شہاب نے کہا پھر یہی طریقہ متلاعنین کا جاری رہا۔

ف: ہر چند متلاعنین میں لعان کے بعد خود بخود تفریق کی جاتی ہے پھر کبھی مل نہیں سکتے مگر عویمر نے غصے میں آن کر تین طلاق دے دیں۔

(۷۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس کے لڑکے کو یہ کہا کہ میرا نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے تفریق کر دی ان دونوں میں اور لڑکے کو ماں کے حوالے کر دیا۔

۷۲: کہا مالکؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جوروؤں کو اور کوئی گواہ نہ ہو ان کے پاس سوائے ان کے خود کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی کہ بے شک یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے ماریوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ بے شک وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہو۔

۷۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ متلاعنین پھر کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر خاوند بعد لعان کے اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس کے تئیں حد قذف پڑے گی[1] اور لڑکے کا نسب پھر اس سے ملا دیا جائے گا۔ یہی سنت ہمارے ہاں چلی آتی ہے جس میں نہ کوئی شک ہے نہ اختلاف۔

۷۴: کہا مالکؒ نے جب مرد اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر اس کے حمل کو کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان واجب ہوگا۔ جس حالت میں وہ حمل اتنے دنوں کا ہو کہ اس کا ہو سکتا ہو ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہم نے ایسا ہی سنا۔

۷۵: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور حمل کا اس کو اقرار تھا بعد اس کے اس کو زنا کی تہمت لگائی تو خاوند پر حد قذف پڑے گی اور لعان اس پر واجب نہ ہوگا البتہ اگر بعد طلاق کے اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہے میں نے ایسا ہی سنا۔

۷۶: کہا مالکؒ نے غلام بھی آزاد شخص کے مثل ہے لعان میں اور قذف میں مگر جو شخص لونڈی کو تہمت زنا کی لگائے تو اس پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔

۷۷: کہا مالکؒ نے مسلمان لونڈی اور آزاد عورت یہودی یا نصرانی کو مسلمان آزاد مرد نکاح کرے اور اس کو تہمت زنا کی لگائے تو لعان واجب ہوگا۔

۷۸: کہا مالکؒ نے جو شخص لعان کرے اپنی عورت سے پھر ایک یا دو گواہیوں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے تو حد قذف لگائی جائے گی اور تفریق نہ ہوگی۔

۷۹: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے پھر تین مہینے کے بعد عورت کہے میں حاملہ ہوں اور خاوند اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہوگا۔

۸۰: کہا مالکؒ نے جس لونڈی سے خاوند اس کا لعان کرے پھر اس کو خرید ے تو اس سے وطی نہ کرے کیونکہ سنت جاری ہے کہ متلاعنین کبھی جمع نہیں ہوتے۔

۸۱: کہا مالکؒ نے اگر خاوند لعان کرے اپنی عورت سے قبل صحبت کے تو عورت کو آدھا مہر ملے گا۔

۱۴۔بَابُ مِیْرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعِنَةِ
جس عورت سے لعان کیا جائے اس عورت کے بچے کی میراث کا بیان

(۸۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ امام مالکؒ نے کہا کہ عروہ بن زبیرؓ کہتے تھے کہ ملاعنہ کا بچہ اور ولد زنا

---

[1] کیونکہ پہلے جس کا اقرار کر چکا تھا تو اب اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

يَقُوْلُ فِيْ وَلَدِ الْمُلَاعِنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا اَنَّهٗ اِذَا مَاتَ وَرِثَتْ اُمُّهٗ حَقَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَاِخْوَتُهٗ لِاُمِّهٖ حُقُوْقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِيْ اُمِّهٖ اِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَّاِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَّرِثَتْ حَقَّهَا وَ وَرِثَتْ اِخْوَتُهٗ لِاُمِّهٖ حُقُوْقَهُمْ وَكَانَ مَابَقِيَ لِلْمُسْلِمِيْنَ.

جب مرجائے تو ماں اس کی اپنے حصہ کے موافق وارث ہوگی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی وارث ہوں گے اور جو کچھ بچے گا وہ اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گا اگر ماں اس کی لونڈی ہو آزاد کی ہوئی اور جو آزاد ہو عربی تو بعد دینے ماں اور بھائیوں کے حصے کے جو کچھ بچے گا وہ بیت المال میں داخل ہوگا۔

ف: کہا مالکؒ نے سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا اور اس پر میں نے اہل علم کو پایا۔

۱۵۔بَابُ طَلَاقِ الْبِكْرِ - کنواری کی طلاق کا بیان

(۸۴) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّنْكِحَهَا فَجَآءَ يَسْتَفْتِيْ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ اَسْاَلُ لَهٗ فَسَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ ذَالِكَ فَقَالَا لَانَرٰى اَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ فَاِنَّمَا طَلَاقِيْ اِيَّاهَا وَاحِدَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِنَّكَ اَرْسَلْتَ مِنْ يَّدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ.

محمد بن ایاس بن بکیر نے کہا ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاق دیں قبل وطی کے پھر اس سے نکاح کرنا چاہا پھر گیا مسئلہ پوچھنے میں بھی اس کے ساتھ اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہؓ سے پوچھا دونوں نے کہا کہ تجھ کو نکاح اس عورت سے درست نہیں جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وہ شخص بولا میری ایک طلاق سے وہ عورت بائن ہوگئی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو نے اپنے ہاتھ سے خود اختیار کھو دیا (یعنی ایک طلاق کافی تھی تین طلاق بے فائدہ دیں اب جب دے دی تو کیا ہوسکتا ہے بدوں حلالہ کے درست نہیں)

(۸۵) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ يَسْاَلُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا قَالَ عَطَآءٌ فَقُلْتُ اِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٌّ الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلٰثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھنے لگا جو شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے قبل جماع کے اس کا کیا حکم ہے عطا نے کہا کہ بکر (کنواری) پر ایک طلاق پڑتی ہے۔ف عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا تو تو قصہ خواں ہے۔ ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے۔ اور تین طلاق سے حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دوسرے شخص سے نکاح کرے۔

ف: یعنی بغیر سمجھے بوجھے جو بات چاہتا ہے کہہ دیتا ہے قاص کہتے ہیں اس شخص کو جو وعظ و نصیحت کرے حکائتیں بیان کرے مگر علم فقہ میں دخل نہ رکھتا ہو۔

(۸۶) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشِ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ قَالَ فَجَآءَ هُمَا مُحَمَّدُ بْنُ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ

معاویہ بن ابی عیاش عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک شخص بدوی نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں قبل صحبت کے تمہاری کیا رائے ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اس مسئلے میں ہمیں کچھ

الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَا تَرَيَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ مَالَنَا فِيْهِ قَوْلٌ فَاذْهَبْ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ فَاِنِّىْ تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ فَسْلُهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَاَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَاَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَبِىْ هُرَيْرَةَ اَفْتِهٖ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ فَقَدْ جَآءَ تْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مِثْلَ ذَالِكَ.

نہیں معلوم عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ میں ان دونوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور جو وہ کہیں اس سے مجھے بھی خبر کرنا محمد بن ایاس وہاں گئے اور ان سے جا کر پوچھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم بتاؤ کہ ایک مشکل مسئلہ تمہارے پاس آیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک طلاق میں دوصورت بائن ہوگئی اور تین طلاق میں حرام ہوگئی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کہا۔

۸۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ اگر ثیبہ عورت سے کوئی نکاح کرے اور قبل جماع کے اسے تین طلاق دے دے تو وہ حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

١٦۔بَابُ طَلَاقِ الْمَرِيْضِ

بیمار کی طلاق کا بیان

(۸۸) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ وَكَانَ اَعْلَمَهُمْ بِذَالِكَ وَعَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیماری کی حالت میں اپنی عورت کو تین طلاق دیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکے میں سے ان کو حصہ دلایا بعد عدت گزرنے کے۔

ف: خاوند اپنی بیماری میں اس خیال سے کہ عورت کو ترکہ نہ پہنچے طلاق دے کر مر جائے تو امام مالکؒ کے نزدیک ہر طرح سے وارث ہوتی ہے اور امام احمد کے نزدیک جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وارث ہوتی ہے اور شافعیؒ کے نزدیک وارث نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر عدت کے اندر خاوند مر جائے تو وارث ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

(۸۹) عَنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَرَّثَ نِسَآءَ ابْنَ مُكْمِلٍ مِّنْهُ وَكَانَ طَلَّقَهُنَّ وَهُوَ مَرِيْضٌ.

عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے روایت ہے حضرت عثمان بن عفانؓ نے ابن مکمل کی عورتوں کو ترکہ دلایا اور وہ بیماری میں طلاق دے کر مر گیا تھا۔

ف: طلاق سے دو برس کے بعد مرا تو عدت کے بعد حضرت عثمانؓ نے ترکہ دلایا۔ (زرقانی)

(۹۰) عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ بَلَغَنِىْ اَنَّ امْرَأَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَاَلَتْهُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَقَالَ اِذَا حِضْتِ ثُمَّ طَهُرْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ فَلَمْ تَحِضْ حَتّٰى مَرِضَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا طَهُرَتْ اٰذَنَتْهُ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ اَوْ تَطْلِيْقَةً لَمْ يَكُنْ بَقِىَ لَهٗ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ غَيْرُهَا

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی بی بی نے ان سے طلاق مانگی عبدالرحمٰنؓ نے یہ کہا جب تو حیض سے پاک ہو مجھے خبر کر دینا اس کو حیض ہی نہ آیا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بیمار ہو گئے اس وقت حیض سے پاک ہوئی اور عبدالرحمٰنؓ سے کہا عبدالرحمٰنؓ نے اس کو تین طلاق دے دیں یا آخری طلاق دے دی پھر

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيْضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَآءِ عِدَّتِهَا.

عبدالرحمٰنؓ مر گئے حضرت عثمانؓ نے ان کی بی بی کو ترکہ دلایا باوجود گزر جانے عدت کے۔

(۹۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ جَدِّىْ حَبَّانَ امْرَاَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ وَاَنْصَارِيَّةٌ فَطَلَّقَ الْاَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرْضِعُ فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا وَلَمْ تَحِضْ فَقَالَتْ اَنَا اَرِثُهُ لَمْ اَحِضْ فَاخْتَصَمَتَا اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضٰى لَهَا بِالْمِيْرَاثِ فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ فَقَالَ هٰذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ هُوَ اَشَارَ عَلَيْنَا بِهٰذَا يَعْنِيْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ میرے دادا حبان بن منقذ کے پاس دو بیبیاں تھیں ایک ہاشمی اور ایک انصاری انصاری کو انہوں نے طلاق دی۔ اور وہ دودھ پلایا کرتی تھی ایک برس تک اس کو حیض نہ آیا بعد اس کے حبان مر گئے وہ بولی میں ترکہ لوں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا اور میری عدت نہیں گزری جب حضرت عثمانؓ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا انہوں نے ترکہ دلانے کا حکم کیا ہاشمی عورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگی انہوں نے کہا یہ حکم تو تیرے چچا کے بیٹے کا ہے انہوں نے مجھ سے ایسا ہی کہا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔

ف: حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہاشمی تھے وہ عورت بھی ہاشمی تھی اس کا دل خوش کرنے کو حضرت عثمانؓ نے یہ کہہ دیا۔

کہا مالکؒ نے ابن شہاب کہتے تھے اگر کوئی بیماری میں اپنی عورت کو تین طلاق دے کر مر جائے تو اس کو ترکہ ملے گا کہا مالکؒ نے اگر بیماری میں ایسی عورت کو طلاق دے جس سے صحبت نہ کی ہو تو اس کو آدھا مہر اور ترکہ ملے گا۔ اور عدت لازم نہ آئے گی اور اگر صحبت کے بعد طلاق دے تو پورا مہر اور ترکہ ملے گا بکر اور ثیبہ اس حکم میں برابر ہیں۔

۱۷۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُتْعَةِ الطَّلَاقِ — طلاق میں متعہ دینے کا بیان

ف: متعہ اس کو کہتے ہیں جو خاوند عورت کو طلاق کے وقت سلوک کے طور پر کچھ دیتا ہے ادنیٰ اس کا یہ ہے کہ ایک جوڑا کپڑے اور اعلیٰ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی دے متعہ دینا ہر عورت مطلقہ کو مستحب ہے اور جس عورت کا مہر مقرر نہ ہوا ہو قبل صحبت کے خاوند اس کو طلاق دے دے تو متعہ دینا واجب ہے۔

(۹۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَاَةً لَهُ فَمَتَّعَ بِوَلِيْدَةٍ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی عورت کو طلاق دی متعہ میں ایک لونڈی دی۔

(۹۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ اِلَّا الَّتِيْ تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمَسَسْ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعہ ملے گا مگر جس عورت کا مہر مقرر ہو گیا ہو اور قبل صحبت کے اس کو طلاق دی جائے تو اس کو آدھا مہر دینا کافی ہے۔

۹۴: کہا مالکؒ نے ابن شہاب کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعہ ملے گا قاسم بن محمد سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا۔

ف: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک متعہ کی کوئی حد نہیں ہے نہ قلیل کی نہ کثیر کی۔

۱۸۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَلَاقِ الْعَبْدِ — غلام کی طلاق کا بیان

(۹۵) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفیع مکاتب تھا حضرت ام سلمہؓ

زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَوْ عَبْدًا لَّهَا كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ فَطَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَاَمَرَهُ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَّاْتِيَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَسْأَلَهُ عَنْ ذَالِكَ فَلَقِيَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ اٰخِذًا بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَسَأَلَهُمَا فَابْتَدَرَاهُ جَمِيْعًا فَقَالَا حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

کا یا غلام تھا اس کے نکاح میں ایک عورت آزاد تھی اس کو دو طلاق دیں پھر رجعت کرنا چاہا آنحضرت ﷺ کی بیبیوں نے اس کو حکم کیا کہ حضرت عثمانؓ سے جا کر مسئلہ پوچھ وہ حضرت عثمانؓ سے جا کر ملا درج میں (ایک مقام کا نام ہے مدینہ میں) وہ حضرت زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب اس نے مسئلہ پوچھا دونوں نے کہا وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی۔

ف: کیونکہ غلام کو دو ہی طلاق کا اختیار ہے جیسے آزاد کو تین طلاق کا۔

(٩٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ نُفَيْعًا مُّكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ طَلَّقَ امْرَأَةً حُرَّةً تَطْلِيْقَتَيْنِ فَاسْتَفْتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ نفیع جو مکاتب تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس نے اپنی بی بی کو دو طلاق دیں پھر حضرت عثمانؓ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا حرام ہوگئی تجھ پر۔

(٩٧) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّ نُفَيْعًا مُّكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَفْتٰى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَةً حُرَّةً تَطْلِيْقَتَيْنِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ نفیع جو مکاتب تھا حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس نے مسئلہ پوچھا زید بن ثابتؓ سے کہ میں نے اپنی آزاد عورت کو دو طلاق دی ہیں زید بن ثابتؓ نے کہا وہ عورت حرام ہوگئی تیرے اُوپر۔

(٩٨) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَاَتَهٗ تَطْلِيْقَتَيْنِ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ.

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جب غلام اپنی عورت کو دو طلاق دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے خواہ اس کی بی بی لونڈی ہو یا آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں۔

(٩٩) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَذِنَ لِعَبْدِهٖ اَنْ يَّنْكِحَ فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهٖ مِنْ طَلَاقِهٖ شَيْءٌ فَاَمَّا اَنْ يَّاْخُذَ الرَّجُلُ اَمَةَ غُلَامِهٖ اَوْ اَمَةَ وَلِيْدَتِهٖ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ.

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دے تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگی نہ اور کسی کے ہاتھ میں اگر آدمی اپنے غلام کی لونڈی یا لونڈی چھین کر اس سے وطی کرے تو درست ہے۔

١٩۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نَفَقَةِ الْاَمَةِ اِذَا طُلِّقَتْ وَهِيَ حَامِلٌ

لونڈی حاملہ کو جب طلاق دی جائے اس کے نفقہ کا بیان

١٠٠: کہا مالکؒ نے آزاد شخص یا غلام لونڈی کو طلاق دے یا غلام آزاد بی بی کو طلاق دے اگر چہ وہ حاملہ ہو تو اس کا نفقہ اس پر لازم نہ آئے گا جب طلاق بائن ہو جس میں رجعت نہیں ہو سکتی۔

١٠١: کہا مالکؒ نے اگر آزاد مرد کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوائی کا خرچ خاوند پر نہ ہوگا بلکہ اس کی

ماں کے مالکؒ پر ہو گا کیونکہ وہ بچہ اسی غلام کا ہے اور اگر غلام کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوائی کا خرچ غلام پر نہ ہو گا کیونکہ غلام کو مولیٰ کا مال صرف کرنا اس شخص پر جو مولیٰ کی ملک نہیں بغیر مولیٰ کی اجازت کے ناجائز ہے۔

۲۰۔بَابُ عِدَّةِ الَّتِیْ تَفْقِدُ زَوْجَهَا

جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اس کی عدت کا بیان

(۱۰۲) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَیُّمَا امْرَاَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ اَیْنَ هُوَ فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ اَرْبَعَ سِنِیْنَ ثُمَّ تَعْتَدُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور اس کا پتہ معلوم نہ ہو کہاں ہے تو جس روز سے اس کی خبر بند ہوئی ہے چار برس تک عورت انتظار کرے بعد چار برس کے چار مہینے دس دن عدت کر کے اگر چاہے دوسرا نکاح کرے۔

ف: حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ بعضوں نے کہا کہ صحابہؓ نے اس پر اجماع کیا اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تک اس کے خاوند کے ہم عمر لوگ سب مر نہ جائیں اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔

۱۰۳: کہا مالکؒ نے اگر عورت کی عدت گزر گئی اور اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو پھر پہلے خاوند کو اختیار نہ رہے گا۔ خواہ دوسرے خاوند نے اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

کہا مالکؒ نے اگر عورت کی عدت کے اندر پہلا خاوند آ گیا تو وہ اپنی بی بی کا حقدار ہو گا اور میں نے لوگوں کو پایا انکار کرتے ہوئے اس شخص کو جو یہ کہتا ہے کہ اگر وہ دوسرا نکاح کر لے بعد اس کے پہلا خاوند آئے تو حضرت عمرؓ کے نزدیک پہلے خاوند کو اختیار ہے کہ اپنا مہر دوسرے خاوند سے وصول کر لے یا بی بی کو لے لے۔

ف: یعنی یہ روایت غلط ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی کچھ اصل نہیں اور صحیح یہی ہے کہ پہلے خاوند کو کچھ اختیار نہ رہے گا۔ جب وہ عورت دوسرا نکاح کر لے۔

۱۰۴: کہا مالکؒ نے مجھے حضرت عمرؓ سے پہنچا آپ نے فرمایا جس عورت کا خاوند کسی ملک میں چلا گیا ہو وہاں سے طلاق کہلا بھیجے بعد اس کے رجعت کر لے مگر عورت کو رجعت کی خبر نہ ہو اور وہ دوسرا نکاح کر لے بعد اس کے پہلا خاوند آئے تو اس کو کچھ اختیار نہ ہو گا خواہ دوسرے خاوند نے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

۱۰۵: کہا مالکؒ نے مجھے یہ روایت اور مفقود کی روایت بہت پسند ہے۔

۲۱۔بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاَقْرَآءِ وَعِدَّةِ الطَّلَاقِ وَطَلَاقِ الْحَآئِضِ

قراء کا اور طلاق کی عدت کا اور حائضہ کی طلاق کا بیان

(۱۰۶) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَآئِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْیُرَاجِعْهَا فَلْیُمْسِکْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طلاق دی اپنی عورت کو حیض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ان کو حکم کرو رجعت کر لیں پھر رہنے دیں یہاں تک کہ حیض سے

تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَآءَ أَمْسَكَهَا بَعْدُ وَإِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ.

پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر حیض سے پاک ہو اب اختیار ہے خواہ رکھے یا طلاق دے اگر طلاق دے تو اس طہر میں صحبت نہ کرے یہی عدت ہے جس میں حکم دیا اللہ نے طلاق دینے کا۔

ف: فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ یعنی طلاق دو تم عورتوں کو ان کی عدت کے وقت میں یعنی جب طہر شروع ہو تو طلاق دو مطلقہ کے عدت اکثر علماء کے نزدیک تین طہر ہیں اور کلام اللہ میں تین قروء کی عدت جو مذکور ہے مراد قروء سے طہر ہیں اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین حیض مراد ہیں مگر یہ آیت اور حدیث ان پر حجت ہے جب شروع طہر میں طلاق دی پھر حیض آیا پھر طہر ہوا اب تیسرا حیض آتے ہیں عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ تین طہر گزر گئے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تیسرا حیض گزر رے گا اس وقت عدت ختم ہوگی۔ حیض کی حالت میں طلاق دینا بالاتفاق حرام اور ممنوع ہے۔

(۱۰۷) عَنْ عَآئِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ حِيْنَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَقَدْ جَادَلَهَا فِي ذٰلِكَ نَاسٌ وَقَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِي كِتَابِهٖ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ (وَهَلْ) تَدْرُوْنَ مَا الْأَقْرَاءُ إِنَّمَا الْأَقْرَاءُ الْإِطْهَارُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کو عدت سے اٹھا دیا جب تیسرا حیض شروع ہوا ابن شہاب نے کہا میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا عمرہ نے کہا عروہ نے سچ کہا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں لوگوں نے جھگڑا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مطلقہ عورتیں روک رکھیں اپنے نفسوں کو تین قروء تک انہوں نے کہا سچ کہتے ہو لیکن قروء سے جانتے ہو کیا مراد ہے قروء سے طہر مراد ہے۔

(۱۰۸) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَابَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا مِّنْ فُقَهَآئِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ هٰذَا يُرِيْدُ قَوْلَ عَائِشَةَ.

ابن شہاب نے کہا میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے سنا کہتے تھے میں نے سب فقیہوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثل کہتے ہوئے پایا۔

ف: یعنی قروء سے طہر مراد ہیں۔

(۱۰۹) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ الْأَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِيْنَ دَخَلَتِ امْرَأَتُهٗ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَكَانَ قَدْ طَلَّقَهَا فَكَتَبَ مُعٰوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ إِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ يَسْأَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدٌ أَنَّهَا إِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهٗ وَلَا يَرِثُهَا.

سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ احوص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تھی جب تیسرا حیض اس کو شروع ہوا احوص مر گئے معاویہ ابن ابی سفیان نے زید بن ثابت کو لکھ کر بھیجا اس کا کیا حکم ہے زید ابن ثابتؓ نے جواب لکھا کہ جب اس کو تیسرا حیض شروع ہو گیا تو خاوند کو اس سے علاقہ نہ رہا اور نہ اس کو خاوند سے نہ اس کی وارث ہوگی نہ وہ اس کا وارث ہوگا۔

(۱۱۰) عَنْ مَّالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

حضرت امام مالک کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمد اور حضرت سالم بن عبداللہ اور حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور حضرت سلیمان

وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا دَخَلَتِ الْمُطَلَّقَةُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا وَلَا مِيرَاثَ بَيْنَهُمَا وَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا.

ابن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا اب ایک کا ترکہ دوسرے کو نہ ملے گا۔

(١١١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا.

عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور تیسرا حیض شروع ہو جائے تو اس عورت کو خاوند سے علاقہ نہ رہا اور نہ خاوند کو اس سے نہ تو وہ اس کا وارث ہوگا اور نہ وہ اس کی۔

١١٢: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

(١١٣) عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّسَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ كَانَا يَقُوْلَانِ اِذَا طُلِّقَتِ الْمَرْأَةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَحَلَّتْ.

فضیل بن عبداللہؒ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جائے گا۔

(١١٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ شِهَابٍ وَّ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ ثَلٰثَةُ قُرُوْءٍ.

حضرت سعید بن المسیب اور حضرت ابن شہاب اور حضرت سلیمان بن یسار کہتے تھے جو عورت خلع کرے اس کی عدت تین قروء ہے۔

(١١٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ الْاَقْرَاءُ وَاِنْ تَبَاعَدَتْ.

ابن شہاب کہتے تھے مطلقہ کی عدت طہر دن سے ہو گی اگرچہ بہت دن لگیں۔

(١١٦) عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ امْرَأَتَهُ سَاَلَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ لَهَا اِذَا حِضْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ فَلَمَّا حَاضَتْ اٰذَنَتْهُ فَقَالَ اِذَا طَهُرْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ فَلَمَّا طَهُرَتْ اٰذَنَتْهُ فَطَلَّقَهَا.

ایک انصاری کی بی بی نے اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس نے کہا جب تجھے حیض آئے تو مجھے خبر کر دینا جب حیض آیا اس نے خبر کی کہا جب پاک ہونا تو مجھے خبر کرنا جب پاک ہوئی خبر کی اس وقت انہوں نے طلاق دے دی۔

......

١١٧: کہا مالکؒ نے میں نے یہ اچھا سنا۔

٢٢۔بَابُ عِدَّةِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اِذَا طُلِّقَتْ فِيْهِ

جس گھر میں طلاق ہو وہیں عدت کرنے کا بیان

(١١٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِيْ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ

قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار ذکر کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید نے طلاق دی عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق بتہ ان کے باپ عبدالرحمٰن نے اس مکان سے اٹھوا منگوایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَكَمِ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدِ الْمَرْاَةَ اِلٰى بَيْتِهَا فَقَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ اِنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ غَلَبَنِيْ وَقَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ اَوْ مَا بَلَغَكِ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَايَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ اِنْ كَانَ بِكَ الشَّرُّ فَحَسْبُكِ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

نے مروان کے پاس کہلا بھیجا۔ ان دنوں میں وہ حاکم تھا مدینہ کا خدا سے ڈر اور عورت کو اسی گھر میں پہنچا دے جس میں طلاق ہوئی ہے سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہے (میں اس کو منع نہیں کر سکتا) اور قاسم کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا حضرت عائشہؓ سے کیا تم کو فاطمہ بنت قیس کی حدیث یاد نہیں۔ ف۱ حضرت عائشہؓ نے کہا اگر فاطمہ کی حدیث تم یاد نہ کرو تو کچھ ضرر نہیں مروان نے کہا اگر تمہارے نزدیک فاطمہ کی نقل مکان کرنے کی یہ وجہ تھی کہ جورو اور خاوند میں لڑائی تھی تو وہ وجہ یہاں بھی موجود ہے۔ ف۲

....

ف۱: آنحضرت ﷺ نے عدت کے اندر نقل مکان کرنے کی اجازت دی فاطمہ بنت قیس کو اس وجہ سے کہ وہ مکان ایک جنگل میں واقع تھا یا فاطمہ بنت قیسؓ بدزبان تھی لڑائی جھگڑے کا خوف تھا خاوند سے۔

ف۲: حتی المقدور عورت کو عدت اس مکان میں کرنا چاہیے جہاں طلاق ہو یا موت ہو البتہ اگر کوئی عذر پیش آئے جیسے مکان کا اکیلا ہونا یا صاحب مکان کا اٹھا دینا یا کرایہ مکان پر قادر نہ ہونا یا لڑائی جھگڑا ہونا تو اس مکان سے اٹھ جانا درست ہے۔

(۱۱۹) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَةَ سَعِيْدِ بْنِ زُبَيْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَتْ فَاَنْكَرَ ذَالِكَ عَلَيْهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید کی بیٹی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھی انہوں نے اس کو تین طلاق دیں وہ اس مکان سے اٹھ گئی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے برا جانا۔

(۱۲۰) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَاَةً لَّهٗ فِيْ مَسْكَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ طَرِيْقُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ يَسْلُكُ الطَّرِيْقَ الْاُخْرٰى مِنْ اَدْبَارِ الْبُيُوْتِ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّسْتَاْذِنَ عَلَيْهَا حَتّٰى رَاجَعَهَا.

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طلاق دی اپنی بی بی کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اور ان کے گھر میں سے ہو کر مسجد کو راستہ تھا عبداللہ بن عمرؓ دوسرے راستہ سے جاتے تھے گھروں کے پیچھے سے ہو کر کیونکہ مکروہ جانتے تھے مطلقہ عورت کے گھر میں جانے کو اذن لے کر بغیر رجعت کے۔

(۱۲۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ فِيْ بَيْتٍ بِكَرَاءٍ عَلٰى مَنِ الْكِرَاءُ قَالَ سَعِيْدٌ عَلٰى زَوْجِهَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا قَالَ فَعَلَيْهَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهَا قَالَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر عورت گھر میں کرایہ سے ہو اور خاوند طلاق دے دے تو عدت تک کرایہ کون دے گا سعید نے کہا خاوند دے گا اس نے کہا اگر خاوند کے پاس نہ ہو سعید نے کہا بی بی دے گی اس نے کہا کہ اگر بی بی کے پاس بھی نہ ہو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حاکم

فَعَلَى الْاَمِيرِ.

دے گا۔

٢٣۔بَابُ فِي نَفَقَةِ الْمُطَلَّقَةِ

مطلقہ کے نفقہ کا بیان

(١٢٢) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَاعَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلَهُ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ وَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِي اعْتَدِّي عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ وَاَبَاجَهْمِ بْنِ هِشَامٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا اَبُوْجَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ اِنْكِحِي اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ اِنْكِحِي اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَّاغْتُبِطْتُ بِهٖ.

فاطمہ بنت قیس کو طلاق دی ابوعمرو بن حفص نے طلاق بتہ اور وہ شام میں تھیں انہوں نے اپنے وکیل کو جو دے کر بھیجا فاطمہ بنت قیس خفا ہوئیں[1] وکیل بولا تمہارا کچھ دینا نہیں آتا فاطمہ خفا ہو کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں آپؐ نے فرمایا بے شک تیرا خرچ خاوند پر نہیں ہے۔ اور تو عدت کر ام شریک کے گھر میں آپ نے فرمایا ام شریک کے گھر میں رات دن میرے اصحاب آیا جایا کرتے ہیں عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر میں تو عدت کر کیونکہ وہ اندھا ہے تو اگر اپنے کپڑے اتارے گی تو بھی کچھ قباحت نہیں ف۱ جب تیری عدت گزر جائے تو مجھے کہنا فاطمہ بنت قیس نے کہا جب میری عدت گزر گئی تو میں نے حضرت سے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم بن ہشام دونوں نے مجھے پیام دیا ہے آپ نے فرمایا ابوجہم تو اپنی لکڑی کبھی ہاتھ سے رکھتا ہی ف۲ نہیں اور معاویہ مفلس ہیں ان کے پاس مال نہیں تو اسامہ بن زیدؓ سے نکاح کر میں نے اسامہ کو ناپسند کیا آپ نے پھر فرمایا تو اسامہؓ سے نکاح کر فاطمہؓ نے کہا میں نے اسامہؓ سے نکاح کر لیا اللہ نے اس میں برکت دی اور لوگ رشک کرنے لگے۔

ف۱: کیونکہ جس عورت کو تین طلاق ہوئی ہوں اور حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ عدت کا خاوند پر نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہے۔

ف۲: یعنی عورت کو اکثر مارا کرتا ہے۔

(١٢٣) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يَقُوْلُ الْمَبْتُوْتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ حَامِلًا فَيُنْفِقُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا.

ابن شہاب کہتے ہیں جس عورت کو تین طلاق ہوئی ہوں وہ اپنے گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ عدت سے فارغ ہو اور اس کو نفقہ نہ ملے گا مگر جس صورت میں حاملہ ہو تو وضع حمل تک ملے گا۔

١٢٤: کہا مالک نے ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

٢٤۔بَابُ عِدَّةِ الْاَمَةِ مِنْ طَلَاقِ زَوْجِهَا

لونڈی کی عدت کا بیان

١٢٥: کہا مالک نے اگر لونڈی کو غلام طلاق دے پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اس کی عدت لونڈی کی سی ہے اس غلام کو رجعت کا حق

---

[1] جوان کے کھانے کو بھیجے وہ اس کو حقیر جان کر غصہ ہوئیں۔١٢

باقی رہے یا نہ رہے۔

۱۲۶: کہا مالک نے ایسا ہی اگر غلام پر حد واجب ہو پھر آزاد ہو جائے تو غلام ہی کی سی حد رہے گی۔

۱۲۷: کہا مالکؒ نے آزاد شخص کو لونڈی پر تین طلاق کا اختیار ہے۔ مگر عدت لونڈی کی دو حیض ہیں اور غلام کو آزاد عورت پر دو طلاق کا اختیار ہے مگر عدت اس کی تین طہر ہیں۔

۱۲۸: کہا مالک نے اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو خرید کر لے اور آزاد کر دے تو دو حیض سے عدت کرے اگر بعد خریدنے کے اس سے صحبت نہ کی ہو ورنہ ایک حیض سے استبراء کافی ہے۔

۲۵۔ بَابُ جَامِعِ عِدَّةِ الطَّلَاقِ

عدت کے بیان میں مختلف حدیثیں

(۱۲۹) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُسَيْطِ اللَّيْثِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا امْرَاَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَانِ ثُمَّ رُفِعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ فَاِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ وَاِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ الْاَشْهُرِ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ.

حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق ہو پھر ایک یا دو حیض کے بعد اس کا حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے گی اگر حمل معلوم ہو تو بہتر ہے ورنہ پھر تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرے۔

(۱۳۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَآءِ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ طلاق مردوں کے لحاظ سے ہے اور عدت عورتوں کے لحاظ سے۔

ف: یعنی اگر مرد آزاد ہو تو تین طلاق کا مالک ہے۔ اگر غلام ہو تو دو طلاق کا چاہے عورت آزاد ہو یا لونڈی اسی طرح آزاد عورت کی عدت تین طہر ہیں۔ اور لونڈی کے دو حیض اگرچہ مرد غلام ہو یا آزاد۔

(۱۳۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا عورت مستحاضہ کی عدت ایک برس تک ہے۔

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون ہمیشہ جاری رہے کبھی بند نہ ہو۔

۱۳۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عورت مطلقہ کا اگر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے اگر اس وقت تک بھی حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آنے لگے تو پھر عدت حیض سے شروع کرے اگر پھر نو مہینے تک حیض نہ آئے پھر تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے کے اندر پھر حیض آ جائے پھر حیض سے شروع کرے پھر اگر نو مہینے تک حیض نہ آئے تین مہینے عدت کرے اگر پھر ان تین مہینوں میں حیض آ جائے تو اب عدت حیضوں سے پوری ہو اور جو حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کر لے اس تین برس کی عدت میں خاوند کو اختیار ہے رجعت کر لے مگر جب تین طلاق دے چکا ہو۔

۱۳۳: کہا مالکؒ نے اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دے جب عدت گزرنے لگے رجعت کر لے پھر طلاق دے دے اور صحبت نہ کرے تو عورت کو نئے سرے سے عدت کرنی ہوگی۔ پہلے دنوں کا شمار نہ ہوگا مگر خاوند گنہگار ہوگا اگر اس نے تکلیف دینے کی نیت کی ہو۔

ف: پہلے لوگ اپنی عورت کو طلاق دیا کرتے جب عدت گزرنے لگتی پھر رجعت کر لیتے اس خیال سے کہ عورت کو تکلیف ہو اللہ جل جلالہٗ نے اس سے منع کیا اور فرمایا جب تم طلاق دو عورتوں کو اور عدت ان کی گزرنے پر ہو تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا رخصت کر دو ان کو موافق دستور کے اور مت رو کو ان کو تکلیف دینے کے لیے تاکہ ظلم کرو تم الیٰ آخرہ۔

۱۳۴: کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو پھر خاوند بھی مسلمان ہو عدت کے اندر تو وہ عورت اسی کی رہے گی اگر عدت گزر جائے پھر عورت سے کچھ علاقہ نہ رہے گا البتہ نکاح کر سکتا ہے پھر تین طلاق کا مالک ہو گا کیونکہ عورت کے مسلمان ہونے سے طلاق نہیں پڑی بلکہ نکاح فسخ ہو گیا تھا۔

٢٦۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَكَمَيْنِ
حکم (پنچ) کے بیان میں

(۱۳۵) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَآ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا اِنَّ اِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا وَالْاِجْتِمَاعَ.

حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جو فرمایا اگر تم کو خوف ہو خاوند اور جورو کی آپس میں لڑائی کا تو ایک حکم (پنچ) مقرر کرو خاوند والوں میں سے اور ایک حکم (پنچ) جورو والوں میں سے اگر وہ بھلائی چاہیں گے اللہ اس کی توفیق دے گا بے شک اللہ جانتا خبردار ہے۔ ان حکموں کو اختیار ہے کہ خاوند اور جورو میں تفریق کر دیں یا ملاپ کر دیں۔

۱۳۶: کہا مالکؒ نے میں نے یہ اچھا سنا کہ حکموں کا قول تفریق اور ملاپ میں معتبر اور نافذ ہے۔

ف: خواہ خاوند اور جورو کے اذن سے حکم ہوئے ہوں یا بلا اذن اور بعضوں کے نزدیک ملاپ میں ان کا قول نافذ ہے۔ تفریق بغیر خاوند کے طلاق دی ہوئی نہیں ہو سکتی البتہ اگر خاوند نے حکم کو طلاق کا اختیار دے دیا ہو تو طلاق نافذ ہو جائے گی۔

٢٧۔بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ بِطَلَاقِ مَالَمْ يَنْكِحْ
عورت سے نکاح نہ کیا ہو اس کی طلاق پر قسم کھانے کا بیان

(۱۳۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّابْنَ شِهَابٍ وَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلَاقِ الْمَرْاَةِ قَبْلَ اَنْ يَّنْكِحَهَا ثُمَّ اَثِمَ اَنَّ ذَالِكَ لَازِمٌ لَّهُ اِذَا نَكَحَهَا.

حضرت عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن مسعود اور سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور ابن شہاب اور سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہتے ہیں کہ جو کوئی شخص قسم کھا کے کسی عورت کی طلاق پر قبل نکاح کے پھر بعد نکاح کے وہ قسم ٹوٹے تو طلاق پڑ جائے گی۔

ف: مثلاً یہ کہے اگر میں اس عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق پڑ جائے گی۔ مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور احمدؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نہیں پڑے گی۔

(۱۳۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ فِيْمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَاَةٍ اَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ اَنَّهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص کہے میں جس عورت سے نکاح کروں اس عورت کو طلاق ہے اور کسی قبیلہ خاص

اِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيْلَةً اَوِ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔ اور عورت معین کا ذکر نہیں کیا تو یہ کلام لغو ہو جائے گا۔

ف: امام اعظمؒ کے نزدیک لغو نہ ہوگا بلکہ جس عورت سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جائے گی مگر ایک طلاق پڑے گی اس کے بعد رجعت کر سکتا ہے۔ البتہ اگر یہ کہہ دے کہ میں جس عورت سے نکاح کروں اس پر تین طلاق ہیں تو رجعت نہ کر سکے گا اور سوائے لونڈی خریدنے کے کسی کی عورت سے نکاح رہ نہیں سکتا۔

۱۳۹: کہا مالکؒ نے میں نے یہ اچھا سنا۔

۱۴۰: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی عورت سے کہے اگر میں فلاں کام نہ کروں تو تجھ پر طلاق ہے اور جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور مال اس کا اللہ کی راہ میں صدقہ ہے پھر اس کام کو نہ کیا تو اس کی عورت پر طلاق پڑ جائے گی مگر یہ جو کہا کہ جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اگر کسی عورت معین یا قبیلہ معین کا نام نہ لیا تو لغو ہو جائے گی اور مال میں سے تہائی صدقہ دینا ہوگا۔

۲۸۔بَابُ اَجَلِ الَّذِيْ لَا يَمَسُّ امْرَأَتَهُ

جو شخص اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اس کو مہلت دینے کا بیان

(۱۴۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّمَسَّهَا فَاِنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ اَجَلُ سَنَةٍ فَاِنْ مَسَّهَا وَاِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

سعید بن المسیب کہتے تھے جو شخص نکاح کرے کسی عورت سے پھر اس سے جماع نہ کر سکے اس کو ایک برس کی مہلت دی جائے اس عرصہ میں اگر جماع کرے گا تو بہتر نہیں تو تفریق کر دی جائے گی۔

(۱۴۲) عَنْ مَالِكٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مَتٰى يُضْرَبُ لَهُ الْاَجَلُ اَمْ يَّوْمَ يَبْنِيْ بِهَا اَمْ مِّنْ يَّوْمِ تُرَافِعُهُ فَقَالَ بَلْ مِنْ يَّوْمِ تُرَافِعُهُ اِلَى السُّلْطَانِ.

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کب سے ایک برس کی مہلت دی جائے گی جس روز سے خلوت ہوئی یا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا حکم کے سامنے انہوں نے کہا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا اس روز سے دعوت دی جائے گی۔

ف: کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو شخص اپنی عورت سے جماع کر چکا پھر کسی وجہ سے عاجز ہو گیا اس کو مہلت دینے کی ضرورت نہیں نہ تفریق ہوگی۔

۲۹۔بَابُ جَامِعِ الطَّلَاقِ

طلاق کی مختلف حدیثوں کا بیان

(۱۴۴) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ ثَقِيْفٍ اَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ حِيْنَ اَسْلَمَ الثَّقَفِيُّ اَمْسِكْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَّفَارِقْ سَائِرَهُنَّ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص ثقفی سے فرمایا جو مسلمان ہوا تھا اور اس کی دس بیبیاں تھیں چار کو رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

(۱۴۵) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّعُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ كُلُّهُمْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ

ابن شہاب نے کہا کہ میں نے سنا سعید بن المسیب اور حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سے سب کہتے تھے کہ ہم نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے سنا میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے تھے

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ اَيُّمَا امْرَاَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِيْقَةً اَوْتَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتّٰى تَحِلَّ وَتَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَيَمُوْتُ عَنْهَا اَوْ يُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا زَوْجُهَا الْاَوَّلُ فَاِنَّهَا تَكُوْنُ عِنْدَهٗ عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا.

جس عورت کو خاوند اس کا ایک طلاق یا دو طلاق دے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت اس کی گزر جائے اور دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر وہ دوسرا خاوند مرجائے یا طلاق دے دے پھر اس سے پہلا خاوند نکاح کرے تو اس کو بقیہ ایک طلاق کا اختیار رہے گا۔

ف: اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک پھر نئے سرے سے تین طلاق کا اختیار ہوگا۔

۱۴۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

(۱۴۷) عَنْ ثَابِتِ نِ الْاَحْنَفِ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اُمَّ وَلَدٍ لِّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَدَعَانِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَجِئْتُهٗ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَاِذَا سِيَاطٌ مَّوْضُوْعَةٌ وَاِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيْدٍ وَّعَبْدَانِ لَهٗ قَدْ اَجْلَسَهُمَا فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا وَاِلَّا وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا كَذَا قَالَ فَقُلْتُ هِيَ الطَّلَاقُ اَلْفًا قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ فَاَدْرَكْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَاْنِيْ فَتَغَيَّظَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ لَيْسَ ذَالِكَ بِطَلَاقٍ وَّاِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ قَالَ فَلَمْ تُقَرِّرْنِيْ نَفْسِيْ حَتّٰى اَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ اَمِيْرٌ عَلَيْهَا فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَاْنِيْ وَبِالَّذِيْ قَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ وَكَتَبَ اِلٰى جَابِرِ بْنِ الْاَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ يَاْمُرُهٗ اَنْ يُّعَاقِبَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَ اَنْ يُّخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَهْلِيْ قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ امْرَاَتِيْ حَتّٰى اَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِيْ لِوَلِيْمَتِيْ

ثابت احنف نے نکاح کیا عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کی ام ولد سے ان کو بلایا عبداللہ نے جو بیٹے تھے عبدالرحمٰن بن زیدؓ بن خطاب کے ثابت نے کہا میں ان کے پاس گیا دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں اور دو بیڑیاں لوہے کی رکھی ہوئی ہیں اور دو غلام حاضر ہیں عبداللہ نے مجھ سے کہا تو طلاق دے دے اس ام ولد کو نہیں تو میں تیرے ساتھ ایسا کروں گا۔ ف میں نے کہا ایسا ہے تو میں نے ہزار طلاق اس کو دیں۔ جب میں ان کے پاس سے گزرا تو مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ کو ملے میں نے ان سے ذکر کیا وہ غصے ہوئے اور کہا یہ طلاق نہیں ہے اور وہ ام ولد تیرے اوپر حرام نہیں ہے تو جا اپنے گھر میں ثابت نے کہا مجھ کو ان سے تسکین نہ ہوئی یہاں تک کہ میں مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور وہ حاکم تھے ان دنوں میں مکہ کے میں نے ان سے یہ قصہ بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کہا تھا وہ بھی ذکر کیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا بے شک وہ عورت تجھ پر حرام نہیں ہوئی تو اپنی بی بی کے پاس جا جابر بن اسود زہری جو حاکم تھے مدینہ کے ان کو خط لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دو اور ان کی بی بی کو ان کے حوالے کر دو ثابت کہتے ہیں میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن عمر کی بی بی صفیہ نے میری عورت کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیجا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اطلاع سے پھر میں نے ولیمہ کی دعوت کی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا وہ دعوت

فَجَاءَ نِيْ. | میں آئے۔ ف۲

ف۱: یعنی سخت سزا دوں گا اور ماروں گا۔

ف۲: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور جمہور علماء کا مذہب یہی ہے کہ زبردستی سے طلاق نہیں پڑتی اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک پڑ جاتی ہے۔

(۱۴۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَرَءَ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ.

عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا یوں پڑھتے تھے یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لقبل عدتھن اے نبی جب تم طلاق دو اپنی عورتوں کو تو طلاق دو ان کی عدت کے استقبال میں۔

۱۴۹: کہا مالکؒ نے مطلب اس کا یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دے۔

(۱۵۰) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ اَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ ذَالِكَ لَهُ وَاِنْ طَلَّقَهَا اَلْفَ مَرَّةٍ فَعَمَدَ رَجُلٌ اِلَى امْرَاَتِهِ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى اِذَا شَارَفَتِ انْقِضَآءُ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اُوْوِيْكِ اِلَيَّ وَلَا تَحِلِّيْنَ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيْدًا مِّنْ يَوْمَئِذٍ مَّنْ كَانَ مِنْهُمْ طَلَّقَ اَوْلَمْ يُطَلِّقْ.

عروہ بن زبیرؒ کہتے تھے پہلے یہ دستور تھا کہ مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا جب عدت گزرنے لگتی رجعت کر لیتا ایسا ہی ہمیشہ کیا کرتا اگرچہ ہزار مرتبہ طلاق دے ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کو طلاق دی جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی پھر طلاق دے دی اور کہا قسم خدا کی نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور نہ کسی اور سے ملنے دوں گا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری طلاق دوبار ہے پھر یا تو رکھ لو موافق دستور کے یا رخصت کر دو موافق دستور کے اس دن سے لوگوں نے نئے سرے سے طلاق شروع کی جنہوں نے طلاق دی تھی اور جنہوں نے نہ دی تھی سب نے۔

(۱۵۱) عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ نِ الدِّيْلِيِّ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا وَلَا يُرِيْدُ اِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلُ بِذَالِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَآرَّهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذَالِكَ.

ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ طلاق دیتے تھے اپنی عورتوں کو پھر رجعت کر لیتے تھے اور ان کے رکھنے کی نیت نہ ہوتی تھی تاکہ عدت ان کی بڑھ جائے اور ان کو ضرر پہنچے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری مت روک رکھو عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لیے جو ایسا کرے گا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ نصیحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو۔

......

(۱۵۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ فَقَالَا اِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهُ وَاِنْ قَتَلَ قُتِلَ.

سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ جو شخص نشے میں مست ہو اور طلاق دے اس کا کیا حکم ہے دونوں نے کہا کہ طلاق پڑ جائے گی اور اگر وہ نشے میں مار ڈالے کسی کو مارا جائے گا۔

۱۵۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

(۱۵۴) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ مَايُنْفِقُ عَلٰى امْرَاَتِهٖ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

سعید بن المسیب کہتے تھے جب خاوند جورو کو نان ونفقہ نہ دے سکے تو تفریق کردی جائے گی۔

۱۵۵: کہا مالکؒ نے میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی پر پایا۔

ف: شافعی کا بھی یہی قول ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک تفریق نہ ہوگی بلکہ جورو کو حکم دیا جائے گا کہ خاوند کے نام سے قرض لے کر کھائے۔

۳۰۔بَابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا كَانَتْ حَامِلًا

جب حاملہ عورت کا خاوند مرجائے اس کی عدت کا بیان

(۱۵۶) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سُئِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَدَخَلَ اَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَّالْاٰخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحِلِّیْ بَعْدُ وَكَانَ اَهْلُهَا غَيَبًا وَرَجَا اِذَا جَآءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثِرُوْهُ بِهَا فَجَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِیْ مَنْ شِئْتِ.

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت کا خاوند اگر مرجائے تو وہ کس حساب سے عدت کرے۔ ف[1] ابن عباسؓ نے کہا کہ دونوں عدتوں میں سے جو عدت دُور ہو اس کو اختیار کرے۔ ف[2] اور ابوہریرہؓ نے کہا کہ وضع حمل تک انتظار کرے پھر ابوسلمہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئی اور ان سے جا کر پوچھا انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد پندرہ دن میں جنی پھر دو شخصوں نے اس کو پیام بھیجا ایک نوجوان تھا دوسرا ادھیڑ وہ نوجوان کی طرف مائل ہوئی ادھیڑ نے کہا تیری عدت ہی ابھی نہیں گزری اس خیال سے کہ اس کے عزیز وہاں نہ تھے جب وہ آئیں گے تو شاید اس عورت کو میری طرف مائل کردیں پھر سبیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا تیری عدت گزر گئی تو جس سے چاہے نکاح کرلے۔

ف۱: یعنی چار مہینے دس دن تک عدت کرے یا وضع حمل تک انتظار کرے۔

ف۲: یعنی اگر وضع حمل کے ایام قریب ہوں اور چار مہینے دس دن گزرنے میں عرصہ ہو تو چار مہینے دس دن اختیار کرے اگر وضع حمل میں چار مہینے دس دن سے بھی زیادہ دیر ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔

(۱۵۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِیَ حَامِلٌ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَقَدْ حَلَّتْ فَاَخْبَرَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ وَضَعَتْ وَزَوْجُهَا عَلٰى سَرِيْرِهٖ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ لَحَلَّتْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ اگر عورت حاملہ کا خاوند مرجائے تو اس کی عدت کیا ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب وہ جنے اس کی عدت پوری ہوگئی اتنے میں ایک شخص انصاری نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا اگر خاوند کا جنازہ تخت پر رکھا ہو اور اس کی عورت جنے تو اس کی عدت گزر جائے گی۔

(۱۵۸) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ.

مسعود بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز میں جنی تو رسولؐ اللہ نے فرمایا اب تیری عدت گذر گئی جس سے چاہے نکاح کرے۔

(۱۵۹) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَبَاسَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْاَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ اِذَا وَضَعَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ فَجَآءَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ يَعْنِيْ اَبَاسَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَّوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّهَا قَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اختلاف کیا اس عورت کی عدت میں جو پندرہ دن بعد اپنے خاوند کے مرنے کے جنے ابوسلمہ نے کہا جب وہ جنے تو اس کی عدت گزر گئی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں دونوں عدتوں میں جو دور ہو وہاں تک انتظار کرے اتنے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں پھران سب لوگوں نے کریب کو جو عبداللہ بن عباسؓ کے مولی تھے بھیجا حضرت ام سلمہؓ کے پاس اس مسئلے کو پوچھنے کے واسطے انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز کے جنی جب آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو حلال ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرے۔

۱۶۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہمارے شہر کے عالم اسی مذہب پر رہے۔

۳۱۔بَابُ مُقَامِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ

جس عورت کا خاوند مرجائے اس کو عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان

(۱۶۱) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ اُخْتُ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَسْاَلُهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خِدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجَهَا فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهُ اَبَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِطَرْفِ الْقُدُوْمِ اَدْرَكَهُمْ فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فِيْ بَنِيْ خِدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ وَلَانَفَقَةٍ قَالَتْ فَقَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَالَتْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ نَادَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْاَمَرَبِيْ فَنُوْدِيْتُ لَهُ

زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان جو بہن ہیں ابوسعیدؓ خدری کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ مجھے اپنے لوگوں میں جانے کی اجازت ہے کیونکہ میرے خاوند کے چند غلام بھاگ گئے تھے وہ ان کو ڈھونڈنے کو نکلے جب قدوم (ایک مقام ہے مدینہ سے سات میل پر) میں پہنچی وہاں غلاموں کو پایا اور غلاموں نے میرے خاوند کو مار ڈالا اور میرا خاوند میرے لیے نہ کوئی مکان ذات کا چھوڑ گیا ہے نہ کچھ خرچ دے گیا ہے اگر آپ کہئے تو میں اپنے کنبے والوں میں چلی جاؤں آپ نے فرمایا چلی جا جب میں لوٹ کر چلی حجرہ کے باہر نہیں پہنچی تھی کہ پھر آپؐ نے پکارا یا کسی اور نے آپ کے کہنے پر

فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِيْ ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَانِ زَوْجِيْ فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَالَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَسَأَلَنِيْ عَنْ ذَالِكَ فَاَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَ قَضٰى بِهٖ.

پکارا اور مجھ سے پوچھا میں نے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اسی گھر میں رہ یہاں تک کہ عدت پوری ہو میں نے اسی گھر میں عدت کی چار مہینے دس دن تک جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انہوں نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا اور اسی کے موافق حکم کیا۔

(١٦٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَآءِ يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ.

سعید بن میسّبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ان عورتوں کو جو خاوند کے مرنے کے بعد سے عدت میں ہوتی تھیں[1] بیداء سے پھیر دیتے تھے حج کو نہ جانے دیتے تھے۔

(١٦٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّيَ وَاَنَّ امْرَاَتَهٗ جَآءَتْ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَذَكَرَتْ لَهٗ وَفَاةَ زَوْجِهَا وَذَكَرَتْ لَهٗ حَرْثًا لَّهُمْ بِقَنَاةٍ وَسَالَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَبِيْتَ فِيْهِ فَنَهَاهَا عَنْ ذَالِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سَحَرًا فَتُصْبِحُ فِيْ حَرْثِهِمْ فَتَظَلُّ فِيْهِ يَوْمَهَا ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ اِذَا اَمْسَتْ فَتَبِيْتُ فِيْ بَيْتِهَا.

سائب بن خباب کا انتقال ہو گیا تو ان کی بی بی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کا مرنا بیان کیا اور کہا کہ میری کچھ کھیتی ہے چاہے اگر آپ اجازت دیجیے تو میں وہاں شب کو رہا کروں انہوں نے اس سے منع کیا تو وہ مدینہ سے صبح کو جاتیں دن بھر اپنے کھیت میں رہتیں اور سارا دن وہاں کاٹتیں شام کو پھر مدینہ میں آجاتیں اور رات بھر اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

(١٦٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْمَرْأَةِ الْبَدَوِيَّةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اَنَّهَا تَنْتَوِيْ حَيْثُ انْتَوٰى اَهْلُهَا.

ہشام بن عروہؒ سے روایت ہے ان کے باپ عروہؒ کہتے تھے کہ جو لوگ جنگل میں رہا کرتے ہیں اگر ان میں سے کسی کا خاوند مر جائے تو وہ اپنے لوگوں کے ساتھ رہے جہاں وہ اتریں وہاں وہ بھی اترے۔ (عذر کی وجہ سے)

......

(١٦٥) عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْتُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا الْمَبْتُوْتَةُ اِلَّا فِيْ بَيْتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے یا طلاق دے دے وہ رات کو اپنے گھر میں رہا کرے۔ (عدت تک)

۳۲۔بَابُ عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا

جب اُم ولد کا مالک مر جائے اس کی عدت کا بیان

(١٦٦) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنَّ يَزِيْدَ بْنَ عَبْدِالْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَّنِسَآءِ هِمْ وَكُنَّ اُمَّهَاتِ

قاسم بن محمد کہتے تھے کہ یزید بن عبدالملک نے تفریق کر دی درمیان میں مردوں کے اور ان عورتوں کے جو ام ولد تھیں لوگوں

[1] بیداء ایک مقام کا نام ہے۔

اَوْلَادِ رِجَالٍ هَلَكُوْا فَتَزَوَّجُوْهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ اَوْ حَيْضَتَيْنِ نَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَعْتَدَدْنَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا مَّاهُنَّ مِنَ الْاَزْوَاجِ.

کی اور ان کے مولیٰ مر گئے تھے انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لیے تھے اور حکم دیا چار مہینے دس دن عدت کرنے کو تب قاسم بن محمد نے کہا سبحان اللہ اللہ فرماتا ہے جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت کریں اور ام ولد بیبیوں میں داخل نہیں۔

ف: قاسم بن محمد نے یزید بن عبدالملک پر انکار کیا اس بات سے کہ انہوں نے ام ولد کی عدت کو چار مہینے دس دن قرار دیا حالانکہ ام ولید بیبیوں میں داخل نہیں ہے۔

(۱۶۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ عِدَّةُ اُمِّ وَلَدٍ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ام ولد کا مولیٰ جب مر جائے تو ایک حیض تک عدت کرے۔

۱۶۸: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہا امام مالکؒ نے اگر اس ام ولد کو حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک عدت کرے۔

۳۳۔بَابُ عِدَّةِ الْاَمَةِ اِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا اَوْ زَوْجُهَا

لونڈی کا جب مولیٰ یا خاوند مر جائے اس کی عدت کا بیان

(۱۶۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ عِدَّةُ الْاَمَةِ اِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَانِ وَخَمْسُ لَيَالٍ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ لونڈی کا خاوند جب مر جائے تو عدت اس کی دو مہینے پانچ دن ہے۔

(۱۷۰) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

۱۷۱: کہا مالک نے جو غلام لونڈی کو طلاق رجعی دے پھر مر جائے اور اس کی عورت عدت میں ہو تو اب دو مہینے پانچ دن تک عدت کرے۔ اگر وہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اپنے خاوند سے جدا نہ ہونا چاہے یہاں تک کہ خاوند اس کا عدت میں مر جائے تو اب وہ لونڈی مثل آزاد عورت کے چار مہینے دس دن تک عدت کرے کیونکہ عدت وفات کے بعد آزادی کے اس پر لازم ہوئی تو مثل آزاد عورت کے کرنا چاہیے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَزْلِ

عزل کے بیان میں

ف: انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لینا اور باہر منزل ہونا اس کا نام عزل ہے۔

(۱۷۲) عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَسَاَلْتُهٗ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ اَبُوْسَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِّنْ

ابن محیریز سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا وہاں ابوسعید خدریؓ کو بیٹھے دیکھا میں نے پوچھا عزل درست ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں گئے وہاں عورتیں کافروں کی قید ہوئیں ہم لوگوں کو شہوت ہوئی اور مجردی دشوار

سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْفِدَا فَاَرَدْنَا اَنْ نَّعْزِلَ فَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَّسْاَلَهُ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.

گذری اور یہ بھی ہم چاہتے تھے کہ ان عورتوں کو بیچ کر روپیہ حاصل کریں اس لیے ہم نے چاہا کہ عزل کریں۔ ف[1] پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں بغیر آپ سے پوچھے کیونکر عزل کریں اس لیے آپؐ سے پوچھا آپ نے فرمایا عزل کرنے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ جس جان کو پیدا کرنا اللہ کو منظور ہے وہ خواہ مخواہ پیدا ہوگی قیامت تک۔ ف[2]

....

ف۱: کیونکہ اگر عزل نہ کریں گے تو حمل کا خوف ہے اور جب حمل ہو جائے گا تو بیچنا مشکل ہوگا۔

ف۲: بعض علماء نے عزل کو جائز رکھا ہے بعضوں نے مکروہ مگر ترک اس کا بہتر ہے۔

(۱۷۳) عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِّاَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزل کرتے تھے۔

(۱۷۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ لَا يَعْزِلُ وَ كَانَ يَكْرَهُ الْعَزْلَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عزل نہیں کرتے تھے اور مکروہ جانتے تھے۔

(۱۷۵) عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِيَّةَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَجَآءَهُ ابْنُ فَهْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا اَبَاسَعِيْدٍ اِنَّ عِنْدِيْ جَوَارِيَ لَيْسَ نِسَاءِيَ اللَّاتِيْ كُنَّ بِاَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهُنَّ وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِيْ اَنْ تَحْمِلَ مِنِّيْ اَفَاَعْزِلُ فَقَالَ زَيْدٌ اَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ فَقُلْتُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اِنَّمَا نَجْلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ قَالَ اَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ قَالَ فَقُلْتُ هُوَ حَرْثُكَ اِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ وَاِنْ شِئْتَ اَعْطَشْتَهُ قَالَ وَكُنْتُ اَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْ زَيْدٍ فَقَالَ زَيْدٌ صَدَقَ.

حجاج بن عمرو بن غزیہ زید بن ثابت کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ابن فہد ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور کہا اے ابا سعید (کنیت ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی) میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جو میری بیبیوں سے بہتر ہیں مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ سب حاملہ ہو جائیں کیا میں ان سے عزل کروں زیدؓ نے حجاج سے کہا مسئلہ بتاؤ حجاج نے کہا اللہ تمہیں بخشے ہم تو تمہارے پاس علم سیکھنے کو آتے ہیں زیدؓ نے کہا بتاؤ جب میں نے کہا وہ کھیتیاں ہیں تیری تیرا جی چاہے ان میں پانی پہنچا یا جی چاہے سوکھا رکھ ف میں ایسا ہی سنا کرتا تھا زیدؓ سے زیدؓ نے کہا سچ بولا۔

ف۱: یعنی چاہے ان سے جماع کرے او نطفہ ٹھہرنے دے یا عزل کر اور نطفہ نہ ٹھہرنے دے۔

(۱۷۶) عَنْ رَجُلٍ يُّقَالُ لَهُ دَفِيْفٌ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَدَعٰى جَارِيَةً لَّهُ فَقَالَ اَخْبِرِيْهِمْ فَكَاَنَّمَا اسْتَحْيَتْ فَقَالَ هُوَ ذٰلِكَ اَمَّا اَنَا فَاَفْعَلُهُ يَعْنِيْ اَنَّهُ يَعْزِلُ.

دفیف سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا عزل کرنا درست ہے یا نہیں انہوں نے اپنی لونڈی کو بلا کر کہا تو ان کو بتا دے اس نے شرم کی عبداللہ بن عباسؓ نے کہا دیکھو ایسا ہی حکم ہے میں تو عزل کیا کرتا ہوں۔

۱۷۷: کہا مالکؒ نے آزاد عورت سے عزل کرنا بغیر اس کی اجازت کے درست نہیں اور اپنی لونڈی سے بغیر اس کی اجازت کے درست ہے اور پرائی لونڈی سے اس کے مالک کی اجازت لینا ضروری ہے۔

٣٥۔بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاِحْدَادِ

(١٧٨) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خُلُوْقٍ اَوْغَيْرُ ذَالِکَ فَدَهَنَتْ بِهٖ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَحَتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِیْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَايَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰی زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّیَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِیْ بِالطِّيْبِ حَاجَةً غَيْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ لَايَحِلُّ لِاِمْرَءَ ةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰی مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ اُمِّیْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ تَقُوْلُ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِیْ تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا اَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَامَرَّتَيْنِ اَوْثَلٰثًا كُلُّ ذَالِکَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِیَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا وَّقَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ فِی الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِیْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰی رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِیْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰی رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَّ لَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا وَّلَا شَيْئًا حَتّٰی تَمُرَّبِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰی بِدَآبَّةٍ حِمَارٍ اَوْشَاةٍ

سوگ کا بیان

حمید بن نافع سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے تین حدیثیں ان سے بیان کیں ایک تو یہ کہ میں ام حبیبہؓ کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی جب ان کے باپ ابوسفیان بن حرب مرے تھے تو ام حبیبہؓ نے خوشبو منگوائی جس میں زردی ملی ہوئی تھی وہ خوشبو ایک لونڈی کے لگا کر اپنے کلوں پر لگالی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی احتیاج نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ کسی مردے پر تین دن تک زیادہ سوگ کرے سوا خاوند کے کہ اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ زینب نے کہا میں زینبؓ بنت جحش کے پاس جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی گئی جب ان کے بھائی مر گئے تھے انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی حاجت نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ سوگ کرے کسی مردے پر تین روز سے زیادہ مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ زینبؓ نے کہا میں اپنی ماں ام سلمہؓ کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی انہوں نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں اگر فرمایئے تو سرمہ لگا دوں آپ نے فرمایا نہیں نہیں دو بار یا تین بار بلکہ چار مہینے دس دن تک پرہیز کرنا ضروری ہے اور جاہلیت میں ایک سال تک پرہیز کرتے تھے جب سال ختم ہوتا تو اونٹ کی مینگنی پھینکتے تھے۔ حمید نے کہا میں نے زینبؓ سے پوچھا اونٹ کی مینگنی پھینکنے سے کیا مطلب ہے انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں جب عورت کا خاوند مر جاتا تو ایک کھنڈر میں چلے جاتے اور برے سے برے کپڑے پہن لیتے پھر ایک سال تک

اَوْطَآئِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّ مَا تَفْتَضُّ بِشَيْئٍ اِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِىْ بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَآءَتْ مِنْ طِيْبٍ وَغَيْرِهٖ.

خوشبو وغیرہ کچھ نہ لگاتے بعد سال کے ایک جانور لاتے گدھا یا بکری یا کوئی پرندہ اس کو اپنے بدن پر ملتے اکثر وہ مرجاتا بعد اس کے باہر نکلتے تو ایک اونٹ کی مینگنی اس کو دیتے اس کو پھینک کر پھر اختیار ہوتا چاہے خوشبو لگائے یا اور کوئی کام کرے۔

......

(۱۷۹) عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سوگ کرنا کسی مردے پر تین راتوں سے زیادہ مگر خاوند پر۔

(۱۸۰) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِاِمْرَأَةٍ حَآدٍّ عَلٰى زَوْجِهَا اشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَبَلَغَ ذَالِكَ مِنْهَا اكْتَحِلِيْ بِكُحْلِ الْجَلَاءِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت سے کہا جو سوگ میں تھی اپنے خاوند کے اور اس کی آنکھ دکھتی تھی رات کو وہ سرمہ لگالے جس سے آنکھ روشن ہو اور دن کو پونچھ ڈالے۔

(۱۸۱) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا كَانَا يَقُوْلَانِ فِى الْمَرْأَةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا خَشِيَتْ فِىْ بَصَرِهَا مِنْ رَّمَدٍ بِهَا اَوْشَكْوٰى اَصَابَهَا اَنَّهَا تَكْتَحِلُ وَتَتَدَاوٰى بِدَوَآءٍ اَوْ بِكُحْلٍ وَاِنْ كَانَ فِيْهِ طِيْبٌ.

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے جس عورت کا خاوند مر جائے اور اس کو اپنی آنکھ کے آشوب یا کسی اور دکھ کی تکلیف ہو وہ سرمہ لگائے۔ اور دوا کرے اگرچہ اس میں خوشبو ہو۔

۱۸۲: کہا مالکؒ نے جب ضرورت ہو تو اللہ جل جلالہٗ کا دین آسان ہے۔

(۱۸۳) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا اشْتَكَتْ عَيْنُهَا وَهِىَ حَآدٌّ عَلٰى زَوْجِهَا عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ تَكْتَحِلْ حَتّٰى كَادَتْ عَيْنَاهَا تَرْمَصَانِ.

صفیہ بنت ابی عبید اپنے خاوند کے سوگ میں تھیں یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انہوں نے سرمہ نہ لگایا اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں یہاں تک کہ چیپڑ آنے لگا۔

۱۸۴: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو عورت سوگ میں ہو اپنے خاوند کے اور وہ زیور قسم سے کچھ نہ پہنے نہ انگوٹھی نہ پائے زیب نہ اور زیور نہ یمن کا کپڑا مگر جب موٹا اور سخت ہو نہ رنگا ہو کپڑا مگر سیاہ نہ کنگھی کرے نہ کھلی ڈالے مگر بیری وغیرہ کے پتوں سے بالوں کو دھو سکتی ہے یا اور کسی چیز سے جس میں خوشبو نہ ہو۔ کہا مالکؒ نے جس عورت کا خاوند مر جائے وہ تیل زیتون کا یا تل کا جس میں خوشبو نہ ہو لگائے۔

(۱۸۵) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِىَ حَآدٌّ عَلٰى اَبِىْ

رسول اللہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ سوگ میں تھیں اپنے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے انہوں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا لگایا تھا

سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلَتْ عَلٰى عَيْنَيْهَا صَبِرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاجْعَلِيْهِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ.

آپ نے پوچھا یہ کیا لگایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا؟ انہوں نے کہا یہ ایلوا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا رات کو لگایا کر اور دن کو پونچھ ڈالا کر۔

۱۸۶: کہا مالکؒ نے اگر عورت نابالغ ہو اس کو حیض نہ آتا ہو وہ بھی مثل بالغہ کے سوگ کرے جب خاونداس کا مر جائے اور جن امور سے بالغہ کو پرہیز کرنا لازم ہے ان سے وہ بھی پرہیز کرے۔

۱۸۷: کہا مالکؒ نے جب لونڈی کا خاوند مر جائے وہ دو مہینے پانچ دن تک سوگ کرے۔

۱۸۸: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جب ام ولد کا مولیٰ مر جائے تو وہ سوگ نہ کرے کیونکہ سوگ ان عورتوں پر لازم ہے جو خاوند والیاں ہوں۔

(۱۸۹) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُوْلُ تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ.

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جو عورت سوگ میں ہو وہ اپنے سر کو بیری کے پتے سے دھو سکتی ہے اور زیتوں کا تیل ڈال سکتی ہے۔

الحمدللہ کتاب نکاح کی اور طلاق کی ختم ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرَّضَاعِ

کتاب رضاع کے بیان میں

ف: یعنی دودھ پلانے کے بیان میں۔

ا۔بَابُ رَضَاعَةِ الصَّغِيْرِ

بچے کو دودھ پلانے کا بیان

(۱) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَّسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرَاهُ فُلَانًا لِّعَمٍّ لِّحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْكَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِّعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے ان کے گھر میں اتنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت چاہتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں یا رسول اللہ ﷺ یہ کون شخص ہے جو آپ کے گھر میں جانا چاہتا ہے آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ فلاں شخص ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کا نام لیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میرا رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا میرے سامنے آتا آپ نے فرمایا ہاں رضاعت حرام کرتی ہے جیسے نسب حرام کرتا ہے۔

ف: یعنی جیسے نسبی باپ یا چچا یا بھائی محرم ہے اس سے نکاح درست نہیں ایسا ہی رضاعی باپ، چچا یا بھائی بھی محرم ہے۔

(۲) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ جَآءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ عَلَيَّ حَتّٰى اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذَالِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا چچا رضاعی میرے پاس آیا اور مجھ سے اجازت مانگی اندر آنے کی میں نے کہا بغیر رسول اللہ ﷺ کے پوچھے اجازت نہ دوں گی جب رسول اللہ ﷺ آئے تو پوچھا آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تو اجازت دے دے اس کو آنے کی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا مرد کا اس میں کیا تعلق آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے بے شک تیرے پاس آئے گا اور یہ گفتگو جب کی ہے کہ آیت حجاب اتر چکی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

(۳) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ جَآءَ يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میرا چچا رضاعی افلح میرے پاس آیا بعد اترنے آیت حجاب کے میں نے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے میں نے ان سے بیان کیا آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو آنے کی۔

(٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَاِنْ كَانَ مَصَّةً وَّاحِدَةً فَاِنَّهُ يُحَرِّمُ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے دو برس کے اندر بچہ اگر ایک دفعہ بھی دودھ چوسے تو رضاعت کی حرمت ثابت ہوگی۔

(٥) عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ اِمْرَأَتَانِ فَاَرْضَعَتْ اِحْدٰهُمَا غُلَامًا وَّاَرْضَعَتِ الْاُخْرٰى جَارِيَةً فَقِيْلَ لَهُ هَلْ يَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِيَةَ فَقَالَ لَا اَللِّقَاحُ وَاحِدٌ.

عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا اگر ایک شخص کی دو بیبیاں ہوں ان میں سے ایک بی بی ایک لڑکے کو دودھ پلا دے اور دوسری بی بی ایک لڑکی کو کیا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے درست ہے جواب دیا نہیں درست کیونکہ دونوں کا باپ ایک ہی ہے۔

(٦) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَارَضَاعَةَ اِلَّا لِمَنْ اُرْضِعَ فِي الصِّغَرِ وَلَا رَضَاعَةَ لِكَبِيْرٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو دو برس کے اندر ہو اس کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بڑے آدمی کو بھی دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۷) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرْسَلَتْ بِهٖ وَهُوَ يُرْضَعُ اِلٰى اُخْتِهَا اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ اَرْضِعِيْهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتّٰى يَدْخُلُ عَلَيَّ قَالَ سَالِمٌ فَاَرْضَعَتْنِيْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ ثَلٰثَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِيْ غَيْرَ ثَلٰثَ رَضَعَاتٍ فَلَمْ اَكُنْ اَدْخُلُ عَلٰى عَآئِشَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ لَمْ تُتِمَّ لِيْ عَشْرَ رَضَعَاتٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب وہ شیر خوار تھے اپنی بہن ام کلثوم کے پاس بھیجا اس لیے کہ دس بار اس کو دودھ پلائیں تو بغیر پردہ کے میرے سامنے آ جائیں سالم نے کہا ام کلثوم نے مجھ کو تین بار دودھ پلایا بعد اس کے میں بیمار ہو گیا (وہ بیمار ہو گئیں) اس لیے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے نہیں جاتا تھا کیونکہ میں نے ام کلثوم کا دس بار دودھ نہیں پیا تھا۔

ف: بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ دودھ چچوڑنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جب تک دس بار نہ پئے۔ اور بعضوں کے نزدیک جب تک پانچ بار نہ پئے شافعی اور احمد کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ اور مالک کے نزدیک تھوڑا یا بہت دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۸) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ

صفیہ بن ابی عبید سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حفصہؓ نے عاصم

حَـفْـصَةَ اُمَّ الْـمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ اِلٰى اُخْتِهَا فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ تُرْضِعُهُ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِّيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيْرٌ يَّرْضَعُ فَفَعَلَتْ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا.

ابن عبداللہ بن سعد کو جب وہ شیر خوار تھے اپنی بہن فاطمہ بنت عمر ابن خطابؓ کے پاس بھیجا تا کہ ان کو دس مرتبہ دودھ پلائیں جب وہ بڑے ہو جائیں تو ان کے سامنے ہوا کریں فاطمہ نے عاصم کو دودھ پلا دیا پھر عاصم جب بڑے ہوئے تو حضرت حفصہؓ ان کے سامنے ہوا کرتیں۔

(۹) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ اَرْضَعَتْهُ اَخَوَاتُهَا وَبَنَاتُ اَخِيْهَا وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ اَرْضَعَهُ نِسَاءُ اِخْوَتِهَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سامنے ہوتیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بہنوں اور بھتیجیوں کے اور نہیں سامنے ہوتی تھیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بھاوجوں نے۔

ف: شاید یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہوگا کہ رضاعت کی حرمت عورت سے ثابت ہوتی ہے نہ مرد سے مگر جمہور علماء کے نزدیک اگر بھاوج کا دودھ بھائی سے ہو تو وہ لڑکا محرم ہو جائے گا کیونکہ یہ عورت اس کی پھوپھی ہوئی۔

(۱۰) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهُ سَئَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ كُلُّ مَاكَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ قَطْرَةً وَّاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَاِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَّاْكُلُهُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُتْبَةَ ثُمَّ سَاَلْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

ابراہیم بن عتبہ نے سعید بن المسیبؒ سے پوچھا رضاعۃ کا حکم سعیدؒ نے کہا جو رضاعت دو برس کے اندر ہو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ ہو اور جو دو برس کے بعد ہو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے ابراہیم نے کہا پھر میں نے عروہ بن الزبیرؓ سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

(۱۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَاكَانَ فِي الْمَهْدِ وَاِلَّا مَا اَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ.

یحییٰ بن سعید نے کہا سعید بن المسیبؒ کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو بچپنی میں ہو جب بچہ جھولی میں رہتا ہو اور اس رضاعت سے خون اور گوشت بڑھے۔

(۱۲) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الرَّضَاعَةُ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا تُحَرِّمُ وَالرَّضَاعَةُ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ تُحَرِّمُ.

ابن شہاب کہتے تھے رضاعت تھوڑی ہو یا بہت حرمت ثابت کر دیتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرمت ثابت کر دیتی ہے۔

۱۳: کہا یحییٰ نے امام مالک کہتے تھے دو برس کے اندر رضاعت قلیل ہو یا کثیر حرمت ثابت کر دیتی ہے اور دو برس کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے۔

۲۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّضَاعَةِ بَعْدَ الْكِبَرِ

بڑے پن میں رضاعت کا بیان

(۱۴) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ

ابن شہاب سے سوال ہوا کہ بڑھ پن میں کوئی آدمی عورت کا دودھ پیئے تو اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن الزبیرؓ

رَبِيْعَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّكَانَ تَبَنّٰى سَالِمَان الَّذِىْ كَانَ يُقَالُ لَهٗ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَاَنْكَحَ اَبُوْحُذَيْفَةَ سَالِمًا وَّهُوَ يَرٰى اَنَّهُ ابْنُهُ اَنْكَحَهُ ابْنَةَ اَخِيْهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَهِىَ يَوْمَئِذٍ مِّنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاَوَّلِ وَهِىَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ اَفْضَلِ اَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ كِتَابِهٖ فِىْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَآ اَنْزَلَ فَقَالَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآئَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ تُبُنِّىَ مِنْ اُولٰٓئِكَ اِلٰى اَبِيْهِ فَاِنْ لَّمْ يُعْلَمْ اَبُوْهُ رُدَّ اِلٰى مَوْلَاهُ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ وَهِىَ امْرَاَةُ اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَهِىَ مِنْ بَنِىْ عَامِرِ بْنِ لُؤَىٍّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا وَّكَانَ يَدْخُلُ عَلَىَّ وَاَنَا فُضُلٌ وَّلَيْسَ لَنَا اِلَّا بَيْتٌ وَّاحِدَةٌ فَمَا ذَا تَرٰى فِىْ شَاْنِهٖ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْضِعِيْهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِّنَ الرَّضَاعَةِ فَاَخَذَتْ بِذَالِكَ عَآئِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ فَكَانَتْ تَاْمُرُ اُخْتَهَا اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَبَنَاتِ اَخِيْهَا اَنْ يُّرْضِعْنَ مَنْ اَحَبَّتْ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ وَاَبٰى سَآئِرُ اَزْوَاجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَقُلْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى الَّذِىْ اَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اِلَّا رُخْصَةً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَّحْدَهٗ لَا وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ اَحَدٌ فَعَلٰى هٰذَا كَانَ اَزْوَاجُ النَّبِىِّ

نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے بیٹا بنایا تھا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو سالم مولی کہتے تھے حضرت ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جیسے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹا کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے سالم کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے کر دیا تھا۔ جو پہلے ہجرت کرنے والوں میں تھی اور تمام قریش کی ثیبہ عورتوں میں افضل تھی جب اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب میں اتارا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہ ان کو اپنے باپ کا بیٹا کہو یہ اچھا ہے اللہ کے نزدیک اگر ان کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا اپنے مالک کی طرف نسبت کیے جاتے تو سہلہ بنت سہیل حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی جورو جو بنی عامر بن لوی کی اولاد میں سے تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا بچہ سمجھتے تھے ہم ننگے کھلے ہوتے تھے۔ وہ اندر چلا آتا تھا اب کیا کرنا چاہیے دوسرا گھر بھی ہمارے پاس نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پانچ بار دودھ پلا دے تو وہ تیرا محرم ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور سالم کو اپنا رضاعی بیٹا سمجھنے لگی حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی حدیث پر عمل کرتیں تھیں اور جس مرد کو چاہتیں کہ اپنے پاس آیا جایا کرے تو اپنی بہن ام کلثوم کو حکم کرتیں اور اپنی بھتیجیوں کو کہ اس شخص کو اپنا دودھ پلا دیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیبیاں اس کا انکار کرتی تھیں کہ بڑھ پن میں کوئی دودھ پی کر ان کا محرم بن جائے اور ان کے پاس آیا جایا کرے اور وہ یہ کہتی تھیں کہ یہ خاص رخصت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قسم خدا

ﷺ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ. کی ایسی رضاعت کی وجہ سے ہمارا کوئی محرم نہیں ہوسکتا۔ ف۲

ف۱: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا دودھ حلال ہے علی الخصوص بیماری کی وجہ سے اگر کوئی دوا کے طور پر اس کو پیئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑا آدمی بھی جب کسی عورت کا دودھ پی لے تو وہ اس کی محرم ہو جاتی ہے مگر آئمہ اور جمہور علماء نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص تھا سہلہ کے لیے اور کو نہیں ہوسکتا۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ سہلہ نے اپنی چھاتی سے سالم کو دودھ پلایا یا نچوڑ کر لیکن راجح یہی ہے کہ چھاتی سے پلایا اور ظاہر حدیث بھی اسی پر دال ہے۔ واللہ اعلم

ف۲: عطا اور لیث اور بعض تابعین کا مذہب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے ابن المواز نے کہا اگر کوئی شخص اس حدیث پر عمل کرے اور ایسی رضاعت کی وجہ سے حجاب نہ کرے تو اس پر کچھ عیب نہیں ہوسکتا اور اگر یہ حدیث خاص ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ فرما دیتے کہ یہ حکم تیرے لیے خاص ہے اور کسی کو اختیار نہیں مگر آپؐ نے ایسا نہ کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم عام ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے عبداللہ بن صالح نے کہا کہ ایک عورت آئی لیث کے پاس اور کہا کہ میں چاہتی ہوں حج کو جاؤں مگر محرم نہیں ملتا آپ نے فرمایا تو کسی بی بی کے پاس جا وہ تجھ کو دودھ پلا دے گی اس بی بی کا خاوند تیرا باپ ہو جائے گا اس کے ساتھ حج کر زرقانی نے کہا حجت لیث کی حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث پر فتویٰ دیتی تھیں اور اعدل الاقوال اور اقوی المسالک اس باب میں وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اختیار کیا اور اسی کو ابن القیم و قاضی شوکانی نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ رضاع میں صغر معتبر ہے مگر جس مقام پر کہ حاجت داعی ہو جیسے رضاع اس کبیر کا جو عورت کے پاس جانے سے پرہیز نہیں کرسکتا ہے اور عورت کا اس سے پردہ کرنا دشوار ہے جیسا کہ سالمؓ کے لیے تھا پس حدیث سالم مخصص ہوگی واسطے عموم اس کے کہ رضاحت (درست) وہ ہے جو (فطری) بھوک کی وجہ سے پیش آئی ہو۔ دو سال کی عمر سے پہلے پہلے ہو۔ جو انتڑیوں میں جا کر مل جائے۔ جو دودھ چھڑانے سے پہلے پہلے کی ہو۔ جو ہڈیوں اور گوشت کو بنائے اور پیدا کرے اور اس حدیث پر سب احادیث میں بخوبی مطابقت ہو جاتی ہے اور تعسف جانبین سے مندفع ہو جاتی ہے اور اس کی تفصیل النیل اور مسک الختام اور الروضۃ الندیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(١٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَ اَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَآءِ يَسْاَلُهُ عَنْ رَّضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّي كَانَتْ لِي وَلِيْدَةٌ وَّكُنْتُ اَطَؤُهَا فَعَمِدَتِ امْرَاَتِي اِلَيْهَا فَاَرْضَعَتْهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ دُوْنَكَ فَقَدْ وَاللّٰهِ اَرْضَعْتُهَا فَقَالَ عُمَرُ اَوْجِعْهَا وَائْتِ جَارِيَتَكَ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا میں ان کے ساتھ تھا دار القضا کے پاس پوچھنے لگا بڑے آدمی کی رضاعت کا کیا حکم ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا بولا میری ایک لونڈی تھی اس سے میں صحبت کیا کرتا تھا میری جورو نے قصداً اسے دودھ پلا دیا جب میں اس کے پاس جانے لگا بولی سن لے قسم خدا کی میں اس کو دودھ پلا چکی ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی بی بی کو سزا دے اور اپنی لونڈی سے صحبت کر رضاعت چھوٹے پن میں ہوتی ہے (نہ بڑھ پن میں)

(١٦) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ اَبَامُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ فَقَالَ اِنِّي مَصَصْتُ عَنِ امْرَاَتِي مِنْ ثَدْيِهَا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے ایک شخص نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا میں اپنی عورت کا دودھ چھاتی سے چوس رہا تھا وہ میرے

لَبَنًا فَذَهَبَ فِي بَطْنِي فَقَالَ اَبُوْمُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ لَآ اُرَاهَا اِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اُنْظُرْ مَاتُفْتِيْ بِهِ الرَّجُلَ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى فَمَا تَقُوْلُ اَنْتَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَّا كَانَ هٰذَا الْحِبْرُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ.

پیٹ میں چلا گیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے نزدیک وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا دیکھو کیا مسئلہ بتاتے ہو اس شخص کو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بولے اچھا تم کیا کہتے ہو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رضاعت وہ ہے جو دو برس کے اندر ہو جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے۔ (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا)

٣۔بَابُ جَامِعِ مَا فِي الرَّضَاعَةِ

رضاعت کی مختلف حدیثوں کا بیان

(١٧) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوَلَادَةِ.

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت سے حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہو جاتا ہے۔

(١٨) عَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ نِ الْاَسَدِيَّةِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ الرُّوْمَ وَفَارِسَ يَصْنَعُوْنَ ذَالِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ شَيْئًا.

جذامہ بنت وہب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے قصد کیا تھا کہ منع کردوں جماع سے جب تک عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے پھر مجھے معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایسا کیا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو نقصان نہیں ہوتا۔

(١٩) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَّعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَءُ فِي الْقُرْاٰنِ.

حضرت عائشہؓ نے فرمایا پہلے قرآن شریف میں یہ اترا تھا کہ دس بار دودھ پلائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے پھر منسوخ ہوگیا اور پانچ بار پلانا ٹھہرا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگ اس کو قرآن پڑھتے تھے۔

ف: بعض لوگ پڑھتے ہوں گے اور اس کے منسوخ التلاوۃ ہونے سے مطلع نہ ہوں گے اگر یہ آیت ہوگی تو بھی تلاوت اس کی منسوخ ہوگئی۔ اب کلام اللہ میں نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں ہے (بلکہ قلیل اور کثیر دونوں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

کتاب عتق اور ولاء کے بیان میں

١- بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَّهٗ فِيْ عَبْدٍ

جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَّهٗ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهٗ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةُ الْعَدْلِ فَاُعْطِيَ شُرَكَآءُهٗ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَاعَتَقَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ غلام کی قیمت دے سکے تو اس غلام کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس قدر اس غلام میں سے آزاد ہوا ہے اتنا ہی حصہ آزاد رہے گا۔

......

ف: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہؒ اور اوزاعی اور لیث اور اسحاق کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو باقی شریک غلام سے محنت کرا کر اپنے حصوں کے دام وصول کر لیں جب وہ محنت کر کے اپنے شریکوں کا حصہ ادا کر دے تو پورا آزاد ہو جائے گا۔

٢: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مولیٰ اگر اپنے مرنے کے بعد اپنے غلام کا ایک حصہ جیسے ثلث یا ربع یا نصف آزاد کر جائے تو بعد مولیٰ کے مر جانے کے اسی قدر حصہ جتنا مولیٰ نے آزاد کیا تھا آزاد ہو جائے گا کیونکہ اس حصے کی آزادی بعد مولیٰ کے مر جانے کے لازم ہوئی اور جب تک مولیٰ زندہ تھا اس کو اختیار تھا جب مر گیا تو موافق اس کی وصیت کے اسی قدر حصہ آزاد ہو گا اور باقی غلام آزاد نہ ہو گا اس واسطے کہ وہ غیر کی ملک ہو گیا تو باقی غلام غیر کی طرف سے کیونکر آزاد ہو گا نہ اس نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ اس کے واسطے ولاء ہے بلکہ یہ میت کا فعل ہے اسی نے آزاد کیا اور اسی نے اپنے لیے ولاء ثابت کی تو غیر کے مال میں کیونکر درست ہو گا البتہ اگر یہ وصیت کر جائے کہ باقی غلام بھی اس کے مال میں سے آزاد کر دیا جائے گا اور ثلث مال میں سے وہ غلام آزاد ہو سکتا ہو تو آزاد ہو جائے گا پھر اس کے شریکوں یا وارثوں کو تعرض نہیں پہنچتا کیونکہ ان کا کچھ ضرر نہیں۔

٣: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے اپنی بیماری میں تہائی غلام آزاد کر دیا تو وہ ثلث مال میں سے پورا آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہ مثل اس شخص کے نہیں ہے جو اپنی تہائی غلام کی آزادی اپنی موت پر معلق کر دے اس واسطے کہ اس کی آزادی قطعی نہیں جب تک زندہ ہے رجوع کر سکتا ہے اور جس نے اپنے مرض میں تہائی غلام قطعاً آزاد کر دیا اگر وہ زندہ رہ گیا تو کل غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ میت کا

تہائی مال میں تصرف درست ہے جیسے صحیح سالم کا تصرف کل مال میں درست ہے۔

٢۔بَابُ الشَّرْطِ فِي الْعِتْقِ — آزادی میں شرط کرنے کا بیان

۴: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنا غلام قطعی طور پر آزاد کر دیا یہاں تک کہ اس کی شہادت ہوگئی اور اس کی حرمت پوری ہوگئی اور اس کی میراث ثابت ہوگئی اب اس کے مولیٰ کو نہیں پہنچتا کہ اس پر کسی مال یا خدمت کی شرط لگا دے یا اس پر کچھ غلامی کا بوجھ ڈالے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا حصہ غلام میں سے آزاد کر دے تو اس کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ کے آزاد کرے اور غلام اس کے اوپر آزاد ہو جائے گا پس جس صورت میں وہ غلام خاص اسی کی ملک ہے تو زیادہ تر اس کی آزادی پوری کرنے کا حقدار ہوگا اور غلامی کا بوجھ اس پر نہ رکھ سکے گا۔

٣۔بَابُ مَنْ اَعْتَقَ رَقِيْقًا لَّا يَمْلِكُ مَالًا غَيْرَهُمْ — جو شخص سوائے چند غلاموں کے اور کچھ نہ رکھتا ہو اور ان کو آزاد کر دے

(٥) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ رَجُلًا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَعْتَقَ عَبِيْدًا لَّهُ سِتَّةً عِنْدَ مَوْتِهٖ فَاَسْهَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيْدِ.

حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا آپؐ نے قرعہ ڈال کر دو کی آزادی قائم رکھی۔

ف: کیونکہ دو ثلث ہے چھ کا اور مریض کا تصرف ثلث مال میں نافذ ہے باقی وارثوں کا حق ہے قرعہ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ چھ کاغذ کے ٹکڑے لے کر چار پر غلامی کا لفظ اور دو پر آزادی کا لکھا پھر ان کو لپیٹ کر گولیاں بنا کر ہر ایک غلام کے نام پر ایک ایک گولی کو نکالا جس کے نام پر آزادی کا پرچہ نکلا وہ آزاد ہو گیا اور جس کے نام پر غلامی کا نکلا وہ غلام ہو گیا۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اور ظاہر حدیث سے یہی مستفاد ہے مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر ایک غلام کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور باقی کے واسطے محنت مزدوری کر کے وارثوں کو دو تہائی دام ادا کریں گے بعد اس کے آزاد ہو جائیں گے۔

کہا مالکؒ نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس شخص کے پاس سوائے ان چھ غلاموں کے اور کچھ مال نہ تھا۔

(٦) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا فِيْ اِمَارَةِ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَعْتَقَ رَقِيْقًا لَّهُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَاَمَرَ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْكَ الرَّقِيْقِ فَقُسِمَتْ اَثْلَاثًا ثُمَّ اَسْهَمَ عَلٰى اَيِّهِمْ يَخْرُجُ سَهْمُ الْمَيِّتِ فَيَعْتِقُوْنَ فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلٰى اَحَدِ الْاَثْلَاثِ فَعَتَقَ الثُّلُثُ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهِ السَّهْمُ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابان بن عثمان کی خلافت میں اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور سوا ان غلاموں کے اور کچھ مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو ابان بن عثمانؓ نے حکم کیا ان غلاموں کے تین حصے کیے گئے پھر جس حصے پر میت کا حصہ نکلا وہ غلام آزاد ہو گئے اور جن حصوں پر وارثوں کا نام نکلا وہ غلام رہے۔

۴۔بَابُ مَالِ الْمَمْلُوْكِ اِذَا عَتَقَ — جب غلام آزاد ہو جائے اس کا مال کون لے

(٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ

شہاب کہتے تھے کہ سنت جاری ہے اس بات پر جب غلام آزاد ہو

الْعَبْدَ اِذَا اُعْتِقَ تَبِعَهٗ مَالُهٗ. جائے اس کا مال اسی کو ملے گا۔

ف: یعنی جو مال اس نے قبل آزادی کے حاصل کیا ہے اور غلام کے پاس موجود ہے یہ مذہب امام مالکؒ اور بعض علماء کا ہے اکثر علماء کے نزدیک وہ مولیٰ کا حق ہے۔

۸: کہا مالکؒ نے اس کی نظیر یہ ہے کہ غلام جب مکاتب کیا جائے تو جو مال اس کے پاس ہو وہ غلام ہی کا رہے گا۔ اور اولاد میں یہ حکم نہیں ہوسکتا غلام کی جو اولاد آزاد یا مکاتب کرتے وقت ہوگی وہ مولیٰ کو ملے گی۔

۹: کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہو جائیں تو ان کے مال اور ام ولد لے لیں گے مگر اولاد کو نہ لیں گے کیونکہ اولاد غلام کا مال نہیں ہے۔

۱۰: کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ غلام جب بیچا جائے اور خریدار اس کے مال لینے کی شرط کر لے تو اولاد اس میں داخل نہ ہو گی۔

۱۱: کہا مالکؒ نے غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو اس کے دیت میں وہ خود اور مال اس کا گرفت کیا جائے گا مگر اس کی اولاد سے مواخذہ نہ ہوگا۔

۵۔ بَابُ عِتْقِ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ وَجَامِعُ الْقَضَآءِ فِي الْعَتَاقَةِ

ام ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کے اختیار کا بیان

(۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا وَلِيْدَةٍ وَّلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَاِنَّهٗ لَا يَبِيْعُهَا وَلَا يَهَبُهَا وَلَا يُوَرِّثُهَا وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَاِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا جو لونڈی اپنے مالک سے جنے تو مالک اس کو نہ بیچے نہ ہبہ کرے نہ وہ مالک کے وارثوں کے ملک میں آسکتی ہے بلکہ جب تک مالک زندہ رہے اس سے مزا لے جب مر جائے وہ آزاد ہو جائے گی۔

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا عمل اسی قول پر ہے اور بعض لوگوں نے ام ولد کا بیچنا درست رکھا ہے۔

(۱۳) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتَتْهُ وَلِيْدَةٌ قَدْ ضَرَّبَهَا سَيِّدُهَا بِنَارٍ اَوْ اَصَابَهَا بِهَا فَاَعْتَقَهَا.

حضرت عمرؓ بن خطاب کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے مولیٰ نے آگ سے جلایا تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔

ف: یعنی اس کی آزادی کا حکم دے دیا دار قطنی اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک لونڈی حضرت عمرؓ کے پاس آن کر بولی میرے مولیٰ نے مجھ پر تہمت کی اور مجھے آگ پر بٹھایا میری شرمگاہ جل گئی آپ نے فرمایا اس نے کوئی امر تیرا دیکھا تھا بولی نہیں پھر فرمایا تو نے قصور کا اقرار کیا تھا بولی نہیں آپ نے فرمایا اس کے مولیٰ کو لاؤ وہ آیا آپ نے اس سے کہا اللہ جس چیز سے عذاب دے گا تو بھی اس سے عذاب دیتا ہے بولا میں نے اس کو قصوروار سمجھا اپنے جی میں آپ نے فرمایا تو نے کوئی امر اپنی آنکھوں سے دیکھا بولا نہیں پھر آپ نے فرمایا اس نے اقرار کیا بولا نہیں جب آپ نے فرمایا قسم خدا کی اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ مالک سے مملوک کا بدلہ نہ لیا جائے گا تو میں اس کا عوض لیتا پھر آپ نے اس کو سو کوڑے مارے اور لونڈی سے کہا جا تو آزاد ہے اللہ نے تجھے آزاد کیا اور اس کے رسول نے اگر مولیٰ اپنے غلام یا لونڈی کو سخت تکلیف پہنچائے تو وہ جبر کیا جائے گا اس

کے آزاد کرنے پر کہا مالکؒ نے جس شخص پر اتنا قرض ہو کہ سارا مال اس کا قرض میں جا سکے وہ اگر غلام یا لونڈی کو آزاد کر دے تو درست نہیں اسی طرح نابالغ کو آزاد کرنا اپنے غلام یا لونڈی کا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے نہ اس کے ولی کو جب تک ولایت اس کی قائم ہے۔

٦۔بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جس لونڈی یا غلام کا عتاق واجب میں آزاد کرنا درست ہے اس کا بیان

(١٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ جَارِيَةً لِّيْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لِّيْ فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ مِنْهَا شَاةٌ مِّنَ الْغَنَمِ فَسَاَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ اَكَلَهَا الذِّئْبُ فَاَسِفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ اَفَاُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِي السَّمَآءِ فَقَالَ فَمَنْ اَنَا فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْهَا.

عمر بن الحکم[ف۱] سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری ایک لونڈی بکریاں چرا رہی تھی جب میں وہاں گیا دیکھا تو ایک بکری گم ہے پوچھا میں نے ایک بکری کہاں ہے بولی اس کو بھیڑیا کھا گیا مجھے غصہ آیا آخر میں آدمی تھا میں نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر جڑا میرے ذمے ایک بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا اسی کو آزاد کر دوں آپ نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ جل جلالہٗ کہاں ہے وہ بولی آسمان پر ہے[ف۲] پھر آپؐ نے فرمایا میں کون ہوں بولی آپ اللہ کے رسولؐ پھر آپؐ نے اس شخص کو فرمایا اس کو آزاد کر دے۔[ف۳]

ف۱: یہ وہم ہے امام مالکؒ سے صحیح معاویہ بن الحکم ہے باجماع محدثین۔

ف۲: یعنی آسمانوں کے اُوپر عرش پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہٗ کو پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خود پوچھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا این ربنا کہاں ہے پروردگار ہمارا۔

ف۳: ایک روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا وہ مومنہ ہے یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور بہت سے ائمہ حدیث نے ذہبی نے کتاب العرش والعلو میں اس حدیث کو کئی طریقوں سے بیان کیا ہے اور جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہتا ہے وہ جاہل ہے علم حدیث سے۔

(١٥) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَّهُ سَوْدَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيَّ عِتْقَ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اَفَاُعْتِقُ هٰذِهٖ فَاِنْ كُنْتَ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً اُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدِيْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدِيْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَتُوْقِنِيْنَ بِالْبَعْثِ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس کالی لونڈی لے کر آیا اور کہا یا رسول اللہ! میرے اوپر ایک مسلمان بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا میں اس کو آزاد کر دوں اگر آپؐ کہتے ہیں کہ یہ مومنہ ہے تو میں اسی کو آزاد کر دوں آپؐ نے اس لونڈی سے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ نہیں ہے کہ کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے وہ بولی ہاں پھر آپؐ نے فرمایا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ محمدؐ

بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْهَا.

اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ بولی ہاں آپؐ نے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھیں گے بولی ہاں تب آپؐ نے فرمایا اس کو آزاد کر دے۔

......

ف: یہ تو مومنہ ہے۔

(١٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتِقُ فِيْهَا ابْنَ زِنًا فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ نَعَمْ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہو گیا۔ وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے جواب دیا ہاں کر سکتا ہے۔

(١٧) عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يُّعْتِقَ وَلَدَ زِنًا قَالَ نَعَمْ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

فضالہ بن عبید انصاری سے روایت ہے ان سے پوچھا جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہو گیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے جواب دیا ہاں کر سکتا ہے۔

....

٧۔ بَابُ: مَالَا يَجُوْزُ مِنَ الْعِتْقِ فِی الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جن بردوں کا آزاد کرنا درست نہیں واجب اعتاق میں

(١٨) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرٰى بِشَرْطٍ فَقَالَ لَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہو وہ شرط لگا کر خرید کیا جائے کہا نہیں۔

ف: یعنی مشتری یہ شرط لگا کر خرید کرے کہ میں آزاد کر دوں گا اس شرط سے خرید کرنا ممنوع ہے۔

١٩: کہا مالکؒ نے جو شخص غلام کو آزاد کرنے کے لیے اور اس پر آزاد کرنا واجب ہو تو اس شرط سے نہ خریدے کہ میں آزاد کر دوں گا اس واسطے کہ اگر اس شرط سے خریدے گا تو بائع رعایت کر کے اس کی قیمت کم کر دے گا اس صورت میں وہ پورا رقبہ نہ ہو گا۔

کہا مالکؒ نے اگر نفلی طور پر غلام آزاد کرنا چاہے تو آزادی کی شرط لگا کر خرید سکتا ہے کہا مالکؒ نے جن کفارات میں بردہ آزاد کرنا واجب ہے ضروری ہے کہ وہ بردہ مسلمان ہو اگر نصرانی یا یہودی یا مکاتب یا مدبر یا معتق الیٰ اجل یا ام ولد یا اندھا ہو درست نہیں البتہ نفلی طور پر یہودی یا نصرانی یا مجوسی غلام آزاد کر سکتا ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اپنی کتاب میں فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً سے مراد مفت آزاد کر دینا ہے۔

کہا مالکؒ نے جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہے اس کے مسلمان ہونا ضروری ہے اسی طرح کفارات میں انہیں مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے جو مسلمان ہوں کافروں کو درست نہیں۔

٨۔ بَابُ عِتْقِ الْحَیِّ عَنِ الْمَيِّتِ

مردے کی طرف سے آزاد کرنے کا بیان

(٢٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ اُمَّهٗ اَرَادَتْ اَنْ تُوْصِیَ ثُمَّ اَخَّرَتْ ذَالِكَ اِلٰی اَنْ تُصْبِحَ

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کی ماں نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا پھر صبح تک دیر کی رات کو مر گئیں اور ان کا قصد بردہ آزاد کرنے کا تھا

فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِاَنْ تُعْتِقَ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَيَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّيْ هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

عبدالرحمٰن نے کہا میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کر دوں تو ان کو کچھ فائدہ ہوگا قاسم نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں مرگئی اگر میں اس کی طرف سے آزاد کروں کیا اس کو فائدہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

(۲۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَوْمٍ نَامَهٗ فَاَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ رِقَابًا كَثِيْرَةً.

یحییٰ بن سعید نے کہا عبدالرحمٰن بن ابوبکر سوتے سوتے مر گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف سے بہت سے بردے آزاد کیے۔

۲۲: کہا مالکؒ نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے اس باب میں۔

۹۔بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الرِّقَابِ وَعِتْقِ الزَّانِيَةِ وَابْنِ الزِّنَا

بردے آزاد کرنے کی فضیلت اور زانیہ اور ولد زنا کے آزاد کرنے کا بیان

(۲۳) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ اَيُّهَا اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپؐ نے فرمایا جس کی قیمت بھاری ہو اور اس کے مالکوں کو بہت مرغوب ہو۔

(۲٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا وَّ اُمَّهٗ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ولد الزنا کو اور اس کی ماں کو آزاد کیا۔

۱۰۔بَابُ مَصِيْرِ الْوَلَاءِ لِمَنْ اَعْتَقَ

ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے

(۲۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ اِنِّيْ كَاتَبْتُ اَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُوْقِيَّةٌ فَاَعِيْنِيْنِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عَنْكِ عَدَدْتُهَا وَيَكُوْنَ لِيْ وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ اِلٰى اَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذٰلِكَ فَاَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ اِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ فَاَبَوْا عَلَيَّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهَا فَاَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاءَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بریرہ آئی اور کہا کہ مجھ کو میرے لوگوں نے مکاتب کیا ہے نو اوقیہ پر ہر سال میں ایک اوقیہ[ف] تو میری مدد کرو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو تو میں ایک دفعہ میں سب دے دیتی ہوں مگر تیری ولاء میں لوں گی بریرہؓ اپنے لوگوں کے پاس گئی ان سے بیان کیا انہوں نے ولاء دینے سے انکار کیا پھر بریرہؓ لوٹ کر آئی حضرت عائشہؓ کے پاس اور رسول اللہ ﷺ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور کہا میں نے اپنے لوگوں سے بیان کیا وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ولاء ہم لیں گے رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر پوچھا کیا حال ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تم بریرہ کو لے لو اور ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔[ف] حضرت عائشہؓ نے ایسا

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى النَّاسِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّابَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّ اِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَ شَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

ہی کیا بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گئے اور کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہٗ کی تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے گو سو بار لگائی جائے اللہ کا حکم سچا اور اس کی شرط مضبوط ہے ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

ف ۱: اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

ف ۲: یعنی شرع کی رو سے ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے پھر جو شرط اس کے خلاف کی جائے وہ لغو ہے تم یہ شرط منظور کر لو اس سے کچھ نہ ہوگا ولا تمہیں کو ملے گی۔

(٣٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِىَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَآءَ هَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذَالِكَ فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنا چاہا اس کے لوگوں نے کہا ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ ولاء ہم کو ملے حضرت عائشہؓ نے یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا تیرا کچھ حرج نہیں ولا اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

(٣٧) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَآءَ تْ تَسْتَعِيْنُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَّاحِدَةً وَّاُعْتِقَكِ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لَنَا وَلَاءُ كِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ بریرہ آئی حضرت عائشہؓ سے مدد مانگنے کو۔ ف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو کہ میں یکمشت ان کو تیری قیمت ادا کر دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں راضی ہوں بریرہ نے یہ اپنے لوگوں سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم نہیں بیچیں گے مگر اس شرط سے کہ ولاء ہم کو ملے۔

ف: بدل کتابت کے آزاد کرنے میں۔

(٣٨) قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ اَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

حضرت عمرہ نے کہا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کر دے کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کر دے گا۔

(٣٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَآءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اولاد کی بیع یا ہبہ سے۔

ف: زمانہ جاہلیت میں لوگ غلاموں کو آزاد کر کے ان کی ولاء بیچ ڈالتے تھے یا ہبہ کرتے تھے آپؐ نے اس سے منع فرمایا۔

۳۰: کہا مالکؒ نے جو غلام اپنے تئیں مولیٰ سے مول لے لے اس شرط سے کہ میری ولاء جس کو میں چاہوں گا اس کو ملے گی تو یہ جائز

نہیں کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور اگر مولیٰ نے غلام کو اجازت دے دی کہ جس سے جی چاہے موالات کا عقد کر لے تو بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے اور منع کیا آپؐ نے ولاء کی بیع اور ہبہ سے پس اگر مولیٰ کو یہ امر جائز ہو کہ غلام سے ولا کی شرط کر لے یا اجازت دے جس کو وہ چاہے ولاء ملے اس صورت میں ولاء کا ہبہ ہو جائے گا۔

١١۔ بَابُ جَرِّ الْعَبْدِ الْوَلَآءِ اِذَا اُعْتِقَ

جب غلام آزاد ہو تو ولاء اپنی طرف کھینچ لیتا ہے

(٣١) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اشْتَرٰى عَبْدًا فَاَعْتَقَهُ وَلِذٰلِكَ الْعَبْدِ بَنُوْنَ مِنَ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ فَلَمَّا اَعْتَقَهُ الزُّبَيْرُ قَالَ هُمْ مَوَالِيَّ وَقَالَ مَوَالِيْ اُمِّهِمْ بَلْ هُمْ مَوَالِيْنَا فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَضٰى عُثْمَانُ لِلزُّبَيْرِ بِوَلَاءِ هِمْ.

ربیعہؒ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوامؓ نے ایک غلام خرید کر آزاد کیا اس غلام کی اولاد ایک آزاد عورت سے تھی جب زبیرؓ نے غلام کو آزاد کر دیا تو زبیرؓ نے کہا اس کی اولاد میرے مولیٰ ہیں اور ان کی ماں کے لوگوں نے کہا ہمارے مولیٰ ہیں دونوں نے جھگڑا کیا حضرت عثمانؓ کے پاس آئے آپ نے حکم کیا کہ ان کی ولاء زبیر کو ملے گی۔

(٣٢) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَّهُ وَلَدٌ مِّنَ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ لِّمَنْ وَلَآءَ هُمْ قَالَ سَعِيْدٌ اِنْ مَّاتَ اَبُوْهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ يُّعْتَقُ فَوَلَآءُ هُمْ لِمَوَالِيْ اُمِّهِمْ.

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا اگر ایک غلام کا لڑکا آزاد عورت سے ہو تو اس لڑکے کی ولاء کس کو ملے گی سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس لڑکے کا باپ غلامی کی حالت میں مر جائے تو ولاء اس کی ماں کے موالی کو ملے گی۔

٣٣: کہا مالکؒ نے مثال اس کی یہ ہے ملاعنہ عورت کا لڑکا اپنی ماں کے موالی کی طرف منسوب ہوگا اگر وہ مر جائے گا وہی اس کے وارث ہوں گے اگر جنایت کرے گا وہی دیت دیں گے پھر اگر اس عورت کا خاوند اقرار کر لے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اس کی ولاء باپ کے موالی کو ملے گی وہی وارث ہوں گے وہی دیت دیں گے مگر اس کے باپ پر حد قذف پڑے گی مالکؒ نے اسی طرح کہا اگر عورت ملاعنہ عربی ہو اور خاوند اس کے لڑکے کا اقرار کر لے کہ میرا لڑکا ہے تو وہ لڑکا اپنے باپ سے ملا دیا جائے گا۔ جب تک خاوند اقرار نہ کرے تو اس لڑکے کا ترکہ اس کی ماں اور اخیافی بھائیوں[1] کو حصہ دے کر جو بچ رہے گا۔ مسلمانوں کا حق ہوگا اور ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے موالی کو اس واسطے ملتی ہے کہ جب تک اس کے خاوند نے اقرار نہیں کیا نہ اس لڑکے کا نسب ہے نہ اس کا کوئی عصبہ ہے جب خاوند نے اقرار کر لیا نسب ثابت ہو گیا اپنے عصبہ سے مل جائے گا۔

٣٤: کہا مالکؒ نے جس غلام کی اولاد آزاد عورت سے ہو اور غلام کا باپ آزاد ہو تو (ف) اپنے پوتے کے ولاء کا مالک ہوگا جب تک باپ غلام رہے گا جب باپ آزاد ہو جائے گا تو ولاء اس کے موالی کو ملے گی اگر باپ غلامی کی حالت میں مر جائے گا تو میراث اور ولاء دادا کو ملے گی اگر اس غلام کے دو آزاد لڑکوں میں سے ایک لڑکا مر جائے اور باپ ان کا غلام ہو تو ولاء اور میراث اس کے دادا

---

[1] اخیافی مادری بھائیوں کو کہتے ہیں یعنی ماں ایک ہو اور باپ جدا جدا۔ اگر باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا تو وہ علاتی بھائی کہلاتے ہیں اگر ماں باپ دونوں ایک ہوں تو ان کو حقیقی یا عینی بھائی کہتے ہیں۔١٢

کو ملے گی۔

۳۵: کہا مالکؒ نے حاملہ لونڈی اگر آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو پھر خاوند بھی آزاد ہو جائے وضع حمل سے پہلے یا بعد تو ولاء اس بچہ کی اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گی کیونکہ یہ بچہ قبل آزادی کے اس کا غلام ہو گیا البتہ جو حمل اس عورت کو بعد آزادی کے ٹھہرے گا اس کی ولاء اس کے باپ کو ملے گی جب وہ آزاد کر دیا جائے گا کہا مالکؒ نے جو غلام اپنے مولیٰ کے اذن سے اپنے غلام کو آزاد کرے تو اس کی ولاء مولیٰ کو ملے گی غلام کو نہ ملے گی اگرچہ آزاد ہو جائے۔

۱۲۔بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَآءِ

ولاء کی میراث کا بیان

(۳۶) عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ الْعَاصِىَ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهُ ثَلَاثَةً اثْنَانِ لِاُمٍّ وَّرَجُلٍ لِعَلَّةٍ فَهَلَكَ اَحَدُ الَّذِيْنَ لِاُمٍّ وَتَرَكَ مَالًا وَّ مَوَالِىَ فَوَرِثَهُ اَخُوْهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ مَالَهُ وَوَلَآءَ مَوَالِيْهِ ثُمَّ هَلَكَ الَّذِىْ وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَآءَ الْمَوَالِىْ وَتَرَكَ ابْنَهُ وَاَخَاهُ لِاَبِيْهِ فَقَالَ ابْنُهُ قَدْ اَحْرَزْتُ مَاكَانَ اَبِىْ اَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَآءَ الْمَوَالِىْ وَقَالَ اَخُوْهُ لَيْسَ كَذَالِكَ اِنَّمَا اَحْرَزْتَ الْمَالَ وَاَمَّا وَلَآءُ الْمَوَالِىْ فَلَا اَرَاَيْتَ لَوْهَلَكَ اَخِى الْيَوْمَ اَلَسْتُ اَرِثُهُ اَنَا فَاخْتَصَمَآ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَضٰى لِاَخِيْهِ بِوَلَآءِ الْمَوَالِىْ.

عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ عاصی بن ہشام مر گئے اور تین بیٹے چھوڑ گئے دو اس میں سے سگے بھائی تھے اور ایک سوتیلا (یعنی ماں اس کی اور تھی) تو سگے بھائیوں میں سے ایک بھائی مر گیا اور مال اور غلام آزاد کیے ہوئے چھوڑ گیا اس کا وارث سگا بھائی ہوا مال اور غلاموں کی سب ولاء اس نے لی پھر وہ بھائی بھی مر گیا اور ایک بیٹا اور سوتیلا بھائی (یعنی وہی عاصی بن ہشام کا بیٹا) چھوڑ گیا بیٹے نے کہا میں اپنے باپ کے مال اور ولاء کا مالک ہوں بھائی نے کہا بے شک مال کا تو مالک ہے مگر ولاء کا مالک نہیں فرض کر کہ اگر پہلا بھائی میرا آج مرتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا فؔ تو پھر دونوں نے جھگڑا کیا حضرت عثمانؓ کے پاس آئے آپ نے ولاء بھائی کو دلائی۔

ف: بلکہ میں ہوتا کیونکہ میں اس کا سوتیلا بھائی ہوں اور تو بھائی کا بیٹا ہے اور بھائی کے ہوتے ہوئے ولاء بھتیجے کو نہیں پہنچتی۔

(۳۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ اَبُوْهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاخْتَصَمَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ وَنَفَرٌ مِّنْ بَنِى الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَكَانَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِى الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ كُلَيْبٍ فَمَاتَتِ الْمَرْاَةُ وَتَرَكَتْ مَالًا وَّمَوَالِىَ فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرَثَتُهُ لَنَا وَلَآءُ الْمَوَالِىْ قَدْكَانَ ابْنُهَا اَحْرَزَهُ فَقَالَ الْجُهَنِيُّوْنَ لَيْسَ كَذَالِكَ اِنَّمَا هُمْ مَوَالِىْ صَاحِبَتِنَا فَاِذَا مَاتَ وَلَدُهَا فَلَنَا وَلَآءُ هُمْ

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کے والد ابان بن عثمانؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں کچھ لوگ جہینہ کے اور کچھ لوگ بنی الحارث بن خزرج کے لڑتے جھگڑتے آئے مقدمہ یہ تھا کہ ایک عورت جہینہ کے نکاح میں تھی ایک شخص بنی الحارث بن خزرج میں سے جس کا نام ابراہیم بن کلیب تھا وہ عورت مر گئی اور مال اور غلام آزاد کیے ہوئے چھوڑ گئی اس کا خاوند اور بیٹا وارث ہوا پھر اس کا بیٹا مر گیا اب بیٹے کے وارثوں نے کہا ولاء ہم کو ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس ولاء پر قابض ہو گیا تھا اور جہینہ کے لوگ یہ کہتے تھے کہ ولاء کے مستحق ہم ہیں اس لیے کہ وہ غلام ہمارے کنبے کی عورت کے غلام

وَ نَحْنُ نَرِثُهُمْ فَقَضٰى اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّيْنَ بِوَلَآءِ الْمَوَالِيْ.

ہیں جب اس عورت کا لڑکا مر گیا ولاء ہم کو ملے گی ابان بن عثمانؓ نے جہینہ کے لوگوں کو ولاء دلائی۔

(۳۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِيْ رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهٗ ثَلٰثَةً وَّتَرَكَ مَوَالِيَ اَعْتَقَهُمْ هُوَ عَتَاقَةً ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيْهِ هَلَكَا وَتَرَكَا اَوْلَادًا فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَرِثُ الْمَوَالِيَ الْبَاقِيْ مِنَ الثَّلٰثَةِ فَاِذَا هَلَكَ هُوَ فَوَلَدُهٗ وَوَلَدُ اِخْوَتِهٖ فِيْ وَلَآءِ الْمَوَالِيْ شَرَعٌ سَوَآءٌ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جو شخص مر جائے اور تین بیٹے چھوڑ جائے اور آزاد کیے ہوئے غلام چھوڑ جائے پھر ان تینوں بیٹوں میں سے دو بیٹے مر جائیں اور اولاد اپنی چھوڑ جائیں تو ولاء کا وارث تیسرا بھائی ہوگا جب وہ مر جائے تو اس کی اولاد اور ان دونوں بھائیوں کی اولاد ولاء کے استحقاق میں برابر ہوگی۔

۱۳۔بَابُ مِيْرَاثِ السَّآئِبَةِ وَوَلَآءِ مَنْ اَعْتَقَ الْيَهُوْدِيُّ وَالنَّصْرَانِيُّ

سائبہ کی میراث کا بیان اور اس غلام کی ولاء کا بیان جس کو یہودی یا نصرانی آزاد کرے

ف: سائبہ کے معنی آزاد بے قید یہاں مراد اس غلام سے جس کو آزاد کر دے اور یہ کہہ دے کہ ولاء تیری کسی کا حق نہیں ہے۔

(۳۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّآئِبَةِ فَقَالَ يُوَالِيْ مَنْ شَآءَ فَاِنْ مَّاتَ وَلَمْ يُوَالِ اَحَدًا فَمِيْرَاثُهٗ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَقْلُهٗ عَلَيْهِمْ.

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا سائبہ کا حکم انہوں نے کہا سائبہ جس شخص سے چاہے عقد موالات کرے اگر مر جائے اور کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کو ملے گی اگر وہ جنایت کرے گا تو دیت بھی وہی دیں گے۔

......

۴۰: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک یہ ہے کہ سائبہ کسی سے عقد موالات نہ کرے اور میراث اس کی مسلمانوں کو ملے گی اور دیت بھی وہی دیں گے۔

کہا مالکؒ نے اگر یہودی یا نصرانی کا غلام مسلمان ہو جائے پھر وہ اس کو آزاد کر دے تو اس کی ولاء مسلمانوں کو ملے گی اگر بعد اس کے وہ یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولاء اس کی طرف نہ جائے گی البتہ اگر یہودی یا نصرانی غلام کو آزاد کر دے پھر وہ غلام مسلمان ہو جائے بعد اس کے اس کا مالک مسلمان ہو تو ولاء اسی کو ملے گی اس لیے کہ آزادی کے دن بھی ولاء کا مستحق وہی تھا۔

۴۱: کہا مالکؒ نے اگر یہودی یا نصرانی کا لڑکا مسلمان ہو تو وہ اپنے باپ کے آزاد کیے ہوئے غلام کی ولاء پائے گا جب وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو مگر باپ اس کا مسلمان نہ ہوا ہو جس نے آزاد کیا ہے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت بھی مسلمان تھا تو یہودی یا نصرانی کے مسلمان لڑکے کو ولاء نہ ہوگی بلکہ وہ مسلمانوں کا حق ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَكَاتَبِ

کتاب مکاتب کے بیان میں

ف: مکاتب وہ غلام ہے جس سے مولیٰ یہ کہے اگر تو اس قدر مال مجھ کو اس قدر مدت میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ جس قدر مال عوض میں آزادی کے ٹھہرے اس کو بدل کتابت کہتے ہیں۔

١۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِي الْمُكَاتَبِ — مکاتب کے احکام کا بیان

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَّا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ كِتَابَتِهِ.

عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے مکاتب غلام رہے گا جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی رہے۔

ف: اور ابی شیبہ کی روایت میں ہے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے اور ابوداؤد نسائی اور حاکم نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا۔

(٢) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُوْلَانِ الْمُكَاتَبُ مَابَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْئٌ.

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی ہے۔

٣: کہا مالکؒ نے میری رائے یہی ہے کہا مالکؒ نے اگر مکاتب اپنی بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ کر مر جائے اور اپنی اولاد کو جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی تھی یا عقد کتابت میں داخل تھی چھوڑ جائے تو پہلے اس کے مال میں سے بدل کتابت ادا کریں گے پھر جس قدر بچ رہے گا اس کی وارث مکاتب کی اولاد ہو گی۔

(٤) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسِ نِ الْمَكِّيِّ اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِمَكَّةَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِّنْ كِتَابَتِهِ وَتَرَكَ دُيُوْنًا لِّلنَّاسِ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ فَاَشْكَلَ عَلٰى عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَآءُ فِيْهِ فَكَتَبَ اِلٰى عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اَنِ ابْدَأْ بِدُيُوْنِ النَّاسِ ثُمَّ اقْضِ مَابَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ ثُمَّ اقْسِمْ مَابَقِيَ مِنْ مَّالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ.

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ابن متوکل کا مکہ میں مر گیا اور کچھ بدل کتابت اس پر باقی رہ گیا تھا اور لوگوں کا قرض بھی تھا اور ایک بیٹی چھوڑ گیا تو مکہ کے عامل کو اس باب میں حکم کرنا دشوار ہوا تو اس نے **عبدالملک بن مروان کو لکھا عبدالملک** نے اس کے جواب میں لکھا کہ پہلے لوگوں کا قرض ادا کر پھر جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے اس کو ادا کر بعد اس کے جو کچھ بچے وہ اس کی بیٹی اور مولیٰ کو تقسیم کر دے۔ ف١

ف ۱: یعنی نصف بیٹی کو اور نصف مولیٰ کو۔

۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر غلام اپنے مولیٰ کو کہے مجھ کو مکاتب کر دے تو مولیٰ پر ضروری نہیں خواہ مخواہ مکاتب کرے اور میں نے کسی عالم سے نہیں سنا کہ مولیٰ پر جبر ہوگا اپنے غلام کے مکاتب کرنے پر اور جب وہ شخص ان سے اللہ جل جلالہٗ کے اس قول کو بیان کرتا کہ مکاتب کرو اپنے غلاموں کو اگر اس میں بہتری ف۲ جانو تو وہ یہ آئتیں پڑھتے جب تم احرام کھول ڈالو شکار کرو۔ جب نماز ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔ ف۳

ف ۲: یعنی اللہ جل جلالہٗ نے اس آیت میں امر فرمایا مکاتب کرنے کا اور امر وجوب کے واسطے ہے۔

ف ۳: یعنی ان آیتوں میں جیسا امر وجوب کے واسطے نہیں ہے ایسا ہی مکاتب کرنے کا امر بھی وجوب کے واسطے نہیں ہے۔

۶: کہا بلکہ یہ امر اذن کے واسطے ہے نہ کہ وجوب کے واسطے۔

۷: کہا مالکؒ نے میں نے بعض اہل علم سے سنا اس آیت کی تفسیر میں (دو تم اپنے مکاتبوں کو اس مال سے جو دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے) کہتے تھے مراد اس آیت سے یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس کے بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے۔

۸: کہا مالکؒ نے میں نے یہ اچھا سنا اور اسی پر لوگوں کو عمل کرتے ہوئے پایا۔

۹: کہا مالکؒ نے مجھے یہ پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پینتیس ہزار درہم پر پھر آخر میں اسے پانچ ہزار درہم معاف کر دیئے۔

۱۰: کہا مالکؒ نے جب غلام مکاتب ہو جائے اس کا مال اسی کو ملے گا۔ مگر اولاد اس کے عقد کتابت میں داخل نہ ہوگی البتہ جب شرط لگائے تو اولاد بھی داخل ہوگی۔

۱۱: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا اور اس غلام کی ایک لونڈی تھی جو حاملہ تھی اس سے مگر حمل کا حال نہ غلام کو معلوم تھا نہ مولیٰ کو تو وہ بچہ جب پیدا ہوگا مکاتب کو نہ ملے گا بلکہ مولیٰ کو ملے گا البتہ لونڈی مکاتب ہی کی رہے گی کیونکہ وہ اس کا مال ہے۔

۱۲: کہا مالکؒ نے اگر ایک عورت اپنا مکاتب چھوڑ کر مر گئی اور اس کے دو وارث ہیں ایک خاوند اور ایک لڑکا اس عورت کا پھر مکاتب مر گیا قبل ادا کرنے بدل کتابت کے تو خاوند اور لڑکا موافق کتاب اللہ کے اس کی میراث کو تقسیم کر لیں گے۔ (ایک ربع خاوند کا ہوگا اور باقی بیٹے کا) اور جو بعد ادا کرنے بدل کتابت کے مرا تو میراث اس کی سب بیٹے کو ملے گی خاوند کو کچھ نہ ملے گا۔

۱۳: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب اپنے غلام کو مکاتب کرے تو دیکھیں گے اگر اس نے رعایت کے طور پر بدل کتابت کم ٹھہرایا ہے تو یہ کتابت جائز نہ ہوگی اور جو بدل کتابت اپنا فائدہ دیکھ کر ٹھہرایا ہے تو جائز ہوگی۔

۱۴: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی مکاتبہ لونڈی سے صحبت کرے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے وہ ام ولد بن کر رہے چاہے اپنی کتابت قائم رکھے اگر حاملہ نہ ہو تو وہ مکاتب رہے گی۔

۱۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اس کو کوئی مکاتب نہیں کر سکتا اگرچہ دوسرا شریک اجازت بھی دے بلکہ دونوں شریک مل کر مکاتب کر سکتے ہیں کیونکہ اگر ایک شریک اپنے حصہ کو مکاتب کر دے گا اور مکاتب بدل کتابت ادا کر دے گا تو اس قدر حصہ آزاد ہونا پڑے گا اب اس شریک پر جس نے کچھ حصہ آزاد کیا لازم نہیں کہ دوسرے شریک کو

ضمانت دے کر اس کی آزادی پوری کرے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرنے کا وہ •عتاق میں ہے نہ کہ کتابت میں۔

۱۶: کہا مالکؒ نے اگر اس شریک کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو وہ اپنے حصہ کو مکاتب کر کے کل یا بعض بدل کتابت وصول کرے تو جس قدر وصول کیا ہو اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں کتابت باطل ہو جائے گی اور وہ مکاتب بدستور غلام رہے گا۔

۱۷: کہا مالکؒ نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک آدمی ان میں سے اس کو مہلت دے اور دوسرا نہ دے اور جس شخص نے مہلت نہ دی وہ اپنا کچھ حق وصول کر لے بعد اس کے مکاتب مر جائے اور اس قدر مال نہ چھوڑے کہ اس کے بدل کتابت کو کافی ہو تو جس قدر مال چھوڑ گیا ہے تو پہلے دونوں شریک اپنے اپنے بقایا وصول کر کے جو کچھ بچے گا برابر بانٹ لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا اور جس شخص نے مہلت نہ دی اس نے دوسرے شریک کی نسبت کچھ زیادہ وصول کر لیا ہے تو غلام دونوں میں آدھا آدھا مشترک رہے گا اور جس نے زیادہ لیا ہے وہ اپنے شریک کو کچھ نہ پھیرے گا کیونکہ اس نے اپنے شریک کی اجازت سے لیا ہے۔ اگر ایک نے اپنا حصہ معاف کر دیا تھا اور دوسرے نے کچھ وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو وہ غلام دونوں میں مشترک رہے گا اور جس نے کچھ وصول کر لیا ہے وہ دوسرے شریک کو کچھ نہ دے گا کیونکہ اس نے اپنا حق وصول کیا اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا قرض ایک ہی دستاویز کی رُو سے ایک آدمی پر ہو پھر ایک شخص اس کو مہلت دے اور دوسرا حرص کر کے کچھ وصول کر لے بعد اس کے قرض دار مفلس ہو جائے پھر جس شخص نے وصول کر لیا ہے وہ دوسرے شریک کو اس میں سے کچھ نہ دے گا۔ 28

۲۔ بَابُ الْحَمَالَةِ فِي الْكِتَابَةِ — کتابت میں ضمانت کا بیان

۱۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ چند غلام اگر ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں تو ایک کا بار دوسرے کو اٹھانا پڑے گا اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو بدل کتابت کم نہ ہو گا اگر کوئی ان میں سے عاجز ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ دے تو اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ موافق طاقت کے اس سے مزدوری کرائیں اور بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد لیں اگر سب آزاد ہوں گے وہ بھی آزاد ہو گا اور جو سب غلام ہوں گے وہ بھی غلام ہو گا۔

۱۹: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ بدل کتابت کی ضمانت نہیں ہو سکتی تو غلام کو جب مولیٰ مکاتب کرے تو بدل کتابت کی ضمانت اگر غلام عاجز ہو جائے یا مر جائے کسی سے نہیں لے سکتا نہ یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مکاتب کے بدل کتابت کا ضامن ہو اور مولیٰ اس کا پیچھا کرے ضامن سے بدل کتابت وصول کرے تو یہ وصول کرنا ناجائز طور پر ہو گا کیونکہ ضامن نے نہ مکاتب کو خرید کیا تاکہ جو مال دیا ہے اس کے عوض میں آ جائے نہ مکاتب آزاد ہوا کہ وہ مال اس کی آزادی کا بدلہ ہو بلکہ مکاتب جب عاجز ہو گیا تو پھر اپنے مولیٰ کا غلام ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں جس کی ضمانت درست ہو۔ ف ا

''بلکہ کتابت ایک شئے ہے اگر مکاتب اس کو آزاد کر دے گا آزاد ہو جائے گا ورنہ غلام ہو جائے گا اسی واسطے اگر مکاتب مر جائے اور لوگوں کا قرضدار ہو تو مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر حصہ نہ ہوں گے بلکہ قرض خواہ اس کے مال کے زیادہ حقدار ہوں گے اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور لوگوں کا قرضدار ہو تو وہ اپنے مولیٰ کا غلام ہو جائے گا اور قرض خواہوں کا قرضہ اس کے ذمہ رہے گا جب آزاد ہو اس وقت اس کا پیچھا کریں گے یہ اختیار نہ ہو گا کہ اس کو بیچ کر اپنا قرضہ وصول

کریں"۔

ف: دین صحیح وہ ہے کہ مدیون کے ذمہ سے ساقط نہ ہو کسی طرح بغیر ادا کیے یا قرض خواہ کے معاف کیے ہوئے۔

۲۰: کہا مالکؒ نے جب غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں اور ان میں آپس میں ایسی قرابت نہ ہو جس کے سبب سے ایک دوسرے وارث نہ ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے کوئی ان میں سے بغیر دوسرے کے آزاد نہ ہو سکے گا۔ یہاں تک کہ بدل کتابت پورا پورا ادا کر دیں اگر ان میں سے کوئی مر گیا اور اس قدر مال چھوڑ گیا جو سب کے بدل کتابت سے زیادہ ہے تو اس مال میں سے بدل کتابت ادا کیا جائے گا اور جو کچھ بچ رہے گا مولیٰ لے لے گا اس کے ساتھیوں کو نہ ملے گا پھر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال میں صرف ہوا ہے اس کو مولیٰ ہر ایک غلام سے مجرا لے گا۔ کیونکہ جو غلام مر گیا ہے وہ ان کا کفیل تھا جس قدر روپیہ اس کا ان کی آزادی میں اٹھا ان کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس مکاتب کا جو مر گیا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالتِ کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو نہ عقد کتابت اس پر واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہ تھا۔

۳۔بَابُ الْقَطَاعَةِ فِي الْكِتَابَةِ — مکاتب سے قطاعة کرنے کا بیان

ف: قطاعة اس کو کہتے ہیں کہ مولیٰ بدل کتابت کو چھوڑ کر کسی قدر نقد لینے پر غلام سے راضی ہو جائے تا کہ وہ جلدی آزاد ہو۔

(۲۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبَهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مکاتبوں سے قطاعت کرتیں سونے چاندی پر۔

۲۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو تو ایک شریک کو جائز نہیں کہ بغیر دوسرے شریک کی اذن کے اپنے حصے کی قطاعت کرے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں میں مشترک ہے ایک کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مال میں تصرف کرے بغیر دوسرے شریک کے پوچھے ہوئے اگر ایک شریک نے قطاعت کے بغیر دوسرے سے پوچھے ہوئے اور زرِ قطاعت وصول کر لیا بعد اس کے مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عاجز ہو گیا تو قطاعت کر چکا اس کو اس مکاتب کے مال میں استحقاق نہ ہو گا نہ یہ ہو سکے گا کہ زرِ قطاعت کو پھیر دے اور اس مکاتب کو پھر غلام بنالے البتہ جو شخص اپنے شریک کے اذن سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زر قطاعت پھیر کر اس غلام کا اپنے حصے کے موافق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شریک نے قطاعت نہیں کی اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے گا اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہ کی بعد اس کے مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا اگر تجھ کو منظور ہے تو جس قدر روپیہ تو نے قطاعت کا لیا ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو پھیر دے غلام تم دونوں میں مشترک رہے گا ورنہ پورا غلام اس شخص کا ہو جائے گا جس نے قطاعت نہیں کی۔

۲۳: کہا مالکؒ نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک آدمی ان میں سے قطاعت کرے دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی اسی قدر غلام سے وصول کرے جتنا قطاعت کرنے والے نے وصول کیا ہے یا اس سے زیادہ بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ پھیر نہ سکے گا اگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو قطاعت والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں

آدھم ساجھا کریں اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے گا اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت والے نے چاہا کہ جتنا زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو ہو سکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہے اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

۲۴: کہا مالکؒ نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک اس سے قطاعت کرے اپنے حق کے نصف پر دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت والا اگر چاہے جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کر لیں ورنہ اس قدر حصہ غلام کا دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

۲۵: کہا مالکؒ نے اس کی شرح یہ ہے کہ مثلاً ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو دونوں مل کر اس کو مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حق پر غلام سے قطاعت کر لے یعنی پورے غلام کے ربع پر بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قطاعت کی ہے اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تو نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور غلام میں آدھم ساجھا رکھ اگر وہ انکار کرے تو قطاعت والے کا ربع غلام بھی اس شریک کو مل جائے گا اس صورت میں اس شریک کے تین ربع ہوں گے اور اس کا ایک ربع۔

۲۶: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب سے اس کا مولیٰ قطاعت کرے اور وہ آزاد ہو جائے اور جس قدر قطاعت کا روپیہ مکاتب پر رہ جائے وہ اس پر قرض رہے بعد اس کے مکاتب مر جائے اور وہ مقروض ہو لوگوں کا تو مولیٰ دوسرے قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ اس مال میں سے پہلے اور قرض خواہ اپنا قرضہ وصول کریں گے۔

۲۷: کہا مالکؒ نے جو مکاتب مقروض ہو اس سے مولیٰ قطاعت نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائے بعد اس کے سارا مال اس کا قرض خواہوں کو مل جائے مولیٰ کو کچھ نہ ملے گا۔

۲۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے اور بدل کتابت معاف کر دے اس شرط سے کہ زرِ قطاعت فی الفور دے دے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا میعادی قرضہ کسی پر ہو وہ اس کے بدلے میں کچھ نقد لے کر قرضہ چھوڑ دے حالانکہ یہ قرض کی مثل نہیں ہے بلکہ قطاعت اس لیے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس کے لیے میراث اور شہادت اور حدود لازم آ جائیں اور حرمتِ عتاقہ ثابت ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ اس نے روپیوں کو روپیوں کے عوض میں یا سونے کو سونے کے عوض میں خریدا بلکہ اس کی مثال یہ ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو مجھے اس قدر اشرفیاں لا دے اور تو آزاد ہے پھر اس سے کم کر کے کہا اگر اتنے بھی لا دے تو بھی تو آزاد ہے۔ کیونکہ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ جب مکاتب مر جاتا تو مولیٰ بھی اور قرض خواہوں کے برابر اس کے مال کا دعوئ دار ہوتا ہے۔

۴۔ بَابُ جِرَاحِ الْمُكَاتَبِ — مکاتب کسی شخص کو زخمی کرے

۲۱: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب کسی شخص کو ایسا زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی

ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے وہ مکاتب بنا رہے گا اگر اس پر قادر نہ ہو تو اپنی کتابت سے عاجز ہوا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے مولیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام سمجھ کر رکھ لے اب وہ بدستور اس کا غلام ہو جائے گا اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کر جو زخمی ہوا ہے مگر مولیٰ پر لازم نہیں ہے کہ غلام دے ڈالنے سے زیادہ اور کچھ اپنا نقصان کرے۔

کہا مالکؒ نے اگر چند غلام ایک ساتھ مکاتب ہوں پھر ان میں سے ایک غلام کسی شخص کو زخمی کرے تو سب غلاموں سے کہا جائے گا دیت ادا کرو اگر ادا کریں گے اپنی کتابت پر قائم رہیں گے اگر نہ کریں گے سب کے سب عاجز سمجھے جائیں گے چاہے جس غلام نے زخمی کیا ہے اس کو حوالے کر دے باقی غلام بدستور مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے کیونکہ وہ دیت دینے سے عاجز ہو گئے۔

۲۸: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب کو یا اس کی اولاد کو جو کتابت میں داخل ہو کوئی زخمی کرے تو اس کی دیت غلاموں کی سی ہو گی اور وہ دیت مولیٰ کو دی جائے گی اور اس قدر بدل کتابت میں سے وضع کیا جائے گا۔

۲۹: کہا مالکؒ نے اس کی شرح یوں ایک شخص نے اپنے غلاموں کو تین ہزار درہم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار درہم وصول پائی تو اب جب وہ مکاتب دو ہزار درہم ادا کر دے گا آزاد ہو جائے گا اگر مولیٰ کے اس غلام پر ہزار ہی درہم بابت کتابت کے باقی تھے کہ ایک ہزار درہم دیت کے پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور جس قدر درہم باقی تھے اس سے زیادہ دیت کے درہم پائے تو مولیٰ جتنے باقی تھے اتنے لے کر باقی مکاتب کو پھیر دے گا اور مکاتب آزاد ہو جائے گا یہ درست نہیں کہ مکاتب کی دیت اسی کو حوالہ کر دیں وہ کھا پی کر برابر کر دے پھر اگر عاجز ہو جائے تو کانا لنگڑا لولا ہو کر اپنے مولیٰ کے پاس آئے کیونکہ مولیٰ نے اس کو اختیار دیا تھا اس کے مال اور کمائی پر نہ اپنی اولاد کی قیمت یا اپنی دیت پر کہ وہ کھا پی کر برابر کر دے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس کی اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقد کتابت ہوا مولیٰ کو دی جائے گی اور اس کے بدل کتابت میں مجرا ہو گی۔

۵- بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ — مکاتب کی کتابت کو بیچنے کا بیان

۳۰: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنے غلام کو روپیوں اشرفیوں پر مکاتب کرے وہ اس کی کتابت کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچے مگر نقدا نقد وعدے پر نہیں کیونکہ اگر وعدہ کرے گا تو کالی کی بیع بعوض کالی کے ہو جائے گی یعنی دین کی بعوض دین کے اور اگر کسی مال پر مکاتب کیا ہو جیسے اونٹ یا گائے یا بکریاں یا غلاموں پر تو مشتری کو جائز ہے کہ روپیہ اشرفی دے کر اس کی کتابت خرید کرے یا دوسری جنس دے کر سوا اس جنس کے جس پر مکاتب ہوا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقدا نقد دے دیر نہ کرے۔

۳۱: کہا مالکؒ نے جب مکاتب کی کتابت بک جائے تو مکاتب اپنی کتابت کو مشتری سے پھر وہی دام دے کر جو اس کے مولیٰ کو مشتری نے دیئے ہیں خرید کر سکتا ہے کیونکہ مکاتب کو اپنی جان آپ خریدنا گویا آزادی ہے اور آزادی بہ نسبت اور وصیتوں کے مقدم ہے۔

۳۲: کہا مالکؒ نے اگر چند شریک ہیں ایک مکاتب میں ان میں سے ایک شریک نے اپنا حصہ کتابت بیچنا چاہا ثلث یا ربع یا نصف تو مکاتب کو مثل شفیع کے یہ جبر نہیں پہنچتا کہ اس حصے کو خود خرید کرے کیونکہ یہ خرید مثل قطاعت کے ہے اور مکاتب کو یہ درست نہیں کہ اپنے شریک سے قطاعت کرلے مگر اور شریکوں کے اذن سے اور اس قدر حصہ خریدنے سے اس کو پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی

اور وہ اپنے مال پر قادر نہیں ہے بلکہ تھوڑا حصہ خریدنے میں یہ بھی خیال ہے کہ عاجز ہو جائے کیونکہ اس کا مال اس خرید میں صرف ہو جائے گا اور یہ اس کی مثل نہیں ہے کہ مکاتب اپنے تئیں پورا پورا خرید کر لے ہاں جس صورت میں باقی شرکاء بھی اجازت دیں تو اوروں سے زیادہ اس کو اس حصے کے خریدنے کا استحقاق ہوگا۔

۳۳: کہا مالکؒ نے مکاتب کی قسط کی بیع درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اس واسطے کہ اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو اس کے ذمے جو روپیہ تھا باطل ہو گیا اور اگر مکاتب مر گیا یا مفلس ہو گیا اور اس پر لوگوں کے قرضے ہیں تو جس شخص نے اس کی قسط خریدی تو وہ قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ مثل مکاتب کے مولیٰ کے ہوگا اور مولیٰ مکاتب کے قرض خواہوں کے برابر نہیں ہوتا اسی طرح خراج مولیٰ کا اگر غلام کے ذمے پر جمع ہو جائے تب بھی مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا۔[1]

۳۴: کہا مالکؒ نے مکاتب اگر اپنی کتابت کو خرید کر لے نقد روپیہ اشرفی کے بدلے میں یا کسی اسباب کے بدلے میں جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل ہو یا معجّل ہو تو درست ہے۔[2]

۳۵: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب مر جائے اور اپنی ام ولد اور اولاد صغار کو جو اسی ام ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے چھوڑ جائے اور اولاد اس کی محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو ام ولد کو بیچ ڈالیں گے جب اس کی قیمت اس قدر ہو کہ بدل کتابت پورا پورا ادا ہو سکے کیونکہ مکاتب کو اگر خوف ہوتا عجز کا تو وہ اس ام ولد کو بیچ سکتا ہے اسی طرح اولاد پر جب خوف ہوگا عجز کا تو ان کے باپ کی ام ولد بیچی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے اگر اس ولد کی قیمت بدل کتابت کو مکتفی نہ ہو اور ام ولد سے محنت مزدوری نہ ہو سکے نہ مکاتب کی اولاد سے تو سب کے سب اپنے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے۔

۳۶: کہا مالکؒ نے جو شخص مکاتب کی کتابت خرید کرے پھر مکاتب مر جائے قبل اپنی کتابت ادا کرنے کے تو جس شخص نے کتابت خریدی ہے وہی اس کا وارث ہوگا اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اسی کا غلام ہو جائے گا اور اگر مکاتب نے بدل کتابت اس شخص کو ادا کر دیا اور عاجز ہو گیا تو ولاء اس شخص کو ملے گی جس نے اس کو مکاتب کیا تھا نہ کہ اس شخص کو جس نے اس کی کتابت خریدی تھی۔

۶۔ بَابُ سَعْیِ الْمُکَاتَبِ — مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان

(۳۷) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ وَ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَّجُلٍ کَاتَبَ عَلٰی نَفْسِهٖ وَعَلٰی بَنِیْهِ ثُمَّ مَاتَ هَلْ یَسْعٰی بَنُو الْمُکَاتَبِ فِیْ کِتَابَةِ اَبِیْهِمْ اَمْ هُمْ عَبِیْدٌ فَقَالَا لَا بَلْ یَسْعَوْنَ فِیْ کِتَابَةِ اَبِیْهِمْ وَلَا یُوْضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ اَبِیْهِمْ شَیْئٌ۔

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا جو شخص اپنے تئیں اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے اور پھر مر جائے تو اس کے بیٹے بدل کتابت کے ادا کرنے میں محنت مزدوری کریں گے یا غلام رہیں گے انہوں نے کہا سعی کریں گے اپنے باپ کی کتابت میں اور ان کے باپ کے مر جانے کی وجہ سے بدل کتابت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

۳۸: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب کے بیٹے کمسن ہوں محنت مزدوری نہ کر سکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا اور اپنے

---

[1] جو ہر روز غلام پر مقرر کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

[2] کیونکہ کتابت دین صحیح نہیں ہے جیسا کہ اوپر گزرا تا کہ ربا نہ لازم آئے۔ ۱۲ منہ

باپ کے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے مگر جس صورت میں مکاتب اس قدر مال چھوڑ جائے جوان کے بلوغ تک کی قسطوں کو کافی ہو اس صورت میں بلوغ تک انتظار کیا جائے گا بعد بلوغ کے اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہو جائیں تو غلام ہو جائیں گے۔

۳۹: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب مرجائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے جو بدل کتابت کو مکتفی نہ ہو اور اپنی اولاد اور ام ولد کو جو کتابت میں داخل ہو چھوڑ جائے پھر ام ولد یہ چاہے وہ مال لے کر اولاد کے اور اپنے آزاد کرنے میں محنت مزدوری کرے تو اگر وہ ام ولد معتبر اور مشقت محنت پر قادر ہو تو وہ مال اس کے حوالے کیا جائے گا ورنہ وہ مال مولیٰ لے لے گا اور ام ولد اور مکاتب کی اولاد غلام ہو جائیں گے مولیٰ کے۔

۴۰: کہا مالکؒ نے اگر چند غلام ایک ہی وقت میں مکاتب کیے جائیں اور ان میں آپس میں کوئی قرابت نہ ہو پھر بعض ان میں سے عاجز ہو جائیں اور بعض محنت مزدوری کر کے بدل کتابت ادا کریں تو سب آزاد ہو جائیں گے پھر جن لوگوں نے محنت مزدوری کی ہے وہ ان لوگوں سے جو عاجز ہو گئے تھے ان کا حصہ پھیر لیں گے۔[1]

۷۔بَابُ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ اِذَآ اَدّٰى مَا عَلَيْهِ قَبْلَ مَحِلِّهٖ

اگر مکاتب جو قسطیں مقرر ہوئی تھیں اس سے پہلے بدل کتابت ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا

(۴۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَغَيْرَهٗ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرِ نِ الْحَنَفِىِّ وَاَنَّهٗ عَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يَّدْفَعَ اِلَيْهِ جَمِيْعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ فَاَبَى الْفُرَافِصَةُ فَاَتَى الْمُكَاتَبُ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَبٰى فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِذٰلِكَ الْمَالِ اَنْ يُّقْبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ فَيُوْضَعَ فِىْ بَيْتِ الْمَالِ وَقَالَ لِلْمُكَاتَبِ اذْهَبْ فَقَدْ عَتَقْتَ فَلَمَّا رَاَى الْفُرَافِصَةُ ذٰلِكَ قَبَضَ الْمَالَ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر کا ایک مکاتب تھا جو مدت پوری ہونے سے پہلے سب بدل کتابت لے کر آیا فرافصہ نے اس کے لینے سے انکار کیا مکاتب مروان کے پاس گیا جو حاکم تھا مدینہ کا اس سے بیان کیا مروان نے فرافصہ کو بلا بھیجا اور کہا بدل کتابت لے لے فرافصہ نے انکار کیا مروان نے حکم کیا کہ مکاتب سے وہ مال لے کر بیت المال میں رکھا جائے اور مکاتب سے کہا جا تو آزاد ہو گیا جب فرافصہ نے یہ حال دیکھا تو مال لے لیا۔

۴۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مکاتب اگر اپنی سب قسطوں کو مدت سے پیشتر ادا کر دے تو درست ہے اس کے مولا کو درست نہیں کہ لینے سے انکار کرے کیونکہ مولیٰ اس کے سبب سے ہر شرط کو اور خدمت کو اس کے ذمے سے اتار دیتا ہے اس لیے کہ کسی آدمی کی آزادی پوری نہیں ہوتی جب تک اس کی حرمت تمام نہ ہو اور اس کی گواہی جائز نہ ہو اور اس کو میراث کا استحقاق نہ ہو اور اس کے مولیٰ کو لائق نہیں کہ بعد آزادی کے اس پر کسی کام یا خدمت کی شرط لگائے۔

---

[1] اس واسطے کہ وہ ان کی طرف سے مثل کفیل کے تھے اور کفیل جب ادا کر دے تو اصیل سے پھیر لے گا کل کتابت میں سے حصہ لگا کر جس قدر ان کی طرف سے ادا کیا ہے وہ پھیر لیں گے۔

۴۳: کہا مالکؒ نے جو مکاتب سخت بیمار ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ سب قسطیں اپنے مولیٰ کو ادا کر کے آزاد ہو جائے تا کہ اس کے وارث میراث پائیں جو پہلے سے آزاد ہیں اس کی کتابت میں داخل نہیں ہیں تو مکاتب کو یہ امر درست ہے کیونکہ اس سے اس کی حرمت پوری ہوتی ہے اور اس کی گواہی درست ہوتی ہے اور جن آدمیوں کے قرضہ کا اقرار کرے وہ اقرار جائز ہوتا ہے اور اس کی وصیت درست ہوتی ہے اور اس کے مولیٰ کو انکار نہیں پہنچتا اس خیال سے کہ اپنا مال بچانا چاہتا ہے۔

٨۔بَابُ مِيرَاثِ الْمُكَاتَبِ اِذَا عَتَقَ — جب مکاتب آزاد ہو جائے اس کی میراث کا بیان

(٤٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ مُكَاتَبٍ كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ فَمَاتَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا كَثِيرًا فَقَالَ يُؤَدّٰى اِلَى الَّذِي تَمَاسَكَ بِكِتَابَتِهِ الَّذِي بَقِيَ لَهُ ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَابَقِيَ بِالسَّوِيَّةِ.

سعید بن المسیبؒ سے سوال ہوا کہ ایک مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہوا ایک شخص ان میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے پھر مکاتب مر جائے اور بہت سا مال چھوڑ جائے تو سعید نے کہا جس نے آزاد نہیں کیا اس کا بدل کتابت ادا کر کے باقی جو کچھ بچے گا دونوں شخص بانٹ لیں گے۔

۴۵: کہا مالکؒ نے جب مکاتب آزاد ہو جائے تو اس کا وارث وہ شخص ہو گا جس نے مکاتب کیا یا مکاتب کے قریب سے قریب رشتہ دار مردوں میں سے جس دن مکاتب مرا ہے لڑکا ہو یا اور عصبہ۔

۴۶: کہا مالکؒ نے اس طرح جو شخص آزاد ہو جائے تو اس کی میراث اس شخص کو ملے گی جو آزاد کرنے والے کا قریب سے قریب رشتہ دار ہو لڑکا ہو یا اور کوئی عصبہ جس دن وہ غلام مرا ہے۔

۴۷: کہا مالکؒ نے اگر چند بھائی اکٹھا مکاتب کر دیئے جائیں اور ان کی کوئی اولاد نہ ہو جو کتابت میں پیدا ہوئی ہو یا عقد کتابت میں داخل ہو تو وہ بھائی آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اگر ان میں سے کسی کا لڑکا ہو گا جو کتابت میں پیدا ہوا ہو یا اس پر عقد کتابت واقع ہوا ہو اور وہ مر جائے تو پہلے اس کے مال میں سے سب کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ بچ رہے گا وہ اس کی اولاد کو ملے گا اس کے بھائیوں کو نہ ملے گا۔

٩۔بَابُ الشَّرْطِ فِي الْمُكَاتَبِ — مکاتب پر شرط لگانے کا بیان

۴۸: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سونے یا چاندی پر اور اس کی کتابت میں کوئی شرط لگا دی سفر یا خدمت یا اضحیہ کی لیکن اس شرط کو معین کر دیا پھر مکاتب اپنے قسطوں کے ادا کرنے پر مدت سے پہلے قادر ہو گیا اور اس نے قسطیں ادا کر دیں مگر یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور حرمت اس کی پوری ہو جائے گی اب اس شرط کو دیکھیں گے اگر وہ شرط ایسی ہے جو مکاتب کو خود کرنا پڑتی ہے (جیسے سفر یا خدمت کی شرط) تو یہ مکاتب پر لازم نہ ہو گی اور نہ مولیٰ کو اس شرط کے پورا کرنے کا استحقاق ہو گا اور جو شرط ایسی ہے جس میں کچھ دینا پڑتا ہے جیسے اضحیہ یا کپڑے کی شرط تو یہ مانند روپوں اشرفیوں کے ہو گی اس چیز کی قیمت لگا کر وہ بھی اپنی قسطوں کے ساتھ ادا کر دے گا جب تک ادا نہ کرے گا آزاد نہ ہو گا۔

۴۹: کہا مالکؒ نے مکاتب مثل اس غلام کے ہے جس کو مولیٰ آزاد کر دے دس برس تک خدمت کرنے کے بعد اگر مولیٰ مر جائے اور دس برس نہ گزرے ہوں تو ورثاء کی خدمت میں دس برس پورے کرے گا اور ولاء اس کی اسی کو ملے گی جس نے اس کی آزادی ثابت

کی یا اس کی اولاد کو مردوں میں سے یا عصبہ کو۔

۵۰: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنے مکاتب سے شرط لگائے تو سفر نہ کرنا یا نکاح نہ کرنا یا میرے ملک میں سے باہر نہ جانا بغیر میرے پوچھے ہوئے اگر تو ایسا کرے گا تو تیری کتابت باطل کر دینا میرے اختیار میں ہوگا۔ اس صورت میں کتابت کا باطل کرنا اس کے اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ مکاتب ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اگر مکاتب کی کتابت کو مولیٰ باطل کرے تو مکاتب کو چاہیے کہ حاکم کے سامنے فریاد کرے وہ حکم کر دے کہ کتابت باطل نہیں ہو سکتی مگر اتنی بات ہے کہ مکاتب کو نکاح کرنا یا سفر کرنا یا ملک سے باہر جانا بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے درست نہیں ہے خواہ اس کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو سو دینار کے بدلے میں مکاتب کرتا ہے اور غلام کے پاس ہزار دینار موجود ہوتے ہیں تو وہ نکاح کر کے ان دیناروں کو مہر کے بدلے میں تباہ ہو کر پھر عاجز ہو کر مولیٰ کے پاس آتا ہے نہ اس کے پاس مال ہوتا ہے نہ اور کچھ اس میں سراسر مولیٰ کا نقصان ہے یا مکاتب سفر کرتا ہے اور قسطوں کے دن آجاتے ہیں لیکن وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس میں مولیٰ کا حرج ہوتا ہے اسی نظر سے مکاتب کو درست نہیں کہ بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے نکاح کرے یا سفر کرے بلکہ ان امورات کا اختیار کرنا مولیٰ کو ہے چاہے اجازت دے چاہے منع کرے۔

۱۰۔ بَابُ: وَلَاءِ الْمُکَاتَبِ اِذَا عَتَقَ — مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء کا بیان

۵۱: کہا مالکؒ نے مکاتب اپنے غلام کو آزاد نہیں کر سکتا مگر مولیٰ کے اذن سے اگر مولیٰ نے اذن دے دیا پھر مکاتب بھی آزاد ہو گیا تو ولاء اس کی مکاتب کو ملے گی اگر مکاتب آزاد ہونے سے پہلے مر گیا تو اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی اسی طرح اگر وہ غلام کی آزادی سے پہلے مر گیا جب بھی اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی۔

۵۲: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب نے بھی اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر مکاتب کا مکاتب مکاتب سے پہلے آزاد ہو گیا تو اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی جب تک مکاتب آزاد نہ ہو جب مکاتب آزاد ہو جائے گا اس کے مکاتب کی ولاء اس کی طرف لوٹ آئے گی۔ اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا یا عاجز ہو گیا تو اس کی آزاد اولاد اپنے باپ کے مکاتب کی ولاء نہ پائیں گے کیونکہ ان کے باپ کو ولاء کا استحقاق نہیں ہوا تھا اس واسطے کہ وہ آزاد نہیں ہوا تھا۔

۵۳: کہا مالکؒ نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک شخص اپنا حق معاف کر دے اور دوسرا نہ کرے پھر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شخص نے معاف نہیں کیا وہ اپنا حق وصول کر کے جس قدر مال بچے گا وہ دونوں تقسیم کر لیں گے جیسے وہ غلامی کی حالت میں مرتا کیونکہ جس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا اس نے آزاد نہیں کیا بلکہ اپنا حق معاف کر دیا۔

۵۴: کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ ہے ایک شخص مر گیا اور ایک مکاتب چھوڑ گیا اور بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑ گیا پھر ایک بیٹی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ولاء اس کے واسطے ثابت نہ ہوگی اگر یہ آزادی ہوتی تو ولاء اس کے لیے ضروری ثابت ہوتی۔

۵۵: کہا مالکؒ نے یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنا حصہ آزاد کر دیا پھر مکاتب آزاد ہو گیا تو جس شخص نے آزاد کیا ہے اس کو باقی حصوں کی قیمت نہ دینا ہوگی اگر یہ آزادی ہوتی تو اس کو اوروں کے حصے کی قیمت بموجب حدیث سے دینا پڑتی۔

۵۶: کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ جس میں کچھ اختلاف نہیں یہ ہے کہ جو شخص ایک حصہ مکاتب میں سے آزاد کر دے تو وہ اس کے مال میں سے آزاد نہ ہوگا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ولاء اس کو ملتی اس کے شریکوں کو نہ ملتی۔

۵۷: کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو شخص عقد کتابت کرے ولاء اسی کو ملے گی اور مکاتب کے مولیٰ کے وارثوں میں سے عورتوں کو ولاء نہ ملے گی اگرچہ وہ اپنا حصہ کچھ آزاد کر دیں بلکہ ولاء مکاتب کے مولیٰ کے لڑکوں کو یا اور عصبوں کو ملے گی۔

ف: اگرچہ درحقیقت آزادی ہوتی اور عورتوں کو بھی ولاء ملتی کیونکہ عورتوں کو اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی ولاء ملا کرتی ہے۔

۱۱۔بَابُ مَالَا يَجُوزُ مِنْ عِتْقِ الْمُكَاتِبِ — جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں اس کا بیان

۵۸: کہا مالکؒ نے اگر چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں تو مولیٰ ان میں سے ایک غلام کو آزاد نہیں کر سکتا جب تک باقی مکاتب راضی نہ ہوں اگر وہ کم سن ہوں تو ان کی رضامندی کا اعتبار نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چند غلام میں ایک غلام نہایت ہوشیار اور محنتی ہوتا ہے اس کے سبب سے توقع یہ ہوتی ہے کہ محنت مزدوری کر کے اوروں کو بھی آزاد کرا دے مولیٰ کیا کرتا کہ اسی شخص کو آزاد کر دیتا ہے تاکہ باقی غلام محنت سے عاجز ہو کر غلام ہو جائیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں باقی غلاموں کا ضرر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ضرر ہے اسلام میں۔

۵۹: کہا مالکؒ نے اگر چند غلام مکاتب کیے جائیں اور ان میں کوئی غلام ایسا ہو کہ نہایت بوڑھا ہو یا نہایت کم سن ہو جس کے سبب سے اور غلاموں کو بدل کتابت کی ادا کرنے میں مدد نہ ملتی ہو تو مولیٰ کو اس کا آزاد کرنا درست ہے۔

۱۲۔بَابُ جَامِعِ مَاجَآءَ فِي عِتْقِ الْمُكَاتَبِ وَاُمِّ وَلَدِهٖ — مکاتب کی اور اُم ولد کی آزادی کا بیان

۶۰: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر مکاتب مر جائے اور ام ولد چھوڑ جائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے کہ اس کو بدل کتابت کو مکتفی ہو تو وہ ام ولد مکاتب کے مولیٰ کی لونڈی ہو جائے گی کیونکہ وہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہیں ہوا نہ اولاد چھوڑ گیا جس کے ضمن میں ام ولد بھی آزاد ہو جائے۔

۶۱: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب اپنے غلام کو آزاد کر دے یا اپنے مال میں سے کچھ صدقہ دے دے اور مولیٰ کو اس کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے تو اب مکاتب کو بعد آزادی کے اس صدقہ یا عتاق کا باطل کرنا نہیں پہنچتا البتہ اگر مولیٰ کو قبل آزادی کے اس کی خبر ہو گئی اور اس نے اجازت نہ دی تو وہ صدقہ یا عتاق لغو ہو جائے گا اب پھر مکاتب کو لازم نہیں کہ بعد آزادی کے اس غلام کو پھر آزاد کرے یا صدقہ نکالے البتہ خوشی سے کر سکتا ہے۔

۱۳۔بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي الْمُكَاتَبِ — مکاتب کے باب میں وصیت کرنے کا بیان

۶۲: کہا مالکؒ نے اگر مولیٰ مرتے وقت اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو مکاتب کی اس حالت میں جس میں وہ ہے قیمت لگا دیں گے اگر قیمت اس کی بدل کتابت سے کم ہے تو ثلث مال میں وہ قیمت مکاتب کو معاف ہو جائے گی اور جس قدر بدل کتابت اس پر باقی ہے اس کی مقدار کی طرف خیال نہ کیا جائے گا وہ اگر کسی کے ہاتھ سے مارا جائے تو اس کے قاتل پر قتل کے دن کی قیمت لازم آئے گی اور اگر مجروح ہو تو زخمی کرنے والے پر اس دن کی دیت لازم آئے گی اور ان سب امور میں بدل کتابت کی مقدار کی طرف خیال نہ کریں گے کیونکہ جب تک اس پر بدل کتابت میں سے باقی ہے وہ غلام ہے البتہ اگر بدل کتابت قیمت سے کم باقی ہے تو جس قدر

بدل کتابت باقی رہ گیا ہے وہ ثلث مال میں معاف ہو جائے گا گویا میت نے مکاتب کے واسطے اس قدر مال کی وصیت کی۔

۶۳: کہا مالکؒ نے تفسیر اس کی یہ ہے مثلاً قیمت مکاتب کی ہزار درہم ہوں اور بدل کتابت میں اس پر سو درہم باقی ہوں تو گویا مولیٰ نے اس کے لیے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں سے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں سے سو درہم نکل سکیں تو آزاد ہو جائے گا۔

۶۴: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے مرتے وقت تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر ثلث مال میں گنجائش ہوگی تو یہ عقد کتابت جائز ہوگا۔

۶۵: کہا مالکؒ نے اس کی تفسیر یہ ہے کہ غلام کی قیمت ہزار دینار ہو اور مولیٰ اس کو مرتے وقت دو سو دینار کو مکاتب کرے اور ثلث مال مولیٰ کا ہزار دینار کے مقدار ہو تو کتابت جائز ہوگی گویا یہ مولیٰ نے وصیت کی اپنے مکاتب کے لیے ثلث مال میں اگر مولیٰ نے اور بھی لوگوں کو وصیتیں کی ہیں اور ثلث مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے تو پہلے کتابت کی وصیت کو ادا کریں گے کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی اور وصیتوں پر مقدم ہے پھر اور وصیت والوں کو حکم ہوگا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور اس سے اپنی وصیتیں وصول کریں اور میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور مکاتب کی کتابت آپ لے لیں اگر چاہیں مکاتب کو اور اس کے بدل کتابت کو وصیت والوں کے حوالے کر دیں کیونکہ ثلث مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اور اس واسطے کہ جب کوئی شخص وصیت کرے پھر اس کے وارث یہ کہیں کہ یہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے اور میت نے اپنے اختیار سے زیادہ تصرف کیا تو اس کے ورثہ کو اختیار ہوگا چاہیں تو وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور چاہیں تو میت کا ثلث مال وصیت والوں کے سپرد کر دیں اگر وارثوں نے مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیا تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا اب اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو سب وصیت والے اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں گے اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا اب وصیت والے اس غلام کو وارثوں پر پھیر نہیں سکتے کیونکہ وارثوں نے اپنے اختیار سے اسے چھوڑ دیا اور اس واسطے کہ وصیت والوں کو جب وہ غلام مل گیا تو وہ اس کے ضامن ہو گئے اگر وہ غلام مر جاتا تو وارثوں سے یہ کچھ نہ لے سکتے اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو وہ مال وصیت والوں کو ملے گا اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور ولاء اس کی مکاتب کرنے والے کے عصبوں کو ملے گی۔

۶۶: کہا مالکؒ نے جس مکاتب پر مولیٰ کے ہزار درہم آتے ہوں پھر مولیٰ مرتے وقت ہزار درہم معاف کر دے تو مکاتب کی قیمت لگائی جائے گی اگر اس کی قیمت ہزار درہم ہوں گے تو گویا دسواں حصہ کتابت کا معاف ہوا اور قیمت کی رو سے دو سو درہم ہوئے تو گویا دسواں حصہ قیمت کا اس نے معاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر مولیٰ سب بدل کتابت کو معاف کر دیتا تو ثلث مال میں صرف مکاتب کی قیمت کا حساب ہوتا یعنی ہزار درہم کا اگر نصف معاف کرتا تو ثلث مال میں نصف کا حساب ہوتا اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے۔

۶۷: کہا مالکؒ نے جو شخص مرتے وقت اپنے مکاتب کو ہزار درہم میں سے معاف کر دے مگر یہ نہ کہے کہ کون سی قسط میں یہ معافی ہوگی اول میں یا آخر میں تو ہر قسط میں سے دسواں حصہ معاف کیا جائے گا۔

۶۸: کہا مالکؒ نے جب آدمی اپنے مکاتب کو ہزار درہم اوّل کتابت یا آخر کتابت میں معاف کر دے اور بدل کتابت تین ہزار درہم ہوں تو مکاتب کی قیمت لگا دیں گے پھر اس قیمت کو تقسیم کریں گے ہر ایک ہزار پر جو ہزار کہ مدت اس کی کم ہے اس کی قیمت کم ہو گی بہ نسبت اس ہزار کے جو اس کے بعد ہے اسی طرح جو ہزار سب کے اخیر میں ہو گا اس کی قیمت سب سے کم ہو گی کیونکہ جس قدر میعاد بڑھتی جائے گی اسی قدر قیمت گھٹتی جائے گی پھر جس ہزار پر معافی ہوئی ہے اس کی جو قیمت آن کر پڑے گی وہ ثلث مال میں سے وضع کی جائے گی اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔

۶۹: کہا مالکؒ نے جس شخص نے مرتے وقت ربع مکاتب کی کسی کے لیے وصیت کی اور ربع کو آزاد کر دیا پھر وہ شخص مر گیا بعد اس کے مکاتب مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو پہلے مولیٰ کے وارثوں کو اور موصی لہٗ کو جس قدر بدل کتابت باقی تھا دلا دیں گے پھر جس قدر مال بچ رہے گا ثلث اس میں سے موصی لہٗ کو ملے گا اور دو ثلث وارثوں کو۔

۷۰: کہا مالکؒ نے جس مکاتب کو مولیٰ مرتے وقت آزاد کر دے اور ثلث میں سے وہ آزاد نہ ہو سکے تو جس قدر گنجائش ہو گی اسی قدر آزاد ہو گا اور بدل کتابت میں سے اتنا وضع ہو جائے گا مثلاً مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے اور اس کی قیمت دو ہزار درہم تھی اور میت کا ثلث مال ہزار درہم ہے تو نصف مکاتب آزاد ہو جائے گا اور نصف بدل کتابت یعنی اڑھائی ہزار روپیہ ساقط ہو جائیں گے۔

۷۱: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ فلانا غلام میرا آزاد ہے اور فلانے کو مکاتب کرنا پھر ثلث مال میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو آزادی مقدم ہو گی کتابت پر۔

---

[1] کیونکہ مکاتب آزاد نہیں ہوا تھا مگر چوتھا حصہ اس کا آزاد ہو گیا تھا اب جو غلامی کے حصے باقی تھے وہ تین تھے اس میں سے ایک موصی لہٗ کا ہو گا اور دو وارثوں کے۔۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمُدَبَّرِ

کتاب مدبر کے بیان میں

ف: مدبر اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ کہہ دے تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے۔

۱۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ وَلَدِ الْمُدَبَّرَةِ — مدبرہ کی اولاد کا بیان

۱: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے بعد اس کے اس کی اولاد پیدا ہو پھر وہ لونڈی مولیٰ کے سامنے مرجائے تو اس کی اولاد اپنی ماں کی طرح مدبر رہے گی جب مولیٰ مرجائے گا اور ثلث مال میں گنجائش ہو تو آزاد ہوجائے گی۔

۲: کہا مالکؒ نے ہر عورت کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی اگر وہ مدبرہ ہے یا مکاتبہ ہے یا معتقہ الی اجل ہے یا مخدمہ[1] ہے یا معتقۃ البعض[2] ہے یا گرو[3] ہے یا اُم ولد[4] ہے۔ ہر ایک کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی وہ آزاد تو وہ آزاد اور وہ لونڈی ہوجائے گی تو وہ بھی مملوک ہو جائے گی۔

ف۱: یعنی اس کی آزادی ایک مدت کی خدمت پر معلق ہے۔

۳: کہا مالکؒ نے اگر لونڈی حالتِ حمل میں مدبر ہوئی تو اس کا بچہ بھی مدبر ہوجائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کردیا اور اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ حاملہ ہے تو اس کا بچہ بھی آزاد ہوجائے گا۔

۴: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر ایک شخص حاملہ لونڈی کو بیچے تو وہ لونڈی اور اس کے پیٹ کا بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری نے اس کی شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔

۵: کہا مالکؒ نے اسی طرح بائع کو درست نہیں کہ لونڈی کو بیچے اور اس کا حمل بیچے کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کوئی شخص پیٹ کے بچے کو بیچے اس کی بیع درست نہیں۔

۶: کہا مالکؒ نے اگر مکاتب یا مدبر ایک لونڈی خرید کر کے اس سے وطی کریں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے تو ہر ایک کا بچہ اپنے باپ کے تابع ہوگا اس کی آزادی کے ساتھ اس کی بھی آزادی ہوگی اور اس کی غلامی کے ساتھ اس کی بھی غلامی ہوگی اگر وہ مکاتب یا مدبر آزاد ہوگیا تو ام ولد اس کی مثل اور اس کے مال کی اس کے سپرد کی جائے گی۔

ف: اور وہ جو حمل کتابت یا تدبیر کے زمانے میں اس کو ہوا تھا اس کے سبب سے ام ولد نہ ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا مولیٰ آزاد نہ تھا۔

---

[1] کچھ حصہ اس کا آزاد ہوا ہے۔۱۲ منہ [2] رہن۔۱۲

[3] رقیق۔۱۲ [4] جو پیٹ میں ہے۔۱۲

۲۔ بَابُ جَامِعِ مَاجَآءَ فِي التَّدْبِيْرِ مدبر کے احکام کا بیان

۷: کہا مالکؒ نے اگر مدبر اپنے مولیٰ سے کہے تو مجھے ابھی آزاد کر دے میں تجھے پچاس دینار قسط وار دیتا ہوں مولیٰ کہے اچھا تو آزاد ہے تو مجھے پچاس دینار پانچ برس میں دیجیو ہر سال دس دینار کے حساب سے مدبر اس پر راضی ہو جائے بعد اس کے دو تین دن میں مولیٰ مر جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور پچاس دینار اس پر قرض رہیں گے اور اس کی گواہی جائز ہو جائے گی اور اس کی حرمت اور میراث اور حدود پورے ہو جائیں گے اور مولیٰ کے مر جانے سے ان پچاس دینار میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

۸: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنے غلام کو مدبر کرے پھر مر جائے اور اس کا مال کچھ موجود ہو کچھ غائب ہو جس قدر موجود ہو اس کے ثلث میں سے مدبر آزاد نہ ہو سکے تو مدبر کو روک رکھیں گے اور اس کی کمائی کو بھی جمع کرتے جائیں گے یہاں تک کہ جو مال غائب ہے وہ بھی نکل آئے پھر اگر مولیٰ کے کل مال کے ثلث میں سے مدبر آزاد ہو سکے گا تو آزاد ہو جائے اور مدبر کا مال اور کمائی اسی کو ملے گی اور جو ثلث میں سے کل آزاد نہ ہو سکے گا تو ثلث ہی کی مقدار آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

۳۔ بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي التَّدْبِيْرِ مدبر کرنے کی وصیت کا بیان

۹: کہا مالکؒ نے آزادی کی جتنی وصیتیں ہیں صحت میں ہوں یا مرض میں ان میں رجوع اور تغیر کر سکتا ہے مگر تدبیر میں جب کسی کو مدبر کر دیا اب اس کے فسخ کا اختیار نہ ہو گا۔

۱۰: کہا مالکؒ نے جس لونڈی کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور اس کو مدبر نہ کیا تو اس کی اولاد اپنی ماں کے ساتھ آزاد نہ ہو گی اس لیے کہ مولیٰ کو اس وصیت کے بدل ڈالنے کا اختیار تھا نہ ان کی ماں کے لیے آزادی ثابت ہوئی تھی بلکہ یہ ایسا ہے کوئی کہے اگر فلانی لونڈی میرے مرنے تک رہے تو وہ آزاد ہے پھر وہ اس کے مرنے تک رہی تو آزاد ہو جائے گی مگر مولیٰ کو اختیار ہے کہ موت سے پیشتر اس کو یا اس کی اولاد کو بیچے تو آزادی کی وصیت اور تدبیر کی وصیت میں سنتِ قدیمہ کی رو سے بہت فرق ہے اگر وصیت مثل تدبیر کے ہوتی تو کوئی شخص اپنی وصیت میں تغیر و تبدل کا اختیار نہ رکھتا۔

۱۱: کہا مالکؒ نے جو شخص اپنے چند غلاموں کو صحت کی حالت میں مدبر کرے اور سوا ان کے کچھ مال نہ رکھتا ہو اگر اس نے اس طرح مدبر کیا کہ پہلے ایک کو پھر دوسرے کو تو جس کو پہلے مدبر کیا وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو جائے گا پھر دوسرا پھر تیسرا اسی طرح جب تک ثلث مال میں گنجائش ہو اگر سب کو ایک ساتھ مدبر کیا ہے ایک ہی کلام میں تو ہر ایک کا ثلث آزاد ہو جائے گا جب سب کو بیماری میں مدبر کیا۔

۱۲: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور سوا اس کے کچھ مال نہ تھا پھر مولیٰ مر گیا اور مدبر کے پاس مال ہے تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور مال اس کا اسی کے پاس رہے گا۔

۱۳: کہا مالکؒ نے جس مدبر کو مولیٰ مکاتب کر دے پھر مولیٰ مر جائے اور سوا اس کے کچھ مال نہ چھوڑے تو اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور بدلِ کتابت میں سے بھی ایک ثلث گھٹ جائے گا اور دو ثلث مدبر کو ادا کرنا ہوں گے۔

۱۴: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اپنی مرض موت میں اپنے غلام کا نصف یا کل آزاد کیا اور پہلے اپنے غلام کو مدبر کر چکا تھا تو ثلث مال میں سے پہلے مدبر آزاد ہو گا پھر وہ غلام اگر باقی میں سے آزاد ہو سکے تو آزاد ہو گا۔ ورنہ جس قدر مال بچا ہے اسی قدر آزاد ہو گا۔

۴۔بَابُ مَسِّ الرَّجُلِ وَلِيْدَتَهُ اِذَا دَبَّرَهَا

لونڈی کو جب مدبر کر دے اس سے صحبت کرنے کا بیان

(۱۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ فَكَانَ يَطَأُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی لونڈیوں کو مدبر کیا اور ان سے صحبت بھی کرتے تھے۔

(۱۶) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَاِنَّ لَهُ اَنْ يَّطَأَهَا وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّبِيْعَهَا وَلَا يَهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے جب کوئی شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اس سے وطی کر سکتا ہے مگر بیع یا ہبہ نہیں کر سکتا اور اس کی اولاد بھی مثل اپنی ماں کے ہوگی۔

ف: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور شافعیؒ اور اہل حدیث کے نزدیک مدبر کی بیع درست ہے صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے مدبر کو بیچا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ مدبر نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو جائے گا تو دار قطنی اور ابن عبدالبر نے اس کو ضعیف کیا ہے۔

۵۔بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کے بیچنے کا بیان

۱۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مدبر کو مولیٰ نہ بیچے اور نہ کسی طرح سے اس کی ملک منتقل کرے ف۱ اور مولیٰ اگر قرضدار ہو جائے تو اس کے قرضخواہ مدبر کو بیچ نہیں سکتے جب تک اس کا مولیٰ زندہ ہے اگر مر جائے اور قرض دار نہ ہو تو ثلث مال میں کل مدبر آزاد ہو جائے گا کیونکہ اگر کل مال میں سے آزاد ہو تو سراسر مولیٰ کا فائدہ ہے کہ زندگی بھر اس سے خدمت لی پھر مرتے وقت آزادی کا بھی ثواب کما لیا اور ورثاء کا بالکل نقصان ہے اگر سوا اس مدبر کے مولیٰ کا کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کا حق ہوگا اگر مدبر کا مولیٰ مر جائے اور اس قدر مقروض ہو کہ مدبر کی کل قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تو مدبر کو بیچیں گے کیونکہ مدبر جب آزاد ہوتا ہے کہ ثلث مال میں گنجائش ہو اگر قرضہ غلام کے نصف قیمت کے برابر ہو تو نصف مدبر کو قرضہ ادا کرنے کے لیے بیچیں گے اور نصف جو باقی ہے اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا۔

ف۱: یعنی ہبہ اور صدقہ کی رُو سے۔

۱۸: کہا مالکؒ نے مدبر کا بیچنا درست نہیں اور نہ کسی کو اس کا خریدنا درست ہے مگر مدبر اپنے تئیں آپ مولیٰ سے خرید سکتا ہے یہ جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کوئی شخص مدبر کے مولیٰ کو کچھ مال دے تا کہ وہ اپنے مدبر کو آزاد کر دے مگر ولاء اس کے مولیٰ کو ملے گی جس نے اس کو مدبر کیا تھا۔

۱۹: کہا مالکؒ نے مدبر کی خدمت بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کہ مولیٰ کب تک زندہ رہے گا اس وجہ سے خدمت کی بیع مجہول رہے گی اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدبر کی خدمت کی بیع درست ہے کیونکہ دار قطنی نے مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدبر کی خدمت بیچی مگر یہ حدیث مرسلاً اور موصولاً دونوں طرح ضعیف ہے۔

۲۰: کہا مالکؒ نے جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور یہ شخص ان میں سے اپنے حصے کو مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر جس شخص نے مدبر کیا ہے اس نے دوسرے شریک کا بھی حصہ خرید کر لیا تو کل غلام مدبر ہو جائے گا اگر نہ خریدا تو اس کی تدبیر باطل ہو

جائے گی مگر جس صورت میں جس نے مدبر نہیں کیا وہ اپنے شریک سے قیمت لینے پر راضی ہو جائے اور قیمت لے لے تو غلام مدبر ہو جائے گا۔

۲۱: کہا مالکؒ نے اگر نصرانی اپنے نصرانی غلام کو مدبر کرے بعد اس کے غلام مسلمان ہو جائے تو اس کو مولیٰ سے الگ کر دیں گے۔

ف: یعنی مولیٰ کی خدمت میں نہ رکھیں گے کیونکہ مسلمانوں کو کافر کی خدمت مناسب نہیں۔

ف: اور مولیٰ کی طرف سے بعوض خدمت کے اس غلام پر کچھ محصول مقرر کر دیں گے کہ مولیٰ کو ادا کیا کرے گا مگر اس کو بیچیں گے نہیں جب تک مولیٰ کا حال نہ معلوم ہو۔

ف: یعنی مولیٰ مسلمان ہو تو بدستور غلام اس کی خدمت میں آ جائے گا یا مر جائے تو آزاد ہو جائے گا۔

بقیہ قول مالکؒ:

''اگر نصرانی مولیٰ مقروض ہو کر مرے تو مدبر کو بیچ کر اس کا قرض ادا کریں گے مگر جب اس قدر مال ہو کہ قرض ادا ہو کر بچ رہے تو بعد قرض کے جس قدر بچے گا اس ثلث میں سے مدبر آزاد ہو جائے گا''۔

٦۔ بَابُ جَرَاحِ الْمُدَبَّرِ
مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے

(۲۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَضٰى فِي الْمُدَبَّرِ اِذَا جَرَحَ اَنَّ لِسَيِّدِهٖ اَنْ يُّسَلِّمَ مَا يَمْلِكُ مِنْهُ اِلَى الْمَجْرُوْحِ فَيَخْتَدِمُهُ الْمَجْرُوْحُ وَيُقَاصُّهُ بِجُرَاحِهٖ مِنْ دِيَةِ جُرْحِهٖ فَاِنْ اَدّٰى قَبْلَ اَنْ يَّهْلِكَ سَيِّدُهٗ رَجَعَ اِلٰى سَيِّدِهٖ.

عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم کیا کہ جب مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو مولیٰ کو چاہیے کہ مدبر کو مجروح کے حوالے کرے وہ اس سے خدمت لے اپنے زخم کی دیت کے بدلے میں جب اس کی دیت ادا ہو جائے اور مولیٰ نہ مرا ہو تو پھر اپنے مولیٰ کے پاس چلا آئے۔

۲۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مدبر اگر کسی شخص کو زخمی کرے پھر اس کا مولیٰ مر جائے اور سوائے اس کے اور کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا پھر زخم کی دیت کے تین حصے کریں گے ایک حصہ تو مدبر کے اس ثلث پر ڈالا جائے گا جو آزاد ہو گیا اور دو حصے ان دو ثلث پر واقع ہوں گے جو ورثہ کے ہاتھ میں ہیں اب ورثاء کو اختیار ہو گا اگر چاہیں تو ان دو ثلث کو بھی مدبر کے مجروح کے حوالہ کریں اگر چاہیں تو دیت کے دو ثلث ادا کریں اور مدبر کے دو ثلث رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام کی جنایت کے سبب سے ہے اور سید پر دین نہیں ہے تو غلام کے اس قصور سے سید نے جو کام کیا تھا آزادی یا تدبیر باطل نہ ہو گا۔ اگر مولیٰ اس صورت میں قرضدار بھی ہو تو مدبر میں سے موافق دیت کے اور قرضہ کے بیچ کے پہلے دیت کو ادا کریں گے پھر دین کو ادا کریں گے پھر جو کچھ حصہ غلام کا بچ رہے گا اس کا ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث اس کے وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنایت کا تاوان مولیٰ کے قرض پر مقدم ہے اس کی مثال یہ ہے ایک شخص مر گیا اور ایک غلام مدبر چھوڑ گیا جس کی قیمت ڈیڑھ سو دینار ہے اور اس غلام نے ایک شخص کو زخمی کیا تھا جس کے زخم کی دیت پچاس دینار ہے اور سید پر بھی پچاس دینار کا قرض ہے تو پہلے مدبر کی قیمت میں سے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے پھر قرض کے پچاس دینار ادا کریں گے اب جو کچھ بچ رہا اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کو ملیں گے تو دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے اور جو وصیت ہے ثلث مال میں تو تدبیر جائز نہ ہو گی۔ جب سید پر

دین ہو جو ہو بلکہ تدبیر ایک وصیت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مِنۡ بَعۡدِ وَصِیَّةٍ یُّوۡصٰی بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ﴾ اور دین مقدم ہے وصیت پر اجمالاً۔

۲۴: کہا مالکؒ نے اگر مدبر ثلث مال میں سے آزاد ہو سکتا ہے تو آزاد ہو جائے گا اور زخم کی دیت اس پر دین رہے گی اگر چہ یہ پوری دیت ہو بعد آزادی کے اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا جب سید پر کچھ دین نہ ہو۔

۲۵: کہا مالکؒ نے مدبر جب کسی شخص کو زخمی کرے اور مولیٰ اس کو مجروح کے حوالے کر دے پھر مولیٰ قرضدار ہو کر مر جائے اور سوائے اس کے کچھ مال نہ چھوڑے پھر وارث یہ کہیں کہ ہم مدبر کو مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرضخواہ یہ کہے کہ مدبر اگر مجھ کو ملے تو دیت سے زیادہ میں قیمت دیتا ہوں اس صورت میں وہ مدبر قرضخواہ کے حوالے کیا جائے گا اور جس قدر قرضخواہ نے دیت سے زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ مولیٰ کے ذمے سے ساقط ہوگا اگر دیت سے زیادہ نہ دے تو قرضخواہ اس مدبر کو نہ لے سکے گا۔

۲۶: کہا مالکؒ نے اگر مدبر مالدار ہو اور کسی شخص کو زخمی کرے پھر مولیٰ دیت دینے سے انکار کرے تو جو شخص زخمی ہوا ہے وہ مدبر کا مال اپنی دیت میں لے گا اگر اس کی دیت اسی مال میں پوری ہوگئی تو مدبر اس کے مولیٰ کے حوالے کرے گا ورنہ جس قدر دیت باقی رہ گئی ہے اس قدر خدمت مدبر سے لے گا۔

۷۔ بَابُ جِرَاحِ اُمِّ الْوَلَدِ — اُم ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے

۲۷: کہا مالکؒ نے اگر امّ ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو دیت اس کے مولیٰ کو دینا ہوگی مگر جس صورت میں دیت ام ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو مولیٰ پر لازم نہیں کہ ام ولد کی قیمت سے زیادہ دے اس لیے کہ اگر کوئی لونڈی یا غلام جنایت کرے تو مولیٰ پر اس سے زیادہ لازم نہیں کہ اس لونڈی یا غلام کو صاحبِ جنایت کے حوالے کرے اگر چہ دیت کتنی ہی اس لونڈی یا غلام کی قیمت سے زیادہ ہو اب یہاں پر ام ولد کا مولیٰ یہ تو نہیں کر سکتا کہ ام ولد صاحبِ جنایت کے حوالے کرے اس لیے کہ اُم ولد کی بیع یا ہبہ اور کسی طور سے نقل ملک درست نہیں بلکہ خلاف ہے سنتِ قدیمہ کے جب ایسا ہوا تو قیمت ام ولد کی خود ام ولد کے قائم مقام ہے اس سے زیادہ مولیٰ پر لازم نہیں یہ میں نے بہت اچھا سنا مولیٰ پر ام ولد کی قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا لازم نہیں۔

(۲۸) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰی اَحَدُهُمَا فِی امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا فَقَضٰی اَنْ يُّفْدِيَ وَلَدَهٗ بِمِثْلِهِمْ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حکم کیا جو عورت دھوکا دے کر کسی سے کہے میں آزاد ہوں پھر نکاح کرے اولاد پیدا ہو بعد اس کے وہ کسی کی لونڈی نکلے تو اپنی اولاد کی مثل غلام لونڈی دے کر اپنی اولاد کو چھڑا سکتا ہے۔[1]

۲۹: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک قیمت دینا بہتر ہے۔

ف: یہ حدیث اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

---

[1] یعنی جس شخص کے اولاد ہوئی ہے وہ لونڈی کے مولیٰ کو اپنی اولاد کی مانند لونڈی غلام دے کر اپنی اولاد کو اس کے پنجہ سے چھڑا لے گا۔ ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

کتاب بیع کے بیان میں

یعنی خرید اور فروخت کے احکام میں۔

ا۔بَابُ مَا جَآءَ فِیْ بَیْعِ الْعُرْبَانِ — بیع عربان کے بیان میں

ف ا: عربان کے معنی آگے آتے ہیں۔

ف ۲: خریدار کو مشتری اور بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں۔

(۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْعُرْبَانِ۔ — عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا عربان کی بیع سے۔

۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایک غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کو کرایہ پر لے پھر بائع سے یا جانور والے سے کہہ دے کہ میں تجھے ایک دینار یا کم زیادہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں اس غلام یا لونڈی کو خریدلوں گا تو وہ دینار اس کی قیمت میں سے سمجھنا یا جانور پر سواری کروں گا تو کرایہ میں سے خیال کرنا ورنہ میں اگر غلام یا لونڈی تجھے پھیر دوں یا جانور پر سوار نہ ہوں تو دینار مفت تیرا مال ہو جائے گا اس کو واپس نہ لوں گا۔

۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو غلام تجارت کا فن خوب جانتا ہو زبان اچھی بولتا ہو اس کا بدلنا حبشی جاہل غلام سے درست ہے اسی طرح اور اسباب کا جو دوسرے اسباب کی مثل نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ کھرا ہو اور ایک غلام کا دو غلاموں کے عوض میں یا کئی غلاموں کے بدلے میں درست ہے جب وہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے کھلا کھلا فرق رکھتی ہوں اور جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو دو چیزوں کا ایک کے بدلے میں لینا درست نہیں۔

۴: کہا مالکؒ نے سوا کھانے کی چیزوں کے اور اسباب کا بیچنا قبضہ سے پہلے درست ہے مگر اور کسی کے ہاتھ نہ اسی بائع کے ہاتھ بشرطیکہ قیمت دے چکا ہو۔

ف: مثلاً زید نے ایک غلام عمرو سے سو روپے کو خریدا اور روپے عمرو کو دے دیئے مگر غلام ابھی نہیں ملا اب زید اس غلام کو بکر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو درست ہے۔

۵: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص حاملہ لونڈی کو بیچے مگر اس کے حمل کو نہ بیچے تو درست نہیں کس واسطے کیا معلوم ہے کہ وہ حمل مرد ہے یا عورت خوبصورت ہے یا بدصورت پورا ہے یا لنڈورا زندہ ہے یا مردہ تو کس طور سے اس کی قیمت لونڈی کی قیمت میں سے وضع کرے گا۔

۶: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص ایک لونڈی یا غلام سو دینار کو خریدے اور قیمت ادا کرنے کی ایک میعاد مقرر کرے (مثلاً ایک مہینے کے وعدے پر) پھر بائع شرمندہ ہو کر خریدار سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد یا اس قدر میعاد میں لے لے تو درست ہے اور اگر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہے کہ بیع فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد لے لے یا اس میعاد کے بعد جو ٹھہری تھی تو درست نہیں کیونکہ یہ ایسا ہوا گویا بائع نے اپنی میعاد سے سو دینار کو ایک لونڈی اور دس دینار نقد یا میعادی پر بیع کیا تو سونے کی بیع سونے سے ہوئی میعاد پر اور یہ درست نہیں۔

۷: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص ایک لونڈی بیچے تیس دینار پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر ساٹھ دینار کو چھ مہینے کے یا برس کے وعدے پر خرید لے تو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلے خریدار کو سو دینار مفت مل گئے چھ مہینے یا برس بھر کے بعد۔

۲۔بَابُ مَالِ الْمَمْلُوْکِ اِذَا بِیْعَ
جب غلام یا لونڈی بکے تو اس کا مال کس کو ملے

(۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَّلَهٗ مَالٌ فَمَالُهٗ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو وہ مال بائع کو ملے گا مگر جب خریدار شرط کر لے کہ وہ مال میں لوں گا۔

۹: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ خریدار اگر شرط کر لے گا اس مال کے لینے کی تو وہ مال اسی کو ملے گا نقد ہو یا کسی پر قرض ہو یا اسباب ہو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اگرچہ وہ مال اس زرِثمن سے زیادہ ہو۔ جس کے عوض میں وہ غلام بکا ہے کیونکہ غلام کے مال میں مولیٰ پر زکوٰۃ نہیں ہے وہ غلام ہی کا سمجھا جائے گا اور اس غلام کی اگر کوئی لونڈی ہو گی تو مولیٰ کو اس سے وطی کرنا درست ہو جائے گا اور اگر یہ غلام آزاد ہو جاتا یا مکاتب تو اس کا مال اسی کو ملتا اگر مفلس ہو جاتا تو قرضخواہوں کو مل جاتا اس کے مولیٰ[۱] سے مواخذہ نہ ہوتا۔

۳۔بَابُ الْعُهْدَةِ فِیْ الرَّقِیْقِ
غلام یا لونڈی کی بیع میں بائع سے کب تک مؤاخذہ ہو سکتا ہے

(۱۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ وَهِشَامَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ كَانَا يَذْكُرَانِ فِیْ خُطْبَتِهِمَا عُهْدَةَ الرَّقِيْقِ فِی الْاَيَّامِ الثَّلٰثَةِ مِنْ حِيْنِ يَّشْتَرِی الْعَبْدَ اَوِ الْوَلِيْدَةَ وَعُهْدَةَ السَّنَةِ.

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابان بن عثمانؓ اور ہشام بن اسمٰعیل دونوں نے خطبے میں بیان کیا کہ غلام اور لونڈی کے عیب کی جواب دہی بائع پر تین روز تک ہے خرید نے کے وقت سے اور ایک جواب دہی سال بھر تک ہے۔

۱۱: کہا مالکؒ نے غلام اور لونڈی کو جو عارضہ لاحق ہو تین دن کے اندر وہ بائع کی طرف سے سمجھا جائے گا اور مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہو گا اور اگر جنون یا جذام یا برص نکلے تو ایک برس کے اندر پھیر دینے کا اختیار ہو گا بعد ایک سال کے پھر بائع سب باتوں سے بری ہو جائے اس کو کسی عیب کی جواب دہی لازم نہ ہو گی اگر کسی نے وارثوں میں سے یا اور لوگوں میں سے ایک غلام یا

---

[۱] خریدار اور مالک۔۱۲

لونڈی کو بیچا اس شرط سے کہ بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہے تو پھر بائع پر جواب دہی لازم نہ ہوگی البتہ اگر جان بوجھ کر اس نے کوئی عیب چھپایا ہوگا تو جواب دہی اس پر لازم ہوگی اور مشتری کو پھیر دینے کا اختیار رہوگا۔ یہ جواب دہی خاص غلام یا لونڈی میں ہے اور چیزوں میں نہیں۔

۴۔بَابُ الْعَيْبِ فِى الرَّقِيْقِ

غلام لونڈی میں عیب نکلنے کا بیان

(۱۲) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهٗ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَّبَاعَهٗ بِالْبَرَآءَةِ فَقَالَ الَّذِى ابْتَاعَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ دَآءٌ لَّمْ تُسَمِّهٖ لِىْ فَاخْتَصَمَا اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِىْ عَبْدًا وَّبِهٖ دَآءٌ لَّمْ يُسَمِّهٖ لِىْ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بِعْتُهٗ بِالْبَرَآءَةِ فَقَضٰى عُثْمَانُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنْ يَّحْلِفَ لَهٗ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدَ وَمَا بِهٖ دَآءٌ يَّعْلَمُهٗ فَاَبٰى عَبْدُاللّٰهِ اَنْ يَّحْلِفَ وَارْتَجَعَ الْعَبْدُ فَصَحَّ عِنْدَهٗ فَبَاعَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بَعْدَ ذَالِكَ بِاَلْفٍ وَّ خَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

سالمؒ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک غلام بیچا آٹھ سو درہم کو اور مشتری سے شرط کر لی کہ عیب کی جواب دہی سے میں بری ہوا بعد اس کے مشتری نے کہا غلام کو ایک بیماری ہے تم نے مجھ سے اس کا بیان نہیں کیا تھا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور گئے عثمان بن عفانؓ کے پاس مشتری بولا کہ انہوں نے ایک غلام میرے ہاتھ بیچا اور اس کو ایک بیماری تھی انہوں نے بیان نہیں کیا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے شرط کر لی تھی عیب کی۔ جواب دہی میں نہ کروں گا۔ حضرت عثمانؓ نے حکم کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ حلف کریں میں نے یہ غلام بیچا اور میرے علم میں اس کو کوئی بیماری نہ تھی عبداللہؓ نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ غلام پھر آیا عبداللہ کے پاس اور اس بیماری سے اچھا ہو گیا پھر عبداللہؓ نے اس کو ایک ہزار پانچ سو درہم کو بیچا۔

ف: یہ اللہ جل جلالہٗ کا فضل ہوا عبداللہؓ پر کہ انہوں نے احتیاطاً سچی قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔

۱۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ جو شخص خرید کرے ایک لونڈی کو پھر وہ حاملہ ہو جائے خریدار سے یا غلام خرید کرے پھر اس کو آزاد کر دے یا کوئی اور امر ایسا کرے جس کے سبب سے اس غلام یا لونڈی کا پھیرنا نہ ہو سکے بعد اس کے گواہ گواہی دیں کہ اس غلام یا لونڈی میں بائع کے پاس سے کوئی عیب تھا یا بائع خود اقرار کر لے کہ میرے پاس کا یہ عیب ہے یا اور کسی صورت سے معلوم ہو جائے کہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس غلام اور لونڈی کی خرید کے روز کے عیب سمیت قیمت لگا کر بے عیب کی بھی قیمت لگا دیں دونوں قیمتوں میں جس قدر فرق ہو اس قدر مشتری بائع سے پھیر لے۔

ف: مثلاً فرض کیجیے کہ وہ لونڈی پانچ سو درہم کو مشتری نے خریدی اب عیب سمیت اس کی قیمت لگائی گئی تو تین سو درہم ہوئے اور بے عیب کے چار سو درہم ہوئے تو سو درہم مشتری بائع سے پھیر لے۔

۱۴: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے ایک غلام خریدا پھر اس میں ایسا عیب پایا جس کی وجہ سے وہ غلام بائع کو پھیر سکتا ہے مگر مشتری کے پاس جب وہ غلام آیا اس میں دوسرا عیب ہو گیا مثلاً اس کا کوئی عضو کٹ گیا یا کانا ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اس غلام کو رکھ لے اور بائع سے عیب کا نقصان لے لے چاہے غلام کو واپس کر دے اور عیب کا تاوان دے اگر وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو عیب سمیت قیمت لگا دیں گے خرید کے روز کی مثلاً جس دن خریدا تھا اس روز عیب سمیت اس غلام کی قیمت اسی دینار تھی اور بے عیب سو

دینار تو مشتری بیس دینار بائع سے مجرا لے گا مگر قیمت اس کی لگائی جائے گی جس دن خریدا تھا۔

۱۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر ایک شخص نے لونڈی خریدی پھر عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا مگر اس سے جماع کر چکا تھا تو اگر وہ لونڈی بکر تھی تو جس قدر اس کی قیمت میں نقصان ہو گیا مشتری کو دینا ہوگا اور اگر ثیبہ تھی تو مشتری کو کچھ دینا نہ ہوگا۔

۱۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص غلام یا لونڈی یا اور کوئی جانور بیچے یہ شرط لگا کر کہ اگر کوئی عیب نکلے گا تو میں بری ہوں یا بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہو جائے گا مگر جب جان بوجھ کر کوئی عیب اس میں ہو اور وہ اس کو چھپائے اگر ایسا کرے گا تو یہ شرط مفید نہ ہوگی اور وہ چیز بائع کو واپس کی جائے گی۔

۱۷: کہا مالکؒ نے اگر ایک لونڈی کو دو لونڈیوں کے بدلے میں بیچا پھر ان دو لونڈیوں میں سے ایک لونڈی میں کچھ عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے تو پہلے اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جس کے بدلے میں یہ دونوں لونڈیاں آئی ہیں پھر ان دونوں لونڈیوں کی بے عیب سمجھ کر قیمت لگا دیں گے پھر اس لونڈی کے زر ثمن کو ان دونوں لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے ہر ایک کا حصہ جدا ہوگا بے عیب لونڈی کا اس کے موافق اور عیب دار کا اس کے موافق پھر عیب دار لونڈی اس حصہ ثمن کے بدلے میں واپس کی جائے گی قلیل ہو یا کثیر مگر قیمت دو لونڈیوں کی اسی روز کی لگائی جائے گی جس دن وہ لونڈیاں مشتری کے قبضے میں آئی ہیں۔

۱۸: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس سے مزدوری کرائی اور مزدوری کے دام حاصل کیے قلیل ہوں یا کثیر بعد اس کے اس غلام میں ایسا عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ غلام پھیر سکتا ہے تو وہ اس غلام کو پھیر دے اور مزدوری کے پیسے رکھ لے اس کا واپس کرنا ضروری نہیں ہمارے نزدیک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس کے ہاتھ سے ایک گھر بنوایا جس کی بنوائی اس کی قیمت سے دو چند سہ چند ہے پھر عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا تو غلام واپس ہو جائے گا اور بائع کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے گھر بنوانے کی مزدوری لے اسی طرح سے غلام کی کمائی بھی مشتری کی رہے گی۔

۱۹: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے کئی غلام ایک ہی دفعہ (یعنی ایک ہی عقد میں) خرید کیے اب ان میں سے ایک غلام چوری کا نکلا یا اس میں کچھ عیب نکلا تو اگر وہی غلام سب غلاموں میں عمدہ اور ممتاز ہوگا اور اسی کی وجہ سے باقی غلام خرید کیے گئے ہوں تو ساری بیع فسخ ہو جائے گی اور سب غلام پھر واپس دیئے جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو صرف اس غلام کو پھیر دے گا اور زر ثمن میں سے بقدر اس کی قیمت کے حصہ لگا کر بائع سے واپس لے گا۔

۵۔ بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْوَلِيدَةِ اِذَا بِيعَتْ وَالشَّرْطُ فِيهَا

لونڈی کو شرط لگا کر بیچنے کا بیان

(۱) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ ابْتَاعَ جَارِيَةً مِّنَ امْرَاَتِهٖ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ اَنَّكَ اِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِيْ بِالثَّمَنِ الَّذِيْ تَبِيْعُهَا بِهٖ فَسَاَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اپنی بی بی زینب ثقفیہ سے ان کی بی بی نے اس شرط سے بیچی کہ جب تم اس لونڈی کو بیچنا ہو تو جتنے کو بیچنا منظور ہو اسی داموں کو میرے ہاتھ بیچنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس امر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

ذَالِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَقْرَبْهَا وَفِيْهَا شَرْطٌ لِّاَحَدٍ.

بیان کیا انہوں نے کہا تو اس لونڈی سے صحبت مت کر جس میں کسی کی شرط لگی ہو۔

(۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً اِلَّا وَلِيْدَةً اِنْ شَآءَ بَاعَهَا وَاِنْ شَآءَ وَهَبَهَا وَاِنْ شَآءَ اَمْسَكَهَا وَاِنْ شَآءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَآءَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے آدمی کو اس لونڈی سے وطی کرنا درست ہے جس پر سب طرح کا اختیار ہو اگر چاہے اس کو بیچ ڈالے چاہے ہبہ کر دے چاہے رکھ چھوڑے جو چاہے سو کر سکے۔

۲۲: کہا مالکؒ نے جو شخص کسی لونڈی کو اس شرط پر خرید کرے کہ اس کو بیچوں گا نہیں یا ہبہ نہ کروں گا یا اس کی مثل اور کوئی شرط لگا دی تو اس لونڈی سے وطی کرنا درست نہیں کیونکہ جب اس کو اس لونڈی کے بیچنے یا ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے تو اس کی ملک پوری نہیں ہوئی اور جو لوازم تھے اس کی ملک کے وہ غیر کے اختیار میں رہے اور اس طرح کی بیع مکروہ ہے۔

٦۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ اَنْ يَّطَأَ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً وَّلَهَا زَوْجٌ

خاوند والی لونڈی سے وطی کرنا منع ہے

(۲۳) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ اَهْدٰى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِيَةً وَّلَهَا زَوْجٌ ن ابْتَاعَهَا بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ لَآ اَقْرَبُهَا حَتّٰى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا فَاَرْضَى بْنَ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عامر نے عثان بن عفان کو ایک لونڈی ہدیہ دی مگر اس کا ایک خاوند تھا اور عبداللہ نے اس لونڈی کو بصرے میں خریدا تھا تو عثانؓ نے کہا میں اس لونڈی سے وطی نہ کروں گا جب تک اس کا خاوند اس کو چھوڑ نہ دے عبداللہ نے اس خاوند کو راضی کر دیا تو اس نے چھوڑ دیا۔

......

(۲٤) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اَبُوْهُ ابْتَاعَ وَلِيْدَةً فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ فَرَدَّهَا.

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی بعد اس کے معلوم ہوا وہ خاوند رکھتی ہے تو اس کو واپس کر دیا۔

ف: کیونکہ یہ عیب ہے۔

۷۔ بَابُ مَاجَآءَ فِيْ ثَمَرِ الْمَالِ يُبَاعُ اَصْلُهٗ

جب درخت بیچا جائے تو اس کے پھل اس میں شامل نہ ہوں گے

(۲۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَآئِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کھجور کا درخت تابیر[1] کیا ہوا بیچے تو اس کے پھل بائع کے ہوں گے مگر جس صورت میں مشتری شرط کر لے کہ پھل میرے ہیں [ف1]

ف۱: تابیر کہتے ہیں نر کو مادہ سے پیوند لگانے کو عرب لوگ ایک درخت کو نر فرض کرتے تھے اور دوسرے کو مادہ مادہ کو چیر کر اس میں نر کا گابا شریک کر دیتے تھے اس تدبیر سے کھجوریں بہت نکلتیں۔

ف ۲: اور جو درخت تابیر کیا ہوا نہ ہو تو پھل مول لینے والے کے ہوں گے جمہور علماء کے نزدیک مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں وہ پھل بائع کے ہوں گے مگر جب مشتری شرط کرے پھلوں کی۔

۸۔بَابُ: النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُ وَ صَلَاحُهَا

جب تک پھلوں کی پختگی معلوم نہ ہو اس کے بیچنے کی ممانعت

(۳۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُ وَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِىَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ ان کی پختگی اور بہتری کا یقین ہو جائے منع کیا بائع کو اور مشتری کو۔

ف: بائع کو بیع سے منع کیا اور مشتری کو خریدنے سے کیونکہ اگر پھل تلف ہو جائیں تو بائع غیر کا مال بلاعوض ہضم کر لے گا اور مشتری اپنے مال کو مفت کھو دے گا۔

(۳۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِيَ فَقَالَ حِيْنَ تَحْمَرُّ اَوْ تَصْفَرُّ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ خوش رنگ ہو جائیں لوگوں نے کہا اس سے کیا مراد ہے یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا سرخ یا زرد ہو جائیں اور آپؐ نے فرمایا کیا اگر اللہ ان پھلوں کو پکنے نہ دے تو کس چیز کے بدلے میں تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال لے گا۔

(۳۸) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پھلوں کی بیع سے یہاں تک کہ آفت کا خوف جاتا رہے۔

۲۹: کہا مالکؒ نے پھلوں کا بیچنا ان کی بہتری معلوم ہونے سے پہلے دھوکہ کی بیع ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے منع کیا۔

(۳۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَبِيْعُ ثِمَارَهٗ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے پھلوں کو اس وقت بیچتے جب ثریا کے تارے نکل آتے۔

ف: جب ثریا کے تارے صبح کو طلوع کرتے ہیں تو میووں کے تلف کا خوف جاتا رہتا ہے اور فصل اچھی ہوتی ہے یہ مضمون حدیث میں وارد ہے۔

۳۱: کہا مالکؒ نے خربوزہ اور ککڑی اور گاجر کا بیچنا درست ہے جب ان کی بہتری کا حال معلوم ہو جائے پھر جو کچھ اُگیں وہ فصل کے تمام ہونے تک مشتری کے ہوں گے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر جگہ کے دستور اور رواج کے موافق حکم ہوگا اگر قبل اس وقت کے کسی آفت کے سبب نقصان ہو تہائی مال تک تو مشتری کو وہ نقصان مجرا دیا جائے گا اور تہائی سے کم اگر نقصان ہو تو مجرا نہ دیا جائے گا۔

۹۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ

عریہ کے بیان میں

ف: عریہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک درخت یا دو درخت کسی محتاج کو دے پھر اس کے آنے سے باغ میں تکلیف ہو اور خشک میوہ دے کر درختوں کے میوہ کو لے لے۔

(۳۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَّبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی عریہ والے کو اپنا میوہ بیچنے کی اٹکل سے۔

ف: یعنی درختوں کے میوے کا اندازہ کر کے اس قدر خشک میوے کے بدلے میں بیچنے کو درست رکھا۔

(۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ فِیْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْفِیْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ يَشُكُّ دَاوُدُ قَالَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْدُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عریوں کے بیچنے کی اٹکل سے بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہوں یا پانچ وسق ف۱ کے اندر ہوں۔

ف۱: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

۳۴: کہا مالکؒ نے عریہ کا اندازہ درختوں پر کر لیا جائے گا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا یہ تولیہ یا اقالہ ف۲ یا شرکت کے مثل ہے اگر یہ اور بیعوں کے مثل ہوتا تو کھانے کی چیزوں کا تولیہ یا اقالہ یا شرکت قبل قبضے کے نادرست ہے یہ بھی درست نہ ہوتا۔

ف۲: تولیہ جس قیمت کو بیچنا اور اقالہ بیع کو فسخ کرنا۔

۱۰۔بَابُ الْجَآئِحَةِ فِیْ بَيْعِ الثِّمَارِ وَالزُّرُوْعِ
پھلوں اور کھیتوں کی بیع میں آفت کا بیان

(۳۵) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ تَقُوْلُ ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَآئِطٍ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَالَجَهٗ وَقَامَ فِيْهِ حَتّٰى تَبَيَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ فَسَأَلَ رَبَّ الْحَآئِطِ اَنْ يَّضَعَ لَهٗ اَوْ اَنْ يُّقِيْلَهٗ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَفْعَلَ فَذَهَبَتْ اُمُّ الْمُشْتَرِیْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَاَلّٰى اَنْ لَّا يَفْعَلَ خَيْرًا فَسَمِعَ بِذَالِكَ رَبُّ الْحَآئِطِ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ لَهٗ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے باغ کے پھل خریدے اور اس کی درستی میں مصروف ہوا مگر ایسی آفت آئی جس سے نقصان معلوم ہوا تو باغ کے مالک سے کہا یا تو پھلوں کی قیمت کچھ کم کر دو یا اس بیع کو فسخ کر ڈالو اس نے قسم کھالی میں ہرگز نہ کروں گا تب خریدار کی ماں نے رسول اللہ ﷺ سے آن کر یہ سب قصہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا کیا قسم کھالی اس نے کہ میں یہ بہتری کا کام نہ کروں گا جب مالک باغ کو یہ خبر پہنچی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ جنیا خریدار کہے وہ مجھ کو منظور ہے۔

....

(۳۶) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَضٰى بِوَضْعِ الْجَآئِحَةِ.

عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم کیا مشتری کو نقصان دلانے کا جب کھیت یا میوے کو آفت پہنچے۔

۳۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس آفت سے تہائی مال یا زیادہ کا نقصان ہوا ہو اگر اس سے کم نقصان ہوگا اس کا شمار نہیں۔

۱۱۔بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنِ اسْتِثْنَآءِ الثَّمَرِ
کچھ پھل یا میوے کا بیع سے مستثنیٰ کرنے کا بیان

(۳۸) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ

قاسم بن محمد اپنے باغ کے میووں کو بیچتے پھر اس میں سے کچھ مستثنیٰ

مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيْعُ ثَمَرَحَائِطِهٖ ثُمَّ يَسْتَثْنِيْ مِنْهُ.

کر لیتے۔

(٣٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ جَدَّهٗ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَّهٗ يُقَالُ لَهُ الْاَفْرَقُ بِاَرْبَعَةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَّاسْتَثْنٰى مِنْهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا.

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے دادا محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کا میوہ بیچا چار ہزار درہم کو اس میں سے آٹھ سو درہم کے کھجور مستثنیٰ کر لیے اس باغ کا نام افرق تھا۔

(٤٠) عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ اَنَّ اُمَّهٗ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَتْ تَبِيْعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِيْ مِنْهَا.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن اپنے پھلوں کو بیچتیں اور اس میں سے کچھ نکال لیتیں۔

....

۴۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو آدمی اپنے باغ کا میوہ بیچے اس کو اختیار ہے کہ تہائی مال تک مستثنیٰ کرے اس سے زیادہ درست نہیں اور جو سارے باغ میں سے ایک درخت یا درخت کے پھل مستثنیٰ کرلے اور ان کو معین کر دے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ گویا مالکؒ نے سوائے ان درختوں کے باقی کو بیچا اور ان کو نہ بیچا اس امر کا مالک کو اختیار ہے۔

١٢۔بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ التَّمْرِ

جو بیع کھجوروں کی مکروہ ہے اس کا بیان

(٤٢) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقِيْلَ لَهٗ اَنَّ عَامِلَكَ عَلٰى خَيْبَرَ يَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ادْعُوْهُ لِيْ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَبِيْعُوْنَنِي الْجَنِيْبَ بِالْجَمْعِ صَاعًا بِصَاعٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا.

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھجو کو کھجور کے بدلے میں برابر برابر بیچو ایک شخص بولا یا رسول اللہ آپ کا عامل خیبر پر ایک صاع کھجور لے کر دو صاع دیتا ہے آپ نے فرمایا بلاء اس کو وہ بلایا گیا آپؐ نے پوچھا تو دو صاع کھجور دے کر ایک صاع لیتا ہے وہ بولا یا رسول اللہ ایک صاع بہتر کھجور او ایک صاع بری کھجور کے بدلے میں نہیں آتی آپؐ نے فرمایا پہلا بری کھجور کو روپوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور کو خرید کر لے۔

(٤٣) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا.

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا خیبر پر وہ عمدہ کھجور لے کر آیا آپؐ نے پوچھا سب کھجوریں خیبر کی ایسی ہی ہوتی ہیں وہ بولا نہیں یا رسول اللہ! ہم اس کھجور میں سے ایک صاع دو صاع کے بدلے میں یا دو صاع تین صاع کے بدلے میں خرید کیا کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کر پہلے بری کھجور کو روپوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور روپے دے کر خرید لے۔

(٤٤) عَنْ زَيْدٍ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَنَّهٗ سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ

زید ابوعیاش سے روایت ہے انہوں نے پوچھا سعد بن ابی وقاص

عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ اَيَّتُهُمَا اَفْضَلُ فَقَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهَاهُ عَنْ ذَالِكَ وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ فَقَالُوْا نَعَمْ فَنَهٰى عَنْ ذَالِكَ.

سے کہ جو کو سلت (ایک غلہ کا نام ہے درمیان میں گیہوں اور جو کے غور اور حجاز میں پیدا ہوتا ہے) کے بدلے میں بیچ سکتے ہیں انہوں نے کہا دونوں میں کون سا اچھا ہے بولے جو تو منع کیا اس سے اور سعدؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ خشک کھجور کو رطب (تر کھجور کے) بدلے میں بیچنا کیسا ہے آپؐ نے فرمایا رطب جب سوکھ جاتا ہے تو وزن اس کا کم ہو جاتا ہے لوگوں نے کہا ہاں آپؐ نے منع فرمایا۔

ف: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد اور محمد بن حسن اور یعقوب بن ابراہیم اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے کہ رطب کی بیع تمر (خشک کھجور) کے ساتھ درست نہیں مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک برابر بیچنا درست ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ زید ابو عیاش اس کا راوی مجہول ہے مگر محدثین نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔

١٣۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

مزابنہ اور محاقلہ کا بیان (ان دونوں کے معنی آگے آتے ہیں)

(٤٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مزابنہ سے مزابنہ اس کو کہتے ہیں کہ درخت پر پھل کھجور یا انگور اندازہ کر کے خشک کھجور یا انگور کے بدلے میں فروخت کی جائیں۔

(٤٦) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْاَرْضِ بِالْحِنْطَةِ.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مزابنہ اور محاقلہ سے۔ مزابنہ کے معنی اوپر بیان ہوئے اور محاقلہ اس کو کہتے ہیں کہ گیہوں کا کھیت بدلے میں خشک گیہوں کے بیچے۔

ف: سوا گیہوں کے اور جتنے اناج ہیں سب کا یہی حکم ہے محاقلہ کے مشہور معنی یہی ہیں جو ترجمے میں بیان ہوئے اور حدیث میں جو مالکؒ نے بیان کیے وہ یہ ہیں کرایہ دینا زمین کا بعوض گیہوں کے یعنی ایک شخص اپنی زمین کسی کو گیہوں بونے کو دے اور اس کا کرایہ کسی قدر گیہوں ٹھہرا لے جب اس میں اُگیں اس کو مخابرہ بھی کہتے ہیں۔

(٤٧) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ وَاسْتِكْرَاءُ الْاَرْضِ بِالْحِنْطَةِ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مزابنہ اور محاقلہ سے دونوں کے معنی اوپر گزرے۔

۴۸: ابن شہاب نے کہا میں نے سعید بن المسیبؒ سے پوچھا کہ زمین کو کرایہ پر دینا سونے اور چاندی کے عوض میں درست ہے بولے ہاں درست ہے کچھ قباحت نہیں ہے۔

۴۹: کہا مالکؒ نے جو چیز ڈھیر لگا کر بیچی جائے اور اس کا وزن اور کیل معلوم نہ ہو تولی اور ناپی ہوئی چیز کے بدلے میں وہ مزابنہ میں داخل ہے (بشرطیکہ ایک جنس ہو) اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ یہ جو تیرا ڈھیر پڑا ہے گیہوں یا کھجور یا چارہ یا گٹھلیوں یا گھاس یا

کسم یا روئی یا کتان یا ریشم کا اس کو ناپ یا تول یا شمار اگر قدر سے کم نکلے تو میں تجھ کو مجرا دوں گا اور جو زیادہ نکلے تو میں لے لوں گا اس قسم کی بیع درست نہیں ہے بلکہ یہ جوئے کے مشابہ ہے۔

۵۰: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپیوں کو کافی ہے اگر کم پڑے تو میں دوں گا اور جو بڑھے میں لے لوں گا یا اس کپڑے میں اتنے کرتے بنیں گے اگر کم پڑے میں دے دوں گا اور جو زیادہ ہوئے لے لوں گا یا اس قدر کھالوں میں اتنی جوتیاں بنیں گی اگر کم پڑے میں دوں گا زیادہ ہو تو لے لوں گا یا اس قدر دانوں میں اتنا تیل نکلے گا اگر کم نکلے تو میں دوں گا زیادہ نکلے تو میرا ہے یہ سب مزابنہ میں داخل ہے جائز نہیں یا یوں کہے کہ تیرے اس ڈھیر کے بدلے میں پتوں یا گٹھلیوں یا روئی یا ترکاری یا کسم کے اس قدر پتے یا گٹھلیاں یا روئی یا ترکاری یا کسم تول ناپ کر دیتا ہوں ہر ایک کو اس کی جنس کے ساتھ بیچے تو بھی نادرست ہے۔

ف: البتہ اگر ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ بیچے مثلاً گیہوں کے ڈھیر کو من بھر روئی کے یا من بھر چاول کے بدلے میں بیچے تو درست ہے۔

۱۴۔ بَابُ جَامِعِ بَيْعِ الثَّمَرِ — پھلوں اور میووں کی بیع کے مختلف مسائل کا بیان

۵۱: کہا مالکؒ نے جو شخص کسی معین درختوں کے پھلوں کو خریدے یا ایک باغ کے میووں کو خریدے یا معین بکریوں کے دودھ کو خریدے تو کچھ قباحت نہیں ہے بشرطیکہ خریدار قیمت ادا کرتے ہی اپنا مال وصول کرنا شروع کر دے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی روپیہ دے کر ایک کپہّ میں سے کسی قدر گھی مول لے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اگر کپہ قبل گھی لینے کے پھٹ جائے اور گھی بہہ جائے تو خریدار اپنے روپے پھیر لے گا۔

۵۲: کہا مالکؒ نے اگر خریدار سے یہ ٹھہرایا کہ جس قدر دودھ روز نکلا کرے یا جتنا میوہ روز اترا کرے وہ لیتا جائے تو درست ہے ہر روز لے لیا کرے اگر جتنا خریدا تھا اس قدر مال پورا نہ پہنچا تھا کہ دودھ موقوف ہو گیا یا میوہ تلف ہو گیا تو بائع جتنا باقی رہ گیا ہے اس کے دام خریدار کو پھیر دے گا خریدار دوسرا کچھ اسباب بائع سے اس کے بدلے میں لے لے گا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر لیے بائع کو چھوڑ دے ورنہ مکروہ ہو گا کیونکہ یہ بیع کالی کی ہے بعوض کالی کے اور منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

ف: دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کالی بیع سے بعوض کالی کے یعنی دین کے بیچنے سے بعوض دین کے صورت اس کی یوں ہے کہ ایک شخص کچھ کپڑا یا اسباب ایک مہینے کے وعدے پر خریدے جب مہینہ پورا ہوا اور روپے نہ ملیں تو اسی کپڑے کو دو مہینے کے وعدے پر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر۔ گویا قرض کی بیع قرض کے بدلے میں ہوئی۔ مشتری پر جو بائع کا دین آتا تھا اس کو بائع نے بیچ ڈالا اسی کے ہاتھ اپنے ذمے قرض کر کے اور بالفعل کوئی چیز نہ دی البتہ اگر اسی جلسے میں مشتری کے مبیع حوالہ کرے پھر مشتری مبیع بائع کو دے دے اور قیمت اس کی لے لے تو درست ہے۔

سوال ہوا مالکؒ سے اگر کوئی باغ کی کھجور بیچے اور اس میں کئی قسمیں کھجور کی ہوں جیسے عجوہ اور کبیس اور عذق وغیرہ مگر مشتری یہ شرط لگا لے کہ اس باغ میں سے کوئی ایک درخت یا کسی درخت میں چھانٹ دوں گا (یعنی بیع سے مستثنیٰ کر دوں گا) تو یہ درست نہیں کیونکہ اگر اس نے عجوہ کا درخت چھوڑ دیا جس میں پندرہ صاع کھجور تھی اور اس کے بدلے میں کبیس کا درخت لے لیا جس میں دس صاع کھجور تھی یا اس کے برعکس کیا تو گویا اس نے عجوہ کو کبیس کے بدلے میں کم و بیش فروخت کیا اور یہ ناجائز ہے۔

۵۳: کہا مالکؒ نے مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص تین ڈھیر کھجور کے لگائے ایک عجوہ کا جو پندرہ صاع ہے اور ایک کبیس کا جو دس صاع ہے اور ایک عذق کا جو بارہ صاع ہے پھر مشتری نے کھجور والے کو ایک دینار دے دیا اس شرط سے کہ ان تینوں ڈھیروں میں سے جو میں چاہوں لے لوں گا تو یہ جائز نہیں۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص مالک باغ سے رطب خریدے اور ایک دینار اس کو پیشگی دے دے پھر چند روز میں رطب موقوف ہو جائیں تو مالکؒ نے جواب دیا کہ حساب کیا جائے گا کس قدر دینار میں سے بائع کے ذمہ رہ گیا ہے اگر دو ثلث دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ثلث باقی وصول کر لے اگر تین ربع دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ربع وصول کر لے۔ یا مشتری بائع کی رضامندی سے اور کوئی میوہ اس کے باغ میں سے لے لے مگر جب اور کوئی میوہ اس کے بدلے میں ٹھہرے تو چاہیے کہ فی الفور اس کو وصول کر لے اس میں دیر نہ کرے ورنہ کالی بالکالی ہو جائے گا۔

۵۴: کہا مالکؒ نے اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹ یا غلام کو جو درزی یا بڑھئی یا اور کوئی کام کرتا ہو کرایہ کو دے یا مکان کرایہ پر دے اور زر کرایہ پیشگی لے لے بعد اس کے اونٹ یا غلام مر جائے اور گھر گر جائے تو اونٹ والا اسی طرح غلام یا مکان والا حساب کر کے جس قدر اجرت اس کے ذمہ پر باقی رہ گئی ہو واپس کر دے گا فرض کیجیے کہ اگر مستاجر نے اپنا نصف حق وصول کیا تھا تو نصف اُجرت اس کو واپس ملے گی۔

۵۵: کہا مالکؒ نے ان سب صورتوں میں سلف کرنا یعنی اجرت پیشگی دے دینا جب ہی درست ہے کہ اجرت دیتے ہی غلام یا اونٹ یا گھر پر قبضہ کر لے یا رطب توڑنا شروع کر دے یہ نہیں کہ اس میں دیر کرے یا کوئی میعاد ٹھہرائے۔

۵۶: کہا مالکؒ نے یہ سلف مکروہ ہے کہ کوئی شخص اونٹ کا کرایہ دے دے اور اونٹ والے سے یہ کہے کہ حج کے دنوں میں تیرے اونٹ پر سوار ہوں گا اور ابھی حج میں ایک عرصہ باقی ہو یا ایسا ہی غلام اود گھر میں کہے تو یہ صورت گویا اس طرح پر ہوئی کہ اگر وہ اونٹ یا غلام یا گھر اس وقت تک باقی رہے تو اسی کرایہ سے اس سے منفعت اٹھالے اور اگر وہ اونٹ یا غلام مر جائے اور گھر گر جائے تو اپنے کرایہ کے پیسے پھیر لے۔

۵۷: کہا مالکؒ نے اگر وہ شخص کرایہ دیتے ہی اونٹ یا غلام یا گھر پر قبضہ کر لیتا تو کراہت جاتی رہتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اپنے قبضے میں لائے اور قیمت ان کی ادا کرے بعد اس کے کسی عیب کی وجہ سے وہ غلام یا لونڈی واپس کی جائے تو مشتری اپنا زرِ ثمن بائع سے پھیر لے اور اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

۵۸: کہا مالکؒ نے جو شخص کسی معین غلام یا اونٹ کو کرایہ پر لے اور قبضے کی ایک میعاد مقرر کر دے یعنی یہ کہہ دے کہ فلاں تاریخ سے میں اونٹ یا غلام کو اپنے قبضے و تصرف میں لوں گا تو یہ جائز نہیں کیونکہ نہ مستاجر نے قبضہ کیا اس اونٹ یا غلام پر نہ موجر نے ایسے دین میں سلف کی جس کا دینا مستاجر پر واجب ہو۔

۱۵۔ بَابُ مَاجَآءَ فِيْ بَيْعِ الْفَاكِهَةِ — میووں کی بیع کا بیان

۵۹: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص کوئی میوہ تر یا خشک خریدے اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لے اور میوے کو میوے کے بدلے میں اگر بیچے تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور جو میوہ ایسا ہے کہ سوکھا کر کھایا جاتا ہے اور رکھا جاتا ہے

اس کو اگر میوے کے بدلے میں بیچے اور ایک جنس ہو تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور برابر بیچے کمی بیشی اس میں درست نہیں البتہ اگر جنس مختلف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد بیچنا چاہیے اس میں میعاد لگانا درست نہیں اور جو میوہ سوکھایا نہیں جاتا بلکہ تر کھایا جاتا ہے۔ جیسے خربوزہ ککڑی' ترنج' کیلا' گاجر' انار وغیرہ اس کو ایک دوسرے کے بدلے میں اگر چہ جنس ایک ہو کمی بیشی کے ساتھ بھی درست ہے جب اس میں میعاد نہ ہو نقدا نقد ہو۔

١٦۔بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ عَيْنًا وَّ تِبْرًا

سونے اور چاندی کی بیع کا بیان مسکوک ہو یا غیر مسکوک

ف: اگر سونے پر سکہ لگایا جائے جیسے اشرفی تو اس کو عین کہتے ہیں ورنہ تبر کہتے ہیں۔

(٦٠) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّعْدَيْنِ اَنْ يَّبِيْعَا اٰنِيَةً مِّنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ اَوْفِضَّةٍ فَبَاعَا كُلَّ ثَلَاثَةٍ بِاَرْبَعَةٍ عَيْنًا اَوْ كُلَّ اَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعد[ف۱] کو کہ جتنے برتن سونے اور چاندی کے مال غنیمت میں آئے ہیں ان کو بیچ ڈالو انہوں نے تین تین برتنوں کو چار چار نقد کے عوض بیچا یا چار چار کو تین تین نقد کے عوض میں بیچا[ف۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے سود کیا اس بیع کو رد کرو۔

ف۱: یعنی سعد بن ابی وقاص اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو یعقوب بن شیبہ کی روایت میں صاف ان دونوں کا نام مذکور ہے۔

ف۲: یعنی تین برتن دے کے چار چار برتنوں کے موافق وزن میں دینار لیے یا چار چار برتن دے کر تین تین برتنوں کے موافق وزن میں دینار لیے۔

(٦١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار کو ایک دینار کے بدلے میں بیچو اور ایک درہم کو ایک درہم کے بدلے میں نہ زیادہ کے بدلے میں۔

ف: یعنی ایک دینار جب وزن میں دوسرے دینار کے برابر ہو تو بدلنا درست ہے کھوٹے کھرے کا اعتبار نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ کھرا دینار دے کر دو کھوٹے دینار لے اسی طرح درہم ہیں۔

(٦٢) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ.

ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت بیچو سونے کے بدلے میں سونا مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک دوسرے پر اور مت بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو کچھ اس میں سے نقد وعدہ پر۔

ف: یعنی جب سونا سونے کے بدلے میں اور چاندی چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی نہ کرے برابر برابر بیچے اور نقدا نقد اگر سونے کو چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد چاہیے۔

(٦٣) عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَآءَهُ صَآئِغٌ فَقَالَ يَآ اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَصُوْغُ الذَّهَبَ ثُمَّ اَبِيْعُ الشَّيْءَ مِنْ ذَالِكَ بِاَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهٖ فَاَسْتَفْضِلُ فِيْ ذَالِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدَيَّ فَنَهَاهُ عَبْدُاللّٰهِ عَنْ ذَالِكَ فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ وَعَبْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَنْهَاهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ اَوْ اِلٰى دَآبَّةٍ يُّرِيْدُ اَنْ يَّرْكَبَهَا ثُمَّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا اِلَيْنَا وَعَهْدُنَآ اِلَيْكُمْ.

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک سنار آیا اور بولا اے اباعبدالرحمٰن میں سونے کا زیور بناتا ہوں پھر اس کے وزن سے زیادہ دینار لے کر اس کو بیچتا ہوں اور یہ زیادتی اپنی محنت کے عوض میں لیتا ہوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس سے منع کیا پھر وہ سنار پوچھتا رہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد کے دروازے پر آئے یا اپنے جانور پر سوار ہونے کو آئے اس وقت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا دینار کو بدلے میں دینار کے اور درہم کو بدلے میں درہم کے بیچ اور زیادتی نہ لے یہی وصیت ہے ہمارے نبی کی ہم کو اور ہماری وصیت ہے تم کو۔

(٦٤) عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت بیچو ایک دینار کو دو دینار کے بدلے میں اور نہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں۔

(٦٥) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَاعَ سِقَايَةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ بِاَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِّثْلِ هٰذَا اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَآ اَرٰى بِمِثْلِ هٰذَا بَاْسًا فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ مُعَاوِيَةَ اَنَا اُخْبِرُهٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيُخْبِرُنِيْ عَنْ رَّاْيِهٖ لَا اُسَاكِنُكَ بِاَرْضٍ اَنْتَ بِهَا ثُمَّ قَدِمَ اَبُو الدَّرْدَآءِ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَذَكَرَ لَهٗ ذَالِكَ فَكَتَبَ عُمَرُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَلَّا يَبِيْعَ مِثْلَ ذَالِكَ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّ وَزْنًا بِوَزْنٍ.

عطا بن یسارؒ سے روایت کہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے ایک برتن پانی پینے کا سونے یا چاندی کا اس کے وزن سے زیادہ سونے یا چاندی کے بدلے میں بیچا تو ابودرداءؓ نے ان سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ اس سے منع کرتے تھے مگر برابر برابر بیچنا درست رکھتے تھے معاویہ نے کہا میرے نزدیک کچھ قباحت نہیں ہے ف۱ ابوالدرداءؓ نے کہا بھلا کون میرا عذر قبول کرے گا اگر میں معاویہؓ کو اس کا بدلہ دوں میں تو ان سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اپنی رائے بیان کرتے ہیں اب میں تمہارے ملک میں نہ رہوں گا۔ف۲ پھر ابودرداءؓ مدینہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے یہ قصہ بیان کیا حضرت عمرؓ نے معاویہؓ کو لکھا کہ پھر ایسی بیع نہ کریں مگر برابر تول کر۔

ف۱: زیور یا برتن سونے کا اگرچہ اشرفیوں کے بدلے بیچا جائے تو کمی زیادتی ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نادرست ہے۔ا۔ شافعیؒ اور بعض علماء کے نزدیک اگر زیور یا برتن والا اپنی بنوائی کے بدلے میں کچھ سونا زیادہ لے تو درست ہے معاویہؓ بن ابی سفیان کا شاید یہی مذہب ہوگا اور یہی مذہب حافظ ابن القیم کا ہے اور شوکانی نے سیل جرار میں ترجیح عدم جواز فضل کی لکھی ہے۔

ف ۲: معاویہ رضی اللہ عنہ اس زمانے میں حاکم تھے شام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو یہ امر ناگوار ہوا کہ حدیث کے مقابلہ میں انہوں نے اپنی رائے بیان کی سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم ہے۔

(٦٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالذَّهَبِ اَحَدُهُمَا غَآئِبٌ وَّالْاٰخَرُ نَاجِزٌ وَّلَا اِنِ اسْتَنْظَرَكَ اِلٰى اَنْ يَّلِجَ بَيْتَهٗ فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَآءَ وَالرَّمَآءُ هُوَالرِّبٰوٓا.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو اور دوسرا وعدے پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا۔

(٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا شَيْئًا غَآئِبًا بِنَاجِزٍ وَّاِنِ اسْتَنْظَرَكَ اِلٰى اَنْ يَّلِجَ بَيْتَهٗ فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَآءَ وَالرَّمَآءُ هُوَ الرِّبٰوٓا.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو دوسرا وعدہ پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا۔

(٦٨) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالصَّاعُ بِالصَّاعِ وَلَا يُبَاعُ كَالِئٌ بِنَاجِزٍ.

حضرت عمرؓ نے کہا ایک دینار بدلے میں ایک دینار کے چاہیے ایک درہم بدلے میں ایک درہم کے اور ایک صاع بدلے میں ایک صاع کے اور نہ بیچا جائے نقد بدلے میں وعدے کے۔

(٦٩) عَنْ اَبِى الزِّنَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا رِبًا اِلَّا فِىْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْمَا يُكَالُ اَوْمَا يُوْزَنُ مِمَّا يُؤْكَلُ اَوْ يُشْرَبُ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے نہیں ربا ہے مگر سونے میں یا چاندی میں یا جو چیز ناپ تول کر بکتی ہے کھانے پینے کی۔

(٧٠) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَطْعُ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ مِنَ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ.

سعیدؓ بن المسیبؒ کہتے تھے روپیہ اشرفی کا کاٹنا گویا ملک میں فساد کرنا ہے۔

ف: روپیہ اشرفی جس پر مسلمانوں کا سکہ ہو اس کا توڑنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔

۷۱: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر سونے کو چاندی کے بدلے میں یا چاندی کو سونے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر خریدے تو کچھ قباحت نہیں ہے جب وہ ڈلی ہوں یا زیور ہوں لیکن روپے اشرفی کا خرید نا بغیر گنے ہوئے جائز نہیں بلکہ اس میں دھوکا ہے اور

مسلمانوں کے دستور کے خلاف ہے لیکن سونے چاندی کا ڈلا یا زیور جوتل کے بکتا ہے اس کو اٹکل سے خرید نا جیسے گیہوں یا کھجور وغیرہ کو خریدتے ہیں برا نہیں ہے۔

۷۲: کہا مالکؒ نے جو شخص کلام مجید یا تلوار یا انگوٹھی جس میں سونا یا چاندی لگا ہو روپے اشرفی کے بدلے میں خرید کرے تو دیکھیں گے اگر ان چیزوں میں سونا لگا ہوا ہے اور اشرفیوں کے بدلے میں اس کو خرید کیا اور اس چیز کی قیمت دوثلث سے کم نہیں ہے اور جس قدر سونا اس میں لگا ہوا ہے اس کی قیمت ایک ثلث سے زیادہ نہیں ہے تو درست ہے جب نقدا نقد ہو اسی طرح اگر چاندی لگی ہوئی ہے اور روپیوں کے بدلے میں خرید کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

ف: اگر ثلث سے زیادہ اس میں سونا ہو تو سونے کے بدلے میں اس کا خرید نا یا ثلث سے زیادہ چاندی ہو تو چاندی کے بدلے میں خرید نا درست نہیں۔

۷۱۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّرْفِ — بیع صرف کے بیان میں

ف: صرف کہتے ہیں چاندی سونے کی بیع کو بعوض چاندی سونے کے۔

(۷۳) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدْثَانِ النَّصْرِيِّ اَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ قَالَ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ وَاَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَاْتِيَ خَازِنِيْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْمَعُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا وَاللّٰهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ رِبًا اِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

مالک بن اوس نے کہا مجھے حاجت ہوئی سو دینار کے درہم لینے کی تو مجھے بلایا طلحہ بن عبید اللہ نے پھر ہم دونوں راضی ہوئے صرف کے اُوپر اور انہوں نے دینار مجھ سے لے لیے اور ہاتھ سے الٹ پلٹ کرنے لگے اور کہا صبر کرو یہاں تک کہ میرا خزانچی غابہ آ جائے (غابہ ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا نہیں قسم خدا کی مت چھوڑنا طلحہ کو بغیر روپے لیے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سونے کا بیچنا چاندی کے بدلے میں ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور کھجور بدلے کھجور کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور جو بدلے جو کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور نمک بدلے نمک کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد۔

۷۴: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے روپے اشرفیوں کے بدلے میں لیے پھر اس میں ایک روپیہ کھوٹا نکلا اب اس کو پھیرنا چاہے تو سب اشرفیاں اپنی پھیر لے اور سب روپے اس کے واپس دے دے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سونا بدلے میں چاندی کے ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو اور حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تجھ سے اپنے گھر جانے کی مہلت مانگے تو مہلت نہ دے اگر ایک روپیہ اس کو پھیر دے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا تو مثل دین کے یا میعاد کے ہو جائے گا اسی واسطے یہ مکروہ ہے خود اس بیع کو توڑ ڈالنا چاہیے کہ ایک طرف نقد ہو دوسرے طرف وعدہ خواہ ایک جنس یا کئی جنس ہوں۔

ف: یعنی سونے کو سونے کے بدلے میں یا چاندی کے بدلے میں بیچے یا گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں یا چاول کے بدلے میں بیچے ہر صورت میں یہ ضروری ہے کہ نقدا نقد ہو ایک طرف نقد اور دوسری طرف وعدہ نہ ہو۔

١٨۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُرَاطَلَةِ — مراطلہ کا بیان

ف: مراطلہ کہتے ہیں سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں تول کر بیع کرنے کو۔

(۷۵) عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اَنَّهٗ رَاَى سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ فَيُفْرِغُ ذَهَبَهٗ فِيْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ وَيُفْرِغُ صَاحِبُهُ الَّذِيْ يُرَاطِلُهٗ ذَهَبَهٗ فِيْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ الْاُخْرٰى فَاِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيْزَانِ اَخَذَ وَاَعْطٰى.

یزید بن عبداللہ بن قسیط نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب سونے کو سونے کے بدلے میں بیچتے تو اپنے سونے کو ایک پلو میں رکھتے اور دوسرا شخص اپنے سونے کو دوسرے پلڑے میں رکھتا جب ترازو کا کانٹا برابر آجاتا تو دوسرے کا سونا لے لیتے اور اپنا سونا دے دیتے۔

ف: بعض لوگوں نے احتیاطاً اتنا اور کہا ہے کہ جب ایک بار ترازو کا کانٹا برابر ہو جائے تو ایک پلڑے کا سونا دوسرے پلڑے میں بدل کر پھر تولے شاید ترازو میں دھڑا ہو۔

۷۶: کہا مالکؒ نے جو شخص سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے تو کچھ قباحت نہیں اگرچہ ایک پلڑے میں گیارہ دینار چڑھیں اور دوسری طرف دس دینار جب نقدا نقد ہوں اور وزن برابر ہو اگرچہ شمار میں کم زیادہ ہوں ایسا ہی دراہم کا حکم ہے۔

۷۷: کہا مالکؒ نے جو سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے یا چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور ایک طرف کا سونا ایک مثقال زیادہ ہو اس کے بدلے میں دوسرا شخص چاندی یا اور کچھ دے کر وہ سونا لے لے تو یہ درست نہیں اس لیے کہ یہ ذریعہ ہے سود کا کیونکہ اگر علیحدہ اس قدر سونا ہوتا تو کبھی اتنی چاندی کے بدلے میں نہ دیتا۔ یہاں صرف اس واسطے دیا کہ یہ بیع درست ہو جائے۔

۷۸: کہا مالکؒ نے ایک شخص کھرا سونا رکھ کر ایک ڈلا کھوٹے سونے کا بھی اس کے ساتھ رکھ دے اور دوسرے شخص سے اس کے ہموزن متوسط سونا خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ کھرے سونے والے نے کھوٹا سونا ملا کر اپنا نقصان دفع کیا اگر اس کا سونا عمدہ نہ ہوتا تو متوسط سونے والا اپنا سونا کا ہے کو دیتا جب اس میں کھوٹا سونا ملا ہوا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے ایک شخص نے چاہا کہ تین صاع عجوہ کھجور کے سوا دو صاع کبیس کھجور دے کر خریدے۔

ف: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے اور کبیس اس سے بھی عمدہ اور گراں ہوتی ہے۔

بقیہ قول مالکؒ:

جب اس سے کہا گیا یہ بیع جائز نہیں اس نے دو صاع کبیس کے اور ایک صاع خراب کھجور کے دے کر تین صاع عجوہ کے خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صائع عجوہ کے بدلے میں ایک صاع خراب کھجور نہ لیتا یہاں پر کبیس کی وجہ سے اس نے لے لیا۔ اس کی مثال یہ بھی ہے ایک شخص نے تین صاع متوسط گیہوں کی اڑھائی صاع عمدہ گیہوں کے بدلے میں خریدنا چاہے جب اس سے کہا گیا یہ درست نہیں تو اس نے عمدہ گیہوں کے دو صاع کے ساتھ ایک صاع جو ملا دیئے تاکہ متوسط تین صاع گیہوں کی بیع درست ہو جائے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع جو کے بدلے میں ایک صاع متوسط گیہوں کے نہ دیتا حاصل یہ ہے کہ سونا یا چاندی یا کھانے کی چیزیں جن کو برابر بیچنا چاہیے اگر ان میں ایک طرف کھرا مال ہو اور دوسری طرف متوسط تو یہ درست نہیں کھرے کے ساتھ تھوڑا کھوٹا ملا دے تاکہ یہ بیع جائز ہو اور اپنے کھرے مال کی زیادتی کھوٹ ملانے کی وجہ سے رفع ہو

جائے اور دوسرا شخص اس کھوٹ کو اس وجہ سے لے کر کھرا مال جو اس کے مال سے بہتر ہے اس کے ساتھ موجود ہے اگر وہ کھرا اس کے ساتھ نہ ہوتا تو کبھی یہ شخص اپنے متوسط مال کو اس کھوٹ کے بدلے نہ دیتا البتہ اگر کوئی شخص کھوٹے مال کو علیحدہ کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

١٩۔ بَابُ الْعِيْنَةِ وَمَا يُشْبِهُهَا وَبَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُّسْتَوْفٰى

بیع عینہ کا بیان اور کھانے کی چیزوں کو قبل قبضہ کے بیچنے کا بیان

ف: بیع عینہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کوئی شئے بیچے اور قیمت کی ایک میعاد مقرر کرے پھر اسی شئے کو مشتری سے کچھ قیمت میں کم کر کے خرید کرے اور قیمت نقد دے دے مثلاً زید ایک کپڑا دس روپے کو دو مہینے کے وعدے پر عمرو کے ہاتھ بیچے پھر وہی کپڑا عمرو سے آٹھ روپے کو خرید کرلے اور آٹھ روپے عمرو کو نقد دے دے اس سے فائدہ یہ ہے کہ عمرو کو روپیہ کی ضرورت تھی اس نے دو روپے کا نقصان گوارا کر کے آٹھ روپے نقد زید سے لیے اور دس روپے دو مہینے کے بعد دینا کیے اگر صراحتاً اس طرح سے کرتا تو سود ہوتا اس واسطے بیع کا حیلہ کیا بیع عینہ کو سود خوروں نے ایجاد کیا ہے اور سود لینے کے واسطے ایک حیلہ قرار دیا ہے۔ ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور احمدؒ کے نزدیک یہ بیع حرام ہے اور شافعیؒ کے نزدیک درست ہے۔

(٧٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص طعام (اناج) خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

ف: یعنی جب غلہ خرید کرے تو پہلے ناپ تول کر اس پر قبضہ کرلے بعد اس کے اگر بیچنا منظور ہو تو بیچے۔

(٨٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے۔

(٨١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَّاْمُرُنَا بِاِنْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ ابْتَعْنَاهُ فِيْهِ اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَّبِيْعَهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اناج خریدتے تھے پھر آپ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجتے تھے وہ ہم کو حکم کرتا تھا کہ غلہ اس جگہ سے اٹھا لے جائیں جہاں خریدا ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو بیع کریں۔

(٨٢) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ ابْتَاعَ طَعَامًا اَمَرَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ فَبَاعَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ الطَّعَامَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفِيَهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دلوایا تھا پھر حکیم بن حزام نے اس غلہ کو بیچ ڈالا قبضہ سے پہلے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے وہ غلہ حکیم بن حزام کو پھروا دیا اور کہا جس غلہ کو تو خریدے پھر اس کو مت بیچ جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے۔

(٨٣) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ صُكُوْكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ

امام مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم کے عہد حکومت میں لوگوں کو

فِیْ زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ مِنْ طَعَامِ الْجَارِ فَتَبَایَعَ النَّاسُ تِلْکَ الصُّکُوْکَ بَیْنَهُمْ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَوْفُوْهَا فَدَخَلَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ فَقَالَا اَتُحِلُّ بَیْعَ الرِّبَا یَا مَرْوَانُ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَمَا ذَاکَ فَقَالَا هٰذِهِ الصُّکُوْکُ تَبَایَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوْهَا قَبْلَ اَنْ یَّسْتَوْفُوْهَا فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحُرَسَ یَتْبَعُوْنَهَا یَنْزِعُوْنَهَا مِنْ اَیْدِی النَّاسِ وَیَرُدُّوْنَهَا اِلٰی اَهْلِهَا.

سندیں ملیں جار ف۱ کے غلہ کی لوگوں نے ان سندوں کو بیچا ایک دوسرے کے ہاتھ قبل اس بات کے کہ غلہ اپنے قبضہ میں لائیں تو زید بن ثابتؓ اور ایک اور صحابی (ابو ہریرہؓ) مروان کے پاس گئے اور کہا کیا تو ربا کو درست جانتا ہے اے مروان! مروان نے کہا معاذ اللہ کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ یہ سندیں جن کو لوگوں نے خریدا پھر خرید کر دوبارہ بیچا قبل غلہ لینے کے۔ ف۲ مروان نے 30
چوکیداروں کو بھیجا کہ وہ سندیں لوگوں سے چھین کر سند والوں کے حوالے کر دیں۔

ف۱: جار ایک مقام کا نام ہے وہاں پر غلہ جمع ہو کر لوگوں کو تقسیم ہوتا تھا۔ مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا معاویہؓ بن ابی سفیان کی طرف سے اس زمانے میں غلے لوگوں کے لیے سرکار کی طرف سے مقرر تھے جو سالانہ یا ششماہانہ تقسیم ہوا کرتا تھا ہر ایک شخص کے واسطے جتنا غلہ مقرر تھا حاکم کے دستخط سے اس کو سند مل جاتی تھی پھر اس کو اختیار تھا چاہے سند دکھا کر اپنا غلہ آپ لے لے یا وہ سند کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے غرض جو شخص سند دکھاتا تھا اس کو غلہ مل جاتا تھا۔

ف۲: جس کو سند ملی تھی اس نے بیچا تو اچھا کیا مگر جس شخص نے اس سند کو خریدا اب اس کو درست نہیں جب تک غلہ پر قبضہ نہ کرے پھر اس کو بیچے۔

(۸۴) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا اَرَادَ اَنْ یَّبْتَاعَ طَعَامًا مِّنْ رَجُلٍ اِلٰی اَجَلٍ فَذَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَّبِیْعَهُ الطَّعَامَ اِلَی السُّوْقِ فَجَعَلَ یُرِیْهِ الصُّبَرَ وَیَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَیِّهَا تُحِبُّ اَنْ اَبْتَاعَ لَکَ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ تَبِیْعُنِیْ مَالَیْسَ عِنْدَکَ فَاَتَیَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَکَرَا ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا لِلْمُبْتَاعِ لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَالَیْسَ عِنْدَهٗ وَقَالَ لِلْبَائِعِ لَا تَبِعْ مَالَیْسَ عِنْدَکَ.

امام مالک کو پہنچا ایک شخص نے اناج خریدنا چاہا ایک شخص سے وعدے پر تو بائع مشتری کو بازار میں لے گیا اور اس کو بورے دکھا کر کہنے لگا کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خرید کروں۔ ف مشتری نے کہا کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو خود تیرے پاس نہیں ہے پھر بائع اور مشتری دونوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا عبداللہ بن عمرؓ نے مشتری سے کہا مت خریدو اس چیز کو جو بائع کے پاس نہیں ہے اور بائع سے کہا مت بیچ اس چیز کو جو تیرے پاس نہیں ہے۔

ف: یعنی بائع کے پاس غلہ موجود نہ تھا وہ بازار کا مال اس کے ہاتھ بیچنا چاہتا تھا۔

(۸۵) عَنْ جَمِیْلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ یَقُوْلُ لِسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اِنِّیْ رَجُلٌ اَبْتَاعُ مِنَ الْاَرْزَاقِ الَّتِیْ یُعْطَی النَّاسُ بِالْجَارِ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُرِیْدُ اَنْ اَبِیْعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُوْنَ عَلَیَّ اِلٰی اَجَلٍ فَقَالَ لَهٗ سَعِیْدٌ اَتُرِیْدُ

جمیل بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے کہا میں ان غلوں کو جو سرکار کی طرف سے لوگوں کو مقرر ہیں جار میں خرید کرتا ہوں پھر میں چاہتا ہوں کہ غلہ کو میعاد لگا کر لوگوں کے ہاتھ بیچوں سعید نے کہا تو چاہتا ہے ان لوگوں کو اسی غلہ میں سے ادا

اَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ الْاَرْزَاقِ الَّتِي ابْتَعْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَنَهَاهُ عَنْ ذَالِكَ.

کرے جو تو نے خرید کیا ہے جمیل نے کہا ہاں سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا۔

۸۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص اناج خرید کرے جیسے گیہوں جو جوار باجرہ دالیں وغیرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیزیں جیسے زیتون کا تیل یا گھی یا شہد یا سرکہ یا پنیر یا دودھ یا تل کا تیل اور جو اس کے مشابہ ہیں تو ان میں سے کوئی چیز نہ بیچے جب تک ان پر قبضہ نہ کرلے۔

۲۰۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ الطَّعَامِ اِلٰى اَجَلٍ

اناج کو میعاد پر بیچنا جس طرح مکروہ ہے اس کا بیان

(۸۷) عَنْ اَبِي الزِّنَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَنْهَيَانِ اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَ الذَّهَبَ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے اس بات سے کوئی شخص گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے میعاد لگا کر پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور لے لے۔

ف: جب تک ثمن پر قبضہ نہ کرلے اس کے بدلے میں دوسری شئے لینا مکروہ ہے۔

(۸۸) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَابَكْرِ نِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنِ الرَّجُلِ يَبِيْعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِيْ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَ الذَّهَبَ فَكَرِهَ ذَالِكَ وَنَهٰى عَنْهُ.

کثیر بن فرقد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے پوچھا کوئی شخص اناج کو سونے کے بدلے میں میعاد لگا کر بیچے پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور خرید لے انہوں نے کہا یہ مکروہ ہے اور منع کیا اس سے۔

(۸۹) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذَالِكَ.

ابن شہاب سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

۹۰: کہا مالکؒ نے سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار ابوبکر بن محمد اور ابن شہاب نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آدمی گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے پھر اس سونے کے بدلے کھجور خرید لے اسی شخص سے جس کے ہاتھ گیہوں بیچے قبل اس بات کے کہ سونے پر قبضہ کرے اگر اس سونے کے بدلے میں کسی اور شخص سے کھجور خرید کرے سوائے اس شخص کے جس کے ہاتھ گیہوں بیچے ہیں اور کھجور کی قیمت کا حوالہ کردے اس شخص پر جس کے ہاتھوں گیہوں بیچے ہیں تو درست ہے۔

کہا مالکؒ نے میں نے بہت سے اہل علم سے اس مسئلہ کو پوچھا ان سب نے کہا درست ہے۔

۲۱۔ بَابُ السُّلْفَةِ فِي الطَّعَامِ

اناج میں سلف کرنے کا بیان

ف: سلف اور سلم اس کو کہتے ہیں کہ مشتری بائع کو قیمت نقد دے دے اور مبیع کی ایک میعاد مقرر ہو جائے جیسے کسی سے دس روپے کے بدلے میں ایک پلہ گیہوں ٹھہرے دس روپے نقد اس کو دے دے اور گیہوں دینے کی میعاد ایک مہینہ مقرر ہو۔

(۹۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ لَابَاْسَ اَنْ يُّسْلِفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الطَّعَامِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر ایک مرد دوسرے مرد سے سلف کرے اناج میں جب اس کا وصف بیان

الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى مَّالَمْ يَكُنْ فِيْ زَرْعٍ لَّمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ اَوْ تَمْرًا لَّمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ.

کر دے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر جب وہ سلم کسی ایسے کھیت میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو یا ایسی کھجور میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو۔

ف: کیونکہ ایسے کھیت یا کھجور میں سلم کرنے میں دھوکا ہے شاید اس کھیت کا غلہ خراب ہو جائے یا کھجور بگڑ جائے۔ اصل اس بات میں یہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سلف کرے کسی چیز میں تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین میں مدت معین تک۔

۹۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص سلف کرے اناج میں نرخ مقرر کر کے مدت معین پر تو جب مدت گزرے اور خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے اور سلف کو فسخ کرے تو خریدار کو چاہیے اپنی چاندی یا سونا دیا ہوا یا قیمت دی ہوئی بعینہ پھیر لے یہ نہ کرے کہ اس کے بدلے میں دوسری شئے بائع سے خرید کر لے جب تک اپنے ثمن پر قبضہ نہ کر لے کیونکہ اگر خریدار جو قیمت دی ہے اور اس کے سوا کچھ لے یا اس کے بدلے میں دوسرا اسباب خرید کر لے تو اس نے اناج کو قبل قبضہ کے بیچا اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

۹۳: کہا مالکؒ نے اگر مشتری نے بائع سے کہا سلف کو فسخ کر ڈال اور ثمن واپس کرنے کے لیے میں تجھ کو مہلت دیتا ہوں تو یہ جائز نہیں اور اہل علم اس کو منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گزر گئی اور اناج بائع کے ذمہ واجب ہوا اب مشتری نے اپنے حق وصول کرنے میں دیر کی اس شرط سے کہ بائع سلم کو فسخ کر ڈالے تو گویا مشتری نے اپنے اناج کو ایک مدت پر بیچا قبل قبضے کے۔

۹۴: کہا مالکؒ نے اس کی مثال یہ ہے کہ جب مدت پوری ہوئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا تو اس اناج کے بدلے میں کچھ روپے ٹھہرا لیے ایک مدت پر تو یہ اقالہ[1] نہیں ہے۔ اقالہ وہ ہے جس میں کمی بیشی بائع یا مشتری کی طرف سے نہ ہو اگر اس میں کمی بیشی ہو گی یا کوئی میعاد بڑھ جائے گی یا کچھ فائدہ مقرر ہو گا بائع کا یا مشتری کا تو وہ اقالہ بیع سمجھا جائے گا اور اقالہ اور شرکت اور تولیہ[2] جب تک درست ہیں کہ کمی بیشی یا میعاد نہ ہو اگر یہ چیزیں ہوں گی تو وہ نئی بیع سمجھیں گے۔ جن وجوہ سے بیع درست ہوتی ہے یہ بھی درست ہوں گی اور جن وجوہ سے بیع نادرست ہوتی ہے یہ بھی نادرست ہو گی۔

۹۵: کہا مالکؒ نے جو شخص سلف میں عمدہ گیہوں ٹھہرائے پھر میعاد گزرنے کے بعد اس سے بہتر یا بری لے لے تو کچھ قباحت نہیں بشرطیکہ وزن وہی ہو جو ٹھہرا ہو یہی حکم انگور اور کھجور میں ہے۔

ف۱: اقالہ کہتے ہیں بیع کے فسخ کرنے کو۔

ف۲: تولیہ کہتے ہیں صرف لاگت پر بیچنے کو بغیر نفع کے۔

۲۲۔بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا

اناج جب اناج کے بدلے میں بکے تو اس میں کمی بیشی نہیں چاہیے

(۹۶) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ قَالَ فَنِيَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَقَالَ لِغُلَامِهٖ خُذْ

سلیمان بن یسارؒ نے کہا سعد بن ابی وقاصؓ کے گدھے کا چارہ تمام ہو گیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر میں سے گیہوں لے جا اور

مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِکَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِيْرًا وَّلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهٗ. اس کے برابر جو تلوالا زیادہ مت لیجیو۔

ف: امام مالکؒ کے نزدیک گیہوں اور جوایک جنس ہے اور اکثر علماء کے نزدیک دو جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے۔

(۹۷) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مُعَيْقِيْبٍ الدَّوْسِيِّ مِثْلَ ذَالِکَ.

حضرت ابن معیقیب دوسی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

(۹۸) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَنِيَ عَلَفُ دَآبَّتِهٖ فَقَالَ لِغُلَامِهٖ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِکَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِيْرًا وَّلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهٗ.

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود کے جانور کا چارہ تمام ہو گیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر سے گیہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلوالا۔

۹۹: کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۰۰: کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ نہ بیچا جائے گا گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور کھجور بدلے کھجور کے اور گیہوں بدلے میں کھجور کے اور کھجور بدلے میں انگور کے مگر نقدا نقد کسی طرف میعاد نہ ہو اگر میعاد ہو گی تو حرام ہو جائے گا اسی طرح جتنی چیزیں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اگر ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ بدلے تو نقدا نقد لے۔

۱۰۱: کہا امام مالکؒ نے جتنی کھانے کی چیزیں ہیں یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں۔ مثلاً ایک مد گیہوں کو دو مد گیہوں کے بدلے میں یا ایک مد کھجور کو دو مد کھجور کے بدلے میں یا ایک مد انگور کو دو مد انگور کے بدلے میں نہ بیچیں گے اسی طرح جو چیزیں ان کے مشابہ ہیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب ان کی جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں اگر چہ نقدا نقد ہو جیسے کوئی چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور سونے کو سونے کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست نہیں بلکہ ان سب چیزوں میں ضروری ہے کہ برابر ہوں۔ اور نقدا نقد ہوں۔

۱۰۲: کہا مالکؒ نے جب جنس میں اختلاف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد ہونا چاہیے جیسے کوئی ایک صاع کھجور کو دو صاع گیہوں کے بدلے میں یا ایک صاع کھجور کو دو صاع انگور کے بدلے یا ایک صاع گیہوں کو دو صاع گھی کے بدلے میں خریدے تو کچھ قباحت نہیں جب نقدا نقد ہوں میعاد نہ ہو اگر میعاد ہو گی تو درست نہیں۔

۱۰۳: کہا مالکؒ نے یہ درست نہیں کہ ایک گیہوں کا بورا دے کر دوسرا گیہوں کا بورا اس کے بدلے میں لے یہ درست ہے کہ ایک گیہوں کا بورا دے کر کھجور کا بورا اس کے بدلے میں لے نقدا نقد کیونکہ کھجور کو گیہوں کے بدلے میں ڈھیر لگا کر انکل سے بیچنا درست ہے۔

ف: اس لیے کہ کمی بیشی کا احتمال ہے۔

۱۰۴: کہا مالکؒ نے جتنی چیزیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی ہیں جب ان میں جنس مختلف ہو تو ایک دوسرے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر بیچنا درست ہے جب نقدا نقد ہو اگر اس میں میعاد ہو تو درست نہیں جیسے کوئی چاندی سونے کے بدلے میں ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچے تو درست ہے۔

۱۰۵: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے گیہوں تول کر ایک ڈھیر بنایا اور وزن چھپا کر کسی کے ہاتھ بیچا تو یہ درست نہیں۔ ف اگر مشتری یہ چاہے کہ وہ گیہوں بائع کو واپس کر دے اس وجہ سے کہ بائع نے دیدہ و دانستہ وزن کو اس سے چھپایا اور دھوکا دیا تو ہو سکتا ہے اسی طرح جو چیز بائع وزن چھپا کر بیچے تو مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہے اور ہمیشہ اہل علم اس بیع کو منع کرتے رہے۔

ف: کیونکہ ڈھیر لگا کر بیچنا جب درست ہے کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کو وزن اس کا معلوم نہ ہو۔

۱۰۶: کہا مالکؒ نے ایک روٹی کو دو روٹیوں سے بدلنا یا بڑی روٹی کو چھوٹی روٹی سے بدلنا اچھا نہیں البتہ اگر روٹی کو دوسری روٹی کے برابر سمجھے تو بدلنا درست ہے اگرچہ وزن نہ کرے۔

۱۰۷: کہا مالکؒ نے ایک مد زبد اور ایک مد لبن کو دو مد زبد کے بدلے میں لینا درست نہیں۔ ف کیونکہ اس نے اپنے زبد کی عمدگی لبن کے شریک کر کے برابر کر لی اگر علیحدہ لبن کو بیچتا تو کبھی ایک صاع لبن کے بدلے میں ایک صاع زبد نہ آتی۔ اس قسم کا مسئلہ اُوپر بیان ہو چکا۔

ف: زبد عمدہ قسم ہے لبن کی اور لبن اس سے کم ہے۔

۱۰۸: کہا مالکؒ نے اگر آٹے کو گیہوں کے بدلے میں برابر بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔ اگر آدھا مد گیہوں اور آدھا مد آٹا ہو اس کو ایک مد گیہوں کے بدلے میں بیچے تو درست نہیں کیونکہ اس نے اپنے گیہوں کی عمدگی آٹا شریک کر کے برابر کر لی۔

۲۳۔بَابُ جَامِعِ بَيْعِ الطَّعَامِ — اناج بیچنے کے مختلف مسائل کا بیان

(۱۰۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَّهُ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اِنِّيْ رَجُلٌ اَبْتَاعُ الطَّعَامَ يَكُوْنُ مِنَ الصُّكُوْكِ بِالْجَارِ فَرُبَمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بِدِيْنَارٍ وَنِصْفِ دِرْهَمٍ اَفَاُعْطِيْ بِالنِّصْفِ طَعَامًا فَقَالَ سَعِيْدٌ لَا وَلٰكِنْ اَعْطِ اَنْتَ دِرْهَمًا وَّخُذْ بَقِيَّتَهُ طَعَامًا.

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے پوچھا میں غلہ خرید کرتا ہوں جار[1] کا تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کو خرید کرتا ہوں کیا نصف درہم کے بدلے اناج دے دوں سعیدؒ نے کہا نہیں بلکہ ایک درہم دے دے اور جس قدر باقی رہے اس کے بدلے میں بھی اناج لے لے۔

ف: کیونکہ اگر نصف درہم کے بدلے میں یہ شخص اناج دے تو اناج کی بیع اناج کے بدلے میں ہوتی ہے وعدے پر اور وہ جائز نہیں۔

(۱۱۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْعُوا الْحَبَّ فِيْ سُنْبُلِهٖ حَتّٰى يَبْيَضَّ.

محمد بن سیرین کہتے تھے مت بیچو دانوں کو بالی کے اندر جب تک پک نہ جائے۔

۱۱۱: کہا مالکؒ نے جو شخص اناج خریدے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر جب میعاد پوری ہو تو جس کے ذمہ اناج واجب ہے (مسلم الیہ) وہ کہے میرے پاس اناج نہیں ہے جو اناج میرے ذمہ ہے وہ میرے ہی ہاتھ بیچ ڈال اتنی میعاد پر وہ شخص (رب السلم) کہے یہ

---

[1] جار بندرگاہ کا نام ہے وہاں غلہ جمع ہوا کرتا تھا اور چٹھیاں اس کے پیشتر سے اہل استحقاق کو تقسیم ہو جاتی تھیں۔ محمد بن عبداللہ چٹھی والوں کو روپیہ دے کر وہ غلہ خرید لیتے تھے۔

جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے اناج بیچنے کو جب تک قبضے میں نہ آئے جس کے ذمہ پر اناج ہے وہ کہے اچھا تو کوئی اور اناج میرے ہاتھ بیچ ڈال میعاد پر تاکہ میں اسی اناج کو تیرے حوالے کر دوں۔ تو یہ درست نہیں کیونکہ وہ شخص اناج دے کر پھیر لے گا اور بائع مشتری کو جو قیمت دے گا وہ گویا مشتری کی ہوگی جو اس نے بائع کو دی اور یہ اناج درمیان میں حلال کرنے والا ہوگا تو گویا اناج کی بیع ہوئی قبل قبضے کے۔

۱۱۲: کہا مالکؒ نے زید نے عمرو سے غلہ خرید اعمرو کا غلہ بکر کے اُوپر آتا تھا تو عمرو نے زید سے کہا جس قدر غلہ تو نے مجھ سے خریدا ہے اسی قدر غلہ میرا بکر پر آتا ہے میں تیرا اسامنا بکر سے کرا دیتا ہوں تو اس سے لے لے تو اگر عمرو نے زید کے ہاتھ غلہ کو یوں ہی بیچا تھا[1] تو یہ حوالہ درست نہیں کیونکہ اناج کی بیع قبل قبضے کے لازم آتی ہے۔ اگر عمرو نے زید سے سلم کی تھی اور میعاد گزرنے پر اس اناج کا حوالہ بکر پر کر دیا تو درست ہے کیونکہ یہ بیع نہیں ہے۔

۱۱۳: کہا مالکؒ نے اناج کی بیع قبل قبضے کے ممنوع ہے مگر اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ اناج وغیرہ میں درست ہے۔

۱۱۴: کہا مالکؒ نے یہ اس واسطے کہ اہل علم نے ان چیزوں میں رواج اور دستور کا اعتبار رکھا ہے اور ان کو مثل بیع کے نہیں سمجھا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ناقص کم وزن روپے دیئے پھر مسلم الیہ نے اس کو پورے وزن کے روپے ادا کر دیئے تو یہ درست ہے مگر ناقص روپوں کی بیع پورے وزن کے روپوں کے بدلے میں درست نہیں اگر اس شخص نے سلم کرتے وقت ناقص کم وزن روپے دے کر پورے روپے لینے کی شرط کی تھی تو درست نہ ہوگا۔

۱۱۵: کہا مالکؒ نے اس کی نظیر یہ بھی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع کیا اور عرایا کی اجازت دی وجہ یہ ہے کہ مزابنہ کا معاملہ تجارت اور ہوشیاری کے طور پر ہوتا ہے اور عرایا بطور احسان اور سلوک کے ہوتا ہے۔

۱۱۶: کہا مالکؒ نے یہ درست نہیں کہ ربع یا ثلث درہم یا اور کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے اس شرط پر کہ اس ربع یا ثلث یا کسر کے عوض میں اناج دے گا وعدے پر البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ ربع یا ثلث درہم یا کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے وعدے پر جب وعدہ گزرے تو ایک درہم حوالے کر دے اور باقی کے بدلے میں کوئی اور چیز خرید کر لے۔

۱۱۷: کہا مالکؒ نے اس میں کچھ قباحت نہیں کسی کے پاس ایک درہم رکھوائے پھر ثلث یا ربع یا کسر کے بدلے میں کوئی چیز خرید لے جب کسرات کا نرخ معین ہوا گر نرخ معین نہ ہو اور وہ یہ کہے کہ ہر روز کے نرخ کے حساب سے میں لیا کروں گا تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے کبھی نرخ بڑھ جاتا ہے کبھی گھٹ جاتا ہے۔

۱۱۸: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اناج ڈھیر لگا کر بیچ ڈالا اور اس میں سے کچھ مستثنیٰ نہ کیا بعد اس کے پھر اس میں سے کچھ خریدنا چاہے تو اسی قدر خرید سکتا ہے۔ جتنے کا استثنیٰ درست ہے یعنی ثلث تک یا ثلث سے کم اگر ثلث سے زیادہ ہوگا تو مزابنہ کی مانند مکروہ ہوگا۔

---

[1] یعنی بیع معروف کے طور پر سلم کے طور پر نہیں بیچا۔۱۲

۲۴۔بَابُ الْحُكْرَةِ وَالتَّرَبُّصِ
احتکار کے بیان میں

ف: احتکار اس کو کہتے ہیں کہ غلہ خرید کر اس کو رکھ چھوڑے اور خلق خدا کے ہاتھ نہ بیچے۔اس خیال سے کہ جب گراں یا قحط ہوگا تو بیچیں گے۔

(۱۲۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَاحُكْرَةَ فِي سُوْقِنَا لَا يَعْمِدُ رِجَالٌ بِاَيْدِيْهِمْ فُضُوْلٌ مِّنْ اَذْهَابِ اِلٰى رِزْقٍ مِّنْ اَرْزَاقِ اللّٰهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا فَيَحْتَكِرُوْنَهُ عَلَيْنَا وَلٰكِنْ اَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلٰى عَمُوْدِ كَبِدِهٖ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَذَالِكَ ضَيْفُ عُمَرَ فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَآءَ اللّٰهُ وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَآءَ اللّٰهُ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے بازار میں کوئی احتکار نہ کرے جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجت سے زیادہ روپیہ ہے وہ کسی ایک غلہ کو جو ہمارے ملک میں آئے خرید کر احتکار نہ کریں اور جو شخص تکلیف اٹھا کر ہمارے ملک میں غلہ لائے گرمی یا جاڑے میں تو وہ مہمان ہے عمر رضی اللہ عنہ کا جس طرح اللہ کو منظور ہو بیچے اور جس طرح اللہ کو منظور ہو رکھ چھوڑے۔

ف: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہا کہ غلہ لانے والے خوش ہوں اور زیادہ غلہ لے کر آئیں تو ارزانی ہو۔ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ لانے والا روزی دیا جائے گا اور روک رکھنے والا لعنت کیا جائے گا۔اگر کوئی شخص غلہ کو روک رکھے اور خلق اللہ کو اس کی ضرورت ہو تو حاکم جبراً اس کا غلہ بکوادے۔

(۱۲۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ وَهُوَ يَبِيْعُ زَبِيْبًا لَهُ فِي السُّوْقِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اِمَّا اَنْ تَزِيْدَ فِي السِّعْرِ وَاِمَّا اَنْ تَرْفَعَ مِنْ سُوْقِنَا.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوکر گزرے اور وہ انگور (منقی) بیچ رہے تھے بازار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا تو تم نرخ بڑھادو یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔

ف: تاکہ اور بازار والوں کو ضرر نہ ہو۔[1]

(۱۲۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحُكْرَةِ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منع کرتے تھے احتکار سے۔

۲۵۔بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بَعْضِهٖ بِبَعْضٍ وَّالسَّلَفِ فِيْهِ
جانور کو جانور کے بدلے میں بیچنے کا بیان اور جانور میں سلف (اُدھار۔قرض) کرنے کا بیان

(۱۲۳) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهُ يُدْعٰى عُصَيْفِيْرًا بِعِشْرِيْنَ بَعِيْرًا اِلٰى اَجَلٍ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اونٹ جس کا نام عصیفیر تھا بیس اونٹوں کے بدلے بیچا وعدے پر۔

....

---

[1] حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اور بازار والوں کو نقصان دینے کے لیے عمداً نرخ منقوں کا کم کر دیا۔حضرت عمرؓ نے اس کو جائز نہ رکھا بعضوں نے کہا یہ سہو ہے قیمت کم کرنے میں ہر طرح مالک کو اختیار ہے۔

(۱۲۴) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اشْتَرٰی رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُوْنَةٍ عَلَیْهِ یُوْفِیْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سانڈنی چار اونٹوں کے بدلے میں خریدی اور یہ ٹھہرایا کہ ان چار اونٹوں کو ربذہ میں بائع کو پہنچائیں گے۔

(۱۲۵) عَنْ مَالِکٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ بَیْعِ الْحَیَوَانِ اثْنَیْنِ بِوَاحِدٍ اِلٰی اَجَلٍ فَقَالَ لَابَاْسَ بِذَالِکَ.

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا کہ ایک جانور کے بدلے میں دو جانور بیچنا میعاد پر درست ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

۱۲۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے ایک اونٹ کو دوسرے اونٹ سے بدلنے میں کچھ قباحت نہیں اسی طرح ایک اونٹ اور کچھ روپے دے کر دوسرا اونٹ لے لینے میں اگرچہ اونٹ کو نقد دے اور روپوں کو اُدھار رکھے اور روپے نقد دے اور اونٹ کو اُدھار رکھے یا دونوں کو اُدھار رکھے تو بہتر نہیں ہے۔

۱۲۷: کہا مالکؒ نے اگر دو تین اونٹ لادنے کے دے کر ایک اونٹ سواری کا خریدے تو کچھ قباحت نہیں اگر ایک نوع کے جانور جیسے اونٹ یا بیل آپس میں ایسا اختلاف رکھتے ہوں کہ ان میں کھلا فرق ہو تو ایک جانور دے کر دو جانور خریدنا نقد یا اُدھار دونوں طرح سے درست ہے اگر ایک دوسرے کے مشابہ ہوں خواہ جنس ایک ہو یا مختلف تو ایک جانور دے کر دو جانور لینا وعدے پر درست نہیں ہے۔

۱۲۸: کہا مالکؒ نے اس کی مثال یہ ہے کہ جو اونٹ یکساں ہوں ان میں باہم فرق نہ ہو ذات میں اور بوجھ لادنے میں تو ایسے اونٹوں میں سے دو اونٹ دے کر ایک اونٹ لینا وعدے پر درست نہیں البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ اونٹ خرید کر قبل قبضہ کرنے کے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے جب کہ قیمت اس کی نقد لے لے۔

۱۲۹: کہا مالکؒ نے جانور میں سلف کرنا درست ہے جب میعاد معین ہو اور اس جانور کے اوصاف اور حلیے بیان کر دے اور قیمت دے دے تو بائع کو اسی طرح کے جانور دینے ہوں گے اور مشتری کو لینے ہوں گے ہمارے شہر کے لوگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے رہے اور اسی کے قائل رہے۔

ف: شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے کہ حیوان میں سلف درست ہے اس کی قسم اور سن اور نوع اور صفت بیان کر دی جائے مگر امام ابوحنیفہؒ اور اہل حدیث کے نزدیک جانور میں سلف درست نہیں۔ دارقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا سلم سے حیوان میں اور اس کو شوکانی نے سیل جرار میں اختیار کیا ہے۔ اس دلیل سے کہ حدیث ابن عباسؓ میں لفظ فِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ آیا ہے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہما میں ہے اس سے یہ نکلا کہ جس چیز میں تفاوت عظیم ہو سکتا ہے جیسے حیوان اور موتی وغیرہ کہ مختلف القیمة ہوتے ہیں اور وزن ان کا معلوم نہیں اس میں سلم کرنا صحیح و درست نہیں ہے۔

۲۶۔بَابُ: مَالَا یَجُوْزُ مِنْ بَیْعِ الْحَیَوَانِ
جس طرح یا جس جانور کو بیچنا نا درست ہے

(۱۳۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَکَانَ بَیْعًا یَّتَبَایَعُهٗ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا حبل الحبلہ کی بیع سے۔ یہ بیع ایام جاہلیت میں مروّج تھی آدمی

وَكَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلَى اَنْ تُنْتِجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتِجُ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا.

اونٹ خریدتا تھا اس وعدے پر کہ جب اونٹنی کا بچہ ہوگا اور پھر بچے کا بچہ اس وقت میں دام لوں گا۔

ف: تو یہ بیع بہ سبب جہالت میعاد کے فاسد ہے شافعیؒ اور مالکؒ نے اس حدیث کے معنی یہ ہی بیان کیے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر منقول ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک حبل الحبلہ کے یہ معنی ہیں ایک شخص کی اونٹنی حاملہ ہو وہ کسی سے کہے میں تیرے ہاتھ اس بچے کے بچہ کو بیچتا ہوں۔

(۱۳۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ لَا رِبًا فِي الْحَيَوَانِ وَاِنَّمَا نُهِيَ مِنَ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَضَامِيْنِ وَالْمَلَاقِيْحِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ وَالْمَضَامِيْنُ مَا فِيْ بُطُوْنِ اِنَاثِ الْاِبِلِ وَالْمَلَاقِيْحُ مَافِيْ ظُهُوْرِ الْجِمَالِ وَحَبَلُ الْحَبَلِ مَاكَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَهُ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا حیوان میں ربا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین بیعیں نادرست ہیں۔ ایک مضامین کی دوسرے ملاقیح کی تیسرے حبل الحبلہ کی۔ مضامین وہ جانور جو مادہ کے شکم میں ہیں۔ ملاقیح وہ جانور جو نر کے پشت میں ہیں۔ حبل الحبلہ کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔

۱۳۲: کہا مالکؒ نے معین جانور کی بیع جب وہ غائب ہو خواہ نزدیک ہو یا دور درست نہیں ہے۔ اگرچہ مشتری اس جانور کو دیکھ چکا ہو اور پسند کر چکا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے دام لے کر نفع اٹھائے گا۔ اور مشتری کو معلوم نہیں وہ جانور صحیح سالم جس طور سے اس نے دیکھا تھا ملے یا نہ ملے البتہ اگر غیر معین جانور کو اوصاف بیان کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔

۲۷۔ بَابُ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ

جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا

(۱۳۳) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا جانور کے بیچنے سے گوشت کے بدلے میں۔

(۱۳۴) عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِنْ مَيْسِرِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعُ اللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے یہ بھی جاہلیت کا جوا ہے گوشت کو ایک بکری یا دو بکریوں کے عوض میں بیچنا۔

ف: جاہلیت میں جانور کے گوشت کا اندازہ کر کے اس جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچ ڈالتے تھے شرع میں اس کی ممانعت ہوئی کیونکہ معلوم نہیں اس جانور میں اتنا ہی گوشت نکلے گا یا کم یا زیادہ۔

(۱۳۵) عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَقُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا اشْتَرٰى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا فَلَا خَيْرَ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَكُلُّ مَنْ اَدْرَكْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا منع ہے ابوالزنادؒ نے کہا میں نے سعید بن المسیبؒ سے پوچھا اگر کوئی شخص دس بکریوں کے بدلے میں ایک اونٹ خرید کرے تو کیسا ہے۔ سعیدؒ نے کہا اگر ذبح کرنے کے لیے خرید کرے تو بہتر نہیں۔ ف ابوالزناد نے کہا میں نے سب عالموں کو جانور کی بیع سے گوشت کے بدلے میں منع کرتے ہوئے پایا اور

بِـاللَّحْمِ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ يُكْتَبُ فِيْ عُهُوْدِ الْعُمَّالِ فِيْ زَمَانِ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهِشَامِ ابْنِ اِسْمَاعِيْلَ يَنْهَوْنَ عَنْ ذَالِكَ.

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہشام بن اسماعیل کے زمانے میں عاملوں کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔

ف: کیونکہ جب ذبح کرنے کے لیے خرید کرے گا تو گوشت کی طرف خیال رکھے گا گویا گوشت کو جانور کے بدلے میں لیا۔

۲۸۔بَابُ بَيْعِ اللَّحْمِ بِاللَّحْمِ — گوشت کو گوشت کے بدلے میں بیچنے کا بیان

۱۳۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ گوشت اونٹ کا ہو یا بکری کا یا اور کسی جانور کا اس کا گوشت، گوشت سے بدلنا درست نہیں مگر برابر تول کر نقدا نقدا اگر اٹکل سے برابری کرے تو بھی کافی ہے۔

ف:۱۳۷: کہا مالکؒ نے مچھلیوں کا گوشت اگر اونٹ یا گائے یا بکری کے گوشت کے بدلے میں بیچے کم وبیش تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقدا نقد ہو میعاد نہ ہو۔

۱۳۸: کہا مالکؒ نے پرندوں کا گوشت میرے نزدیک چرندوں اور مچھلیوں کے گوشت سے بڑا فرق رکھتا ہے اگر یہ کم وبیش بیچے جائیں تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقدا نقد ہو۔ میعاد نہ ہو۔

۲۹۔بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ — کتے کی بیع کا بیان

(۱۳۹) عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ يَعْنِيْ بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَى الْمَرْاَةُ عَلَى الزِّنَا وَحُلْوَانُ الْكَاهِنِ رِشْوَتُهٗ وَمَا يُعْطٰى عَلٰى اَنْ يَّتَكَاهَنَ.

حضرت ابی مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے۔ ف اور خرچی سے فاحشہ کی۔ اور کمائی سے فال نکالنے والے کی۔

ف: خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو احمدؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک کتے کی بیع مطلقاً ممنوع ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتے کی بیع درست ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری کیونکہ نسائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ منع کیا آپؐ نے کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے سے۔ اس دلیل میں دو نقص ہیں ایک تو یہ کہ استثناء ضعیف ہے باجماع محدثین کے دوسرے یہ کہ دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص۔

کہا مالکؒ نے میرے نزدیک ہر کتے کی قیمت مکروہ ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مطلق کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔

۳۰۔بَابُ السَّلْفِ وَبَيْعُ الْعُرُوْضِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ — بیع سلف کا بیان اور اسباب کو اسباب کے بدلے میں بیچنے کا بیان

(۱۴۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَّ سَلَفٍ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے بیع سے اور سلف سے۔

۱۴۱: کہا مالکؒ نے اس کا مطلب یہ ہے کوئی شخص کسی سے کہے میں تیرا اسباب اس شرط سے لیتا ہوں کہ وہ مجھ سے سلف کرے اس

طرح تو یہ جائز نہیں اگر سلف کی شرط موقوف کردے تو بیع جائز ہو جائے گی۔

۱۴۲: کہا مالکؒ نے جن کپڑوں میں کھلم کھلا فرق ہے ان میں سے ایک کو دو یا تین کے بدلے میں بیع کرنا نقدا نقد یا میعاد پر ہر طرح سے درست ہے اور جب ایک کپڑا دوسرے کپڑے کے مشابہ ہوا گر نام جدا جدا ہوں تو کمی بیشی درست ہے مگر اُدھار درست نہیں۔

۱۴۳: کہا مالکؒ نے جس کپڑے کو خریدا اس کا بیچنا قبل قبضے کے بائع کے سوا اور کسی کے ہاتھ درست ہے۔ جب کہ اس کی قیمت نقد لے لے۔

۳۱۔ بَابُ السَّلَفِ فِي الْعُرُوْضِ

اسباب میں سلف کرنے کا بیان

(۱۴۴) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَّرَجُلٌ يَسْئَلُهُ عَنْ رَّجُلٍ سَلَّفَ فِيْ ثِيَابٍ فَاَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ وَكَرِهَ ذَالِكَ.

قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے پوچھا جو کوئی کپڑوں میں سلف کرے پھر قبل قبضے کے ان کو بیچنا چاہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ چاندی کی بیع ہے چاندی کے بدلے میں اور اس کو مکروہ جانا۔

۱۴۵: کہا مالکؒ نے ہماری دانست میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ان کپڑوں کو اسی کے ہاتھ بیچنا چاہے جس سے خریدا ہے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر کیونکہ اگر وہ کسی اور شخص سے ان کپڑوں کو بیچنا چاہے تو کچھ قباحت نہیں۔

ف: یہ بات نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ کسی شئے کو قبل قبضے کے بیچنا درست نہیں مگر اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم غلے سے خاص ہے۔

۱۴۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص سلف کرے غلام میں یا جانور میں یا کسی اور اسباب میں اور اس کے اوصاف بیان کردے ایک میعاد معین پر جب میعاد گزر رے تو مشتری ان چیزوں کو اسی بائع کے ہاتھ پہلی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچے جب تک کہ ان چیزوں کو اپنے قبضے میں نہ لائے ورنہ ربا ہو جائے گا گویا بائع نے ایک مدت تک مشتری کے روپوں سے فائدہ اٹھایا پھر زیادہ دے کر اس کو پھیر دیا تو یہ عین ربا ہے۔

۱۴۷: کہا مالکؒ نے جو شخص سلف کرے سونا چاندی دے کر کسی اسباب میں یا جانور میں اور اس سے اوصاف بیان کردے ایک میعاد معین پر جب میعاد گزر جائے یا نہ گزرے تو مشتری اس اسباب یا جانور کو بائع کے ہاتھ کسی اور اسباب کے بدلے میں بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس اسباب کو نقد لے لے اس میں میعاد نہ ہو سوائے غلے کے کہ اس کا بیچنا قبل قبضے کے درست نہیں اور اگر مشتری اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ بیچے تو سونے چاندی کے بدلے میں بھی بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقد لے میعاد نہ ہو ورنہ کالئی کی بیع کالئی کے بدلے میں ہو جائے گی یعنی دین کے بدلے میں دین۔

کہا مالکؒ نے جو شخص کسی اسباب میں جو کھانے پینے کا نہیں ہے سلف کرے ایک میعاد پر تو مشتری کو اختیار ہے کہ اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ سونا یا چاندی یا اسباب کے بدلے میں فروخت کر ڈالے قبضے سے پیشتر مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ بائع کے ہاتھ ہی بیچے اگر ایسا کرے تو اسباب کے بدلے میں بیچ ڈالے تو کچھ قباحت نہیں مگر نقدا نقد بیچے۔

کہا مالکؒ نے جس نے روپے یا اشرفیاں دے کر سلف کی چار کپڑوں میں ایک میعاد پر اور ان کپڑوں کے اوصاف بیان کر

دیئے۔ جب مدت گزری تو مشتری نے بائع پر ان چیزوں کا تقاضا کیا لیکن بائع کے پاس اس قسم کے کپڑے نہ نکلے بلکہ اس سے ہلکے اس وقت بائع نے کہا تو ان ہلکے کپڑوں میں سے آٹھ کپڑے لے لے تو مشتری کو لینا درست ہے مگر اسی وقت نقد لینا چاہیے دیر نہ کرے اگر ان آٹھ کپڑوں کی کوئی میعاد نہ کرے گا تو درست نہیں ہے اگر قبل میعاد گزرنے کے دوسرے کپڑے اسی قسم کے ٹھہرائے تو درست نہیں البتہ دوسرے قسم کے کپڑوں سے بدلنا درست ہے۔

۳۲۔ بَابُ بَیْعِ النُّحَاسِ وَالْحَدِیْدِ وَمَا اَشْبَهَهُمَا مِمَّا یُوْزَنُ
تانبے اور لوہے اور جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں ان کا بیان

۱۴۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں سوائے چاندی اور سونے کے جیسے تانبا اور پیتل اور رانگ اور سیسہ اور لوہا اور پتے اور گھاس اور روئی وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے جب کہ نقدا نقد ہو مثلاً ایک رطل لوہے کہ دو رطل لوہے کے بدلے میں یا ایک رطل پیتل کو دو رطل پیتل کے بدلے میں لینا درست ہے مگر جب جنس ایک ہو تو وعدے پر لینا درست نہیں۔ اگر جنس مختلف ہو اس طرح کہ کھلم کھلا فرق ہو (جیسے پیتل بدلے میں لوہے کے) تو وعدے پر لینا بھی درست ہے۔ اگر کھلم کھلا فرق نہ ہو صرف نام کا فرق ہو جیسے قلعی اور سیسہ اور پیتل اور کانسی تو میعاد پر لینا مکروہ ہے۔

۱۴۹: کہا مالکؒ نے ان چیزوں کو قبضے سے پہلے بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ نقد داموں پر جب ناپ تول کر لیا ہو۔ اگر ڈھیر لگا کر لیا ہو تو نقد اور اُدھار دونوں طرح بیچنا درست ہے کیونکہ ڈھیر لگا کر خریدنے میں وہ چیز اسی وقت سے مشتری کی ضمان میں آجاتی ہے اور ناپ تول کر خریدنے میں جب تک مشتری اس کو پھر ناپ تول نہ لے اور قبضہ نہ کرلے ضمان میں نہیں آتی۔ یہ حکم ان چیزوں کا میں نے اچھا سنا اور ہمارے نزدیک لوگوں کا عمل اسی پر رہا۔

۱۵۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو چیزیں کھانے اور پینے کی نہیں ہیں اور ناپ تول پر بکتی ہیں جیسے کسم اور گٹھلیاں یا پتے وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے اگر چہ جنس ایک ہو مگر اُدھار درست نہیں اگر جنس مختلف ہو تو اُدھار بھی درست ہے اور ان چیزوں کو قبل قبضے کے بھی بیچنا درست ہے۔ سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ جب قیمت نقد لے لے۔

۱۵۱: کہا مالکؒ نے جتنی چیزیں ایسی ہیں جو کام میں آتی ہیں جیسے ریتی اور چونا اگر اپنی جنس کے بدلے میں بیچی جائیں میعاد پر برابر برابر ہوں یا کم وبیش ناجائز ہیں اگر نقد بیچی جائیں تو درست ہے اگر چہ کم وبیش ہوں۔

۳۳۔ بَابُ النَّهْیِ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَةٍ
ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت

(۱۵۲) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَةٍ.

امام مالک کو پہنچا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا دو بیعوں سے ایک بیع میں۔

ف: جیسے بائع مشتری سے کہے یہ کپڑا ایک دینار کا ہے اور یہ دو دینار کا اور مشتری کو دونوں میں سے ایک لینا پڑے بعضوں نے کہا اس کی مثال یہ ہے بائع مشتری سے کہے میں نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا نقد دس روپے اور اُدھار پندرہ روپے کو بیچا۔

(۱۵۳) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ نِ ابْتَعْ لِیْ هٰذَا الْبَعِیْرَ بِنَقْدٍ حَتّٰی اَبْتَاعَهٗ مِنْکَ اِلٰی اَجَلٍ فَسُئِلَ

ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرے واسطے یہ اونٹ نقد خرید کر لو میں تم سے وعدے پر خرید کرلوں گا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس

عَنْ ذَالِکَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَکَرِهَهٗ وَنَهٰی عَنْهُ. کو برا جانا اور منع کیا۔

(۱۵۴) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ نِ اشْتَرٰی سِلْعَةً بِعَشَرَةِ دَنَانِیْرَ نَقْدًا اَوْبِخَمْسَةِ عَشَرَ دِیْنَارًا اِلٰی اَجَلٍ فَکَرِهَ ذَالِکَ وَنَهٰی عَنْهُ. قاسمؒ بن محمد سے سوال ہوا ایک شخص نے ایک چیز خریدی دس دینار کے بدلے میں یا پندرہ دینار اور اُدھار کے بدلے میں تو قاسمؒ بن محمد نے اس کو برا جانا اور اس سے منع کیا۔

۱۵۵: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے ایک کپڑا اس شرط سے خریدا اگر نقد دے تو دس دینار دے اگر وعدے پر دے تو پندرہ دینار دے بہر حال مشتری کو دونوں میں سے ایک قیمت دینا ضروری ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس نے اگر دس دینار نقد نہ دیئے تو دس کے بدلے پندرہ اُدھار ہوئے اور جو دس نقد دے دیئے تو گویا پندرہ اُدھار اس کے بدلے میں لیے۔

۱۵۶: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے ایک چیز خریدی ایک دینار نقد کے بدلے میں یا ایک بکری اُدھار کے بدلے میں ان دونوں میں سے ایک مشتری کو ضرور دینا ہوا تو یہ جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے دو بیعوں سے ایک بیع میں اور یہ وہی ہے۔

۱۵۷: کہا مالکؒ نے اگر مشتری نے بائع سے کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی کھجور پندرہ صاع یا اس قسم کی دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لی دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا یا یوں کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی گیہوں پندرہ صاع یا اس قسم کی گیہوں دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لیے دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا تو یہ درست نہیں گویا اس نے دس صاع کھجور لے کر پھر اس کو چھوڑ کر پندرہ صاع کھجور لی یا دس صاع گیہوں چھوڑ کر اس کے عوض میں پندرہ صاع لیے یہ بھی اس میں داخل ہے یعنی دو بیع کرنا ایک بیع میں۔

۳۴۔بَابُ بَیْعِ الْغَرَرِ — جس بیع میں دھوکا ہو اس کا بیان

(۱۵۸) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ. سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا دھوکے کی بیع سے۔

۱۵۹: کہا مالکؒ نے دھوکے کی بیع میں یہ داخل ہے کسی شخص کا جانور گم ہو گیا ہو یا غلام بھاگ گیا ہو اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو ایک شخص اس سے کہے میں تیرے اس جانور یا غلام کو بیس دینار کو لیتا ہوں اگر وہ مل گیا تو بائع کے تیس دینار نقصان ہوئے اور جو نہ ملا تو مشتری کے پاس بیس دینار گئے۔

۱۶۰: کہا مالکؒ نے اس میں ایک بڑا دھوکا ہے معلوم نہیں وہ جانور یا غلام اُسی حال میں ہے یا اس میں کوئی عیب ہو گیا یا ہنر ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹ بڑھ گئی۔

۱۶۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ حمل کا خریدنا بھی دھوکے کی بیع میں داخل ہے معلوم نہیں بچہ نکلتا ہے یا نہیں اگر نکلے تو خوبصورت ہو گا یا بدصورت پورا ہو گا یا لنڈورا۔ نر ہو یا مادہ اور ہر ایک کی قیمت کم وبیش ہے۔

۱۶۲: کہا مالکؒ نے مادہ کو بیچنا اور اس کے حمل کو مستثنیٰ کر لینا درست نہیں جیسے کوئی کسی سے کہے میری دودھ والی بکری کی قیمت تین دینار ہیں تو دو دینار کو لے لے مگر اس کے پیٹ کا بچہ جب پیدا ہو گا تو میں لوں گا یہ مکروہ ہے درست نہیں۔

۱۶۳: کہا مالکؒ نے زیتون کی لکڑی اس کے تیل کے اور تل تیل کے بدلے میں اور مکھن گھی کے بدلے میں بیچنا درست نہیں اس لیے

کہ یہ مزابنہ میں داخل ہے۔ف اور اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں اس تل یا لکڑی یا مکھن میں اسی قدر تیل یا گھی نکلتا ہے یا اس سے کم یا زیادہ۔

ف: جیسے مزابنہ میں درخت کے کٹے ہوئے پھلوں کے بدلے میں تخمیناً کر کے فروخت کرتے ہیں ویسے ہی تل یا زیتون میں تیل کا اندازہ کر کے اس کے عوض میں تیل لیتے ہیں۔

۱۶۴: کہا مالکؒ نے اسی طرح حب البان کا بیچنا روغن بان کے بدلے میں نادرست ہے البتہ حب البان کو خوشبودار بان کے بدلے میں بیچنا درست ہے کیونکہ وہ خوشبو ملانے سے تیل کے حکم میں نہ رہا۔

۱۶۵: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے ہاتھ اس شرط پر بیچی کہ مشتری کو نقصان نہ ہوگا تو یہ جائز نہیں گویا بائع نے مشتری کو نوکر رکھا اگر اس چیز میں نفع ہوا اور اگر اتنے ہی کو بکے جتنے کو خریدا ہے یا کم کو مشتری کی محنت برباد ہوئی تو یہ درست نہیں مشتری کو اس کی محنت کے موافق مزدوری ملے گی اور جو کچھ نفع نقصان ہو بائع کا ہوگا مگر یہ حکم جب ہے کہ مشتری اس چیز کو بیچ چکا ہو اگر اس نے نہیں بیچا تو بیع کو فسخ کریں گے۔

۱۶۶: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے اپنی چیز بیچ ڈالی پھر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہنے لگا کچھ قیمت کم کر دے بائع نے انکار کیا اور کہا تو غم نہ کھا بیچ دے تجھے نقصان نہ ہوگا اس میں کچھ قباحت نہیں نہ دھوکا ہے بلکہ بائع نے ایک رائے اپنی بیان کی کچھ اس شرط پر نہیں بیچا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۵۔بَابُ الْمُلَامَسَةِ وَ الْمُنَابَذَةِ — ملامسہ اور منابذہ کے بیان

(۱۶۷) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ملامسے اور منابذے سے۔

۱۶۸: کہا مالکؒ نے ملامسہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے کو چھو کر خرید کر لے نہ اس کو کھولے نہ اندر سے دیکھے یا اندھیری رات میں خریدے نہ جانے اس میں کیا ہے ف۱ اور منابذہ اس کو کہتے ہیں کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کی طرف پھینک دے اور مشتری اپنا کپڑا بائع کی طرف نہ سوچیں نہ بچاریں یہ اس کے بدلے میں اور وہ اس کے بدلے میں ف۲ یہ دونوں بیع ممنوع ہیں۔

ف۱: بعضوں نے کہا ملامسہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری یہ ٹھہرالیں کہ جب اس کا کپڑا وہ چھولے یا وہ اس کا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

ف۲: بعضوں کے نزدیک منابذہ یہ ہے کہ جب بائع مشتری کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور مشتری بائع کی طرف تو بیع لازم ہو جائے یہ دونوں بیعیں جاہلیت کے عہد میں مروّج تھیں شرع میں ان کی ممانعت ہوئی اسی طرح بیع حصاۃ یعنی مشتری بائع سے کہے میں کنکر مارتا ہوں جس کپڑے پر جا پڑے وہ میرا ہے۔

۱۶۹: کہا مالکؒ نے جو تھان تہہ کیا یا چادر بستے میں بندھی ہو تو اس کا بیچنا درست نہیں جب تک کھول کر اندر نہ دیکھے۔

۱۷۰: کہا مالکؒ نے برنامے کی بیع کا یہ حکم نہیں ف۔ جائز ہے اس لیے کہ ہمیشہ سے لوگ اس کو کرتے ہوئے آئے اور اس سے دھوکا دینا مقصود نہیں ہوتا۔

ف: برنامہ اس کاغذ کو کہتے ہیں جو گٹھری یا بستے کے اوپر لٹکایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس میں اتنا مال فلاں قسم کا ہے۔

٣٦۔بَابُ بَيْعِ الْمُرَابَحَةِ مرابحہ کا بیان

ف: مرابحہ کہتے ہیں سوایا یا ڈیوڑھا یا کم وبیش نفع مقرر کر کے مال بیچنے کو۔

۱۷۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص ایک شہر سے کپڑا خرید کر کے دوسرے شہر میں لائے پھر مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہے تو اصل لاگت میں دلالوں کی دلالی اور تہہ کرنے کی مزدوری اور باندھا بوندھی کی اُجرت اور اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ شریک نہ کرے البتہ کپڑے کی بار برداری اس میں شریک کرلے مگر اس پر نفع نہ لے مگر جب مشتری کو اطلاع دے اور وہ اس پر بھی نفع دینے کو راضی ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں۔

ف: مثلاً وہ کپڑا بارہ روپے کو خریدا اور سوایا نفع ٹھہرا اور بار برداری کی اُجرت تین روپے صرف ہوئے تو تین روپے بائع مشتری سے الگ لے گا اور بارہ روپے کے پندرہ روپے لے گا کل اٹھارہ روپے لے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ تین روپوں کو لاگت میں شریک کر کے اس پر بھی نفع لے یعنی پندرہ کے سوائے اٹھارہ روپے بارہ آنے لے۔

۱۷۲: کہا مالکؒ نے کپڑوں کی دھلائی اور رنگوائی اس لاگت میں داخل ہو گی اور اس پر نفع لیا جائے گا۔ جیسے کپڑے پر نفع لیا جاتا ہے۔اگر کپڑوں کو بیچا اور ان چیزوں کا حال بیان نہ کیا تو ان پر نفع نہ ملے گا اب اگر کپڑا تلف ہو گیا تو کرایہ بار برداری کا محسوب ہو گا مگر اس پر نفع نہ لگایا جائے گا۔اگر کپڑا موجود ہے تو بیع کو فسخ کر دیں گے مگر جب دونوں راضی ہو جائیں کسی امر پر۔

۱۷۳: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے کوئی اسباب سونے یا چاندی کے بدلے میں خریدا تو اس دن چاندی سونے کا بھاؤ یہ تھا کہ دس درہم کو ایک دینار آتا تھا پھر مشتری اس مال کو لے کر دوسرے شہر میں آیا اور اسی شہر میں مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہا اسی نرخ پر جو سونے چاندی کا اس دن تھا اگر اس نے دراہم کے بدلے میں خریدا تھا اور دیناروں کے بدلے میں بیچا یا دیناروں کے بدلے میں خریدا تھا اور درہموں کے بدلے میں بیچا اور اسباب موجود ہے۔تلف نہیں ہوا تو خریدار کو اختیار ہو گا چاہے لے چاہے نہ لے اور اگر وہ اسباب تلف ہو گیا تو مشتری سے وہ ثمن جس کے عوض میں بائع نے خریدا تھا نفع حساب کر کے بائع کو دلا دیں گے۔

۱۷۴: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے اپنی چیز جو سو دینار کو پڑی تھی دس فی صدی کے نفع پر بیچی[1] پھر معلوم ہوا کہ وہ چیز نوے دینار کو پڑی تھی اور وہ چیز مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو اب بائع کو اختیار ہو گا چاہے اس چیز کی قیمت بازار کی لے لے اس دن کی قیمت جس دن وہ شئے مشتری کے پاس آئی تھی مگر جس صورت میں قیمت بازار کی اس ثمن سے جو اوّل میں ٹھہری تھی یعنی ایک سو دس دینار سے زیادہ ہو تو بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہ ملیں گے اور اگر چاہے تو نوے دینار پر اسی حساب سے نفع لگا کر یعنی ننانوے دینار لے لے مگر جس صورت میں یہ ثمن قیمت سے کم ہو تو بائع کو اختیار ہو گا۔

۱۷۵: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے ایک چیز مرابحہ پر بیچی اور کہا سو دینار کو مجھ کو پڑی ہے پھر اس کو معلوم ہوا ایک سو بیس دینار کو پڑی تو اب خریدار کو اختیار ہو گا اگر چاہے تو بائع کو اس دن کی قیمت بازار کی جس دن وہ شئے لی ہے دے دے اور اگر چاہے تو جس ثمن پر خرید کیا ہے نفع لگا کر جہاں تک پہنچے دے مگر جس صورت میں قیمت بازار کی پہلی ثمن سے (یعنی جو سو دینار پر لگی ہے) کم ہو تو مشتری

---

[1] یعنی دس کے گیارہ ٹھہرے کل ایک سو دس دینار ہوئے۔۱۲منہ

کو یہ نہیں پہنچتا کہ اس سے کم دے اس واسطے کہ مشتری اس پر راضی ہو چکا ہے مگر بائع نے اس سے زیادہ بیان کیا تو خریدار کو اصلی ثمن سے کم کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۷۔ بَابُ الْبَیْعِ عَلَی الْبَرْنَامِجِ — برنامے پر بیع کرنے کا بیان

ف: برنامے کا بیان اُوپر ہو چکا ہے۔

۱۷۶: کہا مالکؒ نے اگر چند آدمیوں نے مل کر کوئی اسباب خریدا اب ایک شخص دوسرا ان میں سے ایک شخص کو کہے تو نے جو اسباب خریدا ہے میں نے اس کے اوصاف سنے ہیں تو اپنا حصہ اس قدر نفع پر مجھے دے دے۔ میں تیری جگہ اُن لوگوں کا شریک ہو جاؤں گا اور وہ منظور کرے بعد اس کے جب اس اسباب کو دیکھے تو برا اور گراں معلوم ہو اب اس کو اختیار نہ ہوگا لینا پڑے گا جب کہ اس کے ہاتھ برنامے پر بیچا ہو اور اوصاف بتا دیئے ہوں۔

۱۷۷: کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس مختلف کپڑوں کی گٹھڑیاں آئیں اور اس نے برنامہ سنا کے ان گٹھڑیوں کو فروخت کیا جب لوگوں نے مال کھول کر دیکھا تو گراں معلوم ہوا اور نادم ہوئے اس صورت میں وہ مال ان کو لینا ہوگا۔ جب کہ برنامے کے موافق ہو۔

۳۸۔ بَابُ بَیْعِ الْخِیَارِ — جس بیع میں بائع اور مشتری کو اختیار رہو اس کا بیان

(۱۷۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمُتَبَایِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِیَارِ عَلٰی صَاحِبِهٖ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے[ف۱] جب تک جدا نہ ہوں[ف۲] مگر جس بیع میں خیار کی شرط ہو۔[ف۳]

ف۱: بیع کے فسخ کر ڈالنے کا۔

ف۲: یعنی مجلس بیع نہ بدلے جب بائع یا مشتری اس مجلس سے چلا جائے گا تو اختیار نہ رہے گا۔

ف۳: یعنی بائع یا مشتری بیع کرتے وقت شرط لگائیں اس امر کی کہ مجھے اتنے دنوں تک اختیار ہے۔ اس صورت میں بائع اور مشتری کے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہوگا۔

۱۷۹: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں۔

ف: مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین دن سے زیادہ خیار کی مدت نہیں ہو سکتی۔

(۱۸۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَیُّمَا بَیِّعَیْنِ تَبَایَعَا فَالْقَوْلُ مَاقَالَ الْبَائِعُ اَوْ یَتَرَادَّانِ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بائع اور مشتری اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہوگا۔[ف۱] اور بیع کو رد کر ڈالیں گے۔[ف۲]

ف۱: دونوں حلف کریں گے۔

ف۲: یعنی بعد بیع کے بائع اور مشتری میں اختلاف ہو از ثمن میں یا مبیع کی کمی بیشی میں تو دونوں حلف کریں گے۔ اگر ایک نے حلف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو جس نے حلف کیا اس کا قول معتبر ہوگا اگر دونوں نے حلف کیا اور مبیع قائم ہے تو بیع کو فسخ کر کے مبیع

بائع کو واپس دلا دیں گے اگر مبیع تلف ہوگئی تو اس کی قیمت بازار مشتری سے لے کر بائع کو دیں گے۔

۱۸۱: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے ایک چیز بیچی اور بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلانے سے مشورہ کروں گا اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ ہے اور جو اس نے منع کیا تو بیع لغو ہے مشتری اس شرط پر راضی ہو گیا بعد اس کے پشیمان ہوا تو اس کو اختیار نہ ہوگا بلکہ بائع کو جب وہ شخص اجازت دے گا تو بیع نافذ ہو جائے گی۔

۱۸۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک شخص کوئی چیز خرید کرے کسی شخص سے پھر ثمن میں اختلاف ہو بائع کہے میں نے دس دینار کو بیچا مشتری کہے میں نے پانچ دینار کو خریدا تو بائع سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو پانچ دینار کو مشتری کو دے دے نہیں تو تو قسم کھا اس امر پر میں نے اپنی چیز نہیں بیچی مگر دس دینار کو اگر بائع نے قسم کھائی تو مشتری سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو اس کی چیز دس دینار کو لے لے نہیں تو قسم کھا میں نے اس چیز کو نہیں خریدا مگر پانچ دینار کو اگر مشتری نے یہ قسم کھالی تو وہ بری ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک ان میں سے دوسرے کا مدعی ہے۔

ف: جب دونوں قسم کھالیں گے تو بیع فسخ ہو جائے گی اور وہ شے بائع کو پھروا دیں گے۔

۳۹۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الرِّبَا فِي الدَّيْنِ
قرض میں سود کا بیان

(۱۸۳) عَنْ عُبَيْدٍ اَبِيْ صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَاحِ اَنَّهُ قَالَ بِعْتُ بَزًّا لِّيْ مِنْ اَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ اِلَى الْكُوْفَةِ فَعَرَضُوْا عَلَيَّ اَنْ اَضَعَ عَنْهُمْ وَيَنْقُدُوْنِيْ فَسَاَلْتُ عَنْ ذَالِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ لَآ اٰمُرُكَ اَنْ تَاْكُلَ هٰذَا وَلَا تُؤْكِلَهُ.

ابو صالح نے کہا میں نے اپنا کپڑا دار نخلہ (ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچ میں) والوں کے ہاتھ بیچا ایک وعدے پر جب میں کوفے جانے لگا تو ان لوگوں نے کہا اگر کچھ کم کر دو تو تمہارا روپیہ ہم ابھی دے دیتے ہیں۔ف میں نے یہ زیدؓ بن ثابت سے بیان کیا انہوں نے کہا میں تجھے اس روپے کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

ف: یعنی مدت سے پیشتر۔

(۱۸۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ اِلٰى اَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَيُعَجِّلُهُ الْاٰخَرُ فَكَرِهَ ذَالِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَنَهٰى عَنْهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو قرضدار یہ کہے یہ مجھ سے کچھ کم کر کے نقد لے لے اور قرض خواہ اس پر راضی ہو جائے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مکروہ جانا اور اس سے منع کیا۔

ف: قرض خواہ کو یہ درست ہے کہ مدت گزرنے کے بعد اپنے قرض دار کو کچھ معاف کر دے مگر مدت سے پیشتر کچھ کم پر راضی ہو جانا درست نہیں اس لیے کہ اس میں شبہ ربوا ہے کیونکہ قرضخواہ نے گویا سو روپیہ موجل (میعادی) کو اسی روپیہ معجّل (نقد) کے بدلے میں بیع کیا۔

(۱۸۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَّكُوْنَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ

زیدؓ بن اسلم نے کہا ایام جاہلیت میں سود اس طور پر ہوتا تھا ایک شخص کا قرض میعادی دوسرے شخص پر آتا ہو جب میعاد گزر جائے

اَلْحَقُّ اِلٰی اَجَلٍ فَاِذَا حَلَّ الْاَجَلُ قَالَ اَتَقْضِیْ اَمْ تُرْبِیْ فَاِنْ قَضٰی اَخَذَ وَاِلَّا زَادَهٗ فِیْ حَقِّهٖ وَاَخَّرَ عَنْهُ فِی الْاَجَلِ.

تو قرضخواہ قرضدار سے کہے یا تم قرض ادا کرو یا سود دو اگر اس نے قرض ادا کیا تو بہتر ہے نہیں تو قرض خواہ اپنا قرضہ بڑھا دیتا اور پھر میعاد کراتا۔

ف: مثلاً سو روپے ایک مہینہ کے وعدے پر آتے تھے جب مہینہ گزرا تو سو کے ایک سو پانچ کر دیئے۔ اور ایک مہینے کی اور مہلت دے دے۔

۱۸۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس امر کی کراہت میں کچھ اختلاف نہیں ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو۔ قرضخواہ قرض میں کمی کر دے اور قرضدار نقد ادا کر دے یہ بعینہٖ ایسا ہے کہ میعاد گزرنے کے بعد قرضخواہ میعاد بڑھا دے اور قرضدار قرضہ کو بڑھا دے یہ تو بالکل سود ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

۱۸۷: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے دوسرے شخص پر سو دینار آتے ہوں وعدے پر جب وعدہ گزر جائے تو قرضدار قرضخواہ سے کہے تو میرے ہاتھ کوئی ایسی چیز جس کی قیمت سو دینار ہوں ڈیڑھ سو دینار کو بیچ ڈال ایک میعاد پر یہ بیع درست نہیں اور ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اس لیے کہ قرضخواہ نے اپنی چیز کی قیمت سو دینار وصول کر لی اور وہ جو سو دینار قرضے کے تھے ان کی میعاد بڑھا دی۔ بعوض پچاس دینار کے جو اس کو فائدہ حاصل ہوا اس شئے کے بیچنے میں۔ ف یہ بیع مشابہ ہے اس کے جو زیدؒ بن اسلم نے روایت کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں جب قرض کی مدت گزر جاتی تو قرضخواہ قرضدار سے کہتا یا تو قرض ادا کر یا سود دے اگر وہ ادا کر دیتا تو لے لیتا نہیں تو اور مہلت دے کر قرضہ کو بڑھا دیتا۔

ف: مطلب یہ ہے کہ زید کے عمرو پر سو دینار آتے تھے ایک مہینے کے وعدے پر جب مہینہ گزرا تو عمرو کے پاس اس وقت دینار نہ تھے اس نے زید سے کہا تم ایک شئے اپنی جو نقد سو دینار کی مالیت رکھتی ہو میرے ہاتھ ڈیڑھ سو دینار کو ایک مہینے کے وعدے پر بیچ ڈالو۔ زید نے ایسا ہی کیا عمرو نے اس شئے کو لے کر سو دینار کو بیچ کر سو دینار زید کے حوالے کر دیئے۔ اب ڈیڑھ سو دینار زید کے عمرو پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر رہے عمرو کو یہ فائدہ ہوا کہ اس کے پاس روپے نہ تھے قرضخواہ کا تقاضا مٹا ایک مہینے کی اور مہلت ملی اور زید کو یہ فائدہ ہوا کہ سو دینار کے ڈیڑھ سو دینار ہوئے۔

۴۰۔ بَابُ جَامِعِ الدَّیْنِ وَالْحُلُوْلِ

قرض کے مختلف مسائل کا بیان

(۱۸۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار شخص کا دیر کرنا قرض ادا کرنے میں ظلم ہے[ف۱] اور جب تم میں سے کوئی حوالہ کیا جائے مالدار شخص پر تو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔[ف۲]

ف۱: یعنی جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ ادا کرنے میں دیر کرے تو یہ ظلم ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے۔

ف۲: حوالہ کہتے ہیں قرض کے اتار دینے کو ایک ذمہ پر سے دوسرے ذمہ پر مثلاً زید مدیون تھا عمرو کا تو زید نے عمرو کا مقابلہ کروا دیا اس دین کے حصول کے لیے بکر پر۔

(۱۸۹) عَنْ مُوْسَی بْنِ مَیْسَرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا یَسْئَلُ

موسیٰ بن میسرہ نے سنا ایک شخص پوچھ رہا تھا سعید بن المسیبؒ سے

سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اِنِّیْ رَجُلٌ اَبِيْعُ بِالدَّيْنِ فَقَالَ سَعِيْدٌ لَا تَبِعْ اِلَّا مَا اٰوَيْتَ اِلٰی رَحْلِکَ.

میں قرض کے بدل میں بیچا کرتا ہوں سعید نے کہا تو نہ بیچ مگر اس چیز کو جو تیرے پاس ہو۔

۱۹۰: کہا مالکؒ نے جو شخص کوئی چیز خرید کرے اس شرط پر کہ بائع وہ شئے مشتری کو اتنی مدت میں سپرد کر دے اس میں مشتری نے کوئی مصلحت رکھی ہو مثلاً اس وقت بازار میں اس مال کی نکاسی کی امید ہو یا اور کچھ غرض ہو پھر بائع اس وعدے میں خلاف کرے اور مشتری چاہے کہ وہ شئے بائع کو پھیر دے تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا اور بیع لازم رہے گی اگر بائع اس شئے کو قبل میعاد کے لیے آیا تو مشتری پر جبر نہ کیا جائے گا اس کے لینے پر۔

۱۹۱: کہا مالکؒ نے جو شخص اناج خرید کر اس کو تول لے پھر ایک خریدار آئے جو مشتری سے اس اناج کو خرید کرنا چاہے مشتری اس سے کہے کہ میں اناج تول چکا ہوں اور وہ شخص مشتری کو سچا سمجھ کر اس غلے کو نقد مول لے لے تو کچھ قباحت نہیں مگر وعدے پر لینا مکروہ ہے جب تک وہ خریدار دوبارہ اس کو تول نہ لے۔

۱۹۲: کہا مالکؒ نے دَین کا خریدنا درست نہیں خواہ غائب پر ہو یا حاضر پر مگر جب شخص حاضر اس کا اقرار کرے اسی طرح جو دَین میت پر ہو اس کا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں وہ قرض ملتا ہے یا نہیں اس واسطے اگر میت یا غائب پر اور بھی دَین نکلا تو اس کے پیسے مفت گئے دوسرے یہ کہ وہ قرض اس کی ضمان میں داخل نہیں ہوا اگر نہ نپٹا تو اس کے پیسے مفت گئے۔

۱۹۳: کہا مالکؒ نے بیع سلف (قرض) میں اور بیع عینہ میں یہ فرق ہے کہ بیع عینہ والا دس دینار نقد دے کر پندرہ دینار وعدے پر لیتا ہے تو یہ صریح دھوکا ہے اور بالکل فریب ہے۔

۴۱۔ بَابُ مَا جَآءَ فِی الشِّرْكَةِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْاِقَالَةِ

شرکت اور تولیہ اور اقالہ[1] کے بیان میں

ف: تولیہ کہتے ہیں جتنے کو لیا اُتنے کو بیچنے کو۔

۱۹۴: کہا مالکؒ نے جس شخص نے کئی قسم کا کپڑا بیچا اور چند رقم کے کپڑے مستثنیٰ کر لینے کی شرط کر لی تو کچھ قباحت نہیں اگر شرط نہیں کی تو وہ ان کپڑوں میں شریک ہو جائے گا۔ف اس لیے کہ ایک رقم کے کپڑوں میں بھی کم و بیش ہوتی ہے۔

ف: مثلاً تیس کپڑے تھے ان میں سے دس مستثنیٰ کیے مگر یہ شرط نہ کی کہ میں جو چاہوں گا لے لوں گا تو بائع کل کپڑوں میں مشتری کا شریک ہو جائے گا دو ثلث مشتری کے اور ایک ثلث بائع کا ہوگا۔

۱۹۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ کھانے کی چیزوں میں درست ہے خواہ اُن پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر یہ ضروری ہے کہ نقد ہو میعاد نہ ہو اور کمی بیشی نہ ہو اگر اس میں کمی بیشی ہوگی یا میعاد ہوگی تو یہ معاملے بیع سمجھے جائیں گے شرکت اور تولیہ اور اقالہ نہ ہوں گے۔

۱۹۶: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے کوئی اسباب جیسے کپڑا یا غلام یا لونڈی خرید کیا پھر ایک شخص نے اس سے کہا کہ مجھ کو بھی اس میں

---

[1] اقالہ کوئی چیز لے کر پھر واپس کر دینے کو کہتے ہیں۔۱۲مص

شریک کرلو اس نے قبول کیا اور دونوں نے مل کر بائع کو قیمت ادا کردی پھر وہ اسباب کسی اور کا نکلا تو جو شخص شریک ہوا وہ اپنے دام پہلے مشتری سے لے لے گا۔ اور وہ بائع سے لے گا مگر جس صورت میں مشتری نے خریدتے وقت بائع کے سامنے اس شریک سے کہہ دیا ہو کہ اگر مبیع میں فتور نکلے تو اس کی جواب دہی بائع پر ہوگی تو اس صورت میں وہ شریک اپنا نقصان بائع سے لے گا اگر ایسا نہ ہو تو مشتری کی شرط کچھ کام نہ آئے گی اور تاوان کا نقصان اسی پر ہوگا۔

۱۹۷: کہا مالکؒ نے زید نے عمرو سے یہ کہا تو اس شئے کو خرید کر لے میرے اور اپنے ساجھے میں بکوادوں گا۔ تو میری طرف سے بھی دام دے دے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ سلف (قرض) ہے بکوا دینے کی شرط پر اگر وہ شئے تلف ہو جائے تو عمرو زید سے اس کے حصہ کے دام لے لے گا البتہ اگر عمرو ایک شئے خرید کر چکا پھر زید نے کہا مجھے بھی اس میں شریک کر لے نصف کا میں بکوادوں گا تو یہ درست ہے۔

۴۲۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِفْلَاسِ الْغَرِیْمِ

قرض دار کے مفلس ہو جانے کا بیان

(۱۹۸) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٌ بَاعَ مَتَاعًا فَاَفْلَسَ الَّذِی ابْتَاعَهُ مِنْهُ وَلَمْ یَقْبِضِ الَّذِیْ بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهٖ شَیْئًا فَوَجَدَهُ بِعَیْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَاِنْ مَّاتَ الَّذِی ابْتَاعَهُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِیْهِ اُسْوَةُ الْغُرَمَآءِ.

ابی بکرؒ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع کو ثمن وصول نہیں ہوئی لیکن بائع نے اپنی چیز بجنسہٖ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس چیز کا زیادہ حقدار[ف۱] ہوگا اگر مشتری مر گیا تو اس چیز میں بائع اور قرضخواہوں کے برابر ہوگا۔[ف۲]

ف۱: بہ نسبت مشتری کے اور قرض خواہوں کے۔

ف۲: یعنی اس چیز کو بیچ کر بائع کے ثمن اور قرضخواہوں کا قرضہ بہ حصہ رسد ادا کریں گے۔

(۱۹۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٌ اَفْلَسَ فَاَدْرَکَ الرَّجُلُ مَالَهٗ بِعَیْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَیْرِهٖ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہٖ مشتری کے پاس پائی تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

۲۰۰: کہا مالکؒ نے جس شخص نے کوئی اسباب بیچا پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہٖ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس کو لے لے گا اگر مشتری نے اس میں سے کچھ بیچ ڈالا ہے تو جس قدر باقی ہے اس کا بائع زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اور قرضخواہوں کے۔ اگر بائع تھوڑی سی ثمن پا چکا ہے پھر بائع یہ چاہے کہ اس ثمن کو پھیر کر جس قدر اسباب اپنا باقی ہے اس کو لے لے اور جو کچھ باقی رہ جائے اس میں اور قرضخواہوں کے برابر رہے تو ہو سکتا ہے۔

۲۰۱: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے سوت یا زمین خریدی پھر سوت کا کپڑا بُن لیا اور زمین پر مکان بنایا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا اب زمین کا بائع یہ کہے کہ میں زمین اور مکان سب لیے لیتا ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ زمین کی اور عملے کی قیمت لگائیں گے پھر دیکھیں گے اس قیمت کا حصہ زمین پر کتنا آتا ہے اور عملے پر کتنا آتا ہے اب بائع اور مشتری دونوں اس میں شریک رہیں گے زمین کا مالک اپنے حصہ کے موافق اور باقی قرضخواہ عملے کے موافق۔

۲۰۲: کہا مالکؒ نے اس کی مثال یہ ہے جیسے زمین اور عملے کی قیمت پندرہ سو ہوئی اس میں سے زمین کی قیمت پانچ سو ہے اور عملے کی ہزار ہے تو زمین والے کا ایک ثلث ہوگا اور باقی قرضخواہوں کے دو ثلث ہوں گے۔

۲۰۳: کہا مالکؒ نے یہی حکم سوت میں ہے جب کہ مشتری نے اس کو بن لیا بعد اس کے قرضدار ہو کر مفلس ہو گیا۔

۲۰۴: کہا مالکؒ نے اگر مشتری نے اس چیز میں تصرف نہیں کیا مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی اب بائع یہ چاہتا ہے کہ اپنی شئے پھیر لے اور قرض خواہ چاہتے ہیں کہ وہ شئے بائع کو نہ دیں تو قرضخواہوں کو اختیار ہے خواہ بائع کی ثمن پوری پوری حوالے کر دیں۔ اگر اس چیز کی قیمت گھٹ گئی تو بائع کو اختیار ہے خواہ اپنی چیز لے لے پھر اس کو مشتری کے مال سے کچھ غرض نہ ہوگی خواہ اپنی چیز نہ لے اور قرضخواہوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔

۲۰۵: کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر کسی شخص نے لونڈی خریدی یا جانور خریدا پھر اس لونڈی یا جانور کا مشتری کے پاس آن کر بچہ پیدا ہوا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا تو وہ بچہ بائع کا ہوگا البتہ اگر قرض خواہ بائع کی پوری ثمن ادا کر دیں تو بچہ کو اور اس کی ماں کو دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

۴۳۔ بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ السَّلَفِ

جس چیز میں سلف درست ہے

(۲۰۶) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا فَجَآءَتْهُ اِبِلُ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهٗ فَقُلْتُ لَا اَجِدُنِي الْاِبِلِ اِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رُبَاعِيًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْطِهِ اِيَّاهُ فَاِنَّ خِيَارَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَآءً.

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد کیے ہوئے) تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض لیا ایک چھوٹا اونٹ جب صدقے کے وقت اونٹ آئے اور آپؐ نے مجھ کو حکم کیا ویسا ہی اونٹ ادا کرنے کو میں نے کہا یا رسول اللہ! صدقے کے اونٹوں میں سب اونٹ اچھے بڑے بڑے ہیں چھ چھ برس کے آپؐ نے فرمایا اس میں سے دے دے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض اچھے طور سے ادا کریں۔

(۲۰۷) عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَّجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِّنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَآبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ هٰذِهٖ خَيْرٌ مِّنْ دَرَاهِمِي الَّتِيْ اَسْلَفْتُكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ ذَالِكَ وَلٰكِنْ نَفْسِيْ بِذَالِكَ طَيِّبَةٌ.

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے روپے قرض لیے پھر اس سے اچھے ادا کیے وہ شخص بولا اے عبدالرحمٰن! یہ تو میرے روپوں سے اچھے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہاں میں جانتا ہوں مگر میں نے اپنی خوشی سے دیئے ہیں۔

۲۰۸: کہا مالکؒ نے جو شخص سونا چاندی یا اناج یا جانور قرض لے پھر اس سے بہتر ادا کرے تو کچھ قباحت نہیں جب کہ اس کی شرط نہ ہوئی ہو یا ایسی رسم نہ ہو یا اس کا وعدہ نہ کیا ہو اگر شرط یا رسم یا وعدے کے سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ بہتر نہیں۔

۲۰۹: کہا مالکؒ نے دیکھو رسول اللہ ﷺ نے چھوٹا اونٹ قرض لے کر اچھا بڑا اونٹ دیا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روپے قرض لے کر اس سے بہتر دیئے مگر اس کی شرط یا وعدہ نہیں ہوا تھا تو جو کوئی خوشی سے ایسا کرے حلال ہے۔

۴۴۔بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ السَّلَفِ
جو سلف درست نہیں اس کا بیان

(۳۱۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ فِيْ رَجُلٍ اَسْلَفَ رَجُلًا طَعَامًا عَلٰى اَنْ يُعْطِيَهُ اِيَّاهُ فِيْ بَلَدٍ اٰخَرَ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عُمَرُ وَقَالَ فَاَيْنَ الْحَمْلُ يَعْنِيْ حُمْلَانَهُ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا جو شخص کسی کو اناج قرض دے اس شرط پر کہ فلانے شہر میں ادا کرنا انہوں نے اس کو مکروہ جانا اور کہا بار برداری کی اُجرت کہاں جائے گی۔

ف: یعنی اس قرض میں قرض دینے والے کو منفعت ہے وہ یہ کہ اس کا مال دوسرے شہر میں بغیر مزدوری صرف کیے ہوئے پہنچ جائے گا اور ایسا قرض درست نہیں۔

(۳۱۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا وَاشْتَرَطْتُّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مِمَّآ اَسْلَفْتُهُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَذٰلِكَ الرِّبَا فَقَالَ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِيْ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ السَّلَفُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَوْجُهٍ سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ فَلَكَ وَجْهُ اللّٰهِ وَ سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ صَاحِبِكَ فَلَكَ وَجْهُ صَاحِبِكَ وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ لِتَاْخُذَ خَبِيْثًا بِطَيِّبٍ فَذٰلِكَ الرِّبَا قَالَ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِيْ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ اَرٰى اَنْ تَشُقَّ الصَّحِيْفَةَ فَاِنْ اَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِيْ اَسْلَفْتَهُ قَبِلْتَهُ وَاِنْ اَعْطَاكَ دُوْنَ الَّذِيْ اَسْلَفْتَهُ فَاَخَذْتَهُ اُجِرْتَ وَاِنْ اَعْطَاكَ اَفْضَلَ مِمَّا اَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَذٰلِكَ شُكْرٌ شَكَرَهُ لَكَ وَلَكَ اَجْرُ مَآ اَنْظَرْتَهُ.

ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور عمدہ اس سے ٹھہرایا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ ربا ہے اس نے کہا پھر کیا حکم کرتے ہو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قرض تین طور پر ہے ایک خدا کے واسطے اس میں تو خدا کی رضامندی ہے ایک اپنے دوست کی خوشی کے لیے اس میں دوست کی رضامندی ہے۔ ایک قرض اس واسطے ہے کہ حلال مال دے کر حرام مال لے یہ سود ہے پھر وہ شخص بولا اب مجھ کو کیا حکم کرتے ہو یا اباعبدالرحمٰنؒ انہوں نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تو دستاویز کو پھاڑ ڈال (یعنی وہ دستاویز جو تو نے مقروض سے لکھوائی ہے) اگر وہ شخص جس کو تو نے قرض دیا ہے جیسا مال تو نے دیا ہے ویسا ہی دے تو لے لے اگر اس سے برا دے اور تو لے لے تو تجھے اجر ہوگا اگر وہ اپنی خوشی سے اس سے اچھا دے تو اس نے تیرا شکریہ ادا کیا اور تو نے جو اتنے دنوں تک اس کو مہلت دی اس کا ثواب تجھے ملا۔

(۳۱۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ اِلَّا قَضَآءَهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے تو سوائے قرض ادا کرنے کے اور کوئی شرط نہ کرائے۔

ف: یعنی مقروض پر صرف قرض کا ادا کرنا لازم ہے اسی کی شرط ہو سکتی ہے اور کوئی شرط جس میں قرض دینے والے کا نفع ہو نہیں سکتی۔

(۳۱۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ اَفْضَلَ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ قَبْضَةً مِّنْ عَلَفٍ فَهُوَ رِبًا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے اُس سے زیادہ نہ ٹھہرائے اگرچہ ایک مٹھی گھاس کی ہو۔ پس وہ ربا ہے۔

ف: یعنی ایک مٹھی گھاس کے برابر بھی فائدہ لینا درست نہیں۔

۲۱۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جوشخص کوئی جانور جس کا حلیہ اور صفت معلوم ہو کسی کو قرض دے تو کچھ قباحت نہیں اب مقروض ویسا ہی جانور ادا کرے۔ ف مگر لونڈی کو قرض لینا درست نہیں کیونکہ یہ ذریعہ ہے حرام کے حلال کرنے کا لوگ ایک دوسرے کی لونڈی قرض لے آئیں گے پھر جب تک جی چاہے گا اس سے جماع کریں گے بعد اس کے مالک کو پھیر دیں گے یہ تو حلال نہیں ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اور کسی کو اس کی اجازت نہ دی۔

ف: امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک جانور کا قرض لینا درست نہیں اس لیے کہ جانور میں مماثلت کی رعایت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ درست کہتے ہیں ان کی دلیل ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اوپر گزری۔

۴۵۔ بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ عَنِ الْمُسَاوَمَةِ وَالْمُبَايَعَةِ

جو مول تول یا بیع ممنوع ہے اس کا بیان

(۲۱۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ بیچیں بعض تمہارے اُوپر بعض کے۔

ف: یعنی جب مشتری کسی شخص کا مال لینے پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس کو نہ بہکائے کہ میں تجھ کو اس سے سستا دوں گا بعضوں نے کہا بیع اس جگہ خرید کے معنوں میں ہے یعنی جب ایک شخص کسی سے ایک چیز کا مول تول ٹھہرا لے اور بائع اس پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس میں دخل نہ دے۔

(۲۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَّحْلِبَهَا اِنْ رَّضِيَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مت ملو بنجاروں سے آگے بڑھ کر ان کا مال خریدنے کے واسطے۔ ف۱ اور نہ بیچے ایک تم میں کا دوسرے کی بیع پر اور نہ نجش کرو۔ ف۲ اور نہ بیچے بستی والا دیہات والے کی طرف ف۳ سے اور نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور بکری کے تھنوں میں۔ ف۴ اگر کوئی ایسی اونٹنی یا بکری خریدے پھر دودھ دوہنے کے بعد اس کا حال معلوم ہو تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے رکھ لے یا چاہے تو پھیر دے اور دودھ کے بدلے میں ایک صاع کھجور دے دے۔ ف۵

ف۱: یعنی جب بنجارے غلہ لے کر آئیں تو شہر سے باہر جا کر ان سے خرید لینا منع ہے اس کی کراہت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شہر میں قحط ہے اور یہ شخص قافلے میں جا کر ملا اور ان سے سب غلہ خرید لیا اور شہر میں لا کر خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ بنجاروں کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شہر میں قحط اور تنگی نہ ہو مگر یہ قافلے والوں کو نرخ شہر کا معلوم نہ ہو اور یہ شخص ان سے سستا خرید لے فریب دے کر۔

ف۲: نجش کہتے ہیں مال کی قیمت زیادہ کہہ دینے کو اس غرض سے کہ دوسرا شخص اس کی خرید میں رغبت کرے اور اپنے کو خریدنا منظور نہ ہو۔

ف ۳: یعنی باہر کا شخص غلہ لائے اور شہری دلال اس سے کہے تو جلدی نہ کر میں تجھ کو گراں بیچ دوں گا۔ بعضوں نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ شہر کے بنیے بقال شہر کے لوگوں کے ہاتھ نہ بیچیں بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں ان کے ہاتھ بیچیں تا کہ دام زیادہ ملیں۔

ف ۴: یعنی جب بکری یا گائے یا اونٹنی کو بیچنا چاہے تو دو تین روز تک اس کا دودھ نہ دوہے اس غرض سے کہ دودھ بہت بھر جائے تو مشتری دھوکا کھا کر مہنگے داموں خرید لے۔

ف ۵: شافعی اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابوثور رحمہم اللہ اور جمہور اہل حدیث کا عمل اسی پر ہے۔ ابن قاسمؒ نے مالکؒ سے پوچھا کہ تم اس حدیث پر عمل کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں حدیث کے مقابلے میں کوئی رائے دے سکتا ہے؟ مگر امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور اس کو مخالف قیاس کے قرار دیا۔ زرقانی نے کہا کہ ابوحنیفہؒ نے جو باتیں اس مقام پر کی ہیں مجرد دعوے ہیں ان کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ مخالف ہے ان کے اصول کے کیونکہ حدیث مقدم ہے قیاس پر ان کے نزدیک۔

۲۱۷: کہا مالکؒ نے یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ بیچے تم میں کا دوسرے کی بیع پر اس سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص دوسرے کے مول پر مول نہ کرے جب بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہو اور اپنی چیز تو لنے لگا ہو اور عیب سے اپنے تئیں بری کرنے لگا ہو یا اور کوئی کام ایسا کرے جس سے معلوم ہو کہ بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہے اور جو بائع پہلے مول پر راضی نہ ہو بلکہ وہ مال اسی طرح بیچنے کے واسطے رکھا ہو تو ہر ایک کو اس کا مول کرنا درست ہے اور اگر ایک شخص کے مول کرتے ہی اور لوگوں کو مول کرنا منع ہو جائے تو اس میں بیچنے والے کا نقصان ہے۔

(۲۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ قَالَ وَالنَّجْشُ اَنْ تُعْطِيَهُ السِّلْعَةَ اَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِىْ نَفْسِكَ اشْتِرَآءُهَا فَيَقْتَدِىْ بِكَ غَيْرُكَ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا نجش سے اور یہ نجش ہے کہ مال کی قیمت اس کی حیثیت سے زیادہ دینے لگے لینے کی نیت سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ دوسرا شخص دھوکا کھا کر اس قیمت کو لے لے۔

۴۶۔ بَابُ جَامِعِ الْبُيُوْعِ

بیع کے مختلف مسائل کا بیان

(۲۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ يُخْدَعُ فِى الْبُيُوْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا بَايَعَ يَقُوْلُ لَا خِلَابَةَ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ مجھ کو لوگ فریب دیتے ہیں خرید و فروخت میں آپؐ نے فرمایا جب تو خرید و فروخت کیا کرے تو کہہ دیا کر کہ فریب نہیں ہے وہ شخص جب معاملہ کرتا تو یہی کہا کرتا کہ فریب نہیں ہے۔

ف: دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں اتنا اور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تو کسی شئے کو خریدے تو تجھے تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو پھیر دے پھر وہ شخص زندہ رہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اس وقت اس کی عمر ایک سو اسی برس کی تھی جب وہ کوئی شئے خریدتا تو لوگ کہتے تم ٹھگے گئے بعد اس کے کوئی صحابی گواہی دے دیتا کہ آنحضرت نے اس کو تین دن کا اختیار دیا ہے اس وقت بائع ان کے دام واپس کر دیتا۔ بعضوں کے نزدیک یہ اختیار خاص تھا اس شخص کے واسطے اور کسی شخص کو جب تک اختیار کی شرط نہ کرے اختیار نہ ہوگا اور بعضوں کے نزدیک جب غبن فاحش ہو تو ہر ایک کو اختیار ہے اس شخص کے نام میں

اختلاف ہے بعض حبانؓ بن منقذ کہتے ہیں۔ابن الجارود اور حاکم کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے بعض ابو منقذؓ بن عمرو کہتے ہیں ابن ماجہ اور تاریخ بخاری وغیرہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے مگر اکثر روایات میں حبانؓ بن منقذ کا نام مذکور ہے۔

(۲۲۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا سَمْحًا اِنْ بَاعَ سَمْحًا اِنِ ابْتَاعَ سَمْحًا اِنْ قَضٰى سَمْحًا اِنِ اقْتَضٰى.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے محمدؒ بن منکدر کہتے تھے اللہ اس بندے کو چاہتا ہے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے اور خریدتے وقت بھی نرمی کرتا ہے قرض ادا کرتے وقت بھی نرمی کرتا ہے اور قرض وصول کرتے وقت بھی۔

....

ف: یعنی ہر معاملے میں نرمی اور سہولت اور محبت اور ملائمت سے کام کرتا ہے ذرا سے نفع یا نقصان کے لیے ٹھائیں ٹھائیں نہیں کرتا۔

(۲۲۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اِذَا جِئْتَ اَرْضًا يُوْفُوْنَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ فَاَطِلِ الْمَقَامَ بِهَا وَاِذَا جِئْتَ اَرْضًا يُنْقُصُوْنَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ فَاَقِلَّ الْمَقَامَ بِهَا.

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب تو ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ پورا پورا ناپتے اور تولتے ہوں تو وہاں زیادہ رہ اور جب ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں کم رہ۔

ف: کیونکہ جس ملک میں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہاں عذاب اترنے کا خوف ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم جب بھی تباہ ہوں گے کہ ہم نیک بخت لوگ ہوں گے۔آپؐ نے فرمایا ہاں جب برائی بہت ہو۔

ابن عبدالبر نے استذکار میں کہا جس ملک میں بری باتیں پھیلی ہوں اور منع کرنے کی قدرت نہ ہو وہاں نہ رہنا چاہیے۔

۲۲۲: کہا مالکؒ نے کوئی شخص اونٹ یا بکریاں یا کپڑا یا غلام لونڈی بے گنے جھنڈ کے جھنڈ خرید لے اچھا نہیں جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں ان کو گن لینا بہتر ہے۔

۲۲۳: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص ایک چیز اپنی کسی کو دے اس شرط پر کہ اگر تو اس کو اتنے داموں پر بیچ دے گا تو میں تجھ کو ایک دینار دوں گا اگر نہ بیچے گا تو کچھ نہ ملے گا۔اس میں کچھ قباحت نہیں۔

کہا مالکؒ نے اس کی نظیر یہ ہے ایک شخص دوسرے شخص سے کہے اگر تو میرے بھاگے ہوئے غلام کو یا بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑ لائے گا تو میں اس قدر دوں گا یہ ایک مزدوری کی قسم سے ہے اجارہ نہیں اگر اجارہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔

۲۲۴: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص اپنی چیز کسی کو اس شرط پر دے کہ جتنے دینار کو بیچے گا فی دینار اس قدر دوں یہ درست نہیں کیونکہ اس میں اُجرت معین نہیں معلوم نہیں کہ کتنے دینار کو بکتی ہے۔

(۲۲۵) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّآبَّةَ ثُمَّ يُكْرِيْهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا تَكَارَهَا بِهِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذَالِكَ.

ابن شہاب سے سوال ہوا کوئی شخص ایک جانور کو لے پھر دوسرے شخص کو اس سے زیادہ پر کرایہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

الحمدللہ پوری ہوئی کتاب بیع کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْقِرَاضِ

کتاب قراض کے بیان میں

ف: قراض اور مضاربت ایک چیز ہے یعنی ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

١۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَاضِ

(١) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِيْ جَيْشٍ اِلَى الْعِرَاقِ فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّا عَلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَهُوَ اَمِيْرُ الْبَصْرَةِ فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَقْدِرُ لَكُمَا عَلٰى اَمْرٍ اَنْفَعُكُمَا بِهٖ لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ بَلٰى هٰهُنَا مَالٌ مِّنْ مَالِ اللّٰهِ اُرِيْدُ اَنْ اَبْعَثَ بِهٖ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاُسْلِفُكُمَا فَتَبْتَاعَانِ بِهٖ مَتَاعًا مِّنْ مَّتَاعِ الْعِرَاقِ ثُمَّ تَبِيْعَانِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَكُوْنُ لَكُمَا الرِّبْحُ فَقَالَا وَدِدْنَا فَفَعَلَ وَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَاَرْبَحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذٰلِكَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَكُلَّ الْجَيْشِ اَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا اَسْلَفَكُمَا قَالَ لَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَآ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَسْلَفَكُمَا اَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ فَاَمَّا عَبْدُاللّٰهِ فَسَكَتَ وَاَمَّا عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ مَا يَنْبَغِيْ لَكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا لَوْ نَقَصَ الْمَالُ اَوْهَلَكَ لَضَمِنَّاهُ فَقَالَ اَدِّيَاهُ فَسَكَتَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُاللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَآءِ عُمَرَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا فَقَالَ

قراض کا بیان

زیدؒ بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبداللہؓ اور عبیداللہؓ بیٹے حضرت عمر بن خطابؓ کے ایک لشکر کے ساتھ نکلے جہاد کے واسطے عراق کی طرف جب لوٹے تو ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس گئے جو حاکم تھے بصرے کے انہوں نے کہا مرحباً وسہلاً پھر کہا کاش میں تم کو کچھ نفع پہنچا سکتا تو پہنچاتا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اللہ کا جس کو میں بھیجنا چاہتا ہوں حضرت عمرؓ کے پاس تو میں وہ روپے تم کو قرض دے دیتا ہوں اس کا اسباب خرید لو عراق سے پھر مدینہ میں اس مال کو بیچ کر اصل روپیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دینا اور نفع تم لے لینا انہوں نے کہا ہم بھی یہ چاہتے ہیں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ ان دونوں سے اصل روپیہ وصول کر لیجیے گا۔ جب دونوں مدینہ کو آئے انہوں نے مال بیچا اور نفع حاصل کیا پھر اصل مال لے کر حضرت عمرؓ کے پاس گئے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ابوموسیٰ نے لشکر کے سب لوگوں کو اتنا اتنا روپیہ قرض دیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا پھر تم کو امیر المؤمنین کا بیٹا سمجھ کر یہ روپیہ دیا ہوگا اصل روپیہ اور نفع دونوں دے دو عبداللہ تو چپ ہو رہے اور عبیداللہ نے کہا اے امیر المؤمنین تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر مال تلف ہوتا یا نقصان ہوتا تو ہم ضمان دیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں دے دو عبداللہؓ چپ ہو رہے عبیداللہؓ نے پھر جواب دیا اتنے میں ایک شخص حضرت

عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا فَاَخَذَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَأْسَ الْمَالِ وَ نِصْفَ رِبْحِهٖ وَاَخَذَ عَبْدُاللّٰهِ وَ عُبَيْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ.

عمرؓ کے مصاحبوں میں سے (عبدالرحمٰن بن عوفؓ) بولا اے امیر المؤمنین تم اس کو مضاربت کر دو تو بہتر ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے کیا پھر حضرت نے اصل مال اور نصف نفع لیا اور عبداللہ اور عبیداللہ نے آدھا نفع لیا۔

(۲) عَنْ يَعْقُوْبَ الْمَدَنِيِّ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ اَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيْهِ عَلٰى اَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا.

حضرت عثمانؓ بن عفان نے یعقوبؒ کو مال دیا مضاربت کے طور پر تا کہ یعقوب محنت کریں اور نفع میں شریک ہوں۔

۲۔بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْقِرَاضِ — جس طرح مضاربت درست ہے اس کا بیان

۳: کہا مالکؒ نے مضاربت اس طور پر درست ہے کہ آدمی ایک شخص سے روپیہ لے اس شرط پر کہ محنت کرے گا لیکن اگر نقصان ہو تو اس پر ضمان نہ ہوگا اور مضاربت کا خرچ سفر کی حالت میں کھانے پینے سواری کا دستور کے موافق اسی مال میں سے دیا جائے گا نہ کہ اقامت کی حالت میں۔

۴: کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر مضارب رب المال کی مدد کرے یا رب المال مضارب کی دستور کے موافق بغیر شرط کے تو درست ہے۔

۵: کہا مالکؒ نے اگر رب المال مضارب سے کوئی چیز خرید لے بغیر شرط کے تو کچھ قباحت نہیں۔

۶: کہا مالکؒ نے اگر رب المال ایک غیر شخص اور ایک اپنے غلام کو مال دے مضاربت کے طور پر اس شرط سے کہ دونوں محنت کریں درست ہے اور غلام کے حصہ کا نفع غلام کے پاس رہے گا مگر جب مولیٰ اس سے لے لے تو مولیٰ کا ہو جائے گا۔

۳۔بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ الْقِرَاضِ — جس طور سے مضاربت درست نہیں اس کا بیان

۷: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو پھر قرضدار یہ کہے قرضخواہ سے تو اپنا روپیہ مضاربت کے طور پر رہنے دے میرے پاس تو یہ درست نہیں بلکہ قرض خواہ کو چاہیے کہ اپنا روپیہ وصول کر لے پھر اختیار ہے خواہ مضاربت کے طور پر دے یا اپنے پاس رکھ چھوڑے کیونکہ قبل روپیہ وصول کرنے کے اس کو مضاربت کر دینے میں ربا کا شبہ ہے گویا قرضدار نے مہلت لے کر قرض میں زیادتی کی۔

۸: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے دوسرے کو روپیہ دیا مضاربت کے طور پر پھر اس میں سے کچھ روپیہ تلف ہو گیا قبل تجارت شروع کرنے کے پھر مضارب نے جس قدر روپیہ بچا تھا اس میں تجارت کر کے نفع کمایا اب مضارب یہ چاہے کہ رأس المال اسی کو قرار دے جو بچ رہا تھا بعد نقصان کے اور جس قدر راس سے زیادہ ہو اس کو نفع سمجھ کر آدھوں آدھ بانٹ لے تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ رأس المال کی تکمیل کر کے جو کچھ بچے گا اس کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں گے۔

۹: کہا مالکؒ نے مضاربت درست نہیں مگر چاندی اور سونے میں اور اسباب وغیرہ میں درست نہیں لیکن قراض اور بیوع میں اگر فساد قلیل ہو اور فسخ ان کا دشوار ہو تو جائز ہو جائیں گے برخلاف ربا کے کہ وہ قلیل و کثیر حرام ہے کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اگر تم توبہ کرو ربا سے تو تم کو اصل مال ملے گا نہ ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ۔

۴۔بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ — مضاربت میں جو شرط ہے اس کا بیان

۱۰: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنا مال مضاربت کے طور پر دے اور یہ شرط لگائے کہ فلاں فلاں قسم کا اسباب نہ خریدنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔

۱۱: کہا مالکؒ نے اگر یہ شرط لگائے کہ فلاں ہی قسم کا مال خریدنا تو مکروہ ہے۔[ف۱] مگر جب وہ اسباب کثرت سے ہر فصل میں بازار میں رہتا ہو تو کچھ قباحت نہیں۔

۱۲: کہا مالکؒ نے اگر رب المال مضاربت میں کچھ خاص نفع اپنے لیے مقرر کرے اگرچہ ایک درہم ہو تو درست نہیں۔[ف۲] البتہ یہ درست ہے کہ مضارب کے واسطے آدھا یا تہائی یا پاؤ نفع ٹھہرائے اور باقی اپنے لیے۔

ف ۱: کیونکہ شاید اس قسم کا اسباب نہ ملے۔

ف ۲: شاید اس سے زیادہ نفع نہ ہو۔

۱۳: کہا مالکؒ نے اگر حصہ سے زیادہ ایک درہم بھی ٹھہرائے گا تو مضاربت درست نہ ہوگی۔

۵۔بَابُ مَالَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ — جو شرط مضاربت میں درست نہیں اس کا بیان

۱۴: کہا مالکؒ نے رب المال کو یہ درست نہیں کہ نفع میں سے کچھ خاص اپنے لیے نکال لے نہ مضارب کو درست ہے اور مضارب کے ساتھ یہ درست نہیں کہ کسی بیع یا کرائے یا قرض یا اور کوئی احسان کی شرط ہو البتہ یہ درست ہے کہ بلا شرط ایک دوسرے کی مدد کرے موافق دستور کے اور یہ درست نہیں کہ کوئی ان میں سے دوسرے پر زیادتی کی شرط کر لے خواہ وہ زیادتی سونے یا چاندی یا طعام اور کسی قسم سے ہو اگر مضاربت میں ایسی شرطیں ہوں تو وہ اجارہ ہو جائے گا پھر اجارہ درست نہیں مگر معین معلوم اجرت کے بدلے میں اور مضارب کو درست نہیں کہ کسی کے احسان کا بدلہ مضاربت میں سے ادا کرے نہ یہ درست ہے کہ مضاربت کے مال کو تولیہ کے طور پر دے یا آپ لے۔ اگر مال میں نفع ہو تو دونوں نفع کو بانٹ لیں گے اپنی شرط کے موافق اگر نفع نہ ہو یا نقصان ہو تو مضارب پر ضمان نہ ہوگا نہ اپنے خرچ کا نہ نقصان کا بلکہ مالک کا ہوگا۔ اور مضاربت درست ہے جب رب المال اور مضارب راضی ہو جائیں نفع کے تقسیم کرنے پر آدھوں آدھ یا دو تہائی رب المال کا اور ایک تہائی مضارب کا یا تین ربع رب المال کے ایک ربع مضارب کا یا اس سے کم یا زیادہ۔

۱۵: کہا مالکؒ نے مضارب اگر یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک رأس المال مجھ سے واپس نہ لیا جائے یا رب المال یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک مضارب راس المال نہ دے تو یہ درست نہیں۔[ف] کیونکہ مضاربت میں میعاد نہیں ہو سکتی جب رب المال اپنا روپیہ مضارب کے حوالے کرے اور مضارب کو اس میں تجارت کرنا اچھا معلوم نہ ہو اگر وہ روپیہ بجنسہٖ اسی طرح موجود ہے تو رب المال اپنا روپیہ لے لے اگر مضارب ان روپوں کے بدلے میں کوئی اسباب خرید کر چکا تو رب المال اس اسباب کو نہیں لے سکتا نہ مضارب دے سکتا ہے جب تک اس اسباب کو بیچ کر نقد روپیہ نہ کر لے۔

ف: شافعیؒ اور احمدؒ کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے۔

۱۶: کہا مالکؒ نے رب المال مضارب سے یہ شرط کر لے کہ زکوٰۃ اپنے نفع کے حصہ میں سے دینا تو درست نہیں نہ رب المال کو یہ شرط

لگانا درست ہے کہ مضارب خواہ مخواہ فلانے ہی شخص سے اسباب خریدے۔

۱۷: کہا مالکؒ نے اگر رب المال مضارب پر ضمان کی شرط کر لے تو درست نہیں اس صورت میں اگر نفع ہو تو مضارب کو شرط سے زیادہ اس وجہ سے کہ اس نے نقصان کا تاوان لیا تھا نہ ملے گا اگر مال تلف ہوا یا اس میں نقصان ہو تو مضارب پر تاوان نہ ہوگا گو اس نے تاوان کی شرط لگائی ہو۔

۱۸: کہا مالکؒ نے اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط لگائی کہ رأس المال کے بدلے میں کھجور کے درخت یا جانور خرید کرنا پھر اس کے پھل اور بچے کو بیچا کرنا مگر جانوروں کو اور درختوں کو نہ بیچنا تو یہ درست نہیں نہ یہ مضاربت کا طریقہ ہے البتہ اگر ان درختوں یا جانوروں کو خرید کر بیچ ڈالے جیسے اور اسباب بیچتا ہے تو درست ہے۔

۱۹: کہا مالکؒ نے اگر مضارب، رب المال سے یہ شرط کر لے کہ رأس المال میں سے ایک غلام خرید لوں گا جو میری اعانت کرے گا تو درست ہے۔

٦۔بَابُ الْقِرَاضِ فِي الْعُرُوْضِ — اسباب میں مضاربت کا بیان

۲۰: کہا مالکؒ نے مضاربت نہیں درست ہے مگر سونے چاندی اور اسباب میں درست نہیں کیونکہ اسباب میں مضاربت دو طرح پر ہو گی ایک یہ کہ رب المال مضارب کو اسباب دے اور کہے اس کو بیچ کر اس کے داموں میں مضاربت کر یہ درست نہیں کیونکہ اس میں رب المال کا ایک خاص فائدہ ہوا وہ یہ کہ اس کا اسباب بغیر دقت کے بک گیا دوسری شکل یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اسباب میں دے کر یہ کہے اس اسباب کے بدلے میں اور اسباب خرید کر کے تجارت کر جب معاملہ ختم کرنا منظور ہو تو جیسا اسباب میں نے دیا ہے ویسا ہی اسباب خرید کر کے دینا جو بچ رہے وہ ہم تم بانٹ لیں گے یہ بھی درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید جس وقت یہ اسباب رب المال نے مضارب کو دیا ہے گراں ہو پھر جس وقت ارزاں خریدے تو مضارب راس المال میں سے نفع کمالے گا شاید جس وقت رب المال نے دیا ہے اس وقت ارزاں ہو۔ پھر معاملہ ختم ہوتے وقت گراں ہو جائے تو مضارب کا اصل اور نفع سب اس کی خرید میں صرف ہو جائے اور مضارب کی کوشش اور محنت برباد ہو جائے اس پر بھی اگر کوئی اس طرح مضاربت کرے تو پہلے مضارب کو اس اسباب کے بیچنے کے دستور کے موافق اُجرت دلا کر جس روز سے راس المال نقد ہوا ہے مضاربت قائم کریں گے پھر معاملہ ختم ہوتے وقت بھی اس قدر نقد کو رأس المال سمجھیں۔

٧۔بَابُ الْكِرَآءِ فِي الْقِرَاضِ — مضاربت کے مال میں کرایہ کا بیان

۲۱: کہا مالکؒ نے اگر مضارب اسباب خرید کر کے ایک شہر میں لے گیا وہاں نہ بکا اور نقصان سمجھ کر دوسرے شہر کو لے گیا وہاں پر نقصان سے بکا اور راس المال سب کرایہ پر صرف ہو گیا بلکہ اور کچھ کرایہ باقی رہ گیا تو مضارب اس کو اپنی ذات سے ادا کرے رب المال سے نہیں لے سکتا۔

٨۔بَابُ التَّعَدِّيْ فِي الْقِرَاضِ — مضاربت میں قصور کرنے کا بیان

۲۲: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر اصل مال یا نفع میں سے لونڈی خرید کر اس سے وطی کی اور وہ حاملہ ہوگئی اب مال میں نقصان ہوا تو مضارب کے ذاتی مال میں سے اس لونڈی کی قیمت لے کر نقصان کو پورا کریں گے جو کچھ بچ رہے گا وہ شرط

کے موافق مضارب اور رب المال کا ہوگا اگر اس سے بھی نقصان پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر نقصان پورا کریں گے۔

۲۳: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے یہ قصور کیا کہ اسباب خریدنے میں اپنی طرف سے خواہ مخواہ اس کی قیمت بڑھا دی تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس اسباب کو رہنے دے اور جس قدر مضارب نے راس المال سے زیادہ دیا ہے وہ ادا کر دے چاہے مضارب کا شریک ہو جائے اس مال میں۔

۲۴: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے مال مضاربت کسی اور کو مضاربت کے طور پر دیا بغیر رب المال کے پوچھے ہوئے تو وہ مال کا ضامن ہو جائے گا اگر اس میں نقصان ہو تو مضارب اپنی ذات سے ادا کرے گا اگر نفع ہو تو رب المال اپنا راس المال اور نفع شرط کے موافق لے لے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس میں مضارب اور مضارب کا مضارب شریک ہوں گے۔

۲۵: کہا مالکؒ نے اگر مضارب مال مضاربت میں سلف کر کے کوئی اسباب اپنے لیے خریدے اگر اس میں نفع ہوگا تو مضارب اور رب المال شرط کے موافق اس میں شریک ہوں گے اگر نقصان ہوگا تو مضارب کو نقصان کا ضمان دینا ہوگا۔

۲۶: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے مال مضاربت میں سلف کر کے اپنے لیے کوئی اسباب خریدا تو رب المال کو اختیار ہے خواہ اس مال میں شریک ہو جائے یا اس مال کو چھوڑ دے اور اپنا رأس المال مضارب سے پھیر لے اسی طرح جو مضارب قصور کرے تو رب المال کو اپنا مال پھیر لینے کا اختیار ہے۔

۹۔بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ مضارب مال مضاربت میں سے کتنا خرچ کر سکتا ہے

۲۷: کہا مالکؒ نے اگر مال مضاربت بہت ہو خرچہ اٹھا سکتا ہو تو مضارب کو درست ہے کہ سفر کی حالت میں اپنا کھانا کپڑا موافق دستور کے اسی مال میں سے کرے یا کسی شخص کو محنت مزدوری کے لیے نوکر رکھے جب اکیلے اس سے محنت نہ ہو سکتی ہو اور بعض کام ایسے ہیں جن کو مضارب خود نہیں کر سکتا جیسے قرضداروں سے تقاضا کرنا اسباب کی باندھا بوندھی اور اس کو اٹھا کر لے چلنا البتہ جب تک مضارب اپنے شہر میں رہے تو مضارب کے مال میں سے کھانا کپڑا نہ کرے۔

۲۸: کہا مالکؒ نے اگر مضارب سفر میں اپنا ذاتی مال بھی لے کر گیا تو سفر کا خرچ حصہ رسد دونوں مال پر ڈالے۔

۱۰۔بَابُ مَالَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ مضارب کو مال مضاربت میں کون سا خرچ کرنا جائز نہیں

۲۹: کہا مالکؒ نے مضارب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مضاربت کے مال میں سے کچھ ہبہ کرے یا کسی فقیر کو دے یا کسی احسان کا بدلہ ادا کرے اگر اور لوگ بھی اپنا کھانا لے کر آئیں تو مضارب بھی اپنا کھانا لا کر ان میں شریک ہو سکتا ہے جب کہ دیدہ و دانستہ ضرورت سے زیادہ نہ لائے اگر ایسا کرے گا تو رب المال سے اجازت لینا ضروری ہے اگر رب المال نے اجازت نہ دی تو جس قدر زیادہ اس نے صرف کیا ہے اس کو مجرا کر دے۔

۱۱۔بَابُ الدَّيْنِ فِي الْقِرَاضِ مضارب قرض پر مال بیچے تو کیا حکم ہے

۳۰: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے مال مضاربت کے بدلے میں ایک اسباب خریدا پھر اس اسباب کو قرض بیچا نفع پر ابھی قرض وصول نہیں ہوا تھا کہ مضارب مر گیا تو مضارب کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے اس قرض کو وصول کر کے مضارب کے قائم مقام ہو جائیں چاہے اس قرض کا مقابلہ رب المال سے کروا کر آپ الگ ہو جائیں اس صورت میں ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر وارثوں نے

تقاضا کر کے اس قرض کو وصول کیا تو اپنا نفع اور خرچ مضارب کی مانند اس میں سے لیں گے یہ جب ہے کہ وارث معتبر ہوں اگر ان کا اعتبار نہ ہو تو ایک معتبر شخص کو مقرر کر کے قرضہ اور نفع وصول کروا دیں جب وصول ہو جائے تو وہ مضارب کے مثل ہوں گے۔

۳۱: کہا مالکؒ نے اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط کر لی کہ قرض نہ بیچنا اگر قرض بیچو گے تو تم ضامن ہو گے پھر مضارب نے قرض بیچا تو وہ ضامن ہے۔

۱۲۔بَابُ الْبِضَاعَةِ فِی الْقِرَاضِ — مضاربت میں بضاعۃ کا بیان

ف: بضاعۃ میں ایک کا روپیہ ہوتا ہے ایک کی محنت مگر محنت کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہوتا صرف اس کو محنت کی اُجرت ملتی ہے۔

۳۲: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے رب المال سے قرض لیا' یا رب المال نے مضارب سے لیا یا رب المال نے مضارب کو کچھ مال بضاعۃ کے طور پر دیا کہ اس کو بیچ لاؤ یا کچھ روپیہ دیا کہ اس کا مال خرید کر لاؤ اگر یہ معاملے صرف محبت کی وجہ سے ہوں یا خفیف ہونے کے سبب سے مضاربت کے معاملے کو اس میں کچھ دخل نہ ہو یعنی اگر مضاربت کا معاملہ نہ ہوتا جب بھی یہ کام ایک دوسرے کا کر دیتا تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں اہل علم اس سے منع کرتے ہیں۔

۱۳۔بَابُ السَّلَفِ فِی الْقِرَاضِ — مضاربت میں قرض کا بیان

۳۳: کہا مالکؒ نے ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو قرض خواہ مقروض سے کہے تو میرا روپیہ اپنے پاس رہنے دے۔ مضاربت کے طور پر تو یہ درست نہیں البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ قرض خواہ اپنا قرض وصول کر کے پھر چاہے تو مضاربت کے طور پر دے یا نہ دے۔

کہا مالکؒ نے اگر مضارب رب المال سے یہ کہے میرے پاس سب روپیہ مضاربت کا جمع ہے مگر تو اس روپے کو مجھے قرض دے دے تو یہ درست نہیں بلکہ مالک کو چاہیے کہ روپیہ اپنا لے کر پھر چاہے قرض دے۔

۱۴۔بَابُ الْمُحَاسَبَةِ فِی الْقِرَاضِ — مضاربت میں حساب کا بیان

۳۴: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کی غیر حاضری میں یہ چاہے کہ نفع میں سے اپنا حصہ لے لے تو درست نہیں جب تک کہ رب المال موجود نہ ہو اگر لے لے گا تو وہ اس کا ضامن رہے گا۔

۳۵: کہا مالکؒ نے مضارب اور رب المال کو درست نہیں کہ نفع کا حساب لگائیں اور مال موجود نہ ہو بلکہ مال سامنے لانا چاہیے۔ پہلے رب المال اپنا راس المال لے لے پھر نفع کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں۔

۳۶: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے کوئی اسباب خریدا اور مضارب کے قرض خواہوں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ اس مال کو بیچ کر جتنا حصہ نفع میں تیرا ہے وہ ہم لے لیں گے اور رب المال وہاں موجود نہیں تو یہ نہیں ہوسکتا بلکہ رب المال جب موجود ہو تو وہ اپنا راس المال لے کر پھر نفع کو تقسیم کر دے۔

۳۷: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رأس المال جدا کر کے نفع کو گواہوں کے سامنے تقسیم کیا تو یہ درست نہیں اگر کچھ لے بھی لے تو پھیر دے جب رب المال آئے تو وہ اپنا رأس المال لے کر باقی تقسیم کر دے۔

۳۸: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کے نفع کا حصہ لے کر آیا اور کہا کہ یہ تیرا حصہ ہے نفع کا اور میں نے بھی اسی قدر لے لیا اور رأس المال تیرا میرے پاس موجود ہے تو یہ درست نہیں بلکہ کل مال اور اصل اور نفع مالک کے سامنے

لے کر آئے پھر اس کو اختیار ہے اپنا راُس المال لے کر رکھ چھوڑے یا پھر مضارب کے حوالے کرے۔

۱۵۔بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِي الْقِرَاضِ مضاربت کے مختلف مسائل کا بیان

۳۹: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے اسباب خریدا اور رب المال نے کہا اس کو بیچ ڈال مضارب نے کہا ابھی اس کا بیچنا مناسب نہیں ہے تو اور تجارت پیشہ سے جو اس امر میں مہارت رکھتے ہوں پوچھیں گے اگر وہ بیچنے کی رائے دیں گے تو بیع کر ڈالیں گے ورنہ انتظار کریں گے۔

۴۰: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے مال مضاربت میں تجارت شروع کی پھر رب المال نے اپنا مال مانگا اس نے کہا میرے پاس پورا مال موجود ہے جب وہ لینے گیا تو مضارب نے کہا کچھ مال میرے پاس تلف ہو گیا پہلے میں نے اس واسطے کہہ دیا تھا کہ تو اپنے مال کو میرے پاس رہنے دے تو مضارب کے اس قول کا اعتبار نہ ہو گا مگر جب وہ دلیل قائم کرے۔

۴۱: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر مضارب بولا میں نے اتنا نفع کمایا ہے جب مالک نے مال اور نفع طلب کیا تو کہنے لگا نفع نہیں ہوا اس کی بات کا اعتبار نہ ہو گا جب تک دلیل نہ لائے۔

۴۲: کہا مالکؒ نے اگر مضارب نے نفع کمایا پھر رب المال کہنے لگا کہ دو حصے نفع کے میرے لیے ٹھہرے تھے اور ایک حصہ تیرے لیے اور مضارب نے کہا میرے لیے دو حصے ٹھہرے تھے اور ایک حصہ تیرے لیے تو مضارب کا قول قسم سے قبول ہو گا مگر جب دستور کے خلاف ہو تو رواج کے موافق حکم ہو گا۔

۴۳: کہا مالکؒ نے زید نے عمرو کو سو دینار مضاربت کے طور پر دیئے عمرو نے اس کے عوض میں اسباب خریدا جب بائع کو دینے لگا تو معلوم ہوا وہ سو دینار چوری ہو گئے اب رب المال کہتا ہے تو اس مال کو بیچ اگر اس میں نفع ہو تو میرا ہے اور جو نقصان ہو تجھ پر ہے کیونکہ تو نے میرا مال تلف کیا مضارب کہتا ہے تو اپنے پاس سے اس اسباب کی قیمت دے کیونکہ میں نے اس کو تیرے مال کے بدلے میں خریدا ہے تو مضارب کو حکم ہو گا اس اسباب کی قیمت بائع کو ادا کرے اور رب المال سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو سو دینار مضارب کو پھر دے دے تا کہ مضاربت بحال رہے نہیں تو اس اسباب سے تجھ کو کچھ تعلق نہ ہو گا۔ اگر رب المال نے سو دینار پھر دے دیئے تو مضاربت اپنے حال پر قائم رہے گی ورنہ وہ اسباب مضارب کا ہو جائے گا۔

۴۴: کہا مالکؒ نے جب رب المال اور مضارب الگ ہو جائیں (یعنی معاملہ مضاربت ختم ہو جائے) لیکن مضارب کے پاس مال مضاربت میں سے کوئی پھٹی پرانی مشک یا پھٹا پرانا کپڑا وغیرہ رہ جائے اگر وہ شئے کم قیمت حقیر ہے تو مضارب ہی کی ہو جائے گی اس کے پھیرنے کا حکم نہ ہو گا اگر وہ شئے قیمت دار ہو جیسے کوئی جانور یا اونٹ یا عمدہ کپڑا یمن کا تو اس کا پھیرنا ضروری ہے مگر جب رب المال سے معاف کرالے۔

ف: اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک تھوڑی بہت جو چیز ہو اس کا پھیرنا یا معاف کرالینا ضروری ہے۔ (زرقانی)

الحمد للہ کتاب المضاربت پوری ہوئی اور اس کتاب کے پورے ہونے سے تین ربع مؤطا شریف کے پورے ہوئے اب ایک ربع اور باقی ہے اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے اس کے اتمام کی بھی توفیق دے اور اس کے سبب سے جمیع مسلمانوں کو ہدایت اور استقامت بخشے اور سب کا خاتمہ بخیر کرے۔

تَمَّ الرُّبُعُ الثَّالِثُ مِنَ الْمُوَطَّا وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الرَّابِعُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

کتاب مساقات کے بیان میں 2

ف: مساقاۃ اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے درختوں کو دوسرے کے حوالے کرے تا کہ وہ ان کو پرورش کرے جب پھل نکلیں تو اس کو بھی ایک حصہ اس میں سے ملے سب آئمہ اس کے جواز کے قائل ہیں مگر ابوحنیفہؒ نے ناجائز رکھا ہے۔

١۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُسَاقَاةِ

مساقات کا بیان

(١) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيَهُوْدِ خَيْبَرَ يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ اُقِرُّكُمْ عَلٰى مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَلٰى اَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَيَخْرُصُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ فَلِيْ فَكَانُوْا يَاْخُذُوْنَهٗ.

....

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر کے یہودیوں سے جس دن خیبر فتح ہوا جو تم کو اللہ نے دیا ہے اس پر میں تمہیں برقرار رکھوں گا اس شرط سے کہ جتنے پھل یہاں پیدا ہوتے ہیں وہ ہم میں تم میں مشترک ہوں تو رسول اللہ ﷺ عبداللہؓ بن رواحہ کو بھیجتے تھے وہ درختوں کو دیکھ کر ان کے پھلوں کا اندازہ کرتے تھے اور کہتے تھے اگر تم چاہو تو تم ان پھلوں کو لے لو (اور جو اندازہ ہوا ہے اس کا آدھا ہم کو دے دو ہم تم کو اس انداز کے آدھے پھل دیں گے) یہود خود پھل لے لیا کرتے۔

ف: اور جو اندازہ ہو جاتا اس کا نصف مسلمانوں کو ادا کرتے۔ اس حدیث سے مساقاۃ کا جواز ثابت ہوا کیونکہ جب مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا تو وہ درخت مسلمانوں کے ملک ہو گئے انہوں نے اپنی طرف سے یہود کو مقرر کیا کہ وہی محنت اور مشقت کریں اور آدھے پھل خود لیا کریں آدھے ہم کو دیا کریں۔

(٢) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ اِلٰى خَيْبَرَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ يَهُوْدِ خَيْبَرَ قَالَ فَجَمَعُوْا لَهٗ حُلِيًّا مِّنْ حُلِّيِّ نِسَآئِهِمْ فَقَالُوْا هٰذَا لَكَ وَخَفِّفْ عَنَّا وَ تَجَاوَزْ فِي الْقَسَمِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَمِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِيْ عَلٰى اَنْ

سلیمانؒ بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہؓ بن رواحہ کو بھیجتے تھے خیبر کی طرف وہ پھلوں کا اور میووں کا اندازہ کر دیتے تھے ایک بار یہودیوں نے اپنی عورتوں کا زیور جمع کیا اور عبداللہؓ بن رواحہ کو دینے لگے اور کہنے لگے یہ لو مگر ہمارے محصول میں کمی کر دو۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے کہا اے یہود خدا کی ساری مخلوق میں میں تم کو زیادہ برا سمجھتا ہوں ف اس پر بھی میں نہیں چاہتا

اَخِيفَ عَلَيْكُمْ فَاَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرِّشْوَةِ فَاِنَّمَا هِيَ سُحْتٌ وَ اِنَّا لَا نَاْكُلُهَا فَقَالُوْا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ.

کہ میں تم پر ظلم کروں اور جو تم مجھے رشوت دیتے ہو وہ حرام ہے اس کو ہم لوگ نہیں کھاتے اس وقت یہودی کہنے لگے اس وجہ سے اب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔ ف۲

ف۱: کیونکہ تم نے خدا کے پیغمبروں کو قتل کیا اللہ جل جلالہٗ پر جھوٹ باندھا۔

ف۲: مسلمانوں کی نیک نیتی اور خدا ترسی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ انہیں لوگوں کی وجہ سے دنیا قائم ہے ورنہ خدا کا عذاب اترتا اور قیامت آجاتی۔

۲: کہا مالکؒ نے جب کسی شخص نے مساقات کے طور پر کھجور کا باغ لیا اور اس باغ میں خالی زمین بھی موجود ہے تو اس شخص نے خالی زمین میں اور کچھ بویا وہ اسی کا ہوگا اگر زمین کا مالک یہ شرط لگائے کہ خالی زمین میں بوؤں گا تو درست نہیں اس واسطے کہ عامل کو اس زراعت میں بھی پانی دینا پڑے گا اور یہ زیادتی ہے عقد پر البتہ اگر وہ زراعت دونوں میں مشترک ہو تو کچھ قباحت نہیں جب محنت اور تخم اور زمین کا درست کرنا عامل پر ہو اور دوسرے شخص کی صرف زمین ہو اگر عامل نے زمین کے مالک سے یہ شرط لگائی کہ تخم تم دینا تو یہ درست نہیں بلکہ مساقاۃ صرف اسی طور سے درست ہے کہ محنت وغیرہ سب عامل پر ہو۔

۳: کہا مالکؒ نے اگر ایک چشمہ پانی کا دو آدمیوں کا مشترک ہو پھر اس کا پانی بند ہو جائے اب ایک شریک اس کی درستی کے لیے دام خرچ کرنے کو موجود ہو اور دوسرا انکار کرے تو جو شخص دام خرچ کر کے اس کو درست کرے وہ سارا پانی لیا کرے۔ جب تک اپنے شریک سے آدھا خرچ وصول نہ کر لے۔

۴: کہا مالکؒ نے اگر اور محنت سب باغ کے مالک کی ہو مگر عامل ہاتھ سے کچھ مشقت کیا کرے تو وہ مزدور سمجھا جائے گا بعوض ایک حصے کے پھلوں میں سے یہ درست نہیں کیونکہ اُجرت مجہول ہے۔

۵: کہا مالکؒ نے جو شخص قراض یا مساقاۃ کرے اس کو یہ نہیں پہنچتا کہ کچھ مال یا درخت اس میں سے مستثنٰی کر لے کہ ان کے پھل میں لوں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

۶: کہا مالکؒ نے باغ کا مالک عامل پر ان امور کی شرط کر سکتا ہے باغ کا سوار درست رکھنا یعنی اس کی حد بندی قائم رکھنا پانی کے چشمے صاف رکھنا۔ تھالی درختوں کی صاف رکھنا۔ درختوں کو صاف رکھنا۔ ان کی کانٹ چھانٹ کرنا۔ کھجور درخت پر سے کاٹنا اور جو اس کے مشابہ کام ہیں یہ اختیار ہے کہ عامل کے واسطے آدھے پھل مقرر کرے یا کم و زیادہ بشرطیکہ دونوں رضامند ہو جائیں زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ عامل پر کسی نئی چیز کے بنانے کی شرط کرے جیسے باؤلی یا کنواں کھودنے کی یا چشمہ جاری کرنے کی یا اور درخت لگانے کی جس کی جڑیں عامل لے کر آئے یا حوض بنانے کی اس خیال سے کہ باغ کی آمدنی زیادہ ہو جائے۔

۷: کہا مالکؒ نے اس کی مثال یہ ہے گویا باغ کے مالکؒ نے کسی سے کہا تو میرے لیے ایک گھر بنا دے یا کنواں کھود دے یا چشمہ درست کرا دے یا اور کوئی کام اس کے بدلے میں۔ میں تجھے اپنے باغ کے پھلوں میں سے آدھا حصہ دوں گا حالانکہ وہ پھل درست نہیں ہوئے نہ ان کی بہتری کا حال معلوم ہے یہ درست نہیں اس لیے کہ یہ بیع ہے پھلوں کے قبل ان کی بہتری معلوم ہونے کے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا۔

کہا مالکؒ نے اگر پھل اچھے طور سے نکل آئے ہوں اور ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو پھر کوئی شخص ان پھلوں کے بدلے میں ان کاموں میں سے کوئی کام کرائے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک مساقاۃ ہر قسم کے میوہ دار درختوں میں درست ہے جیسے انگور اور کھجور اور زیتون اور انار اور زرد آلو وغیرہ میں اس شرط سے کہ رب المال آدھے پھل لے یا کم و بیش باقی عامل لے۔

۹: کہا مالکؒ نے اگر کھیت کا مالک اس کی خدمت سے عاجز ہو کر کسی سے مساقاۃ کرے تو درست ہے جب کہ کھیتی پھوٹ آئی ہو اور نکل چکی ہو۔

۱۰: کہا مالکؒ نے جن درختوں میں مساقاۃ درست ہے اگر ان میں پھل لگ چکے ہوں اس طرح کہ ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو۔ اور ان کی بیع درست ہو گئی ہو تو اب ان میں مساقات درست نہیں البتہ سال آئندہ کے واسطے درست ہے لیکن اگر ان پھلوں کی بہتری کا یقین نہ ہو اور بیع کے قابل نہ ہوئے تو ان میں مساقات درست ہے۔

۱۱: کہا مالکؒ نے خالی زمین کو مساقات کے طور پر دینا درست نہیں بلکہ کرایہ کو دینا درست ہے اور جو شخص اپنی خالی زمین کسی کو دے اس واسطے کہ زراعت کرے اور ثلث یا ربع اس میں سے زمین کے عوض میں ٹھہرائے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کھیت اگتا ہے یا نہیں پیک کم ہوتی ہے یا زیادہ۔ ف بلکہ اس کی مثال یہ ہے ایک شخص کسی کو سفر میں ساتھ چلنے کے لیے نوکر رکھے پھر کہنے لگے میں اس سفر میں جو نفع کماؤں اس کا دسواں حصہ تو لے تو یہ درست نہیں۔

ف: اسی کو مزارعت کہتے ہیں یہ معاملہ اکثر علماء کے نزدیک درست ہے اور ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک درست نہیں۔ مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مخابرہ سے۔ مخابرہ اہل مدینہ کی زبان میں مزارعت کو کہتے ہیں۔

کہا مالکؒ نے کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے تئیں یا اپنی زمین یا اپنی کشتی کرایہ پر دے مگر اُجرت معین معلوم کے بدلے میں۔

ف: اور ایک طائفہ تابعین کا مذہب یہ ہے کہ کشتی یا جانور یا زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے ایک حصے پر اس نفع کے جو کرایہ لینے والے کو اللہ جل جلالہٗ دے۔ (زرقانی)

۱۲: کہا مالکؒ نے کھجور کے درختوں میں مساقاۃ درست ہوئی۔ اور خالی زمین پر درست نہیں ہوئی کیونکہ خالی زمین والا اپنی زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے اور کھجور والا اپنے پھلوں کو نہیں بیچ سکتا۔ جب تک کہ اس کی بہتری کا یقین نہ ہو۔

۱۳: کہا مالکؒ نے مساقات دو یا تین یا چار برس تک یا اس سے کم یا زیادہ درست ہے کھجور کے درختوں میں اور جو اس کی مانند ہو۔

ف: مساقات کی مدت معین ہونا چاہیے بعض علماء کے نزدیک اور ابو ثور کے نزدیک جب مدت معین نہ ہو تو ایک سال تک رہے گی اور ظاہریہ کے نزدیک اگر مدت معین نہ ہو تب بھی مساقات درست ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے مساقات کی تھی اور کوئی مدت معین نہیں کی تھی۔ اس صورت میں مالک کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے مساقات فسخ کرے۔

۱۴: کہا مالکؒ نے مساقات میں زمین کا مالک عامل ہے جو کچھ ٹھہرا ہے اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ سونا یا چاندی یا اناج یا اور کوئی چیز اسی طرح عامل مالک سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتا۔

۱۵: کہا مالکؒ نے مضاربت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر مضاربت یا مساقات میں شرط سے زیادہ کچھ بھرے گا تو وہ اجارہ ہوگا اور ایسا

اجارہ درست نہیں جس میں دھوکا ہو۔

۱۶: کہا مالکؒ نے اگر کوئی ایسی زمین کی مساقات کرے جس میں درخت بھی ہوں انگور کے یا کھجور کے اور خالی زمین بھی ہو تو اگر خالی زمین ثلث یا ثلث سے کم ہو تو مساقات درست ہے اور اگر خالی زمین زیادہ ہو اور درخت ثلث یا ثلث سے کم میں ہوں تو ایسی زمین کا کرایہ دینا درست ہے مگر مساقات درست نہیں کیونکہ لوگوں کا یہ دستور ہے کہ زمین میں مساقات کیا کرتے ہیں اور اس میں تھوڑی سی زمین خالی بھی رہتی ہے یا کرایہ دیتے ہیں اور تھوڑی سی زمین میں درخت بھی رہتے ہیں یا جس مصحف یا تلوار میں چاندی لگی ہو اس کو چاندی کے بدلے میں بیچنے میں یا ہار یا انگوٹھی کو جس میں سونا بھی ہو سونے کے بدلے میں بیچتے ہیں اور ہمیشہ سے لوگ اس قسم کی خرید و فروخت کرتے چلے آئے ہیں اور اس کی کوئی حد نہیں مقرر کی کہ اس قدر سونا یا چاندی ہو تو حلال ہے اور اس سے زیادہ ہو تو حرام ہے مگر ہمارے نزدیک لوگوں کے عملدر آمد کے موافق یہ حکم ٹھہرا ہے کہ جب مصحف یا تلوار یا انگوٹھی میں سونا چاندی ثلث قیمت کے برابر ہو یا اس سے کم تو اس کی بیع چاندی یا سونے کے بدلے میں درست ہے ورنہ درست نہیں۔

۲۔ بَابُ الشَّرْطِ فِي الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ غلاموں کی خدمت کی شرط کرنا مساقات میں

۱۷: کہا مالکؒ نے اگر عامل زمین کے مالک سے یہ شرط کرلے کہ کام کاج کے واسطے جو غلام پہلے مقرر تھے وہ میرے پاس بھی مقرر رکھنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ اس میں عامل کی کچھ منفعت نہیں ہے صرف اتنا فائدہ ہے کہ ان کے ہونے سے عامل کو محنت کم پڑے گی اگر وہ نہ ہوتے تو محنت زیادہ پڑتی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک مساقاۃ ان درختوں میں ہو کہ جن میں پانی چشموں سے آتا ہے اور ایک مساقاۃ ان درختوں میں ہو کہ جہاں پانی بھر کر اونٹ پر لانا پڑتا ہے دونوں برابر نہیں ہوسکتیں اس لیے کہ ایک میں محنت زیادہ ہے اور دوسرے میں کم۔

۱۸: کہا مالکؒ نے عامل کو یہ نہیں پہنچتا کہ ان غلاموں سے اور کوئی کام لے یا مالک سے اس کی شرط کرلے۔

۱۹: کہا مالکؒ نے عامل کو یہ درست نہیں کہ مالک سے ان غلاموں کی شرط کرلے جو پہلے سے باغ میں مقرر نہ تھے۔

۲۰: کہا مالکؒ نے زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ جو غلام پہلے سے باغ میں مقرر تھے ان میں سے کسی غلام کے نکال لینے کی شرط مقرر کرے بلکہ اگر کسی غلام کو نکالنا چاہے تو مساقات کے اوّل نکال لے اسی طرح اگر کسی کو شریک کرنا چاہے تو مساقات کے اوّل شریک کرلے بعد اس کے مساقات کرے۔

۲۱: کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر باغ کے غلاموں میں سے کوئی مرجائے یا غائب ہوجائے تو باغ کے مالک کو دوسرا غلام اس کی جگہ پر دینا پڑے گا۔

پوری ہوئی کتاب مساقاۃ کی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ کِرَآءِ الْاَرْضِ

زمین کوکرایہ پر دینے کے بیان میں

ف: زمین کوکرایہ پر دینا چاندی یا سونے کے بدلے میں بالاتفاق درست ہے مگر پیداوار کے ایک حصے پر کرایہ دینا جس کومزارعت اور مخابرت کہتے ہیں مختلف فیہ ہے ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک ممنوع ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور اہلحدیث کے نزدیک درست ہے۔

(۱) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ کِرَآءِ الْمَزَارِعِ قَالَ حَنْظَلَۃُ فَسَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ اَمَّا بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَاْسَ.

رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھیتوں کے کرایہ دینے سے حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے پوچھا اگر سونے یا چاندی کے بدلے میں کرایہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

(۲) عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ سَاَلْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ عَنْ کِرَاءِ الْاَرْضِ بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذَالِکَ.

سعید بن المسیبؒ سے ابن شہابؒ نے پوچھا زمین کوکرایہ پر دینا سونے یا چاندی کے بدلے میں درست ہے کہا ہاں کچھ قباحت نہیں۔

(۳) عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّہٗ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ کِرَآءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِھَا بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَقُلْتُ لَہٗ رَاَیْتَ الْحَدِیْثَ الَّذِیْ یُذْکَرُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ فَقَالَ اَکْثَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِیْجٍ وَلَوْ کَانَتْ لِیْ مَزْرَعَۃٌ اَکْرَیْتُھَا.

ابن شہابؒ نے سالمؒ بن عبداللہ سے پوچھا کہ کھیتوں کا کرایہ پر دینا کیسا ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں سونے یا چاندی کے بدلے میں ابن شہابؒ نے کہا کیا تم کو رافع بن خدیج کی حدیث نہیں پہنچی ؎ سالمؒ نے کہا رافعؓ نے زیادتی کی اگر میرے پاس زمین مزروعہ ہوتی تو میں اس کو کرایہ پر دیتا۔

ف: کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے۔

(٤) عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَکَارٰی اَرْضًا فَلَمْ یَزَلْ فِیْ یَدَیْہِ بِکِرَآءٍ حَتّٰی مَاتَ قَالَ ابْنُہٗ فَمَا کُنْتُ اُرَاھَا اِلَّا لَنَا مِنْ طُوْلِ مَامَکَثَتْ فِیْ یَدَیْہِ حَتّٰی ذَکَرَھَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِہٖ فَاَمَرَنَا بِقَضَآءِ شَیْءٍ کَانَ بَقِیَ عَلَیْہِ مِنْ کِرَآءِ ھَا ذَھَبٌ اَوْ وَرِقٌ.

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک زمین کرایہ کو لی ہمیشہ ان کے پاس رہی مرتے دم تک ان کے بیٹے نے کہا ہم اس کو اپنی ملک سمجھتے تھے اس وجہ سے کہ مدت تک ہمارے پاس رہی جب عبدالرحمٰنؓ مرنے لگے تو انہوں نے کہا کہ وہ کرایہ کی ہے اور حکم کیا کرایہ ادا کرنے کا جوان پر باقی تھا سونے یا چاندی کی قسم سے۔

(۵) عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ کَانَ یُکْرِیْ اَرْضَہٗ بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ.

عروہ بن الزبیرؓ اپنی زمین کو کرایہ پر دیتے تھے چاندی یا سونے کے بدلے میں۔

امام مالکؒ سے سوال ہوا کوئی شخص اپنی زمین کرایہ پر دے اس شرط سے کہ جب اس میں کھجور یا گیہوں یا اور کوئی چیز پیدا ہوگی تو اس قدر لوں گا مثلاً سو صاع مالکؒ نے اس کو مکروہ جانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كِتَابُ الشُّفعَةِ

کتاب شفعے کے بیان میں

ف: شفعہ کہتے ہیں اس استحقاق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے زمین یا مکان کے بکنے کے وقت مثلاً ایک مکان یا باغ چار آدمیوں میں مشترک تھا اب ایک شخص نے ان میں سے اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ بیچا تو باقی شریکوں کو شفعے کا حق حاصل ہوگا اگر وہ چاہیں تو مشتری کو اتنے دام جتنے کو اس نے خریدا ہے دے کر جبراً وہ حصہ لے لیں۔

١۔بَابُ مَا يَقَعُ فِيهِ الشُّفْعَةُ — جس چیز میں شفعہ ثابت ہو اس کا بیان

(١) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ بَيْنَهُمْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ.

سعید بن المسیبؒ اور ابی سلمہؒ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا شفعہ کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔

٢: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

ف: احمدؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے ان کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے اور ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے۔

(٣) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ قَالَ نَعَمِ الشُّفْعَةُ فِي الدُّوْرِ وَالْاَرَضِينَ وَلَا تَكُوْنُ اِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ.

سعیدؒ بن المسیبؒ سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔

(٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذَالِكَ.

حضرت سلیمان بن یسارؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔

٥: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں مشتری کہتا ہے اس کی قیمت سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی۔ بعد اس کے شفیع کو اختیار ہوگا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

٦: کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا موہوب لہٗ نے واہب کو اس کے بدلے میں

کچھ نقد دیا یا کچھ چیز دی تو اور شریک موہوب لہٗ کو اسی قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ لے لیں گے۔

۷: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہٗ نے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہوگا جب موہوب لہٗ بدلہ دے گا تو شفیع موہوب لہٗ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

۸: کہا مالکؒ نے جس شخص نے ایک حصہ مشترک زمین میں سے وعدے پر خریدا اب شریک نے شفعے کا دعویٰ کیا اگر وہ مالدار ہے تو اسی قیمت پر اتنے ہی وعدے پر لے لے گا اگر اس پر بھروسہ نہ ہو وعدے پر دام ادا کرنے کا تو جب وہ ایک معتبر شخص کی ضمانت داخل کرے جو مشتری کے برابر ہو تو شفعہ لے لے گا۔

۹: کہا مالکؒ نے اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اگر چہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

۱۰: کہا مالکؒ نے زید مر گیا اور ایک زمین چھوڑ گیا عمرو اور بکر اس کے بیٹے اس زمین کے وارث ہوئے۔ اب عمرو سالم و ناصر دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا عمرو کے حصے کی زمین سالم و ناصر میں مشترک ہوئی سالم نے اپنا حصہ بیچ ڈالا تو شفعے کا دعویٰ ناصر کو پہنچے گا نہ کہ بکر کو۔

۱۱: کہا مالکؒ نے اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ ے تو شفیع کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

۱۲: کہا مالکؒ نے ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھود دے پھر ایک شخص اس زمین کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

۱۳: کہا مالکؒ نے جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس قدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔

۱۴: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے لے تو مضائقہ نہیں۔

۱۵: کہا مالکؒ نے جس شخص نے مشترک زمین میں سے ایک حصہ خرید کیا اور سب شفیعوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شفیع نے شفعہ طلب کیا تو اس شفیع کو چاہیے کہ پورا حصہ مشتری کا لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے لے لے۔

۱۶: کہا مالکؒ نے اگر ایک گھر میں چند آدمی شریک ہوں اور ایک آدمی ان میں سے اپنا حصہ بیچے سب شرکاء کی غیبت میں مگر ایک شریک کی موجودگی میں اب جو شریک موجود ہے اس سے کہا جائے تو شفعہ لیتا ہے یا نہیں لیتا۔ وہ کہے بالفعل میں اپنے حصے کے موافق لے لیتا ہوں بعد اس کے جب میرے شریک آئیں گے وہ اپنے حصوں کو خرید کریں گے تو بہتر۔ نہیں تو میں کل شفعہ لے لوں گا تو یہ

نہیں ہو سکتا بلکہ جو شریک موجود ہے اس سے صاف کہہ دیا جائے گا یا تو شفعہ کل لے لے یا چھوڑ دے اگر وہ لے لے گا تو بہتر نہیں تو اس کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

۲۔بَابُ مَالَايَقَعُ فِيْهِ الشُّفْعَةُ — جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہے ان کا بیان

(۱۷) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِي الْاَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا وَلَا شُفْعَةَ فِيْ بِئْرٍ وَّلَا فِيْ فَحْلِ النَّخْلِ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب زمین میں حدیں پڑ جائیں تو اس میں شفعہ نہ ہوگا اور نہیں شفعہ ہے کنوئیں میں اور نہ کھجور کے نر درخت میں۔

ف: عرب میں ہر شخص کے کھجور کے درخت علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور نر درخت ایک ہوتا جس میں سب شریک ہوتے تھے ہر ایک اس کا گابھا لیتا اور اپنے مادہ درختوں میں شریک کیا کرتا ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے درختوں کو بیچے تو اور درخت والوں کو شفعہ نہ ہو گا اس وجہ سے کہ نر درخت میں شریک ہیں۔

۱۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۹: کہا مالکؒ نے راستے میں شفعہ نہیں ہے خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔

۲۰: کہا مالکؒ نے اسی طرح جب ایک مکان کی کوٹھریاں تقسیم ہو جائیں پھر اس کے آنگن میں شفعہ نہ ہوگا۔ خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔

۲۱: کہا مالکؒ نے اگر مشتری نے خیار کی شرط سے زمین کے ایک حصے کو خریدا تو شفیع کو شفعے کا حق نہ ہوگا جب تک کہ مشتری کا خیار پورا نہ ہو۔ اور وہ اس کو قطعی طور پر نہ لے۔

۲۲: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے زمین خریدی اور مدت تک اس پر قابض رہا بعد اس کے ایک شخص نے اس زمین میں اپنا حق ثابت کیا تو اس کو شفعہ ملے گا اور جو کچھ زمین میں منفعت ہوئی ہے وہ مشتری کی ہوگی جس تاریخ تک اس کا حق ثابت ہوا ہے کیونکہ وہ مشتری اس زمین کا ضامن تھا اگر وہ تلف ہو جاتی یا اس کے درخت تلف ہو جاتے۔ اگر بہت مدت گزر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری مر گئے یا وہ زندہ ہیں مگر بیع کو بھول گئے بہت مدت گزرنے کی وجہ سے اس صورت میں اس شخص کو اس کا حق تو ملے گا مگر شفعے کا دعویٰ نہ پہنچے گا۔ اگر زمانہ بہت نہیں گزرا ہے اور اس شخص کو معلوم ہوا کہ بائع نے قصداً شفعہ باطل کرنے کے واسطے بیع کو چھپایا ہے تو اصل زمین کی قیمت اور جو اس میں زیادہ ہو گیا ہے اس کی قیمت وہ شخص ادا کر کے شفعہ لے لے گا۔

۲۳: کہا مالکؒ نے جیسے زندہ کے مال میں شفعہ ہے ویسے میت کے مال میں بھی شفعہ ہے۔ البتہ اگر میت کے وارث اس کے مال کو تقسیم کر لیں پھر بیچیں تو اس میں شفعہ نہ ہوگا۔

۲۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک غلام اور لونڈی اور اونٹ اور گائے اور بکری اور جانور اور کپڑے میں شفعہ نہیں ہے نہ اس کنوئیں میں جس کے متعلق زمین نہیں ہے کیونکہ شفعہ اس زمین میں ہوتا ہے جو تقسیم کے قابل ہے اور اس میں حدود ہوتے ہیں زمین کی قسم سے جو چیز ایسی نہیں ہے اس میں شفعہ بھی نہیں ہے۔

۲۵: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو حق شفعہ پہنچتا ہے تو چاہیے کہ شفیعوں کو حاکم کے پاس لے جائے یا شفعہ لیں یا چھوڑ دیں اگر مشتری شفیعوں کو حاکم کے پاس نہیں لے گیا لیکن ان کو خریدنے کی خبر ہو گئی تھی اور انہوں نے مدت شفعہ کا دعویٰ نہ کیا بعد اس کے دعویٰ کیا تو مسموع نہ ہوگا۔ پوری ہوئی کتاب شفعے کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَقْضِيَةِ

کتاب حکموں کی

١۔بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ

سچے حکم کرنے کا بیان

(١) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ لَهُ عَلٰى نَحْوِ مَآ اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی بشر ف١ ہوں اور تم میرے پاس لڑتے جھگڑتے آتے ہو شاید تم میں سے کوئی باتیں بنا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے پھر میں اس کے موافق فیصلہ کروں اس کے کہنے پر ف٢ تو جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دلا دوں وہ نہ لے کیونکہ میں ایک انگار آگ کا اس کو دلاتا ہوں۔ف٣

ف١: یعنی جیسے اور لوگوں کو غیب کا حال معلوم نہیں ظاہر پر حکم کرتے ہیں ویسا ہی مجھ کو ہر ایک بات غیب کی معلوم نہیں اس حدیث سے رد ہو گیا ان لوگوں کا جو سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو ہر بات غیب کی معلوم تھی۔(زرقانی)

ف٢: اس کو سچا سمجھ کر اور درحقیقت وہ جھوٹا ہو۔

ف٣: یعنی میرے حکم دینے کی وجہ سے یہ نہ سمجھے کہ غیر کا حق اڑا لینا درست ہو گیا بلکہ اگر وہ جھوٹا ہے تو فیصلہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ سے ڈرے اور اپنے بھائی کا مال یا حق نہ دبائے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کی قضاۃ ظاہر میں نافذ ہوتی ہے نہ کہ باطن میں۔ یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ کا مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک معاملات میں جیسے نکاح اور بیع اور شرا اور طلاق میں قاضی کا حکم باطن میں بھی ہو سکتا ہے مثلاً ایک عورت نے جھوٹ موٹ گواہ قائم کر دیئے نکاح پر اور قاضی نے نکاح کا حکم کر دیا تو مرد کو اس عورت سے جماع درست ہو جائے گا یا عورت نے جھوٹ موٹ طلاق کے اُوپر گواہ قائم کر دیئے اور قاضی نے طلاق کا حکم کر دیا تو اس عورت کو دوسرے مرد سے نکاح درست ہو جائے گا۔یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے۔

(٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اخْتَصَمَ اِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَّ يَهُوْدِيٌّ فَرَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُوْدِيِّ فَقَضٰى لَهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ لَقَدْ

حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس ایک یہودی اور ایک مسلمان لڑتے ہوئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہودی کی طرف حق معلوم ہوا انہوں نے اس کے موافق فیصلہ کیا پھر یہودی بولا قسم خدا کی تم نے سچا فیصلہ کیا حضرت عمرؓ نے اس کو درے سے مارا ف١ اور کہا تجھے

قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا يُدْرِيْكَ فَقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ اِنَّا نَجِدُ اَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِيْ اِلَّا كَانَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ مَلَكٌ وَّ عَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهٖ وَ يُوَفِّقَانِهٖ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَاِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَ تَرَكَاهُ.

کیونکر معلوم ہوا ف۲ یہودی نے کہا ہماری کتابوں میں لکھا ہے جو حاکم سچا فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں ایک فرشتہ دونوں اس کو مضبوط کرتے ہیں اور سیدھی راہ بتلاتے ہیں جب تک کہ وہ حاکم حق پر جما رہتا ہے جب حق چھوڑ دیتا ہے وہ فرشتے بھی اس کو چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

ف۱: اس واسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوشامد بری معلوم ہوئی کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے فیصلہ کیا نہ یہ کہ لوگ تعریف کریں۔

ف۲: یہودی کو معلوم تھا کہ حق کس طرف ہے کیونکہ وہ صاحبِ مقدمہ تھا پھر یہ کہنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہ تجھے کیونکر معلوم ہوا ذہن نشین نہیں ہوتا مگر ایک روایت میں ہے کہ یہودی نے یہ کہا قسم خدا کی دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل تمہاری زبان پر بات کرتے ہیں۔ اور تمہارے دائیں بائیں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے درّے سے مارا اور کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا اس صورت میں یہ سوال صحیح ہوگا۔

۲۔بَابُ الشَّهَادَاتِ — گواہیوں کا بیان

(۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَآ اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَآءِ الَّذِيْ يَاْتِيْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا اَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا.

زیدؓ بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ خبر دوں میں تم کو سب سے بہتر گواہ کی جو گواہی دیتا ہے قبل اس کے کہ پوچھا جائے اس سے۔

ف: یعنی حقوق اللہ میں جیسے طلاق عتاق وقف ہیں یا جب مدعی سچا ہو اور اس کو گواہ نہ ملتا ہو اور کسی شخص کو اس کے حق کا حال معلوم ہو وہ شخص خود بخود جا کر حاکم کے پاس گواہی دے تا کہ اس کا حق تلف نہ ہو اس قسم کی گواہی ثواب ہے۔ اور یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو گواہی دیں گے قبل پوچھے جانے کے کیونکہ اس وقت میں مراد جھوٹی گواہی ہے یا گواہی سے قسم مقصود ہو یعنی قسم کھائیں گے قبل قسم لینے کے۔ بعضوں نے اس حدیث کے معنی یہ کیے ہیں کہ بمجرد پوچھے جانے کے گواہی دیں گے اور یہ جو کہا قبل پوچھے جانے کے گواہی دیں گے مبالغہ اور مجاز کے طور پر ہے۔

(۴) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِاَمْرٍ مَّالَهُ رَاْسٌ وَّلَا ذَنَبٌ قَالَ عُمَرُ وَمَا هُوَ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ ظَهَرَتْ بِاَرْضِنَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَوَقَدْ كَانَ ذَالِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْاِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُوْلِ.

ربیعہؒ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص عراق کا رہنے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا میں تمہارے پاس اس کام کو آیا ہوں جس کا سر پیر کچھ نہیں۔ ف۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہے اس نے کہا جھوٹی گواہیاں ہمارے ملک میں بہت پھیل گئی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سچ اس نے کہا ہاں تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب کوئی شخص مسلمان قید نہ کیا جائے گا بغیر معتبر گواہوں کے۔

ف۱: یعنی بہت کثرت سے ہے۔

(۵) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں درست ہے گواہی دشمن کی اور

يَجُوزُ شَهَادَةُ خَصمٍ وَلَا ظَنِيْنٍ. — متہم کی۔[1]

٣۔بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ شَهَادَةِ الْمَحْدُوْدِ — جس کو حد قذف[2] پڑی ہو اس کی گواہی کا بیان

(٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّغَيْرِهٖ اَنَّهُمْ سُئِلُوْا عَنْ رَّجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّا يَجُوْزُ شَهَادَتُهُ فَقَالُوْا نَعَمْ اِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ.

سلیمانؒ بن یسار وغیرہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کو حد قذف پڑی پھر اس کی گواہی درست ہے انہوں نے کہا ہاں جب وہ توبہ کر لے اور اس کی توبہ کی سچائی اس کے اعمال سے معلوم ہو جائے۔

(٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ بْنَ شِهَابٍ يُسْاَلُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ ابْنُ يَسَارٍ.

حضرت ابن شہاب سے بھی یہی سوال ہوا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

٨: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا جو لوگ تہمت لگاتے ہیں نیک بخت بیبیوں کو پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے مارو پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی گنہگار ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں بعد اس کے اور نیک ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پس جو شخص حد قذف لگایا جائے پھر توبہ کرے اور نیک ہو جائے اس کی گواہی درست ہے۔

ف: یہی مذہب ہے شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک محدود فی القذف کی شہادت کبھی درست نہیں ہے اگر چہ توبہ بھی کر لے۔

٤۔بَابُ الْقَضَآءِ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ — ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کا بیان

ف: یعنی جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو قاضی مدعی سے قسم لے کر ایک گواہ اور ایک قسم پر مدعی کا حق ثابت کر دے اور قسم اس کی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کا اور ابو حنیفہؒ اور ثوری اور اوزاعی کے نزدیک ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں لیکن متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کیا۔

(٩) عَنْ مُحَمَّدِ نِ الْبَاقِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ایک قسم اور ایک گواہ پر۔

(١٠) عَنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلٰى عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَامِلٌ عَلَى الْكُوْفَةِ اَنِ اقْضِ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ.

حضرت عمرؒ بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا حضرت عبد الحمیدؒ بن عبد الرحمٰن کو اور وہ عامل تھے کوفہ کے کہ ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا کر۔

(١١) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اَبَاسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابو سلمہؒ بن عبد الرحمٰن اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ

---

[1] جس کو تہمت لگے فسق و فجور کی۔١٢

[2] قذف کہتے ہیں کسی کو تہمت لگانا زنا کی۔ جب کوئی شخص مسلمان مرد یا عورت کو جو زنا سے پاک ہو تہمت زنا کی لگائے اور چار گواہوں سے زنا ثابت نہ کر سکے تو اس کو حد قذف یعنی اسی کوڑے پڑتے ہیں اور پھر اس شخص کی گواہی کسی مقدمے میں قبول نہیں ہوتی۔١٢ منہ

وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَا هَلْ يُقْضٰى مَعَ الشَّاهِدِ فَقَالَا نَعَمْ.

تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست ہے انہوں نے کہا ہاں۔

۱۲: کہا مالکؒ نے جب مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو اس کی گواہی لے کر مدعی کو قسم دیں گے اگر وہ قسم کھالے گا تو بری ہو جائے گا اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس پر ثابت ہو جائے گا۔

۱۳: کہا مالکؒ نے ایک قسم اور ایک گواہ سے فیصلہ کرنا صرف اموال کے دعوے میں ہو گا اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور سرقہ اور قذف میں ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور جس شخص نے عتاق کو اموال کے دعوے میں داخل کیا اس نے غلطی کی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو غلام جب ایک گواہ لاتا اس امر پر کہ مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا ہے تو چاہیے تھا کہ غلام سے حلف لے کر اس کو آزاد کر دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جب غلام اپنی آزادی پر ایک گواہ لائے تو اس کے مولیٰ سے حلف لیں گے اگر حلف کرلے گا تو آزادی ثابت نہ ہو گی۔

۱۴: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر عورت ایک گواہ لائے اس امر پر کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو خاوند سے قسم لیں گے اگر وہ قسم کھائے اس امر پر کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ثابت نہ ہو گی۔

۱۵: کہا مالکؒ نے اگر طلاق اور عتاق میں جب ایک گواہ ہو تو خاوند اور مولیٰ پر قسم لازم آئے گی۔ کیونکہ عتاق ایک حد شرعی ہے جس میں عورتوں کی گواہی درست نہیں اس لیے کہ غلام جب آزاد ہو جاتا ہے تو اس کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور اس کی حدیں اوروں پر پڑتی ہیں اور اوروں کی حدیں اس پر پڑتی ہیں اگر وہ زنا کرے اور محصن ہو تو رجم کیا جائے گا اگر اس کو کوئی مار ڈالے تو قاتل بھی مارا جائے گا اور اس کے وارثوں کو میراث کا استحقاق حاصل ہو گا اگر کوئی حجت کرنے والا یہ کہے کہ مولیٰ جب غلام کو آزاد کر دے پھر ایک شخص اپنا قرض مولیٰ سے مانگنے آئے اور ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے اپنا قرض ثابت کرے تو مولیٰ پر قرضہ ثابت ہو جائے گا اگر مولیٰ کے پاس سوائے اس غلام کے کوئی مال نہ ہو گا تو اس غلام کی آزادی فسخ کر ڈالیں گے اس سے یہ بات نکالی کہ عورتوں کی گواہی عتاق میں درست ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ عورتوں کی گواہی قرضے کے اثبات میں معتبر ہوئی نہ کہ عتاق میں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے پھر اس کا قرض خواہ ایک گواہ اور ایک قسم سے اپنا قرضہ مولیٰ پر ثابت کر دے اور اس کی وجہ سے آزادی فسخ کی جائے یا مولیٰ پر قرضے کا دعویٰ کرے اور گواہ نہ رکھتا ہو تو مولیٰ سے قسم لی جائے اور وہ انکار کرے تو مدعی سے قسم لے کر اس کا قرضہ ثابت کر دیا جائے اور آزادی فسخ کی جائے اسی طرح ایک شخص نکاح کرے لونڈی سے پھر لونڈی کا مولیٰ خاوند سے کہنے لگے کہ تو نے اور فلاں شخص نے مل کر میری اس لونڈی کو اتنے دینار میں خرید کیا ہے اور خاوند انکار کرے تو مولیٰ ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ لائے اپنے قول پر اس صورت میں بیع ثابت ہو جائے گی۔ اور وہ لونڈی خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ ف اور نکاح فسخ ہو جائے گا حالانکہ طلاق میں عورتوں کی گواہی درست نہیں۔

ف: کیونکہ وہ لونڈی مشترک ہوگئی دو شخصوں میں۔

۱۶: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر ایک شخص قذف کرے ایک شخص کو پھر ایک مرد یا دو عورتیں گواہی دیں کہ جس شخص کو قذف کیا ہے وہ غلام ہے تو قاذف کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائے گی حالانکہ قذف میں شہادت عورتوں کی درست نہیں۔

۱۷: کہا مالکؒ نے یہ بھی اس کی مثال ہے کہ دو عورتیں گواہی دیں بچے کے رونے پر تو اس بچے کے لیے میراث ثابت ہو جائے گی اور جو بچہ مر گیا ہوگا تو اس کے وارثوں کو میراث ملے گی حالانکہ ان دو عورتوں کے ساتھ نہ کوئی مرد ہے نہ قسم ہے اور کبھی میراث کا مال کثیر ہوتا ہے جیسے سونا چاندی زمین' باغ' غلام وغیرہ اگر یہی دو عورتیں ایک درہم پر یا اس سے کم پر بھی گواہی دیں تو ان کی گواہی سے کچھ ثابت نہ ہوگا۔ جب تک کہ ان کے ساتھ ایک مرد یا ایک قسم نہ ہو۔

۱۸: کہا مالکؒ نے بعضے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک قسم اور ایک گواہ سے حق ثابت نہیں ہوتا بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے **فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ الآية** [1] تو حجت ان لوگوں پر یہ ہے کہ آیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک شخص پر مال کا کیا نہیں حلف لیا جاتا مدعی علیہ سے تو اگر حلف کرتا ہے باطل ہو جاتا ہے اس سے یہ حق اگر نکول کرتا ہے پھر حلف دلاتے ہیں صاحب حق کو تو یہ امر ایسا ہے کہ نہیں ہے اختلاف اس میں کسی کا لوگوں میں سے اور نہ کسی شہر میں شہروں میں سے تو کسی دلیل سے نکالا ہے اس کو اور کس کتاب اللہ میں پایا ہے اس مسئلے کو تو جب اس امر کو اقرار کرے تو ضرور ہی اقرار کرے یمین مع الشاہد کا اگرچہ نہیں ہے یہ کتاب اللہ میں مگر حدیث میں تو موجود ہے آدمی کو چاہیے کہ ٹھیک راستہ پہچانے اور دلیل کا موقع دیکھے اس صورت میں اگر خدا چاہے گا تو اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

۵۔بَابُ الْقَضَآءِ فِيمَنْ هَلَكَ وَلَهُ دَيْنٌ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّهُ فِيهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ

ایک شخص مر جائے اور اس کا قرض لوگوں پر ہو جس کا ایک گواہ ہو اور لوگوں کا قرض اس پر ہو جس کا ایک گواہ ہو تو کس طرح فیصلہ کرنا چاہیے

۱۹: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص مر جائے اور وہ لوگوں کا قرضدار ہو جس کا ایک گواہ ہو اور اس کا بھی قرض ایک پر آتا ہو اس کا بھی ایک گواہ ہو اور اس کے وارث قسم کھانے سے انکار کریں تو قرض خواہ قسم کھا کر اپنا قرضہ وصول کریں اگر کچھ بچ رہے گا تو وہ وارثوں کو نہ ملے گا کیونکہ انہوں نے قسم نہ کھا کر اپنا حق آپ چھوڑ دیا مگر جب وارث یہ کہیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ قرض میں سے کچھ بچ رہے گا اسی واسطے ہم نے قسم نہیں کھائی اور حاکم کو معلوم ہو جائے کہ وارثوں نے اسی واسطے قسم نہ کھائی تھی تو اس صورت میں وارث قسم کھا کر جو کچھ مال بچ رہا ہے اس کو لے سکتے ہیں۔

۶۔بَابُ الْقَضَآءِ فِي الدَّعْوٰى

دعوے کے فیصلے کا بیان

(۲۰) عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ اَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ فَاِذَا جَآءَهُ الرَّجُلُ يَدَّعِي عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا نَظَرَ فَاِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ اَوْ مُلَابَسَةٌ اَحْلَفَ الَّذِي الدُّعِيَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِّنْ ذَالِكَ لَمْ يُحَلِّفْهُ.

حضرت جمیلؒ بن عبدالرحمٰن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا کرتے تھے جب وہ فیصلہ کرتے تھے لوگوں کا جو شخص کسی پر دعویٰ کرے گو مدعی اور مدعا علیہ میں یکجائی اور تعلق اور ارتباط معلوم ہوتا تو مدعا علیہ سے حلف لیتے ورنہ حلف نہ لیتے۔

---

[1] اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن میں سے چاہو گواہ بنالو تاکہ اگر ایک (عورت بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے) (سورۂ بقرہ:۲۸۲)

ف: عمر بن عبدالعزیزؒ اور اکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مدعی علیہ مدعی سے کچھ علاقہ نہ رکھتا ہو نہ جان پہچان نہ معاملہ نہ اتحاد تو مدعی علیہ سے حلف لینا ضروری نہیں لیکن جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ اس کے برخلاف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جب مدعی علیہ منکر ہو اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔ زرقانی نے کہا مالکؒ نے یہ مذہب اس واسطے اختیار کیا کہ اگر مدعی علیہ سے عموماً حلف لیا جائے تو ہر شخص ذلت دینے کے خیال سے شریف اور بھلے آدمیوں سے حلف لیا کرے گا۔

کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جو شخص دعویٰ کرے دوسرے پر تو دیکھا جائے گا اگر مدعی کو مدعی علیہ سے ملاپ اور تعلق معلوم ہوگا تو مدعی علیہ سے حلف لیں گے اگر حلف کرلے گا تو مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا اگر انکار کرے تو پھر مدعی سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کرلے تو اپنا حق لے لے گا۔

۷۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِیْ شَهَادَةِ الصِّبْیَانِ

لڑکوں کی گواہی کا بیان

(۲۱) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ كَانَ یَقْضِیْ بِشَهَادَةِ الصِّبْیَانِ فِیْمَا بَیْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن الزبیرؓ لڑکوں کی گواہی پر حکم کرتے تھے ان کے آپس کی مار پیٹ کے۔

۲۲: کہا مالکؒ نے لڑکے لڑ کر ایک دوسرے کو زخمی کریں تو ان کی گواہی درست ہے لیکن لڑکوں کی گواہی اور مقدمات میں درست نہیں ہے یہ بھی جب درست ہے کہ لڑ لڑا کر جدا نہ ہو گئے ہوں مکر نہ کیا ہو اگر جدا جدا چلے گئے ہوں تو پھر ان کی گواہی درست نہیں ہے مگر جب عادل لوگوں کو اپنی شہادت پر شاہد کر گئے ہوں۔

ف: ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک لڑکوں کی گواہی کسی مقدمے میں درست نہیں ہے۔

۸۔ بَابُ الْحِنْثِ عَلٰی مِنْبَرِ النَّبِیِّ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان

(۲۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی مِنْبَرِیْ اٰثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائے اس نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا جہنم میں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تغلیظ قسم کی مسجد یا مکان سے درست ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

(۲۵) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَاَوْجَبَ لَهُ النَّارَ قَالُوْا وَ اِنْ كَانَ شَیْئًا یَّسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَ اِنْ كَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ وَاِنْ كَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ وَاِنْ كَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کا حق اڑا لے جھوٹی قسم کھا کر تو اللہ جنت کو اس پر حرام کرے گا اور جہنم اس کے لیے ضروری کرے گا صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر چہ وہ حق تھوڑا ہو آپؐ نے فرمایا اگر چہ ایک شاخ ہو پیلو کی اگر چہ ایک شاخ ہو پیلو کی اگر چہ ایک شاخ ہو پیلو کی تین بار فرمایا۔

ف: مبالغہ اور زجر (دھمکی) کے واسطے یعنی قلیل کثیر میں فرق نہیں حقوق العباد تھوڑے ہوں یا بہت ان کا معاف ہونا دشوار ہے اور قید مسلمانوں کی اتفاقی ہے۔ کافر کا مال بھی ناحق اڑا لینا یہی حکم رکھتا ہے اگر کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ مال ادا کر کے پھر

استغفار کرے۔

۹۔بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِی الْيَمِيْنِ عَلَى الْمِنبَرِ

(۲۶) عَنْ اَبِیْ غَطْفَانَ بْنِ طَرِيْفِ الْمُزَنِیِّ يَقُوْلُ اخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَابْنُ مُطِيْعٍ فِیْ دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا اِلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ اَمِيْرٌ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰی زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَحْلِفُ لَهٗ مَكَانِیْ فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللّٰهِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوْقِ قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَحْلِفُ اَنَّ حَقَّهٗ لَحَقٌّ وَّ يَاْبٰی اَنْ يَّحْلِفَ عَلَى الْمِنبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذَالِكَ.

منبر پر قسم کھانے کا بیان

ابی غطفانؒ (سعد) بن طریف سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مطیع نے جھگڑا کیا ایک گھر میں جو دونوں میں مشترک تھا تو لے گئے مقدمہ مروان بن حکم کے پاس وہ ان دنوں میں حاکم تھا مدینہ کا مروان نے فیصلہ کیا اس بات پر کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قسم کھائیں منبر شریف پر زیدؓ نے کہا میں اپنی جگہ پہ قسم کھاؤں گا مروان نے کہا نہیں وہیں قسم کھاؤ جہاں لوگوں کے قضیے چکتے ہیں (منبر شریف پر) تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قسم کھاتے تھے میں سچا ہوں لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے تھے اور مروان کو تعجب ہوتا تھا۔

۲۷: کہا مالکؒ نے ربع دینار یعنی تین درہم سے کم میں منبر پر حلف نہ لیا جائے گا۔

ف: اور شافعیؒ کے نزدیک بیس دینار سے کم میں حلف منبر پر نہ لیا جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرَّهْنِ

کتاب رہن کے بیان میں یعنی گروی رکھنے کے بیان میں

١۔بَابُ:مَالَا يَجُوْزُ مِنْ غَلْقِ الرَّهْنِ — رہن کا روکنا درست نہیں ہے

ف: گروی لینے والے کو مرتہن اور رکھنے والے کو راہن اور اس شئے کو رہن اور مرہون بولتے ہیں۔

(١) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ روکی جائے گی رہن۔

کہا مالکؒ نے اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص سو روپے کا مال پچھتر روپے میں گروی رکھے اور یہ کہہ دے کہ اگر اتنی مدت تک میں نہ چھڑاؤں تو یہ مال تیرا ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے اگر ایسا کہے بھی تو جب راہن زر رہن ادا کرے مرتہن کو وہ مال دینا پڑے گا۔ اور شرط لغو ہو جائے گی۔

٢۔بَابُ الْقَضَآءِ فِي رَهْنِ الثَّمَرِ وَالْحَيَوَانِ — پھلوں اور جانوروں کے رہن کا بیان

٣: کہا مالکؒ نے جو شخص باغ رہن کرے ایک میعاد معین پر تو جو پھل اس باغ میں رہن سے پہلے نکل چکے تھے وہ رہن نہ ہوں گے مگر جس صورت میں مرتہن نے شرط کر لی ہو تو وہ پھل بھی رہن رہیں گے اور جو کوئی شخص حاملہ لونڈی کو رہن رکھے یا بعد رہن کے وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ رہن رہے گا یہی فرق ہے پھل اور بچے میں اس واسطے کہ پھل بیع میں بھی داخل نہیں ہوتے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے کھجور کے درخت بیچے تو پھل بائع کو ملیں گے مگر جب مشتری شرط کر لے۔

٤: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اگر کوئی لونڈی یا جانور بیچے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ بچہ مشتری کا ہو گا خواہ مشتری اس کی شرط لگائے یا نہ لگائے تو کھجور کا درخت جانور کی مانند نہیں نہ پھل کھجور کے بچے کے مانند ہیں۔

٥: کہا مالکؒ نے یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ آدمی درخت کے پھلوں کو رہن کر سکتا ہے بغیر درختوں کے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ پیٹ کے بچے کو رہن کرے بغیر اس کی ماں کے آدمی ہو یا جانور۔

٣۔بَابُ الْقَضَآءِ فِي الرَّهْنِ مِنَ الْحَيَوَانِ — جانور کو رہن رکھنے کا بیان

٦: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ شئے مرہون اگر ایسی ہو جس کا تلف ہونا معلوم ہو جائے جیسے زمین اور گھر اور جانور تو اس صورت میں شئے مرہون کے تلف ہونے سے مرتہن کا کچھ حق کم نہ ہو گا بلکہ راہن کا نقصان ہو گا اور جو شئے مرہون ایسی ہو جس کا تلف ہونا صرف مرتہن کے کہنے سے معلوم ہو (جیسے سونا چاندی وغیرہ) تو مرتہن اس کی قیمت کا ضامن ہو گا (جس صورت میں گواہ نہ رکھتا ہو اس کے تلف ہونے کا) اب اگر راہن اور مرتہن زر رہن میں اختلاف کریں تو مرتہن سے کہا جائے گا

تو خلفاً شئے مرہون کے اوصاف اور زر رہن کو بیان کر جب وہ بیان کرے گا تو نگاہ والے لوگ اس شئے کی قیمت مرتہن نے جو اوصاف بیان کیے ہیں ان کے لحاظ سے لگائیں گے اگر قیمت زر رہن سے زیادہ ہو تو رہن جس قدر زیادہ ہے مرتہن سے وصول کر لے گا اگر قیمت زر رہن سے کم ہو تو راہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کر لے گا تو جس قدر مرتہن نے زر رہن قیمت سے زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور جو حلف سے انکار کرے تو اس قدر مرتہن کو ادا کرے گا اگر مرتہن نے کہا میں شے مرہون کی قیمت نہیں جانتا تو راہن سے شئے مرہون کے اوصاف پر حلف لے کر اس کے بیان پر فیصلہ کریں گے جب کہ وہ کوئی امر خلاف واقعہ بیان نہ کرے۔

۷: کہا مالکؒ نے یہ جب ہے کہ شئے مرہون مرتہن کے پاس ہو اور اس نے دوسرے کے پاس نہ رکھوائی ہو۔ (ورنہ مرتہن پر ضمان نہ ہوگا اگر چہ وہ گواہ نہ لا سکے)۔ (زرقانی)

۴۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِي الرَّهْنِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ — دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان

۸: کہا مالکؒ نے اگر ایک شئے دو آدمیوں کے پاس رہن ہو تو ایک مرتہن اپنے دین کا تقاضا کرے اور شئے مرہون کو بیچنا چاہے اور ایک مرتہن راہن کو مہلت دے اگر شئے مرہون ایسی ہے کہ اس کے نصف بیچ ڈالنے سے دوسرے مرتہن کا نقصان نہیں ہوتا تو آدھی بیچ کر ایک مرتہن کا دین ادا کر دیں گے اور جو نقصان ہوتا ہے تو کل شئے مرہون کو بیچ کر جو مرتہن تقاضا کرتا ہے اس کو نصف دے دیں گے اور جس مرتہن نے مہلت دی ہے وہ اگر خوشی سے چاہے تو نصف ثمن کو راہن کے حوالہ کر دے نہیں تو حلف کرے میں نے اس واسطے مہلت دی تھی کہ شئے مرہون اپنے حال پر میرے پاس رہے پھر اس کا حق اسی وقت ادا کر دیا جائے۔

۹: کہا مالکؒ نے اگر غلام کو رہن رکھے تو غلام کا مال راہن لے لے گا مگر جب مرتہن شرط کر لے کہ اس کا مال بھی اس کے ساتھ رہن رہے۔

۵۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ جَامِعِ الرُّهُوْنِ — رہن کے مختلف مسائل کا بیان

۱۰: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اسباب رہن رکھا وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا لیکن راہن اور مرتہن کو زر رہن کی مقدار میں اختلاف نہیں ہے البتہ شئے مرہون کی قیمت میں اختلاف ہے راہن کہتا ہے اس کی قیمت بیس دینار ہے۔ اور مرتہن کہتا ہے اس کی قیمت دس دینار تھی اور زر رہن بیس دینار ہے اور مرتہن سے کہا جائے گا کہ شئے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے ایسی شئے کی قیمت دریافت کریں اگر وہ قیمت زر رہن سے زیادہ ہو تو مرتہن سے کہا جائے گا جس قدر زیادہ ہے وہ راہن کو دے اگر قیمت کم ہے تو مرتہن جس قدر کم ہے راہن سے لے لے اگر برابر ہے تو خیر قصہ چکا نہ یہ کچھ دے نہ وہ کچھ دے۔

۱۱: کہا مالکؒ نے اگر شئے مرہون موجود ہو لیکن راہن زر رہن دس دینار بیان کرے اور مرتہن بیس دینار تو مرتہن حلف اٹھائے اگر شئے مرہون کی بیس دینار قیمت ہو تو اسی شئے مرہون کو اپنے دین کے بدلے میں لے لے البتہ اگر راہن بیس دینار ادا کر کے اپنی شئے لینا چاہے تو لے سکتا ہے اگر اس شئے مرہون کی قیمت بیس دینار سے کم ہو تو مرتہن سے حلف لے پھر راہن کو اختیار ہے یا بیس دینار

دے کراپنی شئے لے لے یا خود بھی حلف اٹھائے کہ میں نے اتنے پر رہن کی تھی اگر حلف اٹھائے تو جس قدر شئے مرہون کی قیمت سے مرتہن نے دین زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا ورنہ دینا پڑے گا۔

۱۲: کہا مالکؒ نے اگر وہ شئے مرہون سے تلف ہوگئی اب اختلاف ہوا زر رہن کی مقدار اور شئے مرہون کی قیمت میں مرتہن نے کہا زر رہن بیس دینار تھا اور شئے مرہون کی قیمت دس دینار تھی اور راہن نے کہا زر رہن دس دینار تھا اور شئے مرہون کی قیمت بیس دینار تھی تو مرتہن سے کہیں گے شئے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے قیمت کا اندازہ کرائیں اگر قیمت بیس دینار سے زیادہ (مثلاً تیس دینار ہو) تو مرتہن سے حلف لے کر جس قدر قیمت زیادہ ہے (مثلاً دس دینار) راہن کو دلا دیں گے اگر قیمت بیس سے کم ہو (مثلاً پندرہ دینار) تو مرتہن سے زر رہن پر حلف لے کر جس قدر قیمت ہے وہ گویا مرتہن کو وصول ہو چکی باقی کے واسطے راہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف اٹھائے گا تو مرتہن راہن سے کچھ نہ لے سکے گا اگر حلف نہ اٹھائے تو بیس دینار میں جتنا کم ہے وہ راہن سے مرتہن کو دلا دیں گے۔

٦۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِیْ کِرَاءِ الدَّآبَّةِ وَالتَّعَدِّیْ فِیْهَا

جانور کو کرایہ پر لینے اور اس میں زیادتی کرنے کا بیان

۱۳: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص جانور کرایہ پر لے اس اقرار سے کہ فلاں مقام تک جاؤں گا پھر اس سے آگے بڑھ جائے تو جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر چاہے جتنا آگے گیا ہے اتنی دور کا کرایہ دستور کے موافق اور لے لے نہیں تو اپنے جانور کی قیمت اس دن کی اور اس مقام کی جہاں تک جانا ٹھہرا تھا کرایہ دار سے لے لے اور کرایہ جو پہلے ٹھہر چکا تھا وہ بھی لے لے اگر صرف جانے پر کرایہ ہوا تھا اور جو آنے پر کرایہ ہوا تھا تو جو کرایہ ٹھہرا تھا اس کا نصف لے کیونکہ نصف کرایہ جانے کا تھا اور نصف آنے کا اور جس وقت کرایہ دار نے زیادتی کی اس وقت اس پر نصف ہی کرایہ واجب ہوا تھا اگر کرایہ دار نے آنے جانے کے لیے جانور کرایہ پر لیا اور جب جانے کی جگہ پہنچا تو وہ جانور مر گیا تو کرایہ دار پر تاوان نہ ہوگا اور مالک کو نصف کرایہ ملے گا اسی طرح اگر رب المال مضارب کو منع کر دے کہ فلاں فلاں مال نہ خریدنا اور مضارب وہی خریدے اس خیال سے کہ میں ضمان دے دوں گا اور نفع سارا مار کھاؤں گا تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس سے مال میں مضاربت قائم رکھے چاہے اپنا رأس المال پھیر لے اسی طرح بضاعت میں صاحبِ مال اگر یہ کہے کہ فلاں فلاں مال خریدنا اور وہ شخص دوسرا مال خریدے تو صاحبِ مال کو اختیار ہے چاہے اسی مال کو اپنا سمجھے یا اپنا رأس المال پھیر لے۔

ف: اب مالک نصف کرایہ لے کر مختار ہے چاہے جتنا آگے بڑھ گیا تھا اس کا اور پھر آنے کا کرایہ دستور کے موافق لے لے یا جانور اس دن اس مقام کی قیمت پر کرایہ دار کے حوالے کرے۔

٧۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِی الْمُسْتَکْرَهَةِ مِنَ النِّسَآءِ

جس عورت سے جبراً کوئی جماع کرے تو کیا حکم ہے

(١٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَالْمَلِکِ بْنَ مَرْوَانَ قَضٰی فِی امْرَاَةٍ اُصِیْبَتْ مُسْتَکْرَهَةً بِصِدَاقِهَا عَلٰی مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ بِهَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا ایک عورت کے مہر دینے کا اس شخص پر جس نے اس سے جبراً جماع کیا تھا۔

ف: یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

۱۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص کسی عورت کو غصب کرے بکر ہو یا ثیبہ اگر وہ آزاد ہے تو اس پر مہر مثل لازم ہے اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت اس کی جماع کی وجہ سے کم ہوگئی دینی ہوگی اور اس کے ساتھ غصب کرنے والے کو سزا بھی ہوگی لیکن لونڈی کو سزا نہ ہوگی۔ ف اگر غلام نے کسی کی لونڈی غصب کر کے یہ کام کیا تو تاوان اس کے مولیٰ پر ہوگا مگر جب مولیٰ اس غلام کو جنایت کے بدلے میں دے ڈالے۔

ف: کیونکہ وہ مجبور ہے یہی مذہب ہے شافعیؒ اور لیثؒ اور مالکؒ اور اکثر علماء کا اور ثوریؒ اور ابوحنیفہؒ اور ابن شبرمہؒ اور حمادؒ کا مذہب یہ ہے کہ زنا کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور مہر دینا نہ ہوگا۔

۸۔بَابُ الْقَضَآءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْحَيَوَانِ وَالطَّعَامِ — کوئی شخص کسی کا جانور یا کھانا تلف کردے تو کیا حکم ہے؟

۱۶: یحییٰ نے نقل کیا کہ کہا مالکؒ نے جو شخص مالک سے بن پوچھے اس کے جانور کو ہلاک کردے تو اسے دن کی قیمت دینی ہوگی نہ کہ اس کے مانند اور جانور اور اسی طرح مالک کو جانور کے بدلے میں ہمیشہ اسی دن کی قیمت دی جائے گی نہ کہ جانور یہی حکم ہے اور اسباب کا۔

۱۷: کہا مالکؒ نے البتہ اگر کسی کا اناج تلف کردے تو اسی قسم کا اتنا ہی اناج دے دے کیونکہ اناج چاندی سونے (جن کا مثل اور بدل ہوا کرتا ہے) کے مشابہ ہے نہ کہ جانور کے۔

۱۸: کہا مالکؒ نے اگر امانت کے روپوں سے کچھ مال خریدا اور نفع کمایا تو وہ نفع اس شخص کا ہو جائے گا جس کے پاس روپے امانت تھے مالک کو دینا ضروری نہیں کیونکہ اس نے جب امانت میں تصرف کیا تو وہ اس کا ضامن ہوگیا۔

۹۔بَابُ الْقَضَآءِ فِيمَنِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ — مرتد کا حکم

ف: مرتد اس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر جائے اور کفر اختیار کرلے۔

(۱۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ.

زیدؒ بن اسلم سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (یعنی دین اسلام چھوڑ کر اور دین اختیار کرے) تو اس کی گردن مارو۔

ف: مرد یا عورت یہی قول شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کو قتل نہ کریں گے۔

۲۰: کہا مالکؒ نے رسول اللہ ﷺ نے یہ جو فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کی گردن مارو ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں جو مسلمان اسلام سے باہر ہو جائیں جیسے زنادقہ ف یا ان کی مانند تو جب مسلمان ان پر غلبہ پائیں تو ان کو قتل کردیں یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلے ان سے توبہ کرنے کو کہیں کیونکہ ان کی توبہ کا اعتبار نہیں ہو سکتا وہ کفر کو اپنے دل میں رکھتے ہیں اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں لیکن اگر مسلمان شخص (کسی شبہے کی وجہ سے) علانیہ دین اسلام سے پھر جائے تو اس سے توبہ کرائیں (اور جو شبہ ہوا ہو اس کو دور کردیں) اگر توبہ کرے تو بہتر۔ ورنہ قتل کیا جائے اور جو کافر ایک کفر کے دین کو چھوڑ کر دوسرا کفر کا دین اختیار کرے مثلاً پہلے

یہودی تھا پھر نصرانی ہو جائے تو اس کو قتل نہ کریں ف۲ گے بلکہ جو دین اسلام کو چھوڑ کر اور کوئی دین اختیار کرے گا اسی کے لیے یہ سزا ہے۔

ف۱: جمع ہے زندیق کی زندیق ہر کافر بے دین کو کہتے ہیں۔ یہودی ہو یا نصرانی' مجوسی ہو یا بت پرست جو ظاہر میں تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو لیکن اس کے عقائد و اعمال کفر کے ہوں۔ اس زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر اسلام کے اصولوں سے انکار کرتے ہیں وہ سب مرتد ہیں میں نے سنا اور بعضوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حشر اور نشر اور عذاب قبر اور پل صراط اور جنت دوزخ سب اسماء فرضی ہیں یا ان کے معانی ظاہرہ مراد نہیں ہیں۔ آدم علیہ السلام کا انکار اور شیطان کا انکار ان کا شعار ہے ارکانِ اسلام نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ سب کو فضول اور بے کار سمجھتے ہیں لباس کفار کا پہنتے ہیں اور ان کی سیرت اور خصلت کا دم بھرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ ان کے شر سے ہمیں بچائے اور سچے دین پر جس پر صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم تھے مرتے دم تک ثابت اور قائم رکھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ.

ف۲: یعنی مواخذہ نہیں کریں گے کیونکہ کفر کی سب ملتیں ایک دین سمجھی جاتی ہیں۔

(۲۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ نِ الْقَارِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ رَجُلٌ مِّنْ قِبَلِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلَهٗ عَنِ النَّاسِ فَاَخْبَرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ كَانَ فِیْكُمْ مِّنْ مُّغْرِبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهٖ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا وَّاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ یَوْمٍ رَغِیْفًا لَعَلَّهٗ یَتُوْبُ وَیُرَاجِعُ اَمْرَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَرْضَ اِذَا بَلَغَنِیْ.

محمدؒ بن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس سے (یعنی یمن کی طرف سے) حضرت عمرؓ نے اس سے وہاں کے لوگوں کا حال پوچھا اس نے بیان کیا پھر حضرت عمرؓ نے کہا تم کو کوئی نادر چیز معلوم ہے وہ شخص بولا ہاں ایک شخص کافر ہو گیا تھا بعد اسلام کے حضرت عمرؓ نے پوچھا تم نے اس سے کیا کیا وہ شخص بولا ہم نے اسے پکڑا اور اس کی گردن ماری حضرت عمرؓ نے کہا تم نے اس کو تین دن تک قید کیا ہوتا اور ہر روز روٹی دی ہوتی پھر توبہ کروائی ہوتی شاید وہ توبہ کرتا اور پھر اللہ کا حکم مان لیتا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا اللہ میں اس وقت وہاں موجود نہ تھا نہ میں نے حکم کیا نہ میں خوش ہوا جب کہ مجھے معلوم ہوا۔

ف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مرتد کو مہلت دینا اور اس سے توبہ کروانا ضروری ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور بعضوں کے نزدیک توبہ کروانا مستحب ہے۔

۱۰۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِیْمَنْ وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا

جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اس کا کیا حکم ہے

(۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ اِنْ وَّجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِیْ رَجُلًا اُمْهِلُهٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں کیا میں اس کو مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں فرمایا آپؐ نے ہاں۔

(۲۳) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ اَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا فَاَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ الْقَضَآءُ فِيْهِ فَكَتَبَ اِلٰى اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ يَسْاَلُ لَهٗ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ عَنْ ذَالِكَ فَسَاَلَ اَبُوْمُوْسٰى عَنْ ذَالِكَ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهٗ عَلِىٌّ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ مَا هُوَ بِاَرْضِىْ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِىْ بِهٖ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى كَتَبَ اِلَىَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ اَسْاَلُكَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ عَلِىٌّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا اَبُوالْحَسَنِ اِنْ لَّمْ يَاْتِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَلْيُعْطِ بِرُمَّتِهٖ.

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے شام والوں میں سے (ابن جیبری) اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو مار ڈالا اس مرد کو یا مرد عورت دونوں کو۔ ف۱ معاویہ بن ابی سفیانؓ (جو حاکم تھے شام کے) ان کو اس کا فیصلہ دشوار ہوا انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم حضرت علیؓ سے اس مسئلہ کو پوچھو۔ ف۲ ابوموسیٰ نے حضرت علیؓ سے پوچھا حضرت علیؓ نے کہا یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا میں تم کو قسم دیتا ہوں تم سچ بیان کرو کہاں یہ امر ہوا ابوموسیٰ نے کہا مجھے معاویہ بن سفیانؓ نے لکھا ہے کہ میں تم سے اس مسئلہ کو پوچھوں حضرت علیؓ نے کہا میں ابوالحسن ہوں۔ ف۳ اگر چار گواہ نہ لائے تو قتل پر راضی ہو جائے۔ ف۴

ف۱: ایک نسخہ میں ہے فقتلها یعنی مار ڈالا اس عورت کو۔

ف۲: اور معاویہؓ نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ لکھا کیونکہ ان دونوں میں رنج تھا نہ معاویہؓ حضرت علیؓ کے مطیع تھے۔ (زرقانی)

ف۳: حضرت علیؓ قضایا اور مناقشات کے فیصلہ کرنے میں اس قدر کامل تھے کہ عرب میں ایک مثل مشہور ہوگئی قضية و لا ابا حسن لها یہ ایک جھگڑا ہے اور کوئی ابوالحسن نہیں ہے۔

ف۴: یعنی جب وہ شخص چار گواہ جنہوں نے اس مرد اور عورت کو اس طرح زنا کرتے ہوئے جیسے سلائی سرمے دانی میں جاتی ہے دیکھا ہو نہ لائے تو قصاص اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ قتل کیا جائے گا۔

۱۱۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِى الْمَنْبُوْذِ

منبوذ کا حکم

ف: منبوذ اور لقیط اس بچے کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑا ہوا ملے۔

(۲۴) عَنْ سُنَيْنِ بْنِ اَبِىْ جَمِيْلَةَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ وَجَدَ مَنْبُوْذًا فِىْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ فَجِئْتُ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَخْذِ هٰذِهِ النَّسَمَةِ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَآئِعَةً فَاَخَذْتُهَا فَقَالَ لَهٗ عَرِيْفُهٗ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهٗ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ عُمَرُ اَكَذَالِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ اِذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ وَّلَكَ وَلَآءُهٗ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهٗ.

سنین بن ابی جمیلہ نے ایک منبوذ پایا حضرت عمرؓ کے زمانے میں انہوں نے کہا میں اس کو حضرت عمرؓ کے پاس لے آیا حضرت عمرؓ نے پوچھا تو نے اس کو کیوں اٹھایا۔ ف۱ میں نے کہا یہ پڑے پڑے مرجاتا اس واسطے میں نے اٹھا لیا اتنے میں حضرت عمرؓ کے عریف نے کہا ف۲ اے امیر المؤمنین میں اس شخص کو جانتا ہوں نیک آدمی ہے حضرت عمرؓ نے کہا نیک ہے اس نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے کہا جا وہ منبوذ آزاد ہے تجھ کو اس کی ولا ملے گی اور ہم اس کا خرچ دیں گے۔

ف۱: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شبہ ہوا شاید انہیں کا لڑکا ہو اس کو لے آئے ہوں بیت المال سے تنخواہ مقرر کروانے کے لیے۔

ف ۲: عریف اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو جانتا پہچانتا ہو وہ حاکم کے پاس رہا کرتا ہے لوگوں کا حال بتانے کے لیے حضرت عمرؓ کے عریف کا نام سنان تھا۔

۲۵: کہا مالکؒ نے منبوذ آزاد رہے گا اور ولاء اس کی مسلمانوں کو ملے گی وہی اس کے وارث ہوں گے وہی اس کی طرف سے دیت بھی دیں گے۔

۱۲۔بَابُ الْقَضَآءِ بِالْحَاقِ الْوَلَدِ بِاَبِيْهِ

لڑکے کے باپ سے ملانے کا بیان

(٣٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَى اَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْكَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدٌ وَّ قَالَ ابْنُ اَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ اِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ وَ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ ابْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شِبْهِهٖ لِعُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَتْ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے عتبہؓ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کو اپنے پاس رکھیو تو جب مکہ فتح ہوا تو سعدؓ نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے وصیت کی تھی اس کے لینے کی عبد بن زمعہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بیٹا ہے میرے بھائی کا اس نے مجھے وصیت کی تھی اس بارے میں عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد بن زمعہ سے کہ یہ لڑکا تیرا ہے پھر فرمایا لڑکا ماں کے خاوند یا مالک کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں۔ ف۱ پھر سودہؓ بنت زمعہ سے کہا کہ تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر کیونکہ وہ لڑکا مشابہ تھا عتبہ بن ابی وقاصؓ کے سو اس لڑکے نے نہ دیکھا سودہؓ کو یہاں تک کہ انتقال ہوا اس کا۔ ف۲

ف ۱: یعنی سنگسار کیا جائے گا یا اس کو کچھ نہیں ملنے کا خاک پتھر کے سوا۔

ف ۲: اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لوگوں کی لونڈیاں زنا کیا کرتیں اور ان کے مالک بھی ان کے پاس آیا جایا کرتے ہر چند قیافے کی رُو سے ظن غالب یہی تھا کہ یہ لڑکا عتبہ کا ہو مگر آپ نے اس پر عمل نہ کیا اور حکم شرع کے موافق لڑکا اسی کا ٹھہرا جس کی لونڈی تھی کیونکہ جب کوئی آزاد عورت کسی کے نکاح میں ہو یا لونڈی سے مالک وطی کر چکا ہو اور مدت مناسب کے اندر اس عورت یا لونڈی کے لڑکا ہو تو وہ لڑکا صاحب فراش کا شمار کیا جائے گا یعنی خاوند کا اور لونڈی کے مالک کا اگرچہ صورت میں اس کے مشابہ نہ ہو مگر جب خاوند یا مالک انکار کرے نسب کا باوجود اس کے آپؐ نے احتیاطاً سودہؓ بنت زمعہ کو جو آپ کی بی بی تھیں اور اس لڑکے کی بہن ہوئیں اس سے چھپنے کو فرمایا۔

(٣٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ امْرَاَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا

عبداللہ ابن امیہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا تو

فَاعْتَدَّتْ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِيْنَ حَلَّتْ فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّنِصْفَ شَهْرٍ ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا فَجَآءَ زَوْجُهَا اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِّنْ نِّسَآءِ الْجَاهِلِيَّةِ قُدَمَآءَ فَسَاَلَهُنَّ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَنَا اُخْبِرُكَ عَنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِيْنَ حَمَلَتْ فَاُهْرِيْقَتْ عَلَيْهِ الدِّمَآءُ فَحَشَّ وَلَدُهَا فِيْ بَطْنِهَا فَلَمَّا اَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِيْ نَكَحَهَا وَاَصَابَ الْوَلَدَ الْمَآءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِيْ بَطْنِهَا وَكَبِرَ فَصَدَّقَهَا عُمَرُ وَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْنِيْ عَنْكُمَا اِلَّا خَيْرٌ وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْاَوَّلِ.

اس نے چار مہینے دس دن تک عدت کی پھر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ابھی اس کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ ایک لڑکا جنا خاصا پورا تو اس کا خاوند حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے یہ حال بیان کیا حضرت عمرؓ نے پرانی پرانی چند عورتوں کو جو جاہلیت کے زمانے میں تھیں بلوایا اور ان سے پوچھا۔ ف ان میں سے ایک عورت بولی میں تم کو اس عورت کا حال بتاتی ہوں یہ حاملہ ہوگئی تھی اپنے پہلے خاوند سے جو مر گیا تو حیض کا خون بچے پر پڑتے پڑتے وہ بچہ سوکھ گیا تھا اس کے پیٹ میں تو جب اس نے دوسرا نکاح کیا مرد کی منی پہنچنے سے پھر بچے کو حرکت ہوئی اور بڑا ہو گیا حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کی اور نکاح توڑ ڈالا تو فرمایا کہ خیر ہوئی تمہاری کوئی بری بات مجھے نہیں پہنچی اور لڑکے کا نسب پہلے خاوند سے ثابت کیا۔

ف: مطلب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ عورت کو باوجود حمل رہنے کے معلوم کیسے نہ ہوا کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس میں قصور عورت کا ہے یا نہیں اگر قصور ثابت ہو تو اس کو سزا دی جائے۔

(۲۸) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيْطُ اَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنِ ادَّعَاهُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَاَتٰى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدَّعِيْ وَلَدَ امْرَاَةٍ فَدَعَا عُمَرُ قَائِفًا فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيْهِ فَضَرَبَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدُّرَّةِ ثُمَّ دَعَا الْمَرْاَةَ فَقَالَ لَهَا اَخْبِرِيْنِيْ خَبَرَكِ فَقَالَتْ كَانَ هٰذَا لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَاْتِيْنِيْ وَهِيَ فِيْ اِبِلٍ لِاَهْلِهَا فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى يَظُنَّ اَوْتَظُنَّ اَنَّهٗ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَاُهْرِيْقَتْ عَلَيْهِ دَمًا ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا هٰذَا تَعْنِي الْاٰخَرَ فَلَا اَدْرِيْ مِنْ اَيِّهِمَا هُوَ قَالَ فَكَبَّرَ الْقَائِفُ فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ وَالِ اَيَّهُمَا شِئْتَ.

سلیمان بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاہلیت کے بچوں کو جوان کا دعویٰ کرتا اسلام کے زمانے میں اسی سے ملا دیتے (یعنی نسب ثابت کر دیتے) ایک بار دو آدمی دعویٰ کرتے ہوئے آئے ایک لڑکے کا حضرت عمرؓ نے قائف کو (یعنی قیافہ جاننے والے کو) بلایا قائف نے دیکھ کر کہا اس لڑکے میں دونوں شریک ہیں حضرت عمرؓ نے قائف کو درے سے مارا۔ ف۱ پھر اس عورت کو (یعنی اس لڑکے کی ماں کو) بلایا اور کہا تو اپنا حال مجھ سے کہہ اس نے ایک مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرے پاس آتا تھا اور میں اپنے لوگوں کے اونٹوں میں ہوتی تھی تو وہ مجھ سے الگ نہیں ہوتا تھا بلکہ مجھ سے چمٹا رہتا تھا (یعنی جماع کیا کرتا تھا) یہاں تک کہ وہ بھی اور میں بھی گمان کرتے حمل رہ جانے کا پھر یہ چلا جاتا اور مجھے خون آیا کرتا تب دوسرا مرد آتا وہ بھی صحبت کرتا میں نہیں جانتی ان دونوں میں سے یہ کس کا نطفہ ہے قائف یہ سن کر خوشی کے مارے۔ پھول گیا (کیونکہ اس کی بات سچی نکلی) حضرت عمرؓ نے کہا لڑکے سے تجھے اختیار ہے جس سے چاہے ان دونوں میں سے موالات کر لے۔ ف۲

ف۱: اس وجہ سے کہ ایک لڑکا دو مردوں کا نہیں ہوسکتا ضروری ہے کہ ایک کا نطفہ ہوگا۔

ف۲: یعنی اس کو باپ اور وارث بنالے۔

(۲۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَضٰى اَحَدُهُمَا فِي امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا فَقَضٰى اَنْ يُّفْدِيَ وَلَدَهٗ بِمِثْلِهِمْ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک عورت نے دھوکہ سے اپنے کو آزاد قرار دے کر ایک شخص سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یہ فیصلہ کیا کہ (وہ عورت لونڈی رہے اپنے مولیٰ کی اور اولاد بھی اسی کی مملوک ہے) خاوند اپنی اولاد کو فدیہ دے کر چھڑا لے اس کے مانند غلام لونڈی دے کر۔

۳۰: کہا مالکؒ نے قیمت دینا بہت بہتر ہے۔

۱۳۔بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ الْمُسْتَلْحَقِ

جو لڑکا کسی شخص سے ملایا جائے اس کے وارث ہونے کا بیان

۳۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے ایک شخص مرجائے اور کئی بیٹے چھوڑ جائے اب ایک بیٹا ان میں سے یہ کہے کہ میرے باپ نے یہ کہا تھا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو ایک آدمی کے کہنے سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور وارثوں کے حصوں میں سے اس کو کچھ نہ ملے گا البتہ جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصے میں سے اس کو ملے گا۔

۳۲: کہا مالکؒ نے اس کی تفسیر یہ ہے ایک شخص مرجائے اور دو بیٹے چھوڑ جائے اور چھ سو دینار ہر ایک بیٹا تین تین سو دینار لے پھر ایک بیٹا یہ کہے کہ میرے باپ نے اقرار کیا تھا اس امر کا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو وہ اپنے حصے میں سے اس کو سو دینار دے کیونکہ ایک وارث نے اقرار کیا ایک نے اقرار نہ کیا تو اس کو آدھا حصہ ملے گا اگر وہ بھی اقرار کر لیتا تو پورا حصہ یعنی دو دو سو دینار ملتے اور نسب ثابت ہو جاتا اس کی مثال یہ ہے ایک عورت اپنے باپ یا خاوند کے ذمے پر قرض کا اقرار کرے اور باقی وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے قرضہ ادا کرے اسی حساب سے۔

۳۳: کہا مالکؒ نے ایک مرد بھی اس قرض خواہ کے قرضے کا گواہ ہو تو اس کو حلف دے کر ترکے میں سے پورا قرضہ دلا دیں گے۔ کیونکہ ایک مرد جب گواہ ہو اور مدعی بھی حلف کرے تو دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے البتہ اگر قرض خواہ حلف نہ کرے تو جو وارث اقرار کرتا ہے اسی کے حصے کے موافق قرضہ وصول کرے۔

۱۴۔بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ

لونڈیوں کی اولاد کا بیان

(۳۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّطَؤُنَ وَلَآئِدَهُمْ ثُمَّ يَعْزِلُوْنَهُنَّ لَا تَاْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ يَّعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّآ اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا فَاعْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ اَوِ اتْرُكُوْا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونڈیوں سے پھر ان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ف۱ اب سے میرے پاس جو لونڈی آئے گی اور اس کے مولیٰ کو اقرار ہوگا اس سے جماع کرنے کا تو میں اس لڑکے کو مولیٰ سے ملا دوں گا۔ ف۲ تم کو اختیار ہے چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔ ف۳

ف۱: اس خیال سے کہ لڑکا پیدا ہو تو ہمارا نہ کہلائے پہلے تو صحبت کرتے ہیں مزے اڑا لیتے ہیں پھر بے تعلقی بیان کرتے ہیں۔

ف۲: یعنی اس سے نسبت ثابت کروں گا اگرچہ وہ کہا کرے کہ میں نے انزال کے وقت عزل کر لیا تھا یعنی ذکر کو شرمگاہ سے باہر نکال کر منزل ہوا تھا میرا لڑکا کہاں سے آیا۔

ف۳: کچھ فائدہ نہیں ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مالک کو اپنی لونڈی سے جماع کا اقرار ہو اور مدت مناسب کے اندر اس کا لڑکا پیدا ہو تو وہ مولیٰ کا لڑکا ہوگا مگر ابوحنیفہؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک جب تک مولیٰ لونڈی کی اولاد کو اپنا نہ کہے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

(۳۵) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُوْنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُنَّ يَخْرُجْنَ لَا تَأْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا فَأَرْسِلُوْهُنَّ بَعْدُ أَوْ أَمْسِكُوْهُنَّ.

صفیہ بنت عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونڈیوں سے پھر ان کو چھوڑ دیتے ہیں وہ نکلی پھرتی ہیں اب میرے پاس جو لونڈی آئے گی اور مولیٰ کو اقرار ہوگا اس سے صحبت کرنے کا تو میں اس کے لڑکے کا نسب مولیٰ سے ثابت کر دوں گا اب اس کے بعد چاہے انہیں بھیجا کرو چاہے روکے رکھا کرو۔

۳۶: کہا مالکؒ نے ام ولد جب جنایت کرے تو مولیٰ اس کا تاوان دے اور ام ولد کو اس جنایت کے عوض میں نہیں دے سکتا مگر قیمت سے زیادہ تاوان نہ دے گا۔

۱۵۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي عِمَارَةِ الْمَوَاتِ — بنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان

(۳۷) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ.

عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بنجر زمین کو آباد (زرخیز) کھیتی کرے وہ اسی کی ہے جو شخص ظلم سے وہاں کچھ تصرف کرے اس کو کچھ حق نہیں ہے۔

۳۸: کہا مالکؒ نے ظلم سے تصرف کرنے مثلاً وہاں گڑھا کھودے یا کچھ زمین قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

(۳۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے۔

۴۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۶۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمِيَاهِ — پانی لینے کا بیان

(۴۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي سَيْلِ مَهْزُوْرٍ وَمُذَيْنِيْبٍ يُمْسَكُ حَتَّى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ.

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو نالوں میں ایک کا نام مہروز تھا اور دوسرے کا نام مذینیب کہ جس کا باغ نالہ کے متصل ہے وہ اپنے باغ میں ٹخنوں ٹخنوں پانی بھر کے پھر دوسرے کے باغ میں پانی چھوڑ دے۔

ف: اسی طرح وہ اپنے باغ میں ٹخنوں تک بھر کے تیسرے کے باغ میں چھوڑ دے اس حدیث کو دارقطنی نے غرائب میں اور حاکم

نے موصولاً روایت کیا ہے۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عبدالبر اور بزاز کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موصولاً دیکھنے میں نہیں آئی تعجب خیز ہے۔

(٤٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں روکا جائے گا پانی جو بچ رہا ہوتا کہ گھانس بچ جائے۔

ف: جو گھانس جنگل میں خودرو ہو سب لوگ اپنے جانوروں کو چرا سکتے ہیں اگر ایسے مقام میں کسی شخص کا کنواں یا حوض ہو وہ اس کے پانی کو روکے اس خیال سے کہ جب چرانے والوں کو پانی نہ ملے گا تو وہاں چرانے نہ آئیں گے اور گھانس محفوظ رہے گی یہ منع ہے۔

(٤٣) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ.

عمرہؒ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ منع کیا جائے اس پانی سے کنوئیں کے جو بچ رہے۔

ف: جب کنوئیں والا اپنے جانوروں کو پانی پلا چکے اور ضرورت سے زیادہ پانی بچ رہے تو اور لوگوں کو اس کے استعمال سے منع نہ کرے۔

١٧۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِی الْمَرْفَقِ — مروت کا بیان

(٤٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ.

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ ضرر ہے اسلام میں نہ ضرار۔

ف: ضرر یہ ہے کہ بے وجہ کسی کو نقصان پہنچائے ضرار یہ کہ ایک شخص نے اپنے تئیں نقصان پہنچایا اس سے عوض لے اس کو بھی نقصان پہنچائے اس سے بھی منع فرمایا کیونکہ بہتر یہ ہے کہ درگزر کرے اور معاف کردے اگر بدلہ لے تو برابر لے زیادتی نہ کرے فرمایا اللہ جل شانہ نے:

﴿ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

"یعنی برائی کا بدلہ یہ ہے کہ اتنی ہی برائی کرے اس پر بھی جو معاف کردے گا اور نیکی کرے گا اس کا ثواب اللہ جل شانہ دے گا بے شک وہ نہیں چاہتا ظالموں کو"۔

بعضوں کے نزدیک ضرر اور ضرار کے معنی ایک ہی ہیں۔ بعضے کہتے ہیں ضرر یہ ہے جس میں اپنا نفع ہو دوسرے کا نقصان ہو ضرار یہ ہے جس میں اپنا کچھ نفع نہ ہو صرف دوسرے کا نقصان ہو۔ (زرقانی)

(٤٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ جَارَهٗ خَشَبَةً يَغْرِزُهَا فِیْ جِدَارِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَالِیْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ[1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ منع کرے تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو لکڑی گاڑنے سے اپنی دیوار میں۔ [ف۱] پھر ابو ہریرہؓ کہتے تھے کیا وجہ ہے کہ تم اس حدیث کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے قسم خدا کی میں اس کو خوب مشہور کروں گا۔ [ف۲]

---

[1] وَفِیْ نُسْخَةٍ بَيْنَ اَكْنَافِكُمْ جَمْعُ كَنَفٍ بِالنُّوْنِ اَیْ جَوَانِبِكُمْ وَاَطْرَافِكُمْ. ۱۲منہ۔ یعنی ایک نسخہ میں بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ کے بجائے بَيْنَ اَكْنَافِكُمْ ہے جو جمع ہے کنف کی (نون کے ساتھ) یعنی تمہاری طرفیں اور جانبیں اطراف و جوانب۔ ۱۲مصحح

ف ۱: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر استحباباً ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور اہل حدیث کے نزدیک وجوباً۔ ان کے نزدیک جب ہمسایہ کسی دیوار میں لکڑی گاڑنا چاہے تو اجازت دینا واجب ہے۔

ف ۲: یہ حاصل ترجمہ ہے لفظی ترجمہ یہ ہے کیا ہے واسطے میرے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو اس حدیث سے منہ پھیرتے ہو قسم خدا کی البتہ ڈالوں گا میں اس حدیث کو تمہارے کندھوں کے بیچ میں یعنی سنا سنا کر تم کو خوب تنگ کروں گا اور زبردستی اس پر عمل کراؤں گا۔

(٤٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ الضَّحَّاكَ ابْنَ خَلِيفَةَ سَاقَ خَلِيجًا لَهُ مِنَ الْعُرَيْضِ وَاَرَادَ اَنْ يَمُرَّ بِهِ فِي اَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَاَبَى مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ لِمَ تَمْنَعُنِي وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ فَاَبَى مُحَمَّدٌ فَكَلَّمَ فِيهِ الضَّحَّاكُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَدَعَى عُمَرُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَاَمَرَهُ اَنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ اَخَاكَ مَا يَنْفَعُهُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَسْقِي بِهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَيَمُرَّنَّ بِهِ وَلَوْعَلٰى بَطْنِكَ فَاَمَرَهُ عُمَرُ اَنْ يَمُرَّبِهِ فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ.

یحییٰ بن عمارہؒ سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے ایک نہر نکالی عریض (ایک وادی ہے مدینہ میں) میں سے محمد بن مسلمہ کی زمین میں سے ہو کر انہوں نے منع کیا ضحاک نے کہا تم کیوں منع کرتے ہو تمہارا تو اس میں نفع ہے اپنی زمین کو اوّل اور آخر پانی دیا کرنا اور کچھ ضرر نہیں محمد نہ مانا ضحاک نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر کہا تم اجازت دو محمد نے کہا میں نہ دوں گا حضرت عمرؓ نے کہا تم اپنے بھائی مسلمان کو ایسی بات سے منع کرتے ہو جس میں اس کا نفع ہے اور تمہارا بھی نفع ہے تم بھی پانی لیا کرنا اوّل اور آخر میں اور تمہارا کچھ ضرر نہیں محمد نے کہا قسم خدا کی میں اجازت نہ دوں گا حضرت عمرؓ نے کہا وہ نہر بہائی جائے اگرچہ تمہارے پیٹ پر سے ہو پھر حضرت عمرؓ نے ضحاک کو حکم کیا نہر جاری کرنے کا محمد بن مسلمہ کی زمین سے ہو کر ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

(٤٧) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ فِي حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَاَرَادَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنْ يُحَوِّلَهُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْحَائِطِ هِيَ اَقْرَبُ اِلٰى اَرْضِهِ فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَكَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي ذَالِكَ فَقَضٰى عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيلِهِ.

یحییٰ بن عمارہؒ سے روایت ہے میرے دادا کے باغ میں سے ہو کر ایک نہر بہتی تھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن نے یہ چاہا کہ اس کو باغ کی دوسری طرف سے لے جائیں کیونکہ وہ قریب تھا ان کی زمین سے لیکن باغ کے مالک یعنی میرے دادا (تمیم بن عبد عمرو انصاری) نے اجازت نہ دی عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔

١٨۔بَابُ الْقَضَآءِ فِي قَسْمِ الْاَمْوَالِ

قسمت (تقسیم) کا بیان

(٤٨) عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ نِ الدِّيْلِيِّ اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَيُّمَا دَارٍ اَوْ اَرْضٍ قُسِمَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهِيَ عَلٰى قَسْمِ الْجَاهِلِيَّةِ وَاَيُّمَا دَارٍ اَوْ اَرْضٍ اَدْرَكَهَا الْاِسْلَامُ وَلَمْ تُقْسَمْ فَهِيَ عَلٰى قَسْمِ الْاِسْلَامِ.

ثور بن زید دیلیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو زمین یا مکان جاہلیت کے زمانے میں تقسیم ہو چکا ہے وہ اسی طور پر رہے گا۔ ف۱ البتہ جو مکان یا زمین اسلام کے زمانے تک تقسیم نہیں ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم ہوگی۔ ف۲

ف۱: اگر چہ وارث مسلمان ہو جائیں اور یہ چاہیں کہ دوبارہ اس کو اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کریں تو نہیں ہو سکتا۔

ف۲: مثلاً زید کفر کی حالت میں مر گیا وارث بھی اس کے کافر تھے ابھی جائداد تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ وارث مسلمان ہو گئے تو اب تقسیم شرع کے طور پر ہو گی۔

۴۹: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص مر جائے اور بارانی اور چاہی زمینیں چھوڑ جائے تو بارانی کو چاہی کے ساتھ ملا کر تقسیم نہ کریں گے بلکہ جدا جدا تقسیم کریں گے۔ (کیونکہ بارانی کا لگان دسواں حصہ ہے اور چاہی کا بیسواں حصہ پیداوار کا) مگر جب سب شریک ملا کر تقسیم کرنے پر راضی ہو جائیں تو ملا کر تقسیم کر دیں گے البتہ بارانی اور زیر تالاب یا کاریز کو ملا کر تقسیم کر دیں گے۔ (کیونکہ ان کا دھارا ایک ہے یعنی دونوں قسموں کی زمینوں کا لگان پیداوار کا دسواں حصہ ہے) اسی طرح اگر کسی قسم کے مال ہوں ایک ہی جگہ اور ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو ہر ایک مال کی قیمت لگا کر ایک ساتھ تقسیم کر دیں گے مکانوں اور گھروں کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۹۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِي الضَّوَارِيْ وَالْحَرِيْسَةِ — ضواری اور حریسہ کا بیان

ف: ضواری جمع ہے ضاری کی جس جانور کو کھیت چرنے کی عادت ہو گئی ہو اس کو ضاری کہتے ہیں اور حریسہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو حفاظت میں رکھ کر چرائے جاتے ہیں۔

(۵۰) عَنْ حِرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ اَنَّ نَاقَةً لِّلْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَآئِطَ رَجُلٍ فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ عَلٰى اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظُهَا بِالنَّهَارِ وَاِنَّ مَآ اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلٰى اَهْلِهَا.

حرام بن سعد بن محیصہؒ سے روایت ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اونٹ ایک باغ میں چلا گیا اور نقصان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ باغ کی حفاظت دن کو باغ والے کے ذمے پر ہے البتہ اگر رات کو کسی کا جانور باغ میں جا کر نقصان کرے تو ضمان اس کا جانور کے مالک پر ہو گا۔

ف: کیونکہ جانور کے مالک کو چاہیے کہ رات کو اپنے جانور کی حفاظت کرے جب وہ رات کو چھٹا پھرا اور کسی کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور ہوا وہی ضمان دے گا البتہ دن کو تو جانور چھٹے پھرا کرتے ہیں باغ کے مالک کو چاہیے کہ دن کو اپنے باغ کی آپ حفاظت کرے اگر دن کو جانوروں نے اس کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور نہیں باغ والے کا قصور ہے اس نے حفاظت کیوں نہ کی اگر دن کو جانوروں کے ساتھ ان کا مالک بھی ہو گا تو ضمان لازم آئے گی۔

مالکؒ اور شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ رات کو نہ دن کو کسی بھی صورت میں جانور کے مالک پر ضمان نہیں ہے اور لیثؒ اور عطاءؒ کے نزدیک ہر صورت میں ضمان ہے۔

(۵۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَقِيْقًا لِّحَاطِبٍ سَرَقُوْا نَاقَةً لِّرَجُلٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ فَانْتَحَرُوْهَا فَرُفِعَ ذَالِكَ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَمَرَ عُمَرُ كَثِيْرَ بْنَ الصَّلْتِ اَنْ يَّقْطَعَ اَيْدِيَهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَرَاكَ تُجِيْعُهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاُغْرِمَنَّكَ غُرْمًا يَّشُقُّ عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطبؒ سے روایت ہے کہ غلاموں نے ایک شخص کا اونٹ چرا کر کاٹ ڈالا جب یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا آپ نے کثیر بن الصلت سے کہا ان غلاموں کا ہاتھ کاٹ ڈال پھر حاطب سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تو ان غلاموں کو بھوکا رکھتا ہو گا۔ ف پھر حضرت عمرؓ نے کہا حاطب سے قسم خدا کی میں تجھ سے ایسا

لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ كُنتُ وَاللّٰهِ اَمْنَعُهَا مِنْ اَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِهٖ ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

تاوان دلاؤں گا جو تجھ پر بہت گراں گزرے آپ نے اونٹ والے سے پوچھا تیرا اونٹ کتنے کا ہوگا۔ اس نے کہا میں نے چار سو درہم کو اسے نہیں بیچا حضرت عمرؓ نے کہا تو آٹھ سو درہم اس کو دے۔

ف: اس وجہ سے وہ مجبور ہو کر چوری کرنے پر آمادہ ہوئے اور پرایا مال چکھ گئے چونکہ ایسی اضطرار کی حالت میں حرام حلال ہو جاتا ہے اس واسطے ہاتھ ان کا نہ کاٹا۔

۵۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک قیمت دو چند لینے میں اس روایت پر عمل نہ ہوگا لیکن درآمد لوگوں کی یہ رہی کہ اس جانور کی جو قیمت چرانے کے دن ہوگی وہ دینی ہوگی۔

۲۰۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِيمَنْ اَصَابَ شَيْئًا مِّنَ الْبَهَآئِمِ — جو شخص کسی جانور کو نقصان پہنچائے اس کا حکم

۵۳: کہا مالکؒ نے جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو نقصان کی وجہ سے جس قدر قیمت اس کی کم ہو جائے اس کا تاوان دینا ہوگا۔

۵۴: کہا مالکؒ نے ایک اونٹ حملہ کرے کسی آدمی پر اور وہ آدمی اپنی جان کا خوف کر کے اس کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اگر وہ گواہ رکھتا ہو اس امر کا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کیا تھا تو اس پر تاوان نہ ہوگا ورنہ تاوان دینا ہوگا۔

۲۱۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِيمَا يُعْطَى الْعُمَّالُ — کاریگروں کو جو مال دیا جاتا ہے اس کا حکم

۵۵: کہا مالکؒ نے اگر کسی نے اپنا کپڑا رنگریز کو رنگنے کو دیا اس نے رنگا اب کپڑے والا یہ کہے میں نے تجھ سے یہ رنگ نہیں کہا تھا اور رنگریز کہے تو نے یہی رنگ کہا تھا تو رنگریز کا قول قسم سے مقبول ہوگا ایسا ہی درزی کا بھی حکم ہے اور سنار کا جب وہ حلف اٹھالیں البتہ اگر ایسی بات کا دعویٰ کرتے ہوں جو بالکل عرف اور رواج کے خلاف ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم نہ کھائے گا تو کاریگر سے قسم لی جائے گی۔

۵۶: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اپنا کپڑا رنگریز کو دیا رنگنے کے واسطے رنگریز نے وہ کپڑا دوسرے شخص کو پہننے کو دے دیا۔ تو رنگریز پر اس کا تاوان ہوگا اگر پہننے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کپڑا کسی اور کا ہے اور جو معلوم ہو تو تاوان اسی پر ہوگا۔

۲۲۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِي الْحِمَالَةِ وَالْحِوَلِ — حوالے اور کفالت کا بیان

۵۷: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اپنے ذمے پر جو قرض ہے اس کو اپنے ایک قرض دار پر اتار دیا قرض خواہ کی رضامندی سے اب وہ قرض دار مفلس ہو گیا یا بے جائداد مر گیا تو قرض خواہ پھر اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے البتہ اگر ایک شخص دوسرے کے ذمے پر جو قرض ہے اس کا ضامن ہو گیا پھر جو ضامن ہوا تھا بے جائداد مر گیا یا مفلس ہو گیا تو قرض خواہ قرضدار سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

ف: کیونکہ حوالہ نام ہے نقل دین کا ایک ذمے سے دوسرے ذمے پر جب محتال لہٗ نے قبول کر لیا تو محیل بری ہو گیا اب محتال علیہ کے وصول ہو یا نہ ہو محیل سے کچھ کام نہیں برخلاف کفالت کے اس میں مکفول عنہ پر بری نہیں ہوتا بلکہ کفیل مکفول عنہ کی مثل ہو جاتا ہے صحتِ مطالبہ اور وجوبِ ادا میں۔

۲۳۔بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنِ ابْتَاعَ ثَوْبًا وَّ بِهٖ عَيْبٌ

جو شخص کپڑا خرید کرے اور اس میں عیب نکلے

۵۸: کہا مالکؒ نے جب کوئی شخص کپڑا خرید ے اور اس میں عیب نکلے مثلاً پھٹا ہوا ہو یا اور کچھ عیب بائع کے پاس کا ہو گواہوں کی گواہی سے یا بائع کے اقرار سے اب مشتری نے اس کپڑے میں تصرف کیا جیسے اس کو کتر بیونت کر ڈالا۔ جس سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی پھر اس کو عیب معلوم ہوا تو وہ کپڑا بائع کو پھیر دے اور کاٹنے کا ضمان مشتری پر نہ ہوگا۔

ف: اور اگر مشتری چاہے تو کپڑے کو رکھ لے اور عیب کا نقصان بائع سے مجرا لے۔

۵۹: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب پایا مثلاً پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہے بائع نے کہا مجھے اس عیب کی خبر نہ تھی اور مشتری اس کپڑے کو کاٹ بیونت کر چکا ہے یا رنگ چکا ہے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے کپڑا رکھ لے اور بائع سے عیب کے موافق نقصان مجرا لے چاہے کپڑا پھیر دے اھد جس قدر کاٹ بیونت یا رنگ سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی ہے اس قدر بائع کو مجرا دے اگر مشتری نے اس پر وہ رنگ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ گئی تب بھی مشتری کو اختیار ہوگا چاہے عیب کا نقصان بائع سے وصول کر کے کپڑا رکھ لے چاہے بائع کا شریک ہو جائے۔ اس کپڑے میں اب دیکھا جائے گا کہ اس کپڑے کی قیمت عیب کے لحاظ سے کتنی ہے مثلاً دس درہم ہو اور مشتری کے رنگنے کی وجہ سے پندرہ درہم قیمت ہوگئی ہو تو بائع دو ثلث کا اور مشتری ایک ثلث کا اس کپڑے میں شریک ہوگا جب وہ کپڑا بکے اس کی قیمت کو اسی حساب سے بانٹ لیں گے۔

۲۴۔بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ النَّحْلِ

جو ہبہ درست نہیں اس کا بیان

(۶۰) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اَبَاهُ بَشِيْرًا اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ نَحَلْتُ ابْنِىْ هٰذَا غُلَامًا قَالَ لِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَارْتَجِعْهُ.

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میرے باپ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا سب بیٹوں کو تو نے ایسا ہی ایک ایک غلام دیا بولا نہیں تو آپؐ نے فرمایا رجوع کر ہبہ سے۔

ف: ظاہر حدیث سے عدل اور مساوات کا وجوب ثابت ہوتا ہے اولاد میں یہی قول ہے احمدؒ اور اسحاقؒ اور ثوریؒ کا اور شافعی اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ عدل اولاد میں مستحب ہے اگر ایک کو کچھ زیادہ ہبہ کرے تو ہبہ صحیح ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ دوسرے کو بھی اسی قدر دے اور نعمانؓ بن بشیر کی حدیث کی تاویل کی ہے دس طریقوں سے لیکن سب وجوہ ضعیف ہیں ذکر کیا ان کو زرقانی نے۔

(۶۱) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسَقًا مِّنْ مَّالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَبَّ اِلَىَّ غِنًى بَعْدِىْ مِنْكِ وَلَا اَعَزَّ عَلَىَّ فَقْرًا بَعْدِىْ مِنْكِ وَاِنِّىْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِيْنَ

حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ہبہ کیے تھے کھجور کے درخت جن میں سے بیس وسق کھجور نکلتی تھی اپنے باغ میں سے جو غابہ میں تھے (غابہ ایک موضع ہے شام کی راہ میں) جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہونے لگی انہوں نے کہا اے بیٹی کوئی آدمی ایسا نہیں ہے

وَسَقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ وَاللَّهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الْأُخْرَى قَالَ ذُو بَطْنِ ابْنَةِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً.

جس کا مالدار رہنا مجھے پسند ہو بعد اپنے تجھ سے زیادہ اور نہ کسی آدمی کا مفلس رہنا ناپسند ہے مجھ کو بعد اپنے تجھ سے زیادہ میں نے تجھے بیس وسق کھجور کے درخت ہبہ کیے تھے اگر تو ان درختوں سے کھجور کاٹتی اور ان پر قبضہ کر لیتی تو وہ تیرا مال ہو جاتا۔ ف[1] اب تو وہ سب وارثوں کا مال ہے اور وارث کون ہیں دو بھائی ہیں تمہارے (عبدالرحمٰن اور محمد) اور دو بہنیں ہیں تو بانٹ لینا اس کو کتاب اللہ کے موافق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے باپ! قسم خدا کی اگر بڑے سے بڑا مال ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی لیکن میں حیران ہوں (ایک بہن تو میری اسماءؓ ہے) اور دوسری بہن کون ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ جو (حبیبہ) بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میں اس کو لڑکی سمجھتا ہوں۔ ف[2]

ف ۱: کیونکہ ہبہ میں موہوب لہٗ کا قبضہ ضروری ہے بدون قبضے کے اس کی ملک ثابت نہیں ہوتی۔

ف ۲: یہ کرامت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایسا ہی ہوا ان کے پیٹ سے لڑکی پیدا ہوئی اور نام اس کا ام کلثوم رکھا گیا۔

(۶۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَنْحَلُونَ أَبْنَاءَ هُمْ نَحْلًا ثُمَّ يُمْسِكُونَهَا فَإِنْ مَّاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ قَالَ مَالِي بِيَدِي لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا وَّ إِنْ مَّاتَ هُوَ قَالَ هُوَ لِابْنِي قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ مَنْ نَّحَلَ نِحْلَةً فَلَمْ يَحُزْهَا الَّذِي نَحَلَهَا حَتّٰى تَكُونَ إِنْ مَّاتَ لِوَرَثَتِهِ فَهِيَ بَاطِلٌ.

عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا کہ ہبہ کرتے ہیں اپنے بیٹوں کو پھر روک لیتے ہیں اگر بیٹا پہلے مر جاتا ہے تو کہتے ہیں میرا مال میرے قبضے میں ہے کسی کو نہیں دیا اگر باپ مر جاتا ہے تو کہہ جاتا ہے کہ وہ میرے بیٹے کا ہے اس کو میں ہبہ کر چکا ہوں جو کوئی ہبہ کرے اور اس کو نافذ نہ کرے یعنی موہوب لہٗ اس پر قبضہ نہ کرے اس طرح سے کہ جب موہوب لہٗ مرے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے تو وہ ہبہ باطل ہے۔

۲۵۔ بَابُ: مَالَا يَجُوزُ مِنَ الْعَطِيَّةِ

جو عطیہ درست نہیں ہے اس کا بیان

۶۳: کہا مالکؒ نے جو شخص ثواب کے واسطے کسی کو کوئی شئے دے اس کا عوض نہ چاہتا ہو اور لوگوں کو اس پر گواہ کر دے تو وہ نافذ ہو جائے گا مگر جب دینے والا مر جائے معطیٰ لہٗ کے قبضے سے پہلے۔ اگر دینے والا یہ چاہے کہ بعد دینے کے اس کو رکھ چھوڑے تو یہ نہیں ہو سکتا معطیٰ لہٗ جب چاہے تو جبراً اس سے لے سکتا ہے۔

۶۴: کہا مالکؒ نے اگر زید نے عمرو کو ایک شئے للہ دی بعد اس کے زید مر گیا عمرو ایک گواہ لے کر آیا تو عمرو کو قسم کھانی پڑے گی اگر وہ قسم کھالے گا تو ایک گواہی اور ایک قسم پر وہ شئے عمرو کو دلا دیں گے اگر عمرو نے قسم سے انکار کیا تو زید سے قسم لیں گے اگر زید نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ شئے دینی پڑے گی جب عمرو کے پاس ایک گواہ بھی ہو اگر ایک بھی گواہ نہ ہو تو عمرو کا صرف دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔

۶۵: کہا مالکؒ نے ایک شخص نے ایک شئے للہ دی پھر معطیٰ لہٗ قبل قبضے کے مر گیا تو اس کے وارث اس کے قائم مقام ہوں گے اگر دینے والا قبل معطیٰ لہٗ کے قبضے کے مر گیا تو اب اس کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ قبضہ نہ ہونے کے سبب سے وہ ہبہ لغو ہو گیا اگر دینے والا اس کو

روک رکھے اور ہبہ پر گواہ نہ ہوں تو یہ نہیں ہوسکتا جب معطیٰ لہٗ لینے کو کھڑا ہو جائے تو لے سکتا ہے۔

٢٦۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِی الْھِبَةِ — ہبے کا حکم

(٦٦) عَنْ اَبِیْ غَطْفَانَ بْنِ طَرِیْفِ الْمُرِّیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَّھَبَ ھِبَةً لِصِلَةِ رِحْمٍ اَوْ عَلٰی وَجْهِ صَدَقَةٍ فَاِنَّهٗ لَا یَرْجِعُ فِیْھَا وَمَنْ وَّھَبَ ھِبَةً یَّرٰی اَنَّهٗ اَرَادَبِھَا الثَّوَابَ فَھُوَ عَلٰی ھِبَتِهٖ یَرْجِعُ فِیْھَا اِذَا لَمْ یَرْضَ مِنْھَا.

ابی غطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص ہبہ کرے کسی ناتے والے کو صلہ رحم کے واسطے یا صدقہ کے طور پر ثواب کے واسطے تو اس میں رجوع نہیں کرسکتا اور جو ہبہ کرے عوض لینے کے واسطے تو وہ رجوع کرسکتا ہے جب کہ ناراض ہو۔

ف: جب تک کہ اس کا عوض نہ لے چکا ہو۔

٦٧: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب موہوب میں کچھ تفاوت ہو جائے کمی بیشی سے اور وہ ہبہ ایسا ہو جو عوض کے واسطے دیا گیا ہو تو موہوب لہٗ کو اس کی قیمت قبضے کے دن کی دینی پڑے گی۔

٢٧۔ بَابُ الْاِعْتِصَارِ فِی الصَّدَقَةِ — صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان

٦٨: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے باپ اگر اپنے بیٹے کو کچھ صدقہ کے طور پر دے تو بیٹا اس کو اپنے قبضے میں کرلے یا بیٹا صغیر سن ہو خود باپ کی گود میں ہو اور وہ صدقہ پر گواہ کردے تو اب باپ کو اس میں رجوع کرنا درست نہیں کیونکہ کسی صدقہ میں رجوع درست نہیں۔

٦٩: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو کوئی چیز محبت کی وجہ سے دے نہ کہ صدقہ کے طور پر تو وہ اس میں رجوع کرسکتا ہے جب تک کہ بیٹا اس جائداد کے اعتماد پر معاملہ نہ کرنے لگے اور لوگ اس کو اس جائداد کے بھروسے پر قرض نہ دیں لیکن جب ایسا ہو جائے تو پھر رجوع نہیں کرسکتا۔

کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اور کوئی عورت اس بیٹے سے اس واسطے نکاح کرے کہ جائداد ہبہ میں پا کر غنی (مالدار) ہو گیا ہے یا کوئی شخص اپنی بیٹی کو ہبہ کرے پھر اس سے کوئی مرد نکاح کرے اس جائداد کے خیال سے تو اب باپ رجوع نہیں کرسکتا۔

٢٨۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِی الْعُمْرٰی — عمریٰ کے بیان میں

ف: عمریٰ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تجھ کو اپنا گھر عمر بھر کے واسطے دیا۔

(٧٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰی لَهٗ وَ لِعَقِبِهٖ فَاِنَّھَا لِلَّذِیْ یُعْطِیْھَا لَا تَرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ اَعْطَاھَآ اَبَدًا اِلَّا اَنَّهٗ اَعْطٰی عَطَآءً وَّقَعَتْ فِیْهِ الْمَوَارِیْثُ.

جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو عمریٰ دے اس کے واسطے اور اس کے وارثوں کے واسطے تو پھر وہ عمریٰ اسی کا ہو جاتا ہے دینے والے کو پھر نہیں مل سکتا (کیونکہ اس نے ایسی چیز دی جس میں وراثت ہونے لگی)

ف: یہ قول ابوسلمہ کا ہے اگر اس کی حین حیات تک عمریٰ دیا تو بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رجوع نہیں ہوسکتا۔ اور مالکؒ کے نزدیک ہو

سکتا ہے۔

(۷۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ اَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُوْلًا نِ الدِّمَشْقِيَّ يَسْاَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعُمْرٰى وَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَفِيْمَا اَعْطَوْا.

عبدالرحمٰنؒ بن قاسم نے سنا مکحولؒ سے پوچھتے ہوئے قاسم سے عمریٰ کے متعلق کیا قول ہے لوگوں کا اس میں قاسم نے کہا میں نے تو لوگوں کو اپنی شرطیں پوری کرتے ہوئے پایا اپنے مالوں میں اور جو کچھ وہ دیا کرتے تھے اس کو بھی پورا کرتے تھے۔

۷۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمریٰ دینے والے کو پھر عمریٰ مل جائے گا جب کہ معمرلہٗ مر جائے اور دینے والے نے اس کے وارثوں کو نہ دیا ہو بلکہ معمرلہٗ کے حین حیات تک دیا ہو۔

(۷۳) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ دَارَهَا قَالَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ اَسْكَنَتْ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَاعَاشَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ بِنْتُ زَيْدٍ قَبَضَ عَبْدُاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ الْمَسْكَنَ وَرَاٰى اَنَّهُ لَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ وارث ہوئے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے وہ اپنا گھر زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو زندگی بھر رہنے کو دے گئی تھیں جب وہ مر گئیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس گھر کو لے لیا اپنا سمجھ کر۔

۲۹۔بَابُ الْقَضَآءِ فِي اللُّقَطَةِ

لقطے کا بیان

ف: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو راہ میں پڑی ہوئی ملے۔

(۷۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآءَ هَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَاْنُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْلِاَخِيْكَ اَوْلِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَآءُ هَا وَ حِذَآءُ هَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور پوچھا آپ سے لقطہ کو فرمایا آپؐ نے فرمایا پہچان رکھ ظرف اس کا (جس میں لقطہ ہو خواہ چمڑے میں ہو یا کپڑے میں ہو) اور پہچان رکھ بندھن اس کا پھر ایک برس تک لوگوں سے اس کا حال کہا کر۔ ف[۱] اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو دے دے نہیں تو لے لے پھر اس نے کہا اگر کوئی بکری بہکی بھٹکی مل جائے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا بکری تیرے کام میں آئے گی یا تیرے بھائی کے نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا۔ ف[۲] پھر اس شخص نے کہا اگر اونٹ بھولا بھٹکا ملے آپ نے فرمایا اونٹ سے تجھے کیا کام وہ تو اپنے ساتھ اپنا پانی رکھتا ہے اور موزے رکھتا ہے۔ ف[۳] جہاں اس کو پانی مل جاتا ہے پی لیتا ہے جو درخت ملتا ہے کھا لیتا ہے یہاں تک کہ مالک اس کا اس کو پا لیتا ہے۔ ف[۴]

ف۱: ایسے مقاموں میں جہاں لوگ جمع ہوا کرتے ہیں جیسے جامع مسجد عیدگاہ میلے ٹھیلوں میں پکار کر کہے جس کی کچھ چیز گم ہوگئی ہو تو ہمارے پاس آئے اس کا پتہ بتلائے۔

ف۲: مطلب یہ کہ بکری کو پکڑے چھوڑ نہ دے اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے حوالے کر دے نہیں تو کام میں لائے اگر چھوڑ دے گا تو احتمال ہے کہ بھیڑیا اس کو پھاڑ ڈالے یا اور کوئی جانور مار ڈالے تو مسلمان کا مال ناحق ضائع ہو۔

ف ۳: یعنی پیٹ میں اس کے پانی بھرا رہتا ہے کئی دن تک پیاس (بھوک) کا متحمل ہو سکتا ہے۔
ف ۴: یعنی تلوے اس کے مضبوط اور زور آور ہیں کہ چلنے سے گھستے نہیں۔
ف ۵: تو اونٹ کو پکڑنا جائز نہیں کیونکہ اس کے تلف ہونے کا خوف نہیں ہے۔

(۷۵) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَدْرِ نِ الْجُهَنِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِيْقِ الشَّامِ فَوَجَدَ صُرَّةً فِيْهَا ثَمَانُوْنَ دِيْنَارًا فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَرِّفْهَا عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ وَاذْكُرْهَا لِكُلِّ مَنْ يَّاْتِيْ مِنَ الشَّامِ سَنَةً فَاِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَشَاْنُكَ بِهَا.

معاویہ بن عبداللہ بن بدر الجہنیؒ سے روایت ہے ان کے باپ نے بیان کیا کہ انہوں نے شام کے راستہ میں ایک منزل میں جہاں لوگ اتر چکے تھے ایک تھیلی پائی جس میں اسی دینار تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ نے کہا مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کر اور جو شخص شام سے آئے اس سے بیان کیا کر ایک برس تک جب ایک برس گزر جائے پھر تجھ کو اختیار ہے۔

(۷۶) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ لُقَطَةً فَجَآءَ بِهَآ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ اِنِّيْ وَجَدْتُّ لُقَطَةً فَمَا ذَا تَرٰى فِيْهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَرِّفْهَا فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ زِدْ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَا اٰمُرُكَ اَنْ تَاْكُلَهَا وَلَوْ شِئْتَ لَهُ تَاْخُذْهَا.

نافع سے روایت ہے ایک شخص نے لقطہ پایا اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے آیا اور پوچھا کیا کہتے ہو اس باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں سے پوچھ اور بتا اس نے کہا میں پوچھ اور بتا چکا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اور سہی اس نے کہا میں پوچھ بتا چکا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں کبھی تجھ کو حکم نہ کروں گا اس کے کھانے کا اگر تو چاہتا تو اس کو نہ لیتا۔

ف: جب لے لیا تو وقت اٹھانا ضروری ہے اس واسطے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک لقطہ اٹھانا مکروہ ہے۔

۳۰۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْعَبْدِ اللُّقَطَةَ

غلام لقطے کو پا کر خرچ کر ڈالے تو کیا حکم ہے

۷۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے غلام اگر لقطہ پائے اور اس کو خرچ کر ڈالے میعاد گزرنے سے پہلے یعنی ایک برس سے پہلے تو وہ اس کے ذمہ رہے گا اب جب اس کا مالک آئے تو غلام کا مولیٰ لقطے کی قیمت ادا کرے یا غلام کو حوالے کر دے اگر غلام نے میعاد گزرنے کے بعد اس کو صرف کیا تو وہ اس کے ذمے قرض رہے گا جب آزاد ہو اس سے لے لے فی الحال کچھ نہیں لے سکتا نہ مولیٰ کو اس کا دینا لازم ہے۔

۳۱۔ بَابُ الْقَضَآءِ فِي الضَّوَالِ

جو جانور مالک کے پاس گم ہو گئے ہوں اس کا بیان

(۷۸) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ ضَحَّاكِ نِ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ وَجَدَ بَعِيْرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ يُّعَرِّفَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ اَنَّهُ قَدْ شَغَلَنِيْ عَنْ

سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک انصاری نے ایک اونٹ پایا حرہ میں (حرہ ایک زمین ہے کالی پتھروں والی مدینہ کے قریب) اس کو رسی سے باندھا اور حضرت عمرؓ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہا تین مرتبہ اس کو بتاؤ ثابتؒ نے کہا اپنی زمین کی

ضَيْعَتِيْ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَّهٗ.

خبر لینے سے میں مجبور ہو گیا۔ ف حضرت عمرؓ نے کہا جہاں سے تو نے اس اونٹ کو پایا ہے وہیں چھوڑ دے۔

ف: یعنی اونٹ کے بتانے میں میرا اصلی کام موقوف ہو گیا۔

(۷۹) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ مَنْ اَخَذَ ضَآلَّةً فَهُوَ ضَآلٌّ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے فرمایا جو شخص گم ہوئی چیز کو اٹھائے وہ خود گمراہ ہے۔

ف: اگر لے لینے کی نیت سے اٹھائے اور جو بتانے کی نیت سے اٹھائے تو کچھ قباحت نہیں۔

(۸۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ كَانَتْ ضَوَالُّ الْاِبِلِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِبِلًا مُّؤَبَّلَةً تُنَاتِجُ لَايَمَسُّهَآ اَحَدٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَمَرَ بِتَعْرِيْفِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَآءَ صَاحِبُهَآ اُعْطِيَ ثَمَنُهَا.

ابن شہابؒ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو اونٹ گے ہوئے ملتے تھے وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے بچے جنا کرتے تھے کوئی ان کو نہ لیتا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا انہوں نے حکم کیا کہ بتائے جائیں پھر بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں رکھی جائے جب مالک آئے تو اس کو دے دی جائے۔

۳۲۔بَابُ صَدَقَةِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

زندہ مردے کی طرف سے صدقہ دے تو مردے کو ثواب پہنچتا ہے

(۸۱) عَنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَحَضَرَتْ اُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقِيْلَ لَهَا اَوْصِيْ فَقَالَتْ فِيْمَا اُوْصِيْ اِنَّمَا الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ يَّقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ذُكِرَ ذَالِكَ فَقَالَ سَعْدٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَآئِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَآئِطٍ سَمَّاهُ.

شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہؒ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کو نکلے ان کی ماں مدینہ میں مرنے لگیں لوگوں نے ان سے کہا وصیت کرو انہوں نے کہا کیا وصیت کروں مال تو سعد کا ہے پھر مر گئیں سعد کے آنے سے پہلے جب سعد آئے لوگوں نے بیان کیا سعد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے کچھ للہ دوں تو اس کو فائدہ ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں پھر سعدؓ نے کہا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے میری ماں کی طرف سے۔

(۸۲) عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّيْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری ماں کا دم یکایک نکل گیا اگر بات کرنے پاتی تو ضرور صدقہ کرتی کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

(۸۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلٰى اَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ

ایک شخص انصاری نے اپنے والدین کو کھجور کے درخت صدقہ میں دیئے پھر والدین مر گئے تو وہی شخص اس کا وارث ہوا اس نے

فَهَلَكَا فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَأَلَ عَنْ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ اُجِرْتَ فِيْ صَدَقَتِكَ وَخُذْهَا بِمِيْرَاثِكَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے صدقہ کا ثواب ہوا اب میراث میں اس کو لے لے۔

۳۳۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْوَصِيَّةِ

وصیت کا حکم

(۸۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَاحَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَيْءٌ يُّوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ عِنْدَهٗ مَكْتُوْبَةٌ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لائق ہے آدمی کو جس کے پاس کوئی چیز یا معاملہ ایسا ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وہ دو راتیں گزارے بغیر وصیت لکھے ہوئے۔

ف: کیونکہ احتمال ہے کہ موت آجائے اور وصیت لکھنا نصیب نہ ہو تو لوگوں کا مؤاخذہ دار ہو کر مرے۔

۸۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جو آدمی اپنی صحت یا مرض میں کچھ وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا اور کچھ وصیت تو اس میں تغیر اور تصرف کر سکتا ہے مرتے دم تک اور یہ بھی ممکن ہے کہ بالکل اس وصیت کو موقوف کر کے دوسری کوئی وصیت کرے مگر جب کسی غلام کو مدبر کر چکا ہو تو اب اس کی تدبیر کو باطل نہیں کر سکتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لائق ہے مسلمان آدمی کو (آخر تک الحدیث)

۸۶: کہا مالکؒ نے اگر موصی اپنی وصیت کے بدلنے پر قادر نہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ ہر وصیت کرنے والے کا مال اس کے اختیار سے نکل کر رکا رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے کبھی آدمی اپنی صحت میں وصیت کرتا ہے اور کبھی سفر میں جاتے وقت۔

۸۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک ہر وصیت کو بدل سکتا ہے سوائے تدبیر کے۔

۳۴۔ بَابُ جَوَازِ وَصِيَّةِ الضَّعِيْفِ وَالصَّغِيْرِ وَالْمُصَابِ وَالسَّفِيْهِ

ضعیف اور کم سن اور مجنون اور احمق کی وصیت کا بیان

(۸۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ نِ الزُّرَقِيِّ اَنَّهٗ قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ هٰهُنَا غُلَامًا يُّفَاعًا لَّمْ يَحْتَلِمْ مِّنْ غَسَّانَ وَوَارِثُهٗ بِالشَّامِ وَهُوَ ذُوْمَالٍ وَّلَيْسَ لَهٗ هٰهُنَا اِلَّا بِنْتُ عَمٍّ لَّهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلْيُوْصِ لَهَا قَالَ فَاَوْصٰى لَهَا بِمَالٍ يُّقَالُ بِيْرِ جُشَمٍ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ فَبِيْعَ ذَالِكَ الْمَالُ بِثَلٰثِيْنَ اَلْفِ دِرْهَمٍ وَبِنْتُ عَمِّهِ الَّتِيْ اَوْصٰى لَهَا هِيَ اُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ نِ الزُّرَقِيِّ.

عمرو بن سلیم زرقی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اس جگہ مدینہ میں ایک لڑکا ہے قریب بلوغ کے مگر بالغ نہیں ہوا قبیلہ غسان سے اور اس کے وارث شام میں ہیں اور اس کے پاس مال ہے اور یہاں اس کا کوئی وارث نہیں سوائے ایک چچازاد بہن کے تو حضرت عمرؓ نے کہا اس کو وصیت کرے اس لڑکے نے مال کی وصیت جس کا نام بیر جشم تھا اپنی چچازاد بہن کے واسطے کی عمرو بن سلیمؒ نے کہا وہ مال تیس ہزار درہم کو بکا اور اس کی چچازاد بہن عمرو بن سلیم کی ماں تھی۔

(۸۹) عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ غُلَامًا مِّنْ غَسَّانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَوَارِثُهٗ بِالشَّامِ فَذُكِرَ ذَالِكَ

ابوبکر بن حزمؒ سے روایت ہے کہ ایک لڑکا غسان کا مرنے لگا مدینہ میں اور وارث اس کے شام میں تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا

لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ اِنَّ فُلَانًا يَمُوتُ اَفَيُوصِي فَقَالَ فَلْيُوصِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَبُوبَكْرٍ وَّكَانَ الْغُلَامُ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ اَوِاثْنَتَا عَشَرَةَ سَنَةً فَاَوْصَى بِبِيْرِ جُشَمٍ فَبَاعَهَا اَهْلُهَا بِثَلٰثِيْنَ اَلْفِ دِرْهَمٍ.

ذکر ہوا اور پوچھا گیا کیا وصیت کرے؟ آپ نے فرمایا وصیت کرے یحیٰی بن سعید نے کہا وہ لڑکا دس برس کا تھا یا بارہ برس کا وہ بیر جشم (اس مال کا نام تھا) چھوڑ گیا اس کی وصیت کر گیا لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم کو بیچا۔

۹۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ ضعیف العقل اور نادان اور مجنون کی جس کو کبھی آفاقہ ہو جاتا ہے وصیت درست ہے جب اتنی عقل رکھتے ہوں کہ وصیت جو کریں اس کو سمجھیں اگر اتنی بھی عقل نہ ہو تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

۳۴-بَابُ الْقَضَآءِ فِي الْوَصِيَّةِ فِي الثُّلُثِ لَا تَتَعَدّٰى

ثلث سے زیادہ وصیت درست نہ ہونے کا بیان

(۹۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجعٍ اشْتَدَّبِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَاتَرٰى وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا بِنْتٌ لِّيْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَاثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّ لَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّ يُضَرَّبِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ.

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو آئے (یعنی بیمار پرسی کے لیے) حجۃ الوداع کے سال میں اور میرا مرض شدید تھا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بیماری کا حال تو آپ دیکھتے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں دو ثلث مال للہ دے دوں آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا آدھا مال دے دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں پھر خود آپ نے فرمایا تہائی مال للہ دے دے اور تہائی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو فقیر بھیک منگا چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور تو جو چیز صرف کرے گا خدا کی رضا مندی کے واسطے تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بی بی کے منہ میں دیتا ہے اس کا بھی ثواب ملے گا پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے رہ جاؤں گا۔ ف[1] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو پیچھے رہ جائے گا اور نیک کام کرے گا تیرا درجہ بلند ہو گا اور شاید تو زندہ رہے (مکہ میں نہ مرے) یہاں تک کہ نفع دے اللہ جل جلالہٗ تیرے سبب سے ایک قوم کو اور نقصان دے ایک قوم کو۔ ف[2] اے پروردگار! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور مت پھیر دے ان کو اس ہجرت سے ان کی ایڑیوں پر لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہؓ ہیں جن کے واسطے رسول اللہ ﷺ رنج کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ مکہ میں مر گئے۔ ف[3]

ف ا: یعنی آپ مکہ سے چلے جائیں گے اور میں مکہ میں رہ جاؤں گا بوجہ بیماری کے چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کر چکے تھے۔ اس واسطے وہاں کا رہنا مکروہ جانتے تھے کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دیا تھا۔

ف ۲: یہ قول آنحضرت ﷺ کا سچا ہوا سعد بن ابی وقاصؓ مدت تک زندہ رہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بڑی بڑی فتوحات کیں نفع ہوا ان کے سبب سے مسلمانوں کو اور ضرر ہوا ان کے سبب سے کفار کو اور انتقال ہوا سعد کا ۵۵ ہجری میں یا ۵۸ ہجری میں تو بعد اس بیماری کے پینتالیس برس تک زندہ رہے۔

ف ۳: حجۃ الوداع میں کیونکہ جس زمین سے آدمی ہجرت کر چکے وہاں مرنا مکروہ ہے۔

۹۲: کہا مالکؒ نے اگر کوئی وصیت کرے تہائی مال کی ایک شخص کو اور کہے غلام میرا فلاں شخص کی خدمت کرے جب تک وہ شخص زندہ رہے پھر آزاد ہے بعد اس کے اس غلام کی قیمت ثلث مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگا دیں گے اور اس غلام میں حصہ کر لیں گے جس کو ثلث مال کی وصیت کی ہے اس کا حصہ ایک ثلث ہوگا اور جس کو خدمت کی وصیت کی ہے اس کا حصہ خدمت کے موافق ہوگا بعد اس کے دونوں شخص اس غلام کی خدمت یا کمائی میں سے اپنا حصہ لیا کریں گے۔ جب وہ شخص مرجائے گا جس کے واسطے خدمت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

۹۳: کہا مالکؒ نے جو شخص وصیت کرے کئی آدمیوں کے لیے پھر اس کے وارث یہ دعویٰ کریں کہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے ہر ایک موصیٰ لہٗ کو اس کی وصیت ادا کریں اور میت کا پورا ترکہ آپ لے لیں یا تہائی مال موصیٰ لہٗ جتنے ہوں ان کے حوالہ کر دیں وہ اپنے حصوں کے موافق اس کو تقسیم کر لیں گے۔

۳۵۔ بَابُ اَمْرِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيْضِ وَالَّذِيْ يَحْضُرُ الْقِتَالَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ — حاملہ اور بیمار کو اور اس شخص کو جو میدانِ جنگ میں کھڑا ہو اپنے مال میں کتنا اختیار رہے

۹۴: کہا مالکؒ نے حاملہ بھی مثل بیمار کے ہے اگر بیماری خفیف ہو جس میں موت کا خوف نہ ہو تو مالکِ مال کو اختیار ہے جیسا چاہے تصرف کرے البتہ جس بیماری میں موت کا خوف ہو تو ثلث سے زیادہ تصرف درست نہیں۔

۹۵: کہا مالکؒ نے اسی طرح حاملہ بھی اوائل حمل میں جب تک خوشی اور سرور اور صحت سے رہے نہ مرض ہو نہ خوف اپنے کل مال میں اختیار رکھے گی۔ اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"ہم نے بشارت دی سارہ کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی"۔

اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے:

"جب آدمی نے عورت سے جماع کیا تو اس کو حمل ہو گیا ہلکا ہلکا چلتے پھرتے رہے جب حمل بھاری ہوا تو دونوں نے دعا کی اللہ سے جوان کا رب تھا کہ اگر تو ہم کو نیک (یا صحیح وسالم) بچہ دے گا تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے"۔

پس عورت حاملہ جب بوجھل ہو جائے تو اس وقت ثلث مال سے زیادہ اختیار نہیں رہتا اور یہ بعد چھ مہینے کے ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے:

"مائیں اپنے بچے کو دو برس کامل دودھ پلائیں جو شخص دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے"۔

اور پھر فرماتا ہے: "حمل اور دودھ چھڑائی اس کی تیس مہینے میں ہوتی ہے"۔

تو جب حاملہ پر چھ مہینے گزر جائیں حمل کے روز سے اس وقت سے اس کا تصرف ثلث مال سے زیادہ میں درست نہ ہوگا۔

۹۶: کہا مالکؒ نے جو شخص صفِ جنگ میں کھڑا ہو اور لڑائی کو جائے اس کو بھی ثلث مال سے زیادہ اپنے مال میں تصرف درست نہیں وہ

بھی حاملہ اور بیمار کے حکم میں ہے۔

۳۶۔ بَابُ الْوَصِیَّةِ لِلْوَارِثِ وَ الْحِیَازَةُ — وارث کے واسطے وصیت کا بیان اور وارث کو کچھ مال دے جانے کا بیان

۹۷: کہا مالکؒ نے یہ جو آیت ہے:

﴿ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا نِ الْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ﴾

''یعنی جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور مال چھوڑ جائے تو وصیت کرے والدین اور ناتے والوں کے واسطے''۔

یہ آیت منسوخ ہے آیات میراث سے جن میں اللہ نے ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا[1]

ف: اور یہ حکم اس وقت کا تھا جب آیات مواریث نہیں اتری تھیں لوگ جیسے وصیت کر جاتے اس کے موافق مال ان کا تقسیم ہو جاتا۔

۹۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک وارث کے واسطے وصیت درست نہیں ہے مگر جب اور ورثاء اجازت دیں اور اگر بعض ورثاء اجازت دیں اور بعض نہ دیں تو جو اجازت دیں گے ان کے حصے میں سے وصیت ادا کی جائے گی۔

۹۹: کہا مالکؒ نے جو شخص بیمار ہو وہ اپنے وارثوں سے اجازت چاہے ثلث سے زیادہ وصیت کرنے کی اور وارث اجازت دیں اس بات کی کہ ثلث سے زیادہ کسی وارث کے لیے وصیت کرے تو پھر ان وارثوں کو رجوع کا اختیار نہیں اگر رجوع درست ہوتا تو ہر وارث یہی کیا کرتا جب موصی مر جاتا تو مال وصیت آپ لے لیا کرتے اور اس کی وصیت روک دیتے البتہ اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت چاہے وارث کے واسطے وصیت کرنے کی اور وہ اجازت دے دے تو اس سے رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ جب آدمی صحیح ہے تو اپنے کل مال میں اختیار رکھتا ہے چاہے سب صدقہ دے چاہے سب کسی کے حوالے کر دے تو یہ اذن لینا لغو ہوا اور وارثوں کا اذن دینا بھی اپنے وقت سے پیشتر ہوا اس واسطے ان کو رجوع درست ہے بلکہ اذن لینا اس وقت درست ہے جب وہ اپنے مال میں اختیار نہ رکھتا ہو اور ثلث سے زیادہ تصرف کرنے پر قادر نہ ہو اس وقت وارثوں کو دو ثلث کا اختیار ہو گا وہ اجازت بھی دے سکتے ہیں اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا تو اپنا حصہ میراث کا مجھے ہبہ کر دے اس نے ہبہ کر دیا لیکن مریض نے اس میں کچھ تصرف نہیں کیا یوں ہی مر گیا تو وہ حصہ پھر اسی وارث کا ہو جائے البتہ اگر میت یوں کہے ایک وارث سے کہ فلانا وارث بہت ضعیف ہے تو بھی اپنا حصہ اس کو ہبہ کر دے اور اگر وہ ہبہ کر دے تو درست ہو جائے گا اگر وارث نے اپنا حصہ میراث میت کو ہبہ کر دیا اس نے کچھ اس میں سے کسی کو دلایا کچھ بچ رہا تو جو بچ رہا وہ اسی وارث کا ہو گا۔

۱۰۰: کہا مالکؒ نے جس شخص نے وصیت کی بعد اس کے معلوم ہوا کہ اس نے اپنے ایک وارث کو کچھ دیا تھا جس پر اس نے قبضہ نہیں کیا اور ورثاء نے اس کی اجازت سے انکار کیا تو وہ ورثاء کا حق ہو جائے۔ اور کتاب اللہ کے موافق تقسیم ہو گا۔

۳۷۔ بَابُ مَاجَآءَ فِی الْمُؤَنَّثِ مِنَ الرِّجَالِ وَمَنْ اَحَقُّ بِالْوَلَدِ — جو مرد عورت کی مثل ہو (یعنی شہوت نہ رکھتا ہو) اس کا بیان اور لڑکے کا کون حقدار ہے ماں یا باپ

(۱۰۱) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ مُخَنَّثًا کَانَ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ — عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے ایک مخنث (جو خلقی نامرد تھا نام اس

[1] یہ آیت منسوخ نہیں ہے اس کی پوری بحث دیگر کتب و تفاسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ مصحح

زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اُمَيَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ يَا عَبْدَاللّٰهِ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَدْخُلَنَّ هٰؤُلَآءِ عَلَيْكُنَّ.

کا ہیت تھا) حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کے پاس تھا اس نے عبداللہ بن امیہ سے کہا اور رسول اللہ ﷺ سن رہے تھے اے عبداللہ اگر کل اللہ جل جلالہ تمہارے ہاتھ سے طائف کو فتح کرا دے تو تم غیلان کی بیٹی کو ضرور لینا جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے پٹ پر چار بٹیں معلوم ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو چار کی آٹھ بٹیں معلوم ہوتی ہیں (دونوں جانب سے پہلو کے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔

ف: بٹیں پڑنے سے غرض یہ ہے وہ عورت موٹی اور گداز ہے عرب کے لوگ موٹی اور پر گوشت عورتوں کو پسند کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر معلوم کیا کہ اس مخنث کے دل میں بھی عورتوں کی خواہش ہے جب ہی تو اچھے برے کو تمیز کرتا ہے اس واسطے منع کیا عورتوں کے پاس اس کے آنے سے۔

(۱۰۲) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهٗ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ ثُمَّ اِنَّهٗ فَارَقَهَا فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُبَآءَ فَوَجَدَ ابْنَهٗ عَاصِمًا يَّلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ بِفِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِعَضُدِهٖ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ فَاَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ اِيَّاهُ حَتّٰى اَتَيَآ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ابْنِيْ وَقَالَتِ الْمَرْاَةُ ابْنِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ قَالَ فَمَا رَاجَعَهٗ عُمَرُ الْكَلَامَ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن محمدؒ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک انصاری عورت تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عاصم بن عمر رکھا گیا پھر حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور مسجد قبا میں آئے وہاں عاصم کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا مسجد کے صحن میں حضرت عمرؓ نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے جانور پر سوار کر لیا لڑکے کی نانی نے یہ دیکھ کر ان سے جھگڑا کیا اور اپنا لڑکا طلب کیا پھر دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا بیٹا ہے عورت نے کہا میرا بچہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا عمرؓ سے چھوڑ دو بچے کو اور دے دو اس کی نانی کو حضرت عمرؓ چپ ہو رہے اور کچھ تکرار نہ کی۔

ف: کیونکہ حق پرورش کا نانی کو ہے باپ کو نہیں جب تک کہ وہ بچہ سن شعور کو نہ پہنچے۔

۱۰۳: کہا مالکؒ نے اسی حدیث پر عمل ہے۔

۳۸۔ بَابُ الْعَيْبِ فِي السِّلْعَةِ وَضَمَانُهَا اسباب میں عیب نکلنے کا بیان اور اس کا تاوان کس پر ہے

۱۰۴: کہا مالکؒ نے ایک شخص جانور یا کپڑا یا اور کوئی اسباب خرید کرے پھر یہ بیع ناجائز معلوم ہو اور مشتری کو حکم ہو کہ وہ چیز بائع کو پھیر دے (حالانکہ اس شئے میں کوئی عیب ہو جائے) تو بائع کو اس شئے کی قیمت ملے گی اس دن کی جس دن کہ وہ شئے مشتری کے قبضے میں آئی تھی نہ کہ اس دن کی جس دن کہ وہ پھرتا ہے کیونکہ جس دن سے وہ شئے مشتری کے قبضے میں آئی تھی اس دن سے وہ اس کا ضامن ہو گیا تھا اب جو کچھ اس میں نقصان ہو جائے وہ اسی پر ہوگا اور جو کچھ زیادتی ہو جائے وہ بھی اسی کی ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مال ایسے وقت میں لیتا ہے جب اس کی قدر اور تلاش ہو پھر اس کو ایسے وقت میں پھیر دیتا ہے جب کہ وہ بے قدر ہو کوئی اس کو نہ پوچھے تو آدمی ایک

شئے خریدتا ہے دس دینار کو پھر اس کو رکھ چھوڑتا ہے اور پھرتا ہے ایسے وقت میں جب اس کی قیمت ایک دینار ہو تو یہ نہیں ہو سکتا کہ بے چارے بائع کا نو دینار کا نقصان کرے یا جس دن خریدا اسی دن اس کی قیمت ایک دینار تھی پھر پھیرتے وقت اس کی قیمت دس دینار ہوگئی تو بائع مشتری کو ناحق نو دینار کا نقصان دے اسی واسطے قیمت اس دن کی واجب ہوئی جس دن کہ وہ شئے مشتری کے قبضے میں آئی ہو۔

۱۰۵: کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ ہے کہ چور جب کسی کا اسباب چرائے تو اس کی قیمت چوری کے روز کی لگائی جائے گی اور اس دن کی قیمت نصاب کے برابر ہوگی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں اگر اس کے ہاتھ کاٹنے میں دیر ہوئی اور اس چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

۳۹۔ بَابُ جَامِعِ الْقَضَآءِ وَكَرَاهِيَتِهِ

(۱۰۶) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَآءِ كَتَبَ اِلٰى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنْ هَلُمَّ اِلَى الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ سَلْمَانُ اَنَّ الْاَرْضَ لَا تُقَدِّسُ اَحَدًا وَّاِنَّمَا يُقَدِّسُ الْاِنْسَانَ عَمَلُهُ وَقَدْ بَلَغَنِيْ اِنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيْبًا تُدَاوِيْ فَاِنْ كُنْتَ تُبْرِئُ فَنِعِمَّا لَكَ وَاِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا فَاحْذَرْ اَنْ تَقْتُلَ اِنْسَانًا فَتَدْخُلَ النَّارَ فَكَانَ اَبُو الدَّرْدَآءِ اِذَا قَضٰى بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ اَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ اِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَآ اِلَيَّ اَعِيْدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَّاللّٰهِ.

قضا کی مختلف احادیث کا بیان اور قضا کے مکروہ ہونے کا بیان

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ ابوالدرداءؓ نے سلمان فارسیؓ کو لکھا کہ چلے آؤ مقدس (پاک) زمین میں سلمانؓ نے جواب لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ آدمی کو اس کے عمل مقدس کرتے ہیں (جس زمین میں ہو) اور میں نے سنا ہے تم طبیب بنے ہو۔ ف[۱] لوگوں کی دوا کرتے ہو اگر تم لوگوں کو دوا سے اچھا کرتے ہو تو بہتر ہے اور اگر تم طب نہیں جانتے تو خواہ مخواہ طبیب بن گئے ہو۔ ف[۲] بچو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی کو مار ڈالو تو جہنم میں جاؤ پھر ابوالدرداءؓ جب فیصلہ کیا کرتے دو شخصوں میں اور وہ جانے لگتے تو دوبارہ ان کو بلاتے اور کہتے پھر بیان کرو اپنا قصہ میں تو واللہ طب نہیں جانتا یوں ہی علاج کرتا ہوں۔ ف[۳]

ف ۱: یعنی قاضی بنے ہو طبیب امراض ظاہری کا علاج کرتا ہے اور قاضی امراض باطنی کا یا جیسے طبیب علاج کرتا ہے۔ ادویہ اغذیہ سے قرائن دیکھ کر ویسا ہی قاضی بھی گواہ اور قسم اور قرائن دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔

ف ۲: یعنی علم شرع نہیں جانتے یوں ہی قاضی بن بیٹھے ہو۔

ف ۳: یہ ابوالدرداءؓ عجز سے کہتے تھے تاکہ اللہ جل شانہٗ مدد کرے اور صواب (صحیح بات) کی توفیق دے۔ اکثر سلف نے عہدہ قضا کو مکروہ جانا ہے اور اس سے پرہیز کیا چنانچہ ابوحنیفہؒ کسی طرح اس عہدے پر راضی نہیں ہوتے بہت تکلیفیں اٹھائیں اس خیال سے کہ اس میں مواخذہ بہت ہے لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ نفس کا حال یکساں نہیں شاید بے اعتدال ہو جائے۔ مدعی یا مدعا علیہ کی رعایت کر جائے۔

۱۰۷: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے دوسرے کے غلام سے بغیر اس کے اذن کے کسی بڑے کام میں مدد لی جس کے واسطے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے یا مزدور بلانے کی اور غلام میں کوئی عیب ہو گیا اس کام کرنے کی وجہ سے تو اس پر ضمان لازم آئے گا اور جو غلام صحیح وسالم رہا اور اس کے مولیٰ (مالک) نے مزدوری طلب کی تو مزدوری دینی پڑے گی۔

۱۰۸: کہا مالکؒ نے اگر غلام کا ایک حصہ آزاد ہو اور کچھ رقیق (مملوک) تو مال اس کا اس کے پاس رہے گا اس میں کوئی نیا کام نہیں کر سکتا بلکہ بقدرِ ضرورت کھاتا پیتا ہے تو جب مر جائے گا تو وہ مال اس کو ملے گا جس کی ملک باقی تھی۔

۱۰۹: کہا مالکؒ نے جس روز سے لڑکا مالدار ہو جائے تو والد نے جو اس پر خرچ کیا ہو اس روز سے حساب کر کے اس سے مجرا لے سکتا ہے اگر چاہے خواہ مال لڑکے کا نقد کی قسم سے ہو یا جنس کی قسم سے۔

(۱۱۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ دَلَافِ نِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ الْحَآجَّ فَيَشْتَرِى الرَّوَاحِلَ فَيُغْلِىْ بِهَا ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ فَيَسْبِقُ الْحَآجَّ فَاَفْلَسَ فَرُفِعَ اَمْرُهٗ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ الْاُسَيْفِعَ اُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِىَ مِنْ دِيْنِهٖ وَاَمَانَتِهٖ بِاَنْ يُّقَالَ سَبَقَ الْحَآجَّ اَلَا وَاِنَّهٗ قَدِ ادَّانَ مُعْرِضًا فَاَصْبَحَ قَدْ دِيْنَ بِهٖ فَمَنْ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ نُقَسِّمُ مَالَهٗ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَاِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَاِنَّ اَوَّلَهٗ هَمٌّ وَّاٰخِرَهٗ حَرْبٌ.

عمر بن عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ ایک شخص قبیلہ جہینہ کا (اسیفع) سب حاجیوں سے آگے جا کر اچھے اچھے اونٹ مہنگے خرید کرتا تھا اور جلدی چلا کرتا تھا تو سب حاجیوں سے پیشتر پہنچتا تھا ایک بار وہ مفلس ہو گیا اور اس کا مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا آپ نے کہا بعد حمد وصلوٰۃ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ اسیفع نے جو جہینہ کے قبیلے کا ہے دین اور امانت میں بھی بات پسند کی کہ لوگ اس کو کہا کریں کہ وہ سب حاجیوں سے پہلے پہنچا آگاہ ہو کہ اس نے قرض خریدا ادا کرنے کا خیال نہ رکھا تو وہ مفلس ہو گیا اور قرض نے اس کے مال کو لپیٹ لیا تو جس شخص کا اس پر قرض آتا ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آئے ہم اس کا مال قرض خواہوں کو تقسیم کریں گے تم کو چاہیے کہ قرض لینے سے پرہیز کرو قرض میں لیتے ہی رنج ہوتا ہے اور آخر میں لڑائی ہوتی ہے۔

ف: یعنی جب قرض لیتا ہے تو یہ رنج رہتا ہے کہ اگر روپیہ نقد دیتا تو یہ شئے ارزاں آتی اب گراں آئی اور لے چکا تو ادا کرنا ضروری ہے۔

۴۰۔ بَابُ مَآ اَفْسَدَ الْعَبِيْدُ اَوْجَرَحُوْا — غلام کسی کا نقصان کریں یا کسی کو زخمی کریں تو کیا حکم ہے

۱۱۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک غلام کی جنایت میں سنت یہ ہے کہ اگر غلام کسی شخص کو زخمی کرے یا کسی کی چیز اُڑا لے یا کسی کا میوہ درخت سے کاٹ لے یا چرا لے جس میں اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہ آئے تو غلام کا رقبہ (گردن۔ آزادی یا غلامی) اس میں پھنس جائے گا مولیٰ (مالک) کو اختیار ہے چاہے ان چیزوں کی قیمت یا زخم کی دیت ادا کرے اور اپنے غلام کو رکھ لے چاہے اس غلام ہی کو صاحبِ جنایت کے حوالے کر دے غلام کی قیمت سے زیادہ مولیٰ (مالک کو کچھ نہ دینا ہوگا اگرچہ اس چیز کی قیمت یا دیت اس کی قیمت سے زیادہ ہو۔

۴۱۔ بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ النُّحْلِ — اپنی اولاد کو جو دینا درست ہے اس کا بیان

(۱۱۲) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ نَّحَلَ وَلَدًا لَّهٗ صَغِيْرًا لَّمْ يَبْلُغْ اَنْ يَّحُوْزَ نُحْلَهٗ فَاَعْلَنَ ذَالِكَ لَهٗ وَاَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِىَ جَائِزَةٌ وَّاِنْ وَّلِيَهَا اَبُوْهُ لَهٗ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ جو شخص اپنے نابالغ لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو درست ہے جب کہ علانیہ دے اور اس پر گواہ کر دے پھر اس کا ولی باپ ہی رہے گا (وہی اس کی طرف سے اس شئے پر قابض رہے گا جب تک لڑکا بڑا ہو)

۱۱۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو شخص اپنے نابالغ بچے کو سونا یا چاندی دے پھر وہ بچہ مر جائے اور باپ ہی اس کا ولی تھا تو وہ مال اس بچے کا شمار نہ کیا جائے گا الا جس صورت میں باپ نے اس مال کو جدا کر دیا ہو یا کسی کے پاس رکھوایا ہو تو وہ بیٹے کا ہوگا (اب وہ مال بیٹے کے سب وارثوں کو بموجب فرائض کے پہنچے گا)۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الفَرَآئِضِ

یعنی ترکے کی تقسیم کے بیان میں

۱۔بَابُ مِیْرَاثِ الصُّلْبِ — اولاد کی میراث کا بیان

۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب ماں یا باپ مرجائے اور لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ جائے تو لڑکے کو دوہرا حصہ اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا۔ اگر میت کی صرف لڑکیاں ہوں دو یا دو سے زیادہ تو دوثلث ترکے کے ان کو ملیں گے اگر ایک ہی لڑکی ہے اس کو آدھا ترکہ ملے گا۔ اگر میت کے ذوی الفروض میں سے بھی کوئی ہو اور لڑکے لڑکیاں بھی ہوں تو پہلے ذوی الفروض کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکی کو ملے گا۔ ف۱ اور جب بیٹے بیٹیاں نہ ہوں تو پوتے پوتیاں ان کی مثل ہوں گی جیسے وہ وارث ہوتے ہیں یہ بھی وارث ہوں گے اور جیسے وہ مجوب (محروم) ہوتے ہیں یہ بھی مجوب ہوں گے۔ اگر ایک بیٹا بھی موجود ہوگا تو بیٹے کی اولاد کو یعنی پوتے اور پوتیوں کو ترکہ نہ ملے گا اگر کوئی بیٹا نہ ہو لیکن دو بیٹیاں یا زیادہ موجود ہوں تو پوتیوں کو کچھ نہ پہنچے گا مگر جس صورت میں ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو خواہ انہی کے ہمرتبہ ہو یا ان سے بھی زیادہ دور ہو۔ (مثلاً پوتے کا بیٹا یا پوتا ہو) تو بعد بیٹیوں کے حصے دینے کے اور باقی ذوی الفروض کے جو کچھ بچ رہے گا اس کو لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ.[1] کے بانٹ لیں گے اور اس پوتے کے ساتھ وہ پوتیاں جو اس سے زیادہ میت کے (رشتہ و ترکہ میں) قریب ہیں یا اس کے برابر ہیں وارث ہوں گی جو اس سے بھی زیادہ پوتیاں دور ہیں وہ وارث نہ ہوں گی۔ ف۲ اور جو کچھ نہ بچے گا تو پوتیوں اور پوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ ف۳ اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا مال ملے گا اور پوتیوں کو جتنی ہوں چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو تو اس صورت میں ذوی الفروض کے حصے ادا کر دیں گے اور جو بچ رہے گا وہ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. یہ پوتا اور پوتیاں تقسیم کر لیں گی اور یہ پوتا ان پوتیوں کو حصہ دلا دے گا جو اس کے ہمرتبہ ہوں یا اس سے زیادہ قریب ہوں مگر جو اس سے بعید ہوگی وہ محروم ہوگی اگر ذوی الفروض سے کچھ نہ بچے تو ان پوتے پوتیوں کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا اگر سب بیٹیاں ہوں دو سے زیادہ تو ان کو دوتہائی مال ملے گا اگر ایک بیٹی ہو تو اس کو نصف ملے گا''۔

ف۱: جیسے میت ایک باپ اور ایک لڑکا اور تین لڑکیاں چھوڑ گیا تو پہلے باپ کا چھٹا حصہ دے کر جو بچ رہے اس میں سے دوہرا حصہ

---

[1] مرد کا حصہ (ترکہ میں سے) عورت کے دو حصوں کے برابر ہونا چاہیے۔۱۲م (سورۃ النساء ۱۰)

لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔ کل مال کے چھ حصے کریں گے ایک حصہ باپ کا اور دو حصے بیٹے کے اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔ ذوی الفروض ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کا حصہ اللہ کی کتاب میں مقرر ہے جیسے ماں اور باپ اور خاوند اور بیوی اور بہن وغیرہ۔

ف ۲: مثلاً زید مر گیا اور دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور دو پوتیاں اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی[1] اور دو پڑپوتیاں چھوڑ گیا اس طور سے:

المسئلہ من ۲۴   زید

میّت

بنت   بنت   زوجہ   ابن   ابن   ابن   ابن   ابن   ابن
۸   ۸   ۳

بنت   بنت   ابن   ابن   ابن   ابن
۱   ۱

ابن   بنت   ابن   ابن
۲   ۱

بنت   بنت
م   م

تو پہلے کل مال کے چوبیس حصے کریں گے اس واسطے کہ ثمن (آٹھواں) اور ثلثین (دوثلث) جمع ہوئے۔ ثمن (آٹھواں حصہ) زوجہ کا حق ہے اور ثلثین (دوثلث) بیٹیوں کا۔ اب چوبیس میں سے سولہ حق بیٹیوں کا ہوا آٹھ آٹھ دونوں کو دیئے زوجہ کا آٹھواں حصہ تین دیئے باقی رہے پانچ حصہ اس کو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ[2] تقسیم کیا درمیان میں دو پوتیوں اور پڑوتے اور پڑوتی کے تو پڑوتے کو دو حصے ملے اور پوتیوں کو ایک ایک حصہ اور پڑوتی کو ایک حصہ اس پڑوتے کے سبب سے پوتیاں بھی وارث ہوئیں اور پڑوتی بھی مگر پڑپوتیاں محروم ہوئیں کیونکہ پوتا اپنے برابر والے اور اپنے سے نزدیک والے کو وارث کرے گا۔

۲۔ بَابُ مِيرَاثِ الرَّجُلِ مِنَ امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا — خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان

۲: کہا مالکؒ نے جب میت کا لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کے خاوند کو آدھا مال ملے گا اگر میت کی اولاد ہے یا میت کے بیٹے کی اولاد ہے مرد ہو یا عورت تو خاوند کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا بعد ادا کرنے وصیت اور دین (قرض) کے اور خاوند جب مر جائے اور اولاد نہ ہو نہ اس کے بیٹے کی اولاد ہو تو اس کی بی بی کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا۔ اگر اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو مرد ہو یا عورت تو بیوی کو ثمن (آٹھواں حصہ) ملے گا اور وصیت اور دین (قرض) ادا کرنے کے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے:

''تمہارے واسطے آدھا ترکہ ہے تمہاری بیویوں کا اگر ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع (چوتھائی) ملے گا بعد وصیت اور دین کے اور عورتوں کو تمہارے ترکہ سے ربع (چوتھائی) ملے گا اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہو تو ان کو ثمن (آٹھواں) ملے گا بعد وصیت اور دین (قرض) ادا کرنے) کے''۔

---

[1] پڑوتی یعنی بیٹے کے بیٹے کی یا پوتے کی بیٹی اور پڑپوتی یعنی بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کی بیٹی یا پوتے کے بیٹے کی بیٹی یا پڑوتے کی بیٹی۔ ۱۲ مص

[2] سورۃ النساء (۱۲) ۱۲ مص۔

۳-بَابُ مِیْرَاثِ الْاُمِّ وَالْاَبِّ مِنْ وَلَدِهِمَا — ماں باپ کی میراث کا بیان

۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ میت اگر بیٹا یا پوتا چھوڑ جائے تو اس کے باپ کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو تو جتنے ذوی الفروض اور ہوں ان کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا سدس (چھٹا) ہو یا سدس سے زیادہ وہ باپ کو ملے گا۔ اگر ذوی الفروض کے حصے ادا کر کے سدس (چھٹا حصہ) نہ بچے تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ) فرض کے طور پر دلا دیں گے۔ ف۱

میت کی ماں کو جب میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد یا دو یا زیادہ بھائی بہنیں سگے یا سوتیلے یا مادری ف۲ ہوں تو چھٹا حصہ (سدس) ملے گا۔ ورنہ پورا ثلث (تہائی) مال ملے گا جب میت کی اولاد نہ ہو اس کے بیٹے کی اولاد ہو نہ اس کے دو بھائی یا دو بہنیں ہوں مگر دو مسئلوں میں ایک یہ کہ میت زوجہ اور ماں باپ چھوڑ جائے تو زوجہ کو ربع (چوتھائی) ملے گا اور ماں کو جو بچ رہا اس کا ثلث (تہائی) یعنی کل مال کا ربع (چوتھائی) ملے گا دوسرا یہ کہ ایک عورت مرجائے اور خاوند اور ماں باپ کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف ملے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس کا ثلث (تہائی) ماں کو ملے گا یعنی کل مال کا سدس (چھٹا) کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں کہ:

''میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا ترکے میں سے اگر میت کی اولاد ہو اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصہ ملے گا (اور باقی باپ کو) اگر میت کے بھائی ہوں یا بہنیں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا''۔

ف۱: جیسے مسئلہ منبریہ میں جس کا سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے برسر منبر ہوا اور آپ نے وہیں جواب دیا ایک شخص مرجائے ایک بیوی اور ماں باپ اور دو بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا کیونکہ ثمن (آٹھواں) اور ثلثین (دو ثلث) یا دو تہائی جمع ہوتے چوبیس میں سے سولہ حصے بیٹوں کو اور تین حصے بیٹیوں کو تین حصے بیوی اور چار حصے ماں کو اب صرف ایک حصہ بچ رہا وہ سدس سے کم ہے اس واسطے کل مسئلے میں تین اور بڑھا دیے ستائیس حصے کیے۔ سولہ بیٹیوں کے تین بیوی کے۔ چار ماں کے چار باپ کے ہر ایک کے حصے میں سے نواں حصہ یعنی تسع کم ہو گیا۔

ف۲: سگے کو عینی کہتے ہیں یعنی ماں اور باپ دونوں ایک ہوں سوتیلے کو علاتی یعنی باپ ایک ہو ماں دو ہوں۔ مادری کو اخیافی یعنی ماں ایک ہو باپ دو ہوں کہتے ہیں۔

۴: کہا مالکؒ نے سنت جاری ہے اس امر پر کہ بھائیوں سے مراد دو بھائی یا دو بہنیں ہیں یا دو سے زیادہ۔

ف: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک جب تین بہن بھائی ہوں یا زیادہ تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا اور دو بھائی بہن ہوں تو ماں کو ان کے نزدیک ثلث (تہائی) ملے گا جیسے ایک بھائی یا بہن ہو تو سب کے نزدیک ثلث (تہائی) ملتا ہے۔

۴-بَابُ مِیْرَاثِ الْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ — اخیافی[1] بھائی یا بہنوں کی میراث کا بیان

۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیافی بھائی اور اخیافی بہنیں جب کہ میت کی اولاد ہو یا اس کے بیٹے کی اولاد ہو یعنی پوتے یا پوتیاں یا میت کا باپ یا دادا موجود ہو تو ترکے سے محروم رہیں گے البتہ اگر یہ لوگ نہ ہوں تو ترکہ پائیں گے اگر ایک بھائی

---

[1] مادری بھائیوں کو کہتے ہیں یعنی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ۔ ۱۲ منہ

اخیافی یا ایک بہن اخیافی ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو ہوں تو ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو سے زیادہ ہوں تو ثلث (تہائی) مال میں سب شریک ہوں گے برابر برابر بانٹ لیں گے بہن بھی بھائی کے برابر لے گی کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص مر جائے جو کلالہ ف[1] ہو یا کوئی عورت مر جائے کلالہ ہو کر اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی جیسے سعد بن ابی وقاص کی قراءت میں ہے) ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر اس سے زیادہ ہوں (یعنی ایک بھائی اور ایک بہن یا دو بہنیں دو بھائی یا اس سے زیادہ ہوں) تو وہ سب ثلث (تہائی) میں شریک ہوں گے (یعنی مرد اور عورت سب برابر پائیں گے)۔

ف ا: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔

۵۔ بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ وَالْأَبِ — سگے بھائی بہن کی میراث کا بیان

۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ سگے بھائی بہن بیٹے یا پوتے کے ہوتے ہوئے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائیں گے بلکہ سگے بھائی بہن بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں۔ جب میت کا دادا یعنی باپ کا باپ زندہ نہ ہو تو جس قدر مال بعد ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بچ رہے گا وہ سگے بہن بھائیوں کا ہوگا بانٹ لیں گے اس کو اللہ کی کتاب کے موافق لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. کے طور پر اور اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ پائیں گے۔

کہا مالکؒ نے اگر میت کا باپ اور دادا یعنی باپ کا باپ نہ ہو نہ اس کا بیٹا ہو نہ پوتا ہو نہ بیٹے نہ پوتے صرف ایک بہن ہو سگی تو اس کو آدھا مال ملے گا اگر دو سگی بہنیں ہوں یا زیادہ تو دو ثلث (دو تہائی) ملیں گے اگر ان بہنوں کے ساتھ کوئی بھائی بھی ہو تو بہنوں کو کوئی معین حصہ نہ ملے گا۔ بلکہ اور ذوی الفروض کا فرض ادا کر کے جو بچ رہے گا وہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. کے طور پر بھائی بہن بانٹ لیں گے مگر ایک مسئلہ میں سگے بھائی یا بہنوں کے لیے کچھ نہیں بچتا تو وہ اخیافی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے۔ صورت اس مسئلہ کی یہ ہے ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں اور سگے بھائی بہنیں اور اخیافی بھائی بہنیں چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو سدس (چھٹا) اور اخیافی بھائی بہنوں کو ثلث ملے گا اب سگے بہن بھائیوں کے واسطے کچھ نہ بچا تو ثلث (تہائی) میں وہ اخیافی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے مگر مرد اور عورت سب کو برابر پہنچے گا اس واسطے کہ سب بھائی بہن مادری ہیں کیونکہ ماں سب کی ایک ہے۔ ف کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ:

"اگر کوئی شخص کلالہ مرے اس کا بھائی ہو یا بہن تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث (تہائی) میں"۔

پس حقیقی بہن بھائی بھی اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہو گئے ثلث (تہائی) میں اس مسئلے میں اس لیے کہ وہ بھی مادری بھائی ہیں۔

ف: اور اخیافی بھائی بہنوں میں مرد کو عورت سے زیادہ نہیں ملتا ایسا ہی یہاں بھی ہوگا باوجود اس کے مصفّٰی[1] میں جو لکھا ہے کہ مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا حصہ یعنی لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. تقسیم ہوگا سہو ہے اس سہو کا سبب ناسخ نسخہ موطا ہے کیونکہ مصفّٰی میں اس مقام پر عبارت موطا اس طرح ہے فَيَكُونُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.[2] اور نسخہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی ۱۲۶۶ ہجری میں بھی

---

[1] مصفّٰی فارسی میں موطا کی شرح ہے جو شاہ ولی اللہؒ نے لکھی ہے۔ ۱۲ مص

[2] یعنی غلط نسخوں میں انثیٰ کے بجائے انثیین ہے یعنی ہونا چاہیے تھا کہ مرد کا حصہ عورت کے برابر ہے لیکن لکھا یہ ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

اسی طرح ہے لیکن غلط ہے صحیح عبارت وہ ہے جو زرقانی نے لی ہے یعنی فَيَكُونُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَىٰ.

٦۔بَابُ میراث الاخوۃ للاب
سوتیلے یعنی علاتی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا

۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب سگے بھائی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلے بھائی بہنیں ان کی مثل ہوں گے ان کا مرد ان کے مرد کے برابر ہے اور ان کی عورت ان کی عورت کے برابر ہے۔ (تو اگر میت کا صرف ایک سوتیلا بھائی ہو تو کل مال لے لے گا اگر صرف ایک سوتیلی بہن ہو تو نصف لے لے گی اگر دو یا تین سوتیلی بہنیں ہوں تو دو ثلث لیں گی اگر سوتیلے بھائی اور بہن بھی ہوں تو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. کے طور پر تقسیم ہوگا) مگر سگے بھائی بہنوں میں یہ فرق ہے کہ سوتیلے بھائی بہن اخیافی بھائی بہنوں کے اس مسئلے میں شریک نہ ہوں گے جو ابھی بیان ہوا کیونکہ ان کی ماں جدا ہے۔ اگر سگی بہنیں اور سوتیلی بہنیں جمع ہوں اور سگی بہنوں کے ساتھ کوئی سگا بھائی بھی ہو تو سوتیلی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا اگر سگا بھائی نہ ہو بلکہ ایک سگی بہن ہو اور باقی سوتیلی بہنیں تو سگی بہن کو نصف ملے گا اور سوتیلی بہنوں کو سدس (چھٹا) ثلثین (دو ثلث) کے پورا کرنے کے واسطے اگر سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلا بھائی بھی ہو تو ان کا کوئی حصہ معین نہ ہوگا بلکہ ذوی الفروض کو دے کر جو بچ رہے گا اس کو سوتیلے بھائی بہن للذکر مثل حظ الانثیین. کے طور پر بانٹ لیں گے اور اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ لیں گے اگر سگی بہنیں دو ہوں یا زیادہ تو دو ثلث ان کو ملیں گے اور سوتیلی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلا بھائی بھی ہو تو ذوی الفروض کا حصہ ادا کر کے جو کچھ بچے گا اس کو للذکر مثل حظ الانثیین. کے طور پر بانٹ لیں گے۔ اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ ملے گا۔ اخیافی بھائی بہنوں کو خواہ سگے بھائی بہنوں کے ساتھ ہوں یا سوتیلے بھائی بہنوں کے ایک کو سدس (چھٹا) ملے گا اور دو کو ثلث مرد اور عورت ان کے سب برابر ہیں۔ جیسے اُوپر گزر چکا ہے۔

۷۔بَابُ مِيرَاثِ الْجَدِّ
دادا کی میراث کا بیان

(۸) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي مِنَ الْجَدِّ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَذَالِكَ مَالَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيهِ إِلَّا الْأُمَرَآءُ يَعْنِي الْخُلَفَآءَ وَقَدْ حَضَرْتَ الْخَلِيفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الْأَخِ الْوَاحِدِ وَالثُّلُثَ مَعَ الْإِثْنَيْنِ فَإِنْ كَثُرَتِ الْإِخْوَةُ لَمْ يَنْقُصُوهُ مِنَ الثُّلُثِ.

معاویہؓ بن ابی سفیان نے (خط) لکھا زیدؓ بن ثابت کو اور پوچھا دادا کی میراث کے متعلق زید بن ثابتؓ نے جواب لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا دادا کی میراث کے متعلق اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں خلفاء حکم کرتے تھے میں حاضر تھا تم سے پہلے دو خلیفاؤں کے سامنے (عمرؓ اور عثمانؓ) تو ایک بھائی کے ساتھ وہ دادا کو نصف دلاتے تھے۔ اور دو بھائیوں کے ساتھ ثلث اگر بہت سے بھائی بہن ہوتے تب بھی دادا کو ثلث سے کم نہ دلاتے۔

ف: تو دادا کے ہوتے ہوئے سگے بھائی اور بہنوں کو اور سوتیلے بھائی اور بہنوں کو میراث پہنچے گی۔ مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوں گے جیسے باپ کے ہوتے ہوئے (محروم ہوتے ہیں)۔

(۹) عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِي يَفْرُضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دادا کو اتنا دلایا جتنا کہ آج کل لوگ دلاتے ہیں۔

(۱۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ الثُّلُثَ.

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے دادا کے واسطے بھائی بہنوں کے ساتھ ایک ثلث دلایا۔

۱۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ بطور فرض کے ملتا ہے اگر بیٹا یا پوتا نہ ہو نہ سگا بھائی بہن ہو نہ سوتیلا بہن بھائی مگر اور ذوی الفروض ہوں تو ان کا حصہ دے کر اگر چھٹا حصہ بچ رہے گا یا اس سے زیادہ تو دادا کو مل جائے گا اگر اتنا نہ بچے تو دادا کا چھٹا حصہ بطور فرض کے مقرر ہوگا۔

۱۲: کہا مالکؒ نے اگر دادا اور اس کے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض سے بھی ہو تو پہلے ذوی الفروض کو ان کا فرض دیں گے بعد اس کے جو بچے گا اس میں سے کئی صورتوں میں سے جو دادا کے لیے بہتر ہوگی کریں گے وہ صورتیں یہ ہیں: ایک تو یہ کہ جس قدر مال بچا ہے اس کا ثلث دادا کو دے دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ دادا بھی مثل بھائیوں کے ایک بھائی سمجھا جائے۔ اور جس قدر حصہ ایک بھائی کا ہو اسی قدر اس کو بھی ملے۔ تیسرے یہ کہ کل مال کا سدس (چھٹا حصہ) اس کو دے دیا جائے گا ان صورتوں میں سے جو صورت اس کے لیے بہتر ہوگی وہ کریں گے بعد اس کے دادا کو دے کر جس قدر مال بچے گا وہ بھائی بہن **للذکر مثل حظ الانثیین** کے طور پر تقسیم کرلیں گے مگر ایک مسئلے میں تقسیم اور طور سے ہوگی (اس کو مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں) وہ یہ ہے ایک عورت مرجائے اور خاوند اور ماں اور سگی بہن اور دادا کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو ثلث اور دادا کو سدس (چھٹا) اور سگی بہن کو نصف ملے گا۔ ف۱ پھر دادا کو سدس (چھٹا) اور بہن کا نصف ملا کر اس کے تین حصے کریں گے دو حصے دادا کو ملیں گے اور ایک حصہ بہن کو۔ ف۲

ف۱: تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول نو سے ہوگا کیونکہ چھ سہام وارثوں کے سہام کو کافی نہیں ہیں تو جس قدر کافی ہیں اسی قدر حصے ہوں گے۔ چھ کا نصف تین خاوند کے اور دو ماں کے اور ایک دادا کا اور تین سگی بہن کے سب نو ہوئے۔

ف۲: دادا کا ایک حصہ اور بہن کے تین حصے سب ملا کر چار ہوئے چار تین پر نہیں بٹ سکتے تو تین کو اصل مسئلے میں یعنی نو میں ضرب دیں گے ستائیس سے مسئلہ ہوگا خاوند کو نو حصے اور ماں کو چھ حصے اور دادا کو آٹھ حصے اور بہن کو چار حصے ملیں گے۔

۱۳: کہا مالکؒ نے اگر دادا کے ساتھ سوتیلے بھائی ہوں تو ان کا حکم وہی ہوگا جو سگے بھائیوں کا ہے اور جب سگے بھائی بہن بھی ہوں اور سوتیلے بہن بھائی بھی ہوں تو سوتیلے صرف بھائیوں کی گنتی میں شریک ہوکر دادا کے حصے کو کم کر دیں گے مگر کچھ نہ پائیں گے۔ ف مگر جس صورت میں سگے بھائی بہنوں کے ساتھ اخیافی یعنی مادری بھائی ہوں تو وہ بھائیوں کی گنتی میں شریک ہوکر دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے کیونکہ اخیافی بھائی بہن دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہیں۔ اگر دادا ہوتا اور صرف اخیافی بھائی بہن ہوتے تو کل مال دادا کو ملتا اور اخیافی بھائی بہن محروم ہو جاتے خیر اب جس صورت میں دادا کے ساتھ سگے بھائی بہن اور علاتی یعنی سوتیلے بھائی بہن بھی ہوں تو جو مال بعد دادا کے حصے دینے کے بچے گا وہ سب سگے بھائی بہنوں کو ملے گا۔ اور سوتیلوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سگوں میں صرف ایک بہن ہو اور باقی سب سوتیلے بھائی اور بہن ہوں تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کے سبب سے وہ سگی بہن دادا کا حصہ کم کر دی گئی پھر اپنا پورا حصہ یعنی نصف لے لے گی اگر اس پر بھی کچھ بچ رہے گا تو سوتیلے بھائی اور بہن کو مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا اگر کچھ نہ بچے گا تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کو کچھ نہ ملے گا۔

ف: بلکہ سگے بھائیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ مذہب صرف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے اکثر علماء کے نزدیک جب سوتیلے بھائی بہن وارث ہی نہیں ہیں تو گنتی میں بھی داخل نہ ہوں گے اور دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے۔

٨۔بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

نانی اور دادی کی میراث کا بیان

(١٤) عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ اَنَّهُ قَالَ جَآءَ تِ الْجَدَّةُ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ تَسْاَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ مَالَكِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَّمَا عَلِمْتُ لَكِ فِىْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ شَيْئًا فَارْجِعِىْ حَتّٰى اَسْاَلَ النَّاسَ فَسْاَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِىُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَاَنْفَذَهُ لَهَآ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ ثُمَّ جَآءَ تِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْاَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَالَكِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَّمَا كَانَ الْقَضَآءُ الَّذِىْ قَضٰى بِهٖ اِلَّا لِغَيْرِكِ وَمَآ اَنَا بِزَائِدٍ فِى الْفَرَآئِضِ شَيْئًا وَّلٰكِنَّهٗ ذَالِكَ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا.

قبیصہؒ بن ذویب سے روایت ہے کہ میت کی نانی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے آئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس باب میں کوئی حدیث سنی ہے تو واپس جا میں لوگوں سے پوچھ کر دریافت کروں گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ میں اس وقت موجود تھا میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے ابوبکرؓ نے کہا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے (جو اس معاملے میں جانتا ہو) تو محمد بن مسلمہؓ انصاری کھڑے ہوئے اور جیسا مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا تھا ویسا ہی بیان کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ اس کو دلا دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک دادی میراث مانگنے آئی حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مذکور نہیں اور پہلے جو حکم ہو چکا ہے (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں) وہ نانی کے باب میں ہوا تھا اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تو بھی لے اگر نانی بھی ہو تو دونوں سدس کو بانٹ لو اور جو تم دونوں میں سے ایک اکیلی ہو (یعنی صرف نانی ہو یا صرف دادی) وہی چھٹا حصہ لے لے۔

(١٥) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ اَتَتِ الْجَدَّتَانِ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَرَادَ اَنْ يَّجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِىْ مِنْ قِبَلِ الْاُمِّ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَمَّا اِنَّكَ لَتَتْرُكُ الَّتِىْ لَوْمَاتَتْ وَهُوَ حَیٌّ كَانَ اِيَّاهَا يَرِثُ فَجَعَلَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا.

قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ نانی اور دادی دونوں آئیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سدس یعنی چھٹا حصہ نانی کو دینا چاہا ایک شخص انصاری بولا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم اس کو نہیں دلاتے جو اگر مر جاتی اور میت زندہ ہوتا یعنی اس کا پوتا تو وارث ہوتا (اور اس کو دلاتے ہو جو اگر مر جاتی اور میت زندہ ہوتا یعنی اس کا نواسہ تو وارث نہ ہوتا) پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر سدس ان دونوں کو دلا دیا۔

....

ف: یعنی سدس مال کے دو حصے کیے ایک حصہ نانی کو اور ایک حصہ دادی کو۔

(١٦) عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَابَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ كَانَ لَا يَفْرِضُ اِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ.

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حصہ نہیں دلاتے تھے مگر نانی کو یا دادی کو۔

....

۱۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانی ماں کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی البتہ اگر ماں نہ ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور دادی ماں کے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی جب ماں باپ نہ ہوں تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر نانی اور دادی دونوں ہوں اور میت کے ماں باپ جو نانی دادی سے زیادہ قریب ہیں نہ ہوں تو ان میں سے نانی اگر میت کے ساتھ زیادہ قریب ہوگی تو اسی کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا۔ ف[۱] اور جو دادی زیادہ قریب ہوگی۔ ف[۲] یا دونوں برابر ہوں۔ ف[۳] تو سدس میں دونوں شریک ہوں گے۔

ف۱: مثلاً میت کی ماں کی ماں بھی موجود ہے اور باپ کی ماں کی ماں بھی موجود ہے تو ماں کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

ف۲: مثلاً میت کی ماں کی ماں موجود ہے اور باپ کی ماں بھی موجود ہے۔

ف۳: جیسے میت کی ماں کی ماں ہو اور باپ کی ماں کی ماں بھی ہو۔

۱۸: کہا مالکؒ نے میراث کسی کے واسطے نہیں ہے دادیوں اور نانیوں میں سے مگر ماں کی ماں کو اگرچہ کتنی ہی دور ہو جائے۔ ف[۱] ان کے سوا اور نانیوں ف[۲] دادیوں کو میراث (دینا مقرر) نہیں ہے۔ ف[۳] کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ترکہ دلایا نانی کو پھر ابوبکرؓ نے بھی اس کا پوچھا جب ان کو بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نانی کو ترکہ دلایا انہوں نے دلایا بعد اس کے دادی حضرت عمرؓ کے وقت میں آئی آپ نے فرمایا میں فرائض میں بڑھا نہیں سکتا لیکن اگر تو بھی ہو اور نانی بھی ہو تو دونوں سدس (چھٹا) کو بانٹ لیں اور جو کوئی تم میں سے تنہا ہو تو وہ پورا سدس (چھٹا) لے لے۔ ف[۴]

ف۱: مثلاً ماں کی ماں ہو یا ماں کی ماں کی ماں ہو یا اس سے بھی اُونچی۔

ف۲: مثلاً باپ کی ماں کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں یا اور اُونچی ہو۔

ف۳: مثلاً باپ کے باپ کی ماں یا ماں کے باپ کی ماں یا ماں کی ماں کے باپ کی ماں یہ وارث نہ ہوگی۔

ف۴: پس ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ دو ہی قسم کی نانی دادی وارث ہیں ایک تو ماں کی ماں یا ماں کی ماں کی ماں دوسرے باپ کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں۔

۱۹: کہا مالکؒ نے جب سے دین اسلام شروع ہوا ہے آج تک سوائے ان دادی اور نانی کے اور قسم کی نانی دادیوں کو کسی نے میراث نہیں دلائی۔

۹۔ بَابُ مِيْرَاثِ الْكَلَالَةِ — کلالہ کی میراث کا بیان

ف: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ اولاد چھوڑے نہ باپ جمہور علماء کا یہی قول ہے بعضوں کے نزدیک کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

(٢٠) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَلَالَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

زیدؒ بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کلالے (کی میراث) کے متعلق آپؐ نے

يَكْفِيكَ مِنْ ذَالِكَ الْاٰيَةُ الَّتِيْ اُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ فِيْ اٰخِرِ سُوْرَةِ النِّسَآءِ. فرمایا کافی ہے تجھ کو وہ آیت جو گرمی میں اُتری ہے سورۂ نساء کے آخر میں۔

ف: کلالے کے باب میں دو آیتیں اتری ہیں ایک تو جاڑے میں سورۂ نساء کے اوّل میں وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً. الآیة دوسری گرمی میں سورۂ نساء کے آخر میں يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ. الآیة

۲۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ کلالہ دو قسم کا ہے ایک تو وہ آیت جو سورۂ نساء کے شروع میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ''اگر ایک شخص مر جائے کلالہ یا کوئی عورت مر جائے کلالہ اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو (اخیافی) تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث میں''۔ یہ وہ کلالہ ہے جس کا نہ باپ ہو نہ اس کی اولاد ہو کیونکہ اس وقت تک اخیافی بھائی بہن وارث نہیں ہوتے تھے۔ دوسری وہ آیت جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ''پوچھتے ہیں تجھ سے کلالے (کی میراث) کے متعلق کہہ دے تو اللہ تم کو حکم دیتا ہے کلالے میں اگر کوئی شخص مر جائے اس کی اولاد نہ ہو ایک بہن ہو تو اس کو آدھا متروکہ ملے گا اگر بہن مر جائے تو وہ بھائی اس کے کل ترکے کا وارث ہوتا ہے جبکہ اس بہن کی اولاد نہ ہو اگر دو بہنیں ہو تو ان کو دو ثلث ملیں گے اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا اللہ تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے''۔ یہ وہ کلالہ ہے جس میں بھائی بہن عصبہ ہو جاتے ہیں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو وہ دادا کے ساتھ وارث ہوں گے کلالے میں۔

۲۲: کہا مالکؒ نے دادا بھائیوں کے ساتھ وارث ہوگا اس لیے کہ وہ ان سے اولیٰ ہے کیونکہ دادا بیٹے کے ساتھ بھی سدس (چھٹا) کا وارث ہوتا ہے برخلاف بھائی بہنوں کے اور کیونکر دادا بھائی کے برابر نہ ہوگا وہ میت کے بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی ایک سدس لیتا ہے تو بھائی بہنوں کے ساتھ ثلث کیوں نہ لے گا اس لیے کہ اخیافی بھائی بہن سگے بھائی بہنوں کے ساتھ ثلث لیتے ہیں اگر دادا بھی موجود ہو تو وہ اخیافی بھائی بہنوں کو محروم کر دے گا پھر وہ ثلث اپنے آپ لے لے گا کیونکہ اسی نے ان کو محروم کیا ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اس ثلث کو اخیافی بھائی بہن لیتے تو دادا نے وہ مال لیا جو سگے یا سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں مل سکتا تھا بلکہ اخیافی بھائی بہنوں کو حق تھا اور دادا ان سے اولیٰ تھا۔ اس واسطے اس نے لے لیا اور اخیافی بھائی بہن کو محروم کیا۔

۲۰۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْعَمَّةِ — پھوپھی کی میراث کا بیان

(۲۳) عَنْ مَوْلَى الْقُرَيْشِ كَانَ قَدِيْمًا يُّقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسٰى اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ يَا يَرْفَا هَلُمَّ ذَالِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابٍ كَتَبَهُ فِيْ شَانِ الْعَمَّةِ فَنَسْاَلُ عَنْهَا وَنَسْتَخْبِرُ فِيْهَا فَاَتٰى بِهِ يَرْفَا فَدَعَا بِتَوْرٍ اَوْ قَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَمَحٰى

ایک مولیٰ سے قریش کے روایت ہے جس کو ابن مرسیٰ کہتے تھے کہا کہ میں بیٹھا تھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس انہوں نے ظہر کی نماز پڑھ کر یرفا سے[1] کہا میری کتاب لے آنا وہ کتاب جو انہوں نے لکھی تھی پھوپھی کی میراث میں (حضرت عمرؓ نے اپنی رائے سے پھوپھی کے واسطے میراث تجویز کی تھی اس قیاس سے کہ

---

[1] یرفا حضرت عمرؓ کے غلام کا نام ہے ۱۲ منہ

ذَالِکَ الْکِتَابُ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِیَکِ اللّٰهُ وَارِثَةً اَقَرَّکِ لَوْ رَضِیَکِ اللّٰهُ اَقَرَّکِ.

پھوپھی کا وارث بھتیجا ہوتا ہے وہ بھی اس کی وارث ہوگی) تو ہم لوگوں سے پوچھیں اور مشورہ لیں (بعد مشورے کے معلوم ہوا کہ پھوپھی کو میراث نہیں ہے) پھر حضرت عمرؓ نے ایک کڑاہی یا پیالہ منگایا جس میں پانی تھا اور اس کتاب کو دھوڈالا اور فرمایا اگر پھوپھی کو حصہ دلانا اللہ کو منظور ہوتا تو اپنی کتاب میں ذکر فرماتا۔

(٢٤) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَقُوْلُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُوْرَثُ وَلَا تَرِثُ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب کی بات ہے کہ پھوپھی کا بھتیجا وارث ہوتا ہے لیکن بھتیجے کی پھوپھی وارث نہیں ہوتی۔

٢١۔ بَابُ مِیْرَاثِ وَلَایَةِ الْعَصَبَةِ — عصبات کی میراث کا بیان

ف: یہاں تک ان لوگوں کا بیان تھا جو ذوی الفروض ہیں یعنی ان کے حصے مقرر ہیں اب عصبات کا بیان ہوتا ہے عصبات جمع ہے عصبے کی عصبہ اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بعد ذوی الفروض کے حصے ادا کرنے کے جو مال بچ رہے اس کو لے لیتا ہے اگر نہ بچے تو کچھ نہیں ملتا۔

٢٥: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور ہم نے اپنے شہر والوں کو اسی پر پایا کہ سگا بھائی مقدم ہے سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سگے بھائی کے پوتے اور سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سگے چچا پر اور سگا چچا مقدم ہے سوتیلے چچا پر (جو باپ کا سوتیلا بھائی ہو) اور سوتیلا چچا سگے چچا کے بیٹوں پر مقدم ہے اور سوتیلے چچا کے بیٹے باپ کے چچا پر مقدم ہیں (جو دادا کا سگا بھائی ہو)

٢٦: کہا مالکؒ نے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جتنے عصبات موجود ہوں ان کو میت کی طرف نسبت دیں یعنی یہ میت کا کون ہے۔ف۱ جو شخص ان میں سے ایسے باپ میں میت کے ساتھ مل جائے کہ اس سے قریب کے باپ میں دوسرا کوئی نہ ملے تو اسی کو میراث ملے گی نہ کہ ان کو جو اوپر کے باپ میں ملتے ہیں۔ ف۲ اگر کئی ایک ان میں سے ایک ہی باپ میں جا کر شریک ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ رشتہ کس کا نزدیک ہے اگر چہ نزدیک والا سوتیلا ہو تب بھی میراث اسی کو ملے گی اور دور والا سگا بھی ہو تب بھی میراث اس کو نہ ملے گی۔ ف۳ اور جو رشتے میں سب برابر ہوں اور سب سگے ہوں یا سب سوتیلے ہوں تو ترکے میں سے برابر برابر حصہ پائیں گے۔ اگر ان میں سے بعضوں کا باپ میت کے باپ کا سگا بھائی ہو اور بعضوں کا باپ میت کے باپ کا سوتیلا بھائی ہو تو میراث سگے بھائی کی اولاد کو ملے گی۔ نہ کہ سوتیلے کی اولاد کو۔ کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے: ''ناتے والے ایک دوسرے کے قریب ہیں اللہ کی کتاب میں اللہ خوب جانتا ہے''۔

ف۱: مثلاً بھائی اور چچا دونوں ہوں تو بھائی کو جو نسبت دی تو معلوم ہوا کہ وہ میت کے باپ کا بیٹا ہے اور چچا کو جب نسبت دی تو معلوم ہوا کہ وہ میت کے باپ کا بیٹا ہے۔

ف۲: مثلاً اس صورت میں کہ بھائی کو میراث ملے گی کیونکہ وہ پہلے ہی باپ میں میت کا شریک ہے اور چچا دوسرے باپ میں یعنی میت کے باپ کے باپ میں شریک ہے۔

ف۳: مثلاً ایک سوتیلے بھائی کا بیٹا ہے اور ایک سگے بھائی کا پوتا دونوں ایک ہی باپ میں میت کے ساتھ ملتے ہیں مگر ایک نزدیک ہے میت سے یعنی سوتیلے بھائی کا بیٹا اسی کو میراث ملے گی اور سگے بھائی کے پوتے کو نہ ملے گی اگر چہ وہ سگا ہے۔

۲۷: کہا مالکؒ نے دادا بھتیجوں سے مقدم ہے اور چچا سے بھی مقدم ہے اور بھتیجا سگے بھائی کا بیٹا ولاء لینے میں دادا سے مقدم ہے۔

۲۲۔ بَابُ مَنْ لَّا مِيْرَاثَ لَهٗ — جس کو میراث نہیں ملتی

۲۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیافی بھائی کا بیٹا اور نانا اور باپ کا اخیافی بھائی اور ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور پھوپھی اور خالہ وارث نہ ہوں گے۔

۲۹: کہا مالکؒ نے جو عورت دور کے رشتے کی ہو ان عورتوں میں سے وہ وارث نہ ہوگی اور عورتوں میں کوئی وارث نہیں مگر جن کو اللہ جل جلالہٗ نے بیان کر دیا ہے اپنی کتاب میں وہ ماں ہے اور بیٹی اور بیوی اور بہن سگی اور سوتیلی اور بہن اخیافی اور نانی دادی کی میراث حدیث سے ثابت ہے اسی طرح عورت اپنے اس غلام کی وارث ہوگی جس کو وہ آزاد کرے۔

۲۳۔ بَابُ مِيْرَاثِ اَهْلِ الْمِلَلِ — جب ملت اور مذہب کا اختلاف ہو تو میراث نہیں ہے

(۳۰) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ.

اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

ف: اور نہ کافر مسلمان کا۔ (بخاری)

(۳۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّمَا وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ لَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ فَلِذٰلِكَ تَرَكْنَا نَصِيْبَنَا مِنَ الشِّعْبِ.

علیؓ بن حسینؓ یعنی امام زین العابدینؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب ابوطالب مر گئے تو ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے اور علیؓ ف۱ ان کے وارث نہیں ہوئے۔ ف۲ علی بن حسینؓ نے کہا اسی واسطے ہم نے اپنا حصہ مکے کے گھروں میں سے چھوڑ دیا۔

ف۱: کیونکہ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے پھر عقیل مسلمان ہو گئے اور طالب گم ہو گئے جنگ بدر میں ان کا پتہ نہ لگا۔

ف۲: کیونکہ ابوطالب کفر پر مرے تھے اور علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۳۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ اَنَّ عَمَّةً يَهُوْدِيَّةً اَوْ نَصْرَانِيَّةً تُوُفِّيَتْ وَاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَهٗ مَنْ يَرِثُهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَرِثُهَا اَهْلُ دِيْنِهَا ثُمَّ اَتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَتَرَانِيْ نَسِيْتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَآ اَهْلُ دِيْنِهَا.

محمد بن اشعثؒ کی ایک پھوپھی یہودی تھی یا نصرانی مر گئی محمد بن اشعث نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا اور پوچھا کہ اس کا کون وارث ہوگا عمر بن خطابؓ نے کہا اس کے مذہب والے وارث ہوں گے پھر عثمان بن عفانؓ جب خلیفہ ہوئے تو ان سے پوچھا عثمانؓ نے کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ عمرؓ نے جو تجھ سے کہا تھا اس کو میں بھول گیا وہی اس کے وارث ہوں گے جو اس کے مذہب والے ہیں۔

(۳۳) عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ اَنَّ نَصْرَانِيًّا اَعْتَقَهٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ ثُمَّ هَلَكَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ فَاَمَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَنِ اجْعَلْ مَالَهٗ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ.

اسمٰعیل بن ابی حکیم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک غلام نصرانی تھا اس کو انہوں نے آزاد کر دیا وہ مر گیا تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے مجھ سے کہا کہ اس کا مال بیت المال میں داخل کر دو۔

ف: کیونکہ مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

(٣٤) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ اَبِیٰ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ يُّوَرِّثَ اَحَدًا مِّنَ الْاَعَاجِمِ اِلَّا اَحَدًا وُّلِدَ فِی الْعَرَبِ.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ عمر بن خطابؓ نے انکار کیا غیر ملک کے لوگوں کی میراث دلانے کا اپنے ملک والوں کو۔ ف مگر جو عرب میں پیدا ہوا ہو۔

ف: صرف دعوے سے جب تک کہ گواہ قائم نہ ہوں قرابت اور رشتہ داری پر نہ میراث دلائی جائے گی۔ (زرقانی)

٣٥: کہا مالکؒ نے اگر ایک عورت حاملہ کفار کے ملک میں سے آ کر عرب میں رہے اور وہاں (بچہ) جنے تو وہ اپنے لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا۔

٣٦: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ مسلمان کافر کا کسی رشتہ کی وجہ سے وارث نہیں ہوسکتا خواہ وہ رشتہ ناتے کا ہو یا ولاء کا یا قرابت کا اور نہ کسی کو اس کی وراثت سے محروم کرسکتا ہے۔

ف: مثلاً ایک کافر مر گیا اس کا ایک بیٹا مسلمان ہے اور ایک بھائی کافر ہے تو بیٹے کو میراث نہ ملے گی بلکہ بھائی کو ملے گی اور یہ بیٹا اس بھائی کو محروم نہ کر سکے گا۔

٣٧: کہا مالکؒ نے اسی طرح جو شخص میراث نہ پائے وہ دوسرے کو محروم نہیں کرسکتا۔

٢٤۔ بَابُ الْعَمَلِ فِيمَنْ جُهِلَ اَمْرُهُ بِالْقَتْلِ وَغَيْرِ ذَالِكَ

جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو مثلاً لڑائی میں کئی آدمی مارے جائیں ان کا بیان

(٣٨) عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ عُلَمَآئِهِمْ اَنَّهُ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَيَوْمَ صِفِّيْنِ وَيَوْمَ الْحَرَّةِ ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ فَلَمْ يُوَرَّثْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ مِّنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا اِلَّا مَنْ عُلِمَ اَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور بہت سے علماء سے روایت ہے کہ جتنے لوگ قتل ہوئے تھے جنگِ جمل[ف۱] اور جنگِ صفین[ف۲] اور یوم الحرہ[ف۳] میں اور جو یوم القدید[ف۴] میں مارے گئے وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوئے مگر جس شخص کا حال معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے وارث سے پہلے مارا گیا[ف۵] (تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے)

ف۱: جو ٣٦ ہجری میں دسویں جمادی الاوّل کو ہوئی بصرہ میں درمیان حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کئی ہزار آدمی اس جنگ میں قتل ہوئے۔

ف۲: جو ایک مقام ہے نزدیک فرات کے وہاں پر جنگِ عظیم ہوئی۔ غرہ صفر ٣٧ ہجری میں درمیان حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے بڑے بڑے اصحاب کبار اور مہاجرین اور انصار حضرت علیؓ کے ساتھ تھے نوے ہزار یا ستر ہزار یا ساٹھ ہزار آدمی اس جنگ میں مارے گئے۔

ف۳: یوم الحرہ وہ جنگ ہے جو یزید کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان واقع ہوئی تقریباً دس ہزار آدمی اس میں مارے گئے اور مدینہ خراب اور برباد ہوگیا اور عورتیں اور بچے اہل مدینہ کے بے قصور مارے گئے۔

ف۴: وہاں ابی حمزہ خارجی مکہ کے قریب آن کر لڑا۔

ف۵: جب کئی آدمی ایک سانحے یا حادثے میں اس طرح مر جائیں کہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرا تو وہ آپس میں اگرچہ قرابت رکھتے

ہوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا مال اس کے وارثوں کو ضرور ملے گا۔

۳۹: کہا مالکؒ نے یہی حکم ہے اگر کئی آدمی ڈوب جائیں یا مکان سے گر کر مارے جائیں یا قتل کیے جائیں جب معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون مرا تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا ترکہ اس کے وارثوں کو جو زندہ ہوں پہنچے گا۔

۴۰: کہا مالکؒ نے کوئی کسی کا وارث شک سے نہ ہوگا بلکہ علم ویقین سے وارث ہوگا مثلاً ایک شخص مر جائے اور اس کے باپ کا مولیٰ (غلام آزاد کیا ہوا) مر جائے اب اس کے بیٹے یہ کہیں اس مولیٰ کا وارث ہمارا باپ تھا تو یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ علم ویقین یا گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ پہلے مولیٰ مرا تھا۔ اس وقت تک مولیٰ کے وارث جو زندہ ہوں اس کا ترکہ پائیں گے۔

۴۱: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر سگے دو بھائی مر جائیں ایک کی اولاد ہو اور دوسرا لاولد ہو ان دونوں کا ایک سوتیلا بھائی بھی ہو پھر معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون سا بھائی مرا ہے تو جو بھائی لاولد مرا ہے اس کا ترکہ اس کے سوتیلے بھائی کو ملے گا اس کے بھتیجوں کو نہ ملے گا۔

۴۲: کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر پھوپھی اور بھتیجا ایک ساتھ مر جائیں یا بھتیجے اور چچا ایک ساتھ مر جائیں اور معلوم نہ ہو سکے پہلے کون مرا ہے تو چچا اپنے بھتیجے کا وارث نہ ہوگا پہلی صورت میں اور دوسری صورت میں بھتیجا اپنی پھوپھی کا وارث نہ ہوگا۔

۲۵۔ بَابُ مِيْرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَ وَلَدِ الزِّنَا

لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث کا بیان

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا اَنَّهُ اِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ اُمُّهُ حَقَّهَا فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَرِثَ اِخْوَتُهُ لِاُمِّهٖ حُقُوْقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِىْ اُمِّهٖ اِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَّاِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَّرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ اِخْوَتُهٗ لِاُمِّهٖ حُقُوْقَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِىَ لِلْمُسْلِمِيْنَ.

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ لعان والی عورت کا لڑکا یا زنا کا لڑکا جب مر جائے تو اس کی ماں کتاب اللہ کے موافق اپنا حصہ لے گی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی اپنا حصہ لیں گے باقی اس کی ماں کے موالی کو ملے گا اگر وہ آزاد کی ہوئی ہو اور اگر عربیہ ہو تو بعد ماں اور بھائی بہنوں کے حصے کے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

۴۴: کہا مالکؒ نے سلیمان بن یسارؒ سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا اور ہمارے شہر کے اہل علم کی یہی رائے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعُقُوْلِ

کتاب دیتوں کے بیان میں

١۔بَابُ ذِكْرِ الْعُقُوْلِ
دیتوں کا بیان

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ فِىْ كِتَابِ الَّذِىْ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِى الْعُقُوْلِ اَنَّ فِى النَّفْسِ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَفِى الْاَنْفِ اِذَا اُوْعِىَ جَدْعًا مِّائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِى الْمَامُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَ فِى الْجَآئِفَةِ مِثْلُهَا وَ فِى الْعَيْنِ خَمْسُوْنَ وَ فِى الْيَدِ خَمْسُوْنَ وَفِى الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِىْ كُلِّ اِصْبَعٍ مِّمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَ فِى السِّنِّ خَمْسٌ وَّفِى الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ.

ابوبکرؒ بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کے واسطے لکھی تھی دیتوں کے بیان میں اس میں یہ تھا کہ جان کی دیت سو اونٹ ہیں اور ناک کیؒ جب پوری کاٹی جائے سو اونٹ ہیں اور مامومہ[ف ١] میں تیسرا حصہ دیت کا ہے اور جائفہ[ف ٢] میں بھی تیسرا حصہ دیت کا ہے اور آنکھ کی دیت پچاس اونٹ ہیں اور ہاتھ کے بھی پچاس اور پیر کے بھی پچاس اور ہر انگلی کے دس اونٹ اور ہر دانت کے پانچ اونٹ اور موضحہ[ف ٣] کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

ف ١: مامومہ اور آمہ وہ زخم ہے جو سر پر ہو اور بھیجے کی کھال تک پہنچ جائے۔ زرقانی نے کہا جس کو یہ زخم پہنچتا ہے وہ بجلی کی کڑک سے بے ہوش ہو جاتا ہے اور دھوپ میں نکل نہیں سکتا۔

ف ٢: جائفہ وہ زخم جو پیٹ کے اندر پہنچے خواہ شکم کی طرف سے یا پشت کی طرف سے یا سینہ کی طرف سے یا گردن کی طرف سے۔

ف ٣: موضحہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو کھول دے۔

٢۔بَابُ الْعَمَلِ فِى الدِّيَةِ
دیت کے وصول کرنے کا بیان

(٢) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الدِّيَةَ عَلٰى اَهْلِ الْقُرٰى فَجَعَلَهَا عَلٰى اَهْلِ الذَّهَبِ اَلْفَ دِيْنَارٍ وَعَلٰى اَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَا عَشَرَ اَلْفَ دِرْهَمٍ.

حضرت عمر بن خطابؓ نے دیت کی قیمت لگائی گاؤں والوں پر تو جن کے پاس سونا رہتا ہے ان پر ہزار دینار مقرر کیے اور جن کے پاس چاندی رہتی ہے ان پر بارہ ہزار درہم مقرر کیے۔

٣: کہا مالکؒ نے سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہیں اور چاندی والے عراق کے لوگ ہیں۔

مَالِكٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَّ الدِّيَةَ تُقْطَعُ فِىْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ اَوْ اَرْبَعِ سِنِيْنَ.

مالکؒ نے سنا لوگوں سے کہ دیت وصول کی جائے گی تین برس میں یا چار برس میں۔

۴: کہا مالکؒ نے تین سال میں وصول کرنا دیت کا مجھے بہت پسند ہے۔

۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ اتفاقی ہے کہ سونے چاندی والوں سے دیت میں اونٹ نہ لیے جائیں گے اونٹ والوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے گا اور سونے والے سے چاندی نہ لی جائے گی اور چاندی والے سے سونا نہ لیا جائے گا۔

۳۔بَابُ دِيَةِ الْعَمَدِ اِذَا قُبِلَتْ وَجِنَايَةُ الْمَجْنُوْنِ

قتل عمد میں جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں اس کا بیان اور مجنون کی جنایت کا بیان

(٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُوْلُ دِيَةُ الْعَمَدِ اِذَا قُبِلَتْ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذْعَةً.

ابن شہابؒ کہتے تھے قتل عمد میں کہ جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون اور پچیس حقے اور پچیس جذعے ہوگی۔

....

ف: بنتِ مخاض اور بنتِ لبون اور حقے اور جذعے کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں ملاحظہ ہو۔

(٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ اَنَّهُ اُتِىَ بِمَجْنُوْنٍ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ اِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ اَنِ اعْقِلْهُ وَلَا تَقُدْ مِنْهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ عَلٰى مَجْنُوْنٍ قَوَدٌ.

یحیٰی بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے پاس ایک مجنون (دیوانہ) لایا گیا ہے جس نے ایک شخص کو مار ڈالا معاویہؓ نے جواب میں لکھا کہ اسے قید کر اور اس سے قصاص نہ لے کیونکہ مجنون پر قصاص نہیں ہے۔

۸: کہا مالکؒ نے اگر ایک بالغ اور نابالغ نے مل کر ایک شخص کو عمداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ پر نصف دیت لازم ہوگی۔

ف: مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں بالغ سے بھی قصاص ساقط ہو جائے گا۔

۹: کہا مالکؒ نے اسی طرح سے ایک آزاد شخص اور ایک غلام مل کر ایک غلام کو عمداً مار ڈالیں تو غلام قصاصاً قتل کیا جائے گا اور آزاد پر آدھی قیمت اس غلام کی لازم ہوگی۔

۴۔بَابُ دِيَةِ الْخَطَآءِ فِى الْقَتْلِ

قتل خطا کی دیت کا بیان

ف: قتل خطا یہ ہے کہ قاتل کے گمان اور قصد میں خطا واقع ہو جیسے مسلمان کو تیر مارا جانور یا حربی یا مرتد سمجھ کر اس کو خطافی المحل کہتے ہیں دوسری خطافی الفعل جیسے اس نے تیر نشانے پر مارا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا گھوڑے پر سوار تھا اس کے صدمے سے کوئی آدمی کچلا گیا یا ہاتھ سے لکڑی یا کوئی اور بھاری چیز چھوٹ پڑی اس کے صدمے سے کوئی آدمی دب کر مر جائے۔

(١٠) عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِىْ سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ اَجْرٰى فَرَسًا فَوَطِئَ عَلٰى اِصْبَعِ رَجُلٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ فَنُزِىَ مِنْهَا فَمَاتَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِىْ ادُّعِىَ عَلَيْهِمْ اَتَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

عراک بن مالک اور سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جو بنی سعد میں سے تھا اپنا گھوڑا دوڑایا اور ایک شخص کی انگلی جو جہینہ (قبیلہ کا نام) کا تھا کچل دی اس میں سے خون جاری ہوا اور وہ شخص مر گیا حضرت عمرؓ نے پہلے کچلنے والے کی قوم سے کہا کہ تم پچاس قسمیں

خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا مَّا مَاتَ مِنْهَا فَابَوْا وَ تَحَرَّجُوْا فَقَالَ لِلْاٰخَرِيْنَ اَتَحْلِفُوْنَ اَنْتُمْ فَابَوْا فَقَضٰى عُمَرُ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّيْنَ.

کھاتے ہو اس امر پر کہ وہ شخص انگلی کچلنے سے نہیں مرا انہوں نے انکار کیا اور رک گئے پھر میت کے لوگوں سے کہا کہ تم قسم کھاتے ہو انہوں نے بھی انکار کیا کہ آپ نے آدھی دیت بنی سعد سے دلائی۔

۱۱: کہا مالکؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

(۱۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَرَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ دِيَةُ الْخَطَاءِ عِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّعِشْرُوْنَ ابْنَ لَبُوْنٍ ذَكَرًا وَّ عِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّعِشْرُوْنَ جَذْعَةً.

حضرت ابن شہاب اور حضرت سلیمان بن یسار اور حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ قتل خطا کی دیت بیس بنت مخاض اور بیس بنت لبون اور بیس ابن لبون (دو برس کے اونٹ) اور بیس حقے اور بیس جذعے ہیں۔

۱۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ نابالغ لڑکوں سے قصاص نہ لیا جائے گا اگر وہ کوئی جنایت قصداً بھی کریں تو خطا کے حکم میں ہوگی ان سے دیت لی جائے گی جب تک کہ بالغ نہ ہوں اور جب تک ان پر حدیں واجب نہ ہوں اور احتلام نہ ہونے لگے اسی واسطے اگر لڑکا کسی کو قتل کرے تو وہ قتل خطا سمجھا جائے گا اگر لڑکا اور ایک بالغ مل کر کسی کو خطاءً قتل کریں تو ہر ایک کے عاقلے پر نصف دیت ہوگی۔

۱۴: کہا مالکؒ نے جو شخص خطاءً قتل کیا جائے اس کی دیت مثل اس کے اور اس کے مال کے ہوگی اس سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا اور اس کی وصیتیں پوری کی جائیں گی اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو دیت سے دوگنا ہو اور وہ دیت معاف کر دے تو درست ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو ثلث کے موافق معاف کرسکتا ہے باقی وارثوں کا حق ہے۔

۵۔ بَابُ عَقْلِ الْجِرَاحِ فِى الْخَطَآءِ — خطاء سے کسی کو زخمی کرنے کی دیت کا بیان

۱۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک خطا میں یہ حکم اتفاقی ہے کہ زخم کی دیت کا حکم نہ ہوگا جب تک مجروح اچھا نہ ہو جائے۔ ف اگر ہاتھ یا پاؤں کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر جڑ کر اچھی ہو جائے پہلے کے موافق تو اس میں دیت نہیں ہے اور اگر کچھ نقص رہ جائے تو اس میں دیت ہے نقصان کے موافق۔ اگر وہ ہڈی ایسی ہو جس میں رسول اللہ ﷺ سے دیت ثابت ہے تو اسی قدر دیت لازم ہوگی ورنہ سوچ سمجھ کر جس قدر مناسب ہو دیت دلائیں گے۔

ف: کیونکہ احتمال ہے کہ اس زخم سے مرجائے تو دیت واجب ہو۔

۱۶: کہا مالکؒ نے اگر بدن میں خطاء زخم لگ کر اچھا ہو جائے نشان نہ رہے تو دیت نہیں ہے اگر دھبہ یا عیب رہ جائے تو اس کے موافق دیت دینی ہوگی مگر جائفہ میں تہائی دیت لازم ہوگی اور منقلہ ف جسد میں دیت نہیں ہے جیسے موضحۂ جسد میں۔

ف: منقلہ جسد وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے۔

۱۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر جراح نے ختنہ کرتے وقت خطاء سے حشفہ ف کو کاٹ ڈالا تو اس پر دیت ہے اور یہ دیت عاقلے پر ہوگی اسی طرح طبیب سے جو غلطی ہو جائے بھول چوک کر اس میں دیت ہے (اگر قصداً ہو تو قصاص ہے)۔

ف: حشفہ کہتے ہیں سر ذکر کو یعنی عضو (تناسل) کا سرا۔

٦ـبَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ

عورت کی دیت کا بیان

(١٨) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ تَعَاقَلُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ اِلٰى ثُلُثِ الدِّيَةِ اِصْبَعُهَا كَاِصْبَعِهٖ وَسِنُّهَا كَسِنِّهٖ وَمُوْضِحَتُهَا كَمُوْضِحَتِهٖ وَمُنَقِّلَتُهَا كَمُنَقِّلَتِهٖ.

سعیدؒ بن المسیبؒ کہتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت ثلث دیت تک برابر ہے مثلاً عورت کی انگلی جیسے مرد کی انگلی۔ ف۱ اور دانت عورت کا جیسے دانت مرد کا اور موضحہ عورت کا مثل مرد کے موضحہ کے اسی طرح منقلہ عورت کا مثل مرد کے منقلے کے ہے۔ ف۲

ف۱: یعنی جہاں تک ثلث دیت یا اس سے کم لازم آتی ہے۔

ف۲: ہر ایک میں دس اونٹ لازم آئیں گے۔

(١٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَبَلَغَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُمَا كَانَا يَقُوْلَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمَرْأَةِ اَنَّهَا تَعَاقَلُ الرَّجُلَ اِلٰى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ فَاِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ اِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ.

حضرت ابن شہاب اور حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے جیسے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ عورت ثلث دیت تک مرد کے برابر ہوگی پھر وہاں سے اس کی دیت مرد کی آدھی ہوگی۔

٢٠: کہا مالکؒ نے تو موضحہ اور منقلہ میں عورت اور مرد دونوں کی دیت برابر ہوگی اور مامومہ اور جائفہ جس میں ثلث دیت واجب ہے عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوگی۔

(٢١) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا اَصَابَ امْرَاَتَهُ بِجُرْحٍ اَنَّ عَلَيْهِ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجُرْحِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

حضرت ابن شہابؒ کہتے تھے کہ یہ سنت چلی آتی ہے کہ مرد اپنی عورت کو اگر زخمی کرے تو اس سے دیت لی جائے گی اور قصاص نہ لیا جائے گا۔

٢٢: کہا مالکؒ نے یہ جب ہے کہ مرد خطا سے اپنی عورت کو زخمی کرے عمداً یہ کام نہ کرے (اگر عمداً کرے گا تو قصاص واجب ہوگا)۔

٢٣: کہا مالکؒ نے جس عورت کا خاوند یا لڑکا اس کی قوم سے نہ ہو تو عورت کی جنایت کی دیت میں وہ شریک نہ ہوگا اسی طرح اس کا لڑکا یا اخیافی بھائی جب اور قوم سے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وقت سے آج دیت کنبے والوں پر ہوتی ہے مگر میراث لڑکے اور اخیافی بھائیوں کو ملے گی جیسے عورت کے موالی (غلامانِ آزاد) کی میراث اس کے لڑکے کو ملے گی اگرچہ اس کی قوم سے نہ ہو مگر اس کی جنایت کی دیت عورت کے کنبے والوں پر ہوگی۔

٧ـبَابُ عَقْلِ الْجَنِيْنِ

پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان

(٢٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں ہذیل کی (ایک قبیلہ ہے) آپس میں لڑیں ایک نے دوسری کے پتھر مارا اس کے پیٹ کا بچہ نکل پڑا رسول اللہ ﷺ نے دیت میں ایک غلام یا ایک لونڈی دینے کا حکم کیا۔

(٢٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا

قَضٰى فِى الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِىْ قَضٰى عَلَيْهِ كَيْفَ اَغْرِمُ مَنْ لَّاشَرِبَ وَ لَآ اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَالِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

پیٹ کے بچے میں جو قتل کیا جائے ایک غلام یا ایک لونڈی دینے کا جس پر آپ نے دیت دینے کا حکم کیا وہ بولا کیونکر میں تاوان دوں اس بچے کا مَنْ لَّاشَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَالِكَ يُطَلُّ. جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ رویا ایسے شخص کا خون ہدر ہے یعنی لغو ہے اس میں دیت نہیں آتی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے۔

......

ف: اس وجہ سے کہ اس نے مقفیٰ اور مسجع کلام کہا اور آپ کو اس سے نفرت تھی۔ (مسلم)

(۲۶) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِى الْغُرَّةِ تُقَوَّمُ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا اَوْ سِتَّمِائَةِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خَمْسُ مِائَةِ دِيْنَارٍ اَوْ سِتَّةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ.

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ کہتے تھے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت جو پیٹ کے بچے کی دیت میں دی جائے پچاس دینار ہونی چاہیے یا چھ سو درہم اور عورت مسلمان آزاد کی دیت پانچ سو دینار ہیں یا چھ ہزار درہم۔

۲۷: کہا مالکؒ نے آزاد عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی دیت عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے اور وہ پچاس دینار ہے یا چھ سو درہم اور یہ دیت پیٹ کے بچے میں اس وقت لازم آتی ہے جب کہ وہ پیٹ سے نکل پڑے مردہ ہو کر میں نے کسی کو اس میں اختلاف کرتے نہیں سنا اگر پیٹ سے زندہ نکل کر مر جائے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

۲۸: کہا مالکؒ نے جنین یعنی پیٹ کے بچے کی زندگی اس کے رونے سے معلوم ہوگی اگر رو کر مر جائے تو پوری دیت لازم آئے گی اور لونڈی کے جنین میں اس لونڈی کی قیمت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

۲۹: کہا مالکؒ نے اگر ایک عورت حاملہ نے کسی مرد یا عورت کو مار ڈالا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہوا اگر عورت حاملہ کو کسی نے مار ڈالا عمداً یا خطاءً تو اس کے جنین کی دیت واجب نہ ہوگی بلکہ اگر عمداً مارا ہے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور اگر خطاءً مارا ہے تو قاتل کے عاقلے پر عورت کی دیت واجب ہوگی۔

سوال ہوا مالکؒ سے اگر کسی نے یہودیہ یا نصرانیہ کے جنین کو مار ڈالا تو جواب دیا کہ اس کی ماں کی دیت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

۸۔بَابُ مَا فِيْهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً

جس میں پوری دیت لازم ہے

(۳۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِى الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً فَاِذَا قُطِعَتِ السُّفْلٰى فَفِيْهَا ثُلُثُ الدِّيَةِ.

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اگر صرف نیچے کا ہونٹ کاٹ ڈالے تو ثلث (تہائی) دینی ہوگی۔

۳۱: کہا مالکؒ نے میں نے ابن شہابؒ سے پوچھا کہ اگر کانا کسی اچھے آدمی کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو انہوں نے کہا کہ اس کو اختیار ہے خواہ کانے کی آنکھ پھوڑے خواہ دیت لے ہزار دینار بارہ ہزار درہم۔

۳۲: کہا مالکؒ نے مجھے پہنچا کہ جو چیزیں انسان کے جسم میں دو دو ہیں اگر دونوں کو کوئی تلف کر دے تو پوری دیت دینی ہوگی۔ اسی

طرح زبان میں پوری دیت دینی ہوگی۔ اگر کانوں پر ایسی ضرب لگائے جس کی وجہ سے دونوں کی سماعت جاتی رہی اگر چہ کانوں کو نہ کاٹے تب بھی پوری دیت دینی ہوگی۔ اسی طرح ذکر (عضو تناسل) اور انثیین (فوطوں) میں پوری دیت لازم ہوگی۔

۳۳: کہا مالکؒ نے مجھے پہنچا جب عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالے تو اس میں پوری دیت ہوگی لیکن ابروؤں کے اور مرد کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالنے میں پوری دیت لازم نہ آئے گی۔

۳۴: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے اور دونوں پاؤں اور دونوں آنکھیں بھی اس کی پھوڑ ڈالیں تو اس کو پوری دیت ملے گی ہاتھوں کی الگ اور پاؤں کی الگ اور آنکھوں کی الگ یعنی تین دیتیں دینی ہوں گی۔

۳۵: کہا مالکؒ نے اگر کانے کی جو آنکھ اچھی تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا خطا سے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

۹۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَقْلِ الْعَيْنِ اِذَا ذَهَبَ بَصَرُهَا

جب آنکھ کی روشنی جاتی رہے لیکن آنکھ قائم رہے تو دیت کیا ہے؟

(۳۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْعَيْنِ الْقَآئِمَةِ اِذَا طُفِئَتْ مِائَةُ دِيْنَارٍ.

زید بن ثابتؓ کہتے تھے کہ جب آنکھ قائم رہے اور روشنی جاتی رہے تو سو دینار ہوں گے۔

۳۷: کہا مالکؒ نے اگر کوئی کسی کی آنکھ کا پپوٹا کاٹ ڈالے یا آنکھ کے گرد جو ہڈی کا حلقہ ہے اس کو کاٹ ڈالے تو اس میں فکر[1] کریں گے اگر بینائی جاتی رہے تو اس کے نقصان کے موافق دیت دینی ہوگی۔

۳۸: کہا مالکؒ نے ایک شخص کی آنکھ قائم تھی مگر اس میں بینائی نہ تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا یا جو ہاتھ شل تھا اس کو کاٹ ڈالا تو دیت لازم نہ آئے گی بلکہ لوگوں کی رائے سے جو مناسب ہوگا دلوائیں گے۔

۱۰۔ بَابُ عَقْلِ الشِّجَاجِ

زخموں کی دیت کا بیان

(۳۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَذْكُرُ اَنَّ الْمُوْضِحَةَ فِي الْوَجْهِ مِثْلُ الْمُوْضِحَةِ فِي الرَّأْسِ اِلَّا اَنْ يَعِيْبَ الْوَجْهُ فَيُزَادُ فِيْ عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ نِصْفِ عَقْلِ الْمُوْضِحَةِ فِي الرَّأْسِ فَيَكُوْنُ فِيْهَا خَمْسَةٌ وَّ سَبْعُوْنَ دِيْنَارًا.

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ موضحہ چہرے میں ایسا ہے جیسے موضحہ سر میں مگر جب چہرہ میں اس کی وجہ سے کوئی عیب ہو جائے تو دیت بڑھا دی جائے گی۔ موضحہ سر کے نصف تک ہو تو اس میں پچھتر دینار لازم ہوں گے۔

۴۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

۴۱: کہا مالکؒ نے منقلہ وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے جدا ہو جائے اور دماغ تک نہ پہنچے اور وہ سر اور منہ میں ہوتی ہے۔

۴۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ مامومہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے اور ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ مامومہ میں قصاص نہیں ہے۔

---

[1] یعنی سوچ سمجھ کر لوگوں کی رائے میں جو مناسب ہوگا دیت دلوائیں گے۔

۴۳: کہا مالکؒ نے ماموموہ وہ ضرب ہے جو دماغ تک پہنچ جائے ہڈی توڑ کر اور مامومہ سر ہی میں ہوا کرتی ہے۔

۴۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ موضحہ سے کم جو زخم ہو اس میں دیت نہیں ہے جب تک کہ موضحہ تک نہ پہنچے بلکہ دیت موضحہ میں ہے یا جو اس سے بھی زیادہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بن حزم کی حدیث میں موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں اس سے کم کو بیان نہ کیا نہ کسی امام نے زمانہ سابق یا حال میں موضحہ سے کم میں دیت کا حکم کیا۔

(٤٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ كُلُّ نَافِذَةٍ فِيْ عُضْوٍ مِّنَ الْاَعْضَآءِ فَفِيْهَا ثُلُثُ عَقْلِ ذَالِكَ الْعُضْوِ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ جو زخم پار ہو جائے کسی عضو میں تو اس کی دیت دینی ہوگی۔

۴۶: کہا مالکؒ نے ابن شہابؒ کی یہ رائے نہ تھی۔

۶۷: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک بھی اس ضرب میں کوئی حد مقرر نہیں بلکہ حاکم کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

۶۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ مامومہ اور منقلہ اور موضحہ فقط سر اور چہرہ میں ہوتے ہیں اگر اور کسی مقام میں ہوں تو امام کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

(٤٩) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ اَقَادَ مِنَ الْمُنَقِّلَةِ.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قصاص لیا منقلہ کا۔

۵۰: کہا مالکؒ نے نیچے کا جبڑا اور ناک سر میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ الگ ہیں اور سر الگ ہے۔

۱۱۔بَابُ عَقْلِ الْاَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت کا بیان

(٥١) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَمْ فِيْ اِصْبَعِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِيْ اِصْبَعَيْنِ قَالَ عِشْرُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِيْ ثَلَاثٍ قَالَ ثَلٰثُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِيْ اَرْبَعٍ قَالَ عِشْرُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَقُلْتُ حِيْنَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيْبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَعْرَاقِيٌّ اَنْتَ فَقُلْتُ بَلْ عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ اَوْجَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ فَقَالَ سَعِيْدٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ اَخِيْ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں میں نے سعید بن المسیبؒ سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ دس اونٹ ہیں میں نے کہا دو انگلیوں میں تو انہوں نے کہا کہ بیس اونٹ میں نے کہا تین انگلیوں میں تو انہوں نے کہا تیس اونٹ میں نے کہا چار انگلیوں میں تو انہوں نے کہا بیس اونٹ میں نے کہا کیا خوب جب زخم زیادہ ہو گیا اور نقصان زیادہ ہوا تو دیت کم ہو گئی سعید نے کہا کیا تو عراقی ہے ف میں نے کہا نہیں بلکہ مجھے جس چیز کا علم ہے اس پر جما ہوا ہوں اور جو چیز نہیں جانتا اس کو پوچھتا ہوں سعیدؒ نے کہا کہ سنت میں ایسا ہی ہے اے میرے بھائی کے بیٹے۔

ف: عراق کے لوگ بدنام تھے اس امر میں کہ قیاس کو دخل دے کر حدیث کو چھوڑ دیتے تھے سعیدؒ نے بھی کہا کیا تو عراقی ہو گیا جو سنت پر اعتراض کرتا ہے۔ سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم اور بہت قبیح تھا کہ قرآن و حدیث پر عقل کے مخالف ہونے سے اعتراض کیا جائے مگر افسوس کہ اس زمانے میں لوگوں کو اس کا کچھ خیال نہ رہا ہزاروں احادیث اور آیات بمقابلے ایک دلیل عقلی کے قابل اعتبار نہیں سمجھتے اور دلیل عقلی کو یقینی سمجھتے ہیں اور آیات و احادیث کو ظنی جانتے ہیں۔ اہل اسلام کے قدیم اصول کے موافق یہ لوگ دائرہ

اسلام سے خارج ہیں۔

۵۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب پوری ایک ہتھیلی کی انگلیاں کاٹ ڈالی جائیں تو دیت لازم ہوگی اس حساب سے کہ ہر انگلی میں دس اونٹ تو پچاس اونٹ لازم ہوں گے اور ہتھیلی بھی اگر اس کی کاٹی جائے تو اس میں حاکم کی رائے کے موافق دینا ہوگا۔ دنانیر کے حساب سے ہر انگلی کے سو دینار اور ہر ایک پور کے تینتیس دینار ہوئے اور ہر ایک پور کے تین اونٹ اور ثلث اونٹ ہوئے۔

١٢۔بَابُ جَامِعِ عَقْلِ الْاِسْنَانِ

دانتوں کی دیت کا بیان

(۵۳) عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰی فِی الضِّرْسِ بِجَمَلٍ وَّ فِی التَّرْقُوَةِ بِجَمَلٍ وَّ فِی الضِّلْعِ بِجَمَلٍ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا داڑھ میں ایک اونٹ کا اور ہنسلی کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں ایک اونٹ کا۔

(۵۴) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ قَضٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی الْاَضْرَاسِ بِبَعِیْرٍ بَعِیْرٍ وَّقَضٰی مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ فِی الْاَضْرَاسِ بِخَمْسَةِ اَبْعِرَةٍ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ فَالدِّیَةُ تَنْقُصُ فِیْ قَضَآءِ عُمَرَ وَتَزِیْدُ فِیْ قَضَآءِ مُعَاوِیَةَ فَلَوْ کُنْتُ اَنَا لَجَعَلْتُ فِی الْاَضْرَاسِ بَعِیْرَیْنِ بَعِیْرَیْنِ فَتِلْکَ الدِّیَةُ سَوَآءٌ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر داڑھ میں ایک اونٹ کا حکم کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر داڑھ میں پانچ اونٹ کا حکم کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیت میں کمی کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی اگر میں ہوتا تو ہر داڑھ میں دو دو اونٹ دلاتا اس صورت میں دیت پوری ہو جاتی۔

ف: کیونکہ داڑھیں بیس ہیں اور دانت بارہ ہیں ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں بارہ پنجے ساٹھ ہوئے اور ہر ڈاڑھ میں دو اونٹ چالیس اونٹ ہوئے سب سو اونٹ پورے ہو گئے۔

(۵۵) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اُصِیْبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ فَفِیْهَا عَقْلُهَا تَآمًّا فَاِنْ طُرِحَتْ بَعْدَ اَنْ تَسْوَدَّ فَفِیْهَا عَقْلُهَا تَآمًّا اَیْضًا.

سعید بن المسیبؒ کہتے تھے کہ جب دانت کو ضرب پہنچے اور وہ کالا ہو جائے تو اس کی پوری دیت لازم ہوگی اگر کالا ہو کر گر جائے تب بھی پوری دیت لازم ہوگی۔

١٣۔بَابُ الْعَمَلِ فِیْ عَقْلِ الْاَسْنَانِ

دانتوں کی دیت کا اور حال

(۵۶) عَنْ اَبِیْ غَطْفَانَ ابْنِ طَرِیْفِ نِ الْمُرِیِّ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ بَعَثَهٗ اِلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ یَسْاَلُهٗ مَاذَا فِی الضِّرْسِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِیْهِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ قَالَ فَرَدَّنِیْ مَرْوَانُ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَقَالَ اَتَجْعَلُ مُقَدَّمَ الْفَمِّ مِثْلَ الْاَضْرَاسِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ لَمْ تَعْتَبِرْ ذَالِکَ اِلَّا

ابی غطفان بن طریف سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے ان کو بھیجا عبداللہ بن عباسؓ کے پاس یہ پوچھنے کو کہ داڑھ میں کیا دیت ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ پانچ اونٹ ہیں مروان نے پھر ان کو بھیجا اور کہلایا کہ کیا دانت سامنے کے اور داڑھیں دیت میں برابر ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو دانتوں کو انگلیوں پر قیاس کر لیتا تو کافی تھا ہر ایک انگلی کی دیت ایک ہی ہے (اگرچہ منفعت کسی سے کم

بِالْاَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَآءٌ.
ہے کسی سے زیادہ ایسا ہی دانت اور داڑھ بھی سب یکساں ہیں۔

(۵۷) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ يُسَوِّىْ بَيْنَ الْاَسْنَانِ فِى الْعَقْلِ وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ.
عروہ بن الزبیر کہتے تھے کہ اگلے زمانے میں سب دانتوں کی دیت برابر تھی کوئی دوسرے پر زیادہ نہ تھی۔

۵۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دانت اور کچلیاں اور داڑھیں سب برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہر دانت میں پانچ اونٹ کا حکم کیا داڑھ بھی ایک دانت ہے۔

۱۴۔ بَابُ دِيَةِ جِرَاحِ الْعَبْدِ
غلام کے زخموں کی دیت کا بیان

(۵۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ فِىْ مُوْضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهٖ.
حضرت سعید بن المسیب اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

(۶۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِىْ فِى الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ اَنَّ عَلٰى مَنْ جَرَحَهٗ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.
مروان بن حکم حکم کرتا تھا اس شخص پر جو زخمی کرے غلام کو کہ جس قدر اس زخم کی وجہ سے اس کی قیمت میں نقصان ہوا وہ ادا کرے۔

۶۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور منقلہ میں دسواں حصہ اور بیسواں حصہ اور مامومہ اور جائفہ میں تیسرا حصہ دینا ہوگا سوائے ان کے اور طرح کے زخموں میں جس قدر قیمت میں نقصان ہو گیا دینا ہوگا جب وہ غلام اچھا ہو جائے تب دیکھیں گے کہ اس کی قیمت اس زخم سے پہلے کیا تھی اور اب کتنی ہے۔ جس قدر کمی ہوگی وہ دینی ہوگی۔

۶۲: کہا مالکؒ نے جب غلام کا ہاتھ یا پاؤں کوئی شخص توڑ ڈالے پھر وہ اچھا ہو جائے تو کچھ تاوان نہیں ہوگا البتہ اگر کسی قدر نقصان رہ جائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

۶۳: کہا مالکؒ نے غلاموں میں اور لونڈیوں میں قصاص کا حکم مثل آزادوں کے ہوگا اگر غلام لونڈی کو قصداً قتل کرے تو غلام بھی قتل کیا جائے گا اگر اس کو زخمی کرے وہ بھی زخمی کیا جائے گا ایک غلام نے دوسرے غلام کو عمداً مار ڈالا تو مقتول کے مولیٰ کو اختیار ہوگا چاہے قاتل کو قتل کرے چاہے دیت یعنی اپنے غلام کی قیمت لے لے۔ قاتل کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے مقتول کی قیمت ادا کرے اور قاتل کو اپنے پاس رہنے دے چاہے قاتل ہی کو حوالے کر دے اس سے زیادہ اور کچھ لازم نہ آئے گا۔ اب جب مقتول کا مولیٰ دیت پر راضی ہو کر قاتل کو لے لے تو پھر اس کو قتل نہ کرے۔ اسی طرح اگر ایک غلام دوسرے غلام کا ہاتھ یا پاؤں کاٹے تو اس کے قصاص کا بھی یہی حکم ہے۔

۶۴: کہا مالکؒ نے اگر مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو زخمی کرے تو غلام کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے دیت دے یا غلام کو حوالے کر دے تو اس غلام کو بیچ کر اس کی دیت ادا کریں گے مگر وہ غلام یہودی یا نصرانی کے پاس رہ نہیں سکتا (کیونکہ مسلمان کو کافر کا محکوم کرنا درست نہیں)

١٥۔بَابُ دِيَةِ اَهْلِ الذِّمَّةِ
کافر ذمی کی دیت کا بیان

(٦٥) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَضٰى اَنَّ دِيَةَ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ اِذَا قُتِلَ اَحَدُهُمَا مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہودی یا نصرانی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔

٦٦: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا مگر جب مسلمان فریب سے اس کو دھوکہ دے کر مار ڈالے تو قتل کیا جائے گا۔

(٦٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُوْلُ دِيَةُ الْمَجُوْسِيِّ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

سلیمان بن یسارؒ کہتے تھے کہ مجوسی (فارسی آتش پرست) کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

٦٨: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٦٩: کہا مالکؒ نے یہودی یا نصرانی کے زخموں کی دیت اسی حساب سے ہے موضحہ میں بیسواں حصہ اور مامومہ اور جائفہ میں تیسرا حصہ وقس علیٰ ہذا۔

١٦۔بَابُ مَا يُوْجِبُ الْعَقْلَ عَلَى الرَّجُلِ فِيْ خَاصَّةِ مَالِهٖ
جن جنایات کی دیت خاص قاتل کو اپنے مال میں سے ادا کرنی پڑتی ہے (یعنی عاقلہ سے نہیں لی جاتی) ان کا بیان

(٧٠) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِيْ قَتْلِ الْعَمَدِ اِنَّمَا عَلَيْهِمْ عَقْلٌ فِيْ قَتْلِ الْخَطَآءِ.

عروہ بن الزبیرؒ کہتے تھے کہ قتل عمد میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے (بلکہ قاتل کی ذات پر ہے) عاقلہ پر خطا کی دیت ہے (عاقلہ جمع عاقل کی یعنی کسی کی طرف سے ادا کرنے والا)

(٧١) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِّنْ دَمِ الْعَمَدِ اِلَّا اَنْ يَّشَآءُوْا ذَالِكَ.

ابن شہابؒ نے کہا کہ عاقلہ پر عمداً خون کرنے کا بار نہیں ڈالا جاتا مگر خوشی سے دینا چاہیں۔

(٧٢) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مِثْلَ ذَالِكَ.

یحییٰ بن سعیدؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔

٧٣: کہا مالکؒ نے ابن شہابؒ کہتے تھے سنت یوں ہی ہے کہ جب قتل عمد میں مقتول کے وارث قصاص کو عفو کر کے دیت پر راضی ہو جائیں تو وہ دیت قاتل کے مال سے لی جائے گی عاقلہ سے کچھ غرض نہیں مگر جب عاقلہ خود دینا چاہیں۔

٧٤: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر لازم نہیں آتی جب ایک ثلث یا زیادہ نہ ہو اگر ثلث سے کم ہو تو جنایت کرنے والے کے مال سے لی جائے گی۔

٧٥: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد یا اور جراحات میں جن میں قصاص لازم آتا ہے اگر دیت قبول کر لی جائے تو قاتل یا جارح کی ذات پر ہو گی عاقلہ پر نہ ہو گی اگر اس کے پاس مال ہو اور جو مال ہو تو اس پر قصاص رہے گا البتہ اگر عاقلہ خوشی سے دینا چاہیں تو اور بات ہے۔

٧٦: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص اپنے تئیں آپ عمداً یا خطاءً زخمی کرے تو اس کی دیت عاقلے پر نہ ہو گی اور میں نے کسی کو نہیں سنا جو عمد

کی دیت عاقلے سے دلائے اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہٗ نے قتل عمد میں فرمایا: ''جس کا بھائی معاف کردے کچھ (یعنی قصاص چھوڑ دے) تو چاہیے کہ دستور کے موافق چلے اور دیت اچھی طرح ادا کرے''۔ (اس سے معلوم ہوا کہ عمد کی دیت قاتل کو ادا کرنی چاہیے)

۷۷: کہا مالکؒ نے جس لڑکے کے پاس کچھ مال نہ ہو یا جس عورت کے پاس مال نہ ہو اور وہ کوئی جنایت کرے جس میں ثلث سے کم دیت واجب ہوتی ہے تو دیت انہی کے مال میں سے دی جائے گی اگر مال نہ ہو تو ان پر قرض کے طور رہے گی عاقلے پر یا لڑکے کے باپ پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔

۷۸: کہا مالکؒ نے جب غلام قتل کیا جائے تو اس کی قیمت جو قتل کے روز ہے دینی ہوگی قاتل کے عاقلے پر کچھ لازم نہ آئے گا بلکہ قاتل کے خاص مال میں سے لیا جائے گا اگرچہ اس غلام کی قیمت دیت سے زیادہ ہو۔

١٧۔ بَابُ مِيْرَاثِ الْعَقْلِ وَالتَّغْلِيْظُ فِيْهِ

دیت میں میراث کا بیان

(۷۹) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنْشَدَ اللّٰهَ النَّاسَ بِمِنًى مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الدِّيَةِ اَنْ يُّخْبِرَنِيْ فَقَامَ ضَحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكَلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُوَرِّثَ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُدْخُلِ الْخِبَآءَ حَتّٰى اٰتِيَكَ فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ فَقَضٰى بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ قُتِلَ اَشْيَمُ خَطَآءً.

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے بلایا لوگوں کو منیٰ میں اور کہا کہ جس شخص کو دیت کا مسئلہ معلوم ہو وہ بیان کرے مجھ سے تو ضحاکؒ بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھ بھیجا تھا کہ اشیم ضبابی کی عورت کو میراث دلاؤں اشیم کی دیت میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو خیمے میں جا جب تک میں آؤں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ضحاکؒ نے یہی بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم کیا ابن شہاب نے کہا اشیم خطا سے مارا گیا تھا۔

(۸۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ مُدْلَجٍ يُّقَالُ لَهٗ قَتَادَةُ حَذَفَ ابْنَهٗ بِسَيْفٍ فَاَصَابَ سَاقَهٗ فَنُزِيَ جُرْحُهٗ فَمَاتَ فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشَمٍ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اعْدُدْ عَلٰى مَآءِ قُدَيْدٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ بَعِيْرٍ حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَخَذَ مِنْ تِلْكَ الْاِبِلِ ثَلٰثِيْنَ حِقَّةً وَّثَلٰثِيْنَ جَذَعَةً وَّاَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً ثُمَّ قَالَ اَيْنَ اَخُو الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ خُذْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ.

عمرو بن شعیبؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی مدلج میں سے جس کا نام قتادہ تھا اپنے لڑکے کو تلوار ماری وہ اس کی پنڈلی میں لگی خون بند نہ ہوا آخر مر گیا تو سراقہ بن جعشم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا قدید کے پانی پر (قدید ایک مقام کا نام ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے وہاں پانی بھی ہے) ایک سو بیس اونٹ تیار رکھ جب تک میں وہاں آؤں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آئے تو ان اونٹوں میں سے تین حقے اور بیس جذعے لیے اور چالیس حقے (حاملہ اونٹنیاں) لیں پھر کہا کہاں ہے مقتول کا بھائی اس نے کہا کیوں میں موجود ہوں کہا تو یہ سب اونٹ لے لے اس واسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی۔

ف: دیت میں سے اور نہ متروکہ میں سے۔ اگرچہ اس کا باپ موجود تھا مگر چونکہ اس نے قتل کیا تھا اس لیے میراث سے محروم ہوا۔

(۸۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ سُئِلَا اَتُغَلَّظُ الدِّيَةُ فِى الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَقَالَا لَا وَلٰكِنْ يُزَادُ فِيْهَا لِلْحُرْمَةِ فَقِيْلَ لِسَعِيْدٍ هَلْ يُزَادُ فِى الْجِرَاحِ كَمَا يُزَادُ فِى النَّفْسِ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ قَالَ مَالِكٌ اُرَاهُمَا اَرَادَ مِثْلَ الَّذِىْ صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِىْ عَقْلِ الْمُدْلَجِىِّ حِيْنَ اَصَابَ ابْنَهٗ.

سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسارؒ سے سوال ہوا کہ ماہ حرام میں (محرم اور رجب اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں) اگر کوئی قتل کرے تو دیت میں سختی کریں گے انہوں نے کہا نہیں بلکہ بڑھا دیں گے بوجہ ان مہینوں کی حرمت کے پھر سعیدؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی زخمی کرے ان مہینوں میں تو اس کی بھی دیت بڑھا دیں گے جیسے قتل میں بڑھا دیں گے سعید نے کہا ہاں۔

۸۲: کہا مالکؒ نے میں سمجھتا ہوں کہ مراد ان دونوں صاحبوں کی بڑھانے سے وہی ہے جیسا حضرت عمرؓ نے کیا مدلجی کی دیت میں جب اس نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا۔

ف: یعنی تین قسم کے اونٹ اس سے لیے اس میں زیادہ دقت ہوئی مگر لیے وہی سو اونٹ۔

(۸۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلَاحِ كَانَ لَهٗ عَمٌّ صَغِيْرٌ هُوَ اَصْغَرُ مِنْ اُحَيْحَةَ وَكَانَ عِنْدَ اَخْوَالِهٖ فَاَخَذَهٗ اُحَيْحَةُ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَخْوَالُهٗ كُنَّآ اَهْلَ ثُمِّهٖ وَرُمِّهٖ حَتّٰى اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى عُمُمِهٖ غَلَبَنَا حَقُّ امْرِءٍ فِىْ عَمِّهٖ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ لَا يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ.

عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار کا جس کا نام اُحیحہ بن الجلاح اس سے چھوٹا چچا تھا وہ اپنی ننہیال میں تھا اس کو احیحہ نے لے کر مار ڈالا اس کے ننہیال کے لوگوں نے کہا ہم نے پالا پرورش کیا جب جوان ہوا تو اس کا بھتیجا ہم پر غالب آیا اور اسی نے لے لیا۔ عروہؓ نے کہا اسی وجہ سے (اب دین اسلام میں) قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

یعنی باوجود اس کے کہ احیحہ نے اس کو مار ڈالا لیکن اس کی دیت کا استحقاق اسی کو رہا اور جن لوگوں نے پالا پرورش کیا یعنی ننہیال والے ان کو دیت لینے کا حق حاصل نہ ہوا کیونکہ جاہلیت میں قاتل مقتول کا وارث ہوتا تھا دین اسلام میں یہ بات موقوف ہوئی قاتل مقتول کی میراث سے محروم کیا گیا۔

۸۴: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کرنے والا مقتول کی دیت کا وارث نہیں ہوتا نہ اس کے مال کا نہ اور کسی وارث کو محروم کر سکتا ہے اور قتل خطا کرنے والا دیت کا وارث نہیں ہوتا لیکن اور مال کا وارث ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے میرے نزدیک اور مال کا وارث ہوگا۔

۱۸۔ بَابُ جَامِعِ الْعَقْلِ
دیت کے مختلف مسائل کا بیان

(۸۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُرْحُ الْعَجْمَآءِ جُبَارٌ وَّالْبِيْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَ فِى الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جانور کسی کو صدمہ پہنچائے تو اس کا بدلہ نہیں کنوئیں میں کوئی گر کر مر جائے تو اس کا بدلہ نہیں اور کان کھودنے میں کوئی مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور (کافروں کے) گڑے خزانے میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

....

ف: یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودتے یا

کان کھودتے کنواں یا کان پھٹ کر مر جائے تو کھدوانے والے پر کچھ جرمانہ نہیں ہے۔
۸۶: کہا مالکؒ نے جو شخص جانور کو آگے سے کھینچ رہا ہے یا پیچھے سے ہانک رہا ہے یا جو اس پر سوار ہے وہ جرمانہ دے گا اگر جانور کسی کو صدمہ پہنچائے لیکن خود بخود وہ لات سے کسی کو مار دے تو تاوان نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے حکم کیا دیت کا اس شخص پر جس نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کسی کو کچل ڈالا تھا۔
۸۷: کہا مالکؒ نے جب دوڑانے والا ضامن ہوا تو کھینچنے والا اور ہانکنے والا اور سوار تو ضرور ضامن ہوگا۔
ف: کیونکہ یہ سب بچانے پر قادر ہیں بلکہ دوڑانے والا شاید مجبور بھی ہو اس کو روک نہ سکے جب اس پر ضمان ہوا تو اوروں پر بطریق اولیٰ ہوگا۔
۸۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو کوئی راستے میں کنواں کھودے یا جانور باندھے یا مشابہ اس کے کوئی کام کرے تو درست نہیں ہے راہ میں کرنا اور اس کی وجہ سے کسی کو صدمہ پہنچے تو وہ ضامن ہوگا ثلث دیت تک اپنے مال میں سے دے گا جو ثلث سے زیادہ ہو تو اس کے عاقلے سے وصول کی جائے گی اور اگر ایسا کام کرے جو درست ہے تو اس پر ضمان نہ ہوگا جیسے گڑھا کھودے یا بارش کے واسطے یا اپنے جانور پر سے کسی کام کو اترے اور راہ پر کھڑا کر دے۔
۸۹: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص کنوئیں میں اترے پھر دوسرا شخص اترے اب نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں گر کر مر جائیں تو کھینچنے والے کے عاقلے پر دیت لازم آئے گی۔
۹۰: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص کسی بچے کو حکم کرے کنوئیں میں اترنے کا یا درخت پر چڑھنے کا اور وہ لڑکا ہلاک ہو جائے تو وہ شخص ضامن ہوگا اس کی دیت کا یا نقصان کا۔
۹۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عاقلے میں عورتیں اور بچے داخل نہ ہوں گے بلکہ بالغ مردوں سے دیت وصول کی جائے گی۔
۹۲: کہا مالکؒ نے مولیٰ کی دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی اگرچہ وہ دفتر سرکار میں ماہوار یاب (ملازم) نہ ہوں جیسا رسول اللہ ﷺ کے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت تھا کیونکہ دفتر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے نکلا تو ہر ایک کی دیت اس کے موالی اور قوم ادا کریں گے کیونکہ ولاء بھی انہیں کو ملتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔
۹۳: کہا مالکؒ نے جو کوئی شخص کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو جس قدر قیمت اس نقصان کی وجہ سے کم ہو جائے اس کا تاوان لازم ہوگا۔
۹۴: کہا مالکؒ نے ایک شخص قصاصاً قتل کے لائق ہو پھر وہ کوئی کام ایسا کرے جس سے حد لازم آئے (مثلاً زنا کرے کوڑے و رجم لازم آئے یا چوری کرے ہاتھ کاٹنا لازم ہو) تو کسی حد کا مؤاخذہ نہ کیا جائے صرف قتل کافی ہے مگر حد قذف کا اس میں کوڑے مار کر پھر اس کو قتل کریں اگر اس نے اسی کو زخمی کیا تو زخمی کا قصاص لینا ضروری نہیں۔ قتل کرنا کافی ہے۔
۹۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کوئی نعش کسی گاؤں وغیرہ میں ملے یا کسی کے دروازے پر تو یہ ضروری نہیں کہ جو لوگ اس کے قریب ہوں وہ پکڑے جائیں کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ لوگ مار کر کسی کے دروازے پر ڈال دیتے ہیں تا کہ وہ پکڑا جائے۔

۹۶: کہا مالکؒ نے اگر چند آدمی مل کر لڑے بعد اس کے جب جدا ہوئے تو ایک شخص ان میں مقتول یا مجروح پایا گیا لیکن ہنگامے میں معلوم نہیں ہوسکا کہ کس نے مارا یا زخمی کیا تو فریق ثانی (یعنی جن میں کا مقتول نہیں ہے) کی قوم پر اس کی دیت واجب ہوگی اور جو وہ شخص دونوں فریق میں سے نہ ہو تو دونوں فریق پر دیت واجب ہوگی۔

۱۹۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغِيْلَةِ وَالسِّحْرِ
مکر و فریب سے مارنے یا جادو سے مارنے کا بیان

(۹۷) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً اَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَّاحِدٍ قَتَلُوْهُ قَتَلَ غِيْلَةٍ وَّقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ اَهْلُ صَنْعَآءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيْعًا.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے پانچ یا سات آدمیوں کو ایک شخص کے بدلے میں قتل کیا انہوں نے دھوکا دے کر اس کو مار ڈالا تھا پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر سارے صنعاء والے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا۔

(۹۸) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَتَلَتْ جَارِيَةً لَّهَا سَحَرَتْهَا وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا فَاَمَرَتْ بِهَا فَقُتِلَتْ.

حضرت ام المؤمنین حفصہؓ نے ایک لونڈی کو قتل کیا جس نے ان پر جادو کیا تھا اور پہلے آپ اس کو مدبر کر چکی تھیں پھر حکم کیا اس کے قتل کا تو قتل کی گئی۔

۹۹: کہا مالکؒ نے جو شخص جادو جانتا ہے اور اس کو کام میں لاتا ہے اس کا قتل کرنا مناسب ہے۔

۲۰۔بَابُ مَا يَجِبُ فِي الْعَمَدِ
قتل عمد کا بیان

ف: اکثر علماء کے نزدیک قتل عمد یہ ہے کہ قصداً کسی کو مار ڈالے خواہ لکڑی سے مارے یا پتھر سے یا تیر سے یا تلوار سے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک قتل عمد میں یہ بھی شرط ہے کہ ہتھیار سے مارے یا لوہے کی چیز سے جو دھار دار یا نوک دار ہو۔

(۱۰۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ مَّوْلٰى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ اَنَّ عَبْدَالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ اَقَادَ وَلِيَّ الرَّجُلِ قَتَلَهُ بِعَصًا فَقَتَلَهُ وَلِيُّهُ بِعَصًا.

ایک شخص نے دوسرے کو لکڑی سے مار ڈالا عبدالملک بن مروان نے قاتل کو ولی مقتول کے حوالے کیا اس نے بھی اس کو لکڑی سے مار ڈالا۔

۱۰۱: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو لکڑی یا پتھر سے قصداً مارے اور وہ ہلاک ہو جائے تو قصاص لیا جائے گا۔

۱۰۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک قتل عمد یہی ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو قصداً مارنے یہاں تک کہ اس کا دم نکل جائے اور یہ بھی قتل عمد ہے کہ ایک شخص سے دشمنی ہو اس کو ایک ضرب لگا کر چلا آئے اس وقت وہ زندہ ہو بعد اس کے اسی ضرب سے مر جائے اس میں قسامت واجب ہوگی۔

۱۰۳: کہا مالکؒ نے قتل عمد میں ایک شخص آزاد کے عوض میں کئی شخص آزاد مارے جائیں گے کہ جب سب قتل میں شریک ہوں اسی طرح عورتوں اور غلاموں میں بھی حکم ہوگا۔

۲۱۔بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ
قصاص کا بیان

(۱۰٤) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ

امام مالکؒ کو پہنچا کہ مروان بن حکم نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

اِلٰی مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ یَذْکُرُ اَنَّهٗ اُتِیَ بِسَکْرَانٍ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَکَتَبَ اِلَیْهِ مُعَاوِیَةُ اَنِ اقْتُلْهُ.

کو لکھا کہ ایک شخص نے نشے کی حالت میں ایک شخص کو مار ڈالا معاویہؓ نے جواب میں لکھا کہ تو بھی اس کو مار ڈال۔

۱۰۵: کہا مالکؒ نے میں نے اس کی تفسیر بہت اچھی سنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ''قتل کرو آزاد کو بدلے میں آزاد کے اور غلام کو بدلے میں غلام کے اور عورت کو بدلے میں عورت کے'' تو قصاص عورتوں میں آپس میں لیا جائے گا جیسا کہ مردوں میں لیا جاتا ہے اور مرد اور عورت میں بھی لیا جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ' فرماتا ہے: ''نفس بدلے نفس کے قتل کیا جائے گا'' تو عورت مرد کے بدلے میں قتل کی جائے گی اور مرد عورت کے بدلے میں مارا جائے گا اسی طرح ایک دوسرے کو اگر زخمی کرے گا تب بھی قصاص لیا جائے گا۔

۱۰۶: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص ایک شخص کو پکڑ لے اور دوسرا اس کو آ کر مار ڈالے اور معلوم ہو کہ اس نے مار ڈالنے ہی کے واسطے پکڑا تھا تو دونوں شخص اس کے بدلے میں قتل کیے جائیں گے اگر اس نے اس نیت سے نہیں پکڑا تھا بلکہ اس کو یہ خیال تھا کہ دوسرا شخص یوں ہی سے مار مارے گا تو پکڑنے والا قتل نہ کیا جائے گا لیکن اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اور بعد سزا کے ایک برس تک قید کیا جائے گا۔

۱۰۷: کہا مالکؒ نے زید نے عمرو کو قتل کیا یا اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی' قصداً اب قبل اس کے کہ زید سے قصاص لیا جائے اس کو بکر نے مار ڈالا یا زید کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس پر دیت یا قصاص واجب نہ ہوگا کیونکہ عمرو کا حق زید کی جان میں تھا یا اس کی آنکھ میں اب زید ہی نہ رہا یا وہ آنکھ ہی نہ رہی اس کی نظیر یہ ہے کہ زید عمرو کو عمداً مار ڈالے گا پھر زید بھی مر جائے تو عمرو کے وارثوں کو اب کچھ نہ ملے گا کیونکہ قصاص قاتل پر ہوتا ہے جب وہ خود مر گیا تو نہ قصاص ہے نہ دیت۔

۱۰۸: کہا مالکؒ نے آزاد اور غلام میں قصاص نہیں ہے زخموں میں لیکن اگر غلام آزاد کو مار ڈالے گا تو غلام مارا جائے گا اور جو آزاد غلام کو مار ڈالے گا تو آزاد نہ مارا جائے گا یہ میں نے بہت اچھا سنا۔

۲۲۔بَابُ الْعَفْوِ فِیْ قَتْلِ الْعَمَدِ

قتل عمد میں عفو (معاف) کرنے کا بیان

(۱۰۹) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ اَدْرَکَ مَنْ یَّرْضٰی مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ فِی الرَّجُلِ اِذَا اَوْصٰی اَنْ یُّعْفٰی عَنْ قَاتِلِهٖ اِذَا قُتِلَ عَمَدًا اِنَّ ذَالِکَ جَائِزٌ لَّهٗ وَ اِنَّهٗ اَوْلٰی بِدَمِهٖ مِنْ غَیْرِهٖ مِنْ اَوْلِیَآءِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ.

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کئی اچھے عالموں سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب مقتول مرتے وقت اپنے قاتل کو معاف کر دے تو درست ہے قتل عمد میں اس کو اپنے خون کا زیادہ اختیار ہے وارثوں سے۔

۱۱۰: کہا مالکؒ نے جو شخص قاتل کو قتل عمد معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہ ہوگی مگر جب کہ قصاص عفو (معاف) کر کے دیت ٹھہرا لے۔

۱۱۱: کہا مالکؒ نے اگر قاتل کو مقتول معاف کر دے تب بھی قاتل کو سو کوڑے لگائیں گے اور ایک سال تک قید کریں گے۔

۱۱۲: کہا مالکؒ نے جب کوئی شخص عمداً مارا گیا اور گواہوں سے قتل ثابت ہوا اور مقتول کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں بیٹوں نے تو معاف کر دیا لیکن بیٹیوں نے معاف نہ کیا تو بیٹیوں کے معاف کرنے سے کچھ خلل واقع نہ ہوگا بلکہ خون معاف ہو جائے گا کیونکہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے ان کو اختیار نہیں ہے۔

۲۳۔بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْجِرَاحِ زخموں میں قصاص کا بیان

۱۱۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو شخص کسی کا ہاتھ یا پاؤں توڑ ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائے گا دیت لازم نہ آئے گی۔

۱۱۴: کہا مالکؒ نے زخم کا قصاص نہ لیا جائے گا جب تک کہ وہ شخص اچھا نہ ہولے جب وہ اچھا ہو جائے گا تو قصاص لیں گے اب اگر جارح کا بھی زخم اچھا ہو کر مجروح کے مثل ہو گیا تو بہتر نہیں تو اگر جارح کا زخم بڑھ گیا اور جارح اسی کی وجہ سے مر گیا تو مجروح پر کچھ تاوان نہ ہوگا اگر جارح کا زخم بالکل اچھا ہو گیا اور مجروح کا ہاتھ شل ہو گیا یا اور کوئی نقص رہ گیا تو پھر جارح سے قصاص نہ لیا جائے گا لیکن بقدر نقصان کے دیت اس سے وصول کی جائے گی۔

۱۱۵: کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی آنکھ پھوڑ دی یا اس کا ہاتھ توڑ ڈالا یا اس کی انگلی کاٹ ڈالی قصداً تو اس سے قصاص لیا جائے گا البتہ اگر اپنی عورت کو تنبیہاً رسی یا کوڑے سے مارے اور بلا قصد کسی مقام پر لگ کر زخم ہو جائے یا نقصان ہو جائے تو دیت لازم آئے گی قصاص نہ ہوگا۔

(۱۱۶) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اَبَابَكْرِ بْنَ حَزْمٍ اَقَادَ مِنْ كَسْرَ الْفَخِذِ.

حضرت امام مالکؒ کو پہنچا کہ ابا بکر بن حزم نے قصاص لیا ران توڑنے کا۔

۲۴۔بَابُ دِيَةِ السَّآئِبَةِ وَجَنَايَتِهِ سائبہ کی دیت و جنایت کا بیان

ف: سائبہ اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ آزاد کرتے وقت یہ شرط کر دے کہ میں تیرا وارث نہ ہوں گا ایسا غلام اگر کوئی جنایت کرے تو مولیٰ اس کی دیت بھی نہ دے گا۔

(۱۱۷) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ سَآئِبَةً اَعْتَقَهُ بَعْضُ الْحَآجِّ فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي عَآئِذٍ فَجَآءَ الْعَآئِذِيُّ اَبُوالْمَقْتُوْلِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَادِيَةَ لَهُ فَقَالَ الْعَآئِذِيُّ اَرَاَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِي فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذًا تُخْرِجُوْنَ دِيَتَهُ فَقَالَ الْعَآئِذِيُّ هُوَ اِذًا كَالْاَرْقَمِ اِنْ يُّتْرَكْ يَلْقَمْ وَاِنْ يُّقْتَلْ يُنْقَمْ.

سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک سائبہ نے جس کو کسی حاجی نے آزاد کر دیا تھا ایک شخص کے بیٹے کو جو بنی عائذ میں سے تھا مار ڈالا مقتول کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی دیت مانگنے آیا حضرت عمرؓ نے کہا اس کے لیے دیت نہیں ہے وہ شخص بولا اگر میرا بیٹا سائبہ کو مار ڈالتا تو تم کیا حکم کرتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس وقت تم کو اس کی دیت ادا کرنی ہوتی وہ شخص بولا پھر تو سائبہ کیا ہے ایک چتلا سانپ ہے اگر چھوڑ دو تو ڈس لے اگر مارو تو بدلہ لے۔

ف: جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ جن سانپ کا بدلہ لیتے ہیں جو کوئی اس کو مار ڈالے وہ بھی مارا جاتا ہے اس شخص نے سانپ کے ساتھ سائبہ کو تشبیہ دی اور یہ کہا کہ سائبہ کو اگر ماریں تو مشکل دیت دینی پڑتی ہے نہ ماریں تو مشکل وہ مارے ڈالتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْقَسَامَةِ

کتاب قسامت کے بیان میں

ف: قسامت کہتے ہیں اولیاء مقتول سے قسم لینے کو یا جن پر قتل کا گمان ہو ان سے قسم لینے کو۔

ا۔بَابُ تَبْدِئَةِ اَهْلِ الدَّمِ فِى الْقَسَامَةِ

(۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِّنْ كُبَرَآءِ قَوْمِهٖ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّ مُحَيِّصَةُ خَرَجَآ اِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمْ فَاُتِىَ مُحَيِّصَةُ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِىْ فَقِيْرِ بِيْرٍ اَوْ عَيْنٍ فَاَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهُمْ ذَالِكَ ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِىْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِمَّا اَنْ يَّدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ يُّؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ ذَالِكَ فَكَتَبُوْا اِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دِيَةَ صَاحِبِكُمْ فَقَالُوْا لَا قَالَ فَيَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهٖ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى اُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِىْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَآءُ قَالَ مَالِكٌ الْفَقِيْرُ هُوَ الْبِيْرُ.

قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینے کا بیان

سہل بن ابی حثمہ کو خبر دی کچھ لوگوں نے جو اس کی قوم کے معزز لوگ تھے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ فقر اور افلاس کی وجہ سے خیبر کو گئے محیصہ کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں میں یا چشمے میں ڈال دیا ہے محیصہ یہ سن کر خیبر کے یہودیوں کے پاس آئے اور کہا قسم خدا کی تمہیں نے اس کو قتل کیا ہے یہودیوں نے کہا قسم خدا کی ہم نے قتل نہیں کیا اس کو پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا بعد اس کے محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ جو محیصہ سے بڑے تھے اور عبدالرحمٰن بن سہل (جو عبداللہ بن سہل مقتول کے بھائی تھے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے محیصہ نے چاہا کہ میں بات کروں کیونکہ وہی خیبر کو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بزرگی کی رعایت کر۔ ف[۱] تو حویصہ نے پہلے بیان کیا پھر محیصہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہودی تمہارے مقتول کی دیت دیں یا جنگ کریں پھر آپ نے یہودیوں کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے کہا تم قسم کھاؤ کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے تو دیت کے حقدار ہو گے انہوں نے کہا ہم قسم نہ کھائیں گے (کیونکہ ہم نے دیکھا نہیں) آپ نے فرمایا اچھا اگر یہودی قسم کھا لیں کہ ہم نے نہیں مارا انہوں نے کہا یا رسولؐ

اللہ وہ مسلمان نہیں ہیں ف۲ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی سہل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس سو اونٹ بھیجے ان کے گھروں پر ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی (وہ مجھے اب تک یاد ہے)

ف۱: یعنی حویصہ کو جو بڑا بھائی ہے اسے بات کرنے دے۔

ف۲: ان کو جھوٹی قسم کھانے سے کچھ باک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسامت میں پہلے اولیائے مقتول سے حلف لینا چاہیے اگر وہ حلف نہ اٹھائیں تو پھر ان لوگوں سے حلف لینا چاہیے جن پر قتل کا گمان ہو اور اولیاء ان پر دعویٰ کرتے ہوں یہی قول ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسامت میں پچاس قسمیں ان سے لی جائیں گی جن پر قتل کا گمان ہو مثلاً اس محلے والوں سے جہاں پر مقتول کی نعش ملی ہے اگر قسم کھالیں گے تو بہتر ہے ورنہ دیت دینی ہوگی۔

(۲) عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَهْلِ نِ الْاَنْصَارِيِّ وَمُحَيِّصَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِيْ حَوَائِجِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَاَتٰى هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلِ نِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَهَبَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ اَخِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرْ كَبِّرْ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَاْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَّتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ اَوْقَاتِلِكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهٖ.

بشیر بن یسارؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاریؓ اور محیصہ بن مسعود خیبر کو گئے وہاں جا کر اپنے اپنے کاموں کے واسطے جدا ہو گئے عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار ڈالا تو محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عبدالرحمٰن نے بات کرنی چاہی اپنے بھائی کے مقدمے میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بزرگی کی رعایت کر تو حویصہ اور محیصہ نے قصہ بیان کیا عبداللہ بن سہل کا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو (اس بات پر کہ فلاں شخص نے اس کو مار ڈالا ہے) اگر کھاؤ گے تو خون کا استحقاق (یا قاتل کا استحقاق؟) تمہیں حاصل ہوگا انہوں نے کہا یا رسول اللہ! (ہم کیونکر کھائیں) ہم اس وقت موجود نہ تھے نہ ہم نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کافر ہیں ان کی قسمیں ہم کیونکر قبول کریں گے بشیر بن یسار نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔

۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے اور میں نے بہت سے اچھے عالموں سے سنا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے۔ اگلے اور پچھلے علماء نے کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے قسم لی جائے گی وہ قسم کھائیں (اگر وہ قسم نہ کھائیں تو مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں گے تو بری ہو جائیں گے) اور قسامت دو امروں میں ایک امر سے لازم ہوتی ہے یا تو مقتول خود کہے مجھ کو فلانے نے مارا ہے (اور گواہ نہ ہوں) یا مقتول کے وارث کسی پر اپنا اشتباہ ظاہر کریں اور گواہی کامل نہ ہو تو انہی دو وجہوں سے قسامت لازم آئے گی۔

۴: کہا مالکؒ نے اس سنت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے قسم ان لوگوں سے لی جائے گی جو خون کے مدعی ہوں۔ خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا اور رسول اللہ ﷺ نے بنی حارث سے جن کا عزیز خیبر میں مارا گیا تھا پہلے قسم کھانے کو فرمایا تھا۔

۵: کہا مالکؒ نے اگر مدعی قسم کھالیں تو ان کو خون کا مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جب وہ پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک قسم لی جائے گی اور پچاس سے کم ہوں یا بعض ان میں سے قسم کھانے سے انکار کریں تو مکرر سہ کرر قسمیں لے کر قسمیں پچاس پوری کریں گے مگر جب مقتول کے وارثوں میں جن کو عفو کا اختیار ہے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے گا تو پھر قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ جب ان لوگوں میں جن کو عفو کا اختیار نہیں کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی لوگوں سے قسم لیں گے اور جن کو عفو کا اختیار ہے ان میں سے اگر کوئی ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی وارثوں کو بھی قسم نہ دیں گے۔ بلکہ اس صورت میں مدعیٰ علیہم کو قسم دیں گے ان میں سے پچاس آدمیوں کو پچاس قسمیں دیں گے اگر پچاس سے کم ہوں تو مکرر سہ کرر پچاس پوری کریں گے اگر مدعیٰ علیہ ایک ہی ہو تو اس سے پچاس قسمیں لیں گے جب وہ پچاس قسمیں کھالے گا بری ہو جائے گا۔

۶: کہا مالکؒ نے خون میں پچاس قسمیں لی جاتی ہیں اور اور دعووں میں ایک قسم اس واسطے کہ خون آدمی کسی کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں کرتا ہے تو اگر قسامت میں بھی مثل اور دعووں کے صرف گواہی سے کام چلتا تو بہت سے خون بیکار جاتے اور لوگوں کی جرأت خون کرنے پر زیادہ ہو جاتی جب ان کو حکم کا حال معلوم ہو جاتا لیکن قسامت پہلے مقتول کے وارثوں کی طرف رکھی گئی تاکہ لوگ خون سے باز رہیں اور ڈریں کہ صرف مقتول کا قول کافی ہے اس باب میں۔

۷: کہا مالکؒ نے اگر ایک قوم کی قوم کو جس میں بہت آدمی ہوں خون کی تہمت لگے اور مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں تو ہر شخص ان میں سے پچاس پچاس قسمیں کھائے گا یہ نہ ہوگا کہ پچاس قسمیں سب پر تقسیم ہو جائیں یہ میں نے اچھا سنا۔

۸: کہا مالکؒ نے قسامت مقتول کی عصبوں کی طرف ہوگی جو خون کے مالک ہیں انہی کو قسم دی جاتی ہے اور انہی کی قسم کھانے سے قصاص لیا جاتا ہے۔

ف: مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک قسامت سے قصاص ثابت نہ ہوگا البتہ دیت لازم آئے گی۔

۲۔ بَابُ مَنْ يَّجُوْزُ قُسَامَتُهُ فِي الْعَمَدِ مِنْ وَّلَاةِ الدَّمِ — خون کے وارثوں میں سے کن کن لوگوں سے قسم لینی چاہیے

۹: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قسامت میں عورتوں سے قسم نہ لی جائے گی اور جو مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو ان کو قتل عمد میں نہ قسامت کا اختیار ہوگا نہ عفو کا۔

۱۰: کہا مالکؒ نے ایک شخص عمداً مارا گیا اس کے عصبہ یا موالی نے کہا کہ ہم قسم کھا کر قصاص لیں گے تو ہو سکتا ہے اگرچہ عورتیں معاف کردیں تو ان سے کچھ نہ ہوگا بلکہ عصبے یا موالی ان سے زیادہ مستحق ہیں خون کے کیونکہ وہی قسم اٹھائیں گے۔

۱۱: کہا مالکؒ نے البتہ اگر عصبات یا موالی نے خون معاف کر دیا بعد حلف اٹھالینے کے اور خون کے مستحق ہو جانے کے اور عورتوں نے عفو سے انکار کیا تو عورتوں کو قصاص لینے کا استحقاق ہوگا۔

۱۲: کہا مالکؒ نے قتل عمد میں کم سے کم دو مدعیوں سے قسم لینا ضروری ہے انہی سے پچاس قسمیں لے کر قصاص کا حکم کر دیں گے۔

ف: جیسے قصاص دو گواہوں سے کم میں ثابت نہیں ہوں ویسے ہی قسامت میں دو مدعی یا زیادہ جب تک قسم نہ کھائیں گے قصاص کا حکم نہ ہوگا۔ (زرقانی)

۱۳: کہا مالکؒ نے اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو مار ڈالیں اس طرح کہ وہ سب کی ضربوں سے اسی وقت مرے تو سب قصاصاً قتل

کیے جائیں گے اور جو بعد کئی دن کے مرے تو قسامت واجب ہوگی اس صورت میں قسامت کی وجہ سے صرف ایک شخص ان لوگوں میں سے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ہمیشہ قسامت سے ایک ہی شخص مارا جاتا ہے۔

ف: تو ایک کو جس پر مدعی قسم کھالیں قتل کریں گے اور باقی لوگوں کے سوسو کوڑے ماریں گے اور وہ ایک برس قید کیے جائیں گے۔

۳۔ بَابُ الْقَسَامَةِ فِی الْخَطَآءِ — قتل خطا میں قسامت کا بیان

۱۴: کہا مالکؒ نے قتل خطاء میں بھی پہلی قسم خون کے مدعیوں پر ہوگی وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اپنی حصے کے موافق ترکے میں سے ف۱ اگر قسموں میں کسر پڑے تو جس وارث پر کسر کا زیادہ حصہ آئے وہ پوری قسم اس کے حصے میں رکھی جائے گی۔ ف۲

ف۱: مثلاً ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں تو بیس قسمیں بیٹا کھائے گا اور دس دس قسمیں ہر ایک بیٹی کھائے گی۔

ف۲: مثلاً مقتول کا ایک باپ ہے ایک ماں تو ماں کے حصے میں ترکے کے حساب سے سولہ اور دو ثلث قسم کے آتے ہیں تو سترہ قسمیں ماں پر ڈالی جائیں گی اور تینتیس باپ پر۔

۱۵: کہا مالکؒ نے اگر مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو وہی حلف اٹھا کے دیت لیں گی اور اگر مقتول کا وارث ایک ہی مرد ہو تو اسی کو پچاس قسمیں دیں گے اور وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے لے گا یہ حکم قتل خطا میں ہے نہ کہ قتل عمد میں۔

ف: کیونکہ قتل عمد میں جب دو عصبوں سے وارث کم ہوں تو قسمیں نہیں لی جاتیں نہ عورتوں سے حلف لیا جاتا ہے۔

۴۔ بَابُ الْمِيْرَاثِ فِی الْقَسَامَةِ — قسامت میں میراث کا بیان

۱۶: کہا مالکؒ نے جب خون کے وارث دیت کو قبول کرلیں تو اس کی تقسیم موافق کتاب اللہ کے ہوگی دیت کے وارث مقتول کی بیٹیاں اور بہنیں اور جتنی عورتیں ترکہ پاتی ہیں ہوں گی اگر عورتوں کے حصے ادا کر کے کچھ بچ رہے تو جو عصبہ قریب ہوگا وہ مابقی (باقی) کا وارث ہوگا۔

ف: جیسے مقتول کی دو بیٹیاں اور ایک بھائی اور ایک چچا کا بیٹا ہے تو دو بیٹیوں کو دو ثلث دے کر ایک ثلث کا وارث بھائی ہوگا۔

۱۷: کہا مالکؒ نے اگر مقتول کے بعض ورثاء غائب ہوں اور بعض حاضر جو حاضر ہوں وہ یہ چاہیں کہ اپنے حصہ کی قسمیں کھا کر دیت کا حصہ وصول کرلیں تو یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ پوری قسمیں نہ کھائیں گے اگر پوری پچاس قسمیں کھالیں تو دیت میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں کیونکہ خون ثابت نہیں ہوتا بغیر پچاس قسموں کے اور جب تک خون ثابت نہ ہو دیت لازم نہیں آتی اب جو ورثاء غائب تھے ان میں سے اگر کوئی آجائے تو وہ اپنے حصے کے موافق قسمیں کھا کر دیت میں سے اپنا حصہ لے لے یہاں تک کہ سب وارثوں کا حق پورا ہو جائے۔ اگر اخیافی بھائی آئے تو پچاس قسموں کا چھٹا حصہ جو ہوتا تنی ہی قسمیں کھائیں اور اپنا حصہ لے لے اگر نکول کرے گا تو اس کا حصہ باطل ہوگا اگر بعض ورثاء غائب ہوں جو نابالغ ہوں تو جو حاضر ہیں ان سے پچاس قسمیں لی جائیں گی اور جو غائب ہے وہ جب آئے گا اس سے بھی اس کے حصے کے موافق قسمیں لی جائیں گی اور جب وہ نابالغ بالغ ہو جائے وہ بھی اپنے حصے کے موافق قسم کھائے یہ میں نے اچھا سنا۔

۵۔ بَابُ الْقَسَامَةِ فِی الْعَبْدِ — غلام میں قسامت کا بیان

۱۸: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام قصداً یا خطاءً مارا جائے پھر اس کا مولیٰ ایک گواہ لے کر آئے تو وہ اپنے گواہ کے ساتھ ایک قسم کھائے بعد اس کے اپنے غلام کی قیمت لے لے غلام میں قسامت نہیں ہے نہ عمد میں نہ خطا میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا۔

۱۹: کہا مالکؒ نے اگر غلام عمداً یا خطاءً مارا گیا تو اس کے مولیٰ پر نہ قسامت ہے نہ قسم ہے اور مولیٰ کو قیمت کا اس وقت استحقاق ہوگا جب کہ وہ گواہ عادل لائے دو یا ایک لائے اور ایک قسم کھائے میں نے یہ اچھا سنا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحُدُوْد

کتاب حدوں کے بیان میں

١۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجْمِ

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ تِ الْيَهُوْدُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرٰةِ فِيْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامِ نِ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ فِيْهَا اٰيَةَ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْاَةِ وَيَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

رجم (سنگسار) کرنے کے بیان میں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہم میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ توریت میں کیا حکم ہے رجم کا یہودیوں نے کہا ہم میں کوئی زنا کرے اس کو ہم رسوا کرتے ہیں۔ اور کوڑے مارتے ہیں عبداللہ بن سلامؓ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو توریت میں رجم ہے لاؤ تم توریت کو پڑھو اس کو انہوں نے توریت کو کھولا اور ایک شخص نے ان میں سے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ لیا اور اس کے اوّل اور آخر کی آیتیں پڑھیں عبداللہ بن سلامؓ نے اس سے کہا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے جو ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی تب سب یہودی کہنے لگے کہ سچ کہا عبداللہ بن سلامؓ نے آیت رجم کی موجود ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا رجم کا تو وہ مرد اور عورت رجم کیے گئے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت کی طرف جھکتا تھا اس کے بچانے کو پتھروں سے (یعنی عورت کے اوپر آجاتا تھا کہ پتھر اپنے اوپر پڑیں اور عورت پر نہ پڑیں)

(٢) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَآءَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْاٰخِرَ [1] زَنٰى فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هٰذَا لِاَحَدٍ غَيْرِيْ فَقَالَ لَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ فَتُبْ اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ فَلَمْ تُقَرِّرْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کے قبیلے کا (جس کا نام ماعز بن مالک تھا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا (اپنے آپ کو کہا) ابوبکرؓ نے کہا تو نے یہ بات اور کسی سے تو بیان نہیں کی وہ بولا نہیں ابوبکرؓ نے کہا تو توبہ کر اللہ سے اور چھپا رہ اللہ کے پردے میں (یعنی کسی سے بیان

---

[1] اَیِ الْاَرْذَلُ وَالْاَبْعَدُ وَالدَّنِیُّ وَاللَّئِیْمُ كِنَايَةٌ عَنْ نَفْسِهٖ ١٢

بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ فَلَمْ تُقَرِّرْهُ نَفْسُهُ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰی قَالَ سَعِيْدٌ فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَالِکَ يُعْرِضُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اَهْلِهِ فَقَالَ هَلْ يَشْتَكِیْ اَمْ بِهِ جِنَّةٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَصَحِيْحٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ فَقَالُوْا بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ.

نہ کر) کیونکہ اللہ جل جلالہٗ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اس کو تسکین نہ ہوئی وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا حضرتؓ نے بھی ایسا ہی کہا جیسا کہ ابوبکرؓ سے کہا تھا حضرت عمرؓ نے بھی وہی جواب دیا پھر بھی اس کو تسکین نہ ہوئی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا تین بار اس نے کہا اور تینوں بار رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا جب بہت اس نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کیا یہ بیمار ہو گیا ہے یا اس کو جنون (پاگل پن) ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ تندرست ہے آپ نے فرمایا اس کا نکاح ہوا ہے یا نہیں لوگوں نے کہا ہوا ہے تو آپؐ نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا وہ سنگسار کر دیا گیا۔[1]

(۳) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ هَزَّالُ يَاهَزَّالُ لَوْسَتَرْتَهُ بِرِدَآئِکَ لَكَانَ خَيْرًا لَّکَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِیْ مَجْلِسٍ فِيْهِ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالِ نِ الْاَسْلَمِیُّ فَقَالَ يَزِيْدُ هَزَّالُ جَدِّیْ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَقٌّ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا ایک شخص کو جو اسلم کے قبیلے سے تھا۔ اور اس کا نام ہزال تھا کہ اے ہزال اگر تو اس خبر کو (یعنی ماعز کے زنا کی خبر کو) چھپا لیتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا۔[2] یحییٰ بن سعیدؒ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو ایک مجلس میں بیان کیا جس میں یزید بن نعیم بن ہزال اسلمی بیٹھے تھے تو یزید نے کہا کہ ہزال میرے دادا تھے اور یہ حدیث سچ ہے۔

(۴) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَجُلًا نِ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ قَالَ بْنُ شِهَابٍ فَمِنْ اَجْلِ ذَالِکَ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ.

حضرت ابن شہابؒ کہتے تھے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور چار بار اقرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے رجم کا حکم کیا وہ رجم کیا گیا۔ حضرت ابن شہابؒ نے کہا کہ اسی وجہ سے آدمی اپنے پر جو اقرار کرے اس کا مؤاخذہ ہوتا ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَآءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا زَنَتْ وَهِیَ حَامِلٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ

عبداللہ بن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت (غامدیہ) آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا میں نے زنا کیا اور وہ حاملہ تھی آپؐ نے فرمایا جب جنیو تو آنا جب اس نے (بچہ) جنا تو پھر آئی

---

[1] یہ واقعہ سورۂ نور کی آیت برائے سزائے زانی (سو کوڑوں کی) سے قبل کا ہے ابھی تک زانی کی کوئی سزا خاص مقرر نہیں ہوئی تھی۔ حضورؐ حسب معمول غیر مقررہ احکام کا فیصلہ اہل کتاب کی شریعت کے مطابق فرمایا کرتے تھے۔ اگر اس میں کوئی قباحت نہ ہوتی تو۔۱۲ مصحح [2] کیونکہ ابھی تک کوئی حکم اس بارے میں سزا کا نازل نہیں ہوا تھا تو اس لیے صرف توبہ کی گنجائش تھی لیکن یہ ان کا ایمان تھا جو اس حالت میں بھی انہیں کھینچ لایا۔ ۱۲ مص

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبِيْ حَتّٰى تَضَعِيْ فَلَمَّا وَضَعَتْهُ جَآءَتْهُ فَقَالَ اذْهَبِيْ حَتّٰى تُرْضِعِيْهِ فَلَمَّآ اَرْضَعَتْهُ جَآءَتْهُ فَقَالَ اذْهَبِيْ فَاسْتَوْدِعِيْهِ قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْهُ ثُمَّ جَآءَتْهُ فَاَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ.

آپؐ نے فرمایا جا جب دودھ چھڑائے تو آنا پھر جب وہ دودھ پلا چکی تو آئی آپؐ نے فرمایا جا لڑکے کو کسی کے سپرد کر دے (حفاظت اور پرورش کے واسطے) وہ سپرد کر کے پھر آئی تب رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا اور وہ رجم کی گئی۔[1]

ف: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک مرد نے اور ایک عورت نے مسلمانوں میں سے زنا کا اقرار کیا اور دونوں رجم کیے گئے مرد کا نام ماعز اسلمی تھا اور یہ عورت بطن غامد سے تھی اس کا نام معلوم نہیں ہوا مگر دونوں ایسے مضبوط اور خدا ترس تھے کہ دنیا کے عذاب کو گوارا کیا اور آخرت کے عذاب سے بچے اللہ جل جلالہٗ نے ان کی توبہ قبول کی چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے ماعز کے حق میں فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت کو بانٹ دی جائے تو سب کو کافی ہو اور عورت کے حق میں ایسا ہی فرمایا اور آپؐ نے ان دونوں کے جنازے پر نماز پڑھی۔ اللہ راضی ہو ان سے اور ان کے طفیل سے ہمیں بھی بخشے۔

(٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَآ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَآ اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِّيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيَ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّ بِجَارِيَةٍ لِّيْ ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَةَ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبَ عَامٍ وَّاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَّغَرَّبَهٗ عَامًا وَّاَمَرَ اُنَيْسَ نِ الْاَسْلَمِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنْ يَّاْتِيَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا قَالَ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بولا یا رسول اللہؐ! آپؐ فیصلہ کیجیے ہمارا موافق کتاب اللہ کے اور دوسرا شخص جو زیادہ سمجھدار تھا وہ بولا ہاں یا رسول اللہ! فیصلہ کیجیے موافق کتاب اللہ کے اور اجازت دیجیے مجھے بات کرنے کی آپؐ نے فرمایا اچھا بولو اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے میں نے سو بکریاں اس کی طرف سے فدیہ دیں اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک جلاوطنی اور رجم اس کی عورت پر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرتا ہوں تیری بکریاں اور لونڈی تیرا مال ہے اس کو لے لے اور اس کے بیٹے کے سو کوڑے مارنے کا حکم کیا اور ایک برس تک جلاوطن کیا اور حکم کیا انیس اسلمی کو کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا اس سے پوچھ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر اس نے زنا کا اقرار کیا وہ رجم کی گئی۔

[1] یہ واقعہ بھی سورۂ نور سے پہلے کا ہے۔ ۱۲ مص

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ لَوْ اَنِّیْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِیْ رَجُلًا اُمْهِلُهُ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو کیا میں اس کو مہلت دوں چار گواہ جمع کرنے تک۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں!

ف: سعدؓ نے کہا قسم اس خدا کی جس نے آپؐ کو بھیجا میں تو اسی وقت تلوار سے اس کو قتل کر دوں آپؐ نے انصار سے فرمایا دیکھو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں وہ اپنے کو بڑا غیرت مند سمجھتے ہیں میں ان سے زیادہ غیرت رکھتا ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ (تو چاہیے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے فیصلہ سے متفق ہو جائیں آخر وہ بھی تو غیرت مند ہیں)۔

(۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ الرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا اُحْصِنَ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَةُ اَوْ کَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ.

عبداللہ بن عباسؓ نے سنا حضرت عمرؓ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ رجم اللہ کی کتاب میں ہے سچ ہے جو شخص زنا کرے مرد ہو یا عورت وہ محصن ہو (یعنی اس کا نکاح ہو چکا ہو اور وطی کر چکا ہو) تو وہ رجم کیا جائے گا جب زنا ثابت ہو چار گواہوں سے یا عورت پر حمل سے یا مرد اور عورت دونوں پر اقرار سے۔

(۹) عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ نِ اللَّیْثِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ فَذَکَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَبَا وَاقِدِ نِ اللَّیْثِیِّ اِلَی الْمَرْاَةِ یَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِکَ فَاَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا فَذَکَرَ لَهَا الَّذِیْ قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَخْبَرَهَآ اَنَّهَا لَا تُؤْخَذُ بِقَوْلِهٖ وَجَعَلَ یُلَقِّنُهَا اَشْبَاهَ ذٰلِکَ لِتَنْزِعَ فَاَبَتْ اَنْ تَنْزِعَ وَ تَمَّتْ عَلَی الْاِعْتِرَافِ فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَرُجِمَتْ.

ابو واقد لیثیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا جب کہ آپ شام میں تھے اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا آپ نے ابو واقد کو بھیجا کہ عورت سے جا کر پوچھے وہ عورت کے پاس گئے اس کے پاس اور عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے جو اس کے خاوند نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا تھا کہا اور یہ بھی کہہ دیا کہ خاوند کے کہنے سے تجھے مواخذہ نہ ہوگا اور اس کو سکھانے بھی لگے اس قسم کی باتیں تاکہ وہ اقرار نہ کرے لیکن اس نے نہ مانا اور اقرار کیا زنا کا حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا حکم کیا وہ رجم کی گئی۔

(۱۰) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِّنًی اَنَاخَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ کَوَّمَ کَوْمَةَ بَطْحَآءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَیْهَا رِدَآءَهٗ وَاسْتَلْقٰی ثُمَّ مَدَّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعِیَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ اَیُّهَا

سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ لوٹے منیٰ سے (یہ حج آخری تھا ۲۳ ہجری میں) تو آپ نے اونٹ کو بٹھایا ابطح (ایک مقام ہے قریب مکہ کے جس کو محصب بھی کہتے ہیں) میں اور ایک طرف کنکریوں کا ڈھیر لگا کر چادر کو آپ نے اس پر ڈال دیا اور چت لیٹے (ان کنکریوں کا تکیہ بنایا) پھر دونوں ہاتھ اُٹھائے آسمان کی طرف اور فرمایا اے پروردگار! بہت عمر ہوئی میری اور

النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَ فُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ وَتَرَكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ اِلَّا اَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى ثُمَّ قَالَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُهْلِكُوْا عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ اَنْ يَّقُوْلَ قَآئِلٌ لَّا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ فَاِنَّا قَدْ قَرَاْنَاهَا قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَا انْسَلَخَ ذُوالْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ مَالِكٌ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ.

گھٹ گئی قوت میری اور پھیل گئی رعیت میری (یعنی ملکوں ملکوں خلافت اور حکومت پھیل گئی دور دراز تک لوگ رعایا ہو گئے) اب اٹھا لے مجھ کو اپنی طرف اس حال میں کہ میں تیرے احکام کو ضائع نہ کروں اور عبادت میں کوتاہی نہ کروں پھر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو! جتنے طریقے تھے سب کھل گئے اور جتنے فرائض تھے سب مقرر ہو گئے اور ڈالے گئے تم صاف سیدھی راہ پر مگر ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ داہنے بائیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا پھر فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم بھول جاؤ رجم کی آیت کو کوئی یہ کہنے لگے ہم دو حدوں کو اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے دیکھو رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی بعد آپ ؐ کے رجم کیا ہے قسم اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمرؓ نے بڑھا دیا کتاب اللہ میں تو میں اس آیت کو قرآن میں لکھوا دیتا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجمو ھما البتۃ (یعنی محصن مرد اور محصنہ عورت جب زنا کریں تو سنگسار کروان کو) ہم نے اس آیت کو پڑھا ہے (پھر پڑھنا اس کا موقوف ہو گیا لیکن حکم باقی ہے قیامت تک) سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ پھر ذی الحجہ کا مہینہ نہ گزرا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے (فیروز مجوسی کے ہاتھ سے اللہ جل جلالہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کو درجہ شہادت عطا کیا)

(۱۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اُتِيَ بِامْرَاَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِيْ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاَمَرَبِهَآ اَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهٗ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَيْسَ ذَالِكَ عَلَيْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ وَحَمْلُهٗ وَ فِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وَّقَالَ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ فَالْحَمْلُ يَكُوْنُ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عُثْمَانُ فِيْ اَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس ایک عورت آئی جس کا بچہ چھ مہینے میں پیدا ہوا تھا آپ نے اس کے رجم کا حکم کیا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس پر رجم نہیں ہو سکتا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ''آدمی کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوتا ہے'' اور دوسری جگہ فرماتا ہے ''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں جو شخص رضاعت کو پورا کرنا چاہے تو حمل کے چھ مہینے ہوئے اس وجہ سے رجم نہیں ہے۔ ف حضرت عثمانؓ نے یہ سن کر لوگوں کو بھیجا اس عورت کے پیچھے (تا کہ اس کو رجم نہ کریں) دیکھا تو وہ رجم ہو چکی تھی۔

ف: یہ اجتہاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہ سبب کمال ذکاوت اور احتیاط کے تھا ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیشہ حمل کی مدت چھ مہینے ہو حالانکہ یہ عرب کے خلاف ہے اصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہی ہے کہ نو مہینے حمل کے اور پونے دو برس رضاعت کے مگر دو برس تک دوسری آیت میں اجازت دی اس شخص کے واسطے جو رضاعت پورا کرنا چاہے دو برس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

(١٢) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَالَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِیْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَلَيْهِ الرَّجْمُ اَحْصَنَ اَوْلَمْ يُحْصِنْ.

مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا جو کوئی لواطت (لونڈا بازی) کرے اس کا کیا حکم ہے ابن شہاب نے کہا کہ اس کو رجم کرنا چاہیے خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔

ف: یہ رجم بطور تعزیر کے ہے نہ کہ بطور حد کے۔

٢۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنِ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا

جوشخص زنا کا اقرار کرے اس کا بیان

(١٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ فَاُتِیَ بِسَوْطٍ جَدِيْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمْرَتُهٗ فَقَالَ دُوْنَ هٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرٍ فَقَالَ فَوْقَ هٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهٖ وَلَانَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اٰنَ لَكُمْ اَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ مَنْ اَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ يُّبْدِلَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ.

زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ نے کوڑا منگایا تو نیا کوڑا آیا جس کا سرا بھی نہیں کٹا تھا آپ نے فرمایا اس سے نرم لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو بالکل ٹوٹا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس سے سخت لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو سواری میں کام آیا تھا اور نرم ہو گیا تھا آپ نے حکم کیا اس کوڑے سے مارنے کا بعد اس کے فرمایا اے لوگو! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم باز رہو اللہ کی حدوں سے جو شخص اس قسم کا کوئی گناہ کرے تو چاہیے کہ چھپا رہے اللہ کے پردے میں اور جو کوئی کھول دے گا اپنے پردے کو تو ہم موافق کتاب اللہ کے اس پر حد قائم کریں گے۔

(١٤) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَيْدٍ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَاَحْبَلَهَا ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا وَلَمْ يَكُنْ اَحْصَنَ فَاَمَرَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ نُفِیَ اِلٰى فِدَكَ.

صفیہ بنت ابی عبیدؒ سے روایت ہے کہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لائے جس نے ایک بکر (کنواری) لونڈی سے زنا کر کے اس کو حاملہ کر دیا تھا بعد اس کے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن (شادی شدہ) نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کو کوڑے مارنے کا اس کو حد پڑی بعد اس کے نکال دیا گیا فدک کی طرف (فدک ایک موضع ہے مدینہ سے دو دن کی راہ پر)

....

١٥: کہا مالکؒ نے جو شخص زنا کا اقرار کرے بعد اس کے منکر ہو جائے اور کہے میں نے زنا نہیں کیا بلکہ میں نے فلانا کام کیا (جیسے اپنی عورت سے حالتِ حیض میں جماع کیا اس کو زنا سمجھا) تو اس پر حد نہ پڑے گی کیونکہ حد پڑنے میں یا تو گواہ عادل ہونے چاہئیں یا اقرار ہو جس پر وہ قائم رہے حد پڑنے تک۔

کہا مالکؒ نے میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اس پر پایا کہ غلام اگر زنا کریں تو وہ جلاوطن نہ کیے جائیں گے۔

٣۔بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِیْ حَدِّ الزِّنَا

زنا کی حد میں مختلف حدیثیں

(١٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ لونڈی غیر محصنہ جب زنا کرے تو کیا

فَقَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ مَالِكٌ قَالَ بْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِىْ اَبَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ قَالَ مَالِكٌ وَّالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ.

حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو بعد اس کے چوتھی مرتبہ یا تیسری مرتبہ کے بعد آپ نے فرمایا بیچ ڈالو ایسی لونڈی کو اگرچہ ایک رسی کے عوض میں ہو۔

(۱۷) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُوْمُ عَلٰى رَقِيْقِ الْخُمُسِ وَاَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِّنْ تِلْكَ الرَّقِيْقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ لِاَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام مقرر تھا ان غلام اور لونڈیوں پر جو خمسؒ میں آئی تھیں اس نے انہیں غلام لونڈیوں میں سے ایک لونڈی سے زبردستی جماع کیا حضرت عمر بن خطابؓ نے اس کو کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو نہ مارا کیونکہ اس پر جبر ہوا تھا۔

(۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ اَمَرَنِىْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِىْ فِتْيَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ مِنْ وَّلَائِدِ الْاِمَارَةِ خَمْسِيْنَ خَمْسِيْنَ فِى الزِّنَا.

عبداللہ بن عیاشؒ سے روایت ہے کہ مجھ کو اور کئی جوانوں کو جو قریش کے تھے حضرت عمرؓ نے حکم کیا حد مارنے کا تو ہم نے لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے زنا میں وہ لونڈیاں امارت یعنی بیت المال کی تھیں۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِى الْمُغْتَصَبَةِ

جس عورت کو کوئی چھین لے جائے اور جبراً اس سے جماع کرے اس کا بیان

۱۹: کہا مالکؒ نے اگر عورت حاملہ ہو جائے اور اس کا خاوند نہ ہو پھر وہ کہنے لگے کہ مجھ سے زبردستی کسی نے جماع کیا تھا یا میں نے نکاح کیا تھا تو یہ قول اس کا قبول نہ کیا جائے گا بلکہ حد ماری جائے گی جب تک کہ اس نکاح پر گواہ نہ لائے یا اپنی مجبوری کا ثبوت نہ دے گواہوں سے یا قرینے سے مثلاً بکر (کنواری) ہو تو چلی آئے فریاد کرتی ہوئی اس حال میں کہ خون نکل رہا ہو اس کی شرمگاہ سے یا چلانے لگے یہاں تک کہ لوگ آ جائیں۔ بغیر ان باتوں کے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور حد پڑے گی۔

۲۰: کہا مالکؒ نے جس عورت سے زبردستی کوئی جماع کرے تو وہ نکاح نہ کرے جب تک کہ اس کو تین حیض نہ آلیں اگر حمل کا شبہ ہو تو بھی نکاح نہ کرے جب تک کہ یہ شبہ دور نہ ہو۔

۵۔بَابُ مَاجَآءَ فِى الْقَذْفِ وَالنَّفْيِ وَالتَّعْرِيْضِ

حد قذف کا اور نفی نسب کا اور اشارے کنائے میں دوسرے کو گالی دینے کا بیان

(۲۱) عَنْ اَبِى الزِّنَادِ اَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَبْدًا فِىْ فِرْيَةٍ ثَمَانِيْنَ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَسَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْخُلَفَآءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِىْ فِرْيَةٍ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ.

ابوالزنادؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک غلام کو حد قذف کے اسی کوڑے لگائے تو میں نے عبداللہ بن عامر سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما اور خلفاء کو ان کے بعد دیکھا کہ کسی نے غلام کو حد قذف میں چالیس کوڑے سے زیادہ نہیں لگائے۔

ف: کیونکہ غلام کی حد آزاد کی حد سے نصف ہے اور آزاد کو اسی کوڑے قذف میں پڑتے ہیں قذف کہتے ہیں کسی مسلمان پاکدامن یا عورت عفیفہ کو زنا کی تہمت لگانا اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔

(۲۲) عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيْمٍ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مِصْبَاحٌ اِسْتَعَانَ ابْنًا لَّهُ فَكَأَنَّهُ اسْتَبْطَاهُ فَلَمَّا جَآءَهُ قَالَ لَهُ يَازَانِ قَالَ زُرَيْقٌ فَاسْتَعْدَانِىْ عَلَيْهِ فَلَمَّآ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْلِدَهَا قَالَ ابْنُهُ لَئِنْ جَلَدْتَّهُ لَاَبُوْئَنَّ عَلٰى نَفْسِىْ بِالزِّنَا فَلَمَّا قَالَ ذَالِكَ اَشْكَلَ عَلَىَّ اَمْرُهُ فَكَتَبْتُ فِيْهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَهُوَ الْوَالِىْ يَوْمَئِذٍ اَذْكُرُ لَهُ ذَالِكَ فَكَتَبَ اِلَىَّ عُمَرُ اَنْ اَجِزْ عَفْوَهُ قَالَ زُرَيْقٌ وَكَتَبْتُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَيْضًا اَرَاَيْتَ رَجُلًا افْتَرٰى عَلَيْهِ اَوْعَلٰى اَبَوَيْهِ قَدْ هَلَكَا اَوْ اَحَدُهُمَا قَالَ فَكَتَبَ اِلَىَّ عُمَرُ اِنْ عَفَا فَاَجِزْ عَفْوَهُ فِىْ نَفْسِهٖ وَ اِنِ افْتَرٰى عَلٰى اَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَآ اَوْاَحَدُهُمَا فَخُذْلَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ اِلَّآ اَنْ يُّرِيْدَ سِتْرًا.

زریق بن حکیمؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام مصباح تھا اپنے بیٹے کو کسی کام کے واسطے بلایا اس نے دیر کی جب آیا تو مصباح نے کہا کہ اے زانی اس لڑکے نے میرے پاس فریاد کی میں نے جب اس کے باپ کو حد مارنی چاہی تو وہ لڑکا بولا اگر تم میرے باپ کو کوڑوں سے مارو گے تو میں زنا کا اقرار کرلوں گا میں یہ سن کر حیران ہوا اور اس مقدمے کا فیصلہ کرنا مجھ پر دشوار ہوا تو میں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہ اس زمانے میں حاکم تھے مدینے کے (سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے) عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں لکھا کہ لڑکے کے عفو کو جائز رکھ (یعنی بیٹے نے اگر باپ کو حد معاف کر دی تو عفو صحیح ہے) زریق نے کہا میں نے عمرؒ بن عبدالعزیز کو یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو تہمت زنا کی لگائے یا اس کے ماں باپ کو اور ماں باپ اس کے مر گئے ہوں یا دونوں میں سے ایک مر گیا ہو عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں لکھا کہ جس شخص کو تہمت زنا کی لگائے اگر وہ معاف کر دے تو عفو درست ہے لیکن اگر اس کے والدین کو تہمت زنا کی لگائے تو اس کا عفو کر دینا درست نہیں جب کہ والدین مر گئے ہوں یا ان دو میں سے ایک مر گیا ہو بلکہ حد لگا اس کو موافق کتاب اللہ کے مگر جب بیٹا اپنے والدین کا حال چھپانے کے واسطے عفو کر دے تو عفو درست ہے۔

۲۳: کہا مالکؒ نے یعنی اس کو خوف ہو اگر میں تہمت لگانے والے کو معاف نہ کروں گا تو والدین کا زنا گواہوں سے ثابت ہو جائے گا اس وجہ سے عفو کر دے تو عفو درست ہے۔

ف: تاکہ میرے باپ کے ذمے سے حد رفع ہو جائے کیونکہ حد قذف جب ہی واجب ہوتی ہے جب کہ زنا کا ثبوت شہادت یا اقرار سے نہ ہو سکے۔

(۲۴) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ فِىْ رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً اَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا حَدٌّ وَّاحِدٌ.

عروہ بن الزبیرؒ نے کہا کہ جو شخص بہت سے آدمیوں کو ایک ہی قول میں زنا کی تہمت لگائے (مثلاً ان آدمیوں کو پکارے اے زانیو! یا یوں کہے کہ تم سب زانی ہو) تو اس پر ایک ہی حد پڑے گی۔ (یعنی صرف اسی کوڑے)

....

کہا مالکؒ نے اگر وہ لوگ جدا جدا ہو جائیں جب بھی ایک ہی حد پڑے گی۔

(۲۵) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَّا فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخِرِ وَاللّٰهِ مَا اَبِيْ بِزَانٍ وَّلَا اُمِّيْ بِزَانِيَةٍ فَاسْتَشَارَ فِيْ ذَالِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ قَآئِلٌ مَّدَحَ اَبَاهُ وَ اُمَّهٗ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ قَدْ كَانَ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ مَدْحٌ غَيْرَ هٰذَا نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَدَّ ثَمَانِيْنَ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے گالی گلوچ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک نے دوسرے سے کہا قسم خدا کی میرا باپ تو بدکار نہ تھا نہ میری ماں بدکار تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات میں مشورہ کیا ایک شخص بولا اس میں کیا برائی ہے اس نے اپنے باپ اور ماں کی خوبیاں بیان کیں اور لوگوں نے کہا کیا اس کے باپ اور ماں کی صرف یہی خوبی تھی ہمارے نزدیک اس کو حد قذف مارنی چاہیے۔

ف: حضرت عمرؓ نے اس کو حد قذف ماری۔ اسی کوڑے لگائے۔

ف: کیونکہ اس کہنے سے خفیہ طعن مقصود تھا دوسرے پر کہ تیرا باپ بدکار تھا یا تیری ماں بدکار تھی ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ایسی صورتوں میں حد واجب نہ ہوگی۔

۲۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حد نہیں ہے مگر قذف میں یا نفی میں (نفی کہتے ہیں نسب دور کرنے کو مثلاً یہ کہنا تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے) یا تعریض میں (یعنی اشارے کنائے میں کسی کو گالی دینا جیسے ابھی بیان ہوا) ان سب صورتوں میں حد پوری پوری لازم آئے گی لیکن یہ ضروری ہے کہ تعریض سے نفی یا قذف مقصود ہونا معلوم ہو جائے۔

۲۷: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کوئی کسی کو اسی کے باپ سے نفی کرے تو حد واجب ہوگی اگرچہ اس کی ماں لونڈی ہی کیوں نہ ہو۔

۶۔ بَابُ مَالَا حَدَّ فِيْهِ — جس میں حد نہیں ہے

۲۸: کہا مالکؒ نے جو کوئی شریک مشترک لونڈی سے صحبت کرلے تو اس پر حد نہیں ہے اب جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اسی سے لگایا جائے گا اور لونڈی کی قیمت لگا کر باقی شریکوں کو ان کے حصے کے موافق ادا کرنی ہوگی اور لونڈی پوری اسی کی ہو جائے گی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۲۹: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص اپنی لونڈی کسی کو مباح کردے (یعنی اس سے جماع کرنے کی اجازت دے دے ہر چند یہ درست نہیں) وہ شخص اس سے جماع کرے تو لونڈی کی قیمت دینی ہوگی خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو لیکن حد نہ پڑے گی۔ اگر حاملہ ہو جائے گی تو لڑکی کا نسب اس سے ثابت کردیں گے۔

۳۰: کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص اپنے بیٹی یا بیٹے کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہ پڑے گی لیکن لونڈی کی قیمت دینی ہوگی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

(۳۱) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ خَرَجَ بِجَارِيَةٍ لِاِمْرَاَتِهٖ مَعَهٗ فِيْ سَفَرٍ فَاَصَابَهَا فَغَارَتِ امْرَاَتُهٗ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَهَبَتْهَا لِيْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَتَاْتِيَنِّيْ بِالْبَيِّنَةِ اَوْلَاَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ فَقَالَ فَاعْتَرَفَتْ امْرَاَتُهٗ اَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهٗ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی لونڈی کو سفر میں ساتھ لے کر نکلا وہاں اس سے صحبت کی عورت نے رشک کے مارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد سے پوچھا وہ بولا کہ عورت نے اس لونڈی کو مجھے ہبہ کر دیا تھا حضرت عمرؓ نے کہا یا تو گواہ لا ہبہ کے نہیں تو تجھے رجم کروں گا۔ اس وقت عورت نے کہہ دیا کہ ہاں میں نے ہبہ کر دیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ السَّرِقَةِ

کتاب چوری کے بیان میں

١۔بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ
جس چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کا بیان

(١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت تین درہم تھی۔

ف: سرقہ (چوری) کے باب میں یہ حدیث سب حدیثوں سے صحیح ہے اسی سے اخذ کیا ہے علماء محققین نے۔

(٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاقَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَلَا فِيْ حَرِيْسَةِ جَبَلٍ فَاِذَآ اٰوَاهُ الْمُرَاحُ اَوِ الْجَرِيْنُ فَالْقَطْعُ فِيْمَا بَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ.

عبداللہ بن عبدالرحمٰن مکیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میوہ درخت پر لٹکتا ہو یا جو بکری پہاڑ پر پھرتی ہو (اس کا کوئی محافظ نہ ہو) اس کے اٹھا لینے میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر جب وہ بکری اپنے گھر میں آ جائے یا میوہ کاٹ کر کھانے کو کہیں رکھ جائے پھر اس کو کوئی چرائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ قیمت اس کی ڈھال کے برابر (یعنی تین درہم ہو یا زیادہ ہو)

(٣) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اُتْرُنْجَةً فَاَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ اَنْ تُقَوَّمَ فَقُوِّمَتْ بِثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِيْنَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ترنج (لیموں یا کھٹا یا از قسم سنگترہ کوئی پھل) چرایا حضرت عثمانؓ نے اس کی قیمت لگوائی وہ تین درہم کا نکلا بارہ درہم فی دینار کے حساب سے تو حضرت عثمانؓ نے اس کا ہاتھ کاٹا۔

(٤) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيْتُ الْقَطْعَ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں اور نہ میں بھولی ہوں کہ چور کا ہاتھ ربع دینار میں یا زیادہ میں کاٹا جائے گا۔

ف: بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے ربع دینار کے بھی تین درہم ہوئے اس وقت کے حساب سے کیونکہ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا۔

(٥) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَتْ عَآئِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى مَكَّةَ وَمَعَهَا

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ کو گئیں ان کے ساتھ دو لونڈیاں تھیں ان کی آزاد

مَوْلَاتَانِ لَهَا وَ مَعَهَا غُلَامٌ لِّبَنِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَبَعَثَ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَجَّلٍ قَدْ خِيْطَ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ قَالَتْ فَاَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهُ وَجَعَلَ مَكَانَهُ لِبْدًا اَوْ فَرْوَةً وَخَاطَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَوْلَاتَانِ الْمَدِيْنَةَ دَفَعَتَا ذَالِكَ اِلَى اَهْلِهِ فَلَمَّا فَتَقُوْا عَنْهُ وَجَدُوْا فِيْهِ اللِّبْدَ وَلَمْ يَجِدُ الْبُرْدَ فَكَلَّمُوا الْمَوْلَاتَيْنِ فَكَلَّمَتَا عَآئِشَةَ اَوْ كَتَبَتَآ اِلَيْهَا وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ ذَالِكَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَتْ بِهٖ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ وَقَالَتْ عَآئِشَةُ الْقَطْعُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

کی ہوئیں (مولاۃ) اور ایک غلام تھا عبداللہ بن ابی بکر کی اولاد کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکہ سے ان دو لونڈیوں کے ہاتھ ایک چادر بھیجی جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں مردوں کی۔ ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا تھا۔ اس غلام نے کیا کیا کپڑے کی سیون ادھیڑ کر اس میں سے چادر نکال لی اور اس کی جگہ ایک تھیلا یا پوستین رکھ دی اور پھر سی دیا جب وہ لونڈیاں مدینہ کو آئیں اور وہ امانت جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا سپرد کی انہوں نے ادھیڑ کر دیکھا تو نمدہ ہے چادر نہیں ہے لونڈیوں سے پوچھا لونڈیوں نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا یا ان کو لکھ بھیجا اور اپنا گمان غلام پر ظاہر کیا جب غلام سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا حضرت عائشہؓ نے فرمایا ربع دینار یا زیادہ میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

....

ف: بعضوں نے (مرجل کو) مرحل حائے حطی سے پڑھا ہے یعنی تصویریں پالانوں کی بنی ہوئی تھیں۔ زرقانی نے کہا کہ حیوان کی تصویر اس صورت میں منع ہے جب کہ پوری تصویر ہو اور اس تصویر کا سایہ پڑتا ہو اگر فقط نقش کے طور پر کسی کپڑے پر ہو جس کا سایہ نہ پڑتا ہو اور پوری نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

٦: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک جب چور تین درہم کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی اور حضرت عثمانؓ نے ہاتھ کاٹا ایک ترنج (از قسم لیموں ایک پھل) میں جس کی قیمت تین درہم ہوئی یہ میں نے سب سے اچھا سنا۔

٢۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَطْعِ الْاٰبِقِ وَالسَّارِقِ

جو غلام بھاگ جائے پھر چوری کرے اس کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

(٧) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدًا لِّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ اٰبِقٌ فَاَرْسَلَ بِهٖ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهٗ فَاَبٰى سَعِيْدٌ اَنْ يَّقْطَعَ يَدَ الْاٰبِقِ اِذَا سَرَقَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِيْ اَيِّ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدْتَّ هٰذَا ثُمَّ اَمَرَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ.

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھاگا ہوا تھا اس نے چوری کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس غلام کو سعید بن العاصؓ کے پاس بھیجا جو حاکم تھے مدینہ کے ہاتھ کاٹنے کو سعید بن العاصؓ نے نہ مانا اور کہا جب کوئی بھاگ جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تو نے یہ حکم کس کتاب اللہ میں پایا پھر عبداللہ بن عمرؓ نے حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

(٨) عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ اَخَذَ

زریق بن حکیمؒ نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو گرفتار کیا جس نے

عَبْدًا اٰبِقًا قَدْ سَرَقَ قَالَ فَاَشْكَلَ عَلَيَّ اَمْرُهُ قَالَ فَكَتَبْتُ فِيْهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَسْاَلُهُ عَنْ ذَالِكَ وَهُوَ الْوَالِيْ يَوْمَئِذٍ وَاَخْبَرْتُهُ اَنِّيْ كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَرَقَ وَهُوَ اٰبِقٌ لَّمْ تُقْطَعْ يَدُهُ قَالَ فَكَتَبَ اِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ يَقْتَصُّ كِتَابِيْ يَقُوْلُ كَتَبْتَ اِلَيَّ اَنَّكَ كُنْتَ تَسْمَعُ اَنَّ الْعَبْدَ الْاٰبِقَ اِذَا سَرَقَ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ فَاِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُهُ رُبُعَ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا فَاقْطَعْ يَدَهُ.

چوری کی تھی پھر ان کو یہ مسئلہ مشکل معلوم ہوا انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہی اس زمانے میں امیر المؤمنین تھے اور یہ بھی لکھا کہ میں سنتا تھا جو غلام بھاگ جائے پھر وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں لکھا اور میری تحریر کا حوالہ دیا کہ تو نے لکھا ہے کہ تو سنا کرتا تھا کہ جو غلام بھاگا ہوا ہو وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا حالانکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا ہے کہ ''جو مرد چوری کرے یا عورت چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹو یہ بدلہ ہے ان کے کام کا اور عذاب ہے اللہ کی طرف سے اللہ غالب ہے حکمت والا''۔ پس اگر اس غلام نے ربع دینار کے موافق یا اس سے زیادہ چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈال۔

....

(۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّسَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ قُطِعَ.

قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور عروہ بن الزبیرؓ کہتے تھے کہ بھاگا ہوا غلام جب اس قدر چرائے جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۱۰: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

۳۔بَابُ تَرْكِ الشَّفَاعَةِ لِلسَّارِقِ اِذَا بَلَغَ السُّلْطَانَ

جب چور حاکم تک پہنچ جائے پھر اس کی سفارش نہیں کرنی چاہیے

(۱۱) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ قِيْلَ لَهُ اِنَّهُ مَنْ لَّمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ الْمَدِيْنَةَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَآءَهُ فَجَآءَ سَارِقٌ فَاَخَذَ رِدَآءَهُ فَاَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَآءَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسَرَقْتَ رِدَآءَ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ بِهٖ.

صفوان بن عبداللہ بن صفوانؒ سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ سے کسی نے کہا کہ جس نے ہجرت نہیں کی تو وہ تباہ ہوا تو صفوان مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں اپنی چادر سر کے تلے رکھ کر سو رہے چور آیا اور چادر ان کی لے گیا صفوان نے اٹھ کر چور کو گرفتار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے آپؐ نے چور سے پوچھا کہ کیا تو نے صفوان کی چادر چرائی وہ بولا ہاں آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا صفوان نے کہا میری نیت یہ نہ تھی یا رسول اللہ ﷺ وہ چادر تو اس پر صدقہ ہے آپ نے فرمایا تجھ کو یہ امر میرے پاس لانے سے پہلے کرنا تھا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مقدمہ عدالت میں رجوع ہو جائے تو پھر سفارش درست نہیں۔

(۱۲) عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِی عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَقِيَ رَجُلًا قَدْ اَخَذَ سَارِقًا وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِهٖ اِلَى السُّلْطَانِ فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ فَقَالَ لَا حَتّٰى اَبْلُغَ بِهٖ اِلَى السُّلْطَانِ فَقَالَ لَهُ الزُّبَيْرُ اِذَا بَلَغْتَ بِهٖ اِلَى السُّلْطَانِ فَلَعَنَ اللّٰهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفَّعَ.

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ زبیر بن عوامؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چور کو پکڑے ہوئے حاکم کے پاس لیے جاتا تھا زبیرؓ نے سفارش کی کہا چھوڑ دے وہ بولا کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ حاکم کے پاس نہ لے جاؤں گا زبیر نے کہا جب تو حاکم کے پاس لے گیا تو خدا کی لعنت سفارش کرنے والے پر اور سفارش ماننے والے پر۔

۴۔ بَابُ جَامِعِ الْقَطْعِ

ہاتھ کاٹنے کے مختلف مسائل کا بیان

(۱۳) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ اَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدِمَ فَنَزَلَ عَلٰى اَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَشَكَآ اِلَيْهِ اَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ فَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ وَاَبِيْکَ مَالَيْلُکَ بِلَيْلِ سَارِقٍ ثُمَّ اِنَّهُمْ فَقَدُوْا عِقْدًا لِّاَسْمَآءَ ابْنَةِ عُمَيْسِ نِ امْرَاَةِ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ مَعَهُمْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَلَيْکَ بِمَنْ بَيَّتَ اَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَآئِغٍ فَزَعَمَ اَنَّ الْاَقْطَعَ جَآءَهٗ بِهٖ فَاعْتَرَفَ بِهِ الْاَقْطَعُ اَوْشُهِدَ عَلَيْهِ بِهٖ فَاَمَرَبِهٖ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهِ لَدُعَآءُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ اَشَدُّ عِنْدِيْ عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهٖ.

قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا (یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹا ہوا دو بار اس نے چوری کی ہوگی) مدینہ میں آیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اتر کر بولا کہ یمن کے حاکم نے مجھ پر ظلم کیا اور وہ راتوں کو نماز پڑھتا تھا (یعنی شب بیداری کرتا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم تیرے باپ کی تیری رات چوری کی رات نہیں ہے اتفاقاً ایک ہار اسماء بنت عمیس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی کا گم ہوگیا لوگوں کے ساتھ وہ لنجا بھی ڈھونڈتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پروردگار! تباہ کر اس کو جس نے ایسے نیک گھر والوں کے ہاں چوری کی پھر وہ ہار ایک سنار کے پاس ملا سنار بولا مجھے اس لنجے نے دیا ہے اس لنجے نے اقرار کیا یا گواہی سے ثابت ہوا حضرت ابوبکرؓ نے حکم کیا اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی مجھے اس کی بددعا جو اپنے اوپر کرتا تھا چوری سے زیادہ سخت معلوم ہوئی۔

......

ف: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے کہ چور کا پہلی بار داہنا ہاتھ پھر دوسری بار بایاں پاؤں پھر تیسری بار بایاں ہاتھ پھر چوتھی بار داہنا پاؤں کاٹیں گے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیسری بار سے ہاتھ پاؤں کاٹنا موقوف ہو جائے گا اور کچھ سزا دیں گے۔

۱۴: کہا مالکؒ نے اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی بعد اس کے گرفتار ہوا تو سب چوریوں کے بدلے میں صرف اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جب اس کا ہاتھ نہ کٹا ہو اور جو ہاتھ کٹنے کے بعد اس نے چوری کی ربع دینار کے موافق تو بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔

(۱۵) عَنْ اَبِي الزِّنَادِ اَنَّ عَامِلًا لِّعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَخَذَ نَاسًا فِيْ حِرَابَةٍ وَّلَمْ يَقْتُلُوْا فَاَرَادَ اَنْ يَّقْطَعَ اَيْدِيَهُمْ اَوْيُقْتَلَ فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ فِيْ ذَالِکَ

ابوالزنادؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ایک عامل نے چند آدمیوں کو ڈکیتی میں گرفتار کیا پر انہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا عامل نے چاہا کہ ان کے ہاتھ کاٹے یا ان کو قتل کرے

فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ لَوْ اَخَذْتَ بِاَيْسَرَ مِنْ ذَالِكَ. (کیونکہ ڈاکہ زنوں یا رہزنوں کی سزا یا تو قتل ہے یا سولی ہے یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا جلاوطنی ہے) پھر عمر بن عبدالعزیز کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ اگر تو آسان امر کو (یعنی جلاوطنی یا قید کو) اختیار کر لے تو بہتر ہے۔

۱۶: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص بازار کے ان مالوں کو چرائے جن کو مالکوں نے کسی برتن میں محفوظ کر کے رکھا ہو ملا کر ایک دوسرے سے ربع دینار کے موافق چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا برابر ہے کہ مالک وہاں موجود ہو یا نہ ہو رات کو ہو یا دن کو۔

۱۷: کہا مالکؒ نے جو شخص ربع دینار کے موافق مال چرائے پھر مال مسروقہ مالک کے حوالے کر دے تب بھی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نشے کی چیز پی چکا ہو اور اس کی بو آتی ہو اس کے منہ سے لیکن اس کو نشہ نہ ہو تو پھر بھی حد ماریں گے کیونکہ اس نے نشے کے واسطے پیا تھا اگر چہ نشہ نہ ہوا ایسا ہی چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر چہ وہ چیز مالک کو پھیر دے کیونکہ اس نے لے جانے کے واسطے چرایا تھا۔ اگر چہ لے نہ گیا۔

۱۸: کہا مالکؒ نے اگر کئی آدمی مل کر مال چرانے کو ایک گھر میں گھسے اور وہاں سے ایک صندوق یا لکڑی یا زیور سب مل کر اٹھا لائے اگر اس کی قیمت ربع دینار ہو تو سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر ہر ایک ان میں سے جدا جدا مال لے کر نکلا تو جس کا مال ربع دینار تک پہنچے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور جس کا اس سے کم ہو گا اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

۱۹: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک گھر ہو اس میں ایک ہی آدمی رہتا ہو اب کوئی آدمی اس گھر میں سے کوئی شئے چرائے لیکن گھر کے باہر نہ لے جائے (مگر اسی گھر میں ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں رکھے یا صحن میں لائے) تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جب تک گھر سے باہر نہ لے جائے البتہ اگر ایک گھر میں کئی کوٹھڑیاں الگ الگ ہوں اور ہر کوٹھڑی میں لوگ رہتے ہوں اب کوئی شخص کسی کوٹھڑی والے کا مال چرا کر کوٹھڑی سے باہر نکال لائے لیکن گھر سے باہر نہ نکالے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۲۰: کہا مالکؒ نے جو غلام گھر میں آ جاتا ہو یا لونڈی آ جاتی ہو اور اس کے مالک کو اس پر اعتبار ہو وہ اگر کوئی چیز چرائے اپنے مالک کی تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اسی طرح جو غلام یا لونڈی آمد و رفت نہ رکھتے ہوں نہ ان کا اعتبار ہو وہ بھی اگر اپنے مالک کا مال چرائیں تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور جو اپنے مالک کی بیوی کا مال چرائیں یا اپنی مالکہ کے خاوند کا مال چرائیں تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۲۱: کہا مالکؒ نے اسی طرح مرد اپنی عورت کے اس مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں محفوظ ہو یا عورت اپنے خاوند کے ایسے مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں بند ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۲۲: کہا مالکؒ نے چھوٹا بچہ یا غیر ملک کا آدمی جو بات نہیں کر سکتا ان کو اگر کوئی ان کے گھر سے چرا لے جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو راہ میں سے لے جائے یا گھر کے باہر سے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور ان کا حکم پہاڑ کی بکری اور درخت پر لگے ہوئے میوے کا ہو گا۔

۲۳: کہا مالکؒ نے قبر کھود کر اگر ربع دینار کے موافق کفن چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ قبر ایک محفوظ جگہ ہے جیسے گھر لیکن جب تک کفن قبر سے باہر نکال نہ لے تب تک ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

٥۔ بَابُ مَالَا قَطْعَ فِيهِ

جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ان کا بیان

(٢٤) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِّنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَسَجَنَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدَ وَ أَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَالِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِّي يُرِيدُ قَطْعَهُ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى مَعَهُ رَافِعٌ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ أَخَذْتَ غُلَامًا لِهٰذَا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَآ أَنْتَ صَانِعٌ بِهِ قَالَ أَرَدْتُّ قَطْعَ يَدِهِ فَقَالَ لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ.

محمد بن یحییٰ بن حبانؒ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک شخص کے باغ میں سے کھجور کا پودا چرا کر اپنے مولیٰ کے باغ میں لا کر لگایا پودے والا اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا اس نے پایا اور مروان بن الحکم کے پاس غلام کی نالش کی مروان نے غلام کو بلا کر قید کیا اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا اس غلام کا مولیٰ رافع بن خدیج (صحابی) کے پاس گیا اور کہا ان سے یہ حال رافع نے کہا میں نے رسولؐ اللہ سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ نہیں کاٹا جائے گا ہاتھ پھل میں نہ پودے میں وہ شخص بولا مروان نے میرے ایک غلام کو پکڑا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلئے اور مروان سے اس حدیث کو بیان کر دیجیے رافع اس شخص کے ساتھ مروان کے پاس گئے اور پوچھا کیا تو نے اس شخص کے غلام کو پکڑا ہے مروان نے کہا ہاں رافع نے پوچھا اس غلام کے ساتھ کیا کرے گا مروان نے کہا ہاتھ کاٹوں گا۔ رافع نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مروان نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس غلام کو چھوڑ دو۔

......

(٢٥) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَآءَ بِغُلَامٍ لَّهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ اقْطَعْ يَدَ غُلَامِي هٰذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرْآةً لِّامْرَأَتِي ثَمَنُهَا سِتُّونَ دِرْهَمًا فَقَالَ عُمَرُ أَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ.

سائب بن یزیدؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن حضرمی ایک غلام اپنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لے کر آئے اور کہا میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹیے اس نے چوری کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا چرایا وہ بولا میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چھوڑ دو اس کو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا تمہارا خادم تھا تمہارا مال چرایا۔

ف: ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر امام مالکؒ کے نزدیک خاوند کا غلام اگر اس کی بیوی کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

(٢٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أُتِيَ بِإِنْسَانٍ قَدِ اخْتَلَسَ مَتَاعًا فَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَأَرْسَلَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَّسْأَلُهُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم کے پاس ایک شخص آیا جو کسی کا مال اُچک لے گیا تھا مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا پھر زید بن ثابتؓ کے پاس ایک شخص کو بھیجا یہ مسئلہ پوچھنے کو انہوں

لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ. نے کہا اُچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

ف: ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ اُچکے پر قطع نہیں ہے اور اصحاب سنن نے روایت کیا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ خائن اور لوٹنے والے اور اُچکنے والے پر قطع نہیں ہے یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک کفن چور پر قطع نہیں ہے مگر اُچکے پر قطع ہے۔

(۲۷) عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ حَزْمٍ اَنَّهُ اَخَذَ نَبَطِيًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِيْدٍ فَحَبَسَهُ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَوْلَاةً لَّهَا يُقَالُ لَهَا اُمَيَّةُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَجَآئَتْنِيْ وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَانِيَ النَّاسِ فَقَالَتْ تَقُوْلُ لَكَ خَالَتُكَ عَمْرَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اَخَذْتَ نَبَطِيًّا فِيْ شَيْءٍ يَّسِيْرٍ ذُكِرَ لِيْ فَاَرَدْتَّ قَطْعَ يَدِهٖ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَاِنَّ عَمْرَةَ تَقُوْلُ لَكَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَرْسَلْتُ النَّبَطِيَّ.

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزمؒ نے ایک نبطی کو (نبطی نبط کا رہنے والا جو ایک قریہ ہے ملک عجم میں) پکڑا جس نے انگوٹھیاں لوہے کی چرائی تھیں اور اس کو قید کیا ہاتھ کاٹنے کے واسطے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اپنی مولاۃ (آزاد لونڈی) کو جس کا نام امیہ تھا ابوبکرؒ کے پاس بھیجا ابوبکرؒ نے کہا وہ مولاۃ میرے پاس چلی آئی اور میں لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا بولی تمہاری خالہ عمرہ نے کہا ہے کہ اے میرے بھانجے تو نے ایک نبطی کو پکڑا ہے تھوڑی چیز کے واسطے اور تو چاہتا ہے اس کا ہاتھ کاٹنا میں نے کہا ہاں اس نے کہا عمرہ نے کہا ہے کہ قطع نہیں ہے مگر ربع دینار کی مالیت میں یا زیادہ میں تو میں نے نبطی کو چھوڑ دیا۔

۲۸: کہا مالکؒ نے غلام اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس میں اس کے بدن کا نقصان ہو تو درست ہے اس کو تہمت نہ لگائیں گے اس بات کی کہ اس نے مولیٰ کے ضرر کے واسطے جھوٹا اقرار کر لیا۔

۲۹: کہا مالکؒ نے اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس کا تاوان مولیٰ کو دینا پڑے تو اس کا اقرار صحیح نہ سمجھا جائے گا۔

۳۰: کہا مالکؒ نے اگر مزدور یا اور کوئی شخص لوگوں میں رہتا ہو اور آتا جاتا ہو پھر وہ ان کی کوئی چیز چرائے تو اس پر قطع نہیں ہے کیونکہ وہ مثل خائن کے ہوا اور خائن پر قطع نہیں ہے۔

۳۱: کہا مالکؒ نے جو شخص کوئی چیز بطور عاریت کے لے پھر مکر جائے تو اس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کا قرض کسی پر آتا ہو اور وہ مکر جائے تو قطع نہیں ہے۔

۳۲: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ چور گھر میں گھسا اور اسباب اس نے اکٹھا کیا لیکن باہر لے کر نہیں نکلا تو اس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے سامنے شراب رکھی گئی پینے کے لیے اس نے پی نہیں تو اس پر حد نہیں ہے اور یہ بھی اس کی مثال ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ بیٹھا جماع کرنے کے واسطے پھر اس سے جماع نہیں کیا یعنی ذکر (عضو) کو اس کی شرمگاہ میں داخل نہیں کیا تو اس پر حد نہیں ہے۔

۳۳: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اُچک لینے میں قطع نہیں ہے اگرچہ اس شئے کی قیمت ربع دینار یا زیادہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

کتاب شرابوں کے بیان میں

ف: شراب عربی میں ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں دودھ ہو یا پانی یا شراب یا خمر (خمر اس شراب کو کہتے ہیں جو نشہ کرے)

ا۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَدِّ الْخَمْرِ — خمر کی حد کا بیان

(۱) عَنِ السَّآئِبِ ابْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اِنِّيْ وَجَدْتُّ مِنْ فُلَانٍ رِيْحَ شَرَابٍ فَزَعَمَ اَنَّهُ شَرِبَ الطِّلَآءَ وَاَنَا سَآئِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُّهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْحَدَّ تَامًّا.

سائب بن یزیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نکلے اور کہا میں نے فلانے (عبیداللہ حضرت عمرؓ کے بیٹے) کے منہ سے شراب کی بو پائی وہ کہتا ہے میں طلا (شیرے کو انگور کے اتنا پکایا جائے کہ وہ گاڑھا ہو جائے مثلاً دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث رہ جائے) پی اور میں پوچھتا ہوں کہ اگر اس میں نشہ ہے تو اس کو حد ماروں گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پوری حد لگائی۔

ف: یعنی اسی کوڑے مارے سعید بن منصور کی روایت میں ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنی آنکھ سے کوڑے مارتے ہوئے اس روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت اور خدا ترسی معلوم ہوئی کہ حدود الٰہیہ میں اپنے پیارے بیٹے کی بھی کچھ رعایت نہ کی۔

(۲) عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ نِ الدَّيْلِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ تَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِيْنَ فَاِنَّهُ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَاِذَا سَكِرَ هَذٰى وَاِذَا هَذٰى افْتَرٰى اَوْكَمَا قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِي الْحَدِّ ثَمَانِيْنَ.

ثور بن زیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا خمر کی حد میں (کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد معین نہیں کی تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اسی کوڑے لگانا مناسب ہے کیونکہ آدمی جب شراب پیئے گا تو مست ہو جائے گا اور جب مست ہو جائے گا تو واہیات بکے گا اور جب واہیات بکے گا تو کسی کو گالی بھی دے گا یا ایسا ہی کہا (اور گالی کی حد اسی کوڑے ہیں) حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے مقرر کیے خمر میں۔

......

ف: یہ تقرر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ہوا اور جمہور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

(۳) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ

ابن شہابؒ سے پوچھا گیا غلام اگر شراب پیئے تو اس کی کیا حد ہے

فَقَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ عَلَيْهِ نِصفُ حَدِّ الْحُرِّ فِی الْخَمرِ وَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدْ جَلَدُوْا عَبِيْدَهُمْ نِصفَ حَدِّ الْحُرِّ فِی الْخَمرِ.

انہوں نے کہا مجھے یہ پہنچا کہ غلام پر آزاد کی نصف حد ہے اور حضرت عمراور عثمان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے غلاموں کو آزاد کے نصف حد لگائی۔

(٤) عَنْ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَا مِنْ شَيْئٍ اِلَّا يُحِبُّ اللّٰهُ اَنْ يُّعْفٰی عَنْهُ مَالَمْ يَكُنْ حَدًّا.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ کوئی گناہ نہیں مگر اللہ چاہتا ہے کہ معاف کر دیا جائے سوائے حد کے۔

۵: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی ایسی شراب پیئے جس میں نشہ ہوتو اس کو حد پڑے گی خواہ اس کو نشہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

٢۔بَابُ مَا يُكْرَهُ اَنْ يُّنْبَذَا جَمِيْعًا — جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنانی چاہیے

ف: نبیذ اس کو کہتے ہیں کہ کھجور یا انگور خشک پانی میں بھگو دیئے جائیں کہ ایک دن ایک رات میں وہ میٹھا ہو جائے نہ اس میں تیزی ہو نہ جھاگ یہ سب علماء کے نزدیک درست ہے۔

(٦) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ يُّنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيْعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيْبُ جَمِيْعًا.

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ گدر کھجور اور پکی کھجور ملا کر بھگوئی جائیں یا کھجور اور انگور ملا کر بھگوئے جائیں۔

ف: کیونکہ احتمال ہے کہ دونوں کے ملنے سے جلدی تیزی پیدا ہو جائے مگر یہ نہی تنزیہی ہے اگر تیزی نہ ہوتو اس کا پینا درست ہے۔

(٧) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ يُّشْرَبَ التَّمْرُ وَالزَّبِيْبُ جَمِيْعًا وَالزَّهْوُ وَالرُّطَبُ جَمِيْعًا.

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور انگور کے ملا کر نبیذ پینے سے اور گدر اور پختہ کھجور کے ملا کر نبیذ پینے سے۔

۸: کہا مالکؒ نے اس امر پر اتفاق کیا ہے ہمارے شہر کے علماء نے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

٣۔بَابُ مَا يُنْهٰی اَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ — جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے

(٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَاَقْبَلْتُ نَحْوَهٗ فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ اَبْلُغَهٗ فَسَاَلْتُ مَاذَا قَالَ فَقِيْلَ لِیْ نَهٰی اَنْ يُّنْبَذَ فِی الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے میں خطبہ پڑھا میں بھی آپ کی طرف چلا سننے کے واسطے لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہو گئے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپؐ نے کیا فرمایا لوگوں نے کہا منع کیا آپؐ نے نبیذ بھگونے سے تو بنے اور مرتبان میں۔

......

ف: کیونکہ یہ برتن شراب کے تھے اوّل اسلام میں ان برتنوں کی بھی ممانعت احتیاطاً آپ نے کر دی بعد اس کے یہ ممانعت منسوخ ہوگئی اب ہر برتن میں میوہ بھگونا درست ہے۔

(١٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُّنْتَبَذَ فِى الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے منع کیا میوہ تر کرنے سے تونبے اور مرتبان میں۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِىْ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ

خمر کی حرمت کا بیان

(١١) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ.

حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا بتع (شہد کی شراب) کا حکم آپؐ نے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے۔

ف: وہی خمر ہے قلیل ہو یا کثیر جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے انگور کی ہو یا کھجور کی یا شہد کی یا گیہوں کی یا جو کی یا انجیر کی سب کو خمر کہتے ہیں کیونکہ خمر مشتق ہے مخامرت سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں پس جس میں نشہ ہو عقل چھپ جائے وہ خمر کہی جائے گی یہی صحیح ہے اہل لغت کے نزدیک اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور احادیث صحیحہ متعددہ اس پر دال ہیں کہ خمر انگور سے خاص نہیں بلکہ شہد اور گیہوں اور جو کی شراب کو بھی خمر کہتے ہیں اور مدینے میں جب حرمت خمر کی اتری تو اس زمانے میں انگور کی شراب رائج نہ تھی صرف کھجور کی مستعمل تھی اسی واسطے ائمہ ثلاثہ اور محمدؒ بن الحسن اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شراب نشہ کرے وہ خمر ہے اس کا قلیل کثیر بالکل حرام ہے صرف ابوحنیفہؒ سے یہ منقول ہے کہ خمر خاص ہے انگور سے اور باقی اشیاء کی شراب اس قدر حلال ہیں جس سے نشہ نہ ہو البتہ اتنا پینا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے مگر دلیل ابوحنیفہؒ کی از روئے لغت اور از روئے احادیث دونوں طرح سے ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے جو اتفاق اہل لغت کا خمر کے خاص ہونے پر انگور سے بیان کیا ہے بالکل غلط ہے بڑی دلیل ابوحنیفہؒ کی حدیث ابن عباسؓ ہے جس کو نسائی نے مرفوعاً روایت کیا خمر قلیل وکثیر حرام ہے اور باقی شرابوں میں سے سکر حرام ہے اوّل تو یہ حدیث مختلف فیہ ہے اس کے وصل اور انقطاع میں دوسرے الفاظ بھی اس کے محتمل ہیں تو دوسرے احادیث صحیحہ متعددہ کی معارض کیونکر ہو سکتی ہے۔

(١٢) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْغُبَيْرَآءِ فَقَالَ لَاخَيْرَ فِيْهَا وَنَهٰى عَنْهَا.

رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا جوار کی شراب کے بارے میں آپؐ نے فرمایا بہتر نہیں ہے اور منع کیا اس سے۔

(١٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِى الْاٰخِرَةِ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا پھر اس سے توبہ نہ کرے گا تو آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

۵۔بَابُ جَامِعِ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ

شراب کی حرمت کے مختلف مسائل

(١٤) عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِىِّ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْدٰى رَجُلٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا؟ قَالَ لَا فَسَارَّهٗ رَجُلٌ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے واسطے ایک مشک شراب کی تحفہ لایا آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے وہ بولا مجھے خبر نہیں ایک شخص نے چپکے سے اس کے کان میں کچھ کہا آپؐ نے پوچھا تو نے کیا کہا وہ بولا میں نے بیچ ڈالنے کو

ﷺ بِمَ سَارَّتَهُ فَقَالَ اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمُزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيْهِمَا.

(۱۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اَسْقِیْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَاُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِيْخٍ وَتَمْرٍ قَالَ فَجَآءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَآ اَنَسُ قُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهٖ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ.

(۱۶) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ قَدِمَ الشَّامَ فَشَكٰى اِلَيْهِ اَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الْاَرْضِ وَثِقْلَهَا وَقَالُوْا لَا يُصْلِحُنَا اِلَّا هٰذَا الشَّرَابُ فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوا الْعَسَلَ فَقَالُوْآ لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ هَلْ لَّكَ اَنْ نَّجْعَلَ لَكَ مِنْ هٰذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكِرُ قَالَ نَعَمْ فَطَبَخُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِیَ الثُّلُثُ فَاَتَوْا بِهٖ عُمَرَ فَاَدْخَلَ فِيْهِ عُمَرُ اِصْبَعَهٗ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهٗ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ فَقَالَ هٰذَا الطِّلَآءُ هٰذَا مِثْلُ طِلَآءِ الْاِبِلِ فَاَمَرَهُمْ عُمَرُ اَنْ يَّشْرَبُوْهُ فَقَالَ لَهٗ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ اَحْلَلْتَهَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهٗ عَلَيْهِمْ وَلَا اُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا اَحْلَلْتَهٗ لَهُمْ.

(۱۷) عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوْا لَهٗ يَآ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ فَنَعْصِرُهٗ خَمْرًا فَنَبِيْعُهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنِّیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ وَمَلٰئِكَتَهٗ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَنِّیْ لَآ اٰمُرُكُمْ اَنْ تَبِيْعُوْهَا وَلَا تَبْتَاعُوْهَا وَلَا تَعْصِرُوْهَا وَلَا تَشْرَبُوْهَا وَلَا تَسْقُوْهَا فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

کہا آپؐ نے فرمایا جس نے اس کا پینا حرام کیا اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا یہ سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا سب شراب بہہ گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو شراب پلایا کرتا تھا گدر کھجور اور خشک کھجور کی اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا شراب حرام ہو گئی ابوطلحہ نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ اٹھو گھڑے پھوڑ دو میں اٹھا اور موسل سے مار کر سب گھڑوں کو پھوڑ دیا۔

حضرت عمر بن خطابؓ جب شام کو آئے تو لوگوں نے وبا اور آب وہوا کے بھاری ہونے کا بیان کیا اور کہا بغیر اس شراب کے ہمارا مزاج اچھا نہیں رہتا آپ نے کہا شہد پیو انہوں نے کہا شہد موافق نہیں ایک شخص بولا ہم اسی کو اس طرح تیار کریں جس میں نشہ نہ ہو آپ نے کہا ہاں انہوں نے اس کو پکایا اتنا کہ ایک تہائی رہ گیا دو تہائی جل گیا اس کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے انہوں نے انگلی ڈالی جب وہ چپ چپ کرنے لگا آپ نے فرمایا یہ طلا تو اونٹ کی طلا کے مشابہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کی اجازت دی۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اس کو حلال کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں قسم خدا کی یا اللہ میں نے کبھی اس چیز کو حلال نہیں کیا جس کو تو نے حرام کیا اور نہ حرام کیا جس کو تو نے حلال کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے عراق کے لوگوں نے کہا ہم کھجور اور انگور کے پھل خریدتے ہیں۔ پھر اس کی شراب بنا کر بیچتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور جو سنتے ہیں جن اور آدمی کہ میں اجازت نہیں دیتا تم کو بیچنے کی نہ خریدنے کی نہ نچوڑنے کی نہ پینے کی نہ پلانے کی کیونکہ شراب پلید ہے شیطان کا کام۔

کتاب شرابوں کے بیان کی تمام ہوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجَامِعِ

کتاب مختلف بابوں کے بیان میں

١۔بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمَدِيْنَةِ وَ اَهْلِهَا

مدینہ کے واسطے اور مدینہ کے رہنے والوں کے واسطے دعا کا بیان

(١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے پروردگار! برکت دے مدینہ والوں کی ناپ میں اور برکت دے ان کے صاع اور مد میں [1]

(٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَآ رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَآءُوْا بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَآ اَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهٖ بِمَكَّةَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ ثُمَّ يَدْعُوْا (بَعْدَ الْفَرَاغِ) اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذَالِكَ الثَّمَرَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ پہلا میوہ دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آتے آپ اس کو لے کر فرماتے اے پروردگار برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مد میں اے پروردگار ابراہیم نے جو تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے دعا کی تھی مکہ کے واسطے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے واسطے اور میں تیرا بندہ ہوں اور نبی ہوں جیسے ابراہیم نے دعا کی تھی مکہ کے لیے اور اتنی اور اس کے ساتھ پھر آپ سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا بلاتے اور وہ میوہ اس کو دے دیتے۔

....

٢۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهَا

مدینے میں رہنے کا بیان اور مدینے سے نکلنے کا بیان

(٣) عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَاَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَّهُ

یحنس جو مولیٰ تھا زبیرؓ بن عوام کا نقل کرتا ہے میں بیٹھا تھا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس اتنے میں ایک لونڈی آئی ان کی اور بولی

---

[1] صاع اور مد اناج وغیرہ ناپنے کے پیمانے ہیں ان میں برکت سے یہ مراد ہے کہ ان کے رزق میں برکت عطا فرما۔۱۲ مص

تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَرَدْتُ الْخُرُوْجَ يَآ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اقْعُدِيْ لُكَعُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَآئِهَا وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

میں مدینہ سے نکلنا چاہتی ہوں اے ابوعبدالرحمٰن کیونکہ یہاں سختیاں ہیں اور وہ زمانہ فساد کا تھا مدینے میں (یزید بن معاویہؓ نے وہاں کے لوگوں کو تنگ کر رکھا تھا اور فتنہ کیا تھا) عبداللہ بن عمرؓ نے کہا بیٹھ نالائق میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپؐ فرماتے تھے مدینہ کی تکلیف اور سختیوں پر جو صبر کرے گا میں اس کا قیامت کے روز گواہ ہوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔

....

(٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ وَاَصَابَ الْاَعْرَابِيُّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا.

جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر اس کو بخار آنے لگا مدینہ میں وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجیے۔ ف۱ آپ نے انکار کیا پھر آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا پھر آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا وہ مدینہ سے نکل گیا اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا مدینہ مثل دھونکنی یا کھریا بھٹی کے ہے جو میل نکال دیتی ہے اور خالص کندن رکھ لیتی ہے۔ ف۲

ف۱: یعنی ہجرت کی بیعت اور مدینہ میں رہنے کی نہ کہ مرتد ہو گیا۔

ف۲: اسی طرح مدینہ بھی برے آدمیوں کو رہنے نہیں دیتا مگر یہ امر خاص ہے ساتھ بعض ازمنہ کے جیسے زمان حیات آنحضرت ﷺ اور زمانِ دجال نہ یہ کہ ہر زمانہ میں ہو کیونکہ بعد ظہور فتن کے اس کے خلاف مشاہدہ ہوا چنانچہ زمانۂ یزید وحجاج وزمان تسلط زیدیہ میں کیسے کیسے مبتدعین مدینہ میں رہے اور کیا کیا بدعات شائع ہوئیں (پھیلیں) پس جو لوگ اس حدیث اور اس کی امثال سے استدلال کرتے ہیں اور امر پر کہ عمل اہل مدینہ حجت ہے اور اس وجہ سے ان بدعات کو جو مدینہ طیبہ میں شائع و رائج ہیں مانند عمل مولد وغیرہ کے درست جانتے ہیں یہ امر محض لغو ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک عمل اہل مدینہ حجت ہے سو اوّل تو محققین مالکیہ نے مانند ابن بکیر وابو یعقوب رازی وطیالسی وقاضی ابوالفرج وقاضی ابوبکر وغیرہم کے اس کا انکار کیا ہے سوائے اس کے بعض مالکیہ نے کہا مراد اس سے زمانِ صحابہؓ ہے اور بعض نے کہا زمانِ صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعین حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کیا جائے تو یہ مختص ہے ساتھ زمانِ نبی ﷺ وخلفائے راشدین کے لیکن بعد ظہور فتن اور انتشار صحابہؓ کے شہروں میں خصوصاً دوسری صدی کے آخر میں اور بعد اس کے پس اس کے خلاف مشاہدہ ہے۔ انتہیٰ

(٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا تَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا جو بہت سی بستیوں کو کھا جائے گی۔ ف لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے برے آدمیوں کو نکال باہر کرتا ہے جیسے کھریا (بھٹی) لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔

ف: یعنی اس کی وجہ سے بہت سے شہر اور بستیاں فتح ہوں گی ایسا ہی ہوا آنحضرت ﷺ کی حیات میں مکہ اور طائف اور یمن اور خیبر فتح ہوا اور آپ کی وفات کے بعد روم و شام و ایران مصر دیار بکر صحابہؓ کے عہد میں فتح ہوئے اور مدینہ منورہ دار الخلافت رہا۔

(٦) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْرُجُ اَحَدٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَهَا اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهُ.

عروہؓ بن الزبیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی شخص مدینہ سے نفرت کر کے نہیں نکلتا مگر اللہ جل جلالہٗ اس سے بہتر دوسرا آدمی مدینہ کو دیتا ہے۔

ف: اگر کوئی شخص کہے مدینہ منورہ سے بعض اجلائے صحابہ نکل کر اور مقاموں میں مرے جیسے ابوموسیٰ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابوعبیدہ اور علی بن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور حذیفہ اور عبادہ بن الصامت اور بلال اور ابوالدرداء اور ابوذر رضی اللہ عنہم حالانکہ مدینہ میں ان سے بہتر تو کیا ان کے برابر بھی اور نئے نہیں آئے جواب اس کا دو طرح ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ حکم آنحضرت ﷺ کی حیات تک تھا دوسرے یہ کہ اگر یہ لوگ مدینہ سے نکلتے نفرت کر کے تو ان سے بہتر دوسرے آتے یہ تو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے نکلے تھے پھر جہاں موت مقدر میں تھی وہاں مرے۔

(٧) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يَّبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يَّبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يَّبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

سفیان بن ابی زہیرؓ سے روایت ہے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ فتح ہوگا یمن وہاں سے لوگ سیر کرتے ہوئے مدینہ کو آئیں گے اور اپنے گھربار کو اور جو ان کے ساتھ جائے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے اور فتح ہوگا شام وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھربار کو اور جو ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے اور عراق فتح ہوگا وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھربار کو اور جو کوئی ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے۔

......

ف: جب یمن اور شام اور عراق فتح ہوا تو لوگ وہاں کی آبادی اور ارزانی اور آب و ہوا کو پسند کر کے اپنے اہل و عیال کو اور جو ان کے ساتھ گیا مدینہ سے لے جا کر وہاں رہنے لگے پھر طرح طرح کے فتنے اور خرابیاں واقع ہوئیں ان میں پھنس گئے اگر مدینہ میں رہتے تو بہت سی آفتوں سے دین اور دنیا کی بچے رہتے مدینہ میں دجال نہ جائے گا نہ وہاں طاعون آئے گا نہ کسی قسم کا فتنہ دینی ہوگا جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو جائیں۔ اس حدیث سے بھی مدینہ منورہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ عراق اور شام اور یمن سب مقاموں سے بہتر ہے۔

(٨) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتَتْرُكُنَّ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى اَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتّٰى يَدْخُلَ الْكَلْبُ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے البتہ تم چھوڑو گے مدینہ کو اچھے حال میں یہاں تک کہ آئے گا اس میں کتا

وَالذِّئْبُ فَيَغْذِيْ عَلٰى بَعْضِ سَوَارِى الْمَسْجِدِ اَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَلِمَنْ تَكُوْنُ الثِّمَارُ ذَالِكَ الزَّمَانَ قَالَ لِلْعَوَا فِى الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ.

یا بھیڑیا تو پیشاب کیا کرے گا مسجد کے کھمبوں یا منبر پر صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ اس زمانے میں مدینہ کے پھلوں کو کون کھائے گا آپ نے فرمایا جو جانور بھوکے ہوں گے پرندے اور درندے۔

ف: شاید یہ حال آخری زمانہ میں ہوگا جب کہ اسلام کا نشان نہ رہے گا اور مدینہ بالکل غیر آباد ہو جائے گا بعض کہتے ہیں کہ یہ زمانہ گزر چکا جب کہ مدینہ میں فتنہ ہوا تھا اور اہل مدینہ اس کو چھوڑ کر جان کے خوف سے چلے گئے تھے اور کئی روز تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی تھی۔

(۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ يَا مُزَاحِمُ اَتَخْشٰى اَنْ نَّكُوْنَ مِمَّنْ نَّفَتِ الْمَدِيْنَةُ.

عمر بن عبدالعزیزؒ جب مدینہ سے نکلے تو مدینہ کی طرف دیکھ کر روئے اور اپنے غلام مزاحم سے کہنے لگے کہ شاید تو اور ہم ان لوگوں میں ہوں جن کو مدینہ نے نکال دیا۔

٣۔بَابُ مَا جَآءَ فِىْ تَحْرِيْمِ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان

(١٠) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّىْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کہ آپ کو اُحد کا پہاڑ دکھائی دیا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم بھی اس کو چاہتے ہیں اے میرے رب ابراہیم علیہ السلام نے حرام کیا مکہ کو (یعنی حرام کیا وہاں شکار کرنے کو اور لڑنے جھگڑنے قتال کو اور وہاں کے درخت یا گھاس اکھیڑنے کو) اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو۔

ف: دونوں حرم حرمت میں برابر ہیں وہ حرم اللہ ہے اور یہ حرم الرسول مگر فرق یہ ہے کہ حرم اللہ میں جنایت کی جزا لازم آتی ہے یہاں جزا لازم نہیں آتی بعضوں کے نزدیک یہاں بھی جزا لازم آتی ہے۔

(١١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَآءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَاذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر میں ہرنوں کو چرتے ہوئے دیکھوں مدینہ میں تو ہرگز نہ چھیڑوں ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں کنارے حرام ہیں۔

(١٢) عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ وَجَدَ غِلْمَانًا قَدْ اَلْجَاُوْا ثَعْلَبًا اِلٰى زَاوِيَةٍ فَطَرَدَهُمْ عَنْهُ.

ابوایوبؓ انصاری نے لڑکوں کو دیکھا انہوں نے ایک لومڑی کو گھیر رکھا تھا ایک کونے میں تو آپ نے لڑکوں کو ہنکا دیا اور لومڑی کو چھوڑ دیا (کیونکہ مدینہ کے جانور کا پکڑنا حرام ہے جیسے مکہ میں)

١٣: کہا مالکؒ نے ابوایوب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کیا رسول اللہ ﷺ کے حرم میں ایسا کام ہوتا ہے۔

(١٤) عَنْ رَجُلٍ قَالَ دَخَلَ عَلَىَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَنَا بِالْاَسْوَافِ قَدِ اصْطَدْتُّ نُهَسًا فَاَخَذَهُ مِنْ يَّدِىْ فَاَرْسَلَهُ.

ایک شخص (شرحبیل بن سعد) سے روایت ہے کہ میرے پاس زید بن ثابتؓ آئے اور میں اسواف (ایک موضع ہے اطراف مدینہ میں) تھا اور میں نے شکار کیا تھا۔ ایک چڑیا کا انہوں نے میرے ہاتھ سے اس کو لے کر چھوڑ دیا۔

۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِیْ وَبَآءِ الْمَدِیْنَةِ
مدینہ کی وباء کا بیان

ف: وبا اس مرض کو کہتے ہیں جو عام ہو جائے چاہے بخار ہو چاہے اسہال ہو یا اور کوئی بیماری۔

(۱۵) عَنْ عَـآئِشَةَ اُمِّ الْـمُـؤْمِنِیْنَ اَنَّهَا قَـالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَعِکَ اَبُوْبَکْرٍ وَّبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِمَا فَقُلْتُ یَآ اَبَتِ کَیْفَ تَجِدُکَ یَا بِلَالُ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَتْ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰی یَـقُوْلُ کُـلُّ امْـرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِـرَاکِ نَعْلِهٖ وَکَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ یَرْفَعُ عَقِیْرَتَهٗ فَیَـقُوْلُ اَلَا لَیْـتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَّجَلِیْلٌ وَهَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِّیَاهَ مَجِنَّةٍ وَهَلْ یَبْدُوَنْ لِّیْ شَامَةٌ وَّطَفِیْـلٌ قَـالَتْ عَآئِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـاَخْبَـرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ اَوْاَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا وَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں اور کہا کہ اے میرے باپ! کیا حال ہے اے بلالؓ! کیا حال ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا وہ ایک شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے گھر میں اور موت اس سے نزدیک ہوتی ہے اس کی جوتی کے تسمے سے۔ ف۱ اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو اپنی آواز نکالتے اور پکار کر کہتے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ میں ایک رات پھر مکہ کی وادی میں رہوں گا اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہوں گی (اذخر اور جلیل دونوں گھاس ہیں مکہ کی) اور کبھی میں پھر اتروں گا مجنہ کے پانی پر (مجنہ ایک موضع ہے کئی میل پر مکہ سے وہاں بازار ہوتے تھے جاہلیت میں) اور کبھی پھر دکھلائی دیں گے مجھے شامہ طفیل (دو پہاڑ ہیں مکہ سے تیس میل پر یا دو چشمے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ سے آکر بیان کیں آپؐ نے دعا فرمائی اے پروردگار! محبت ڈال دے ہمارے دلوں میں مدینہ کی جتنی محبت تھی مکہ کی یا اس سے بھی زیادہ اور صحت اور تندرستی کر دے مدینہ میں اور برکت دے اس کے صاع اور مد میں اور دور کر دے بخار وہاں کا اور بھیج دے اس بخار کو جحفہ میں۔ ف۲

ف۱: ابن اسحٰقؒ نے زیادہ کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا انا اللہ میرے باپ بر برا تے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں کیا کہتے ہیں۔

ف۲: جحفہ ایک بستی ہے بیاسی میل پر مکہ سے ان دنوں میں وہاں یہودی رہتے تھے آپ نے فرمایا اب پھر کبھی وہ مدینے میں نہ آئے گا۔

(۱۶) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ وَکَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَیْرَةَ یَقُوْلُ قَدْ رَاَیْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهٖ اِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهٗ مِنْ فَوْقِهٖ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں نے موت کو مرنے سے آگے دیکھ لیا نامرد کی موت اُوپر سے آتی ہے۔

ف: یعنی ہر چند وہ نامردی کی وجہ سے موت کے ذریعوں سے بہت ڈرتا ہے مگر جب موت آفت آسمانی کی طرح اترتی ہے تو مجبور ہو جاتا ہے۔

(۱۷) عَنْ اَبِـیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰئِكَةٌ لَّا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنَ وَلَا الدَّجَّالُ.

نے مدینہ کی راہوں پر فرشتے ہیں اس میں نہ طاعون آتا ہے نہ دجال۔

۵۔بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اِجْلَآءِ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ سے یہودیوں کے نکالنے کا بیان

(۱۸) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ يَقُوْلُ كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا لَا يُبْقَيَنَّ دِيْنَانِ بِاَرْضِ الْعَرَبِ.

عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری کلام یہ فرمایا اللہ جل جلالہٗ تباہ کرے یہود اور نصاریٰ کو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔ ف[۱] آگاہ ہو عرب میں دو دین نہ رہیں۔ ف[۲]

ف۱: اس طرف نماز پڑھتے تھے۔ اسی کو سجدہ کرتے تھے وہاں روشنی کرتے تھے جیسے مسجدوں میں جمعہ اور جماعت کو اوقاتِ معینہ پر جایا کرتے ہیں ایسے ہی یہود اور نصاریٰ نے قبروں کی زیارت کے واسطے اوقات مقرر کیے تھے جیسے مسجدوں کے لیے سفر کرتے ہیں دور دور ملکوں سے آتے ہیں ایسے قبروں کی زیارت کے واسطے ملکوں سے سفر کرتے ہوئے تکلیفیں اٹھاتے ہوئے آتے ہیں اس کو ثواب اور عبادت جانتے تھے اسلام میں یہ باتیں حرام ہوئیں قبر سے کوئی غایت نہ رکھی سوائے اس بات کے کہ کبھی کبھی مردوں کے لیے دعا یا موت کو یاد کرنے کے واسطے وہاں ہو آیا کرے جس طرح رسول اللہ ﷺ قبروں کی زیارت کرتے تھے یا اور دعا کرتے تھے ویسے ہی زیارت اور دعا کرے نہ قبر پر روشنی کرے نہ وہاں سجدہ کرے نہ طواف نہ کوئی وقت مقرر کرے نہ وہاں مجمع کرے نہ میلہ لگائے نہ لوگوں کو بلائے یہ سب کام خلافِ شرع اور بدعت ہیں۔

ف۲: ایک ہی دین اسلام رہ جائے خلفاء کے وقت میں اس حکم کی بخوبی تعمیل ہوئی سب کفار جزیرۂ عرب سے مار پیٹ کر نکال دیئے گئے۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ.

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہیں۔

۲۰: کہا مالکؒ نے کہا ابن شہابؒ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا تجسس کیا جب ان کی تشفی ہوگی اور یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہیں تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا اور فدک اور نجران کے یہودیوں کو بھی نکال دیا لیکن خیبر کے یہودی ان کی نہ زمین تھی نہ درخت اور فدک کے یہودیوں کا آدھا میوہ تھا اور آدھی زمین کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسی امر پر ان سے صلح کر لی تھی حضرت عمرؓ نے اس آدھی زمین اور میوے کی قیمت لگا کر ان کے حوالے کر دی اور ان کو نکال دیا۔

۶۔بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِيْ اَمْرِ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ کی فضیلت کا بیان

(۲۱) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ.

حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُحد کو دیکھ کر کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے بھی اسے چاہتے ہیں۔

(۲۲) عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّهُ زَارَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ نِ الْمَخْزُوْمِيَّ فَرَاٰى عِنْدَهُ نَبِيْذًا وَهُوَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ اَسْلَمُ اِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَحَمَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحًا عَظِيْمًا فَجَآءَ بِهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَوَضَعَهُ فِيْ يَدِهٖ فَقَرَّبَهُ عُمَرُ اِلٰى فِيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ طَيِّبٌ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَمَّا اَدْبَرَ عَبْدُاللّٰهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَاَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَاَمْنُهٗ وَفِيْهَا بَيْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ لَا اَقُوْلُ فِيْ بَيْتِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ حَرَمِهٖ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَاَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَاَمْنُهٗ وَفِيْهَا بَيْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَآ اَقُوْلُ فِيْ حَرَمِ اللّٰهِ وَلَآ فِيْ بَيْتِهٖ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفَ.

اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن خطابؓ کے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عیاش کی ملاقات کو گئے مکہ کی راہ میں ان کے پاس نبیذ پائی (نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کھجور یا انگور بھگوئے جائیں) اسلم نے کہا کہ اس شربت کو حضرت عمر بن خطابؓ بہت چاہتے ہیں۔ ف۱ عبداللہ بن عیاش ایک بڑا سا پیالہ بھر کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اس کو اٹھا کر پینا چاہا پھر سر اٹھا کر کہا یہ شربت بہت اچھا ہے پھر پیا اس کو بعد اس کے ایک شخص ان کے داہنی طرف بیٹھا تھا اس کو دے دیا جب عبداللہ بن عیاش لوٹ کر چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا تو کہتا ہے مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبداللہ بن عیاش نے کہا کہ وہ حرم ہے اللہ کا اور امن کی جگہ ہے اور وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم کو نہیں پوچھتا۔ ف۲ پھر حضرت عمرؓ نے کہا تو کہتا ہے کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبداللہ بن عیاش نے کہا کہ مکہ میں اللہ کا حرم ہے اور امن کی جگہ ہے وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم میں کچھ نہیں کہتا پھر عبداللہ بن عیاش چلے گئے۔ ف۳

ف۱: کیونکہ جو شربت ٹھنڈا اور شیریں ہو اس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت چاہتے تھے۔

ف۲: بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے۔

ف۳: سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعی اور ابن وہب اور مطرف اور ابن حبیب کا اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور اصحاب ابوحنیفہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبدالبر اور ابن رشد اور ابن عرفہ نے۔ اور حضرت عمرؓ اور ایک جماعت صحابہؓ اور اکثر اہل مدینہ اور امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے بعض شافعیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور جانبین کی طرف دلائل بہت ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حمزہ نے کہا کہ دونوں شہر برابر ہیں اور سیوطیؒ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس مسئلے میں توقف کرے کیونکہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہیں اور نفس مائل ہوتا ہے مدینہ منورہ کی تفضیل کی طرف پھر کہا ہے جب صاحبِ عقل اور علم تامل کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کو جو فضیلت ملی ہے اسی قدر یا اس سے بہتر مدینہ کو بھی ملی ہے بلکہ سیوطی نے خصائص میں جزم کیا ہے مدینہ کے افضل ہونے کا اور محل خلاف اس مقام کے سوا ہے جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک مدفون ہے اُتنا ٹکڑا تو زمین اور آسمان سے بھی افضل ہے اس طرح جس مقام پر کعبہ ہے وہ مدینہ سے افضل ہے۔ (زرقانی)

٧۔بَابُ مَا جَآءَ فِی الطَّاعُوْن

طاعون کا بیان

ف: طاعون کہتے ہیں موت عام کو جو یک بارگی لوگوں میں پھیل جائے جیسے وباء وغیرہ ایک حدیث میں آیا ہے طاعون کو نہ چاہیے دشمن جنون کا اور تمہارے واسطے شہادت ہے۔

(٢٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ خَرَجَ اِلَی الشَّامِ حَتّٰی اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِیَهُ اُمَرَآءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ادْعُ لِیَ الْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَّلَا نَرٰی اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِیَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرٰی اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰی هٰذَا الْوَبَآءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّیْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِیَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِیْلَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّیْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِیْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَّشْیَخَةِ قُرَیْشٍ مِّنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ یَخْتَلِفْ عَلَیْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰی اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰی هٰذَا الْوَبَآءِ فَنَادٰی عُمَرُ فِی النَّاسِ اِنِّیْ مُصَبِّحٌ عَلٰی ظَهْرٍ فَاَصْبَحُوْا عَلَیْهِ فَقَالَ اَبُوْعُبَیْدَةَ اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْغَیْرُكَ قَالَهَا یَا اَبَا عُبَیْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ لَوْكَانَتْ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطْتَّ وَادِیًا لَّهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدٰهُمَا مُخْصِبَةٌ وَالْاُخْرٰی جَدْبَةٌ اَلَیْسَ اِنْ رَعَیْتَ الْمُخْصِبَةَ رَعَیْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَاِنْ رَّعَیْتَ الْجَدْبَةَ رَعَیْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَآءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ غَآئِبًا فِیْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ شام کی طرف نکلے۔ ف۱ جب سرغ میں پہنچے (سرغ ایک قریہ ہے وادی تبوک میں) تو لشکر کے بڑے بڑے افسران سے ملے جیسے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور ساتھی ان کے ف۲ انہوں نے کہا شام میں آج کل وباء ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباسؓ سے کہ بلاؤ بڑے بڑے مہاجرین کو جنہوں نے پہلے ہجرت کی ہے تو بلایا ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور بیان کیا ان سے کہ شام میں وباء ہو رہی ہے انہوں نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا آپ کام کے واسطے نکلے ہیں (رعیت کا حال دیکھنے کو) لوٹنا مناسب نہیں ہے بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں اور صحابہؓ ہیں مناسب نہیں کہ آپ ان کو اس وبا میں لے جائیں حضرت عمرؓ نے کہا جاؤ اور کہا بلاؤ انصار کو ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے انصار کو بلایا وہ آئے ان سے مشورہ کیا انہوں نے بھی مہاجرین کی مثل بیان کیا اور اسی طرح اختلاف کیا آپ نے کہا جاؤ پھر کہا قریش کے بوڑھے بوڑھے لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد فتح مکہ کے بلاؤ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ لوٹ چلئے اور لوگوں کو اس وبا میں نہ لے جایئے جب حضرت عمرؓ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ صبح کو میں اونٹ پر سوار ہوں گا (اور مدینہ کو لوٹ چلوں گا) پھر صبح کو سب لوگ سوار ہو کر چلے اس وقت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ اللہ جل جلالہٗ کی تقدیر سے بھاگے جاتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی۔ ف۳ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف ف۴ کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں

فَقَالَ اِنَّ عِنْدِیْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ فَحَمِدَاللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اگر تو اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے اور جو تو نے خشک اور خراب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے۔ ف۵

اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ کہیں کام کو گئے ہوئے تھے ف۶ انہوں نے کہا میں اس مسئلے کا عالم ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وباء ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین میں وبا پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں۔ کہا ابن عباسؓ نے اس وقت حضرت عمرؓ نے اللہ جل جلالہٗ کی حمد بیان کی اور لوٹ کھڑے ہوئے۔ ف۷

ف۱: اپنی رعیت کا حال دیکھنے کو اور مدینہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کر گئے۔

ف۲: اور خالد بن الولید اور یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم۔

ف۳: تو میں اس کو سزا دیتا یا مجھے برا معلوم نہ ہوتا تمہارے علم اور فضل کے ساتھ ایسی بات کرنا تعجب ہے کیونکہ اکثر صحابہ اور مہاجرین اور انصار کے مشورے سے قرار پائی تھی۔ دوسرے یہ کہ نفس الامر میں بھی مناسب یہی بات تھی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے جب کہیں وباء ہو تو نہ وہاں جاؤ اور نہ وہاں سے بھاگو۔

ف۴: کیونکہ ہمارا لوٹنا بھی بدون اللہ کی تقدیر کے نہیں اور اللہ جل جلالہٗ نے یہی مناسب جانا جب ہی تو ہمارے دلوں کو اس طرف متوجہ کر دیا۔

ف۵: پھر اگر تو خشک اور خراب کنارے کو چھوڑ کر سرسبز اور شاداب میں جائے تو کوئی کہے اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو تم یہی جواب دو گے ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں اس کی تقدیر کی طرف ایسا ہی یہاں بھی ہے۔

ف۶: یعنی مدینہ کا جانا بغیر قضا و قدر اور مشیت الٰہی کے نہیں ہے۔

ف۷: اللہ جل جلالہٗ کی تعریف کی اس لیے کہ ان کی رائے موافق ہوئی نص حدیث اور حکم الٰہی کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اکثر اللہ جل جلالہٗ کے حکم کے موافق ہوتی اور انہی کی رائے کے موافق کلام اللہ اترتا۔

(۲۴) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِی الطَّاعُوْنِ فَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَآئِفَةٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اَوْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّ اَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ مَالِكٌ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا مِّنْهُ.

سعد بن ابی وقاصؓ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے کیا سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بھیجا گیا تھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا یہ کہا کہ ان پر جو تم سے پہلے تھے تو جب سنو تم کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں ابوالنضر نے کہا نہ نکلو بھاگنے کے قصد سے۔

(٢٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَآءَ سَرْغَ بَلَغَهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ سَرْغَ.

عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ شام کی طرف نکلے جب سرغ میں پہنچے ان کو خبر ملی شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی زمین میں سنو کہ وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وبا پڑے اس زمین میں جس میں تم ہو تو اس سے نکل نہ بھاگو یہ سن کر حضرت عمر بن الخطابؓ سرغ سے لوٹ آئے۔

(٢٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سرغ سے لوٹ آئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر۔

(٢٧) عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عَشَرَةِ اَبْيَاتٍ بِالشَّامِ.

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھر رکبہ میں (رکبہ ایک مقام ہے درمیان میں عمرہ اور ذاتِ عرق کے) پسند ہے مجھ کو شام کے دس گھروں سے۔

٢٨: کہا مالکؒ نے اس لیے کہ شام میں وبا تھی اور رکبہ میں کوئی بیماری نہ تھی وہاں طول عمر کا خیال تھا۔

٨-بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَوْلِ فِي الْقَدَرِ

تقدیر میں گفتگو کرنے کی ممانعت

(٢٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَاجَّ اٰدَمُ وَ مُوْسٰى فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِيْ اَغْوَيْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِيْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاكَ بِرِسَالَتِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ.

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بحث کی آدمؑ اور موسیٰ نے تو غالب ہوئے آدمؑ، موسیٰ علیہ السلام پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو وہی آدمؑ ہے کہ گمراہ کیا تو نے لوگوں کو اور نکالا ان کو جنت سے آدمؑ نے کہا کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھے علم دیا ہر چیز کا اور برگزیدہ کیا رسالت سے انہوں نے کہا ہاں پھر آدمؑ نے کہا باوجود اس کے مجھے ملامت کرتا ہے ایسے کام پر جو میری تقدیر میں لکھا جا چکا تھا قبل میرے پیدا ہونے کے۔

(٣٠) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَقَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَآ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسْاَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ

مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے سوال ہوا اس آیت کے متعلق واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم الآیۃ یعنی "یاد کر اس وقت کو جب تیرے پروردگار نے آدم کی پیٹھ سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور ان کو گواہ کیا ان پر اس بات کا کیا میں نہیں ہوں پروردگار تمہارا بولے کیوں نہیں تو پروردگار ہمارا ہے ہم نے اس واسطے گواہ کیا کہ کہیں ایسا نہ کہو تم قیامت کے روز کہ ہم تو اس سے غافل تھے" حضرت عمرؓ نے کہا کہ

بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَفِيْمَ الْعَمَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ النَّارَ.

....

رسول اللہ ﷺ سے بھی اس آیت کی تفسیر کا سوال ہوا آپؐ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور اولاد نکالی اور فرمایا میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور یہ لوگ جنتیوں کے کام کریں گے پھر ہاتھ پھیرا ان کی پیٹھ پر اور اولاد نکالی فرمایا میں نے ان کو جہنم کے لیے پیدا کیا اور یہ جہنمیوں کے کام کریں گے ایک شخص بولا یارسولؐ اللہ پھر عمل کرنے سے کیا فائدہ۔ ف۱ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جب پیدا کرتا ہے کسی بندے کو جنت کے واسطے تو اس سے جنتیوں کے کام کراتا ہے اور موت کے وقت بھی وہ نیک عمل کر کے مرتا ہے تو اللہ جل جلالہٗ اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جب کسی بندے کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنمیوں کے کام کراتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت بھی وہ برے کام پر مرتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کرتا ہے۔ ف۲

ف۱: جب یہ امر پہلے ہی طے ہو چکا ہے اسی کے موافق ہوگا جو جنتی ہے وہ لامحالہ جنت میں جائے گا اور جو دوزخی ہے وہ لامحالہ دوزخ میں جائے گا۔

ف۲: یعنی اعتبار خاتمے کا ہے اس لیے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ نیک کاموں میں مصروف رہے شاید اس کی موت آ گئی ہو تو اخیر وقت میں بھی خاتمہ نیک کام پر ہو۔

(۳۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ.

امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ چھوڑے جاتا ہوں میں تم میں دو چیزوں کو نہیں گمراہ ہو گے جب تک پکڑے رہو گے ان کو کتاب اللہ کو اور اس کے رسول کی سنت کو۔

(۳۲) عَنْ طَاوُسِ نِ الْيَمَانِيِّ اَنَّهُ قَالَ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُوْنَ كُلُّ شَيْئٍ بِقَدَرٍ قَالَ طَاوُسٌ وَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ اَوِالْكَيْسِ وَالْعَجْزِ.

طاؤسؒ الیمانی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے طاؤسؒ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور ہوشیاری بھی۔

(۳۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْهَادِيْ وَالْفَاتِنُ.

عمرو بن دینارؒ سے روایت ہے میں نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے سنا خطبہ میں فرماتے تھے کہ اللہ ہی ہدایت کرنے والا اور گمراہ کرنے والا ہے۔

ف: کلام اللہ میں موجود ہے ''ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے'' ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اچھے برے سب کاموں کا پیدا کرنے والا پروردگار ہے بغیر اس کی قضا وقدر کے کوئی کام نہیں ہوتا مگر بندے کو صرف ایک ظاہری اختیار دیا ہے اور اچھے برے کاموں کی اس کو تمیز دے دی ہے اسی اختیار پر عذاب وثواب مبنی ہے اس سے رد ہو گیا قدریہ اور شیعہ کا جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کاموں کا آپ خالق ہے۔

(٣٤) عَنْ اَبِیْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسِيْرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ فَقَالَ مَارَاْيُكَ فِیْ هٰؤُلَآءِ الْقَدَرِيَّةِ قَالَ فَقُلْتُ رَاْيِیْ اَنْ تَسْتَتِيْبَهُمْ فَاِنْ قَبِلُوْا ذَالِكَ وَاِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ قَالَ عُمَرُ وَذَالِكَ رَاْيِیْ فِيْهِمْ قَالَ مَالِكٌ وَ ذَالِكَ رَاْيِیْ فِيْهِمْ.

ابی سہیل بن مالکؒ عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ جا رہے تھے انہوں نے پوچھا ابو سہیل سے کہ تمہاری کیا رائے ہے قدریہ کے بارے میں ف ا ابو سہیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان سے توبہ کراؤ تو بہ کرلیں تو بہتر نہیں تو قتل کیے جائیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا میری رائے بھی یہی ہے مالکؒ نے کہا میری بھی یہی رائے ہے ان لوگوں کے بارے میں۔

ف: قدریہ وہ لوگ ہیں جو بندے کو بالکل قادر مطلق سمجھتے اور اس کے افعال کا اسی کو خالق جانتے ہیں۔

٩۔بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِیْ اَهْلِ الْقَدَرِ

قدر کے بیان میں مختلف حدیثیں

(٣٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ چاہے کوئی عورت طلاق اپنی بہن کی تاکہ خالی کرے پیالہ اس کا بلکہ نکاح کرلے کیونکہ جو اس کے مقدر میں ہے اس کو ملے گا۔

ف: یعنی جب کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی پہلی بی بی کو طلاق نہ دلوائے اس خیال سے کہ اس کا حصہ بھی میں لوں گی کیونکہ جو اس کے حصہ میں ہے اس کو ملے گا۔

(٣٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ نِ الْقُرَظِیِّ اَنَّهٗ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَامَانِعَ لِمَا اُعْطِی اللّٰهُ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِی الدِّيْنِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی هٰذِهِ الْاَعْوَادِ.

محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے منبر پر کہا کہ اے لوگو! جو اللہ جل جلالہٗ دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی طاقت والے کی طاقت کام نہیں آتی (یعنی اس کی طاقت اس کے عذاب کو روک نہیں سکتی یا اس کی مالداری اس کے کام نہیں آتی صرف اعمال کام آئیں گے) جس شخص کو اللہ بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور علم فقہ دیتا ہے پھر کہا معاویہؓ نے میں نے ان کلمات کو رسول اللہ ﷺ سے سنا انہی لکڑیوں پر (منبر شریف کی)

(٣٧) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يُقَالُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ كَمَا يَنْبَغِی الَّذِیْ لَايُعَجَّلُ شَیْءٌ اَنَاهُ وَقَدَرَهٗ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعٰی

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں جس نے پیدا کیا ہر شئے کو جیسے چاہیے جو وقت مقرر کر دیا ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہو سکتی کافی

لَيْسَ وَرَآءَ اللّٰهِ مَرْمٰى.

ہے مجھ کو اللہ اور کافی ہے ایسا کافی سنتا ہے اللہ جو اس کو پکارے اللہ کے سوا کوئی شخص نہیں جس سے دعا کی جائے۔

....

(۳۸) عَنْ مَالِكٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّهُ كَانَ يُقَالُ اِنَّ اَحَدًا لَنْ يَّمُوْتَ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ فَاَجْمِلُوْا فِى الطَّلَبِ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ پہلے زمانے میں یوں کہا جاتا تھا کہ کوئی آدمی نہیں مرے گا جب تک کہ اس کا رزق پورا نہ ہو پس اختصار کرو طلب معاش میں۔

ف: یعنی زیادہ کوشش اور محنت روزی کی تلاش میں نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ یا حرام حلال کی قید اٹھا دو ملے گا اتنا ہی جتنا تقدیر میں ہے ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے مانند اس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۰۔بَابُ مَا جَاءَ فِى حُسْنِ الْخُلُقِ

خوش خلقی کے بیان میں

(۳۹) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهُ قَالَ اٰخِرُ مَا اَوْصَانِىْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِىْ فِى الْغَرْزِ اَنْ قَالَ لِىْ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری وصیت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کی جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا یہ تھی کہ اے معاذ! خوش خلقی کر لوگوں سے۔

(۴۰) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دنیا کے دو کاموں میں اختیار رہوا (کہ اس کو کریں یا اس کو) تو آپ نے آسان امر کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوا گر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ اس سے پرہیز کرتے اور رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے مگر جب اللہ کی حرمت میں خلل پڑے تو اس وقت بدلہ لیتے تھے اللہ کے واسطے۔

....

(۴۱) عَنْ عَلِىِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ.

امام زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی بہتر باتوں میں سے یہ ہے کہ آدمی بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔

ف: دارقطنی نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے علی بن حسینؒ سے انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابویعلی اور احمد نے اس حدیث کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد اور طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے ابوذرؓ سے اور علی بن ابی طالبؓ سے اور طبرانی اور ابن عساکر نے زید بن ثابتؓ اور حارث بن ہشام سے روایت کیا ہے یہ حدیث اصول اسلام میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس سے بہت سے مسائل نکلتے ہیں جو کام یا علم دنیا میں یا آخرت میں مفید نہ ہو اس کا حاصل کرنا یا اس میں مشغول رہنا اس حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔

(۴۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتِ اسْتَاْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ

حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اذن چاہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا اور میں آپ کے ساتھ تھی

عَآئِشَةُ وَاَنَا مَعَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ ثُمَّ اَذِنَ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ سَمِعْتُ ضِحْكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ فِيْهِ مَا قُلْتَ ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ اَنْ ضَحِكَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهٖ.

....

گھر میں آپ نے فرمایا برا آدمی ہے یہ ف۱ پھر آپؐ نے اس کو آنے کی اجازت دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اس کے ساتھ ہنستے سنا جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یا رسولؐ اللہ ابھی تو آپؐ نے اس کو برا کہا تھا ابھی آپؐ اس سے ہنسنے لگے آپؐ نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں براوہ آدمی ہے جس سے لوگ بچیں یا ڈریں اس کے شر کے سبب سے۔ ف۲

ف۱: وہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا دل سے اسلام نہیں لایا تھا ظاہر میں مسلمان ہو گیا تھا آپؐ نے اس کا حال بیان کر دیا تا کہ لوگوں کو دھوکا نہ ہو۔

ف۲: یعنی اس خوف سے کہ وہ ایذاء پہنچائے گا۔ یہ غیبت نہیں بلکہ اس شخص کا حال بیان کر دیا تا کہ لوگ اس سے ڈریں اور اس سے محفوظ رہیں بعضوں نے کہا وہ شخص کھلم کھلا فاسق تھا اس کی غیبت درست تھی۔

(٤٣) عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ اَنَّهُ قَالَ اِذَا اَحْبَبْتُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهٖ فَانْظُرُوْا مَاذَا يَتْبَعُهُ مِنْ حُسْنِ الثَّنَآءِ.

کعب احبارؒ نے کہا کہ جب تم کسی بندہ کا حال جاننا چاہو تو اس کے پروردگار کے پاس (یعنی مقبول ہوا یا مردود جنتی ہوا یا دوزخی) تو دیکھو لوگ اس کو کیسا کہتے ہیں۔

ف: یعنی اگر لوگ اس کو اچھا کہتے ہیں تعریف کرتے ہیں تو ظن غالب ہے کہ خدا کے نزدیک بھی مقبول ہوا ہوگا اور اگر لوگ برا کہتے ہیں تو خدا کے نزدیک بھی شاید برا ہوگا زرقانی نے کہا ان لوگوں کے کہنے کا اعتبار ہے جو اہل علم اور اہل خیر ہیں نہ کہ فساق اور فجار کے کہنے کا۔

(٤٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْمَرْءَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الْقَآئِمِ بِاللَّيْلِ الظَّامِئِ بِالْهَوَاجِرِ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے مجھ کو یہ پہنچا کہ آدمی حسن خلق کی وجہ سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر پیاسے رہنے والے (روزہ دار) کا درجہ حاصل کرتا ہے۔

(٤٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَاِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَاِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ.

سعید بن المسیبؒ نے کہا کیا میں نہ بتاؤں تم کو وہ چیز جو بہت سی نماز اور صدقہ سے بہتر ہے لوگوں نے کہا بتاؤ سعیدؒ نے کہا ایک دوسرے کے بیچ میں صلح کرا دینا اور بچو تم بغض اور عداوت سے یہ خصلت مونڈنے والی ہے نیکیوں کی۔

ف: جیسے مونڈنے سے بال صاف ہو جاتے ہیں ایسے ہی بغض اور حسد اور عناد سے نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔

(٤٦) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس واسطے بھیجا گیا کہ اخلاق کی خوبیوں کو پورا کر دوں۔

ف: اس حدیث کو احمد اور حاکم اور طبرانی نے متصلاً روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

١١- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَيَآءِ

حیا یعنی شرم کے بیان میں

(٤٧) عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَآءُ.

زیدؒ بن طلحہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر دین کا ایک خلق ہے (یعنی طور یا طریقہ یا خصلت جس پر وہ دین والے رغبت کرتے ہیں) اور اسلام کا خلق حیا ہے۔

(٤٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک شخص کو نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں۔ ف١ آپؐ نے فرمایا جانے دے کیونکہ حیا ایمان میں سے ہے۔ ف٢

ف١: یعنی کہہ رہا تھا تم اس قدر حیا کیوں رکھتے ہو اور ملامت کر رہا تھا اس کو کثرتِ حیاء پر۔

ف٢: یعنی ایمان کی شاخوں میں سے ہے یا ایمان کا جز ہے جس کا ایمان قوی ہے اس کی حیاء بھی زیادہ ہے تو کیوں اس کو برا کہتا ہے حیا کی کثرت پر۔

١٢- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَضَبِ

غضب کے بیان میں

(٤٩) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ كَلِمَاتٍ أَعِيْشُ بِهِنَّ وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَغْضَبْ.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بولا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے چند باتیں بتا دیجیے جن سے میں نفع اٹھاؤں اور بہت باتیں نہ بتایئے میں بھول جاؤں گا آپؐ نے فرمایا تو غصہ مت کیا کر۔

ف: یہ بڑا کلیہ آپؐ نے بتا دیا مدار شریعت کا اس پر ہے کہ آدمی اپنے نفس کی خواہشوں پر عمل نہ کرے اور بری باتوں سے اس کو روکے جب غصے میں اپنے نفس کو روکا اور زیادتی سے باز رکھا تو وہ شخص بخوبی اپنے نفس پر قادر ہو جائے گا اور سب اعمالِ صالحہ کر سکے گا اور تمام بری باتوں سے باز رہے گا۔

(٥٠) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ آدمی زور آور نہیں ہے جو کشتی میں لوگوں کو پچھاڑ دے زور آور وہ ہے جو اپنے نفس پر قادر ہو غصے کے وقت۔

١٣- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُهَاجَرَةِ

ملاقات ترک کرنے کے بیان میں

(٥١) عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ

ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات ترک کرے یعنی اس کو چھوڑ دے تین دن سے زیادہ (یعنی تین روز سے زیادہ رنج رکھے) یہ ملے تو وہ نہ دیکھے یہ ملے تو وہ نہ دیکھے بہتر

يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

ان دونوں میں وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

ف: یعنی پہلے جو مل جائے اور رنج دور کرے یہ اس صورت میں ہے جب دنیا کے واسطے رنج ہو گیا ہو اور اگر دین کے معاملے میں رنج ہو مثلاً وہ شخص بدعتی ہو یا سنت کی مخالفت کرتا ہو تو جب تک توبہ نہ کرے اس کا چھوڑ دینا درست ہے اور سلف نے ایسا کیا ہے کہ اہل بدعات سے کبھی ملاقات نہ کی۔

(٥٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مت بغض کرو مت حسد کرو مت پیٹھ پھیرو ایک دوسرے سے۔ ف بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی نہیں درست ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے تین راتوں سے زیادہ۔

ف: یعنی جب دوسرا شخص ملے جس سے رنج ہو تو اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لے بات نہ کرے اس کو منع کیا۔

(٥٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا.

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بچو تم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور مت کھوج لگاؤ (لوگوں کی برائیوں کا یا عیبوں کا) اور مت تفتیش کرو اور مت حرص کرو دنیا کی اور مت حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے سے پیٹھ موڑو بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی۔

(٥٤) عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ.

عطاء بن عبداللہ خراسانی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مصافحہ کرو ایک دوسرے سے دل کا کینہ جاتا رہے گا ہدیہ بھیجو ایک دوسرے کو درست ہو جاؤ گے اور دشمنی جاتی رہے گی۔

(٥٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اُنْظُرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا اُنْظُرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پیر اور جمعرات کے روز تو ہر بندہ مسلمان جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا وہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ شخص جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو کہا جاتا ہے ان دونوں آدمیوں کے متعلق کہ دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں (یعنی جب تک آپس میں ملاپ نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی)

(٥٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ يُعْرَضُ اَعْمَالُ الْعِبَادِ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال دیکھے جاتے ہیں پھر ہر مومن بندہ بخش دیا جاتا ہے۔ مگر وہ بندہ جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو تو حکم ہوتا ہے کہ ابھی ان دونوں کو رہنے دو۔

اَوارُكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفْنِيَا.

یہاں تک کہ مل جائیں۔

۱۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ لِلْجَمَالِ بِهَا

کپڑے زینت کے واسطے پہننے کا بیان

(۵۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي اَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا اَنَا نَازِلٌ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلُمَّ اِلَى الظِّلِّ قَالَ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ اِلٰى غِرَارَةٍ لَّنَا فَالْتَمَسْتُ فِيْهَا شَيْئًا فَوَجَدْتُ فِيْهَا جِرْوَ قِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهٗ ثُمَّ قَرَّبْتُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَيْنَ لَكُمْ هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَّنَا نُجَهِّزُهٗ يَذْهَبُ يَرْعٰى ظَهْرَنَا قَالَ فَجَهَّزْتُهٗ ثُمَّ اَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهٗ قَدْ خَلِقَا قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَمَالَهٗ ثَوْبَانِ غَيْرَهٰذَيْنِ فَقُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَهٗ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهُ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا قَالَ فَدَعَوْتُهٗ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ وَلّٰى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَهٗ ضَرَبَ اللّٰهُ عُنُقَهٗ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا لَّهٗ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ بنی انمار میں ف۱ تو ہم ایک درخت کے تلے اُترے ہوئے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ دکھائی دیئے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سائے میں آیئے آپؐ آ کر اترے میں اپنی زنبیل کو دیکھنے گیا اس میں ڈھونڈنے لگا تو ایک ککڑی ملی میں اس کو توڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے گیا آپؐ نے پوچھا یہ کہاں سے آئی۔ جابرؓ نے کہا یا رسول اللہ مدینہ سے ہم اس کو لے کر نکلے تھے پھر جابرؓ کہتے ہیں ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جس کا سامانِ سفر ہم نے کر دیا تھا وہ ہمارے جانور چراتا تھا جب وہ پیٹھ موڑ کر جانور چرانے جانے لگا تو دو چادریں اوڑھے ہوئے تھا جو پھٹ کر چندی چندی (پرانی) ہوگئی تھیں رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اور کپڑے اس کے پاس نہیں ہیں۔ جابرؓ نے کہا یا رسول اللہ ہیں گٹھری میں بندھے ہیں میں نے اس کو پہننے کے لیے دیئے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ کپڑے پہن لے میں نے اس کو بلایا اس نے وہ کپڑے گٹھری سے نکال کر پہن لیے جب پھر جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کیا ہو گیا تھا (جو کپڑے موجود ہوتے ہوئے پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے تھا) خدا اس کی گردن مارے اب کیا اچھا معلوم نہیں ہوتا اس کو اس شخص نے یہ سن کر کہا یا رسول اللہ کیا اللہ کی راہ میں میری گردن ماری جائے آپؐ نے فرمایا ہاں اللہ کی راہ میں پھر وہ شخص شہید ہوا اللہ کی راہ میں۔

ف: جو تیسرے سال میں ہجرت کے ہوا اس کو غزوہ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں۔

ف: یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا۔

(۵۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّي لَاُحِبُّ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى الْقَارِئِ اَبْيَضَ الثِّيَابِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں عالم کو اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھوں۔

(۵۹) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو

وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَوْسِعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهٗ.

وسعت دے تو اپنے اوپر بھی وسعت کرو اپنے کپڑے بنالو۔

۱۵۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ وَالذَّهَبِ

رنگین کپڑے پہننے اور سونا پہننے کا بیان

(٦٠) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ بِالْمِشْقِ وَالْمَصْبُوْغَ بِالزَّعْفَرَانِ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گیرو میں رنگے ہوئے کپڑے اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

ف: ابوداؤد نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگا کرتے تھے یہاں 9
تک کہ عمامے کو بعض علماء کے نزدیک مرد کو کسم کا رنگ اور زعفرانی رنگ مکروہ ہے مگر امام مالکؒ سے ہر رنگ کا جواز منقول ہے اور کراہت بھی منقول ہے مگر حق اس باب میں یہ ہے کہ مرد کو سوائے کسم کے رنگ کے سب رنگ درست ہیں هٰكَذَا حَقَّقَهُ الشَّوْكَانِيُّ وَالتَّفْصِيْلُ فِيْ هِدَايَةِ السَّائِلِ اِلٰى اَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ.[1]

٦١: کہا مالکؒ نے میرے نزدیک بچوں کو یعنی لڑکوں کو سونا پہنانا مکروہ ہے کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا کہ آپؐ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور میں مکروہ جانتا ہوں سونے کا پہننا بڑے مرد اور چھوٹے لڑکے کے واسطے زرقانی نے کہا بڑے مرد کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے مگر چاندی کا زیور لڑکے کو پہنانا بعض علماء کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔

٦٢: کہا مالکؒ نے مردوں کو کسم سے رنگی ہوئی چادریں اوڑھنا گھر یا اس کے گرد اگرد میں حرام نہیں سمجھتا لیکن نہ پہننا میرے نزدیک بہتر ہے اور سوائے اس کے اور لباس پہننا اچھا ہے۔

۱۶۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ لُبْسِ الْخَزِّ

اُون اور ریشم کے کپڑے پہننے کا بیان

(٦٣) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِطْرَفَ خَزٍّ كَانَتْ عَآئِشَةُ تَلْبَسُهٗ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ایک کپڑا پہنایا جس میں اُون اور ریشم تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس کو پہنا کرتی تھیں۔

۱۷۔بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَآءِ لِبَاسُهٗ (لُبْسُهٗ) مِنَ الثِّيَابِ

جو کپڑا عورتوں کو پہننا مکروہ ہے اس کا بیان

(٦٤) عَنْ مُرْجَانَةَ اَنَّهَا قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰى عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلٰى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَّقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا.

مرجانہ سے روایت ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰنؒ بن ابی بکرؓ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں ایک باریک سر بند (اوڑھنی) اوڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا اور موٹے کپڑے کا سر بند (دوپٹہ) اوڑھا دیا۔

---

[1] اسی طرح امام شوکانی نے بھی اس کو ثابت کیا ہے باقی تفصیل ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل نامی کتاب میں ہے۔۱۲ مص

(٦٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَآئِلَاتٌ مُّمِيْلَاتٌ لَّا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَرِيْحُهَا يُوْجَدُ مَسِيْرَةَ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ و فی نسخة عامٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا[ف۱] کہ جو عورتیں کپڑا اپنے ہوئے ہیں لیکن ننگی ہیں[ف۲] خود بھی سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی ہیں اور خاوند کو بھی ہٹا دیتی ہیں[ف۳] جنت میں نہ جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آتی ہے۔[ف۴]

ف۱: مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا۔

ف۲: یعنی ایسا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ ان کا بدن نظر آتا ہے گویا ننگی ہیں۔

ف۳: بعضوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ٹیڑھی بگڑی ناز ونخرے سے چلتی ہیں خاوند کو بھی بہکا دیتی ہیں اپنی راہ پر لگا لیتی ہیں یعنی شرع کے کاموں پر خود بھی نہیں چلتیں اور خاوند کو بھی سمجھا بجھا کر اپنے حسن و جمال پر دیوانہ کر کے خدا سے دور کر دیتی ہیں۔

ف۴: یعنی جنت سے اس قدر دور رہیں گی۔ اس حدیث سے صاف وصریح ثابت ہوا کہ باریک کپڑا پہننا عورتوں کو جائز نہیں۔ خصوصاً اس قدر باریک جس سے بدن نظر آئے۔

(٦٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ فَقَالَ مَاذَا فَتَحَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ كَمْ مِّنْ كَاسِيَةٍ فِی الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْقِظُوْا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ.

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس رات کو اللہ جل جلالہٗ نے کتنے ایک خزانے کھولے اور کتنے ایک فتنے واقع ہوئے کتنی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو کپڑے پہنے ہوئی ہیں مگر قیامت کے روز ننگی ہوں گی ہوشیار کر دو ان کوٹھڑیوں والیوں کو۔

ف: کوٹھڑیوں میں آپ کی بیبیاں رہا کرتی تھیں ان کو جگانے کے لیے فرمایا یعنی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں ساری رات سونے میں صرف نہ کریں جاگیں بھی عبادت بھی کریں اور سوئیں بھی۔

١٨۔ بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِسْبَالِ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ

کپڑا بے کار لٹکانے کا بیان

(٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِیْ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنا کپڑا لٹکائے گا۔[ف۱] تکبر کے طور پر تو قیامت کے روز اللہ جل جلالہٗ اس کی طرف نظر تک نہ کرے گا۔[ف۲]

ف۱: تہہ بند ہو چادر یا کرتہ یا پائجامہ یعنی ضرورت سے زیادہ اس کو نیچا کرے گا اور کپڑا بے کار صرف کرے گا۔

ف۲: ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ اگر کوئی غرور کی وجہ سے یہ کام نہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے مگر جب بھی یہ امر مذموم ہے۔

(٦٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰی مَنْ يَّجُرُّ اِزَارَهٗ بَطَرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا تہبند لٹکائے تکبر کے طور پر۔

(٦٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ يَّجُرُّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ.

اللہ ﷺ نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ جل جلالہٗ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا کپڑا لٹکائے غرور اور گھمنڈ کے طور پر۔

ف: اسبال یعنی کپڑے لٹکانا بے ضرورت صرف کرانا اگر کبر کے طور پر ہو تو بے شک حرام ہے اور بغیر کبر کی عادت کے طور پر مکروہ ہے ابن قیمؒ نے کہا کہ بڑی بڑی آستینیں اور بڑے بڑے عمامے جن کا اب رواج ہو گیا ہے خلافِ سنت ہے حاصل یہ ہے کہ اسبال کچھ ازار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جو کپڑا حاجت سے زیادہ صرف کیا جائے وہ اسبال میں داخل ہے۔

(۷۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْاِزَارِ فَقَالَ اَنَا اُخْبِرُكُمْ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اُزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذَالِكَ فَفِي النَّارِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا.

عبدالرحمٰن بن یعقوبؒ سے روایت ہے کہتے ہیں حضرت ابوسعید خدریؓ سے پوچھا ازار کا حال انہوں نے کہا مجھے علم ہے میں بتاتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ مومن کی ازار پنڈلیوں تک ہوتی ہے خیر ٹخنوں تک بھی رکھے تو کچھ قباحت نہیں ہے اس سے نیچے جہنم میں جانے کی بات ہے اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نظر نہ کرے گا جو اپنی ازار لٹکائے غرور و گھمنڈ کے طور پر۔

....

۱۹۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِسْبَالِ الْمَرْاَةِ ثَوْبَهَا

عورت اپنا کپڑا لٹکا دے تو کیا حکم ہے؟

(۷۱) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ حِيْنَ ذَكَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُرْخِيْهِ شِبْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِذًا يَّنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ.

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ازار لٹکانے کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ عورت کیا کرے آپؐ نے فرمایا ایک بالشت ازار نیچے رکھے ام سلمہؓ نے کہا اتنی تو کھل جائے گی آپؐ نے فرمایا ایک ہاتھ نیچے رکھے اس سے زیادہ نہیں۔

ف: یعنی ٹخنوں سے ایک بالشت یا ایک ہاتھ عورت نیچے رکھے یا پنڈلیوں سے ایک ہاتھ یا ایک بالشت زیادہ نیچے کرے ظاہر دوسری صورت ہے۔

۲۰۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِنْتِعَالِ

جوتی پہننے کا بیان

(۷۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِيَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا.

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ چلے تم میں کوئی ایک جوتی پہن کر چاہیے کہ دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں اتار دے۔

(۷۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِشِمَالِهٖ وَلْتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب جوتا پہنے کوئی تم میں سے چاہیے کہ داہنے پیر میں اوّل پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پیر کا اتارے تو داہنا پیر پہنتے وقت شروع میں رہے اور اتارتے وقت اخیر میں رہے۔

(۷٤) عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَقَالَ لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ لَعَلَّكَ تَاَوَّلْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ اَتَدْرِيْ مَا كَانَتْ نَعْلَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

کعب الاحبارؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوتی اتاری کعب الاحبارؒ نے کہا تم نے کیوں جوتیاں اتاریں شاید تو نے اس آیت کو دیکھ کر اتاری ہوں گی اللہ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب وہ طور پر جانے لگے فرمایا: فاخلع نعلیک ''اتار جوتیاں اپنی'' مگر تو جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں کاہے کی تھیں۔

ف: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سب لوگ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے ایسا ہی صحابہؓ اور تابعینؒ کے عہد میں رہا حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا آپؐ نے جب کوئی تم میں سے مسجد کو آئے تو اپنے جوتوں کو دیکھ لے اگر ان پر نجاست لگی ہو تو زمین پر رگڑ ڈالے پھر چلا آئے اور نماز پڑھے انہیں جوتوں سمیت۔ ابن قیمؒ اور اکثر علمائے محققین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جو لوگوں نے التزام کرلیا ہے مساجد میں جوتی اتارنے کا اور نماز ہمیشہ ننگے پاؤں پڑھنے کا یہ امر سلف سے ماثور نہیں ہے نہ اس کی کوئی دلیل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شاید عرب کی زمین پاک اور خشک ہوگی اور جوتے ان کے صاف ہوں گے اس واسطے جوتوں سے نماز پڑھتے تھے مگر یہ تاویلات بالکل لغو اور واہیات ہیں عرب کی زمین بھی نجاسات اور رطوبات سے بھری رہتی ہے اور جہاں پر لوگ رہیں گے اور جانور آمدورفت کریں گے وہاں کی زمین کا یہی حال رہے گا صرف سبب یہ ہے کہ اس زمانے کے لوگ عرف اور رواج کے پابند ہیں اور دل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے طریقہ کا اتباع کرنا نہیں چاہتے اور جو کوئی اس طریقہ کی پیروی کرتا ہے اس کو برا جانتے ہیں اور اس سے دشمنی کرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں۔ معاذ اللہ من ذالک

(۷۵) قَالَ مَالِكٌ لَا اَدْرِيْ مَا اَجَابَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ كَعْبٌ كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ.

کہا مالکؒ نے مجھے معلوم نہیں اس شخص نے کیا جواب دیا کعبؓ نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں مردہ گدھے کی کھال کی تھیں۔

ف: اس سبب سے حکم ہوا اتارنے کا یہود نے اس سے یہ امر نکالا کہ نماز میں جوتی اتارنا لازم ہے یہ غلط ہے۔ مردہ جانور کی کھال میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک مردہ کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں یہی حکم ہوگا اس وجہ سے ان کو اتارنے کو کہا گیا جن لوگوں کے نزدیک مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے جیسے حنفیہ اور اکثر مذاہب کے نزدیک ان کا یہ عذر بھی چل نہیں سکتا بڑے تعجب کی بات ہے جو شخص جوتا اتار کر نماز پڑھے یہود کی مشابہت کرے اس پر کچھ طعن نہ کریں اور جو جوتی سمیت پڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی مشابہت اور پیروی کرے اس کو برا جانیں۔

۲۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ الثِّيَابِ

کپڑے پہننے کا بیان

(۷٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَعَنْ اَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَعَنْ اَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ عَلٰى اَحَدِ شِقَّيْهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے اور دو بیعوں سے ایک بیع ملامسہ اور دوسری بیع منابذہ سے ف[1] اور ایک کپڑا اوڑھ کر احتباء کرنے سے ف[2] جب کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہوف[3] اور ایک کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لینے سے۔ ف[4]

ف ۱: ان دونوں کا بیان کتاب البیوع میں گزر چکا ہے۔
ف ۲: احتباء کہتے ہیں سرین پر بیٹھنے کو دونوں ٹانگیں کھڑی کر کے جیسے کتا بیٹھتا ہے۔
ف ۳: کیونکہ اس صورت میں ستر کھل جاتی ہے۔
ف ۴: جس کے اندر سے ہاتھ نہ نکل سکیں بغیر ستر کھولے ہوئے۔

(۷۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَاٰى حُلَّةً سِيَرَآءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّاخَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَخًا لَّهٗ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک کپڑا ریشمی بکتا ہوا دیکھا مسجد کے دروازہ پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کاش آپؐ اس کو خرید لیتے اور جمعہ کے روز اور جس روز آپؐ کے پاس وفد کے لوگ آیا کرتے ہیں پہنا کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کپڑے کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے پھر اسی قسم کے چند کپڑے آپؐ کے پاس آئے آپؐ نے ان میں سے ایک کپڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! پہلے تو آپؐ نے عطارد (بن حاجب نام ہے ایک شخص کا) کے کپڑے کی بابت فرمایا تھا کہ اس کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں آپؐ نے فرمایا میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو تھوڑی دیا ہے پھر حضرت عمرؓ نے وہ کپڑا اپنے ایک کافر بھائی (عثمان بن حکیم) کو دے دیا جو مکہ میں تھا۔

(۷۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ رَقَّعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرُقَعٍ ثَلَاثٍ لَّبِدٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین مدینہ میں تھے ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں کرتے میں تین پیوند لگے تھے ایک کے اُوپر ایک۔

۲۲۔ بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

آنحضرت ﷺ کے حلیہ شریف کا بیان

(۷۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَآئِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ ﷺ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَآءَ ﷺ.

انس بن مالکؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نہ لمبے تھے بہت نہ ٹھگنے تھے نہ سفید تھے چونے کی طرح نہ بہت گندمی ف۱ اور بال آپؐ کے بہت گھونگریالے بھی نہ تھے۔ ف۲ اور بہت سیدھے بھی نہ تھے جب آپ کا سن چالیس برس کا ہوا تو اللہ جل جلالہ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی پھر بعد نبوت کے آپؐ مکہ میں دس برس رہے۔ اور مدینہ میں دس برس رہے اور ساٹھ برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ ہوں گے۔ ف۳

ف۱: بلکہ سفیدی اور سرخی ملی ہوئی تھی۔

ف۲: جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں۔

ف۳: مسلم کی حدیث میں ہے کہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی اور یہی صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جمہور علماء اسی طرف گئے ہیں اس صورت میں کہتے ہیں مکہ میں آپؐ بعد نبوت کے تیرہ برس رہے۔ اور مدینہ میں دس برس۔

۲۳۔بَابُ صِفَةِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ علیہ السلام وَالدَّجَّالِ

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور دجال کا بیان

(۸۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَرَانِی اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَآ اَنْتَ رَآءٍ مِّنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَآ اَنْتَ رَآءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْعَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ لِیْ هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ اِذَآ اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ كَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ لِیْ هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبہ کے پاس ہوں تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں سو اس مرد نے اس بال میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو آدمیوں پر تکیہ لگائے یا یوں فرمایا کہ دو آدمیوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے یکایک ایک اور شخص دیکھا نہایت گھنگریالے بال والا داہنی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ ایسی تھی جیسے پھولا ہوا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے مجھ سے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ انہوں نے گھر نہیں بنایا اکثر جنگل میں پھرا کرتے تھے اور ان کے ہاتھ لگانے سے بیمار بھلے چنگے ہو جاتے تھے اور دجال کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ وہ چالیس دن میں تمام عالم کا دورہ کر لے گا عیسیٰ علیہ السلام اور دجال قیامت کے قریب آئیں گے ان دونوں مسیحوں کی نشانیاں بتلا دیں کہ مسلمان پہچان لیں دھوکہ نہ کھائیں۔

۲۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِی السُّنَّةِ فِی الْفِطْرَةِ

مومنوں کے طریقے کا بیان

(۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْاِخْتِتَانِ.

ابو ہریرہؓ نے کہا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ناخن کاٹنا دوسرے مونچھیں کتروانا تیسرے بغل کے بال اکھاڑنا چوتھے زیر ناف کے بال مونڈنا پانچویں ختنہ کرنا۔

(۸۲) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَاَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَاَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَارَبِّ مَاهٰذَا فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَّآ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ رَبِّ زِدْنِیْ وَقَارًا.

سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھیں کتریں اور سب سے پہلے سفید بال کو دیکھ کر کہا کہ اے پروردگار یہ کیا ہے اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا یہ عزت اور وقار ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا جب تو اے پروردگار زیادہ عزت دے مجھ کو۔

۸۳: کہا مالکؒ نے مونچھوں کو اتنا کترنا چاہیے کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہ نہیں کہ بالکل کتر ڈالے۔

ف: امام مالکؒ کے نزدیک کترنا مونچھوں کا سنت ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک منڈوانا افضل ہے کترنے سے۔

۲۵۔بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ بِالشِّمَالِ

بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

(۸۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ.

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا بائیں ہاتھ سے کھانے کو اور ایک جوتا پہن کر چلنے کو اور ایک کپڑا سر سے پاؤں تک لپیٹ لینے کو اور ایک کپڑا اوڑھ کر گوٹ مار کر بیٹھنے کو اس طرح کہ شرمگاہ کھلی رکھے۔

(۸۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَآ اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کوئی کھائے تم میں سے تو اپنے داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو چاہیے کہ داہنے ہاتھ سے پیئے اس واسطے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۲۶۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَسَاكِيْنِ

مسکین کا بیان

(۸۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوْا فَمَنِ الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يَفْطِنُ النَّاسُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو گھر گھر مانگتا پھرتا ہے کہیں سے ایک لقمہ ملا کہیں سے دو لقمے کہیں سے ایک کھجور کہیں سے دو کھجوریں صحابہؓ نے پوچھا پھر یا رسولؐ اللہ مسکین کون ہے آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال نہیں ہے کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے نہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہے تا کہ اس کو صدقہ دیں نہ وہ مانگنے کو کھڑا ہوتا ہے۔

ف: ایسے مسکین کی تعریف کلام اللہ میں موجود ہے اس کو دینے میں بہت ثواب ہے۔

(۸۷) عَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رُدُّوا الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُّحْرَقٍ.

ام بجید (حواء) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مسکین کو (جو کچھ میسر ہو) اگرچہ جلا ہوا کھر ہو۔

۲۷۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مِعَى الْكَافِرِ

کافر کی آنتوں کا بیان

(۸۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًا وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

ف: ہر شخص کے پیٹ میں سات آنتیں ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمان پیٹ کا ساتواں حصہ کھاتا ہے اور کافر خوب پیٹ بھر کر لیتا ہے جیسے جانور بھر لیتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ غرض نہیں کہ ساتویں حصہ سے زیادہ نہ کھائے بلکہ غرض یہ ہے کہ مسلمان ساتویں حصہ ...

قناعت کرسکتا ہے برخلاف کافر کے اس کو بغیر ناکوں ناک پیٹ بھرے چین نہیں آتا۔

(۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهٗ ضَیْفٌ كَافِرٌ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِیَاةٍ ثُمَّ اَنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَلَمْ یَسْتَتِمَّهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ یَشْرَبُ فِیْ مِعًا وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ یَشْرَبُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر (جہجاہ بن سعید غفاری) آیا مہمان ہو کر آپؐ نے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا حکم کیا وہ سب پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا وہ بھی پی گیا پھر تیسری بکری کا وہ بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر دوسرے دن صبح کو وہ شخص مسلمان ہو گیا آپؐ نے بکری کا دودھ اس کو پینے کو دیا وہ پی نہ سکا۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

۲۸۔ بَابُ النَّهْیِ عَنِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالنَّفْخِ فِی الشَّرَابِ

چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت اور پانی میں پھونکنے کی ممانعت

(۹۰) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ.

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے (یا سونے کے) برتن میں پیئے (یا کھائے) وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹاغٹ ڈالتا ہے۔

ف: صحیح مسلم میں سونے کا برتن بھی آیا ہے اور کھانا یا پینا دونوں موجود ہے اسی سے تفسیر میں یہ الفاظ بڑھا دیئے ہیں۔

(۹۱) عَنْ اَبِیْ مُثَنَّی الْجُهَنِیِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَدَخَلَ عَلَیْهِ اَبُوْسَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیُّ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْسَعِیْدٍ نَّعَمْ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِیْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ قَالَ فَاِنِّیْ اَرَی الْقَذَاةَ فِیْهِ قَالَ فَاَهْرِقْهَا.

ابو مثنیٰ جہنیؒ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا مروان بن حکم کے پاس کہ اتنے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آئے مروان نے ان سے کہا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے منع کیا ہے آپؐ نے پانی میں پھونکنے سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایک شخص بولا یا رسول اللہ میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا تو آپؐ نے فرمایا پیالے کو اپنے منہ سے جدا کر کے سانس لے لیا کر پھر وہ شخص بولا میں پانی میں کوڑا دیکھوں تو کیا کروں آپؐ نے فرمایا بہا دے اس کو۔

ف: یعنی پھونکنا ضروری نہیں کیونکہ احتمال ہے منہ سے تھوک وغیرہ پانی میں گرے اور وہ غلیظ ہو جائے اس طرح پانی پیتے پیتے سانس لینا بھی اچھا نہیں اچھو ہو جاتا ہے یا ناک سے نکل پڑتا ہے۔

۲۹۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شُرْبِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَآئِمٌ

کھڑے ہو کر پانی پینے کا بیان

(۹۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانُوْا یَشْرَبُوْنَ قِیَامًا.

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

(٩٣) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَآئِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ يَشْرَبُ الْاِنْسَانِ وَهُوَ قَآئِمٌ بَاْسًا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر پانی پینے میں کچھ قباحت نہیں جانتے تھے۔

(٩٤) عَنْ اَبِيْ جَعْفَرِ نِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَآئِمًا.

ابوجعفر قاری نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

(٩٥) عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَشْرَبُ قَآئِمًا.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

٣٠۔بَابُ السُّنَّةِ فِي الشُّرْبِ وَمُنَاوَلَتِهٖ عَنِ الْيَمِيْنِ

پانی یا شربت پلانا شروع کرنا داہنی طرف سے

(٩٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَآءٍ مِّنَ الْبِيْرِ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ.

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ آیا جس میں کنوئیں کا پانی ملا ہوا تھا اور داہنی طرف آپؐ کے بدوی تھا اور بائیں طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو آپؐ نے پی کر اعرابی کو دیا اور کہا پہلے داہنی طرف والے کو دو پھر جو اس سے ملا ہوا ہے پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔

ف: حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بدوی سے درجے میں بہت زیادہ تھے مگر آپؐ نے پہلے داہنی طرف والوں کو دینا اچھا سمجھا ہر شئے میں آپؐ داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ وضو اور جوتا پہننے میں بھی۔

(٩٧) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَعَنْ يَّسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِّيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَآءِ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَآ اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَدِهٖ.

سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ آیا آپؐ نے پیا آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بوڑھے بوڑھے لوگ تھے آپؐ نے لڑکے سے فرمایا اگر تو اجازت دے تو پہلے میں ان لوگوں کو دے دوں (جو بائیں طرف تھے) لڑکے نے کہا نہیں قسم خدا کی یا رسول اللہ میں اپنا حصہ آپؐ کے جوٹھے (پس خوردہ) میں سے کسی کو دینا نہیں چاہتا تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے اسی لڑکے کو دے دیا۔

....

٣١۔بَابُ جَامِعِ مَاجَآءَ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

کھانے پینے کی مختلف احادیث کا بیان

(٩٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْئٍ فَقَالَتْ نَعَمْ

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ (دوسرے شوہر تھے ام سلیمؓ کے جو والدہ تھیں انسؓ کی) نے ام سلیمؓ سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان کی آواز نہیں نکلتی تھی بھوک کی وجہ سے تو

فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَ رَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَّهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ بِالدُّخُوْلِ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِّعَشَرَةٍ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

تیرے پاس کوئی چیز ہے کھانے کی ام سلیمؓ نے کچھ روٹیاں جو کی نکالیں اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر میری بغل میں دبا دیں اور کچھ کپڑا مجھے اوڑھا دیا پھر مجھے بھیجا رسول اللہ ﷺ کے پاس میں اس کو لے کر گیا آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ بہت سے آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں کھڑا ہو رہا آپؐ نے خود پوچھا کیا تجھ کو ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا کھانے کے واسطے میں نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو سب اٹھ کر چلے میں سب کے آگے گیا اور ابوطلحہ کو جا کر خبر کی ابوطلحہ نے ام سلیمؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں اور ہمارے پاس اس قدر کھانا نہیں ہے جو سب کو کھلائیں ام سلیمؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے ابوطلحہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے آ کر ملے۔ ف۱ یہاں تک کہ ابوطلحہؓ اور رسول اللہ ﷺ دونوں مل کر آئے آپؐ نے فرمایا اے ام سلیمؓ جو کچھ تیرے پاس ہو لے آ ام سلیمؓ وہی روٹیاں لے آئیں آپؐ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرایا پھر ام سلیمؓ نے ایک کپی گھی کی اس پر نچوڑ دی وہ ملیدہ بن گیا بعد اس کے جو اللہ جل جلالہٗ کو منظور تھا وہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ف۲ پھر آپؐ نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ انہوں نے دس آدمیوں کو بلایا وہ سب کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپؐ نے فرمایا دس کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپؐ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ وہ بھی آئے اور کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپؐ نے فرمایا دس کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپؐ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ یہاں تک کہ جتنے لوگ آئے ستر آدمی تھے یا اسی سب سیر ہو گئے۔ ف۳

ف۱: اور چپکے سے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تھوڑا کھانا ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ کو اس واسطے بھیجا تھا کہ صرف آپ کو بلا لائے آپؐ نے فرمایا چلو تو سہی اللہ جل جلالہٗ برکت دے گا۔ امام احمد کی روایت میں ہے کہ کل کھانا ایک رطل آٹا تھا جو کا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ مد تھا مد ایک رطل اور ثلث رطل ہوتا ہے۔

ف۲: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی برکت کی امام احمد نے روایت کیا کہ جب آپؐ نے دعا کی

برکت کی تو وہ پھول رہا تھا اور بڑھ رہا تھا۔

ف ۳: آپؐ نے دس دس آدمیوں کو اس واسطے بلایا کہ مکان چھوٹا تھا دوسرے یہ کہ سب آدمی ایک بار بیٹھ کر ایک جگہ کس طرح کھا سکتے تھے جب کہ وہ کھانا ایک ہی برتن میں تھا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ تھا۔

(۹۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ طَعَامُ الْاِثْنَیْنِ كَافِی الثَّلٰثَةِ وَ طَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِی الْاَرْبَعَةِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کا کھانا کفایت کرتا ہے تین آدمیوں کو اور تین کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے۔

ف: یعنی مومن کو حرص نہ کرنی چاہیے اپنے کھانے میں دوسرے بھائی مسلمان کو شریک کر لے ایک روز آسودگی نہ سہی بقدر ضرورت پر کفایت کرے انصاف سے بعید ہے کہ اپنا پیٹ تو بھر لے اور دوسرا مسلمان بھوکا رہے اور دیکھا کرے۔

(۱۰۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ السَّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَغْلِقُوا الْبَابَ وَ اَوْكُوْا السِّقَآءَ وَاَكْفِؤُا الْاِنَآءَ اَوْ خَمِّرُوا الْاِنَآءَ وَاَطْفِؤُا الْمِصْبَاحَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَلَا يَحُلُّ وِكَآءً وَّلَا يَكْشِفُ اِنَاءً وَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بُيُوْتَهُمْ وَفِی نسخة بُيُوْتَهُمْ.

جابر بن عبداللہ سلمی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کرو دروازے کو اور منہ باندھا کرو مشک کا اور بند رکھا کرو برتن کو اور بجھا دیا کرو چراغ کو کہ شیطان دروازہ کو نہیں کھولتا اور ڈاٹ کو نہیں نکالتا اور برتن نہیں کھولتا اور چوہا گھر والوں کو جلا دیتا ہے (یعنی اگر سوتے وقت چراغ روشن رہے تو چوہا بتی لے جاتا ہے تو گھر میں اکثر آگ لگ جاتی ہے)

(۱۰۱) عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَآئِزَتُهُ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَّثْوِیَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحَرِّجَهُ.

ابی شریح الکعبیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو نیک بات بولا کرے یا چپکا رہے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اپنے ہمسایہ یعنی پڑوسی کی خاطر داری کیا کرے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے۔ ف ایک رات دن تک مہمانی اچھے طور سے کرے اور تین رات دن تک جو کچھ حاضر ہو کھلائے اور زیادہ اس سے ثواب ہے اور مہمان کو لائق نہیں کہ بہت ٹھہرے میزبان کے پاس کہ تکلیف دے اس کو۔

....

ف: یعنی خندہ پیشانی سے اس سے ملے مکان میں اتارے عمدہ کھانا ہو سکے تو کھلائے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے مہمان داری کا تین دن تک حق ہے آگے اگر کرے گا تو ثواب پائے گا۔

(۱۰۲) عَنْ سُمَیٍّ مَّوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ نِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِیْ بِطَرِيْقٍ اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا اس کو بہت پیاس معلوم ہوئی ایک کنواں دیکھا اس میں اتر کر پانی پیا جب کنوئیں سے نکلا تو دیکھا

فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ فَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ فَغَفَرَلَهُ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِي الْبَهَآئِمِ لَاَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ.

ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے دل میں کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس کے مارے وہی حال ہوگا جو میرا تھا پھر کنوئیں میں اتر کر اپنے موزے میں پانی بھرا اور منہ میں اس کو دبا کر اوپر چڑھا ف[1] اور کتے کو پانی پلایا اللہ جل جلالہٗ اس سے خوش ہو گیا اور اس کو بخش دیا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو جانوروں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ہے آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں ہر جاندار جگر میں ثواب ہے۔ ف[2]

ف ۱: کیونکہ کنواں ایسا ہوگا جس میں چڑھنا دشوار ہوگا اس وجہ سے موزہ ہاتھ میں نہ لا سکا منہ میں دبا لیا۔

ف ۲: مسلمان ہو یا کافر آدمی ہو یا جانور راحت رسانی اور رحم اور مہربانی ایسی چیز ہے جو اللہ جل جلالہٗ کو نہایت پسند ہے وہ کبھی بے کار نہ ہو جائے گی مگر ان میں سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جو موذی ہوں یا واجب القتل جیسے سور سانپ وغیرہ۔

(۱۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَبَاعُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلٰثُ مِائَةٍ قَالَ فِيهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِاَزْوَادِ ذَالِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذَالِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ قَالَ فَكَانَ يَقُوْتُنَاهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ وَلَمْ تُصِبْنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَيْثُ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلَى السَّاحِلِ فَاِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَاَكَلَ مِنْهُ ذَالِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَمَرَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلْعَيْنِ مِنْ اَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا وَلَمْ تُصِبْهُمَا.

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ساحل دریا کی طرف اور ان پر حاکم کیا ابوعبیدہؓ بن الجراح کو اس لشکر میں تین سو آدمی تھے میں بھی ان میں شریک تھا راہ میں کھانا ختم ہو چکا ابوعبیدہؓ نے حکم کیا کہ جس قدر کھانا باقی ہے اس کو اکٹھا کرو سب اکٹھا کیا گیا تو دو ظرف کھجور کے ہوئے ابوعبیدہؓ اس میں سے ہر روز ہم کو تھوڑا تھوڑا کھانا دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک کھجور ہمارے حصے میں آنے لگی پھر وہ بھی تمام ہو گیا وہب بن کیسان کہتے ہیں میں نے جابرؓ سے پوچھا ایک ایک کھجور میں تمہارا کیا ہوتا تھا انہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو قدر معلوم ہوئی جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو ہم نے ایک مچھلی پڑی پائی پہاڑ کے برابر سارا لشکر اس سے اٹھارہ دن رات تک کھاتا رہا پھر ابوعبیدہؓ نے حکم کیا اس مچھلی کی ہڈیاں کھڑی کرنے کا دو ہڈیاں کھڑی کر کے رکھی گئی تو ان کے نیچے سے اونٹ چلا گیا اور ان سے نہ لگا۔

ف: بخاری کی روایت میں ہے کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اللہ نے تمہیں دیا اس کو کھاؤ اور اگر کچھ تمہارے پاس باقی ہو تو مجھ کو بھی دو بعض لوگ کچھ گوشت اس مچھلی کا لے کر آئے آپؐ نے اس کو تناول فرمایا۔

(۱۰۴) عَنْ جَدَّةِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا نِسَآءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ اِحْدَاكُنَّ

عمر بن سعد بن معاذ کی دادی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! نہ ذلیل کرے کوئی تم میں سے اپنے

لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحَرَّقًا.
ہمسائے کو اگر چہ وہ ایک کھر جلا ہوا بکری کا بھیجے۔

ف: یعنی ہمسایہ جو حصہ بھیجے اس کو خوشی سے قبول کرے اور اگر وہ حقیر یا قلیل ہو تو اور عورتوں میں اس کو شرمندہ اور ذلیل نہ کرے۔

(۱۰۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ نُهُوْا عَنْ اَكْلِ الشَّحْمِ فَبَاعُوْهُ وَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ.
عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تباہ کرے اللہ یہود کو حرام ہوا ان پر چربی کا کھانا تو انہوں نے اس کو بیچ کر اس کے دام کھائے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی نادرست ہے۔

(۱۰۶) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ يَا بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَآءِ الْقَرَاحِ وَالْبَقْلِ الْبَرِّىِّ وَخُبْزِ الشَّعِيْرِ وَاِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَقُوْمُوْا بِشُكْرِهٖ.
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اے بنی اسرائیل! تم پانی پیا کرو اور ساگ پات جو کی روٹی کھایا کرو اور گیہوں کی روٹی نہ کھاؤ اس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

(۱۰۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ فِيْهِ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهُمَا فَقَالَا اَخْرَجَنَا الْجُوْعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَخْرَجَنِىَ الْجُوْعُ فَذَهَبُوْآ اِلٰى اَبِى الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْاَنْصَارِىِّ فَاَمَرَلَهُمْ بِشَعِيْرٍ عِنْدَهٗ يُعْمَلُ وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً وَّاسْتَعْذَبَ لَهُمْ مَآءً فَعَلَّقَ فِىْ نَخْلَةٍ ثُمَّ اُتُوْا بِذَالِكَ الطَّعَامِ فَاَكَلُوْا مِنْهُ فَشَرِبُوْا مِنْ ذَالِكَ الْمَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ نَعِيْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.
امام مالکؒ کو پہنچا (مسلم اور اصحاب سنن نے اس کو متصلاً روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے وہاں ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو پایا ان سے پوچھا تم کیسے آئے انہوں نے کہا بھوک کی وجہ سے آپؐ نے فرمایا میں بھی اس سبب سے نکلا پھر تینوں آدمی ابوالہیثم ابن تیہان انصاری کے پاس گئے انہوں نے جو کی روٹی پکانے کا حکم کیا اور ایک بکری ذبح کرنے پر مستعد ہوئے آپؐ نے فرمایا دودھ والی کو چھوڑ دے انہوں نے دوسری بکری ذبح کی اور میٹھا پانی مشک میں بھر کر درخت سے لٹکا دیا (ٹھنڈا ہونے کو) پھر کھانا آیا تو سب نے کھایا اور وہی پانی پیا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی نعیم (نعمت) ہے جس کے بارے میں پوچھے جاؤ گے تم اس (قیامت کے) روز۔

ف: یعنی اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ہے: ثُمَّ لَتُسْاَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ.[1] تو نعیم سے مراد خدا کی نعمتیں ہیں جو دنیا میں عطا فرمائی ہیں بڑی نعمت ٹھنڈا پانی ہے اور شیرین یا گوشت یا خرما جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ ابوالہیثمؓ نے گدری اور تازہ اور سوکھی کھجوریں پیش کیں۔

(۱۰۸) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ فَدَعَا رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ
یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روٹی گھی سے لگا کر کھا رہے تھے ایک بدو آیا آپ نے اس کو بلایا وہ بھی کھانے لگا

---

[1] پھر تم سے (قیامت کے) روز ضرور نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔۱۲

يَاكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةِ قَالَ لَهُ عُمَرُ كَاَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَكَلْتُ سَمْنًا وَّلَا رَاَيْتُ اَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ لَآ اٰكُلُ السَّمْنَ حَتّٰى يُحْيَى النَّاسُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُحْيَوْنَ.

اور روٹی کے ساتھ جوگھی کا میل کچیل پیالے میں لگ رہا تھا وہ بھی کھانے لگا حضرت عمرؓ نے فرمایا تو بڑا اندیدہ ہے (یعنی تجھ کو سالن میسر نہیں ہوا) اس نے کہا قسم خدا کی میں نے اتنی مدت سے گھی نہیں کھایا نہ اس کے ساتھ کھاتے دیکھا (اس وجہ سے کہ اس زمانے میں ایک مدت سے قحط تھا لوگ تکلیف میں مبتلا تھے) حضرت عمرؓ نے کہا میں بھی گھی نہ کھاؤں گا جب تک کہ لوگوں کی حالت پہلے کی سی نہ ہو جائے (یعنی قحط جاتا رہے اور ارزانی ہو جائے)۔

(۱۰۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ فَيَاْكُلُهَا حَتّٰى يَاْكُلَ حَشَفَهَا.

حضرت انس بن مالکؓ نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک صاع کھجور کا ڈالا جاتا تھا وہ اس کو کھاتے تھے یہاں تک کہ خراب اور سوکھی کھجور بھی کھا لیتے تھے اور اس وقت آپ امیر المؤمنین تھے۔

(۱۱۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ جَرَادٍ فَقَالَ وَدِدْتُّ اَنَّ عِنْدِيْ قَفْعَةً فَاٰكُلُ مِنْهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمرؓ پوچھے گئے ٹڈی کے بارے میں (یعنی حلال ہو یا حرام) تو کہا حضرت عمرؓ نے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس ایک زنبیل ہوتی ٹڈیوں کی کہ میں ان کو کھایا کرتا۔

(۱۱۱) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِاَرْضِهِ بِالْعَقِيْقِ فَاَتَاهُ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى دَوَابٍّ فَنَزَلُوْا عِنْدَهُ قَالَ حُمَيْدٌ فَقَالَ لِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّيْ فَقُلْ لَّهَا اِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اَطْعِمِيْنَا شَيْئًا قَالَ فَوَضَعَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ اَقْرَاصٍ فِيْ صَحْفَةٍ وَشَيْئًا مِّنْ زَيْتٍ وَّمِلْحٍ ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلٰى رَاْسِيْ وَحَمَلْتُهَا اِلَيْهِمْ ثُمَّ وَضَعْتُهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ كَبَّرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَقَالَ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ اَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ طَعَامُنَا اِلَّا الْاَسْوَدَيْنِ الْمَآءُ وَالتَّمْرُ فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ لِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَحْسِنْ اِلٰى غَنَمِكَ وَامْسَحِ الرُّعَامَ وَاَطِبْ مَرَاحَهَا وَصَلِّ فِيْ نَاحِيَتِهَا فَاِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ اَحَبَّ اِلٰى

حمید بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا ابو ہریرہؓ کے پاس ان کی زمین میں جو عقیق میں تھی ان کے پاس کچھ لوگ مدینہ کے آئے جانوروں پر سوار ہو کر وہیں اترے حمید نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا میری ماں کے پاس جاؤ اور میرا سلام ان سے کہو اور کچھ کھانا ہم کو کھلاؤ حمید نے کہا (میں ان کی ماں کے پاس گیا) انہوں نے تین روٹیاں اور کچھ تیل زیتون کا اور کچھ نمک دیا اور میرے سر پر لاد دیا میں ابو ہریرہؓ کے پاس لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا ابو ہریرہؓ نے دیکھ کر کہا اللہ اکبر اور کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو سیر کیا روٹی سے اس سے پہلے ہمارا یہ حال تھا کہ سوائے کھجور کے اور پانی کے کچھ میسر نہ تھا تو وہ کھانا ان لوگوں کو پورا نہ ہوا جب وہ چلے گئے تو ابو ہریرہؓ نے مجھ سے کہا اے بیٹے میرے بھائی کے اچھی طرح رکھ بکریوں کو اور پونچھتا رہ ناک ان کی اور صاف کر جگہ ان کی اور نماز پڑھ اسی جگہ ایک کونے میں کیونکہ وہ بہشت کے جانوروں میں سے ہیں قسم خدا کی جس کے

صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ.

قبضے میں میری جان ہے ایک زمانہ قریب ہی ایسے لوگوں پر آئے گا کہ اس وقت ایک چھوٹا سا گلہ بکریوں کا آدمی کو زیادہ پسند ہوگا مروان کے گھر سے۔

ف: مروان اس وقت میں حاکم تھا مدینہ کا اس کا گھر بہت بڑا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ بہ سبب فساد اور فتنوں کے جنگل میں ایک گوشۂ عافیت شہر میں سلطنت کرنے سے بہتر ہوگا۔

(۱۱۲) عَنْ اَبِیْ نَعِیْمٍ وَهْبِ ابْنِ کَیْسَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِطَعَامٍ وَّمَعَهٗ رَبِیْبُهٗ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمِّ اللّٰهِ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ.

ابونعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا آیا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے ربیب عمر بن ابی سلمہ تھے (حضرت ام سلمہؓ کے بیٹے پہلے خاوند کے) رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اپنے سامنے سے کھا بسم اللہ کہہ کر۔

(۱۱۳) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ لِیْ یَتِیْمًا وَلَهٗ اِبِلٌ فَاَشْرَبُ مِنْ لَّبَنِ اِبِلِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اِنْ کُنْتَ تَبْغِیْ ضَآلَّةَ اِبِلِهٖ وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا وَتَلُطُّ حَوْضَهَا وَتَسْقِیْهَا یَوْمَ وُرُوْدِهَا فَاشْرَبْ غَیْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ وَّلَا نَاهِکٍ فِی الْحَلْبِ.

یحییٰ بن سعیدؒ نے کہا میں نے سنا قاسم بن محمدؒ کہتے تھے کہ ایک شخص آیا عبداللہ بن عباسؓ کے پاس اور کہا میرے پاس ایک یتیم لڑکا ہے اس کے اونٹ ہیں کیا میں دودھ ان کا پیوں ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو اس کے گمے ہوئے اونٹ ڈھونڈتا ہے اور خارشی اونٹ میں دوا لگاتا ہے اور ان کا حوض لیپتا پوتتا ہے اور ان کو پانی کے دن پانی پلاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ محنت کرتا ہے اور اونٹوں کی خبر گیری رکھتا ہے) تو دودھ ان کا پی مگر نہ اس طرح کہ بچے کے لیے نہ بچے (یعنی سب دودھ نہ نچوڑ کہ بچہ بھوکا رہ جائے) اور نسل کو ضرر پہنچے یا اس اونٹنی کو ضرر پہنچے (مثلاً خوب زور سے دوہے)۔

(۱۱۴) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ لَا یُؤْتٰی اَبَدًا بِطَعَامٍ اَوْ شَرَابٍ حَتَّی الدَّوَاءِ فَیَطْعَمُهٗ اَوْ یَشْرَبُهٗ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَنَعَّمَنَا وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَلْفَتْنَا نِعْمَتُکَ بِکُلِّ شَرٍّ فَاَصْبَحْنَا مِنْهَا وَاَمْسَیْنَا بِکُلِّ خَیْرٍ نَسْئَلُکَ تَمَامَهَا وَشُکْرَهَا لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ اِلٰهَ الصَّالِحِیْنَ وَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

عروہ بن الزبیرؓ کے سامنے جب کوئی کھانے پینے کی چیز آتی یہاں تک کہ دوا بھی تو اس کو کھاتے پیتے اور کہتے سب خوبیاں اس پروردگار کو لائق ہیں جس نے ہم کو ہدایت کی اور کھلایا اور پلایا اور نعمتیں عطا فرمائیں وہ اللہ بڑا ہے اے پروردگار تیری نعمت اس وقت آئی جب ہم سراسر برائیوں میں مصروف تھے ہم نے صبح کی اور شام کی اس نعمت کی وجہ سے اچھی طرح ہم چاہتے ہیں تو پورا کرے اس نعمت کو اور ہمیں شکر کی توفیق دے سوائے تیری بہتری کے کہیں بہتری نہیں ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے اے پروردگار! نیکوں کے اور پالنے والے سارے جہان کے سب خوبیاں اللہ کو زیبا ہیں کوئی سچا معبود نہیں سوائے اس کے جو چاہتا ہے اللہ وہی ہوتا ہے کسی میں طاقت نہیں سوائے خدا کے یا اللہ برکت دے ہماری روزی میں اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر عورت غیر محرم مرد یا اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھائے تو کیسا ہے انہوں نے جواب دیا کچھ قباحت نہیں ہے جب کہ عرف کے موافق ہو (یعنی ایسی صورت ہو جو اس عورت کے لیے بہتر ہو) اور وہ یہ کہ اس جگہ اور لوگ بھی ہوں اور کہا کہ عورت کبھی اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی ہے کبھی غیر کے ساتھ جس کو خاوند کھانا کھلایا کرتا ہے کبھی بھائی کے ساتھ اور مکروہ ہے عورت کو خلوت کرنا غیر محرم کے ساتھ۔

٣٢۔بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَكْلِ اللَّحْمِ

گوشت کھانے کا بیان

(١١٥) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ فَاِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بچو تم گوشت سے (یعنی بہت گوشت کھانے سے اور اس کی عادت کرنے سے) کیونکہ گوشت کی طلب ہو جاتی ہے جیسے شراب پینے سے اس کی طلب ہو جاتی ہے۔ (پھر چھوڑنا دشوار ہوتا ہے)

....

(١١٦) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَمَعَهُ حَمَّالُ لَحْمٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَرِمْنَا اِلَى اللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَا يُرِيْدُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّطْوِيَ بَطْنَهُ عَنْ جَارِهٖ اَوِابْنِ عَمِّهٖ اَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُمْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے جابر بن عبداللہؓ انصاری کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ تھا گوشت کا حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم کو خواہش ہوئی گوشت کھانے کی تو ایک درہم کا گوشت خریدا حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اپنے پیٹ کو مارے اور ہمسائے کو کھلائے یا چچا کے بیٹے کو کھلائے کہاں بھلا دیا تم نے اس آیت کو اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا.الآيَة

یعنی اڑا لیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگی میں اور خوب فائدے اٹھائے تو آج کے دن چکھو ذلت کا عذاب آخر آیت تک۔

٣٣۔بَابُ مَاجَآءَ فِیْ لُبْسِ الْخَاتَمِ

انگوٹھی پہننے کا بیان

(١١٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَبَذَهُ وَقَالَ لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انگوٹھی سونے کی پہنا کرتے تھے ایک دن آپؐ نے کھڑے ہو کر اسے پھینک دیا اور فرمایا اب کبھی اس کو نہ پہنوں گا لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

ف: صحیحین میں ہے کہ پھر آپ نے انگوٹھی چاندی کی بنائی لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں پھر رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی بعد آپ کی وفات کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی ہر چند تلاش کرایا مگر پتہ نہ لگا۔

(١١٨) عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ

صدقہ بن یسارؒ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا انگوٹھی پہننے

الْمُسَيَّبِ عَنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ فَقَالَ الْبَسْهُ وَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنِّيْ اَفْتَيْتُكَ بِلُبْسِهٖ.

کی بابت انہوں نے کہا پہن اور لوگوں سے کہہ دے میں نے تجھے پہننے کو کہا ہے۔

۳۴۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ نَزْعِ الْمَعَالِيْقِ وَالْجَرَسِ مِنَ الْعُنُقِ

جانوروں کے گلے سے پٹے اور گھنٹے نکالنے کا بیان

(۱۱۹) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ اَنَّ اَبَا بَشِيْرٍ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ قَالَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَالنَّاسُ فِيْ مَقِيْلِهِمْ لَا تُبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِّنْ وَّتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ.

عباد بن تمیمؒ سے روایت ہے کہ ابوبشیر انصاری نے خبر دی ان کو کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ سے کہلا بھیجا اور لوگ سو رہے تھے کہ نہ باقی رہے کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر یہ کہ کاٹ ڈالا جائے۔ف

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک کو یہ کہتے ہوئے کہ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ یہ گنڈا نظر کے واسطے باندھتے تھے۔

ف: گنڈا کاٹنا اس واسطے فرمایا کہ اس میں گھنٹا باندھتے تھے اور گھنٹا رکھنا اچھا نہیں ہے اس واسطے کہ دوڑانے میں یا چرانے میں کہیں اٹک نہ جائے یا اس کی آواز سے دشمن مطلع ہو جائے اور اپنا بچاؤ کر لے یا وہ لوگ نظر نہ لگنے کے واسطے گنڈا باندھتے تھے جیسے ہندوستان میں عام لوگ نیلا گنڈا جانور کے گلے میں اسی خیال سے باندھتے ہیں۔

۳۵۔بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْعَيْنِ

جس کو نظر لگ جائے اس کو وضو کرانے کا بیان

(۱۲۰) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اغْتَسَلَ اَبِيْ سَهْلُ ابْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَّارِ فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ يَنْظُرُ قَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَّجُلًا اَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ قَالَ فَقَالَ لَهٗ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَآءَ فَوُعِكَ سَهْلٌ مَّكَانَهٗ وَاشْتَدَّ وَعْكُهٗ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاُخْبِرَ اَنَّ سَهْلًا وُّعِكَ وَاَنَّهٗ غَيْرُ رَآئِحٍ مَّعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ سَهْلٌ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَاْنِ عَامِرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَلَّا بَرَّكْتَ عَلَيْهِ اِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّاْ لَهٗ فَتَوَضَّاَ لَهٗ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ.

ابوامامہ بن سہل بن حنیفؒ (یعنی اسعد) کہتے تھے میرے باپ نے غسل کیا خرار (ایک مقام ہے قریب جحفے کے) میں تو انہوں نے اپنا جبہ اتارا اور عامر بن ربیعہ دیکھ رہے تھے اور سہل میرے باپ خوش رنگ تھے۔ عامر بن ربیعہ نے دیکھ کر کہا میں نے تو آپ کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا اور نہ کسی بکر (کنواری) عورت کا پوست اسی وقت سہل کو بخار آنے لگا اور سخت بخار آیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص آیا اور بیان کیا کہ سہل کو بخار آ گیا ہے اب وہ آپؐ کے ساتھ نہ جائیں گے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ سہل کے پاس آئے سہل نے عامر بن ربیعہ کا کہنا بیان کیا آپؐ نے سن کر فرمایا کیا مار ڈالے گا ایک تم میں سے اپنے بھائی کو (اور عامر کو کہا) کیوں تو نے بارک اللہ نہیں کہا (یعنی برکت دے اللہ جل جلالہٗ یا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ جیسے دوسری روایت میں ہے) نظر لگنا سچ ہے سہل کے لیے وضو کر۔ پھر عامر نے سہل کے واسطے وضو کیا (دوسری حدیث میں اس کا بیان آتا ہے) بعد اس کے سہل اچھے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ گئے۔

(۱۳۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهُ قَالَ رَاٰی عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ قَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّاةٍ فَلُبِطَ بِسَهْلٍ مَّكَانَهُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِیْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَاللّٰهِ مَايَرْفَعُ رَاْسَهُ قَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهُ اَحَدًا فَقَالُوْا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَلَا بَرَّكْتَ اغْتَسِلْ لَهُ فَغَسَلَ عَامِرٌ وَّجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَ مِرْفَقَيْهِ وَ رُكْبَتَيْهِ وَاَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَ دَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِیْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ.

ابوامامہ بن سہل بن حنیفؒ (یعنی اسعد) سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا تو کہا میں نے آج کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا نہ کسی پردہ نشین (بالکل باہر نہ نکلنے والی) عورت کی ایسی کھال دیکھی یہ کہتے ہی سہل اپنی جگہ سے (بیمار ہوکر) گر پڑے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے آکر بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کچھ سہل بن حنیف کی خبر بھی لیتے ہیں قسم خدا کی وہ اپنا سر بھی نہیں اٹھاتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دانست میں کس نے اس کو نظر لگائی انہوں نے کہا عامر بن ربیعہ نے آپؐ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اس پر غصے ہوئے۔ اور فرمایا کیوں قتل کرتا ہے ایک تم میں سے اپنے بھائی کو تو نے بارک اللہ کیوں نہ کہا اب غسل کر اس کے واسطے عامر نے اپنے منہ اور ہاتھ اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں کے کنارے اور تہبند کے نیچے کا بدن پانی سے دھو کر اس پانی کو ایک برتن میں جمع کیا وہ پانی سہل پر ڈالا گیا سہل اچھے ہوگئے اور لوگوں کے ساتھ چلے۔

۳۶۔بَابُ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

نظر کے منتر کا بیان

(۱۳۲) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسِ نِ الْمَكِّیِّ اَنَّهُ قَالَ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِابْنَیْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا مَالِیْ اَرَاهُمَا ضَارِعَيْنِ فَقَالَتْ حَاضِنَتُهُمَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تُسْرِعُ اِلَيْهِمَا الْعَيْنُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا اَنْ نَّسْتَرْقِیَ لَهُمَا اِلَّا اَنَّا لَانَدْرِیْ مَا يُوَافِقُكَ مِنْ ذَالِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَرْقُوْا لَهُمَا فَاِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَیْءٌ نِ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ.

حمید بن قیس مکیؒ سے روایت ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے ان کی دایہ سے کہا کیا سبب ہے یہ لڑکے دبلے ہیں وہ بولی یا رسول اللہ ﷺ ان کو نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے منتر اس واسطے نہ کیا کہ معلوم نہیں آپؐ ان کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا منتر کرو ان کے واسطے کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھتی تو نظر بڑھتی۔

ف: لیکن کوئی چیز یہاں تک کہ نظر بھی تقدیر سے پیشرو نہیں ہوسکتی ہوتا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے لیکن تعویذ و دعا میں کچھ قباحت نہیں ہے اسی طرح منتر وغیرہ میں بشرطیکہ اس میں کوئی لفظ خلافِ شرع نہ ہو۔

(۱۳۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ بَيْتَ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِی الْبَيْتِ صَبِیٌّ يَبْكِیْ فَذَكَرُوْا اَنَّ بِهِ الْعَيْنَ قَالَ عُرْوَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں گئے اور گھر میں ایک لڑکا رو رہا تھا لوگوں نے کہا اس کو نظر لگ گئی ہے آپؐ نے فرمایا منتر کیوں نہیں

ﷺ اَلَا تَسْتَرْقُوْنَ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ.

کرتے اس کے لیے۔

٣٧۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اَجْرِ الْمَرِيْضِ

بیمار کے ثواب کا بیان

(١٢٤) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ انْظُرُ مَاذَا يَقُوْلُ لِعُوَّادِهٖ فَاِنْ هُوَ اِذَآ جَآءُ وْهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَالِكَ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ اَعْلَمُ فَيَقُوْلُ لِعَبْدِيْ عَلَيَّ اِنْ اَنَا تَوَفَّيْتُهٗ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ اَنَا شَفَيْتُهٗ اَنْ اُبْدِّلَ لَهٗ لَحْمًا خَيْرًا مِّنْ لَحْمِهٖ وَدَمًا خَيْرًا مِّنْ دَمِهٖ وَاَنْ اُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ.

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھتے رہو وہ کیا کہتا ہے ان لوگوں سے جو اس کی بیمار پرسی کو آتے ہیں اگر وہ ان کے سامنے اللہ جل جلالہٗ کی تعریف اور ستائش کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اللہ جل جلالہٗ کے پاس اور وہ خوب جانتا ہے مگر پوچھتا ہے بعد اس کے فرماتا ہے اگر میں اپنے بندے کو اپنے پاس بلالوں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو شفا دوں گا تو پہلے سے اس کو زیادہ گوشت اور خون عنایت کروں گا اور اس کے گناہوں کو معاف کردوں گا۔

(١٢٥) عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ حَتَّى الشَّوْكَةِ اِلَّا قُصَّ بِهَآ اَوْكُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ لَا يَدْرِيْ يَزِيْدُ اَيَّتُهُمَا قَالَ عُرْوَةُ.

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مومن کو کوئی رنج یا مصیبت لاحق نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے گناہ (صغیرہ) معاف کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ کانٹا بھی اگر لگے تو اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا مجھے یہ یاد نہیں کہ عروہ نے قُصَّ اور کُفِّرَ میں سے کون سالفظ استعمال کیا تھا۔

....

(١٢٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ بہتری کرنا چاہتا ہے اس پر مصیبتیں ڈالتا ہے۔

....

(١٢٧) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَهُ الْمَوْتُ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِيْئًا لَّهٗ مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُّكَفِّرُ بِهٖ عَنْهُ مِنْ سَيِّاٰتِهٖ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص مر گیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص بولا واہ کیا اچھی موت ہوئی نہ کچھ بیماری ہوئی نہ کچھ آپؐ نے فرمایا بھلا یہ کیا کہتا ہے تجھے کیا معلوم ہے کہ اگر جل جلالہٗ اس کو کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے گناہوں کو معاف کرتا۔

٣٨۔بَابُ التَّعَوُّذِ وَالرُّقْيَةِ مِنَ الْمَرِيْضِ

بیماری میں تعویذ منتر کرنے کا بیان

(١٢٨) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِؓ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُثْمَانُ وَبِيْ وَجَعٌ قَدْكَانَ يُهْلِكُنِيْ قَالَ فَقَالَ

عثمانؓ بن ابی العاص سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کے ایسا درد ہوتا تھا جس سے قریب ہلاکت کے تھے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمْسَحْهُ بِيَمِيْنِکَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ قَالَ فَقُلْتُ ذَالِکَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِیْ فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِهٖ اَهْلِیْ وَغَیْرَهُمْ.

جس سے قریب ہلاکت کے تھے آپؐ نے فرمایا داہنا ہاتھ اپنے درد کے مقام پر سات بار پھیر اور کہہ اعوذ بعزۃ اللّٰہ وقدرتہ من شر ما اجد[1] عثمانؓ کہتے ہیں میں نے یہی کہا اللہ نے میرا درد دور کر دیا پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیا کرتا۔

(۱۲۹) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَنَا اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَمِيْنِهٖ رَجَآءَ بَرَكَتِهَا.

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اپنے اُوپر پھونکتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب آپؐ بہت بیمار ہوئے تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ کا داہنا ہاتھ آپؐ کے جسم مبارک پر پھیرتی برکت کے واسطے۔

ف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا ہاتھ نہ پھیرتیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پھیرتیں تا کہ برکت زیادہ ہو اور جلد صحت ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے سینے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں اور صحت کی دعا کر رہی تھیں اس اثناء میں آپ کو آفاقہ ہوا آپؐ نے فرمایا نہیں میں اللہ جل جلالہٗ سے ملنا چاہتا ہوں رفیق اعلیٰ سے ملنا یعنی اور انبیاء کی ارواح سے ملاقات کرنا۔

(۱۳۰) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِيْ وَيَهُوْدِيَّةٌ تَرْقِيْهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَرْقِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت ان پر پڑھ کر پھونک رہی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کلام اللہ پڑھ کر پھونک (توریت یا قرآن)

ف: اس اثر سے یہ نہیں نکلتا کہ رقیہ (منتر) غیر کتاب اللہ کے ساتھ ناجائز ہے بلکہ جواز رقیہ (منتر) کا ساتھ غیر کتاب اللہ کے حدیث صحیحین سے ثابت ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اجماع کیا ہے علماء نے جواز رقی (منتر) پر جب کہ تین شرطیں جمع ہوں اوّل یہ کہ رقیہ کلام اللہ یا اسماء یا صفات خدا کے ساتھ کیا جائے۔ دوم یہ کہ زبانِ عربی میں ہو یا ایسی زبان میں کہ اس کے معنی معلوم ہوں۔ سوم یہ کہ اس بات کا اعتقاد کیا جائے کہ رقیہ بذاتِ خود موثر نہیں ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے اثر کرتا ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان شروط کے ہونے میں اور ارجح یہ ہے کہ شروط مذکورہ کا اعتبار ضروری ہے انتہیٰ یہاں سے معلوم ہوا کہ رقیہ (منتر) غیر کلام اللہ و اسماء و صفاتِ الٰہی کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۔ بَابُ تَعَالُجِ الْمَرِيْضِ

بیمار کے علاج کا بیان

(۱۳۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَصَابَهٗ جُرْحٌ فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ وَاَنَّ الرَّجُلَ

زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زخم لگا اور خون وہاں آ کر بھر گیا تو اس شخص نے دو

---

[1] جو برائی مجھ کو پہنچی میں اس سے خدا کی عزت اور قدرت کی پناہ مانگتا ہوں۔۱۲

دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِىْ اَنْمَارٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَزَعَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمَا اَيُّكُمَا اَطَبُّ فَقَالَا اَوَفِى الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِىْ اَنْزَلَ الْاَدْوَآءَ.

شخصوں کو بلایا بنی انمار میں سے ان دونوں نے آ کر دیکھا رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ تم دونوں میں سے کون طب زیادہ جانتا ہے وہ بولے یا رسولؐ اللہ طب میں بھی کچھ فائدہ ہے آپؐ نے فرمایا دوا بھی اسی نے اتاری ہے جس نے بیماری اتاری ہے۔

(۱۳۲) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِىْ اَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوٰى فِىْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الذُّبْحَةِ فَمَاتَ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے داغ لیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خناق[1] کی بیماری میں تو مر گئے۔

(۱۳۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوٰى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرَقٰى مِنَ الْعَقْرَبِ.

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے داغ لیا لقوہ میں ف اور منتر کیا بچھو کا۔

ف: لقوہ ایک مرض ہے جو چہرے پر ہوتا ہے اس سے منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔

۴۰۔بَابُ الْغُسْلِ بِالْمَآءِ مِنَ الْحُمّٰى

بخار میں پانی سے غسل کرنا

(۱۳۴) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ كَانَتْ اِذَآ اُتِيَتْ بِالْمَرْاَةِ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَآ اَخَذَتِ الْمَآءَ فَصَبَّهُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُ اَنْ نُّبْرِدَهَا بِالْمَآءِ.

فاطمہ بنت منذرؒ سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس جب کوئی عورت آتی جو بخار میں مبتلا ہوتی تو پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ ﷺ حکم دیتے تھے بخار کو ٹھنڈا کرنے کا پانی سے۔

(۱۴۵) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ.

عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار جہنم کا جوش ہے اس کو ٹھنڈا کرو پانی سے۔

۴۱۔بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالطِّيَرَةُ

بیمار پرسی اور فال بد کا بیان

(۱۳۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيْضَ خَاضَ فِى الرَّحْمَةِ حَتّٰى اِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ قَرَّتْ فِيْهِ اَوْنَحْوَ هٰذَا.

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے بیمار کو دیکھنے جاتا ہے تو گھس جاتا ہے پروردگار کی رحمت میں پھر جب وہاں بیٹھتا ہے تو وہ رحمت اس شخص کے اندر بیٹھ جاتی ہے یا مثل اس کے کچھ فرمایا۔

....

(۱۳۷) عَنِ ابْنِ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَ وَلَا صَفَرَ وَلَا يَحُلُّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَآءَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ

ابن عطیہؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے عدویٰ (یعنی چھوت ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا) اور نہ ہام (الو جس کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں یا مردے کی روح جانور کی شکل)

---

[1] خناق (عربی میں ذُبحةٌ) ایک قسم کے حلق کے درد کو کہتے ہیں۔۱۲ مص

اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ اَذًى. اور نہ صفر کا مہینہ (جس کو لوگ منحوس جانتے ہیں تیرہ تیزی میں کوئی کام کرنا بہتر نہیں جانتے) ف۱ لیکن بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ اتارا جائے البتہ جس شخص کا اونٹ اچھا ہو اس کو اختیار ہے جہاں چاہے اترے لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے یا رسول اللہ۔ ف۲ آپؐ نے فرمایا: ف۳ مرض سے نفرت ہوتی ہے یا تکلیف ہوتی ہے۔ ف۴

ف۱: بخاری کی روایت میں ہے اور نہ شگون بد اور نہ دیو بھوت جنگل کا۔ کفار عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ بیماری کو یہ طاقت ہے کہ وہ خود دوسرے آدمی کو لگ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ خیال غلط ہے اور یہ بھی گمان تھا کہ اُلو کسی کے مکان پر بیٹھے تو وہ گھر اُجاڑ ہو جائے گا یا صفر کے مہینے میں کوئی کام کرے تو اس میں بہتری نہ ہوگی یا جنگل میں دیو بھوت رنگ برنگ کی شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ بھلا دیتے ہیں اور ضرر پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ سب خیالات شرع میں لغو اور غلط کیے گئے۔ کسی سے کچھ نہیں ہوسکتا بغیر خدا کے حکم کے کوئی نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے۔

ف۲: یعنی آپ خود فرماتے ہیں کہ اسلام میں عدویٰ (چھوت) نہیں ہے ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا پھر بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس اتارنے سے کیوں منع کرتے ہیں۔

ف۳: میں اس واسطے منع نہیں کرتا کہ ایک کا مرض دوسرے کو لگ جائے کیونکہ یہ خیال غلط ہے بلکہ۔

ف۴: اسی واسطے آپ نے جذامی سے دور رہنے کو فرمایا تا کہ ایذا اور تکلیف نہ ہو نہ کہ اس وجہ سے کہ جذام اس کا اس کو لگ جائے گا آپ نے خود ایک بار جذامی کو ساتھ کھانا کھلایا اور فرمایا كُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ[1]

۴۲۔ بَابُ السُّنَّةِ فِي الشَّعْرِ — بالوں کا بیان

(۱۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحٰى. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا مونچھوں کے مونڈنے کا ف۱ اور داڑھیوں کے چھوڑ دینے کا۔ ف۲

ف۱: یعنی ان بالوں کا جو ہونٹ سے لگے ہیں یا ساری مونچھوں کا علماء کا اس میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک کترنا افضل ہے بعضوں کے نزدیک مونڈنا آنحضرت ﷺ کترتے تھے جیسا ترمذی نے روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحابہ رضی اللہ عنہم بعض کترتے تھے بعض مونڈتے تھے۔

ف۲: ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں ایک مٹھی کے برابر رکھتے تھے اور اس سے زیادہ کتر ڈالتے تھے امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اگر ڈاڑھی لمبی ہو جائے انہوں نے کہا کرنی چاہیے۔ ترمذی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ریش مبارک میں سے کتر لیا کرتے تھے طول و عرض سے تا کہ گول ہو جائے۔

(۱۳۹) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ بن ابوسفیانؓ سے سنا جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے

---

[1] کھا اللہ کا نام لے کر بھروسہ کر کے اللہ پر اور توکل کر کے اسی پر ۱۲ مص

وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِيْ يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُوْلُ يَآ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآءُ كُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْٓ اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ.

انہوں نے ایک بالوں کا چٹلا اپنے خادم کے ہاتھ سے لیا اور کہتے تھے کہ اے مدینہ والو! کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے منع کرتے تھے اس سے اور فرماتے تھے کہ تباہ ہوئے بنی اسرائیل جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

ف: دوسری حدیث میں ہے کہ لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑے اور اس عورت پر جو اپنے بالوں سے اور بال جڑوائے اور اس عورت پر جو دوسری کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گدوائے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

(١٤٠) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِيَتَهٗ مَا شَآءَ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدَ ذَالِكَ.

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے رہے ایک مدت تک بعد اس کے مانگ نکالنے لگے۔

ف: اہل کتاب بھی بال پیشانی کی طرف موڑا کرتے تھے آنحضرت ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے بعد اس کے آپؐ نے یہ امر چھوڑ دیا اور بالوں کے دو حصے کر کے مانگ نکالنا شروع کیا۔

١٤١: کہا مالکؒ نے اپنی بہو یا ساس کے بال دیکھنے میں کچھ قباحت نہیں۔

(١٤٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ الْاِخْصَآءَ وَيَقُوْلُ فِيْهِ تَمَامُ الْخَلْقِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے خصی کرنے کو اور کہتے تھے کہ خصیے رکھنے میں پیدائش کو پورا کرنا ہے۔

ف: یعنی خصیہ بھی ایک عضو ہے اللہ کی پیدائش میں سے اس کے کاٹنے میں نقص ہے خلق الٰہی کا۔

(١٤٣) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ اِذَا اتَّقٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ.

صفوان بن سلیم کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کا پالنے والا خواہ یتیم کا عزیز ہو یا غیر۔ بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں جبکہ پرہیز گاری کرے اور آنحضرت ﷺ نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

ف: یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ ہے کہ میرے درجہ سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کو۔

٤٣۔ بَابُ اِصْلَاحِ الشَّعْرِ

بالوں میں کنگھی کرنے کا بیان

(١٤٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ نِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ جُمَّةً فَاُرَجِّلُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا فَكَانَ اَبُوْقَتَادَةَ رُبَمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ لِمَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَكْرِمْهَا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابو قتادہ انصاریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میرے بال کندھوں تک ہیں ان میں کنگھی کروں آپؐ نے فرمایا ہاں کنگھی کر اور بالوں کی عزت کر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی ایک دن میں دو بار تیل ڈالتے اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بالوں کی عزت کر۔

(۱۴۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بيدهٖ ان اخْرُجْ كَاَنَّهٗ يَعْنِي اِصْلَاحَ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ ففعل الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ.

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص جس کے بال سر اور داڑھی کے پریشان تھے آیا آپؐ نے اس کو اشارہ کیا یعنی مسجد سے باہر جا اور بالوں کو درست کر کے آ۔ وہ شخص درست کر کے پھر آیا آپؐ نے فرمایا کیا یہ اچھا نہیں اس صورت سے کہ آئے کوئی تم میں سے پریشان سر جیسے شیطان۔

۴۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي صَبْغِ الشَّعْرِ

بالوں کے رنگنے کے بیان میں

(۱۴۶) عَنِ ابْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَ وَكَانَ جَلِيْسًا لَّهُمْ وَكَانَ اَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ قَالَ فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ حَمَّرَهَا قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هٰذَآ اَحْسَنُ قَالَ اِنَّ اُمِّيْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَرْسَلَتْ اِلَى الْبَارِحَةَ جَارِيَتَهَا نُخَيْلَةَ فَاَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَاَصْبُغَنَّ وَ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ كَانَ يَصْبُغُ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ ان کا ہم صحبت تھا اور اس کے سر اور داڑھی کے بال سب سفید تھے ایک روز صبح کو آیا اپنے بالوں پر سرخ خضاب لگا کر تو لوگوں نے کہا یہ اچھا ہے وہ بولا میری ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا نخیلہ اپنی لونڈی کے ہاتھ قسم دے کر کہ تو اپنے بالوں پر خضاب لگا اور بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔

۱۴۷: کہا مالکؒ نے سیاہ خضاب میں میں نے کوئی حدیث نہیں سنی اور سوائے سیاہ کے اور کوئی رنگ بہتر ہے اور خضاب نہ کرنا بہت بہتر ہے اگر خدا چاہے اور لوگوں پر اس بارے میں کچھ تنگی نہیں ہے۔

ف: مگر مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ابوقحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ذکر میں مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے: غَيِّرُوْا هٰذَا الشَّيْبَ وَاجْتَنِبُوْا فِيْهِ السَّوَادَ.[1]

اور امام احمدؒ نے بھی اس حدیث کو مسند میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: يَكُوْنُ قَوْمٌ يَّخْضِبُوْنَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يُرِيْحُوْنَ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ.[2]

پس حق اس باب میں یہ ہے کہ خضاب سیاہ حرام ہے اور سوائے سیاہ کے اور خضاب مندوب و مامور بہ ہے۔ وَالتَّفْصِيْلُ فِيْ هِدَايَةِ السَّآئِلِ اِلٰى اَدِلَّةِ الْمَسَآئِلِ.[3]

۱۴۸: کہا مالکؒ نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا اگر لگایا ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن

---

[1] ان سفید بالوں (کے رنگ) کو بدل دو لیکن کالا کرنے سے بچو۔ ۱۲ مص

[2] کچھ لوگ ایسے ہوں گے آخر زمانے میں جو کالا خضاب کریں گے۔ جیسے کبوتر کا پوٹہ ہوتا ہے وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گے۔

[3] اور تفصیل ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل نامی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

رضی اللہ عنہ کے پاس یہی کہلا بھیجتیں۔

ف: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرد خضاب کیا کرتے تھے ابو رمثہؓ نے روایت کیا کہ آپ نے خضاب کیا مہندی کا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ (زرقانی)

۴۵۔بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّعَوُّذِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

(۱۴۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أَرُوْعُ فِي مَنَامِي فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ.

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں ڈرتا ہوں سوتے میں آپؐ نے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کر اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ. پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے پورے کلمات سے اس کے غصے اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے۔

....

(۱۵۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِّنْ نَّارٍ كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ إِذَا أَنْتَ قُلْتَهُنَّ طَفِئَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرِيْقَتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلَى فَقَالَ جِبْرِيْلُ قُلْ أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی ایک دیو نظر آیا گویا اس کے ایک ہاتھ میں شعلہ تھا آگ کا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرتے تو اس کو دیکھتے آپ کی طرف چلا آتا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھا دوں کہ اگر آپؐ ان کو فرمائیں تو ان کا شعلہ بجھ جائے آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں سکھاؤ جبریلؑ نے کہا کہو: اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الخ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے منہ (یعنی ذات) سے جو بڑا عزت والا ہے اور اس کے کلمات سے جو پورے ہیں جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا (یعنی ان سے زیادہ علم نہیں رکھتا) برائی سے اس چیز کی جو آسمان سے اترے اور جو آسمان کی طرف چڑھے اور برائی سے ان چیزوں کی جن کو پیدا کیا ہے اس نے زمین میں اور جو نکلے زمین سے اور رات دن کے فتنوں سے اور شب و روز کی آفتوں سے اور حادثوں سے مگر جو حادثہ بہتر ہو اے رحمٰن!

ف: نسائی کی روایت میں ہے کہ جب آپؐ نے اس دعا کو پڑھا تو وہ دیو اوندھا گر پڑا اور اس کا شعلہ بجھ گیا۔

(۱۵۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ قَالَ مَا نِمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ فَقَالَ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کا (اسلم ایک قبیلہ خزاعہ میں سے) بولا میں رات کو نہیں سویا آپ نے پوچھا کیوں کس وجہ سے وہ بولا مجھے بچھونے کاٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو شام کے وقت یہ کہہ لیتا اعوذ بکلمات اللہ التامات من

حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ لَمْ تَضُرُّكَ.

شر ما خلق. (یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے پورے کلمات سے ان چیزوں کے شر سے جن کو پیدا کیا اس نے) تو بچھو تجھے کچھ ضرر نہ دیتا۔

(۱۵۲) عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ اَنَّ كَعْبَ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْلَا كَلِمَاتٌ اَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِي الْيَهُوْدُ حِمَارًا فَقِيْلَ لَهُ وَمَا هُنَّ فَقَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِيْ لَايُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَّ بِاَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ.

قعقاع بن حکیمؒ سے روایت ہے کہ کعب الاحبار (بڑے عالم تھے یہودیوں کے پھر مسلمان ہو گئے) نے کہا اگر میں چند کلمات نہ پڑھا کرتا تو یہودی (جادو کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے لوگوں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں کعب نے کہا اعوذ بوجہ اللہ العظیم الخ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے منہ (یعنی ذات) سے جو بڑی عظمت والا ہے نہیں ہے کوئی چیز عظمت میں اس سے بڑھ کر اور اس اللہ کے پورے کلمات سے جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا (یعنی ان سے زیادہ علم نہیں رکھتا) اور اس اللہ کے تمام اسمائے حسنٰی (اچھے ناموں) سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اس چیز کے شر سے جس کو اس نے بنایا' پیدا کیا' اور پھیلایا۔

۴۶۔بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمُتَحَآبِّيْنَ فِي اللّٰهِ

خدا کے واسطے دوستی رکھنے والوں کا بیان

(۱۵۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَآبُّوْنَ لِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ.

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرمادے گا دن قیامت کے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں دوستی رکھتے تھے میری بزرگی کے واسطے آج کے دن میں ان کو سائے میں رکھوں گا یہ وہ دن ہے جس دن کہیں سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔

....

(۱۵۴) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَوْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَآبَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ.

ابو سعید خدریؓ یا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات شخص جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت میں) ایک تو منصف حاکم دوسرے وہ جوان جو جوانی کی اُمنگ ہی سے خدا کی بندگی میں مشغول ہو تیسرے وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہے جب کہ نکلے پھر آنے تک (یعنی نکلنے سے داخل ہونے تک) چوتھے وہ دو مرد جو خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر پانچویں وہ مرد جس نے خدا کو یاد کیا تنہائی میں دونوں آنکھوں سے اس کی آنسو بہہ نکلے چھٹے وہ مرد جس کو شریف خوبصورت عورت نے بدفعلی کے لیے بلایا وہ بولا مجھے خوف ہے اللہ کا جو پالنے والا ہے سارے جہان کا'

ساتویں وہ مرد جس نے خیرات کی چھپا کر یہاں تک کہ جو داہنے ہاتھ سے دیا بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہیں ہوئی۔

(۱۵۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَآ اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ قَالَ جِبْرِیْلُ یَاجِبْرِیْلُ قَدْ اَحْبَبْتُ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یَضَعُ لَهُ الْقُبُوْلَ فِی الْاَرْضِ وَاِذَآ اَبْغَضَ اللّٰهُ الْعَبْدَ (قَالَ مِثْلَ ذَالِکَ).

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل علیہ السلام کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبریل اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبریل آسمان والوں میں یعنی فرشتوں میں کہ بے شک خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور جب خدا کسی بندہ سے ناراض وغصہ ہوتا ہے (تو بھی اسی طرح کرتا ہے یعنی اس کا اُلٹ)

ف: یعنی خدا جس بندے کی محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آسمان وزمین میں مشہور کر دیتا ہے۔ تاکہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے نیک دعا کریں اس سے محبت رکھیں اس کی تعریفیں کریں اس کی نیک راہ پر چلیں۔ یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ سے اکثر لوگ محبت رکھتے ہیں۔ لیکن ایسی محبت بھی اچھی نہیں کہ جیسی جاہل عوام لوگ کرتے ہیں کہ ان کو نفع اور نقصان کا مختار جان کر ان کو خدائی میں شریک کرتے ہیں یہ محبت نہیں یہ حقیقت میں ان سے عداوت ہے۔

۱۵۶: کہا مالکؒ نے میرا خیال ہے کہ بغض وخدا کی ناراضگی میں بھی حضرت نے ایسا ہی فرمایا ہے (یعنی آخری جملے کے آگے بھی اسی قسم کا مضمون فرمایا ہوگا صرف محبت کے بجائے غصہ کا لفظ فرمایا ہوگا)

(۱۵۷) عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًی شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَایَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهُ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَسْنَدُوْا اِلَیْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ قَوْلِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِیْلَ لِیْ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُّهُ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِیْرِ وَ وَجَدْتُّهُ یُصَلِّیْ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰی قَضٰی صَلٰوتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ فِی اللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ قَالَ فَاَخَذَ بِحَبْوَرِدَآئِیْ فَجَبَذَنِیْ اِلَیْهِ وَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَجَبَتْ

ابو ادریس خولانیؒ سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں دمشق کی مسجد میں گیا وہاں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو سفید دندان تھا اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو جو وہ کہتا ہے اسی کی سند پکڑتے ہیں اور اس کے قول پر تھم جاتے ہیں میں نے پوچھا یہ نوجوان کون ہے لوگوں نے کہا معاذ بن جبلؓ ہیں جب دوسرا روز ہوا تو میں بہت سویرے گیا دیکھا تو وہ مجھ سے آگے آئے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں میں ٹھہرا رہا جب نماز پڑھ چکے تو میں ان کے سامنے آیا اور سلام کیا پھر میں نے کہا میں تم کو اللہ جل جلالہ کے واسطے چاہتا ہوں اور محبت کرتا ہوں انہوں نے کہا اللہ کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے! انہوں نے کہا اللہ کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے! انہوں نے پھر کہا

مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ.

اللہ کے واسطے پھر انہوں نے میری چادر کا کونا پکڑ کے مجھے گسیٹا اور کہا خوش ہو جا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے واجب ہوئی محبت میری ان لوگوں سے جو میرے واسطے دوستی اور محبت رکھتے ہیں اور میرے واسطے مل کر بیٹھتے ہیں (ذکر الٰہی کرنے کو یا علم دین سکھانے کو) اور میرے واسطے اپنی جان اور مال صرف کرتے ہیں اور میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

(۱۵۸) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ کَانَ یَقُوْلُ الْقَصْدُ وَالتُّؤَدَةُ وَحُسْنُ السَّمْتِ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں (طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے) میانہ روی اور نرمی اور اچھی سج دھج ایک جز ہے نبوت کے پچیس جزوں میں سے۔

۴۷۔بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّؤْیَا

خواب کا بیان

(۱۵۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا خواب نیک بخت آدمی کا نبوت کا ایک جز ہے چھیالیس جزوں میں سے۔

ف: مگر نبوت کا جز نبوت نہیں ہوسکتا اور یہ قید لگائی کہ اچھا خواب ہو اور نیک بخت آدمی کا ہو کیونکہ اکثر خواب خیالات ہوتے ہیں اعتبار کے قابل نہیں ہوتے مگر نیک بخت صالح آدمیوں کے بعض بعض خواب سچے ہوتے ہیں۔

(۱۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ ذَالِکَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

(۱۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ یَقُوْلُ هَلْ رَّاٰی اَحَدٌ مِّنْکُمُ اللَّیْلَةَ رُؤْیَاهُ وَیَقُوْلُ لَیْسَ یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فارغ ہوتے صبح کی نماز سے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہے گا سوائے اچھے خواب کے (یہ بھی ایک جز ہے نبوت کا یہ رہ جائے گا)

(۱۶۲) عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنْ یَّبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰی لَهٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ نہ رہے گا مگر مبشرات (خوشخبریاں) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہے آپؐ نے فرمایا اچھے خواب جس کو نیک بخت آدمی دیکھے یا دوسرا اس کے واسطے دیکھے یہ جز ہے نبوت کے چھیالیس جزوں میں سے۔

(۱۶۳) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِیٍّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ

ابو قتادہ بن ربعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف

الشَّيْطَانِ فَإِذَآ رَاٰى اَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ اِنْ كُنْتُ لَاَرَى الرُّؤْيَا هِيَ اَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا كُنْتُ اُبَالِيْهَا.

سے تو جب کوئی تم میں سے برا خواب دیکھے تو چاہیے کہ بائیں طرف تھتکار دے تین بار اور پناہ مانگے اللہ سے اس کے شر سے پھر وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا اگر خدا چاہے ابوسلمہ نے کہا پہلے میں خواب ایسے دیکھتا جن کا بوجھ میرے اوپر پہاڑ سے بھی زیادہ رہتا جب سے میں نے اس حدیث کو سنا ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

ف: کیونکہ اس حدیث میں برے خواب کی برائی سے بچنے کا طریقہ معلوم ہو گیا اب دل میں خواہ مخواہ وسوسہ نہ رکھا اور اندیشہ نہ کیا اللہ جل جلالہٗ کی پناہ بڑی قوی اور مضبوط ہے۔

(١٦٤) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ اَوْ تُرٰى لَهٗ.

عروہ بن زبیرؓ کہتے تھے کہ یہ جو اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ الآيَة ان کے واسطے خوشخبریاں ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الخ اس سے مراد نیک خواب ہے جس کو آدمی خود دیکھے یا کوئی اس کے واسطے دیکھے۔

۴۸۔بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّرْدِ
چوسر یا شطرنج کا بیان

(١٦٥) عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے چوسر کھیلا (یا شطرنج) تو اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی۔

ف: کیونکہ اس کھیل سے دشمنی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی یاد نہیں رہتی اور نماز قضا ہو جاتی ہے یہ کھیل سلف کے نزدیک قطعاً حرام ہے دوسری حدیث میں ہے جس نے چوسر کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت میں اور خون میں رنگ لیا ائمہ ثلاثہ اس کی حرمت کے قائل ہیں اور شافعیؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے جب کہ مواظبت نہ ہو اور عبادات اس کے باعث سے فوت نہ ہوں اور شرط نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

(١٦٦) عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ بَلَغَهَا اَنَّ اَهْلَ بَيْتٍ فِيْ دَارِهَا كَانُوْا سُكَّانًا فِيْهَا وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ لَئِنْ لَّمْ تُخْرِجُوْهَا لَاُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِيْ وَاَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ.

حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں کچھ لوگ رہا کرتے تھے آپؓ نے سنا ان کے پاس شطرنج (یا چوسر) ہے تو کہلا بھیجا کہ شطرنج (یا چوسر) کو تم دور کر دو میرے گھر سے نہیں تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی اور برا جانا اس کو۔

(١٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَجَدَ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِهٖ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهٗ وَكَسَرَهَا قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا خَيْرَ فِي الشَّطْرَنْجِ وَكَرِهَهَا وَسَمِعْتُهٗ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَبِغَيْرِهَا مِنَ الْبَاطِلِ وَيَتْلُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے گھر والوں میں کسی کو شطرنج (یا چوسر) کھیلتے دیکھتے تو اس کو مارتے اور شطرنج کو توڑ ڈالتے کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالکؒ سے شطرنج کھیلنا بہتر نہیں ہے نہ اس میں کوئی فائدہ و بھلائی ہے اور مکروہ جانتے تھے اس کو اور سنا میں نے

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ.

مالکؒ سے کہتے تھے شطرنج کھیلنا اور لغو بیہودہ کھیل سب مکروہ ہیں اور پڑھتے تھے اس آیت کو فَمَاذَا بَعْدَالْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ پس کیا ہے بعد حق کہ سوائے گمراہی کے۔

ف: بیہقی نے کہا صحابہؓ نے اجماع کیا شطرنج کے حرام ہونے پر اور جس نے رخصت نقل کی وہ غلط ہے۔ (زرقانی)

۴۹۔بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّلَامِ

سلام کا بیان

(۱۶۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَاِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ اَجْزَاءَ عَنْهُمْ.

زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے کو اور جب ایک آدمی قوم میں سے سلام کرے تو ان سب سے کافی ہو جائے گا۔

ف: کیونکہ ابتدائے سلام سنت کفایہ ہے جیسا کہ جوابِ سلام فرض کفایہ ہے۔

(۱۶۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذَالِكَ اَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِيْ يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ اِيَّاهُ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِنَّ السَّلَامَ انْتَهٰى اِلَى الْبَرَكَةِ قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يُسَلِّمُ عَلَى الْمَرْاَةِ فَقَالَ اَمَّا الْمُتَجَالَّةُ فَلَا اَكْرَهُ ذَالِكَ وَاَمَّا الشَّآبَّةُ فَلَآ اُحِبُّ ذَالِكَ.

محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں بیٹھا ہوا تھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اتنے میں ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور اس پر بھی کچھ زیادہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ان دنوں بینائی جاتی رہی تھی انہوں نے کہا یہ کون ہے۔[1] لوگوں نے کہا یہ وہی یمن کا رہنے والا ہے جو آیا کرتا ہے آپ کے پاس اور پتہ دیا اس کا یہاں تک کہ ابن عباسؓ پہچان گئے اس کو ابن عباسؓ نے کہا سلام ختم ہو گیا وبرکاتہٗ پر اس سے زیادہ نہ بڑھانا چاہیے کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالکؒ سے مرد سلام کرے عورت پر انہوں نے کہا بڑھیا پر تو کچھ قباحت نہیں لیکن جوان پر اچھا نہیں۔

۵۰۔بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّلَامِ عَلَى الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ

یہودی اور نصرانی کے سلام کا بیان

(۱۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدُهُمْ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ.

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہودی جب تم کو سلام کرتے ہیں تو السلام علیکم کے بدلے السام علیکم (یعنی موت ہو تم پر) کہتے ہیں تم بھی علیک کہا کرو (یعنی جواب میں صرف علیک کہہ دیا کرو یعنی تو ہی مرے)

....

سوال ہوا مالکؒ سے کہ یہودی اور نصرانی سے کوئی سلام کرے یعنی اسلام وعلیکم کہہ دے تو پھر اس کو فسخ کرے انہوں نے کہا نہیں (بلکہ

---

[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہچنوایا اس شخص کو۔ ۱۲منہ

توبہ اور استغفار کرے کیونکہ خلاف حکم کیا)۔

۵۱۔بَابُ جَامِعِ السَّلَامِ

سلام کی مختلف احادیث کا بیان

(۱۷۱) عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ نِ اللَّیْثِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلٰثَةٌ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَلَّمَا فَاَمَّآ اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَآ اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی فَاسْتَحْیَی اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ابوواقد لیثیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے مسجد میں اور لوگ آپؐ کے ساتھ تھے اتنے میں تین آدمی آئے دو تو آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور ایک چلا گیا جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو سلام کیا اور ایک شخص ان میں سے حلقے میں جگہ پا کر بیٹھ گیا اور ایک پیچھے بیٹھا رہا اور تیسرا تو پہلے ہی چلا گیا تھا جب آپؐ فارغ ہوئے (وعظ سے یا تعلیم سے جس میں مصروف تھے) تو آپؐ نے فرمایا کیا میں تم کو ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتلاؤں ایک تو ان میں سے اللہ کے پاس آیا اللہ نے بھی اس کو جگہ دی ایک نے ان میں سے شرم کی (مجلس کے اندر گھسنے سے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے) اللہ نے بھی اس سے شرم کی (یعنی اس پر رحمت اُتاری اور اس کو عذاب نہ کیا) اور ایک نے ان میں سے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس طرف سے منہ پھیر لیا۔

(۱۷۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ ثُمَّ سَاَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَیْفَ اَنْتَ فَقَالَ اَحْمَدُ اِلَیْكَ اللّٰهَ فَقَالَ عُمَرُ ذَالِكَ الَّذِیْ اَرَدْتُ مِنْكَ.

حضرت انس بن مالکؓ نے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کو ایک شخص نے سلام کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا پھر اس سے مزاج پوچھا اس نے کہا شکر کرتا ہوں اللہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا یہی مطلب تھا۔

(۱۷۳) عَنِ الطُّفَیْلِ بْنِ اُبَیِّ ابْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ یَاْتِیْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَیَغْدُوْا مَعَهٗ اِلَی السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَآ اِلَی السُّوْقِ لَمْ یَمُرُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰی سَقَاطٍ وَّلَا صَاحِبِ بَیْعَةٍ وَّلَا مِسْكِیْنٍ وَّلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْهِ قَالَ الطُّفَیْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَی السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ وَمَا تَصْنَعُ فِی السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَی الْبَیْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ قَالَ وَاَقُوْلُ اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ

طفیل بن ابی بن کعبؓ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتے اور صبح صبح ان کے ساتھ بازار کو جاتے طفیل کہتے ہیں جب ہم بازار میں پہنچتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر ایک ردی ودی بیچنے والے پر اور ہر دکاندار پر اور ہر مسکین پر اور کسی پر سلام کرتے ایک روز میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا میں نے کہا تم بازار میں جا کر کیا کرو گے نہ تم بیچنے والوں کے پاس ٹھہرتے ہو نہ کسی اسباب کو پوچھتے ہو نہ کسی کا مول تول کرتے ہو نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو اس سے یہیں بیٹھے رہو ہم تم باتیں کریں گے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ بڑا تھا) بازار

عُمَرَ یَآ اَبَابَطْنٍ وَکَانَ الطُّفَیْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجَلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ لَّقِیْنَا.

میں سلام کرنے کو جاتے ہیں جس سے ملاقات ہوتی ہے اس کو سلام کرتے ہیں۔

(۱۷۴) عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَالْغَادِیَاتُ وَالرَّآئِحَاتُ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَلَیْکَ اَلْفًا کَاَنَّهٗ کَرِهَ ذَالِکَ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سلام کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تو کہا السلام علیکم ورحمة الله و برکاته والغادیات والرائحات (سلامتی ہو تمہارے پر اور اللہ کی رحمت اور برکات اور صبح اور شام کی نعمتیں آنے والیں اور جانے والیں) عبداللہ بن عمرؓ نے کہا وعلیک الفاً (تیرے اُوپر بھی ہزار گنے اس کے) اور اس طرح کہا جیسے کہ اس کو برا جانا۔

ف: کیونکہ وبرکاتہٗ پر انتہا ہے اس سے بڑھنا زیادتی ہے شرع میں اور وہ جائز نہیں۔

(۱۷۵) عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اِذَا دَخَلَ الْبَیْتَ غَیْرَ الْمَسْکُوْنِ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ جب کوئی آدمی ایسے گھر میں جائے جو خالی پڑا ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین یعنی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۵۲۔بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

گھر میں جاتے وقت اذن لینے کا بیان

(۱۷۶) عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرٰهَا عُرْیَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا.

عطا بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ایک شخص نے کیا اذن مانگوں میں اپنی ماں سے گھر جاتے وقت آپؐ نے فرمایا ہاں وہ بولا میں تو اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا اذن لے کر جا وہ بولا میں تو اس کی خدمت کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا اذن لے کر جا کیا تو چاہتا ہے کہ اس کو ننگا دیکھے وہ بولا نہیں آپؐ نے فرمایا پس اذن لے کر جا۔

(۱۷۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔

(۱۷۸) عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ عُلَمَآءِ هِمْ اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ جَآءَ یَسْتَاْذِنُ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاسْتَاْذَنَ ثَلٰثًا ثُمَّ رَجَعَ فَاَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ اَثَرِهٖ فَقَالَ مَالَکَ لَمْ تَدْخُلْ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے بہت سے علماء سے سنا کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے اجازت چاہی اندر آنے کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تین بار جب تینوں بار جواب نہ ملا تو وہ لوٹ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا جب وہ آئے تو ان سے کہا تم اندر کیوں نہ آئے ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ اذن تین

فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ يَّعْلَمُ هٰذَا لَئِنْ لَّمْ تَأْتِنِيْ بِمَنْ يَّعْلَمُ ذَالِكَ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجَ اَبُوْمُوْسٰى حَتّٰى جَآءَ مَجْلِسًا فِي الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهٗ مَجْلِسُ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنِّيْ اَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ 1
وَاِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ لَئِنْ لَّمْ تَأْتِنِيْ بِمَنْ يَّعْلَمُ هٰذَا لَاَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كَانَ سَمِعَ ذَالِكَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِيَ فَقَالُوْا لِاَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قُمْ مَعَهٗ وَكَانَ اَبُوْسَعِيْدٍ اَصْغَرَهُمْ فَقَامَ مَعَهٗ فَاَخْبَرَ ذَالِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ عُمَرُ لِاَبِيْ مُوْسٰى اَمَآ اِنِّيْ لَا اَتَّهِمُكَ لٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔ حضرت عمرؓ نے کہا تمہارے سوا اور کس نے یہ حدیث سنی ہے اس کو لے کر آؤ اگر نہ لاؤ گے تو میں تم کو سزا دوں گا ابو موسیٰ نکلے اور مسجد میں بہت سے آدمیوں کو بیٹھے دیکھا ایک مجلس میں جس کو مجلس انصار کہتے تھے اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ میں نے یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بیان کی انہوں نے کہا کہ اگر کسی اور نے یہ حدیث سنی ہو تو ان کو لے کر آؤ نہیں تو میں تم کو سزا دوں گا اگر تم میں سے کسی نے یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ لوگوں نے ابو سعید خدریؓ سے کہا تم جاؤ وہ سب لوگوں میں کم سن تھے ابو سعیدؓ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بیان کی۔ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ سے کہا میں نے تم کو جھوٹا نہیں سمجھا لیکن میں ڈرا ایسا نہ ہو کہ لوگ آنحضرت ﷺ پر باتیں جوڑ لیا کریں۔

ف: یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احتیاطاً و مصلحتاً تھا کہ ایک شخص کا کہنا قبول نہ کیا اور اس کو ڈانٹ دیا تاکہ اور جھوٹے جھوٹ بولنے سے باز رہیں اور خوف کریں ورنہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر ہیں ان کی نسبت کذب کا احتمال نہیں ہو سکتا۔

۵۳۔ بَابُ التَّشْمِيْتِ فِي الْعُطَاسِ

چھینک کا جواب دینے کا بیان

(۱۷۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ مَضْنُوْكٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ لَآ اَدْرِيْ اَبَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ.

محمد بن عمرو بن حزمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چھینکے تو اس کو جواب دو (یعنی جب وہ الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو) پھر اگر چھینکے تو جواب دو پھر اگر چھینکے تو جواب دو پھر اگر چھینکے تو کہہ دو کہ تجھ کو زکام ہو گیا ہے عبداللہ بن ابی بکر نے کہا معلوم نہیں کہ تیسری کے بعد آپؐ نے یہ کہا یا چوتھی کے بعد۔

(۱۸۰) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا عَطَسَ فَقِيْلَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُلَنَا وَلَكُمْ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب چھینک آتی اور کوئی يَرْحَمُكَ اللّٰهُ (تم پر اللہ رحم کرے) کہتا تو وہ يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُلَنَا وَلَكُمْ کہتے (یعنی اللہ ہم پر رحم کرے اور تم پر بھی اور ہم کو بخشے اور تم کو بھی۔

....

ف: طبرانی نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً ایسا ہی روایت کیا ہے اور بخاری نے الادب المفرد میں مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمد للہ کہے دوسرا شخص یرحمک اللہ کہے پھر چھینک والا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے (یعنی اللہ ہدایت دے

تم کو اور ٹھیک کرے حال تمہارا)

۵۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الصُّوَرِ وَالتَّمَاثِيْلِ

تصویروں اور مورتیوں کے بیان میں

(۱۸۱) عَنْ رَّافِعِ بْنِ اِسْحَاقَ مَوْلَى الشِّفَآءِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ نَعُوْدُهُ فَقَالَ لَنَآ اَبُوْسَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ تَصَاوِيْرُ يَشُكُّ اِسْحَاقُ لَايَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ.

رافع بن اسحاقؒ سے جو مولیٰ ہیں شفاء (بنت عبداللہ) کے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن ابی طلحہ مل کر ابوسعید خدریؓ کے پاس گئے ان کے دیکھنے کو وہ بیمار تھے ابوسعید نے کہا مجھ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں یا مورتیاں ہوں اسحاق (راوی) کو شک ہے کہ ابوسعیدؓ نے ان دونوں میں سے کیا کہا (تصاویر یا مورتیاں)۔

ف: یعنی پورے حیوان کے مجسمے یہ تو بالاتفاق حرام ہے اگر عکسی یا نقشی ہو تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے ایک یہ کہ مطلقاً ممنوع ہے ایک یہ کہ اگر سر سے پیر تک پوری شکل ہو تو ممنوع ہے ورنہ درست ہے ایک یہ کہ اگر زمین وغیرہ میں نیچے پڑی ہو (اور اندر رکھی ہو) تو درست ہے اگر دیوار وغیرہ سے معلق ہو تو درست نہیں۔ (زرقانی)

(۱۸۲) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ يَعُوْدُهُ قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ فَدَعَآ اَبُوْطَلْحَةَ اِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا مِّنْ تَحْتِهِ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهُ قَالَ لِاَنَّ فِيْهِ تَصَاوِيْرَ وَقَدْ قَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ سَهْلٌ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّهُ اَطْيَبُ لِنَفْسِيْ.

عبیداللہ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ وہ ابوطلحہ انصاریؓ کی عیادت کو گئے وہاں سہل بن حنیف کو بھی دیکھا ابوطلحہ نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا میرے نیچے سے شطرنجی نکال لے سہل نے کہا کیوں ابوطلحہؓ نے کہا اس میں تصویریں ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے تصویروں کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ تم کو معلوم ہے سہل نے کہا یہ بھی تو آپؐ نے فرمایا ہے اگر نقشی ہو کپڑے وغیرہ پر تو کچھ قباحت نہیں ابوطلحہؓ نے کہا ہاں یہ سچ ہے مگر میری خوشی یہی ہے کہ ہر قسم کی تصویر سے پرہیز کروں۔

(۱۸۳) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ وَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتِ الْكَرَاهَةَ فِيْ وَجْهِهٖ وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَاذَآ اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتُوَسِّدُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْلَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ (تو شک بچھونا) خریدا اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں جب آپؐ نے اس کو دیکھا تو آپ حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ آئے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) آپؐ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اس کے رسول سے میرا کیا گناہ ہے آپؐ نے فرمایا یہ تکیہ (بچھونا) کیسا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس تکیے (بچھونے) کو اس لیے خریدا ہے کہ آپؐ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ

هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ.

لگائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تصویر بنانے والے عذاب دیئے جائیں گے قیامت کے روز ان سے کہا جائے گا تم جلاؤ ان صورتوں کو جن کو تم نے دنیا میں بنایا تھا پھر آپ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف: اس حدیث سے عکسی اور نقشی تصویریں سب کی ممانعت ثابت ہوئی یہی مذہب صحیح ہے۔

۵۵۔ بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَکْلِ الضَّبِّ

گوہ (سوسمار) کھانے کا بیان

(۱۵۴) عَنْ سُلَیْمَانَ ابْنِ یَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْتَ مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَاِذَاضِبَابٌ فِیْهَا بَیْضٌ وَمَعَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ لَکُمْ هٰذَا فَقَالَتْ اَهْدَتْهُ لِیْ اُخْتِیْ هُزَیْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فَقَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ کُلَا فَقَالَ اَوَلَا تَأْکُلُ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنِّیْ یَحْضُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ حَاضِرَةٌ قَالَتْ مَیْمُوْنَةُ اَنَسْقِیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ لَّبَنٍ عِنْدَنَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ مِنْ اَیْنَ لَکُمْ هٰذَا فَقَالَتْ اَهْدَتْهُ لِیْ اُخْتِیْ هُزَیْلَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَکِ جَارِیَتَکِ الَّتِیْ کُنْتِ اسْتَاْمَرْتِنِیْ فِیْ عِتْقِهَا اَعْطِیْهَا اُخْتَکِ وَصِلِیْ بِهَا رَحِمَکِ تَرْعٰی عَلَیْهَا فَاِنَّهٗ خَیْرٌ لَّکِ.

سلیمان بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی بی بی) میمونہؓ بنت حارث کے مکان میں گئے وہاں گوہ (سوسمار) دیکھا سفید اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن عباسؓ اور خالد بن الولیدؓ تھے آپ نے پوچھا یہ گوشت کہاں سے آیا میمونہؓ نے کہا میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے بھیجا تھا آپ نے عبداللہ بن عباسؓ اور خالد بن الولیدؓ سے کہا کھاؤ انہوں نے کہا آپ نہیں کھاتے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میرے پاس اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے کوئی نہ کوئی آیا کرتے ہیں (اور اس کے گوشت میں ایک بدبو ہوتی ہے) میمونہ نے کہا ہم آپ کو دودھ پلا دیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہاں جب آپ دودھ پی چکے تو پوچھا یہ کہاں سے آیا میمونہؓ نے کہا میری بہن ہزیلہ نے تحفہ بھیجا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اپنی لونڈی کو جس کے آزاد کرنے کے واسطے تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اپنی بہن کو دے دو اور قرابت کی رعایت کرو وہ اس کی بکریاں چرایا کرے تو مناسب ہے اور بہتر ہے تیرے واسطے۔

ف: یعنی پکا ہوا گوہ (سوسمار) اس کا گوشت پکنے سے سفید ہو جاتا ہے۔

(۱۸۵) عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَیْتَ مَیْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ فَاُتِیَ بِضَبٍّ مَّحْنُوْذٍ فَاَهْوٰی اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِیْ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ اَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا یُرِیْدُ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْهُ فَقِیْلَ هُوَ ضَبٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدَهٗ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰکِنَّهٗ لَمْ یَکُنْ بِاَرْضِ قَوْمِیْ

خالد بن الولیدؓ بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ام المومنین) میمونہؓ کے گھر میں گئے وہاں ایک گوہ (سوسمار) بھنا ہوا آیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ اُٹھایا کھانے کو عورتوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو بتا دو جس کا یہ گوشت ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ گوہ (سوسمار) کا گوشت ہے آپ نے ہاتھ کھینچ لیا میں نے کہا کیا حرام ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نہیں لیکن یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس واسطے مجھے اس کے کھانے سے کراہت آتی

فَاجۡذُنِیۡ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجۡتَرَرۡتُهٗ فَاَكَلۡتُهٗ وَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ یَنۡظُرُ.

ہے۔ خالدؓ نے کہا میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ کر کھایا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

ف: اس حدیث سے گوہ یعنی سوسمار کی حلت معلوم ہوئی یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہ کا اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے مگر صاحب ہدایہ نے اس کی کراہت بیان کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے کھانے سے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج و حجت نہیں اور نووی نے اس کی حرمت ایک قوم سے نقل کی ہے۔ (زرقانی)

(۱۸۶) عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا نَادٰی رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ مَا تَرٰی فِی الضَّبِّ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ لَسۡتُ بِاٰكِلِهٖ وَلَا بِمُحَرِّمِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا یا رسول اللہ! آپ سوسمار (گوہ) کے گوشت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔

۵۶۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیۡ اَمۡرِ الۡكِلَابِ

کتوں کے حکم

(۱۸۷) عَنۡ سُفۡیَانَ بۡنِ زُهَیۡرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنۡ اَزۡدِ شَنُوۡءَةَ مِّنۡ اَصۡحَابِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یُحَدِّثُ نَاسًا مَّعَهٗ عِنۡدَ بَابِ الۡمَسۡجِدِ فَقَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ مَنِ اقۡتَنٰی كَلۡبًا لَّا یُغۡنِیۡ عَنۡهُ زَرۡعًا وَّلَا ضَرۡعًا نَّقَصَ مِنۡ عَمَلِهٖ كُلَّ یَوۡمٍ قِیۡرَاطٌ قَالَ اَنۡتَ سَمِعۡتَ هٰذَا مِنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِیۡ وَ رَبِّ هٰذَا الۡمَسۡجِدِ.

سفیان بن زہیرؓ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے مسجد نبوی کے دروازے پر انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے جو شخص کتا پالے نہ کھیت کی حفاظت کے واسطے نہ بکریوں کی حفاظت کے واسطے تو ہر روز اس کے اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر کمی و نقصان ہوا کرے گا سائب نے سفیان سے کہا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس مسجد کے پروردگار کی۔

ف: قیراط کا وزن پانچ جو ہے یہاں قیراط کا وزن معلوم نہیں خدا ہی جانتا ہے۔ کتا پالنا تین کام کے لیے درست ہے ایک تو کھیت کے بچانے کو دوسرے گلے کی رکھوالی کو تیسرے شکار کے واسطے چنانچہ یہ مطلب دوسری حدیث میں آیا ہے ان کاموں کے سوا کتا پالنا درست نہیں نیک اعمال مٹتے جاتے ہیں۔

(۱۸۸) عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقۡتَنٰی كَلۡبًا اِلَّا كَلۡبًا ضَارِیًا اَوۡ كَلۡبَ مَاشِیَةٍ نَقَصَ مِنۡ عَمَلِهٖ كُلَّ یَوۡمٍ قِیۡرَاطَانِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کتا پالے سوائے شکاری کتے کے یا کھیت کے کتے کے تو ہر روز اس کے عمل میں سے دو قیراط کے برابر کمی و نقصان ہوگا۔

(۱۸۹) عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتۡلِ الۡكِلَابِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے قتل کا۔

ف: مگر شکاری کتے کا یا گلے کے کتے کا مسلم عیاضؒ نے کہا کہ امام مالکؒ اور ایک جماعت اہل حدیث نے اس حدیث کی رو سے کتوں کا قتل لازم کیا ہے اور بہت سے علماء نے کتے کو چھوڑ دینا اور پالنا درست رکھا ہے اور اس حدیث کو منسوخ کہا ہے مگر سیاہ کتے کا قتل لازم کیا ہے۔ (زرقانی)

۵۷۔بَابُ مَا جَآءَ فِيُ اَمْرِ الْغَنَمِ

بکریوں کا بیان

(۱۹۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَآءُ فِيُ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيُ اَهْلِ الْغَنَمِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا کفر پورب کی طرف ہے۔ ف[1] اور فخر اور تکبر گھوڑوں اور اونٹ والوں میں ہے جو بلند آواز رکھتے ہیں جنگل میں رہتے ہیں ف[2] اور عاجزی اور تواضع بکری والوں میں ہے۔ ف[3]

ف ۱: ایران پورب کی طرف واقع تھا مدینہ سے اسی طرح عراق وغیرہ سو ایران میں آپؐ کے زمانے میں سب آتش پرست تھے اور عراق سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے۔ امام حسین علیہ السلام وہیں شہید ہوئے۔

ف ۲: یعنی زمین دار ملکی لوگ۔

ف ۳: بعضوں نے کہا مراد اس سے اہل یمن ہیں اور اکثر بکریاں پالتے ہیں بخلاف ربیعہ اور مضر کے کہ وہ اونٹ رکھتے ہیں۔

(۱۹۱) عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنُ خَيْرُمَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يُتْبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قریب ہے کہ بہترین مال مسلمان کا چند بکریاں ہوں گی جن کو لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے گا یا کسی وادی کے اندر بھاگے گا فتنوں سے اپنا دین بچانے کو۔

(۱۹۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرُ خِزَانَتُهُ فَيُنْقَلُ مِنْهُ طَعَامُهُ وَاِنَّمَا تَخْزِنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهِ.

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بلا اس کی اجازت کے بھلا کوئی تم میں یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھڑی میں آ کے خزانہ اس کا توڑ کے اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کی دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کوٹھڑی کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بدون اس کی اجازت کے۔

(۱۹۳) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَ قَدْ رَعٰى غَنَمًا قِيْلَ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَ اَنَا.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے بھی فرمایا کہ (ہاں) میں نے بھی۔

۵۸۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ وَالْبَدْءِ بِالْاَكْلِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا چاہیے اور کھانا بھی آ جائے اور نماز کا وقت بھی آ جائے تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیے

(۱۹۴) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَرَّبُ اِلَيْهِ عَشَآءُهٗ فَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْاِمَامِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامٍ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ مِنْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا جاتا تو وہ امام کی قراءت سنا کرتے اپنے گھر میں اور کھانے میں جلدی نہ کرتے جب تک اچھے طور سے نہ کھا لیتے۔

(١٩٥) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ انْزِعُوْهَا وَمَاحَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ.

حضرت ام المؤمنین میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کہ اگر چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا چاہیے آپؐ نے فرمایا کہ اس کو نکال ڈالو اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دو ۔(باقی استعمال میں لاؤ)

....

ف: یہ جب ہے کہ وہ گھی جما ہوا ہو پتلا نہ ہو اگر پتلا ہو تو سب پھینکنا پڑے گا جمہور علماء کے نزدیک اور زہری اور اوزاعی کے نزدیک سب گھی نجس نہ ہوگا۔

٥٩۔بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنَ الشُّؤْمِ

جس کی نحوست سے بچنا چاہیے

(١٩٦) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ.

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی ایک گھوڑے میں دوسرے عورت میں تیسرے گھر میں۔

ف: یعنی نحوست کوئی چیز نہیں صرف خیال ہی ہے پر اگر ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی اکثر محدثین اور علماء کا یہی مذہب ہے اور بعضوں کے نزدیک ان چیزوں میں نحوست اور برکت ہوا کرتی ہے۔واللہ اعلم

(١٩٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے ایک گھر دوسرے عورت تیسرے گھوڑا (اور تفصیل اس کی کتاب دلیل الطالب علیٰ ارجح المطالب میں لکھی ہے)

(١٩٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيْرٌ وَّالْمَالُ وَافِرٌ فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوْهَا ذَمِيْمَةً.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس بولی یا رسول ایک گھر تھا جس میں ہم جا کر رہے ہماری گنتی بھی زیادہ تھی اور مال بھی تھا پھر گنتی بھی کم ہوگئی (یعنی لوگ مر گئے) اور مال میں بھی نقصان ہوا آپؐ نے فرمایا چھوڑ دے اس (گھر) کو تو (جبکہ تو اس کو) برا (جانتی ہے)۔

....

٦٠۔بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاَسْمَآءِ

جو نام برے ہیں ان کا بیان

(١٩٩) عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَّحْلِبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ مُرَّةُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّحْلِبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهٗ حَرْبٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس اونٹنی دودھ والی کا دودھ کون دوہے گا ایک شخص کھڑا ہوا آپؐ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے وہ بولا مرہ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جا (آپ نے اس کا نام اچھا نہ سمجھا مرہ تلخ کو بھی کہتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا کون دوہے گا اس اونٹنی کو ایک شخص اور کھڑا ہوا آپؐ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا حرب آپؐ نے فرمایا بیٹھ جا حرب کے معنی (لڑائی) پھر آپؐ نے فرمایا کون

يَحْلِبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ قَالَ يَعِيْشُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْلِبْ.

دوہتا ہے اس اونٹنی کو ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا یعیش آپ نے فرمایا جا دودھ دوہ (یعیش نام آپ نے پسند کیا کیونکہ وہ عیش سے ہے۔ آپ فال نیک بہت لیا کرتے تھے)

....

(۲۰۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةُ قَالَ ابْنُ مَنْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ اَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ قَالَ بِاَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى قَالَ عُمَرُ اَدْرِكْ اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا جمرہ (انگارہ) انہوں نے پوچھا باپ کا نام کہا شہاب (شعلہ) پوچھا کس قبیلے سے کہا حرقہ سے (جس کے معنی جلنے کے ہیں) پوچھا کہاں رہتا ہے کہا حرۃ النار میں پوچھا کون سی جگہ میں کہا ذات لظی میں (ان کے معنی بھی شعلے اور دہکتی آگ کے ہیں) حضرت عمرؓ نے کہا جا اپنے لوگوں کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ راوی نے کہا جب وہ شخص گیا تو دیکھا یہی حال تھا جو حضرت عمرؓ نے کہا تھا (یعنی سب جل گئے تھے)

٦١۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحِجَامَةِ وَ اُجْرَةِ الْحَجَّامِ

پچھنے لگانا اور اس کی مزدوری کا بیان

(۲۰۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَمَهٗ اَبُوْ طَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهٗ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ.

انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگائے ابوطیبہؓ کے ہاتھ سے پھر آپ نے مزدوری میں ایک صاع کھجور کا دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دیں۔

(۲۰۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنْ كَانَ دَوَآءٌ يَّبْلُغُ الدَّآءَ فَاِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهٗ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی دوا ایسی ہوتی جو بیماری تک پہنچ جاتی تو وہ پچھنے ہوتے۔

(۲۰۳) عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَحَدِ بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَى عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهٗ وَاسْتَاْذِنُهٗ حَتّٰى قَالَ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَاَطْعِمْهُ يَعْنِيْ رَقِيْقَكَ.

ابن محیصہ انصاریؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ حجام کی اُجرت کو اپنے خرچ میں لانا کیسا ہے (کیونکہ ان کے غلام ابوطیبہ حجام تھے وہ چاہتے تھے اس کی کمائی کھائیں) آپ نے منع کیا (مگر یہ ممانعت تنزیہاً ہے اکثر علماء کے نزدیک) وہ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگتے تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اس کی کمائی اپنے اونٹوں اور غلاموں کی خوراک میں صرف کر۔

٦٢۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَشْرِقِ

پورب کا بیان

(۲۰٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُوْلُ اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا اِنَّ الْفِتْنَةَ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف اور فرماتے تھے فتنہ اسی طرف سے ہے فتنہ اسی طرف سے ہے جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

ف: دوسری حدیث میں وارد ہے کہ شیطان جس وقت آفتاب نکلتا ہے وہاں اپنا سر رکھ دیتا ہے تا کہ آفتاب پوجنے والوں کا سجدہ اسی کو ہو

(مدینہ منورہ سے پورب کی طرف ایران اور ہندوستان واقع ہیں اور عراق عرب جو معدن فتن اور منبع فسادات ہوئے اور ہیں اور ہوں گے)

(۲۰۵) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ لَهٗ كَعْبُ نِ الْاَحْبَارُ لَا تَخْرُجُ اِلَيْهَآ يَآاَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّ بِهَا تِسْعَةَ اَعْشَارِ السِّحْرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ وَبِهَا الدَّآءُ الْعُضَالُ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے عراق کو جانا چاہا تو کعب احبارؓ نے کہا آپ وہاں نہ جائیے اے امیر المومنین کیونکہ اس ملک میں جادو کے دس حصوں میں نو حصے ہیں اور جتنے شریر اور خبیث جن ہیں وہاں ہیں اور وہاں ایک بیماری ہے جو لا علاج ہے۔

۶۳۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَمَا يُقَالُ فِيْ ذٰلِكَ

سانپوں کے مارنے کا بیان اور سانپوں کا حال

(۲۰۶) عَنْ اَبِيْ لُبَابَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِيْ فِي الْبُيُوْتِ.

ابولبابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے منع کیا ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہیں۔

ف: یعنی اوّل ہی بار میں گھر کے سانپوں کو نہ مارنا چاہیے۔ پہلے ان کو ڈرا دینا چاہیے تین بار قسم دے کر کہ بار دیگر ہمارے گھر میں نہ آؤ اور ہم کو نہ ستاؤ اگر چوتھی بار پھر نکلے تو اس کو مار ڈالے یہ اس واسطے ہے کہ سانپوں میں بعضے سانپ جن ہوتے ہیں بعضوں نے یہ حکم مدینے کے سانپوں سے خاص کیا ہے۔

(۲۰۷) عَنْ سَآئِبَةَ مَوْلَاةٍ لِّعَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَانِ الَّتِيْ فِي الْبُيُوْتِ اِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَافِيْ بُطُوْنِ النِّسَآءِ.

سائبہ جو مولاۃ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہوتے ہیں مگر ذی الطفیتین اور ابتر کو۔ ف۱ کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔ ف۲

ف۱: ذی الطفیتین وہ سانپ ہے جس کے پیٹ پر دو دھاریاں سفید ہوتی ہیں اور ابتر وہ سانپ جس کی دم کٹی ہو یا چھوٹی ہو۔

ف۲: یعنی اس سانپ کی تاثیر یہ ہے جس سے آنکھ ملا دیتا ہے تو اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اگر عورت حاملہ سے آنکھ ملا دیتا ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے ان دو سانپوں کو آپؐ نے فرمایا اسی وقت قتل کر ڈالو کچھ ڈرانے کی اور مہلت دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ جن ان سانپوں کی صورت نہیں بنتے۔

(۲۰۸) عَنْ اَبِي السَّآئِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ فَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّيْ فَجَلَسْتُ اَنْتَظِرُهٗ حَتّٰى قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ فَسَمِعْتُ تَحْرِيْكًا تَحْتَ سَرِيْرٍ فِيْ بَيْتِهٖ فَاِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ لِاَقْتُلَهَا وَاَشَارَ اِلَيَّ اَبُوْسَعِيْدٍ اَنِ اجْلِسْ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ اَتَرٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْهِ فَتًى حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرُسٍ فَخَرَجَ

ابو السائبؒ سے جو مولیٰ ہشام بن زہرہ کے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں ابوسعید خدریؓ کے پاس گیا وہ نماز پڑھ رہے تھے میں بیٹھ گیا نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا اتنے میں میں نے ان کے تخت کے تلے سرسراہٹ سنی دیکھا تو سانپ ہے میں اس کے مارنے کو اٹھا ابوسعیدؓ نے اشارہ کیا بیٹھ جا (اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اشارہ کرنا درست ہے) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور کہا اس کوٹھڑی کو دیکھتے ہو میں

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْخَنْدَقِ فَبَيْنَا هُوَ بِهِ اِذْ اَتَاهُ الْفَتٰى يَسْتَاْذِنُهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ائْذَنْ لِّيْ اَحْدُثُ بِاَهْلِيْ عَهْدًا فَاَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَانْطَلَقَ الْفَتٰى اِلٰى اَهْلِهٖ فَوَجَدَ امْرَاَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَاَهْوٰى الْفَتٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا وَاَدْرَكَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ حَتّٰى تَدْخُلَ وَتَنْظُرَ مَا فِيْ بَيْتِكَ فَدَخَلَ فَاِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مُّنْطَوِيَةٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَرَكَزَ فِيْهَا رُمْحَهُ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِيْ رَاْسِ الرُّمْحِ وَخَرَّ الْفَتٰى مَيِّتًا فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا الْفَتٰى اَمِ الْحَيَّةُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِّنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَالَكُمْ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ۔

نے کہا ہاں ابوسعید خدریؓ نے کہا اس کوٹھڑی میں ایک نوجوان رہتا تھا جس نے نئی شادی کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگِ خندق میں گیا پھر وہ یکایک آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجیے (میں گھر ہو کر آتا ہوں) میں نے نئی شادی کی ہے آپؐ نے اجازت دے دی اور فرمایا ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنی قریظہ کا خوف ہے (بنی قریظہ وہ یہودی تھے جو جنگِ خندق میں آپ کی اطاعت سے باہر ہو گئے تھے اور جنگ کا قصد رکھتے تھے) وہ نوجوان ہتھیار لے کر گیا جب گھر پہنچا تو بی بی کو دیکھا دروازہ پر کھڑی ہے اس نوجوان نے غیرت سے برچھا اس کے مارنے کو اٹھایا وہ بولی جلدی مت کر اپنے گھر میں جا کر دیکھ کہ اس میں کیا ہے وہ گھر میں گیا دیکھا تو ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے اس کے بچھونے پر بیٹھا ہوا ہے وہ نوجوان سانپ کو برچھی سے چھید کر نکلا اور برچھی کو گھر میں کھڑا کر دیا وہ سانپ اس برچھی کی نوک میں پیچ کھاتا رہا اور نوجوان اسی وقت مر گیا معلوم نہیں سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان پہلے مرا جب رسول اللہ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا ف۱ مدینہ میں جن مسلمان ہو گئے ہیں۔ ف۲ تو جب تم کسی سانپ کو دیکھو تو تین روز تک اسے آگاہ کیا کرو۔ ف۳ اگر بعد اس کے بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ف۴

ف۱: صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ آپؐ دعا کیجیے کہ یہ نوجوان زندہ ہو جائے آپؐ نے فرمایا اس کے لیے دعا کرو بخشش کی۔

ف۲: تو جنوں نے اس کو قصاصاً قتل کیا ہوگا مگر یہ ظلم تھا جنوں کا اس واسطے کہ اس نوجوان نے عمداً جن سمجھ کر نہیں مارا بلکہ موذی سمجھ کر مارا۔

ف۳: اس سے معلوم ہوا کہ تین روز تک آگاہ کرنا ضروری ہے اگر ایک روز میں تین بار نکلے اور تین بار آگاہ کر دے تو کافی نہیں اور آگاہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سانپ مکان میں نکلے تو اس سے کہو کہ ہم تجھ کو نوح علیہ السلام اور سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا عہد یاد دلا کے کہتے ہیں کہ ہم کو ایذا نہ دے اگر اس پر بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب تم سانپ کو مکان میں دیکھو اس سے کہو قسم دیتے ہیں ہم تم کو اس عہد کی جو حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا اور اس عہد کی جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہم کو ایذا نہ دو اگر پھر نکلے تو اس کو مار ڈالو۔

ف۴: یعنی سرکش اور خیرہ ہے اس کے مار ڈالنے میں کچھ نقصان نہیں۔

۶۴۔ بَابُ مَا يُؤْمَرُبِهٖ مِنَ الْكَلَامِ فِى السَّفَرِ

سفر کی دُعا کا بیان

(۲۰۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِى الْغَرْزِ وَهُوَ يُرِيْدُ السَّفَرَ يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ.

امام مالکؒ کو پہنچا (مسلم نے اس کو مسنداً روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے سفر کے قصد سے تو فرماتے کہ اللہ کے نام سے سفر کرتا ہوں اے پروردگار تو رفیق ہے سفر میں اور خلیفہ ہے میرے اہل وعیال میں اے پروردگار نزدیک کردے ہم کو زمین جہاں ہم جاتے ہیں اور آسان کر ہم پر سفر اے پروردگار پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے سفر کی تکلیف سے اور برے لوٹنے سے اور برے حال سے اہل اور مال کے۔

....

(۲۱۰) عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَّزَلَ مَنْزِلًا فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّضُرَّهٗ شَيْئٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ.

خولہ بنت حکیمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اُترے اور کہے کہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ جل جلالہٗ کے پورے کلمات سے (یعنی اس کی صفاتِ کاملہ یا اس کے الفاظ سے) ہر مخلوق کے شر سے تو اس کو کسی چیز سے نقصان نہ ہوگا کوچ کے وقت تک۔

....

ف: یہ دعا سفر سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ علی الخصوص سونے کے وقت اس کو ضرور پڑھنا چاہیے اسی طرح سفر کو جاتے وقت یا لڑائی کو جاتے وقت پڑھنا اس کا بہتر ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا وہ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. کہہ کر یہ دعا پڑھتے: رَبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ. (اے پروردگار! اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا) رَبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا. اے پروردگار داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچائی کا (مراد اچھی طرح) اور نکال مجھ کو نکالنا سچائی کا (یعنی اچھی طرح) اور بنا اپنے ہاں سے میرے لیے کوئی زور مددگار) جب حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کشتی سے اترے تھے تو ان کو پروردگار عالم جل جلالہٗ نے یہی پہلی دعا سکھائی تھی۔

۶۵۔ بَابُ مَا جَآءَ فِى الْوُحْدَةِ فِى السَّفَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

اکیلے سفر کرنے کی ممانعت مرد اور عورت کے واسطے

(۲۱۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَّالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلٰثَةُ رَكْبٌ.

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے۔ ف۱ اور دو مل کر سفر کرنے والے دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔ ف۲

ف۱: یعنی دور ہے بہتری اور سلامتی سے یا مخالف ہے حکم الٰہی کے۔

ف۲: کیونکہ تین آدمی جب سفر میں ساتھ ہوتے ہیں تو بڑا آرام ہوتا ہے۔ ایک اسباب کے پاس رہا دوسرا حاجت کو گیا تیسرا کھانے پکانے میں مصروف رہا دو رفیق لڑے تو تیسرے نے صلح کرادی یا ایک بیمار ہوگیا تو ایک نے علاج معالجہ کیا ایک خبر کرنے کو گیا یا کوئی غنیم آیا تو دو مقابلے کو تیار ہوئے اور تیسرا سفر کرنے کو گیا اسی طرح بہت سے فوائد ہیں جو اکیلے سفر کرنے والے کو یا دو کو حاصل

نہیں ہوتے اکثر علماء نے تنہا سفر کرنا مکروہ رکھا ہے اس حدیث سے بعضوں نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب کفار کی عداوت کی وجہ سے راہ میں خوف تھا اب اگر امن ہو تو کچھ قباحت نہیں۔

(۲۱۲) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشَّيْطَانُ يَهِمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ فَاِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً لَمْ يَهِمَّ بِهِمْ.

سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان قصد کرتا ہے (ضرر پہنچانے کا) ایک اور دو پر جب تین آدمی ہوں تو ان پر قصد نہیں کرتا۔

ف: کیونکہ تین آدمی جماعت ہیں کرامات جماعت مشہور ہے۔

(۲۱۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مُسَافَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ مِّنْهَا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سفر کرنا ایک دن رات کا مگر اپنے محرم کے ساتھ۔

ف: جیسے باپ بھائی وغیرہ بخاری اور مسلم نے ابوسعیدؓ کی روایت میں او زوج (یا خاوند) کا لفظ زیادہ کیا ہے اور اسی حکم میں سید (آقا) بھی ہے پس زوجہ کا زوج (خاوند) کے ساتھ اور لونڈی کا مولیٰ کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت سفر کی ایک دن رات ہے اور بعض حدیثوں سے اس سے کم زیادہ معلوم ہوتی ہے علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک سفر کی کوئی مدت مقرر نہیں جس کو لوگ سفر کہیں اس میں احکام سفر کے جاری ہوں گے نماز کا قصر ہوگا بعضوں کے نزدیک اگر قافلہ بڑا ہو اور معتبر عورتیں ساتھ ہوں تو بغیر محرم کے عورت کو سفر کرنا درست ہے۔

۶۲۔ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهٖ مِنَ الْعَمَلِ فِى السَّفَرِ

سفر کے احکام کا بیان

(۲۱۴) عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَرْفَعُهُ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ وَيَرْضٰى بِهٖ وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ مَالَا يُعِيْنُ عَلَى الْعُنُفِ اِذَا رَكِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَآبَّ الْعُجْمَ فَانْزِلُوْهَا مَنَازِلَهَا فَاِنْ كَانَتِ الْاَرْضُ جَدْبَةً فَانْجُوْا عَلَيْهَا بِنَقِيِّهَا وَعَلَيْكُمْ بِسَيْرِ اللَّيْلِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ مَالَا تُطْوٰى بِالنَّهَارِ وَاِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيْسَ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَآبِّ وَمَاْوَى الْحَيَّاتِ.

خالد بن معدانؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ نرمی کرتا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے نرمی کرنے پر اور مدد کرتا ہے نرمی پر وہ جو نہیں کرتا سختی پر جب تم چڑھو ان بے زبان جانوروں پر تو اتارو ان کو ان کی منزلوں پر۔ ف۱ اگر زمین صاف ہو جہاں گھاس نہ ہو تو جلدی سے نکال لے جاؤ تا کہ اس میں گودا رہے۔ ف۲ اور لازم کر لو رات کا چلنا کیونکہ رات کے چلنے میں جیسے راہ کٹتی ہے ویسی دن کو نہیں کٹتی۔ ف۳ تو رات کو جب اترو تو راستے میں نہ اترو کیونکہ وہاں جانور آتے جاتے ہیں۔ ف۴ اور سانپ بھی رہا کرتے ہیں۔

ف۱: یعنی جو معمولی منزل ہے اس سے زیادہ نہ لے جاؤ اس پر سختی نہ کرو دار قطنی کی روایت میں ہے شیطان کی طرح چڑھے نہ رہو بلکہ منزل پر اُتر پڑو۔

ف۲: کیونکہ اگر ایسی زمین میں دیر تک رہو گے تو وہ جانور بے آب و علف دبلا ہو جائے گا اور اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہے گا۔

ف۳: اس لیے کہ دن کو کھانے پینے کی فکر اور دھوپ کی سختی اور راہ کے تماشوں میں شغل رہتا ہے برخلاف رات کے کہ سوائے چلنے کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا۔

ف۴: یعنی آنے جانے والے مسافر جنگلی جانور آتے جاتے رہتے ہیں۔ کچل جانے کا خوف ہے۔

ف۵: رات کو سانپ سڑکوں پر آیا کرتے ہیں چوٹ کرنے کو ڈسنے کو یا مسافروں کا گرا ہوا کھانا کھانے کو۔

(۲۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفر بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ [ف۱] روک دیتا ہے آدمی کو کھانے اور پینے اور سونے سے تو جب تم میں سے کوئی اپنے کام کو سفر کرے اور وہ کام پورا ہو جائے تو جلدی اپنے گھر لوٹ آئے۔ [ف۲]

ف۱: یعنی رنج ہے کیونکہ چلنے اور سوار ہونے اور اترنے میں ہمیشہ دقتیں ہوتی ہیں۔ سردی گرمی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ کھانے پینے کا انتظام اچھے طور سے نہیں ہوسکتا۔

ف۲: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے فائدہ سفر میں رہنا مکروہ ہے اور جلدی لوٹ آنا مستحب ہے کبھی کبھی سفر کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ سفر سے آب و ہوا تبدیل ہوتی ہے جو اکثر امراض سے نجات بخشتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا۔ سافروا تصحوا یعنی سفر کرو تندرست ہو جاؤ گے۔

٦٧۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالرِّفْقِ بِالْمَمْلُوْكِ

غلام لونڈی کے ساتھ نرمی کرنا

(۲۱٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مملوک کو (غلام لونڈی زیادہ کپڑا کھانا ملے گا) موافق دستور کے اور کام اس سے نہ لیا جائے طاقت سے۔

ف: یعنی جو کام اس سے ہو سکے وہ لیا جائے اس کی طاقت سے زیادہ کام لینا اور بوجھ ڈالنا درست نہیں۔

(۲۱۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ اِلَى الْعَوَالِیْ كُلَّ سَبْتٍ فَاِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِیْ عَمَلٍ لَّا يُطِيْقُهُ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہر ہفتے کے روز مدینے کے آس پاس گاؤں میں جایا کرتے تھے جب کسی غلام کو ایسے کام میں مشغول پاتے تھے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہوتا تو کم کر دیتے تھے۔

....

(۲۱۸) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرِ نِ الْاَصْبَحِیِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تُكَلِّفُوا الْاَمَةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبَ فَاِنَّكُمْ مَتٰى مَا كَلَّفْتُمُوْهَا ذٰلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيْرَ الْكَسْبَ فَاِنَّهُ اِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ وَعِفُّوْا اِذَا اَعَفَّكُمُ اللّٰهُ وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا.

مالک بن ابی عامر اصبحیؒ نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے سنا وہ خطبے میں فرماتے تھے کہ جو لونڈی کوئی ہنر نہ جانتی ہو اس کو مجبور مت کر کمائی پر کیونکہ جب تم اس کو مجبور کرو گے کمائی پر تو وہ کسب کرے گی۔ [ف۱] اور نابالغ غلام کو کمائی پر مجبور مت کرو کیونکہ وہ جب مجبور ہوگا تو چوری کرے گا اور جب اللہ تمہیں اچھی طرح روزی دیتا ہے تو تم بھی ان کو محنت معاف کر دو جیسے اللہ نے تمہیں معاف کی ہے اور لازم کر لو وہ کمائی جو حلال ہے۔ [ف۲]

ف۱: یعنی خرچی پر جائے گی اور روپیہ حاصل کر کے اپنے مالک کے پاس لائے گی اس لیے کہ وہ کوئی ہنر نہیں جانتی جس کے ذریعے سے کمائے۔
ف۲: یعنی حلال کمائی لونڈی غلام سے اگر ہو سکے تو کراؤ۔

٦٨۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَمْلُوْكِ وَ هَيْئَتِهٖ

غلام لونڈی کی تربیت اور وضع کا بیان

(۲۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعَبْدُ اِذَا نَصَحَ سَيِّدَهٗ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَجْرُ مَرَّتَيْنِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلام جب اپنے مولیٰ (آقا) کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت بھی اچھے طور سے کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہوگا۔

ف: کیونکہ اس نے دو حق ادا کیے ایک حق خدا کا جو سب کا مولیٰ ہے دوسرے اپنے مولیٰ کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو دو فرض ادا کرے وہ ایک فرض کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

(۲۲۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ فَدَخَلَ عَلٰى ابْنَتِهٖ حَفْصَةَ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ جَارِيَةَ اَخِيْكِ تَجُوْسُ النَّاسَ وَقَدْ تَهَيَّاَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَآئِرِ وَ اَنْكَرَ ذَالِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک لونڈی تھی اس نے آزاد عورتوں کی وضع بنائی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا اور اپنی صاحبزادی حضرت ام المؤمنین حفصہؓ کے پاس گئے اور کہا میں نے تیرے بھائی کی لونڈی کو دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع بنا کر لوگوں میں پھرتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اس کو برا جانا۔

ف: تا کہ آزاد اور لونڈی میں فرق رہے ورنہ لوگ دھوکا کھائیں گے۔

٦٩۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَيْعَةِ

بیعت کا بیان

(۲۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ.

عبداللہ بن دینارؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتے ماننے اور اطاعت کرنے پر تو (شفقت اور رحمت سے) آپؐ فرماتے کہ جہاں تک تم کو طاقت ہو۔

(۲۲۲) عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نِسْوَةٍ بَايَعْنَهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ فَقُلْنَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَّانُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نُسْرِقَ وَلَا نُزْنِيْ وَلَا نَقْتُلَ اَوْ لَادَنَا وَلَا نَاْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيْكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قَالَ قُلْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا هَلُمَّ نُبَايِعْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَآ اُصَافِحُ

امیمہ بنت رقیقہؓ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی بہت سی عورتوں میں جو بیعت کرنے کو آئی تھیں دین اسلام پر ان عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپؐ سے بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ شریک نہ کریں گی ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو ماریں گی اور نہ بہتان باندھیں گی اپنی طرف سے کسی پر اور نہ آپؐ کی نافرمانی کریں گی شرع کے کام میں رسول اللہ ﷺ نے (کمال شفقت اور محبت سے) فرمایا جہاں تک تمہاری طاقت یا

النِّسَآءَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِمَائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِیْ لِاِمْرَاَةٍ اَوْ مِثْلَ قَوْلِیْ لِاِمْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ.

قدرت ہے۔ ف۱ وہ عورتیں بولیں یا رسول اللہ! اللہ اور اس کا رسول ہم پر زیادہ شفقت رکھتا ہے خود ہم سے آیئے ہم آپؐ سے ہاتھ ملائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ ف۲ میرا کہہ دینا سو عورتوں سے ایسا ہے جیسا کہ ایک عورت سے۔

ف۱: رسول اللہ ﷺ نے اوران پر آسانی کردی کہ سب باتوں کی تعمیل ان کی طاقت کے موافق کردی تا کہ ان کا دل خوش ہو جس آدمی کا دل خوش ہوتا ہے وہ خوب اطاعت کرتا ہے۔

ف۲: آپؐ باوصف اس تقدس اور پاک نفسی کے غیر محرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے صرف زبان سے عورتوں کی بیعت کراتے تھے یا ہاتھ لگاتے تھے تو کپڑا ہاتھ پر رکھ لیتے تھے۔ اس زمانے کے جاہل پیروں نے اپنی مریدنیوں کو چھپنے سے منع کردیا اور ان سے بخوبی ہاتھ ملانے لگے اور دیوث مریدوں نے بھی غیرت کو چھوڑ کر اپنی بیبیوں کو پیروں کے حوالے کردیا ایسے پیر اور مریدنیاں سب فاسق اور فاجر ہیں خدا ان سے بچائے۔

(۲۲۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا كَتَبَ اِلٰی عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهٗ فَكَتَبَ اِلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِالْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ اُقِرُّلَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰی سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ بِهٖ.

عبداللہ بن دینارؒ سے روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ نے عبدالملک بن مروان کو لکھا بیعت نامہ اس مضمون سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ جل جلالہٗ کے بندے عبدالملک بن مروان کو جو حاکم ہے مسلمانوں کا (معلوم ہو) سلام ہو تجھ پر میں تعریف کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اقرار کرتا ہوں تیری بات سننے اور اطاعت کرنے کا اللہ جل جلالہٗ کے حکم کے موافق اور اس کے رسول کی سنت کے موافق جہاں تک کہ مجھے قدرت ہے۔

۷۰۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ
بری بات چیت کا بیان

(۲۲۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِهَآ اَحَدُهُمَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

ف: یعنی جس کو کافر کہا اگر وہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر وہی کافر رہا ورنہ یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔

(۲۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُوْلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو سنے کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ سب سے زیادہ تباہ ہے۔

ف: یعنی اور مسلمانوں کی ہجو کرے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھے وہ خود سب سے برا ہے۔

(۲۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے دہر کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ خود دہر ہے۔

ف: مشرکین کی عادت تھی کہ جب کوئی آفت آتی تو زمانے کو برا کہتے آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ زمانے سے کچھ نہیں ہوتا جو نعمت یا آفت آتی ہے اللہ کی طرف سے آتی ہے پھر اگر زمانے کی شکایت کی تو گویا اللہ کی شکایت کی۔ دہر کہتے ہیں زمانے کو اس کی گردش سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ خدا کو منظور ہے وہی ہوتا ہے نادان لوگ آسمان اور ستاروں کی گردش کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ عقیدہ بالکل شرک ہے۔

(۲۲۷) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيْرًا فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ فَقِيْلَ لَهُ تَقُوْلُ هٰذَا لِخِنْزِيْرٍ فَقَالَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ اُعَوِّدُ لِسَانِيَ الْمَنْطِقُ بِالسُّوْءِ.

یحیٰی بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک سور آیا راہ میں آپ نے فرمایا چلا جا سلامتی سے لوگوں نے کہا آپ سور سے اس طرح فرماتے ہیں (یعنی اس کو دھتکارتے نہیں سخت نہیں کہتے جیسے کہ لوگوں کی عادت ہے) آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری زبان کو بری بات چیت کی عادت نہ ہو جائے۔

۷۱۔ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهٖ مِنَ التَّحَفُّظِ فِي الْكَلَامِ

بات سمجھ بوجھ کر کہنا

(۲۲۸) عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِّضْوَانِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَلْقَاهُ.

بلال بن حارثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی ایک بات کہہ دیتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہو گا اس کی وجہ سے اللہ اپنی رضامندی قیامت تک اس بندے سے لکھ دیتا ہے اور ایک ایسی بات کہتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے قیامت تک اللہ اپنی ناراضگی اس بندے سے لکھ دیتا ہے۔

(۲۲۹) عَنْ اَبِيْ صَالِحِ نِ السَّمَّانِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ مَّا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آدمی بے سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جہنم میں جاتا ہے اور بن سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جنت میں جاتا ہے۔

۷۲۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ

بے ہودہ گوئی کی مذمت

(۲۳۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا اَوْ اِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ.

حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ دو آدمی پورب سے آئے انہوں نے خطبہ پڑھا لوگ سن کر فریفتہ ہو گئے آپؐ نے فرمایا بعض بیان جادو کا اثر رکھتا ہے۔

(۲۳۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ وَلَا

مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ مت باتیں کرو بے کار سوائے یاد الٰہی کے کہ کہیں سخت ہو جائیں دل تمہارے اور سخت دل دور ہے اللہ سے لیکن تم نہیں سمجھتے اور مت دیکھو دوسروں

تَنْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَاَنَّكُمْ اَرْبَابٌ وَانْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِكُمْ كَاَنَّكُمْ عَبِيْدٌ فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَّ مُعَافًى فَارْحَمُوْا اَهْلَ الْبَلَآءِ وَاحْمَدُوْا اللّٰهَ عَلَى الْعَافِيَةِ.

کے گناہ گویا تم ہی رب ہو اپنے گناہوں کو دیکھو اپنے تئیں بندہ سمجھ کر کیونکہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں بعض بیمار ہیں بعض اچھے ہیں تو رحم کرو بیماروں پر اور شکر کرو اللہ کا اپنی تندرستی پر۔

ف: یعنی شکر کرو تم کو خدا نے گناہوں سے بچایا اور گناہ گاروں کے لیے دعا کرو ان کو نصیحت کرو سمجھاؤ۔

(۲۳۲) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تُرْسِلُ اِلٰى بَعْضِ اَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُوْلُ اَلَا تُرِيْحُوْنَ الْكُتَّابَ.

مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعد نماز عشاء کے اپنے (گھر کے) لوگوں سے کہلا بھیجتیں اب بھی آرام نہیں دیتے لکھنے والے فرشتوں کو۔

ف: یعنی اب خاموش ہو کر سو رہو ملائکہ فرصت پائیں۔

۷۳۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغِيْبَةِ

غیبت کا بیان

(۲۳۳) عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ صَيَّادٍ اَنَّ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبِ الْمَخْزُوْمِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْغِيْبَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ اَنْ يَّسْمَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اِنْ كَانَ حَقًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذَالِكَ الْبُهْتَانُ.

حضرت مطلب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے غیبت کس کو کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا کسی کا حال ایسا بیان کرے جو اگر وہ سنے تو اس کو برا معلوم ہو وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ! اگرچہ سچ ہو آپؐ نے فرمایا اگر جھوٹ ہو تو وہ بہتان ہے۔

ف: یعنی غیبت تو اسی کو کہتے ہیں کہ سچ سچ کہے پیٹھ پیچھے یہی بڑا گناہ ہے اگر جھوٹ کہے گا تو معاذ اللہ اور زیادہ گناہ گار ہو گا وہ بہتان ہے۔

۷۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ

زبان کے گناہ کا بیان

(۲۳۴) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَّقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تُخْبِرُنَا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْاُوْلٰى فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اَلَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ ذَالِكَ اَيْضًا فَقَالَ الرَّجُلُ اَلَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ ذَالِكَ اَيْضًا ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْاُوْلٰى فَاَسْكَتَهٗ رَجُلٌ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَّقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ بچا دے دو چیزوں کی برائی سے تو وہ جائے گا جنت میں ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! آپؐ ہم کو نہیں بتاتے وہ دو چیزیں کیا ہیں آپؐ چپ ہو رہے پھر آپؐ نے یہی فرمایا وہ شخص یہی بولا اور آپؐ چپ ہو رہے پھر آپؐ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولا (یعنی آپؐ ہم کو نہیں بتاتے) پھر آپؐ نے یہی فرمایا وہ شخص بولا آپؐ ہم کو نہیں بتاتے پھر آپؐ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولے جاتا تھا اتنے میں ایک دوسرے شخص نے اس کو چپ کرا دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرمایا جس کو اللہ دو چیزوں کے شر سے بچا دے وہ جنت میں جائے گا ایک وہ جو اس کے دونوں جبڑوں

مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ.

کے بیچ میں ہے (زبان) دوسرے وہ جو اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہے (شرمگاہ) تین بار آپ نے اس کو ارشاد فرمایا۔

ف: یعنی اکثر گناہوں کے باعث یہی دو چیزیں ہوا کرتی ہیں جب ان دونوں کو آدمی روک لے گا تو لامحالہ بڑے بڑے گناہوں سے بچ جائے گا۔

(۲۳۵) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هٰذَا اَوْرَدَنِيَ الْمَوَارِدَ.

42 اسلم عدویؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو بخشے اللہ تم کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اسی نے مجھ کو تباہی میں ڈالا ہے۔

۷۵۔بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مُنَاجَاتِ اثْنَيْنِ دُوْنَ وَاحِدٍ

دو آدمی ایک کو چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں

(۲۳۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِيْ بِالسُّوْقِ فَجَآءَهُ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرَ الرَّجُلِ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهُ فَدَعَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً فَقَالَ لِيْ وَلِلرَّجُلِ الَّذِيْ دَعَاهُ اسْتَاخِرَا شَيْئًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يُنَاجِي اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ فَاِنَّ ذَالِکَ يَحْزُنُهُ.

عبداللہ بن دینارؒ سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں اور عبداللہ بن عمر خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے عبداللہ بن عمرؓ سے کان میں کچھ کہنا چاہا اور عبداللہؓ کے ساتھ سوائے میرے اور اس شخص کے جو کان میں کہنے کو آیا تھا اور کوئی نہ تھا عبداللہ بن عمرؓ نے ایک اور شخص کو بلایا اب ہم چار آدمی ہو گئے پھر عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ کو اور چوتھے شخص کو کہا ذرا ہٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ دو آدمی ایک کو اکیلا چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں اس سے تیسرے آدمی کو رنج ہوتا ہے۔

....

(۲۳۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَلَا يُنَاجِي اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو دو مل کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر۔

ف: اس واسطے کہ تیسرے آدمی کو رنج ہوگا وہ خیال کرے گا کہ میں مشورے کے لائق نہیں ہوں یا میری کچھ بدی کر دیتے ہیں جب اس کے ساتھ ایک اور آدمی ہوگا تو اس کو رنج نہیں ہوگا۔

۷۶۔بَابُ مَا جَآءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكِذْبِ

سچ اور جھوٹ کا بیان

(۲۳۸) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْذِبُ امْرَاَتِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاخَيْرَ فِي الْكِذْبِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعِدُهَا

صفوان بن سلیمؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میں اپنی عورت سے جھوٹ بولوں آپ نے فرمایا جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے اور اس میں کچھ بھلائی وخیر نہیں پھر وہ شخص بولا

وَاَقُوْلُ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ.

میں اپنی عورت سے وعدہ کروں اور اس سے کہوں میں تیرے لیے یوں کر دوں گا یہ بنا دوں گا آپ نے فرمایا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

ف: خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں خدا کے نزدیک یہ امر بڑا ناگوار ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرو نہیں۔

(۲۳۹) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَالْبِرُّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرُ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ اَلَا تَرٰى اَنَّهُ يُقَالُ صَدَقَ وَبَرَّ وَكَذَبَ وَفَجَرَ.

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے (بخاری مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے) لازم جانو تم سچ بولنے کو کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور بچو تم جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ برائی کا راستہ بتاتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے کیا تم نے نہیں سنا لوگ کہتے ہیں فلاں نے سچ بولا نیک ہوا جھوٹ بولا بدکار رہوا۔

(۲۴۰) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى يُرِيْدُوْنَ الْفَضْلَ فَقَالَ اللُّقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكِيْ مَالَا يَعْنِيْ.

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ تم کو کس وجہ سے اتنی بزرگی حاصل ہوئی لقمانؑ نے کہا سچ بولنے سے اور امانت داری سے اور لغو کام چھوڑ دینے سے۔

(۲۴۱) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ لَايَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ فَتُنْكَتُ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ حَتّٰى يَسْوَدَّ قَلْبُهٗ فَيُكْتَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے پہلے اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ ہوتا ہے پھر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ (اس کا نام) اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔

(۲۴۲) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهُ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا.

صفوان بن سلیمؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بودا و بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں [1]

ف: اس حدیث سے جھوٹ کی بہت برائی معلوم ہوئی۔

۷۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَذِي الْوَجْهَيْنِ

مال کو برباد کرنے کا (یعنی اسراف کا بیان) اور ذوالوجہین (دوغلے) کا بیان

ف: ذوالوجہین وہ شخص جس کے دو منہ ہوں یعنی جہاں جائے وہاں خوشامد کی بات کہہ دے ہر ایک فریق سے ملا رہے۔ (یعنی دوغلہ)

[1] جائے عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد مسلمان سب کچھ کر سکتا ہے جھوٹ، فسق و فجور، ترک نماز، زنا، چوری وغیرہ یہود کی طرح یہ کہہ کر کہ سیغفر لنا (ہماری بخشش و شفاعت ہو جائے گی) ۱۲ مص

(۲۴۳) عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا يَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ وَ اَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَّلَاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ' وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.

ابو صالحؒ سے روایت ہے (انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوش ہوتا ہے تین باتوں پر اور ناراض ہوتا ہے تین باتوں پر خوش ہوتا ہے اس سے پوجو تم اسی کو اور شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی کو اور پکڑے رہو اللہ کی رسی کو (یعنی قرآن کو) اور نصیحت کرو اپنے حاکم کو (یعنی نیک باتیں اسے بتلاؤ اور بری باتوں سے بچاؤ) اور ناراض ہوتا ہے بہت باتیں کرنے سے اور مال تلف کرنے سے (یعنی بے جا خرچ کرنے سے) اور بہت مانگنے اور سوال کرنے سے)

ف: یعنی بھیک مانگنے سے یا بہت سوال کرنے سے۔ شرع کی باتوں میں بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔

(۲۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُوالْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَّهٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہت برا سب آدمیوں میں ذوالوجہین (دوغلا) ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے وہاں انہی کی سی بات کہہ دے جب دوسرے گروہ میں آئے وہاں ان کی سی بات کہے۔

....

۷۸۔بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَذَابِ الْعَامَّةِ بِعَمَلِ الْخَآصَّةِ

چند آدمیوں کے گناہ کی وجہ سے ساری خلقت کا تباہ ہونا

(۲۴۵) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت بھی تباہ ہوں گے جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے آپؐ نے فرمایا ہاں جب گناہ بہت ہونے لگیں۔

(۲۴۶) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ وَلٰكِنْ اِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا نِ اسْتَحَقُّوا الْعُقُوْبَةَ كُلُّهُمْ.

عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے تھے کہ اللہ جل جلالہٗ کسی خاص شخصوں کے گناہ کے سبب عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا مگر جب گناہ کی بات علانیہ کی جائے گی تو سب کے سب عذاب کے لائق ہوں گے۔

ف: جو گناہ کرتے ہیں وہ تو گناہ کی وجہ سے اور جو نہیں کرتے وہ اس وجہ سے کہ منع نہیں کرتے اگر وہ نہیں مانتے تو وہ اس ملک سے چلے نہیں جاتے ہجرت نہیں کرتے وہیں رہتے ہیں۔

۷۹۔بَابُ مَا جَآءَ فِی التُّقٰى

اللہ سے ڈرنے کا بیان

(۲۴۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَ حَآئِطًا فَسَمِعْتُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ جِدَارٌ وَهُوَ فِیْ جَوْفِ الْحَآئِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ بَخٍ بَخٍ يَابْنَ الْخَطَّابِ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ اَوْلَيُعَذِّبَنَّكَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ ایک باغ میں تھے اور میرے ان کے درمیان ایک دیوار تھی۔ آپ فرماتے تھے واہ واہ اے خطاب کے بیٹے ڈر اللہ سے نہیں تو اللہ عذاب کرے گا تجھ کو۔

(۲۴۸) عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُوْلُ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَمَا يَعْجَبُوْنَ بِالْقَوْلِ.

قاسم بن محمد کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔

۸۰۔بَابُ الْقَوْلِ اِذَا سَمِعْتَ الرَّعْدَ

بادل گرجنے کے وقت کیا کہنا چاہیے

(۲۴۹) عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ يَتْرُكُ الْحَدِيْثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْوَعِيْدَ لِاَهْلِ الْاَرْضِ شَدِيْدٌ.

عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور کہتے کہ پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی بیان کرتا ہے رعد[1] (ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اس کی آواز ہے جو گرج معلوم ہوتی ہے) اور بیان کرتے ہیں فرشتے پاکی اس کی اس کے ڈر سے پھر کہتے تھے کہ یہ آواز زمین کے رہنے والوں کے واسطے سخت وعید ہے۔

....

ف: امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا رعد (کڑک وگرج) کیا ہے آپؐ نے فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہے آگ کا اس سے ہنکاتا ہے ابر کو جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے انہوں نے کہا یہ آواز کاہے کی ہے آپؐ نے فرمایا یہ آواز اسی فرشتے کی ہے یہودی کہنے لگے سچ کہا آپ نے۔(ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا)

۸۱۔بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَرِكَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے کا بیان

(۲۵۰) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَرَدْنَ اَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَيَسْاَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے بعد آپ کی وفات کے چاہا کہ حضرت عثمانؓ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اور اپنا ترکہ طلب کریں تو حضرت عائشہؓ نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

ف: آپؐ نے فرمایا ہم جماعت انبیاء ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی واسطے انہوں نے آپ کا ترکہ آپؐ کے وارثوں کو نہ دیا۔

(۲۵۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے وارث ترکے کو تقسیم نہ کریں گے جو میں چھوڑ جاؤں اپنی بیبیوں کی خوراک کے بعد ف[1] اور عامل کے خرچ کے بعد وہ سب صدقہ ہے۔ ف[2]

---

[1] رعد کے معنی کڑک وگرج اور بادلوں کی گڑگڑاہٹ۔اس کی تسبیح (خدا کی پاکی بیان کرنا) بالکل اسی طرح ہے جیسے درخت وکائنات کی تسبیح کا ذکر قرآن میں آیا ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔۱۲مص

ف۱: یعنی بیبیوں کا خرچ اس ترکے میں سے ملے کیونکہ ان کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔
ف۲: عامل سے مراد خلیفہ ہے یعنی جو میرا خلیفہ ہو وہ اپنا خرچ بقدر محنت کے لے لے یا جو شخص اس مال میں محنت کرے۔

۸۲۔بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ جَهَنَّمَ
جہنم کا بیان

(۲۵۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُ بَنِیْ آدَمَ الَّتِیْ يُوْقِدُوْنَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ اِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّيْنَ جُزْءًا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آدمیوں کی آگ جس کو وہ سلگاتے ہیں ایک جز ہے ستر جزوں میں سے جہنم کی آگ کا (یعنی جہنم کی آگ میں اس آگ سے انہتر حصے زیادہ جلن اور تیزی ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! یہی آگ دنیا کی کافی تھی (جلانے کو) آپؐ نے فرمایا وہ آگ اس آگ سے انہتر حصے زیادہ ہے۔

(۲۵۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ اَتَرَوْنَهَا حَمْرَآءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهٖ نَهِیَ اَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ وَالْقَارُ الزِّفْتُ.

ابو ہریرہؓ نے کہا کیا تم جہنم کی آگ کو سرخ سمجھتے ہو جیسے دنیا کی آگ، وہ قار سے بھی زیادہ سیاہ ہے اور قار زفت کو کہتے ہیں۔

ف: قار ایک روغن ہے سیاہ جو کشتیوں کو لگایا جاتا ہے نہایت کالا ہوتا ہے جیسے تارکول۔

۸۳۔بَابُ التَّرْغِيْبِ فِی الصَّدَقَةِ
صدقے کی فضیلت کا بیان

(۲۵۴) عَنْ اَبِی الْحُبَابِ سَعْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا طَيِّبًا فَاِنَّهُ اِنَّمَا يَضَعُهَا فِیْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ يُرَبِّيْهَا لَهٗ كَمَا يُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِيْلَهٗ حَتّٰی يَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

سعد بن یسارؒ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص حلال مال سے صدقہ دے اور اللہ جل جلالہٗ نہیں قبول کرتا مگر مال حلال کو تو ... صدقے کو اللہ جل جلالہٗ کی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور پروردگار اس کو پرورش کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے پالتا ہے اپنے بچھیرے کو یا اونٹ کے بچے کو یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

....

(۲۵۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِیٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَآءٍ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَيْرُحَآءُ وَ اِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ

انس بن مالکؓ کہتے تھے کہ ابوطلحہؓ سب انصار سے زیادہ مدینے میں مال رکھتے تھے یعنی کھجور کے درخت سب سے زیادہ ان کے پاس تھے اور سب مالوں میں ان کو ایک باغ بہت پسند تھا جس کو بیرحاء کہتے تھے اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا رسول اللہ اس میں جایا کرتے تھے اور وہاں کا پانی جو بہت اچھا تھا پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم نیکی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو گے اس مال میں سے جس کو تم چاہتے ہو تو ابوطلحہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ! اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی

اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَخٍ ذَالِكَ مَالٌ رَّآئِحٌ ذَالِكَ مَالٌ رَآئِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهُ فِی الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِیْ عَمِّهٖ.

تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء پسند ہے وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں میں اللہ سے اس کی بہتری اور جزاء چاہتا ہوں اور وہ میرا ذخیرہ ہے اللہ کے پاس آپ نے فرمایا واہ واہ یہ مال تو بڑا اجر لانے والا ہے یا بڑے نفع والا ہے اور میں سن چکا ہوں جو تم نے اس مال کے بارے میں کہا ہے میرے نزدیک تم اس مال کو اپنے عزیزوں میں بانٹ دو اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! بانٹ دوں۔[1] پھر ابوطلحہؓ نے اس کو تقسیم کر دیا اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں میں۔

(۲۵۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَعْطُوا السَّآئِلَ وَاِنْ جَآءَ عَلٰی فَرَسٍ.

زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو سائل کو اگرچہ آئے وہ گھوڑے پر۔

ف: اس حدیث میں اختلاف علماء ہے۔قزوینی نے کہا موضوع ہے كَمَا حَكَاهُ الشَّوْكَانِيُّ فِي الْفَوَائِدِ الْمَجْمُوْعَةِ.[2]

ابن عبدالبر نے کہا اس باب میں کوئی سند جس کے ساتھ کوئی احتجاج (حجت) درست ہو میرے علم میں نہیں ہے اور ابن عدی نے اس حدیث کو بطریق عبداللہ بن زید موصولاً روایت کیا ہے لیکن عبداللہ ضعیف ہے اس حدیث کا ایک شاہد ہے جس کو احمد اور ابوداؤد اور قاسم اصبغ نے حسین بن علی سے مرفوعاً روایت کیا ہے سائل کا حق اگرچہ آئے گھوڑے پر اس کی سند کو عراقی وغیرہ نے جید کہا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ قوی نہیں ہے اور سیوطی وغیرہ نے اس کو حسن کہا ہے بالجملہ اس کا کوئی طریق علت سے خالی نہیں معلوم ہوتا ہے اور جس نے حسن کہا ہے اس نے بوجہ تعدد طرق واعتضاد بالمرسل کے حسن کہا ہے مگر ہر تعدد طرق واعتضاد بالمرسل موجب حسن نہیں ہوتا ہے كَمَا تَقَرَّرَ فِيْ اُصُوْلِ الْحَدِيْثِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِيْهِ (جیسا کہ اصول حدیث میں ثابت ہوا ہے تو اس میں بحث لازمی ہے)

(۲۵۷) عَنْ حَوَّآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا نِسَآءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ اِحْدٰكُنَّ لِجَارَتِهَا وَلَوْكُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقٍ.

حوا بنت یزید بن سکنؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اے مسلمان عورتو! نہ حقیر کرے کوئی تم میں سے کسی ہمسائی اپنی کو اگرچہ وہ ایک کھر بھیجے بکری کا جلا ہوا۔

(۲۵۸) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ مِسْكِيْنًا سَاَلَهَا وَهِیَ صَائِمَةٌ وَلَيْسَ فِیْ بَيْتِهَا اِلَّا رَغِيْفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَّهَا اَعْطِيْهَا اِيَّاهُ فَقَالَتْ لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِيْنَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اَعْطِيْهَا اِيَّاهُ قَالَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک فقیر آیا مانگتا ہوا اور آپ روزہ دار تھیں اور گھر میں کچھ نہ تھا سوائے ایک روٹی کے آپ نے کہا اپنی لونڈی سے کہ یہ روٹی فقیر کو دے دے وہ بولی آپ کے افطار کے لیے کچھ نہیں ہے آپ نے کہا دے دے لونڈی نے وہ روٹی

---

[1] یا یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ یارسول اللہ بانٹ دیتا ہوں۔۱۲مص

[2] جیسے کہ شوکانی نے فوائد مجموعہ نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔۱۲مص

فَـفَـعَـلْـتُ قَـالَـتْ فَلَمَّا اَمْسَيْنَآ اَهْدٰى لَنَا اَهْلُ بَيْتٍ اَوْ اِنْسَـانٌ مَّا كَانَ يُهْدِىْ لَنَا شَاةً وَّ كَتِفَهَا فَدَعَتْنِىْ عَآئِشَةُ فَقَالَتْ كُلِىْ مِنْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ قُرْصِكِ.

فقیر کے حوالے کر دی شام کو ایک گھر میں سے حصہ آیا بکری کا گوشت پکا ہوا حضرت عائشہؓ نے لونڈی کو بلا کر کہا کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔

(۲۵۹) عَنْ مَـالِكٍ قَـالَ بَلَغَنِىْ اَنَّ مِسْكِيْنًا نِ اسْتَطْعَمَ عَـائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ ﷺ وَبَـيْـنَ يَـدَيْهَا عِـنَبٌ فَقَالَتْ لِاِنْسَـانٍ خُـذْ حَبَّةً فَـاَعْـطِـهِ اِيَّـاهُ فَـجَـعَـلَ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَيَـعْـجَـبُ فَـقَـالَتْ عَائِشَةُ اَتَعْجَبُ كَمْ تَرٰى فِىْ هٰذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ.

امام مالکؒ نے کہا کہ ایک مسکین نے سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کے سامنے انگور رکھے تھے انہوں نے ایک آدمی سے کہا ایک دانہ انگور کا اٹھا کر اس کو دے دے وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک دانہ کئی ذروں کے برابر ہے (اور ایک ذرے کا ثواب بھی ضائع نہ ہوگا)

۸۴۔بَابُ مَا جَآءَ فِى التَّعَفُّفِ عَنِ الْمَسْاَلَةِ

سوال سے بچنے کا بیان

(۲۶۰) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْـخُدْرِىِّ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَـفِـدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِىْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِـرَهُ عَـنْـكُـمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِىَ اَحَدٌ عَطَآءً هُوَ خَيْرٌ وَّ اَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ.

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگون نے سوال کیا رسول اللہ ﷺ سے آپؐ نے ان کو دیا پھر انہوں نے سوال کیا آپؐ نے پھر دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپؐ کے پاس تھا تمام ہوگیا پھر آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جہاں تک مال ہوگا میں تم سے دریغ نہ کروں گا لیکن جو سوال سے بچے گا تو اللہ جل جلالہٗ بھی اس کو بچائے گا اور جو قناعت کر کے اپنی تونگری ظاہر کرے گا تو اللہ جل جلالہٗ اس کو غنی کر دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ جل جلالہٗ اس کو صبر کی توفیق دے گا اور کوئی نعمت جو لوگوں کو دی گئی ہے صبر سے زیادہ بہتر اور کشادہ نہیں ہے۔

(۲۶۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُـوَ عَـلَـى الْـمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِىَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِىَ السَّآئِلَةُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ اس وقت منبر پر ذکر کرتے صدقے کا اور سوال سے بچنے کا اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے اوپر والا خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔

(۲۶۲) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَ رَدَدْتَّهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ اَخْبَرْتَنَا اَنَّ خَيْرًا لِّاَحَدِنَا اَنْ لَّايَاْخُذَ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا ذَالِكَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ فَاَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَّرْزُقُكَ اللّٰهُ فَقَالَ عُمَرُ

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کے پاس کچھ مال بھیجا حضرت عمرؓ نے اس کو پھیر دیا پوچھا تم نے کیوں پھیر دیا حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے جو کسی سے کچھ نہ لے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مانگ کر کچھ نہ لے اور جو بن مانگے آئے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے حضرت عمرؓ نے کہا قسم اس ذات کی جس

بْنُ الْخَطَّابِ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَآ اَسْئَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَاْتِيْنِيْ شَيْءٌ مِّنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اِلَّا اَخَذْتُهٗ.

کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اب کسی سے کچھ نہ مانگوں گا اور جو بن مانگے میرے پاس آئے گا اس کو لے لوں گا۔

(٣٦٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَاْخُذُ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْطِبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّاْتِيَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَيَسْاَلُهٗ اَعْطَاهُ اَوْمَنَعَهٗ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک تم میں سے اپنی رسی میں لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لا دے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ وہ ایسے شخص کے پاس آئے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس سے مانگے وہ دے یا نہ دے۔

ف: یعنی محنت مزدوری کر کے کھانا سوال سے بہتر ہے اس میں کچھ ذلت نہیں اور سوال بڑے شرم کی بات ہے۔

(٣٦٤) عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ قَالَ اَنَا نَزَلْتُ وَاَهْلِيْ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ قَالَ لِيْ اَهْلِيْ اذْهَبْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْاَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَّاْكُلُهٗ وَجَعَلُوْا يَذْكُرُوْنَ مِنْ حَاجَتِهِمْ فَذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهٗ رَجُلًا يَّسْاَلُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا اَجِدُ مَا اُعْطِيْكَ فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَّهُوَ يَقُوْلُ لَعَمْرِيْ اِنَّكَ لَتُعْطِيْ مَنْ شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ يَغْضَبُ عَلَيَّ اَنْ لَّا اَجِدُ مَا اُعْطِيْهِ مَنْ سَاَلَ مِنْكُمْ وَلَهٗ اَوْقِيَّةٌ اَوْعِدْلُهَا فَقَدْ سَاَلَ اِلْحَافًا قَالَ الْاَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلِقْحَةٌ لَّنَا خَيْرٌ مِّنْ اَوْقِيَّةٍ قَالَ مَالِكٌ وَّالْاَوْقِيَّةُ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَسْاَلْهُ فَقَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذَالِكَ بِشَعِيْرٍ وَّ زَبِيْبٍ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى اَغْنَانَا اللّٰهُ.

ایک شخص سے روایت ہے جو بنی اسد میں سے تھا کہ میں اور میرے گھر کے لوگ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے مقبرہ کا نام ہے) میں اترے میری بی بی نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور کھانے کے لیے آپؐ سے کچھ مانگ اور اپنی محتاجی بیان کی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور دیکھا کہ ایک شخص آپؐ سے سوال کر رہا ہے اور آپؐ فرماتے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں تجھ کو دوں وہ شخص غصے میں پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم اپنی عمر کی تم اسی کو دیتے ہو جس کو چاہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو وہ غصے ہوتا ہے اس بات پر کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں اس کو دوں جو شخص تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس چالیس درہم ہوں یا اتنا مال ہو تو اس نے لپٹ کر سوال کیا۔ ف۱ میں نے کہا ایک اونٹ ہم کو بہتر ہے چالیس درہم سے۔ ف۲ پھر میں لوٹ آیا اور میں نے آنحضرت ﷺ سے کچھ سوال نہیں کیا بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس جو اور خشک انگور آئے آپ نے ہم کو بھی اس میں سے حصہ دیا یہاں تک کہ اللہ نے غنی کر دیا ہم کو۔

ف۱: یعنی مسئول کو تنگ کر دیا ایسا سوال منع ہے۔

ف۲: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کے پاس چالیس درہم کی مقدار نقد ہو یا جنس تو سوال جائز نہیں ترمذی کی حدیث میں پچاس درہم ہیں۔

(٣٦٥) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ مَا نَقَصَتْ

علاء بن عبدالرحمٰنؒ کہتے کہ صدقہ دینے سے کسی مال میں کمی ونقصان

صَدَقَةٌ لِلّٰهِ مِنْ مَّالٍ وَّمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا يَّعْفُوْا اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.

نہیں ہوا اور جو بندہ معاف کرتا رہتا ہے اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور جو تواضع کرتا ہے اس کا رتبہ اور بلند کر دیتا ہے۔

۲۶۶: کہا مالکؒ نے مجھ کو معلوم نہیں یہ حدیث مرفوع ہے نبی ﷺ تک یا نہیں۔

ف: مسلم اور ترمذی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے علاء بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

۸۵۔بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّدَقَةِ

جو صدقہ مکروہ ہے اس کا بیان

(۲۶۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ.

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ درست نہیں ہے صدقہ محمدؐ کی آل کو ف۱ کیونکہ یہ میل ہے لوگوں کا۔ ف۲

ف۱: یعنی بنی ہاشم کو اور بعضوں نے کہا بنی المطلب کو بھی۔

ف۲: مراد اس صدقہ سے زکوٰۃ ہے اور نفل صدقہ سادات کے واسطے درست ہے۔

(۲۶۸) عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ سَاَلَهُ اِبِلًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهِ وَكَانَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهِ اَنْ تَحْمَرَّ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْاَلُنِيْ مَالَا يَصْلُحُ لِيْ وَلَا لَهُ فَاِنْ مَنَعْتُهُ كَرِهْتُ الْمَنْعَ وَاِنْ اَعْطَيْتُهُ اَعْطَيْتُهُ مَالَا يَصْلُحُ لِيْ وَلَا لَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَسْاَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا اَبَدًا.

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزمؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل کیا بنی عبدالاشہل میں سے صدقہ لینے پر جب لوٹ کر آیا تو رسول اللہ ﷺ سے صدقے کا اونٹ مانگا (اپنی اُجرت کے سوا) آپؐ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کے چہرہ مبارک پر غصہ معلوم ہوا۔ اور آپؐ کے غصے کی نشانی یہ تھی کہ آنکھیں آپ کی سرخ ہو جاتیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ بعض آدمی مانگتا ہے مجھ سے جو لائق نہیں دینا اس کو نہ مجھ کو اگر میں نہ دوں تو مجھے بھی برا معلوم ہوتا ہے (کیونکہ سخاوت آپ کی طبیعت خلقی تھی) اور جو دے دوں تو وہ چیز دیتا ہوں جو اس کو دینی درست نہیں وہ شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ اب میں کوئی چیز اس میں کی آپؐ سے نہ مانگوں گا۔

(۲۶۹) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّهُ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اَدْلِلْنِيْ عَلٰى بَعِيْرٍ مِّنَ الْمَطَايَا اَسْتَحْمِلُ عَلَيْهِ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ جَمَلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اَتُحِبُّ اَنَّ رَجُلًا بَادِنًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ غَسَلَ لَكَ مَاتَحْتَ اِزَارِهٖ وَرُفْغَيْهِ ثُمَّ اَعْطَاكَهُ فَشَرِبْتَهُ قَالَ فَغَضِبْتُ وَقُلْتُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَتَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اِنَّمَا الصَّدَقَةُ اَوْسَاخُ النَّاسِ

اسلم عدویؒ سے عبداللہ بن ارقمؓ نے کہا کہ مجھے ایک اونٹ بتا دے سواری کا میں اس کو حضرت عمرؓ سے کہہ کر اپنی سواری کے لیے لے لوں گا میں نے کہا اچھا ایک اونٹ ہے صدقے کا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا شخص گرمی کے دنوں میں اپنی شرمگاہ اور چڈے دھو کر تمہیں وہ پانی دے اور تو اس کو پی لے۔ اسلم کہتے ہیں کہ مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ تمہیں بخشے تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو۔ عبداللہ بن ارقمؓ نے کہا کہ صدقہ

يَغْسِلُوْنَهَا عَنْهُمْ.

بھی لوگوں کا میل ہے اور ان کا دھوون ہے۔

ف: تو تو نے مجھے کاہے کو صدقے کا اونٹ لینے کو کہا۔

٦٨۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ

(٢٧٠) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيْمَ اَوْصَى ابْنَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَآءَ وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْقُلُوْبَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلٍ.

علم حاصل کرنے کا بیان

حضرت لقمانؑ فرماتے تھے اپنے بیٹے سے مرتے وقت (اس بیٹے کا نام شکور تھا یا اسلم) کہ اے بیٹے میرے بیٹھا کر عالموں کے پاس اور اپنے گھٹنے ان سے ملا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلاتا ہے دلوں کو حکمت کے نور سے جیسے جلاتا ہے مری ہوئی زمین کو بارش سے۔

٨٧۔بَابُ: مَا يُتَّقٰى مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

(٢٧١) عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَّهُ يُدْعٰى هُنَيًّا عَلَى الْحِمٰى فَقَالَ يَاهُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ النَّاسِ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُجَابَةٌ وَاَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَالْغُنَيْمَةِ وَ اِيَّايَ وَ نَعَمَ بْنِ عَفَّانَ وَابْنِ عَوْفٍ فَاِنَّهُمَا اِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اِلٰى زَرْعٍ وَّنَخْلٍ وَّ اِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَالْغُنَيْمَةِ اِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُ يَاْتِيْنِيْ بِبَنِيْهِ فَيَقُوْلُ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَتَارِكُهُمْ اَنَا لَا اَبَالَكَ فَالْمَآءُ وَالْكَلَاۤءُ اَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ اَنْ قَدْ ظَلَمْتُهُمْ وَاِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَاَسْلَمُوْا عَلَيْهَا فِي الْاِسْلَامِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِيْ اَحْمِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

مظلوم کی بددعا سے بچنے کا بیان

اسلم عدویؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ کو جس کا نام ہنی تھا عامل مقرر کیا حمیٰ پر (حمیٰ وہ احاطہ ہے جہاں صدقے کے جانور جمع ہوتے ہیں) اور کہا کہ اے ہنی اپنا بازو روکے رہ لوگوں سے (ظلم مت کر) کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور جس کے پاس تیس اونٹ ہیں یا چالیس بکریاں ان کو چرانے سے مت روک اور بچا رہ نعم بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے جانوروں پر رعایت کرنے سے کیونکہ اگر ان کے جانور تباہ ہو جائیں گے تو وہ اپنے باغات اور کھیتوں میں چلے آئیں گے اور تیس اونٹ والا اور چالیس والا اگر تباہ ہو جائے گا تو وہ اپنی اولاد کو لے کر میرے پاس آئے گا اور کہے گا اے امیر المؤمنین! اے امیر المؤمنین! پھر کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا (ان کی خبر گیری نہ کروں گا) تیرا باپ نہ ہو (یہ ایک بددعا ہے عرب کے محاورے میں) پانی اور گھاس دینا آسان ہے مجھ پر سونا چاندی دینے سے قسم اللہ کی وہ جانتے ہیں میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ وہ ان کی زمین ہے اور انہی کا پانی ہے جس پر لڑے زمانہ جاہلیت میں پھر مسلمان ہوئے اسی زمین اور پانی پر۔[1] قسم خدا کی اگر یہ صدقے کے جانور نہ ہوتے جو انہی کے کام میں آتے ہیں خدا کی راہ میں تو میں ان کی زمین سے ایک بالشت بھر بھی نہ لیتا۔

---

[1] تو وہ انہی کا ہوا۔ یہ خیال ان کا ہے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ وہ زمین بنجر تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے آباد کیا تھا صدقے کے جانوروں کے لیے تو اوروں کو اپنے جانور چرانے کا وہاں استحقاق نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

٨٨۔بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کے ناموں کا بیان

(٢٧٢) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ وَاَنَا لْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ.

محمد بن جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمدؐ (بہت سراہا ہوا) احمدؐ (سب مخلوقات سے زیادہ تعریف کے لائق) ماحیؐ (کفر کا مٹانے والا) میرے ہاتھ سے اللہ کفر مٹائے گا اور حاشرؐ سب کا حشر میرے قدم پر ہو گا۔ ف۱ اور عاقبؐ (خاتم الانبیاء) صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔ ف۲

....

ف۱: قدم کے معنوں میں مختلف قول ہیں:

❶ میرے سامنے۔یعنی لوگ قیامت کے دن میرے سامنے اٹھائے اور جمع کیے جائیں گے۔

❷ میرے زمانہ عہد و دین میں یعنی قیامت و حشر میرے ہی عہد و زمانہ دین میں ہوگا اور میری شریعت قیامت تک رہے گی منسوخ نہ ہوگی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

❸ میری حاضری و گواہی میں یعنی میری حاضری میں اکٹھے کیے جائیں گے تاکہ میں ان سب پر گواہ و شاہد ہوؤں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ﴿وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ ''تاکہ رسول تم پر گواہ ہو''۔

❹ میرے پیچھے۔یعنی آپؐ تو ان سے مقدم یعنی آگے آگے ہوں گے اور باقی لوگ پیچھے پیچھے ہوں گے۔ کیونکہ آپؐ ہی کی قبر شریف سب سے پہلے شق ہوگی اور پھر باقی سب کی۔اور وہ آپؐ کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔

❺ میرے بعد ہی۔یعنی قیامت میرے فوراً ہی بعد قائم ہو جائے گی۔ جیسے آپؐ نے فرمایا کہ ''میرا زمانہ نبوت اور قیامت دونوں بالکل اس طرح (قریب قریب) ہیں جس طرح کہ یہ دونوں (انگلیاں) تنویر الحوالک (مصحح)

ف۲: عاقب کے معنی سب کے بعد آنے والا یعنی سب انبیاء کے بعد مراد خاتم الانبیاء جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔(مصحح)

تمام ہوئی کتاب الجامع اور تمام ہوا ترجمہ مؤطا شریف کا اللہ جل جلالہٗ کے فضل اور انعام سے رمضان کی دسویں تاریخ ١٢٩٦ھ بروز جمعہ کو خدایا اپنے کرم اور رحمت سے اس کو قبول فرما اور آخرت میں ذریعہ مغفرت گردان۔ فقط

فقیر حقیر سراپا تقصیر

وحید الزماں